سِلسِلہ

اَحادیثِ صحیحہ (اُردو)

تحقیق:
فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتبویب و فوائد
استاذ الحدیث ابو الحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ
استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

تحقیق:

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تبویب وفوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

اشاعت ——— 2009
اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان

قدوسیہ اسلامک پریس
Ph: 42-37351124 , 37230585
E-mail: *maktaba_quddusia@yahoo.com*
Website: www.quddusia.com

فہرست ابواب جلد دوم

خرید وفروخت ،کمائی اور زُہد کا بیان

توبہ' نصیحتیں اور دل کو نرم کر دینے والی باتیں

جنت اور جہنم

حج اور عمرہ

حدود، معاملات، احکام

خلافت، بیعت، اطاعت اور امارت کا بیان

زکوۃ' سخاوت' صدقہ' ہبہ

شادی، بیویوں کے مابین انصاف، اولاد کی تربیت، ان کے درمیان انصاف اور ان کے اچھے نام

یہ باب جہاد، سفر، لڑائی اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے کے بارے میں ہے

سیرت نبوی اور شمائل النبی ﷺ کا بیان

روزے اور قیام کا بیان

طب اور عیادت کا بیان

طہارت اور وضوء کا بیان

(۷) اَلْبُیُوْعُ وَالْکَسْبُ وَالزُّهْدُ

خرید وفروخت، کمائی اور زُہد کا بیان

باب ترکنا رسول اللهﷺ علی مثل البیضاء

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں انتہا درجہ کی روشن ملت پر چھوڑا ہے

۱۱۸۹۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ، فَقَالَ: ((اَلْفَقْرَ تَخَافُوْنَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُصَبَّنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا، حَتّٰى لَا يُزِيْغَ قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاغَةً إِلَّا هِيَهْ، وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ)) قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: صَدَقَ ـ وَاللّٰهِ ـ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَنَا ـ وَاللّٰهِ ـ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ۔ [الصحیحة:۶۸۸]

ابو درداء ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم فقر کا ذکر کر کے اُس سے ڈر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم فقر سے ڈرتے ہو؟ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم کو دنیا کی خوب فراوانی دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر ٹیڑھا کرے گی تم میں سے کسی کے دل کو تو یہی دنیا اور اللہ کی قسم میں نے تم کو ایسی ملت پر چھوڑا ہے جو انتہا درجہ کی روشن ہے۔ اُس کے دن رات برابر ہیں۔ ابو درداء نے کہا، اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا، آپ نے ہمیں انتہا درجہ کی روشن ملت پر چھوڑا جس کے دن رات برابر ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۶۸۸۔ ابن ماجه (۵)، ابن ابی عاصم فی السنة (۴۷)

فوائد: مفہوم یہ ہے کہ جس طرح دن صاف اور روشن ہوتا ہے، اُس میں ہر چیز عیاں، واضح اور ظاہر نظر آتی ہے، اسی طرح دین کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، اس میں کسی طرح کی تاریکی اور الجھن نہیں، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کے تمام آداب اور احکام و مسائل حد درجہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔ رشد و ہدایت کی تمام قندیلیں روشن ہیں، جو چاہے جب چاہے اُن سے روشنی حاصل کرسکتا ہے۔

اتخاذ الغنم بابركة

برکت کے لیے بکریاں رکھنا

۱۱۹۰۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأُمِّ هَانِئٍ: ((اتَّخِذُوا الْغَنَمَ، فَإِنَّ فِيْهَا بَرَكَةً))

عائشہ ؓ سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی ؓ سے فرمایا بکریاں رکھو، بلاشبہ ان میں برکت ہے۔

تخریج: الصحیحة ۷۷۳۔ ابوبکر المقری ء فی الفوائد (المعجم ۷۷۳)' خطیب فی التاریخ (۷/ ۱۱)' ابن ماجه (۲۳۰۴)' واحمد (۶/ ۴۲۴)' عن ام ھانی ﷞

باب: بیوع محرمة

۱۱۹۱ـ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ بَعَثَ عِتَّابَ بْنَ أُسَیْدٍ إِلٰی مَکَّةَ، فَقَالَ ((أَتَدْرِیْ إِلٰی أَیْنَ أَبْعَثُكَ؟ إِلٰی أَھْلِ اللّٰہِ، وَھُمْ أَھْلُ مَکَّةَ، فَانْھَھُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنْ بَیْعٍ وَسَلَفٍ، وَعَنْ شَرْطَیْنِ فِیْ بَیْعٍ، وَرِبْحِ مَالَمْ یُضْمَنْ، وَبَیْعِ مَالَیْسَ عِنْدَكَ)). [الصحیحة: ۱۲۱۲]

باب: ممنوع تجارتیں

عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷠ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اُسید کو مکہ کی طرف حاکم مقرر فرما بھیجا اور فرمایا: کیا تو جانتا ہے میں تجھے کہاں بھیج رہا ہوں؟ اللہ کے اہل کی طرف اور وہ اہل مکہ ہیں۔ اُن کو چار چیزوں سے منع کر (۱) ایک ہی معاملہ میں بیع بھی اور قرض بھی (۲) ایک سودے میں دو شرطوں سے (۳) ایسی چیز کے نفع سے جس کے نقصان کا آدمی ضامن نہیں بن سکتا (۴) ایسی چیز کی بیع جو تیرے پاس نہیں ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۱۲۔ بغوی فی حدیث عیسی بن سالم الشاشی (ق ۱۰۸/ ۱)' ابو داود (۳۵۰۴)' ترمذی (۱۲۳۴)' نسائی (۴۶۱۵)' احمد (۲/ ۱۷۴)' من طریق آخر بنحوه

فوائد: اس حدیث میں لین دین کرتے ہوئے چار امور سے منع کیا گیا ہے۔ (۱) ایک ہی معاملہ میں بیع بھی اور اُدھار بھی۔ایک روایت کے الفاظ ہیں ﴿لَایَحِلُّ سَلَفٌ وَبَیْعٌ﴾ قرض و بیع حلال نہیں، یعنی ایسی بیع جائز نہیں جس میں ادھار یا قرض کی شرط ہو۔مثلاً آدمی کہے: میں تجھے یہ کپڑا پچاس روپے میں فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے پچیس روپے قرض دے۔ یا میں تجھے پچاس روپے ادھار دیتا ہوں تو مجھے اپنی فلاں چیز فروخت کر دے۔ (۲) ایک بیع میں دو شرطیں منع ہیں، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ ﴿یَقُوْلُ أَبِیْعُكَ ھٰذَا الثَّوْبَ وَعَلَیَّ خِیَاطُهُ وَقَصَارَتُهُ﴾ آدمی کہے یہ کپڑا میں تجھے اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ اس کی سلائی و کٹائی میں ہی کروا کردوں گا۔ امام البانی رحمہ اللہ نے امام ابن شیر رحمہ اللہ سے اس کی شرح یوں نقل فرمائی ہے کہ آدمی کہے ﴿بِعْتُكَ ھٰذَا الثَّوْبَ نَقْدًا بِدِیْنَارٍ وَنَسِیْئَةً بِدِیْنَارَیْنِ﴾ یہ کپڑا نقد ایک دینار کا اور ادھار دو دینار۔ یہ بیع ایک بیع میں دو بیعوں کی طرح ہی ہے۔ اس تشریح کی رو سے بھی مروجہ قسطوں کا کاروبار قطعاً جائز نہیں ہے۔ (۳) کسی سامان کا منافع اُس وقت تک حاصل کرنا درست نہیں جب تک وہ بائع کے قبضہ میں نہ آجائے۔ جس مال کی ضمانت ہی نہیں اُس کا نفع بھی درست نہیں۔ جب وہ مال آپ کی ضمانت میں آئے گا تو اس کا نفع بھی جائز ہوگا۔ بلکہ ایک روایت میں تو آپ نے صراحتہً فرمایا: ﴿إِذَا اشْتَرَیْتَ شَیْئًا فَلَا تَبِعْهُ حَتّٰی تَقْبِضَهُ﴾ ''جب تو کسی چیز کو خریدے تو اسے قبضہ میں آنے سے پہلے مت بیچ۔'' (۴) ایسی چیز کی خرید و فروخت جو فروخت کے وقت ملکیت میں نہ ہو جائز نہیں۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں مزید وضاحت ہے۔ ﴿مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا لَایَبِعْهُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهُ﴾ جو غلہ خریدے وہ مکمل وصولی سے قبل فروخت نہ کرے۔ مگر افسوس! اکثر مسلمان تاجر حضرات آپ ﷺ کے ان فرامین کی پروا تک نہیں کرتے اور آج تجارتی و کاروباری تمام نحوستوں کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم لین دین اور کاروبار میں شرعی اصول و ضوابط کا لحاظ نہیں رکھتے۔ جب آنحضرت ﷺ کے بیان کردہ کاروباری آداب و احکام کو پس پشت ڈال دیا جائے تو خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے۔

باب استحباب قلة المال

کم مال کا استحباب

١١٩٢ ـ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ مَرْفُوْعاً: ((اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ: يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ، وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ)).

[الصحيحة:٨١٣]

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، دو چیزوں کو آدم کا بیٹا ناپسند کرتا ہے، موت کو ناپسند کرتا ہے اور موت مومن کے لئے فتنے سے بہتر ہے۔ اور مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے اور مال کی کمی روزِ قیامت حساب کی کمی کا باعث ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۱۳۔ احمد (۵/ ۴۲۷، ۴۲۸) بغوی فی شرح السنة (۴۰۶۶) ابوعمر الدانی فی الفتن (۳۶)

فوائد: آدمی فتنوں میں الجھ کر اپنے نیک اعمال برباد کر بیٹھتا ہے، اس لیے فتنوں سے پناہ مانگتے ہوئے، عافیت کی موت کا خواہش مند رہنا چاہیے اور مندرجہ ذیل دعا کثرت سے پڑھتے رہیں ﴿اَللّٰهُمَّ إِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ﴾ اے اللہ! جب تو قوم سے فتنہ کا ارادہ کرے تو مجھے فتنے میں مبتلا کئے بغیر اپنے ہاں اٹھالے۔ اسی طرح مال کی قلت دنیا میں بھی سلامتی و عافیت کا باعث ہوتی ہے۔ دولت مندوں کے مسائل ومشاکل بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ کئی دولت مندوں سے سکھ چین، آرام اور راحت وسکون ساری زندگی ناراض رہتے ہیں۔ پل بھر بھی اُن کو الجھنوں سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ لین دین کی کشمکش میں ہی روح پرواز کر جاتی ہے اور پھر سخت حساب کے لیے عدالت الٰہی میں پیشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سلامتی کی موت اور برکت والا رزق نصیب فرمائے۔

باب منع من الشاة التي اخذت بغير اذن اهلها

اس بکرے کا گوشت کھانے سے رک جانا کہ جس کو اس کے مالک کی اجازت بغیر لیا گیا ہو

١١٩٣ ـ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا لَقِيْنَا دَاعِيَ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانَةَ تَدْعُوْكَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلٰى طَعَامٍ. فَانْصَرَفَ، وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ، وَجِيْءَ بِالطَّعَامِ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ وَوَضَعَ الْقَوْمُ أَيْدِيَهُمْ، فَنَظَرُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أُكْلَتَهُ فِي فِيْهِ لَا يُسِيْغُهَا فَكَفُّوْا أَيْدِيَهُمْ لِيَنْظُرُوْا مَا يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَأَخَذَ لُقْمَتَهُ فَلَفَظَهَا، وَقَالَ ((أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا، أَطْعِمُوْهَا الْأُسَارٰى)). [الصحيحة:٧٥٤]

انصاری صحابی سے روایت ہے کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے کیلئے گئے، جب ہم واپس آئے تو ہمیں قریش کی ایک عورت کا دعوت دینے والا شخص ملا، اس نے کہا: فلاں عورت آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کھانے کے لیے بلاتی ہے۔ آپ چلے اور بیٹھ گئے، ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھے اور کھانا لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے کھانا شروع کیا۔ پس اچانک صحابہ نے نبی پاک کی طرف دیکھا، آپ کا لقمہ آپ کے منہ میں ہے اور آپ اُس کو نگل نہیں رہے۔ صحابہ کھانے سے رک گئے، تاکہ دیکھیں رسول اللہ کیا کرتے ہیں، آپ نے لقمہ پکڑا اور اُس کو پھینک دیا اور فرمایا: مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بکری کا گوشت ہے جو اُس کے مالک کی اجازت کے

بغیر لی گئی ہے، اسے قیدیوں کو کھلا دو۔

تخریج: الصحیحة ۷۵۴۔ ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۷۵/ ۱)' ابو داود (۳۳۳۲)' بیهقی (۵/ ۳۳۵)' دار قطنی (۴/ ۲۸۶)

فوائد: اجتماعی امور میں اپنے بڑے یا امیر کی پیروی کرنی چاہیے، نیز مشکوک، ناجائز اور لقمۂ حرام سے ہر دم مومن کو اجتناب کرنا چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے منہ کے قریب پہنچنے والا نوالہ بھی پھینک دیا۔

اجمال فی طلب الدنیا

۱۱۹۴۔ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجْمِلُوْا فِي طَلَبِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ كُلًّا مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)).

[الصحيحة:۸۹۸]

دنیا کی تلاش میں جائز ذرائع استعمال کرنا

ابو حمید ساعدی ﷛ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی تلاش میں میانہ روی سے کام لو، ہر کوئی جس چیز کے لیے پیدا ہوا ہے وہ اُس کے لیے آسان کر دی جاتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۸۹۸۔ ابن ماجه (۲۱۴۲)' ابن ابی عاصم فی السنة (۴۱۸)' حاکم (۲/ ۳)' بیهقی (۵/ ۲۶۴)

فوائد: رزق یا دنیاوی منصب کی تلاش کے لیے ناجائز دھندوں کی بجائے سیدھی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ کیونکہ جو انسان کے نصیب میں ہوتا ہے وہ نیک کوشش سے بھی اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جو دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے ساری زندگی کنارہ کش رہتے ہیں۔

الوراثة مال الوارث

۱۱۹۵۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ حُلِيًّا وَلَمْ تُوصِ، فَهَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((احْبِسْ عَلَيْكَ مَالَكَ)). [الصحيحة:۲۷۷۹]

وراثت وارث کا مال ہے

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہتے ہیں ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا میری ماں فوت ہو گئی اور اس نے زیور چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی، اگر میں اُس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُسے نفع دے گا؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے مال کو اپنے پاس روکے رکھ۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۷۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۸۱)' احمد (۴/ ۱۵۰)

فوائد: ساری وراثت صدقہ کر کے خود مانگنا شروع کر دینا کوئی نیکی کا کام نہیں، بلکہ ایک صحابی کو رسول اللہ ﷺ نے موت کے وقت زیادہ صدقہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرما دیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ تو اپنی اولاد کو کشادہ حال چھوڑ کر جائے یہ صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ نیز میت کو اُسی عمل کا ثواب پہنچتا ہے جس کی اُس نے وصیت کی ہو یا نیت کی ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿أَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى﴾ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے کوشش کی۔

اجتناب الدنیا لانها خضرة حلوة

۱۱۹۶۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((احْذَرُوا الدُّنْيَا، فَإِنَّهَا

دنیا سے بچنا اس لیے کہ وہ سرسبز شاداب میٹھی ہے

مصعب بن سعد ﷛ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے بچو کیونکہ وہ سرسبز و شاداب اور میٹھی ہے۔

خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ)). [الصحیحة: ۹۱۰]

تخریج: الصحیحة ۹۱۰۔ احمد فی الزھد (۶۱) مرسلاً

فوائد: جب اللہ تعالیٰ انسان کو فراخی عطا کرتا ہے تو وہ دنیا کی عیش وعشرت میں اس قدر کھو جاتا ہے کہ اپنے محسن حقیقی کو ہی بھلا دیتا ہے۔ اس حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اُس دنیا داری سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا جو آدمی کو اس کے خالق ہی سے دور کر دے۔ اللہ کو یاد رکھتے ہوئے اور اُس کے احکامات کی پاسداری کرتے ہوئے آدمی اربوں کا مالک بھی بن جائے تو ایسا شخص دنیا دار نہیں کہلاتا۔ بلکہ وہ صدقات وخیرات سے اعلیٰ درجات حاصل کرسکتا ہے۔ آدمی دنیا دار اُسی وقت بنتا ہے جب وہ اپنے اللہ ہی کو بھلا دے۔

احسان مبایعة الأعرابی

۱۱۹۷۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيْهِ حُصَيْنِ بْنِ قَيْسٍ: أَنَّهُ حَمَلَ طَعَاماً إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَلَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَاذَا تَحْمِلُ يَا أَعْرَابِيُّ؟)) قَالَ: قَمْحاً، قَالَ: ((مَا أَرَدْتَّ بِهِ. أَوْ مَاتُرِيْدُ بِهِ؟)) قَالَ: أَرَدْتُ بَيْعَهُ، فَمَسَحَ رَأْسِي، وَقَالَ: ((أَحْسِنُوْا مُبَايَعَةَ الْأَعْرَابِيِّ)). [الصحیحة: ۳۲۳۵]

اعرابی کے ساتھ خرید وفروخت اچھے طریقہ سے کرنا

زیاد بن حصین اپنے باپ حصین بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مدینہ غلہ لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا: اے اعرابی تیرے پاس کیا سامانِ تجارت ہے؟ کہا گندم! آپ نے فرمایا: اس کے متعلق تیرا کیا ارادہ ہے؟ کہا میں اس کو بیچنا چاہتا ہوں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اعرابی کے ساتھ خرید وفروخت اچھے طریقے سے کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۳۵۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۵۹، ۵۲۹۴)، البزار (الکشف: ۱۲۷۳)، نسائی (۵۰۶۸)، مختصراً

فوائد: مزدوری اور محنت کرنے والے شخص کو حقارت اور مذاق کی نظر و یکھنے کی بجائے حوصلہ افزا اور قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیہاتی کو رزق کی تلاش میں دیکھا تو آپ نے محبت سے اُس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور صحابہ کو اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اخراج المرأة فی العدة بضرورة

۱۱۹۸۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتِي ثَلَاثاً، فَخَرَجَتْ تَجُدُّ نَخْلاً لَهَا، فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَنَهَاهَا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا: ((اُخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ، لَعَلَّكِ أَنْ تَصَدَّقِي مِنْهُ أَوْ تَفْعَلِي خَيْرًا)). [الصحیحة: ۷۲۳]

عدت میں عورت کا ضرورت کے تحت گھر سے نکلنا

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں، وہ اپنے کھجوروں کے باغ میں، کھجوریں چننے کے لیے نکلی، اسے ایک آدمی ملا اور اُس نے اُس کو روکا، وہ نبی ﷺ کے پاس آئی، معاملہ ذکر کیا آپ نے اُس سے کہا: تو نکل اور کھجوریں چن شائد تو اُس میں سے صدقہ کرے یا کوئی اور بھلائی کا کام کرے۔

تخریج: الصحیحة ۷۲۳۔ مسلم (۱۴۸۳)، ابوداود (۲۲۹۷)، نسائی (۳۵۸۰)، ابن ماجہ (۲۰۳۴)، احمد (۳/ ۳۲۱)

فوائد: دروانِ عدت ضرورت کے پیش نظر عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ کی حقیقت تک پہنچنے کے

لیے کسی مستند جید عالم دین سے رابطہ کرنا چاہیے۔

باب الأمر بتأدية الامانة

امانت کو ادا کرنے کا حکم

۱۱۹۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ)). [الصحيحة: ٤٢٣]

ابو ہریرہ ﷺ سے مرفوع روایت ہے، جس نے تیرے پاس امانت رکھی، اُس کو امانت ادا کر دے اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے، تو اُس کے ساتھ خیانت نہ کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۲۳۔ ابو داود (۳۵۳۵)' ترمذی (۱۲۶۴)' حاکم (۲/ ۴۶)

فوائد: دور حاضر کی حکومتیں عموماً ناجائز ٹیکسوں کے ذریعے غریب عوام کا خون چوس رہی ہیں، اس کے باوجود عوام کو اُن کے ساتھ خیانت کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ بجلی چوری کرنا یا دیگر لوازمات اور بلوں کی ادائیگی میں حکومت کو دھوکا دینا اس حدیث کی رو سے درست نہیں۔

فضل رجل ساهل في البيع

خرید وفروخت میں آسانی پیدا کرنے والے شخص کی فضیلت

۱۲۰۰۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلاً كَانَ سَهْلاً مُشْتَرِياً وَبَائِعاً، وَقَاضِياً ومُقْتَضِياً))[الصحيحة: ١١٨١]

عثمان بن عفان ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں داخل کیا، وہ خریدنے، بیچنے اور قرضہ ادا کرتے ہوئے اور قرض کا مطالبہ کرتے ہوئے نرم خو تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۸۱۔ بخاری فی التاریخ (۶/ ۲۶۷)' نسائی (۴۷۰۰)' ابن ماجه (۲۲۰۲)' احمد (۱/ ۵۸'۶۷)

باب ترجيح القول رب السلعة عند الاختلاف

اختلاف کے وقت سامان والے کے قول کو ترجیح دی جائے گی۔

۱۲۰۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَهُوَ مَايَقُوْلُ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتَتَارَكَانِ)). [الصحيحة:٧٩٨]

عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مرفوع روایت ہے، جب دو بیع کرنے والے جھگڑا کریں اور اُن میں سے کسی کے پاس گواہی نہ ہو تو وہی ہوگا جو سامان کا مالک کہے گا، یا وہ دونوں سودا چھوڑ دیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۸۔ ابو داود (۳۵۱۲)' ابن ماجه (۲۱۸۶)' دارمی (۲۵۵۲)' احمد (۱/ ۴۶۶)

من يخاف الخدعة في التجارة ما يقول عند البيعة

جس کو سودے میں دھوکے کا ڈر ہو تو وہ سودے کے وقت کیا کہے؟

۱۲۰۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، قَالَ: هُوَ جَدِّي مُنْقِذُ بْنُ عَمْرٍو، وَكَانَ رَجُلًا قَدْ أَصَابَتْهُ آفَةٌ فِي رَأْسِهِ فَكَسَرَتْ لِسَانَهُ، وَكَانَ لَايَدَعُ عَلَى ذٰلِكَ التِّجَارَةَ، وَكَانَ لَايَزَالُ يُغْبَنُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: ((إِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ فَقُلْ: لَاخِلَابَةَ ثُمَّ أَنْتَ فِي كُلِّ سِلْعَةٍ اِبْتَعْتَهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَإِنْ رَضِيتَ فَأَمْسِكْ وَإِنْ سَخِطْتَ فَارْدُدْهَا عَلَى صَاحِبِهَا)). [الصحيحة:۲۸۷۵]

محمد بن یحییٰ بن حبان ﷺ سے روایت ہے، انہوں نے کہا منقذ بن عمرو میرے دادا تھے' ان کے سر میں کوئی چوٹ لگی تھی۔ اس لیے اُن کی زبان ٹھیک نہ رہی اور وہ اس کے باوجود تجارت نہیں چھوڑتے تھے۔ اور وہ ہمیشہ دھوکا کھاجاتے تھے۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا، اور معاملہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: جب تو سودا کرے تو کہہ ''دھوکہ نہیں'' پھر تو جو سامان خریدے اُس میں تجھے تین راتوں تک اختیار ہے۔ اگر تجھے پسند ہو تو رکھ لے اور اگر ناپسند کرے اُس کو مالک پر واپس کردے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۵۔ ابن ماجہ (۲۳۵۵)' بخاری فی التاریخ (۸/ ۱۷۔ ۱۸)' ابن ابی شیبۃ (۱۴/ ۲۳۸)' بنحوہ

باب النهي عن المحفلة للبيع
فروخت کے لیے پستانوں میں دودھ روکنا حرام ہے

۱۲۰۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا بَاعَ أَحَدُكُمُ الشَّاةَ وَاللِّقْحَةَ، فَلَا يُحَفِّلْهَا)). [الصحيحة:۳۲۳٦]

ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے' کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بکری اور دودھ والی اونٹنی فروخت کرے، تو اُس کے دودھ تھنوں میں نہ روکے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۳٦۔ عبد الرزاق (۱۴۸٦۴)' ومن طریقہ احمد (۲/ ۲۷۳۔ ۲۷۴)' والنسائی (۴۴۹۱)' وابن حبان (۴۹٦۹)

فوائد: عرب میں بعض لوگ اونٹنی یا بکری کو فروخت کرنے سے چند دن قبل اُس کا دودھ نہیں دھوتے تھے۔ جب دو تین دن کے بعد دودھ بہت زیادہ اُتر آتا تو اُس کو لے کر منڈی میں آجاتے۔ خریدنے والا یہی سمجھتا کہ یہ معمول کے مطابق وافر مقدار سے دودھ دینے والا جانور ہے لیکن جب وہ لے کر گھر جاتا تو چند دنوں کے بعد حقیقت واضح ہوجاتی کہ میرے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کی دھوکہ دہی سے منع فرمایا ہے۔

باب ذم العينة
بیع عینہ کی مذمت

۱۲۰۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذِلًّا لَايَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوا إِلٰى دِينِكُمْ)). [الصحيحة:۱۱]

ابن عمر ﷺ سے مرفوع روایت ہے، جب تم عینہ کی بیع کرو گے اور بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے اور کھیتی باڑی کو پسند کرو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردے گا۔ جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں لوٹو گے، وہ اُس کو اتارے گا نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۔ ابوداود (۳۴٦۲)' بیہقی (۵/ ۳۱٦)' دولابی فی الکنی (۲/ ٦۵)

فوائد: بیع العینہ یہ ہے کہ ایک چیز ادھار بیچ کر پھر وہی چیز اُسی آدمی سے کم قیمت پر خرید لینا، مثلاً ایک آدمی نے دوسرے شخص کو کتاب پانچ سو روپے کے ادھار پر فروخت کردی۔ پھر وہی کتاب چار سو روپے میں نقد خرید لی۔ یعنی اپنی چیز بھی واپس لے لی اور سو روپیہ بھی اُس کے ذمہ قرض کر دیا، شرعاً ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز امتِ مسلمہ کی ذلت کا ایک بہت بڑا سبب بھی بیان فرمادیا کہ جب امت جہاد کو چھوڑ کر مال و متاع اور کھیتی باڑی کو ترجیح دینا شروع کر دے گی اور دعوت و جہاد سے اعراض کرے گی تو اللہ تعالیٰ اُس پر ذلت مسلط فرمادے گا۔ یہ ذلت مہنگائی کی شکل میں یا دشمنوں کے تسلط کی صورت میں یا دیگر المناک، کمرتوڑ، اچانک حادثات کے ذریعہ بھی مسلط ہو سکتی ہے۔

بيع الممنوعه و كسب الممنوعه

ممنوعہ بیوع اور ممنوعہ کمائی کے بارے میں

۱۲۰۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْخَمْرِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَقَالَ: ((إِذَا جَاءَكَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَامْلَأْ كَفَّيْهِ تُرَابًا)). [الصحيحة: ۱۳۰۳]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک آپ ﷺ نے شراب کی قیمت، زانیہ کی کمائی اور کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے اور کہا جب کوئی تیرے پاس کتے کی قیمت کے لئے آئے تو اُس کی ہتھیلیوں کو مٹی سے بھر۔

تخريج: الصحيحة ۱۳۰۳۔ ابوداود (۳۴۸۲)، بیہقی (۶/ ۶)، احمد (۱/ ۲۷۸، ۲۸۹)

من سرق له مال و قد باع السارق ماذا يفعل به

جس کا مال چوری ہوا اور چور نے مال بیچ بھی دیا۔ تو اس کا کیا کیا جائے گا

۱۲۰۶۔ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ عَامِلًا عَلَى الْيَمَامَةِ، وَأَنَّ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ: أَيُّمَا رَجُلٍ سُرِقَ مِنْهُ سَرِقَةٌ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا حَيْثُ وَجَدَهَا۔ ثُمَّ كَتَبَ ذٰلِكَ مَرْوَانُ إِلَيَّ وَكَتَبَ إِلَى مَرْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِأَنَّهُ: ((إِذَا كَانَ الَّذِي ابْتَاعَهَا. يَعْنِي: السَّرِقَةَ. مِنَ الَّذِي سَرَقَهَا غَيْرَ مُتَّهَمٍ يُخَيَّرُ سَيِّدُهَا: فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الَّذِي سُرِقَ مِنْهُ بِثَمَنِهَا، وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ)) ثُمَّ قَضَى بِذٰلِكَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِي إِلَى مُعَاوِيَةَ وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى مَرْوَانَ: إِنَّكَ لَسْتَ أَنْتَ وَلَا

عکرمہ بن خالد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اُسید بن حضیر نے اُسے خبر دی کہ وہ یمامہ کا گورنر تھا، تو مروان نے اُس کو خط لکھا کہ معاویہ نے اُسے لکھا ہے کہ جس آدمی کا کوئی مال چوری ہو جائے تو وہ جہاں اس مال کو پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ پھر یہی بات مروان نے مجھے لکھ کر بھیج دی۔ تو اُس نے مروان کو لکھا، کہ نبی ﷺ نے فیصلہ کیا ہے، کہ جس آدمی نے وہ چوری کی چیز چور سے خریدی اگر وہ آدمی بدنام نہیں ہے تو چوری کے مال کے مالک کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو چوری کا مال قیمت دے کر لے لے اور اگر چاہے تو چور کی تلاش کرے۔ پھر ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی یہی فیصلہ کیا۔ مروان نے یہ میرا خط معاویہ کو بھیج دیا تو معاویہ نے مروان کو لکھا کہ تو اور اُسید مجھ پر حاکم نہیں ہو بلکہ اُن امور جن میں میں تمہارا حاکم ہوں میرا فیصلہ چلے گا، اس لئے

أُسِيدٌ تَقْضِيَان عَلَيَّ وَلٰكِنِّي أَقْضِي فِيمَا وَلِّيتُ عَلَيْكُمَا، فَانْفُذْ لِمَا أَمَرْتُكَ بِهِ۔ فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِ مُعَاوِيَةَ، فَقُلْتُ: لَاأَقْضِي بِهِ مَاوَلِيتَ بِمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ۔ [الصحيحة:۶۰۹]

جو میں نے تمہیں حکم دیا ہے وہ کر۔تو مروان نے معاویہ کا خط بھیج دیا۔تو میں نے کہا کہ جب تک میں گورنر ہوں میں معاویہ کے فیصلہ پر عمل نہیں کروں گا۔

تخریج: الصحیحة ۶۰۹۔ نسائی (۴۶۸۴)' احمد (۴/ ۲۲۶)' حاکم (۲/ ۳۶)

باب البياع الحلاف يبغضه الله

قسمیں کھا کر مال بیچنے والے پر اللہ ناراض ہوتا ہے

۱۲۰۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ. الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ)). [الصحيحة:۳۶۳]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں سے اللہ عزوجل نفرت کرتے ہیں، (۱) قسمیں کھا کر سودا بیچنے والا (۲) متکبر فقیر۔ (۳) بوڑھا زانی (۴) ظالم حکمران

تخریج: الصحیحة ۳۶۳۔ نسائی (۲۵۷۷)' ابن حبان (۵۵۵۸)' قضاعی فی مسند الشهاب (۳۲۴)

باب فضل الزهد

زہد (دنیا کا لالچ نہ کرنے) کی فضیلت

۱۲۰۸۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ، وَأَحَبَّنِي النَّاسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ)). [الصحيحة:۹۴۴]

سھل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اور اُس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں وہ عمل کروں، اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ رسول اللہ نے فرمایا: دنیا کا لالچ نہ کر، اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور جو لوگوں کے پاس ہے، اُس کا بھی لالچ نہ کر لوگ بھی تجھ سے محبت کریں گے۔

تخریج: الصحیحة ۹۴۴۔ ابن ماجه (۴۱۰۲)' حاکم (۴/ ۳۱۳)' ابونعیم فی الحلية (۳/ ۲۵۲۔ ۲۵۳)' فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۴۴۔ ۲۴۵)

فوائد: صحابی کے اہم سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے دو ایسے قیمتی اصول بیان فرمائے کہ جو شخص بھی اُن پر عمل پیرا ہوجائے وہ بہت جلد جہاں لوگوں میں مقبولیت حاصل کرلیتا ہے وہاں وہ اللہ کی نگاہوں میں بھی معزز ومکرم بن جاتا ہے۔ (۱) دنیا کا لالچ نہ کرنا بلکہ بقدرِ ضرورت ہی دنیا سے اپنا حصہ لینا باقی زیادہ ملنے پر بھی اللہ کی راہ میں خرچ کردینا۔ زہد کی زندگی بسر کرنے سے بہت جلد قرب الٰہی نصیب ہوجاتا ہے۔ (۲) آدمی لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ نہ پھیلائے اور نہ ہی دوسروں کی طرف للچائی ہوئی نظر سے دیکھے بلکہ اپنی گزران پر قناعت کرتے ہوئے اللہ کی تقسیم پر راضی رہے، جو شخص لوگوں کی طرف للچائی نظر سے نہیں دیکھتا وہ بہت جلد لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ اور اعلیٰ ظرف لوگ بھی خیر خواہ اور قناعت پسند انسان کو ہی محبوب بناتے ہیں۔

۱۲۰۹۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّكَ، قَالَ: ((اسْتَعِدَّ لِلْفَاقَةِ)). [الصحيحة:۲۸۲۷]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اُس نے کہا، یقیناً میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: پھر فقر و فاقہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۷۔ البزار (الکشف: ۳۵۹۵) والشجری فی الامالی (۲/ ۲۰۲)

۱۲۱۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِصْبِرْ أَبَا سَعِيدٍ! فَإِنَّ الْفَقْرَ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنْكُمْ أَسْرَعُ مِنَ السَّيْلِ عَلَى أَعْلَى الْوَادِي، وَمِنْ أَعْلَى الْجَبَلِ إِلَى أَسْفَلِهِ)). [الصحيحة:۲۸۲۸]

سعید بن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی محتاجی کی شکایت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوسعید صبر کر۔ کیونکہ فقر ایسے شخص کی طرف جو تم میں سے مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے، جتنی تیزی سے سیلاب کا ریلہ وادی کی بلندی سے اور پہاڑ کی چوٹی سے پستی کی طرف آتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۸۔ احمد (۳/ ۴۲)، بیہقی فی الشعب (۱۴۷۳)

فوائد: دیندار لوگ بھی فقر و فاقہ کو بہت بڑی ناکامی اور عیب گردانتے ہیں، مال کی قلت کو وبال جان سمجھتے ہیں، جبکہ اکثر مال کی قلت ہی خیر و برکت کا باعث ہوتی ہے۔ اور ویسے بھی جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کا دم بھرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو مال اور وسائل کی کمی کے ساتھ آزماتا رہتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ سچی محبت رکھنے والا مال کی کمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے فقر سے وہ شاہی ذائقہ محسوس کرتے ہیں جو بادشاہوں کو اپنے محلوں میں بھی نصیب نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے رب سے بہت پیار تھا، اور آپ کے گھر میں کئی کئی ماہ آگ تک میسر نہیں ہوتی تھی۔ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین اور ممتاز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فقر و فاقہ کے عالم میں ایام بسر کیے ہیں۔ اگر کچھ ملا تو اُسے بھی اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔

باب ای الكسب أطيب
عمدہ ترین کمائی کون سی ہے؟

۱۲۱۱۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: ((أَطْيَبُ الْكَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ)). [الصحيحة: ٦٠٧]

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سی کمائی بہت عمدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: عمدہ کمائی آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر وہ بیع ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۶۰۷۔ احمد (۴/ ۱۴۱)، طبرانی فی الاوسط (۷۹۱۴)، والکبیر (۴۴۱۱)، حاکم (۲/ ۱۰)

كسب الحجام مكروهة
سینگی لگانے والے کی کمائی ناپسندیدہ ہے

۱۲۱۲۔ عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ: أَنَّ مُحَيِّصَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كَسْبِ حَجَّامٍ لَهُ؟

حرام بن سعد بن محیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک محیصہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں

فَنَهَاهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ يُكَلِّمُهُ، حَتّٰى قَالَ: ((اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ، وَأَطْعِمْهُ رَقِيقَكَ)).

[الصحيحة: ٤٠٠٠]

پوچھا؟ پس آپ نے اُس سے منع فرمادیا، پس وہ بار بار اس کے متعلق گفتگو کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اس کمائی کا اپنے اونٹ کو چارہ ڈال دے اور اپنے غلام کو کھلا دے۔

تخریج: الصحیحة ۴۰۰۰۔ مالك (۲/ ۹۷۴)' ابوداود (۳۴۲۲)' ترمذی (۱۲۷۷)' ابن ماجه (۲۱۶۶)' احمد (۵/ ۴۳۵۔ ۴۳۶)

باب الدعا لرزق كفاف

گزران کے بقدر رزق کے لیے دعا کرنا

١٢١٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتاً)).

[الصحيحة: ١٣٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! آل محمد کا رزق بقدر کفاف (یعنی گزران کے مطابق) کر دے۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۔ بخاری (۶۴۶۰)' مسلم (۱۰۵۵)' احمد (۲/ ۲۳۲)' ترمذی (۲۳۶۱)' ابن ماجه (۴۱۳۹)

باب: مثل ما بقي من الدنيا

باب: باقی رہ جانے والی دنیا کی مثال

١٢١٤۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ. تَعَالٰى. جَعَلَ الدُّنْيَا كُلَّهَا قَلِيْلاً. وَمَابَقِيَ مِنْهَا إِلَّا الْقَلِيْلُ مِنَ الْقَلِيْلِ، وَمَثَلُ مَابَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا كَالثَّغْبِ. يَعْنِي: الْغَدِيْرَ. شُرِبَ صَفْوُهُ وَبَقِيَ كَدَرُهُ)).

[الصحيحة: ١٦٢٥]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو قلیل بنایا ہے اور اب تو اس میں سے قلیل سے بھی قلیل رہ گئی ہے، جو دنیا میں سے رہ گیا ہے اُس کی مثال حوض کی طرح ہے۔ جس کا عمدہ پانی پی لیا گیا ہو اور اُس کا گدلا پانی بچ گیا ہو۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۲۵۔ حاکم (۴/ ۳۲۰)' مرفوعاً وابوداود فی الزھد (۱۳۷) بنحوه والبخاری (۲۹۶۴)' فی اثناء الحدیث وابن ابی شیبة (۳/ ۳۰۴۔ ۳۰۵)' موقوفاً علیه

باب الحرص لابن آدم

ابن آدم کا حرص اور لالچ

١٢١٥۔ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَيُحَدِّثُنَا فَقَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. قَالَ: إِنَّا أَنْزَلْنَا الْمَالَ لِإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَلَوْكَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ إِلَيْهِ ثَانٍ، وَلَوْكَانَ لَهُ وَادِيَانِ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ إِلَيْهِمَا ثَالِثٌ، وَلَا يَمْلَأُجَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّاالتُّرَابُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو ہم آپ کے پاس آتے، اور آپ ہم سے بیان کرتے۔ ایک دن آپ نے ہمیں فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مال کو نماز قائم کرنے کے پاس اور زکوٰۃ دینے کیلئے نازل فرمایا ہے اور اگر آدم کے بیٹے کے لیے ایک وادی ہو تو وہ ضرور چاہے گا یہ کہ اس کی دوسری وادی بھی ہو۔ اور اگر اُس کی دو وادیاں ہوں البتہ وہ ضرور پسند کرے کہ ان دونوں کے ساتھ تیسری وادی بھی ہو۔ آدم کے

عَلٰى مَنْ تَابَ))۔ [الصحيحة:١٦٣٩]

بیٹے کا پیٹ مٹی ہی بھرے گی۔ پھر اللہ نظر کرم کرے گا، اس پر جس نے توبہ کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۹۔ احمد (۵/ ۲۱۸۔ ۲۱۹)' طبرانی فی الکبیر (۳۳۰۰' ۳۳۰۱)' والاوسط (۲۴۶۷)' بیھقی فی الشعب (۱۰۲۷۷)

فوائد: اس حدیث میں انسان کی فطرت کو بیان کیا گیا ہے، کہ وہ زیادہ سے زیادہ مال پا لینے کے باوجود بھی قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ مزید مال و دولت اکٹھی کرنے کے لیے سرگرداں رہتا ہے۔ بڑی بڑی جاگیروں اور سونے چاندی کے انباروں سے اُس کا دل سیر نہیں ہوتا، بالآخر قبر کی مٹی سے ہی اُس کا پیٹ بھرتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو تھوڑے مال پر قناعت کرتے ہوئے اللہ کی خوشنودی اور اُس کی محبت کے طالب رہتے ہیں اور جب وہ موت سے ہمکنار ہوتے ہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت کی نعمتوں سے اُن کی مہمان نوازی فرماتے ہیں۔

ان اللّٰه يحبه من يعمل باتقانه

عمدگی کے ساتھ کوئی عمل کرنے والے سے اللہ محبت کرتا ہے

١٢١٦۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلاً أَنْ يُتْقِنَهُ))۔ [الصحيحة:١١١٣]

سیدہ عائشہ ؓ سے مرفوع روایت ہے بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، کہ جب تم میں سے کوئی ایک عمل کرے تو اُس کو عمدگی کے ساتھ کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۳۔ ابویعلی (۴۳۸۶)' بیھقی فی الشعب (۵۳۱۲' ۵۳۱۴)

فوائد: اپنے فرائض بحسن خوبی سرانجام دینا بہت بڑا نیک عمل ہے، جو کام بھی دینی ہو یا دنیوی اگر ذوق شوق اور کامل توجہ سے کیا جائے وہ پائیدار، مضبوط، تادیر رہنے والا اور قابلِ تعریف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی محنت و محبت اور لگن سے کیے ہوئے جائز عمل کو پسند فرماتے ہیں، بے توجہی، جلدی اور غیر سنجیدگی سے ہونے والا عمل جہاں لوگوں کے ہاں ناپسندیدہ ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ بھی اُسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اپنی ذمہ داری سے کبھی بھی جی نہیں چرانا چاہیے۔

ان اللّٰه يحب السمح للبيع والشراء والقضاء

بیچنے خریدنے اور قرض کی ادائیگی میں نرمی کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے

١٢١٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ، سَمْحَ الشِّرَاءِ، سَمْحَ الْقَضَاءِ))۔ [الصحيحة:٨٩٩]

ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیچنے میں، خریدنے میں اور قرض کی ادائیگی میں نرم رویہ رکھے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرماتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۹۹۔ ترمذی (۱۳۱۹)' حاکم (۲/ ۵۶)' من طریق آخر

فوائد: محبتِ الٰہی کے حصول کے لیے اللہ کے بندوں کے ساتھ نرم رویہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ جو شخص کسی کی زیادتی کے باوجود بھی نرمی سے پہلوتہی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرماتے ہیں۔ بالخصوص آدمی اکثر لین دین کے معاملے میں غصے، جذبات اور سختی

کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لین دین کے معاملات میں ناجائز سختی کرنے سے معاملات بگڑ جاتے ہیں اور اس سے شیطان راضی ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص ایسے مواقع پر بھی لطف وکرم، شفقت ومحبت اور نرمی کا مظاہرہ کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے آغوش محبت میں لے لیتے ہیں۔

باب التجار الفجار الذين يكذبون و يحلفون

گناہگار تاجر وہ ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھاتے ہیں

۱۲۱۸۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ التُّجَارَهُمُ الْفُجَّارُ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَوَلَيْسَ قَدْ أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ فَيَكْذِبُوْنَ، وَيَحْلِفُوْنَ فَيَأْثَمُوْنَ)). [الصحيحة:٣٦٦]

عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، بلاشبہ تاجر لوگ ہی گناہگار ہیں۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ لیکن وہ بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھاتے ہیں، تو گناہگار ہو جاتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۶۔ احمد (۳/ ۴۲۸)' طحاوی فی المشکل (۳/ ۱۲)' حاکم (۳/ ۷۰۶)' بیہقی فی الشعب (۴۸۴۶)

فوائد: تاجر حضرات کے دو انجام ہیں (۱) جو تاجر دیانت، امانت اور سچائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کاروبار کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُس کے کاروبار میں برکت فرماتے ہیں اور اُس کے لیے کاروبار کے مزید مواقع مہیا کرتے ہیں، قدم قدم پہ ایسے تاجر کے لیے رحمت کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ کی رحمت اُس کے ساتھ رہتی ہے اور بالآخر وہ شہداء وصدیقین اور انبیاء ورسل کی صفوں میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ (۲) جو تاجر دھوکہ دہی، قدم قدم پہ جھوٹ اور جھوٹی قسموں کی بھرمار کے ساتھ جعل سازی کا مظاہرہ کرے، خلافِ حقیقت گفتگو اُس کا محبوب مشغلہ ہو تو ایسا تاجر جہاں ساری زندگی بے برکتی ونحوست میں گزار دیتا ہے وہاں قیامت کے روز ایسے تاجر کو فساق وفجار اور گناہگاروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ آج انتخاب کا اختیار ہر تاجر کے پاس ہے۔ وہ جس راہ کو منتخب کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے وہی راہ آسان کر دے گا اور اُس کے مطابق ہی اُس کا انجام ہوگا۔

باب من كسب المكروهة

مکروہ کمائی کے بارے میں

۱۲۱۹۔ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، قَالَ: أَنَّ جَدَّهُ حِيْنَ مَاتَ تَرَكَ جَارِيَةً وَنَاضِحًا وَغُلَاماً وَحِجَاماً وَأَرْضًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَارِيَةِ، فَنَهٰى عَنْ كَسْبِهَا، قَالَ شُعْبَةُ: مَخَافَةَ أَنْ تَبْغِي، وَقَالَ: ((وَمَا أَصَابَ الْحِجَامُ فَاَعْلِفْهُ النَّاضِحَ)) وَقَالَ فِي الْأَرْضِ ((ازْرَعْهَا أَوْ ذَرْهَا)).

عبید بن رفاعہ بن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں جب اُس کا دادا مرا اُس نے لونڈی، اونٹ، غلام، حجام اور زمین چھوڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی کی کمائی سے منع کیا۔ شعبہ کہتے ہیں، اس ڈر سے کہ وہ بدکاری کرے اور کہا جو حجام کی کمائی ہو وہ اونٹ کو چارہ ڈال دے اور زمین کے بارے میں فرمایا: وہ خود کاشت کریا پڑی رہنے دے۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۰۰۔ احمد (۴/ ۱۴۱)' طبرانی فی الکبیر (۴۴۰۵)' طیالسی (۹۶۹)

كيف يبعث التجار يوم القيامة

قیامت کے دن تاجروں کو کیسے اٹھایا جائے گا

۱۲۲۰۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، قَالَ: إِنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى، فَرَأَى النَّاسَ يَتَبَايَعُوْنَ فَقَالَ: يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ! فَاسْتَجَابُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَرَفَعُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّاراً، إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ)). [الصحيحة: ٩٩٤]

عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے، پس آپ نے لوگوں کو دیکھا، آپس میں خرید وفروخت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! انہوں نے اپنی نگاہیں آپ کی طرف کرتے ہوئے گردنیں اٹھائیں کہا: اے اللہ کے رسول ہم حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ تاجر قیامت کے روز گناہگار ہوں گے، مگر جو اللہ سے ڈر کر حرام سے بچا اور اُس نے نیکی کی اور سچ بولا۔

تخریج: الصحیحة ۹۹۴۔ ترمذی (۱۲۱۰)' ابن ماجه (۲۱۴۶)' دارمی (۲۵۴۱)' حاکم (۲/ ۶)

۱۲۲۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْبَقِيْعِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ)) حَتّٰى إِذَا اشْرَأَبُّوْا قَالَ: ((إِنَّ التُّجَّارَ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّاراً، إِلَّا مَنِ اتَّقٰى وَبَرَّ وَصَدَقَ)). [الصحيحة: ١٤٥٨]

براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بقیع میں آئے، آپ نے کہا اے تاجرو کی جماعت، یہاں تک کہ جب وہ سب اکٹھے ہوگئے، آپ نے فرمایا: بلاشبہ تاجر قیامت کے روز گناہگار ہوں گے۔ مگر جس نے تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی اور سچ کہا۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۸۔ بیهقی فی الشعب (۴۸۴۸)

فضل عمل يديه

ہاتھوں کی کمائی کی فضیلت

۱۲۲۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ دَاوُدَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ)). [الصحيحة:٣٥٢٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھایا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۲۷۔ بخاری (۲۰۷۳' ۳۴۱۷)' ابن حبان (۶۲۲۷)' صحیفة همام (۴۸)

فوائد: بعض اہل علم اور صاحبِ عزت محض اس لیے محنت مزدوری اور کام کاج سے گریزاں رہتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ایسے کاموں سے اُن کی عزت، وقار اور شان پر حرف آتا ہے۔ جبکہ اللہ کے برگزیدہ نبی حضرت داؤد علیہ السلام حد درجہ باکمال شخصیت ہونے کے باوجود اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالا کرتے تھے۔ اس لیے رزق حلال کے لیے کوشش کرنا اور اپنے ہاتھ سے محنت کرنا عیب نہیں بلکہ انبیاء کی سنت اور اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل ہے۔

باب ذم الخيانة

خیانت کی مذمت

۱۲۲۳۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ امْرَأَةِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى حَمْزَةَ فَتَذَاكَرَا الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا بُوْرِكَ لَهُ فِيْهَا، وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْ مَالِ اللّٰهِ وَمَالِ رَسُوْلِهِ [لَيْسَ]لَهُ [إِلَّا] النَّارُ يَوْمَ يَلْقَى اللّٰهَ)). [الصحيحة:۱۵۹۲]

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت قیس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ حمزہ کے پاس آئے، اور انہوں نے آپس میں دنیا کا ذکر کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ دنیا سرسبز وشاداب میٹھی ہے، جس نے دنیا سے بقدرِ ضرورت اپنا حصہ لیا اُس میں اُس کے لیے برکت ڈال دی جائے گی۔ اور کتنے ہی اللہ اور اس کے رسول کے مال کو ہڑپ کرنے والے جس دن اللہ سے ملاقات کریں گے، اُن کے لیے آگ ہی ہوگی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۹۲۔ ترمذی (۲۳۷۴)، احمد (۶/ ۳۶۴، ۳۷۸)، عبد الرزاق (۲۹۹۳)، بخاری (۳۱۱۸)، مختصراً من طریق آخر

فوائد: برکت کے حصول کے لیے قناعت پسندی اوّلیں شرط ہے۔ جو شخص بقدرِ گزران رزق پر قناعت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور جو ہمہ وقت مال کی طمع وحرص اور مال جمع کرتے کے لالچ میں لگا رہے وہ بہت زیادہ دولت کما لینے کے باوجود بھی برکت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یاد رہے! اصل چیز برکت ہے، کثرت نہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مال کی کثرت کی بجائے مال کی برکت کا ہی سوال کرنا چاہیے۔ برکت ہو تو انسان کی تمام ضروریات باعزت طریقے سے پوری ہوتی ہیں اور برکت نہ ہو تو مال کی زیادتی کے باوجود وہ پریشان رہتا ہے۔

باب اتقاء الدنيا

دنیا سے بچنا

۱۲۲۴۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ: ((إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا، لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ)).

[الصحيحة:۹۱۱]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، بلاشبہ دنیا سرسبز وشاداب میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنانے والا ہے تاکہ وہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو۔ دنیا اور عورتوں (کے فتنوں) سے بچو۔ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں ہی تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۱۱۔ احمد (۳/ ۲۲)، مسلم (۲۷۴۲)، نسائی فی الکبری (۹۲۶۹)

فوائد: شیطان کے سب سے مضبوط ہتھیار دو ہیں: (۱) مال وزر، شیطان انسان کو مال وزر کی ہوس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے غافل کرتے ہوئے اُس کو راہِ حق سے بھٹکا دیتا ہے، اور انسان اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے رحمتِ عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی ایک فرامین میں مال کے فتنہ سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (۲) عورت: شیطان کا سب سے بڑا جال ہے۔ اکثر شیطان بے دین عورتوں کے ذریعے اللہ کے نیک بندوں کو گمراہ کرتا ہے۔ بڑے بڑے دیندار عورت کے حسن کی ایک جھلک دیکھ کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ جب معاشرہ میں عورتوں کا راج ہو تو گمراہی وضلالت کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔ اور آدمی عورت کی محبت میں بے دین ہو جاتا ہے۔ بنی اسرائیل بھی عورتوں کے فتنے کی وجہ سے بدعمل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر طرح طرح کے کئی عذاب نازل

کئے، آج امتِ مسلمہ بھی شیطان کے ان دونوں ہتھیاروں کی زد میں ہے۔ بلکہ مسلمان حکمران شیطان کے ان دونوں ہتھیاروں کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے مسلمانوں پر پے در پے وار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے مال اور عورت کے فتنہ سے نجات عطا فرمائے۔

باب اعجاب الرب للشاب لا صبوة له

رب کا اس نوجوان پر خوش ہونا کہ جس کی جوانی میں نادانی نہیں ہے

۱۲۲۵۔ عَنْ عُقْبَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ لِلشَّابِّ لَاصُبْوَةَ لَهُ)).
[الصحيحة:۲۸٤۳]

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، بے شک تمہارا رب اُس نوجوان سے بہت خوش ہوتا ہے، جس کی جوانی میں نادانی نہیں ہوتی۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۵۔ الرویانی فی مسنده (۲۲۲)' احمد (۴/ ۱۵۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۰۹)

باب کسب الحرام

حرام کی کمائی

۱۲۲٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ رَجُلاً كَانَ يَبِيعُ الْخَمْرَ فِي سَفِينَةٍ، وَكَانَ يَشُوبُ الْخَمْرَ بِالْمَاءِ وَمَعَهُ قِرْدٌ، فَأَخَذَ الْكِيسَ فَصَعِدَ الدَّقَلَ، فَجَعَلَ يُلْقِي دِينَاراً فِي الْبَحْرِ وَدِينَاراً فِي السَّفِينَةِ، حَتّٰى جَعَلَهُ نِصْفَيْنِ)).
[الصحيحة:۲۸٤٤]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، کہ ایک آدمی کشتی میں شراب فروخت کرتا تھا اور وہ شراب میں پانی ملاتا تھا۔ اُس کے پاس ایک بندر تھا۔ اُس نے تھیلا لیا اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا اور وہ ایک دینار سمندر میں پھینکتا اور ایک دینار کشتی میں یہاں تک کہ اُس نے اُس (رقم) کو آدھا آدھا کر دیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۴۴۔ الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۱۵۵/ ۲)' احمد (۲/ ۳۰۶)' بیہقی فی الشعب (۵۳۰۷)

باب ذم صاحب المكس

ٹیکس اکٹھا کرنے والے کی مذمت

۱۲۲۷۔ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، قَالَ: عَرَضَ مَسْلَمَةُ بْنُ مَخْلَدٍ وَكَانَ أَمِيراً عَلَى مِصْرَ- عَلَى رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ أَنْ يُوَلِّيَهُ الْعُشُورَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ صَاحِبَ الْمَكْسِ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:۳٤۰۵]

حضرت ابوالخیر رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: کہ مسلمہ بن مخلد جو امیر مصر تھے، انہوں نے رویفع بن ثابت کو پیشکش کی کہ وہ اُس کو ٹیکس لینے کے لیے عامل مقرر کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: کہ ٹیکس اکٹھا کرنے والا آگ میں ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۵۔ احمد (۴/ ۱۰۹)' طبرانی فی الکبیر (۴۴۹۳)

باب اهمية الغرس

پودا لگانے کی اہمیت

۱۲۲۸۔ عَنْ أَنَسٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتّٰى يَغْرِسَهَا، فَلْيَغْرِسْهَا)). [الصحيحة:۹]

انس ﷺ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اگر قیامت اس حال میں قریب آ گئی کہ تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہے اگر وہ یہ کر سکے کہ قائم ہونے سے پہلے اُسے لگا لے تو اُس کو چاہیے کہ وہ اُسے گاڑ دے۔

تخریج: الصحيحة ۹۔ احمد (۳/ ۱۸۳۔ ۱۸۴)' طیالسی (۲۰۶۸)' الادب المفرد (۴۷۹)

فوائد: نیک اعمال کے کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے بلکہ پہلی فرصت میں اپنی نیک نیت کو عملی جامہ پہنا کر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی آرزو رکھنی چاہیے۔ قیامت جب آئے گی تو پھر سارے کام ادھورے رہ جائیں گے۔ کیونکہ قیامت دفعتۃً آ جائے گی یعنی آہستہ آہستہ نہیں آئے گی جسے تم دیکھ کر سمجھ لو کہ آ رہی ہے اور کچھ سنبھل جاؤ بلکہ اُس وقت تم اپنے اپنے کاموں میں پوری طرح مصروف ہو گے۔ کوئی تجارت کر رہا ہوگا، کوئی جھگڑ رہا ہوگا کہ اچانک ایک زوردار دھما کہ رونما ہوگا جو شخص جس حال میں ہوگا' اُس کو وہیں اُسی حال میں دھر لیا جائے گا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ ﷺ سے وقوع قیامت کے متعلق ایک حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس حال میں آئے گی کہ دو آدمی اپنا کپڑا اچھائے بیٹھے ہوں گے وہ اس کی سودا بازی اور کپڑا لپیٹنے سے ابھی فارغ نہ ہوں گے کہ قیامت آ جائے گی اور آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر چلے گا۔ ابھی اس کو پئے گا نہیں کہ قیامت آ جائے گی اور ایک آدمی کھانے کا نوالہ منہ کی طرف اٹھا رہا ہوگا اور ابھی کھایا نہ ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔

مثال الدنيا المفتونة

فتنے والی دنیا کی مثال

۱۲۲۹۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ وَإِنَّمَا مَثَلُ عَمَلِ أَحَدِكُمْ كَمَثَلِ الْوِعَاءِ، إِذَا طَابَ أَعْلَاهُ طَابَ أَسْفَلُهُ، وَإِذَا خَبُثَ أَعْلَاهُ خَبُثَ أَسْفَلُهُ)). [الصحيحة:۱۷۳٤]

معاویہ بن ابوسفیان ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: بے شک جو دنیا باقی رہ گئی ہے وہ آزمائش اور فتنہ ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے عمل کی مثال برتن کی طرح ہے جس کا اگر اوپر والا حصہ اچھا ہو تو نیچے والا بھی اچھا ہوگا اور اگر اوپر والا حصہ گندا ہوگا تو نچلا بھی گندا ہو جائے گا۔

تخریج: الصحيحة ۱۷۳۴۔ ابن المبارك فى الزهد (۵۹۶)' احمد (۴/ ۹۴)' رامهرمزى فى الامثال (ص : ۱۰۱)' ابن ماجه (۴۱۹۹)' مختصراً۔

باب إهلاك الدينار والدرهم

دینار و درھم کی ہلاکت خیزی

۱۲۳۰۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى، أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا الدِّينَارَ وَالدِّرْهَمَ أَهْلَكَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَهُمَا مُهْلِكَاكُمْ)). [الصحيحة:۱۷۰۳]

ابوموسیٰ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اس درہم و دینار نے تم سے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا اور وہی دونوں تمہیں ہلاک کرنے والے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۰۳۔ ابومحمد شیبان فی الفوائد (۲/ ۲۲۲/ ۱)' الملخص فی الفوائد المنتقاة (۸/ ۵/ ۱)' ابن عساکر (۶۴/ ۱۹۱)

باب النبی ﷺ خازن ولا معطی

۱۲۳۱۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ، وَإِنَّمَا يُعْطِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَطَاءً عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ، فَهُوَ أَن يُّبَارَكَ لِأَحَدِكُمْ، وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ، عَطَاءً مِنْ شَرِهٍ وَشَرَهِ مَسْأَلَةٍ فَهُوَ كَالْآكِلِ وَلَا يَشْبَعُ)).

[الصحيحة:۹۷۳]

نبی ﷺ خازن ہیں' عطاء کرنے والے نہیں ہیں

معاویہ ﷛ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) میں خازن ہوں اور اللہ ہی عطا کرتا ہے۔ جس کو میں نے جو خوش دلی سے دے دیا' اُس کے لیے برکت ڈال دی جائے گی اور جس کو میں نے اُس کے شر اور برے سوال کی وجہ سے (زیادہ دے دیا) تو وہ ایسے شخص کی مانند ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

تخریج: الصحیحة ۹۷۳۔ احمد (۴/ ۹۹' ۱۰۰)' مسلم (۱۰۳۷)' طبرانی (۱۹/ ۳۷۰)

باب: جواز استجار الارض وزرعها

۱۲۳۲۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ، وَقَالَ: ((إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا وَرَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَامُنِحَ، وَرَجُلٌ اسْتَكْرٰى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ)).

[الصحيحة:۱۷۱۵]

باب: شجرکاری اور کھیتی باڑی کا جواز

رافع بن خدیج ﷛ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔ اور فرمایا: تین طرح کے لوگوں کی کھیتی باڑی درست ہے (۱) آدمی کی اپنی زمین اُس میں وہ کھیتی باڑی کرتا ہے۔ (۲) ایسا آدمی کہ جس کو تحفہ میں زمین دی گئی ہے وہ اس میں کھیتی باڑی کرتا ہے۔ (۳) ایسا آدمی جس نے سونے یا چاندی کے بدلے زمین کرایہ پر لی۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۵۔ ابوداود (۳۴۰۰)' نسائی (۳۹۳۱)' ابن ماجه (۲۴۴۹)' طحاوی فی المشکل (۳/ ۲۸۴)

فوائد: بیع محاقلہ: یہ حقل سے مشتق ہے اور حقل عربی زبان میں کھیت کو کہتے ہیں، اور بیع محاقلہ یہ ہے کہ کھیت میں کھڑی فصل کو اُسی کی وزنی جنس سے تبادلہ کرنا یہ بیع منع ہے۔ کیونکہ اس میں دھوکہ ہوسکتا ہے۔ بیع مزابنہ: درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو اُسی وزنی جنس سے تبادلہ کرنا یہ بیع بھی منع ہے۔ بلکہ صحیح بخاری میں اس کی صراحت بھی موجود ہے۔ ﴿نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ وَاِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِطَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے ''مزابنہ'' یعنی باغ کا پھل بیچنے سے منع کیا ہے وہ ایسے کہ اگر کھجور کا درخت ہوتو اسے خشک وزن شدہ کھجوروں کے بدلے، اگر انگور کی بیل ہوتو وزن شدہ کشمش کے عوض اور اگر کھیتی ہوتو (اسی کی جنس) وزن شدہ غلہ کے عوض فروخت کرنا، ان تمام سے منع کیا ہے۔''

ما یکفی من الدنیا

دنیا کتنی کافی ہے؟

۱۲۳۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، قَالَ: عَادَ خَبَّابًا نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ! قَالُوا: أَبْشِرْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ! تَرِدُ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ الْحَوْضَ، قَالَ: كَيْفَ بِهَا أَوْ بِهٰذَا، وَأَشَارَ إِلَى أَعْلَابَيْتِهِ وَإِلَى أَسْفَلِهِ، وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ مَاكَانَ فِي الدُّنْيَا مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ)).

[الصحيحة:۱۷۱٦]

یحیٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کی ۔اور انہوں نے کہا : اے عبداللہ تو خوش ہوجا، تو محمد ﷺ پر حوض پر وارد ہوگا۔ اُس نے کہا: اُس کا کیا بنے گا؟ اور انہوں نے اپنے گھر کی اوپر اور نیچے کی طرف اشارہ کیا حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ دنیا میں تمہارے لیے مسافر کے زادِراہ کی طرح کا (سامان) کافی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۱٦۔ ابویعلی (۷۲۱۴)' طبرانی (۳۶۹۵)' ابونعیم فی الحلیة (۱/ ۳۶۰)

فوائد: اس حدیثِ طیبہ سے رسول اللہ ﷺ کے عظیم القدر صحابی حضرت خباب کے زہد و ورع کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر دنیا سے بے نیاز، دنیا کے مال سے بھاگنے والے اور آخرت کی فکر کرنے والے تھے، مگر افسوس کہ آج نبی کے غلام کی ساری فکر دنیا ہی بن چکی ہے۔

باب: كراهة زخرفة البيوت

باب: گھروں کو منقش ومزین کرنے کی کراہت

۱۲۳٤۔ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا حَتّٰى تُنَجِّدُوْا بُيُوتَكُمْ كَمَا تُنَجَّدُ الْكَعْبَةُ، قُلْنَا: وَنَحْنُ عَلَى دِيْنِنَا الْيَوْمَ؟ قَالَ: وَأَنْتُمْ عَلَى دِيْنِكُمُ الْيَوْمَ، قُلْنَا: فَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ، أَمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ)).

[الصحيحة:۲٤۸٦]

عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر دنیا کھول دی جائے گی، یہاں تک کہ تم اپنے گھروں کو کعبہ کی طرح فرنیچر اور پردوں وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کروگے، ہم نے کہا: اس وقت ہم آج کے دین پر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اس وقت اپنے دین پر ہوگے ۔ ہم نے کہا: ہم اُن دنوں بہتر ہوں گے یا آج کے دن بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم آج کے دن بہتر ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۸۶۔ البزار (الکشف :۳۶۷۱)' و (البحر : ۴۲۲۷)' ابن ابی عاصم فی الزهد (۲۶۳)' طبرانی (۲۲/ ۱۰۸)

اذا كان شريكان في البيع فلا يبع له احدهما حتى يعرضه على شريكه

جب ایک سودے میں دو شریک ہوں ایک دوسرے کو سودے کی پیش کش کیے بغیر سودا نہ بیچیں

۱۲۳۵۔ عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ، فَلَايَبِعْهَا حَتّٰى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ)).[الصحيحة:۱٤۰۱]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کی زمین یا کھجور کا درخت ہو تو وہ اُس کو اپنے حصے دار پر پیش کرنے سے پہلے فروخت نہ کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۰۱۔ نسائی (۴۷۰۴)' احمد (۳/ ۳۰۷)' ابن الجارود فی المنتقی (۲۹۹)

باب: لاخير في العرب ولا في العجم إلا بالاسلام

۱۲۳۶۔ عَنْ كُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ مَرْفُوعاً: ((أَيُّمَا أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ أَرَادَاللّٰهُ بِهِمْ خَيْراً، أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ تَقَعُ الْفِتَنُ كَأَنَّهَا الظُّلَلُ)). [الصحيحة: ۵۱]

باب: عرب وعجم کی بھلائی صرف اسلام ہی کی بدولت ہے

کرز بن علقمہ ﷺ سے مرفوع نقل کیا گیا ہے، عرب وعجم کے جس گھر کے ساتھ بھی اللہ تعالی بھلائی کا ارادہ فرمائیں گے، تو اُن کو دائرہ اسلام میں داخل فرمادیں گے، پھر سائبان کی طرح فتنے رونما ہوں گے۔

تخریج: الصحيحة ۵۱۔ احمد (۳/ ۴۷۷)' حاکم (۱/ ۳۴)' بیهقی فی الاسماء (ص: ۱۱۷)

صفة الانعام

۱۲۳۷۔ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِي مَرْفُوعاً: ((الْإِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا، وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ، وَالْخَيْرُمَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:۱۷٦۳]

جانوروں کی صفات

عروہ بارقی ﷺ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، اونٹ مالکوں کے لیے باعثِ عزت ہے، اور بکری باعث برکت ہے۔ اور بھلائی کو قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں سے باندھ دیا گیا ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۷۶۳۔ ابن ماجه (۲۳۰۵)' ابویعلی (۶۸۲۸)' بخاری (۲۸۵۰' ۳۱۱۹)' مسلم (۱۸۷۲)' مختصراً

الاكثار في المال ليس بخير إلا بالانفاق في الخير

۱۲۳۸۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَسْفَلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، [وَكَسْبُهُ مِنْ طِيْبٍ].)) [الصحيحة:۱۷٦٦]

کثرت مال بہتر نہیں سوائے بھلائی کے امور میں خرچ کرنے کے

ابو ذر ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیادہ مال والے ہی قیامت کے روز نچلے درجوں میں ہوں گے، مگر جس نے حلال کمایا اور اچھی راہ پر خرچ کیا۔

تخریج: الصحيحة ۱۷۶۶۔ ابن ماجه (۴۱۳۰)' ابن حبان (۳۳۳۱)

اثم الحالف المكسر

۱۲۳۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ: مَرَّا أَعْرَابِيٌّ بِشَاةٍ، فَقُلْتُ: تَبِيْعُهَا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ؟ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ، ثُمَّ بَاعَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:((بَاعَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ)). [الصحيحة:۳٦٤]

قسم توڑنے والے کا گناہ

ابوسعید ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں، ایک دیہاتی میرے پاس بکری لے کر گزرا۔ میں نے کہا: تو اس کو تین درہم میں فروخت کرے گا؟ اُس نے کہا اللہ کی قسم نہیں۔ پھر اُس نے فروخت کر دی۔ میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس

نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۴۔ ابن حبان (۴۹۰۹)

فوائد: آدمی قسم اٹھا کر اللہ کو گواہ بناتا ہے، کہ جو میں کہہ رہا ہوں اُس پر میرا اللہ شاہد ہے۔ اگر کوئی اپنی قسم کی لاج نہ رکھے تو وہ یقیناً اپنی آخرت سے غافل ہے۔ اور جھوٹی قسم کھا کر معاملہ کرنا اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچنے کے مترادف ہے۔

فضل الانفاق فی سبیل اللہ و ذکر رحمتہ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت اور اس کی رحمت کا ذکر

۱۲۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ إِذْ سَمِعَ رَعْداً فِي سَحَابٍ، فَسَمِعَ فِيهِ كَلَاماً: اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ بِاسْمِهِ فَجَاءَ ذٰلِكَ السَّحَابُ إِلَى حَرَّةٍ فَأَفْرَغَ مَا فِيهِ مِنَ الْمَاءِ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى أَذْنَابِ شَرْجٍ فَانْتَهَى إِلَى شَرْجَةٍ، فَاسْتَوْعَبَتِ الْمَاءَ، وَمَشَى الرَّجُلُ مَعَ السَّحَابَةِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رَجُلٍ قَائِمٍ فِي حَدِيقَةٍ لَهُ يَسْقِيهَا، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: وَلِمَ تَسْأَلُ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ فِي سَحَابٍ هٰذَا مَاؤُهُ: اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، بِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا إِذَا صَرَمْتَهَا؟ قَالَ: أَمَا إِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ فَإِنِّي أَجْعَلُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَثْلَاثٍ، أَجْعَلُ ثُلُثاً لِي وَلِأَهْلِي، وَأَرُدُّ ثُلُثاً فِيهَا، وَأَجْعَلُ ثُلُثاً لِلْمَسَاكِينِ وَالسَّائِلِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ)). [الصحیحۃ:۱۱۹۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، ایک شخص کسی صحرا میں تھا، اُس نے بادل کی گرج سنی، اور اُس میں سے ایک آواز سنی، کہ فلاں شخص اُس کا نام لے کر کہا اُس کے باغ کو پانی دو۔ تو وہ بادل پتھریلی زمین کی طرف آیا اور جو اُس میں پانی تھا وہ برسا دیا۔ پھر وہ اوپر سے نیچے کی طرف بہنے والی وادیوں کی طرف پانی آیا اور ایک ایسی وادی تک پہنچا جس نے وہ سارا پانی سمیٹ لیا، اور آدمی بادل کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اُس شخص کے پاس پہنچ گیا، جو اپنے باغ میں کھڑا تھا۔ اُس نے کہا: اے اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا تم کیوں پوچھتے ہو؟ اُس نے کہا میں نے بادل میں سے سنا، جس کا پانی ہے، سنا کہ فلاں کے باغ میں پہنچو تمہارے نام کے ساتھ۔ جب تو کھیتی کو کاٹتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ اُس نے کہا: اگر تو یہ پوچھتا ہے، تو میں اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں، ایک حصہ میرے اور میرے بچوں کے لیے اور ایک حصہ پھر میں اسی (کھیتی باڑی) میں لوٹا دیتا ہوں اور ایک حصہ مسکینوں، سائلوں اور مسافروں کے لیے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۹۷۔ طیالسی (۲۵۸۷)، ابن مندہ فی التوحید (۴۷)، احمد (۲/ ۲۹۶)، مسلم (۲۹۸۴)، من طریق آخر عنہ

فوائد: اس حدیث کے مطابق اگر کوئی شخص اپنے منافع کو تین حصوں میں تقسیم کرلے تو اُس کے لیے بہت زیادہ خیر و برکت والی بات ہے۔ (۱) ایک حصہ اہل وعیال کے لیے (۲) دوسرا حصہ کاروبار کے لیے (۳) تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے۔

فضل التاجر الامین

امانت دار تاجر کی فضیلت

۱۲۴۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

((التَّاجِرُ الْأَمِيْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ، مَعَ [النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ، و] الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٣٤٥٣]

فرمایا: مسلمان صادق و امین تاجر قیامت کے دن انبیا و صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۵۳۔ ابن ماجه (۲۱۳۹)' ابن ابی الدنیا فی اصلاح المال (۲۱۵)' حاکم (۲/ ۶)' بیهقی (۵/ ۲۶۶)

ثلاثة كلهن سحت

تین پیشے حرام ہیں

١٢٤٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُنَّ سُحْتٌ: كَسْبُ الْحَجَّامِ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ، إِلَّا الْكَلْبَ الضَّارِي)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تین پیشے حرام ہیں، حجام کی کمائی، زانیہ عورت کی کمائی اور کتے کی قیمت۔ سوائے شکاری کتے کے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۰۔ دار قطنی (۳/ ۷۲)' بیهقی (۶/ ۶)' معلقًا

باب: تحريم الطبل والخمر وغيرهما

باب: ڈھول طبلہ اور شراب وغیرہ کی حرمت کا بیان

١٢٤٣ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَمَنُ الْخَمْرِ حَرَامٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ حَرَامٌ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ، وَالْكُوْبَةُ حَرَامٌ، وَإِنْ أَتَاكَ صَاحِبُ الْكَلْبِ يَلْتَمِسُ ثَمَنَهُ، فَامْلَأْ يَدَيْهِ تُرَاباً، وَالْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ، حَرَامٌ)). [الصحيحة: ١٨٠٦]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب کی قیمت حرام ہے، زانیہ کی کمائی حرام ہے، کتے کی قیمت حرام ہے، شطرنج حرام ہے، اور اگر تیرے پاس کتے کا مالک آئے' اُس کی قیمت لینے تو اُس کے ہاتھوں کو مٹی سے بھر دے۔ شراب، جوا اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۰۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۶۰۱)' احمد (۱/ ۲۷۸' ۲۸۹)' ابو داود (۳۴۸۲)' طیالسی (۲۷۵۵)' مختصراً ببعضه

فوائد: الکوبہ کا ایک معنی نرد یا شطرنج ہے جو ترجمہ میں تحریر کیا گیا ہے، اسی طرح سارنگی جیسے ایک آلہ موسیقی کو بھی الکوبہ کہتے ہیں۔

ثلاثة كلهن سحت

تین پیشے حرام ہیں

١٢٤٤ـ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيْثٌ وَكَسْبُ الْحِجَامِ خَبِيْثٌ)).

[الصحيحة: ٣٦٢٢]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک نے فرمایا: کتے کی قیمت خبیث ہے۔ زانیہ کی کمائی خبیث ہے۔ حجام کی کمائی خبیث ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۲۲۔ مسلم (۱۵۶۸)' ابو داود (۳۴۲۱)' ترمذی (۱۲۷۵)' نسائی (۴۲۹۹)' احمد (۳/ ۴۶۴)

فوائد: خبیث لغت میں مختلف معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے،مثلاً گندہ، برا، گھٹیا، ردی ،ناپسندیدہ،خراب ،نجس اور حرام وغیرہ یہاں خبیث سے مراد نجس اور حرام ہے۔جس طرح کہ دیگر نصوص اس معنی کی مؤید ہیں۔

باب الحرص لابن آدم

۱۲۴۵۔ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی عُمَرَ یَسْأَلُهُ، فَجَعَلَ یَنْظُرُ إِلٰی رَأْسِهٖ مَرَّةً، وَإِلٰی رِجْلَیْهِ أُخْرٰی، هَلْ یُرٰی مِنَ الْبُؤْسِ شَیْئاً؟ ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: کَمْ مَالُكَ؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ! قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ: ((لَوْکَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِیَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰی وَادِیاً ثَالِثاً، وَلَایَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَیَتُوْبُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ تَابَ)) فَقَالَ عُمَرُ: مَاهٰذَا؟ فَقُلْتُ: هٰکَذَا أَقْرَأَنِیْهَا أُبَیٌّ، قَالَ: فَمَرَّبِنَا إِلَیْهِ. قَالَ: فَجَاءَ إِلٰی أُبَیٍّ، فَقَالَ: مَایَقُوْلُ هٰذَا؟ أُبَیٌّ قَالَ: هٰکَذَا أَقْرَأَنِیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)). [الصحیحة:۲۹۰۹]

ابن آدم کی حرص

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر سوال کر رہا تھا، آپ کبھی اُس کے سر کو دیکھتے اور کبھی اُس کے پاؤں کی طرف، تاکہ اُس میں کچھ خستہ حالی وتنگدستی نظر آئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا، تیرا کتنا مال ہے؟ اُس نے کہا: چالیس اونٹ۔ ابن عباس نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا کہ اگر آدم کے بیٹے کے لیے سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ لازماً تیسری وادی بھی تلاش کرے۔ آدم کے بیٹے کا پیٹ صرف مٹی ہی بھرے گی اور اللہ اُسی پر نظر کرم فرماتے ہیں، جس نے توبہ کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیا ہے؟ (یعنی حدیث کے بارے تعجب میں کیا) ابن عباس کہتے ہیں میں نے کہا: اُبیؓ نے مجھے اسی طرح پڑھایا تھا۔ عمر نے کہا: ہمیں اُس کے پاس لے چلو۔ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ ابیؓ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا یہ کیا کہتا ہے؟ ابیؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھے اسی طرح بتلایا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۹۔ احمد (۵/ ۱۱۷)' ابن حبان (۳۲۳۷)' طبرانی فی الکبیر (۵۴۲)

باب خیر الرزق الکفاف

۱۲۴۶۔ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَیْرُالرِّزْقِ الْکَفَافُ)). [الصحیحة:۱۸۳۴]

بہترین رزق وہ ہے کہ جو بقدرِ ضرورت ہو

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین رزق وہ ہے جو بقدرِ ضرورت ہو۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۴۔ وکیع فی الزهد (۱۱۵)' عن الحسن البصری مرسلاً' ولد شاهد من حدیث سعد رضی اللہ عنہ عند ابن حبان (۸۰۹)' وغیره

أثم الربا اشد من ستة و ثلاثین زنیة

۱۲۴۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ الرَّاهِبِ مَرْفُوْعاً: ((دِرْهَمٌ رِبَایَأْکُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ یَعْلَمُ أَشَدَّ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِیْنَ زِنْیَةً)).

سود کا گناہ چھتیس بدکرداریوں سے بھی سخت ہے

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا گیا ہے کہ جو آدمی جانتے ہوئے ایک درہم سود کھاتا ہے، اللہ کے نزدیک وہ چھتیس بدکاریوں سے سخت ہے۔ (استغفر اللہ)

[الصحيحة:۱۰۳۳]

تخريج: الصحيحة ۱۰۳۳۔ طبرانی فی الاوسط (۲۷۰۳)' دارقطنی (۳/ ۱۲)' ابن عساکر (۲۹/ ۲۸۸)

فوائد: یعنی جان بوجھ کر ایک درہم سود کھانا اس قدر سنگین گناہ ہے کہ اللہ کے ہاں چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی یہ زیادہ بدتر عمل ہے مگر افسوس کہ آج کا مسلمان دولت کے نشے میں مست ہے اور اس کی نظر صرف اور صرف دولت اکٹھی کرنے میں ہے۔

باب النصح على الطلب

مطالبہ پر نصیحت کرنا

۱۲٤۸۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((دَعُوا النَّاسَ فَلْيُصِبْ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَإِذَا اسْتَنْصَحَ رَجُلٌ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ)).

[الصحيحة:۱۸۵۵]

حکیم بن ابی یزید رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور اُس صحابی سے بیان کرتے ہیں جس نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، لوگوں کو چھوڑ دو، وہ آپس میں ایک دوسرے سے معاملہ کریں اور جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے نصیحت کا مطالبہ کرے تو وہ اس کو نصیحت کرے۔

تخريج: الصحيحة ۱۸۵۵۔ احمد (۴/ ۲۵۹)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۱۵)' ولم یسق لفظه' ابن ابی شیبة فی مسنده (۵۲۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۳۰۳)' طحاوی (۲/ ۲۰۲)' باختلاف فی السند

باب: من زهده ﷺ

باب: زہد نبوی ﷺ کا بیان

۱۲٤۹۔ عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ أَنَّهَا غَرْبَلَتْ دَقِيقاً فَصَنَعَتْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَغِيفاً، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: طَعَامٌ نَصْنَعُهُ بِأَرْضِنَا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصْنَعَ مِنْهُ لَكَ رَغِيفاً، فَقَالَ: ((رُدِّيهِ فِيهِ ثُمَّ اعْجِنِيهِ)).

[الصحيحة:۲٤۸۳]

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں انہوں نے آٹا چھان کر آپ ﷺ کے لیے روٹی پکائی۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یہ کھانا ہے جو ہم اپنے علاقے میں بناتے ہیں۔ تو میں نے چاہا کہ اس میں سے آپ ﷺ کے لیے بھی روٹی پکاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو پھر اس میں ڈال دو اور پھر گوندھو۔

تخريج: الصحيحة ۲۴۸۳۔ ابن ماجه (۳۳۳۶)' ابن ابی الدنیا فی الجوع (ق ۹/ ۱)' ابونعیم فی الحلیة (۲/ ۶۷۔ ۶۸)

فوائد: اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، آپ ﷺ کس قدر متواضع شخصیت کے مالک تھے اور آپ کس قدر سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔

باب: الربا من الكبائر

باب: سود کا معاملہ کبیرہ گناہ ہے

۱۲۵۰۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَرْفُوعاً: ((الرِّبَا اثْنَانِ وَسَبْعُونَ بَاباً، أَدْنَاهَا مِثْلُ إِتْيَانِ الرَّجُلِ أُمَّهُ، وَإِنَّ أَرْبَا الرِّبَا اسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِي عِرْضِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کیا گیا ہے، سود کے ستر دروازے ہیں، اُن میں سب سے کم آدمی کا اپنی ماں سے زنا کرنا ہے۔ اور بے شک سب سے بڑا سود آدمی کا اپنے بھائی کی آبرو

أَخِيهِ)). [الصحيحة: ۱۸۷۱] کے بارے میں درازی کرنا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۱۔ طبرانی فی الاوسط (۷۱۴۷)' ابن ابی حاتم فی العلل (۱/ ۳۸۱)

فوائد: اپنے بھائی کی عزت میں زبان درازی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی پر جھوٹی تہمت لگائے، اُس کے عیب تلاش کرے یا بلاوجہ اُس پر طعن وتشنیع کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ایسے شخص کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ ہر عیب جوئی اور غیبت کرنے والے کے لیے تباہی و بربادی ہے۔ دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو بدترین قرار دیا ہے کہ جس کی زبان کے شر سے اُس کے مسلمان بھائی محفوظ نہ رہیں بلکہ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ہی وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے اُس کا مسلمان بھائی محفوظ ہو۔

كثرة الأكل ليس بمستحسن

۱۲۵۱۔ عَنْ عُمَرَبْنُ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَتْ لِي حَاجَةٌ إِلَى أَبِي سَعْدٍ، قَالَ: وَثَنَاا أَبُو حَيَّانَ عَنْ مُجَمِّعٍ قَالَ: كَانَ لِعُمَرَبْنَ سَعْدٍ إِلَى أَبِيهِ حَاجَةٌ، قَدَّمَ بَيْنَ يَدَى حَاجَتِهِ كَلَاماً مِمَّا يُحَدِّثُ النَّاسَ يُوصِلُونَ، لَمْ يَكُنْ يَسْمَعُهُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: يَابُنَيَّ! قَدْ فَرَغْتَ مِنْ كَلَامِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: مَاكُنْتَ مِنْ حَاجَتِكَ أَبْعَدَ وَلَاكُنْتُ فِيكَ أَزْهَدَ مِنِّي مُنْذُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ هٰذَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيَكُونُ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ مِنَ الْأَرْضِ)). [الصحيحة: ٤١٩]

زیادہ کھانا کوئی اچھی بات نہیں ہے

عمر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ مجھے اپنے والد سے کوئی کام پڑ گیا، یہی واقعہ بیان کیا ہم سے ابوحیان نے کہ ان سے مجمع نے فرمایا کہ عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کو اپنے والد سے کام پڑ گیا لیکن اس نے اپنی حاجت بیان کرنے سے پہلے ایسی باتیں کیں جیسی عام لوگ اپنی ضروریات حاصل کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ سعد اس کی بات کی طرف توجہ نہیں کر رہے تھے۔ جب وہ بات مکمل کر چکا تو فرمایا اے میرے بیٹے کیا تم اپنی بات مکمل کر چکے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں تو فرمایا جو باتیں میں نے تیری سنی ہیں ان کے بعد اب تیری ضرورت پوری ہونا ناممکن ہے۔ اب میں تجھ سے بالکل بیزار ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنی زبانوں سے ایسے کھائیں گے جیسے گائے زمین سے کھاتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۴۱۹۔ احمد (۱/ ۱۷۵۔ ۱۷۶)' البزار (الکشف: ۲۰۸۱)' الاورقی فی مسند سعد (۷۱)

باب ذكر الحرص الشيخ على طول الحياة والمال

بوڑھے آدمی کے حرص و لالچ کی کیفیت لمبی زندگی اور مال پر

۱۲۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((الشَّيْخُ يَكْبُرُ وَيَضْعُفُ جِسْمُهُ، وَقَلْبُهُ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ: طُولِ الْحَيَاةِ، وَحُبِّ الْمَالِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، آدمی بوڑھا اور اُس کا جسم کمزور ہوجاتا ہے، اور اُس کا دل دو چیزوں کی محبت پر جوان رہتا ہے، لمبی زندگی اور مال کی محبت۔

[الصحيحة:١٩٠٦]

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۰۶۔ احمد (۲/ ۳۳۵ '۳۳۸ '۳۴۸)' ابن حبان (۳۲۱۹)' بخاری (۶۴۲۰)' مسلم (۱۰۴۶)' عنه بمعناه

باب الصلاح والهلاكة

بہتری (کامیابی) اور ناکامی کا بیان

١٢٥٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((صَلَاحُ أَوَّلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِالزُّهْدِ وَالْيَقِيْنِ، وَيَهْلِكُ آخِرُهَا بِالْبُخْلِ وَالْأَمَلِ)). [الصحيحة: ٣٤٢٧]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے پہلے لوگوں کی بہتری زہد اور یقین کے ساتھ ہے اور اس امت کے آخری لوگ بخیلی اور آرزوؤں کے ساتھ ہلاک ہوں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۲۷۔ احمد فی الزھد (۵۱)' طبرانی فی الاوسط (۷۶۴۶)' بیھقی فی الشعب (۱۰۸۴۵)

فوائد: اس حدیث طیبہ کے تناظر میں آج کل کے حالات کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے احوال کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ واقعۃً صحابہ کرام سادگی، قناعت، زہد وورع اور یقین وایمان کی جن بلندیوں پر فائز تھے، آج کے مسلمان اُس سے بہت نیچے ہیں اور ہر ایک کی زندگی مال جمع کرنے اور عیش وعشرت کے گیت گانے میں بسر ہو رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج قدم قدم پر بے سکونی اور فسادات ہیں۔ آج بھی امت کی کامیابی اور درستی کا معیار یہی ہے کہ وہ دنیا سے اپنے دامن کو بچاتے ہوئے آخرت پر کامل یقین رکھے اور اچھی طرح جان لے کہ اصل زندگی بعد از موت ہے۔

كل الطعام لم يذكر اسم الله عليه فهو للشيطان

جس کھانے پر اللہ کا نام ذکر نہ ہو وہ شیطان کے لیے ہے

١٢٥٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((قَالَ إِبْلِيْسُ: كُلُّ خَلْقِكَ بَيَّنْتَ رِزْقَهُ، فَفِيْمَ رِزْقِي؟ قَالَ: فِيْمَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمِي عَلَيْهِ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کیا گیا ہے، ابلیس نے کہا (اے اللہ!) تو نے اپنی ہر مخلوق کا رزق بیان کر دیا، میرا رزق کس میں ہے؟ اللہ نے فرمایا: جس (رزق) پر میرا نام نہیں لیا گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۸۔ ابو الشیخ فی العظمۃ (۱۱۳۴)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۱۲۶)' الضیاء فی المختارۃ (۱۰/ ۳۶۱)

فوائد: کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے، جو اللہ کا نام لیے بغیر کھانا کھاتا ہے گویا کہ وہ کھانے میں شیطان کو اپنا ساتھی بناتا ہے۔ اور شیطان کی بھی حتی المقدور کوشش یہ ہوتی ہے کہ کھانا کھانے سے قبل آدمی کو بسم اللہ پڑھنا یاد نہ رہے تاکہ میرا داؤ بھی چل جائے۔

باب فضل رزق كفاف والزهد

زھد اور کفایت والے رزق کی فضیلت

١٢٥٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعاً: ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافاً وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)). [الصحيحة: ١٢٩]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مرفوع نقل کیا گیا، وہ کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا اور گزران کے مطابق رزق دیا گیا اور جو اُس کے پاس ہے، اُسی پر اللہ تعالیٰ نے اُسے قناعت کرنے کی توفیق

عطا فرمائی۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۔ مسلم (۱۰۵۴)' ترمذی (۲۳۴۸)' ابن ماجه (۴۱۳۸)' احمد (۲/ ۱۶۸)

فوائد: مگر افسوس! آج کے مسلمان کی تربیت ان احادیث کے مطابق نہیں اور وہ یہی سمجھتا ہے کہ میری کامیابی صرف اسی میں ہے کہ میرے پاس دنیا کی دولت کے ڈھیر ہوں اور اور مسلمانوں کی ابتری کی حالت یہ ہے کہ مزدور بھی راتوں رات کروڑ پتی بننے کے خواب دیکھتا ہے۔ اور اپنے رزقِ حلال پر قانع اور شاکر نہیں رہتا۔

لعل الله يعطيك رزقًا بغيرك

شاید اللہ تجھ کو دوسرے کی وجہ سے رزق دیتا ہے

١٢٥٦۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ أَخَوَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَفِي رِوَايَةٍ: يَحْضُرُ حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَجْلِسَهُ وَالآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: [فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا] أَخِي لَا يُعِيْنُنِي بِشَيْءٍ] فَقَالَ ﷺ: ((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ)). [الصحيحة:٢٧٦٩]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے، اُن میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی مجلسِ حدیث میں شریک ہوتا تھا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا تھا۔ محنت مزدوری کرنے والے نے، اپنے بھائی کی نبی ﷺ سے شکایت کی۔ اور کہا اے اللہ کے رسول یہ میرے ساتھ کوئی تعاون نہیں کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: شاید کہ تجھے اسی کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۶۹۔ ترمذی (۲۳۴۶)' حاکم (۱/ ۹۳۔ ۹۴)' ابن عبد البر في جامع بيان العلم (۱/ ۵۹)

فوائد: اس حدیث سے واضح ہوا کہ حدیثِ رسول ﷺ کا طالب علم اہل خانہ کے لیے باعثِ برکت ہے۔ ماں باپ کو صرف اس وجہ سے اپنے طالب علم بیٹے کو نظروں سے نہیں گرانا چاہیے کہ یہ کما کر کچھ نہیں لاتا، بلکہ یہ سمجھیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس کی دینی تڑپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم پر بھی فراخی کے دروازے کھول دے اور مستقبل میں مزید رونق آئے۔

باب ذكر المعاش النبي ﷺ

نبی ﷺ کے گزران کا ذکر

١٢٥٧۔ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ: ((كَانَ ﷺ لَا يَجِدُ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ مِنَ الدَّقْلِ، وَهُوَ جَائِعٌ)). [الصحيحة:٢١٠٦]

نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھوک کی حالت میں ردی کھجور بھی نہیں پاتے تھے جس سے اپنے پیٹ کو بھریں۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۶۔ حاکم (۴/ ۳۲۴)' ابوعوانة في الرقاق (اتحاف المهرة : ۱۷۱۰۲)' ابن حبان (۶۳۴۱)' من طريق ابی عوانة عن سماك عن النعمان' مسلم (۲۹۷۷)' ترمذی (۲۳۷۲)' والشمائل (۱۵۲)' من طريق آخر عن سماك به

فوائد: یہ حدیث اُس نمازی اور پرہیزگار کے لیے بہت بڑا سہارا ہے جو فکر و فاقہ کی حالت میں زندگی کے دن گزار رہا ہے، اُس کو اس وجہ سے مایوس نہیں ہونا چاہیے کہ میرے پاس دنیا کی فراخی نہیں بلکہ اس بات پہ خوش رہنا چاہیے کہ الحمدللہ میں اسوہ نبوی پر زندگی بسر کر رہا ہوں۔

١٢٥٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِياً وَأَهْلُهُ، لَايَجِدُونَ عَشَاءً، وَكَانَ أَكْثَرَ خُبْزِهِمُ الشَّعِيرُ)). [الصحيحة:٢١١٩]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ پے در پے کئی راتیں بھوکے گزار دیتے، شام کا کھانا نہ پاتے تھے، اُن کا اکثر کھانا جو ہوتا۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۹۔ ترمذی (۲۳۶۰)' وفی الشمائل (۱۴۷)' ابن ماجه (۳۳۴۷) احمد (۱/ ۲۵۵)

باب: من تواضعه ﷺ

باب: رسول اکرم ﷺ کی تواضع کا بیان

١٢٥٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((كَانَ ﷺ يُدْعَى إِلَى خُبْزِ الشَّعِيرِ وَالْإِهَالَةِ السَّنِخَةِ فَيُجِيبُ)). [الصحيحة: ٢١٢٩]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور بدبودار چربی کی دعوت دی جاتی تو آپ قبول فرما لیتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۲۹۔ ترمذی فی الشمائل (۳۳۳)' بغوی فی الانوار (۳۸۶)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۳۴۔ ۲۳۵)' ابویعلی (۴۰۱۵)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعوت کے موقع پر نظر کھانوں پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ بلانے والے کے خلوص پر ہونی چاہیے۔ آج کل قائدین حضرات امراء کی دعوتوں پر تو فوراً لبیک کہتے ہیں لیکن غریب کارکن کی دعوت سے بار بار صرفِ نظر کیا جاتا ہے، جبکہ ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کے خلاف ہے۔

باب كراهة كثرة الأكل

زیادہ کھانے کی کراہت کا بیان

١٢٦٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:((كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شِبَعاً فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٣٤٣]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ڈکار مارا، تو آپ نے فرمایا: ہم سے اپنے ڈکار کو دور رکھ، بلاشبہ دنیا میں بہت زیادہ سیر رہنے والے، قیامت کے روز بہت زیادہ بھوکے ہوں گے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۳۔ ترمذی (۲۴۷۸)' ابن ماجه (۳۳۵۰)' عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

كل مال النبي ﷺ صدقة

نبی ﷺ کا سارا مال وقف ہے

١٢٦١۔ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ حَدِيثاً مِنْ رَجُلٍ فَأَعْجَبَنِي، فَقُلْتُ اُكْتُبْهُ لِي، فَأَتَى بِهِ مَكْتُوباً مُذَبَّرًا: دَخَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ عَلَى عُمَرَ، وَعِنْدَهُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ وَسَعْدٌ، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ

ابوالبختری کہتے ہیں، کہ میں نے ایک آدمی سے حدیث سنی، جو مجھے پسند آئی، میں نے اُسے کہا، مجھے یہ لکھ دو، تو وہ میرے پاس بہت عمدہ لکھی ہوئی لایا، وہ حدیث یہ تھی: کہ عباس و علی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم عمر رضی اللہ عنہ کے

وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ وَسَعْدٍ: أَلَمْ تَعْلَمُوْا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**كُلُّ مَالِ النَّبِيِّ صَدَقَةٌ إِلَّا مَاأَطْعَمَهُ أَهْلَهُ، وَيَتَصَدَّقُ بِفَضْلِهِ**)) ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَلِيَهَا أَبُوْبَكْرٍ سَنَتَيْنِ، فَكَانَ يَصْنَعُ الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئاً مِنْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ۔

[الصحيحة:٢٠٣٨]

پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عمر نے طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن اور سعد سے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، نبی کا سارا مال وقف ہوتا ہے، سوائے اُس کے جو وہ اپنے اہل کے خرچ کے لیے چھوڑے اور باقی صدقہ کردے۔ پھر نبی ﷺ فوت ہوئے تو دو سال ابوبکر ان مالوں کے نگران رہے، ان کا طرزِ عمل وہی تھا جو نبی ﷺ کا تھا، پھر مالک بن اوس کی حدیث میں سے کچھ بیان کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۸۔ ابوداود (۲۹۷۵)' ترمذی فی الشمائل (۳۸۳)' بیھقی (۶/ ۲۹۹۔ ۳۰۰)

المعروف بكل صدقة

ہر ایک کے ساتھ نیکی صدقہ ہے

١٢٦٢۔ ((**كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَنَعْتَهُ إِلَى غَنِيٍّ أَوْ فَقِيْرٍ فَهُوَ صَدَقَةٌ**)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ جَابِرٍ۔ [الصحيحة:٢٠٤٠]

ابن مسعود اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی، خواہ مالدار کے ساتھ ہو یا فقیر کے ساتھ ہو وہ صدقہ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۰۴۷)' المکارم (۱۱۲)' خرائطی فی المکارم (۸۲)' ابونعیم فی الحلیۃ (۳/ ۴۹)' البزار (الکشف: ۹۵۵)' و(البحر:۱۵۸۲)

كن في الدنيا كأنك غريب

دنیا میں اجنبی کی طرح رہ

١٢٦٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: ((**كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ**)).

[الصحيحة:١١٥٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑا اور فرمایا: دنیا میں ایسے رہ گویا تو اجنبی ہے یا راستے سے گزرنے والا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۵۷۔ بخاری (۶۴۱۶)' ابن حبان (۶۹۸)' طبرانی (۱۳۴۷۰)

باب التحميد على كل حال

ہر حال میں الحمدللہ کہنا چاہیے

١٢٦٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: ((**كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَافُلَانُ؟**)) **قَالَ: أَحْمَدُ اللّٰهَ إِلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ: ((**هٰذَا الَّذِي أَرَدْتُ مِنْكَ**)).

[الصحيحة:٢٩٥٢]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: اے فلاں کیسے ہو؟ اُس نے کہا: میں آپ کے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تجھ سے یہی چاہتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۲۔ طبرانی فی الاوسط (۴۳۴۷)' والکبیر (۱۳/ ۲۱)

فوائد: حدیثِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص احوال کے بارے میں دریافت کرے تو شکووں کے انبار نہیں لگا دینے چاہیے بلکہ بڑی خوش دلی سے یہی کہنا چاہیے ''الحمدللہ'' اللہ کا بڑا شکر ہے۔

باب قرب الساعة

قیامت کے قربت کے بارے میں

١٢٦٥ـ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَدِمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَلَى الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْوَلِيْدُ: مَاسَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ بِهِ السَّاعَةَ؟ فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَسْتُ مِنَ الدُّنْيَا، وَلَيْسَتْ مِنِّى، إِنِّي بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ نَسْتَبِقُ)). [الصحيحة: ١٢٧٥]

اسماعیل بن عبداللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، انس بن مالک، ولید بن عبدالملک کے پاس آئے، تو آپ سے ولید نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو قیامت کے بارہ میں کیا فرماتے سنا؟ اس پر انس ﷛ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ میں اور قیامت آپس میں ایک دوسرے سے آگے نکل رہے ہیں، یعنی میری آمد کے بعد قیامت قریب ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۵۔ الضیاء فی المختارة (۱۵۴۲)' ابن عساکر (۹/ ۲۴۷)' احمد (۳/ ۲۲۳)' حاکم (۴/ ۴۹۴)' مختصراً

فضل الفقر والمشقة لدين الله

فقر اور اللہ کے دین کے لیے مشقت برداشت کرنے کی فضیلت

١٢٦٦ـ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ خَرَّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ، لِمَا بِهِمْ مِنَ الْخَصَاصَةِ، وَهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، حَتَّى يَقُوْلَ الْأَعْرَابُ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنَ، فَإِذَا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَأَحْبَبْتُمْ لَوْ أَنَّكُمْ تَزْدَادُوْنَ حَاجَةً وَفَاقَةً))

فضالہ بن عبید ﷛ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو کچھ لوگ حالتِ قیام میں بھوک کی وجہ سے گر جاتے اور وہ اصحابِ صفہ تھے۔ یہاں تک کہ گزرنے والے بدو کہتے، یہ پاگل ہیں، جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز پوری کر لیتے، تو آپ اُن کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: اگر تم جان لو جو تمہارے لیے اللہ کے پاس ہے تو تم پسند کرو تمہارے فقر و فاقہ میں اضافہ ہو جائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۹۔ ترمذی (۲۳۶۹)' احمد (۶/ ۱۸۔ ۱۹)' ابن حبان (۷۲۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ ایسا نمازی جس کی مالی حالت کمزور ہے، لیکن اُس کے باوجود نماز با جماعت ادا کرنے میں غفلت کا شکار نہیں ہوتا، اُس کے لیے اللہ کے ہاں خصوصی مہمان نوازی کا اہتمام ہے۔

باب: استحباب التجارة

باب: تجارت کا استحباب

۱۲۶۱ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: ((لَقَدْ خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَاجِراً إِلٰى بُصْرٰى، لَمْ يَمْنَعْ أَبَابَكْرٍ الضَنُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شُحَّهُ عَلٰى نَصِيْبِهِ مِنَ الشُّخُوْصِ لِلتِّجَارَةِ، وَذٰلِكَ كَانَ لِإِعْجَابِهِمْ كَسْبُ التِّجَارَةِ، وَحُبِّهِمْ لِلتِّجَارَةِ، وَلَمْ يَمْنَعْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ مِنَ الشُّخُوْصِ فِي تِجَارَتِهِ لِحُبِّهِ صُحْبَتَهُ وَضَنَّهُ بِأَبِي بَكْرٍ، فَقَدْ كَانَ بِصُحْبَتِهِ مُعْجَباً. لَاسْتِحْسَان. وَفِي رِوَايَةٍ: لَاسْتِحْبَابِ. رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِلتِّجَارَةِ وَإِعْجَابِهِ بِهَا)). [الصحيحة: ۲۹۲۹]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بغرض تجارت بصری کا سفر کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے محبت وتعلق نے اس بات سے نہیں روکا کہ وہ اپنے مقدر کی تلاش میں تجارت کے لیے سفر کریں۔ اس لیے کہ تجارت ان حضرات کے ہاں پسندیدہ مشغلہ تھا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی باوجود تعلق کے حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تجارت کے لیے سفر سے نہیں روکا، حالانکہ آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت سے بڑے خوش ہوتے تھے، مگر وہ تجارت بھی آپ ﷺ کے ہاں پسندیدہ ہونے کی وجہ سے کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۹۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۰۰)، والاوسط (۶۳۸۳)

باب بیان حرص ابن آدم

ابن آدم کے حرص کا بیان

۱۲۶۸ـ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ ذَهَبٍ) لَابْتَغٰى [وَادِياً] ثَالِثاً وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ جَمَاعَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ، مِنْهُمْ: أَنَسُ وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَأَبُوْ مُوْسٰى۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر آدم کے بیٹے کی مال یا سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کو ضرور تلاش کرے گا اور آدم کے بیٹے کا پیٹ مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اُسی پر نظر کرم کرتا ہے جس نے اُس کی طرف رجوع کیا۔ صحابہ کی کثیر تعداد، انس، ابن عباس، ابن زبیر، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم وغیرہ نے اس کو نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۷۔ بخاری (۶۴۴۰)، مسلم (۱۰۴۸)، من حدیث انس رضی اللہ عنہ

باب التسریع فی الانفاق

خرچ کرنے میں جلدی کرنا

۱۲۶۹ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَوْ كَانَ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً لَسَرَّنِي أَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ، إِلَّا شَيْئاً أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ)). [الصحيحة: ۱۱۳۹]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو، تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ مجھ پر تین راتیں بھی نہ گزریں کہ اُس میں سے کچھ میرے پاس ہو مگر جو کچھ میں قرض کی ادائیگی کے لیے محفوظ رکھوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۹۔ بخاری (۶۴۴۵)، بیہقی فی الدلائل (۱/ ۳۳۸)، والشعب (۱۰۴۳۲)

الدنيا عندالله

اللہ کے نزدیک دنیا کی اہمیت

١٢٧٠ـ قالﷺ: ((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَاسَقٰى كَافِراً مِنْهَا شُرْبَةَ مَاءٍ)) رُوِىَ مِنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، وَالْحَسَنِ، وَعَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، مُرْسَلاً۔ [الصحيحة:٦٨٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک قطرہ پانی بھی نہ پلاتا۔ صحابہ کی کثیر تعداد سہل بن سعد، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس سمیت کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم سے اسے روایت کیا گیا ہے اور حسن اور عمرو بن مرہ نے اس کو مرسل روایت کیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ٦٨٦۔ (١) ابن عمر: قضاعی فی مسند الشھاب (١٤٣٩)، خطیب فی التاریخ (٤/ ٩٢)، (٢) ابن عباس رضی اللہ عنہما ابونعیم فی الحلیة (٣/ ٣٠٤، ٨/ ٢٩٠)، (٣) ابو ھریرة رضی اللہ عنہ قضاعی فی مسند الشھاب (١٤٤٠)

١٢٧١ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ، مَاسَقٰى كَافِراً مِنْهَا شُرْبَةَ مَاءٍ)). [الصحيحة:٩٤٣]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک قطرہ پانی بھی نہ پلاتا۔

تخریج: الصحیحة ٩٤٣۔ ترمذی (٢٣٢٠)، ابن ماجه (٤١١٠)، ابونعیم فی الحلیة (٣/ ٢٥٣)

باب بيان المهر

مہر کا بیان

١٢٧٢ـ عَنْ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَعِينُهُ فِي مَهْرِ امْرَأَةٍ. فَقَالَ: ((كَمْ أَمْهَرْتَهَا؟)) فَقَالَ: مِئَتَى دِرْهَمٍ، فَقَالَﷺ: ((لَوْ كُنْتُمْ تَغْرِفُوْنَ مِنْ بُطْحَانَ مَازِدْتُمْ)). [الصحيحة:٢١٧٣]

ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، وہ آپ سے عورت کے حق مہر کے متعلق مدد کے طلب گار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اُس کو کتنا حق مہر دیا؟ انہوں نے کہا 2 سو درہم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بطحان وادی سے چلّو بھی بھرتے ہوتے تو اس سے بھی زیادہ نہ دیتے۔

تخریج: الصحیحة ٢١٧٣۔ حاکم (٢/ ١٧٨)، احمد (٣/ ٤٤٨)، طبرانی فی الکبیر (٢٢/ ٣٥٢)، عبد الرزاق (١٠٤٠٩)

اهمية الغنا من الناس

لوگوں سے بے نیاز ہونے کی اہمیت

١٢٧٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((لِيَسْتَغْنِ أَحَدُكُمْ عَنِ النَّاسِ، وَلَوْ بِقَضِيْبٍ مِّنْ سِوَاكٍ)). [الصحيحة:٢١٩٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، تم میں سے ہر ایک لوگوں سے بے نیازی برتے اگرچہ مسواک کرنے والی شاخ ہو۔ (یعنی سوال سے بچے)۔

تخریج: الصحیحة ٢١٩٨۔ بیہقی فی الشعب (٣٥٢٨) مرسلاً و (٣٥٢٧)، والطبرانی (١٢٢٥٧)، و ابن ابی حاتم (٦٢٦)، عن

ابن عباس رضی اللہ عنہ موصولاً

کم الدنیا تکفی

کتنی دنیا کافی ہے؟

١٢٧٤۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ مَرْفُوعاً: ((لِيَكْفِ أَحَدَكُمْ مِنَ الدُّنْيَا خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ)).

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، تم میں سے ہر ایک کے لیے دنیا میں ایک خادم اور ایک سواری کافی ہیں۔

تخریج: الصحیحة ٢٢٠٢۔ احمد (٥/ ٣٦٠)' دارمی (٢٧١٨)' نسائی فی الکبری (٩٨١٢)' ابن ابی شیبة (١٣/ ٢٣٥)

ما أتاك المال من غير مسألة فكله و تموله

جو مال تجھ کو بغیر سوال کرنے کے ملے' اس کو لے لے اور کھا لے

١٢٧٥۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْوَالِ السُّلْطَانِ؟ فَقَالَ: ((مَا آتَاكَ اللّٰهُ مِنْ أَمْوَالِ السُّلْطَانِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ، فَكُلْهُ وَتَمَوَّلْهُ)). [الصحيحة:٢٢٠٩]

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے حکمرانوں کے اموال کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: حکمرانوں کا جو مال بغیر مانگے اور لالچ کے تجھے ملے تو اُس کو کھا اور اسے لے لے۔

تخریج: الصحیحة ٢٢٠٩۔ احمد (٥/ ١٩٥)' بخاری (١٤٧٣)' مسلم (١٠٤٥)' من حدیث عمر رضی اللہ عنہ

استحباب عدم ارصاد المال الالدين

قرض کے علاوہ مال کو نہ روکنے کا استحباب

١٢٧٦۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُداً ذَاكَ عِنْدِي ذَهَبٌ، أَمْسَى ثَالِثَةً عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ، إِلَّا دِينَاراً أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا، حَثَايَيْنَ يَدَيْهِ، وَهٰكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَهٰكَذَا عَنْ شِمَالِهِ.)). [الصحيحة:٢٢١١]

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے (کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا) میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ میرے پاس سونے کا ہو اور تیسری رات گزر جائے اور میرے پاس اُس میں سے ایک دینار باقی رہے۔ مگر وہ دینار کہ جس کو میں قرض کی ادائیگی کے لیے روک لوں۔ مگر یہ کہ میں لپ بھر بھر کے لوگوں میں تقسیم کردوں۔

تخریج: الصحیحة ٢٢١١۔ بخاری (٦٤٤٤)' مسلم (الزکاۃ: ٣٢/ ٩٤)' احمد (٥/ ١٥٢)

باب خشي التكاثر

مال کی زیادتی سے ڈرنا

١٢٧٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَاأَخْشَى عَلَيْكُمُ الْفَقْرَ، وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ التَّكَاثُرَ، وَمَاأَخْشَى عَلَيْكُمُ الْخَطَأَ، وَلٰكِنِّي أَخْشَى

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، مجھے تمہارے بارے میں فقر کا اندیشہ نہیں، لیکن میں تمہاری دولت کی کثرت سے ڈرتا ہوں اور مجھے تمہاری غلطی کا اندیشہ نہیں۔ لیکن میں تمہارے جان بوجھ کر

عَلَيْكُمُ التَّعَمُّدَ)). [الصحيحة:٢٢١٦]

(گناہ کرنے سے) ڈرتا ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۶۔ احمد (۲/ ۳۰۸، ۵۳۹)، ابن حبان (۳۲۲۲)، حاکم (۲/ ۵۳۴)

فوائد: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم فقر و فاقہ کی وجہ سے اللہ سے دور ہو جاؤ گے بلکہ مجھے اندیشہ یہ ہے کہ کہیں مال کی کثرت تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور اسی طرح مجھے غلطی پر بھی کوئی ڈر نہیں کیونکہ نہ چاہتے بھی انسان سے خطا سرزد ہو جاتی ہے۔ لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تم کہیں جان بوجھ کر برائیوں میں نہ پھنس جاؤ۔

باب تفکر النبی ﷺ بالانفاق

۱۲۷۸۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي وَجْعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ: [يَا عَائِشَةُ] مَافَعَلَتِ الذَّهَبُ ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي۔ قَالَ: ائْتِيْنِي بِهَا۔ فَجِئْتُ بِهَا، وَهِيَ مَابَيْنَ التِّسْعِ أَوِ الْخَمْسِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ بِهَا۔ وَأَشَارَ يَزِيْدُ بِيَدِهِ۔ ((مَاظَنُّ مُحَمَّدٍ بِاللّٰهِ لَوْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. وَهٰذِهِ عِنْدَهُ؟ أَنْفِقِيْهَا)). [الصحيحة:٢٦٥٣]

آپ ﷺ کا خرچ کرنے کے متعلق فکر کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں آپ ﷺ نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا: اے عائشہ سونے کا کیا بنا؟ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میرے پاس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لے آؤ، تو میں وہ لے آئی۔ وہ نو یا پانچ دینار تھے۔ آپ نے اپنے ہاتھ میں رکھ کر ہاتھ سے اشارہ فرمایا (یزید راوی نے بھی ہاتھ سے اشارہ فرمایا) پھر کہا: کیا گمان ہے، محمد ﷺ کا اپنے رب کے متعلق کہ وہ اپنے [illegible] سے اس حال میں ملے کہ یہ اُس کے پاس ہو۔ ان کو خرچ کر دو۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۳۔ احمد (۶/ ۱۸۲)، ابن حبان (۳۲۱۲)، ابن سعد (۲/ ۲۳۸)، حمیدی (۲۸۳)

باب: من زهده ﷺ

۱۲۷۹۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْماً عَلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَوْرَأَيْتُمَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، فِي مَرَضٍ مَرِضَهُ، قَالَتْ: وَكَانَ لَهُ عِنْدِي سِتَّةُ دَنَانِيْرَ۔ قَالَ مُوْسٰى: أَوْ سَبْعَةٌ۔ قَالَتْ: فَأَمَرَنِي نَبِيُّ اللّٰهِ أَنْ أُفَرِّقَهَا، قَالَتْ فَشَغَلَنِي وَجْعُ نَبِيِّ اللّٰهِ حَتّٰى عَافَاهُ اللّٰهُ، قَالَتْ: ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْهَا؟ فَقَالَ: مَا فَعَلَتِ السِّتَّةَ۔ قَالَ: أَوِ السَّبْعَةُ؟ قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ، لَقَدْ كَانَ شَغَلَنِي وَجْعُكَ، قَالَتْ: فَدَعَا بِهَا، ثُمَّ صَفَّهَا فِي كَفِّهِ، فَقَالَ: ((مَاظَنُّ نَبِيِّ اللّٰهِ لَوْ لَقِيَ

باب: زہد نبوی ﷺ کا بیان

ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ میں اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا: اگر تم رسول اللہ ﷺ کو اُس دن دیکھ لیتے جس روز آپ بیمار ہوئے تھے، اُس وقت میرے پاس چھ دینار تھے۔ (موسیٰ راوی حدیث اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ سات دینار تھے) حضرت عائشہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کو خرچ کرنے کا حکم دے دیا۔ میں تیمارداری میں مصروفیت کی وجہ سے اُن کو خرچ نہ کر سکی، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اس بیماری سے شفایاب فرمایا۔ تو پھر آپ ﷺ نے ان دیناروں کے متعلق پوچھا اور فرمایا: اُن چھ یا سات دیناروں کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا:

اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهٰذِهٖ عِنْدَهٗ؟ يَعْنِي سِتَّةَ دَنَانِيرَ أَوْسَبْعَةً)). [الصحيحة: ١٠١٤]

کہ اللہ کی قسم میں آپ کی تیمارداری میں مشغولیت کی وجہ سے خرچ نہ کرسکی، آپ ﷺ نے منگوا کر ہتھیلی پر رکھے اور فرمایا: کیا گمان ہے اللہ کے نبی کا اگر اللہ سے اُس حال میں ملے کہ یہ اُس کے پاس ہوں......؟ یعنی چھ یا سات دینار۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۱۴۔ احمد (۶/ ۱۰۴)' وانظر الحدیث السابق

باب: حض الاسلام على استثماء الارض وزدعها

باب: شجرکاری اور زراعت کے لیے اسلام کی ترغیب

١٢٨٠۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعاً، فَيَأْكُلَ مِنْهُ طَيْرٌ ، أَوْ إِنْسَانٌ، أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة: ٧]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی درخت اُگائے یا کھیتی باڑی کرے اور اُس سے کوئی پرندہ یا انسان یا کوئی چوپایہ کھالے تو وہ اُس کے لیے صدقہ ہی ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۔ بخاری (۲۳۲۰)' مسلم (۱۵۵۳)' احمد (۳/ ۱۴۷)

فوائد: جو عمل بھی خیر کے جذبہ سے کیا جائے اللہ تعالیٰ اُس کی قدر فرماتے ہیں اور اُس عمل کو کرنے والے کے لیے صدقہ جاریہ بنادیتے ہیں، پودا لگانا بہت بڑا نیک عمل اور صدقہ جاریہ ہے، آج کا پودا جب کل تناآور درخت بنے گا تو جو اُس کے سایہ تلے بیٹھے گا یا اُس کا پھل کھائے گا یا اُس کی لکڑی استعمال کرے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ پودا لگانے والے کو اجروثواب عطا فرماتے رہیں گے۔

١٢٨١۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ، وَمَاسُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ، فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ، فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهٗ أَحَدٌ، إِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ [إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ])) [الصحيحة:٨]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، جو مسلمان کوئی درخت اگاتا ہے اور اس سے جو بھی کھایا جاتا ہے، اُس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور جو اُس سے چوری کیا جائے وہ بھی اُس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور جو اُس سے درندے کھا جائیں وہ بھی اُس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔ اور جو پرندہ کھا جائے، وہ بھی اُس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو بھی اس کھیتی میں کسی طرح کمی کرتا ہے، قیامت کے روز اُس کے لیے صدقہ ہی ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۔ مسلم (۱۵۵۲)' احمد (۳/ ۳۹۱)' ابویعلی (۲۲۱۳)

باب ارصاد المال لدين

قرض ادا کرنے کے لیے مال کو روکنا

١٢٨٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَايَسُرُّنِي أَنَّ لِي أُحُداً ذَهَباً تَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے لیے اُحد پہاڑ سونے کا بن

دِيْنَارٌ إِلَّا دِيْنَارٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ عَلَيَّ))۔

جائے اور تین راتیں گزرنے کے بعد میرے پاس اُس میں سے کوئی ایک دینار باقی ہو۔ مگر جس کو میں اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے روک لوں۔

تخریج: الصحيحة ۱۰۲۸۔ مسلم (۹۹۱)' احمد (۲/ ۳۵۷)

ذم الاسترداد بالهبة

تحفہ کو واپس لینے کی مذمت

۱۲۸۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَسْتَرِدُّ مَاوَهَبَ، كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيْ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوْقِفُ، فَلْيُعَرِّفْ بِمَا اسْتَرَدَّ، ثُمَّ لِيُدْفَعْ إِلَيْهِ مَاوَهَبَ))۔

عبداللہ بن عمرو سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، اُس شخص کی مثال جو ہبہ کو واپس لینے کا مطالبہ کرتا ہے' کتے کی سی ہے، قے کرتا ہے پھر اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنا ہبہ واپس مانگے تو ہبہ لینے والے کو چاہیے کہ اُس کو اُس چیز کے بارے میں جو واپس مانگ رہا ہے بدنام کرنے کے لیے اعلان کرے' پھر اُس کو ہبہ کرنے والی چیز دے دے۔

تخریج: الصحيحة ۲۲۸۲۔ ابوداود (۳۵۴۰)' احمد (۲/ ۱۷۵)' بیہقی (۶/ ۱۸۱)

فوائد: باہم تحائف کا تبادلہ کرنا محبت میں اضافے کا باعث ہے۔ ایک دوسرے کو تحفہ دیتے ہوئے مقصود صرف اللہ کی رضا ہونی چاہیے۔ تحفہ دینے کے بعد نہ ہی جتلانا چاہیے اور نہ ہی ناراضی کے موقع پر واپسی کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ جو شخص ناراضی کے موقع پر تحفے کی واپسی کا مطالبہ کرے تو رسول اللہ ﷺ نے ایسے کمینے شخص کو اُس کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو قے کرنے کے بعد خود ہی اپنی قے چاٹ لیتا ہے۔

الإحتكار خطاء عند ضرورة المسلمين

مسلمانوں کی ضرورت کے وقت ذخیرہ اندوزی گناہ ہے

۱۲۸۴۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ احْتَكَرَ حُكْرَةً يُرِيْدُ أَنْ يُغْلِيَ بِهَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ خَاطِئٌ))۔

ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ذخیرہ اندوزی کی کہ اُس کے ذریعے مسلمانوں پر قیمتیں گراں ہوں تو وہ خطا کار ہے۔

تخریج: الصحيحة ۳۳۶۲۔ احمد (۲/ ۳۵۱)' ابن عدی (۷/ ۲۵۱۸)' حاکم (۲/ ۱۲)' بیہقی (۶/ ۳۰)

من أخذ الدين للتادية اعانه الله

جس نے قرض ادا کرنے کی نیت سے لیا تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے

۱۲۸۵۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیوی

مَیْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَدَانَتْ، فَقِيلَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ؟ قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ دَيْناً يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.)) [الصحيحة:١٠٢٩]

میمونہ نے قرض لیا، تو اُنہیں کہا گیا، اے ام المؤمنین آپ قرض لیتی ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کے پاس ادائیگی کی استطاعت نہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ فرمارہے تھے، جو قرض ادا کرنے کی نیت سے قرض لیتا ہے، اللہ عزوجل اُس کی مدد فرماتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۲۹۔ نسائی (۴۲۹۱)' ابونعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۲۳۸)' طبرانی (۲۴/ ۲۸)

من شكى الفاقة من الناس

جس نے لوگوں سے فاقہ کی شکایت کی

١٢٨٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ، لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ، أَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنَى، إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ، أَوْ غِنًى عَاجِلٍ)). [الصحيحة:٢٧٨٧]

عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، کہ جس کو فاقہ پیش آیا اور اُس نے اللہ کی بجائے لوگوں سے شکایت کی تو اُس کا فاقہ بند نہیں ہوتا۔ اور جو اللہ کے سامنے اظہار کرتا ہے تو اللہ اُس کو جلد ہی غنا عطا فرماتے ہیں یا تو جلد موت سے یا جلد غنا دے کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۸۷۔ ترمذی (۲۳۲۷)' حاکم (۱/ ۴۰۸)' بیہقی (۴/ ۱۹۶)

فضل الاقالة فى البيع

سودے کو واپس کرنے کی فضیلت

١٢٨٧۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَقَالَ أَخَاهُ بَيْعاً أَقَالَ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٦١٤]

حضرت ابوشریح ﷛ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کا سودا واپس لیا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی خطاؤں کو معاف فرمائیں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۸۹۴)

باب: بيع الاجل بزيادة فى الثمن

باب:

١٢٨٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْ كَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا)).

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے مرفوعاً نقل کیا گیا، جو کوئی ایک بیع میں دو بیع کرتا ہے تو اُس کے لیے دونوں میں سے کم ہے یا اُس کے لیے سود ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۶۔ ابن ابی شیبۃ (۶/ ۱۲۰)' ابوداود (۳۴۶۱)' حاکم (۲/ ۴۵)' ترمذی (۱۲۳۱)' نسائی (۴۶۳۶)' بمعناہ

فوائد: اکثر علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے، ایک چیز کی قیمت نقد 100 اور ادھار 125 روپے جس طرح کہ عموماً قسطوں کے کاروبار میں ہوتا ہے، اس حدیث کے مطابق مدت کے عوض میں زیادہ لی جانے والی رقم سود اور حرام ہے۔

يشترى من ثمن الدار مثلها للبركة

گھر کی قیمت سے برکت کے لیے اس جیسی چیز خریدی

جائے گی

١٢٨٩۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَان قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ بَاعَ دَاراً وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهَا)).
[الصحيحة:٢٦٣٧]

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی گھر فروخت کیا اور اُس کی قیمت سے کوئی جائیداد اُسی طرح کی نہ خریدی تو اُس میں اُس کے لیے برکت نہیں ڈالی جائے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ٢٣٢٧۔ بخاری فی التاریخ (٨/ ٣٢٨)' ابن ماجه (٢٤٩١)' طیالسی (٤٢٣)

ذم ترك الدين

قرض چھوڑ جانے کی مذمت

١٢٩٠۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ ((مَنْ تَرَكَ دِيْنَارَيْنِ، فَقَدْ تَرَكَ كَيَّتَيْنِ)). [الصحيحة:٤٩٩]

اسما بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جس نے دو دینار چھوڑے اُس نے آگ کے دو داغ چھوڑے۔

تخریج: الصحیحۃ ٤٩٩۔ ابوداود (١٦٢٦)' نسائی (٢٥٩٣)' ترمذی (٦٥٠)' ابن ماجه (١٨٤٠)' احمد (١/ ٣٨٨)

الوعيد من سأل بغير ضرورة

جس نے بغیر ضرورت کے سوال کیا' اس کی وعید

١٢٩١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيْهِ، جَاءَتْ مَسْأَلَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوْشاً أَوْ خُمُوْشاً أَوْ كُدُوْحاً فِي وَجْهِهِ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَايُغْنِيْهِ؟ قَالَ: خَمْسُوْنَ دِرْهَماً، أَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ)). [الصحيحة: ١٠٥٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گزران کے مطابق مال ہونے کے باوجود سوال کیا تو اُس کا سوال قیامت کے روز اُس کے چہرے پر زخم اور خراش بن کر ظاہر ہوگا۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اُس کے غنی ہونے کے لیے کیا کافی ہے؟ آپ نے فرمایا: پچاس درہم یا اُس کی قیمت کے برابر سونا۔

تخریج: الصحیحۃ ١٠٥٨۔ ابن حبان (٥٦٧)' طبرانی فی الکبیر (١٠٢٣٤)' والصغیر (١/ ٢٦١)

فوائد: موجودہ حالات میں اکثر بھکاری بھیک مانگنے کو اپنا کاروبار سمجھتے ہیں۔ بسا اوقات وہ اپنے آپ کو کمزور اور معزور ثابت کرنے کے لیے خود ہی اپنا آپ زخمی کر لیتے ہیں یا سرخ رنگ لگا کر پٹیاں باندھ کر گزرنے والوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم حد درجہ محتاج ہیں۔ اس قدر گھناؤنا فعل ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے روز لعنت و پھٹکار اور حد درجہ ذلت کا باعث ہوگا۔

باب ذم الغش

دھوکہ دہی کی مذمت

١٢٩٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا،

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔ مکرو

وَالْمَكْرُ وَالْخِدَاعُ فِي النَّارِ)).
[الصحيحة:١٠٥٨]

فریب آگ میں ہے۔

ذم الخيانة

خیانت کی مذمت

١٢٩٣۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ أَنَّهُ تَذَاكَرَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْماً الصَّدَقَةَ فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَذْكُرُ غُلُوْلَ الصَّدَقَةِ أَنَّهُ ((مَنْ غَلَّ مِنْهَا يَعْنِي: الصَّدَقَةَ. بَعِيْراً أَوْ شَاةً أُتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ))......؟ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ:بَلٰى۔ [الصحيحة:٢٣٥٤]

عبداللہ بن اُنیس سے روایت ہے، اُنہوں نے اور عمر بن خطاب ﷛ نے آپس میں صدقہ کا ذکر کیا، حضرت عمر نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا؟ جب آپ صدقے کی خیانت کا ذکر فرمارہے تھے کہ جس نے صدقہ میں سے اونٹ یا بکری کی خیانت کی وہ قیامت کے روز اُس کو اٹھا کر لائے گا؟ حضرت عبداللہ بن انیس نے کہا: کیوں نہیں (یعنی میں نے یہ فرمان نبی ﷺ سے سنا ہے)

تخریج: الصحیحة ٢٣٥٤- ابن ماجه (١٨١٠)' احمد (٣/ ٤٩٨)' طبری فی التفسیر (٤/ ١٠٦)

من نوى أداء الدين كان عون الله له

جس نے قرض ادا کرنے کی نیت کی تو اللہ کی مدد اس کے لیے ہے

١٢٩٤۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ يَنْوِي أَدَاءَهُ كَانَ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ عَوْنٌ وَسَبَّبَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا)). [الصحيحة: ٢٨٢٢]

سیدہ عائشہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے: جوکوئی مقروض ہو اور وہ قرض کی ادائیگی کی نیت رکھتا ہو، تو اللہ اُس کی مدد فرماتا ہے اور اللہ اُس کے لیے رزق کے اسباب پیدا فرمادیتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ٢٨٢٢- طبرانی فی الاوسط (٧٤٠٤)' احمد (٦/ ٧٢' ٢٥٥)' حاکم (٢/ ٢٢)' من طریق آخر عنها بمعناه

باب: من حق الجار

باب: پڑوسی کا حق

١٢٩٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: [مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَأَرَادَ بَيْعَهَا فَلْيَعْرِضْهَا عَلَى جَارِهِ۔] [الصحيحة:٢٣٥٨]

ابن عباس ﷠ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی زمین بیچنے کا ارادہ کیا، وہ اُس کو پہلے اپنے ہمسائے پر پیش کرے۔

تخریج: الصحیحة ٢٣٥٨- ابن ماجه (٢٤٩٣)' الضیاء فی المختارة (١٢/ ٦٤)' طبرانی (١١٧٨٠)

باب وفاء الشروط

شروط کو پورا کرنا

١٢٩٦۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((الْمُسْلِمُوْنَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں، یہ

عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ)) جَاءَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ ابوہریرہ، عائشہ، انس بن مالک، عمرو بن عوف، رافع بن خدیج اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۱۶۔ ابوداود (۳۵۹۴)' ابن الجارود (۶۳۷' ۶۳۸)' دارقطنی (۳/ ۲۷)' حاکم (۲/ ۴۹)' عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ

باب: من كرمه صلى الله عليه وسلم وحسن قضائه

باب: نبی کریم ﷺ کی سخاوت اور قرض کی احسن طریقے سے ادائیگی کا بیان

۱۲۹۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُهُ، فَاسْتَسْلَفَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَطْرَ وَسْقٍ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ يَتَقَاضَاهُ، فَأَعْطَاهُ وَسْقاً وَقَالَ: **((نِصْفٌ لَّكَ قَضَاءٌ، وَنِصْفٌ لَّكَ نَائِلٌ مِّنِّي))**.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا: آپ ﷺ نے اُس کے لیے نصف وسق ادھار لیا اور اُس کو دے دیا۔ پھر جب اُس نے آ کر مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے ایک پورا وسق اُس کو واپس کر دیا۔ اور فرمایا: قرض جو کہ آدھا میں نے تمہیں دے دیا ہے۔ (یعنی جو میرے ذمہ واجب تھا) اور آدھا میری طرف سے عطیہ ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۱۳۔

۱۲۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ **((نَهَى أَنْ يُّمْنَعَ نَقْعَ الْبِئْرِ. يَعْنِي: فَضْلَ الْمَاءِ))**.

حضرت عائشہ سے روایت ہے، کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے کنویں میں جمع شدہ پانی روکنے سے منع کیا (یعنی بچا ہوا پانی)

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۸۔ احمد (۶/ ۲۶۸)' ابن حبان (۴۹۵۵)' حاکم (۲/ ۶۱)

باب البيع الممنوعه

خرید و فروخت کی ممنوعہ اقسام

۱۲۹۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: **((نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ))**. [الصحيحة: ۲۹۷۱]

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلے کی کمائی سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۱۔ مسلم (۱۵۶۹)' ابن ماجه (۲۱۶۱)' احمد (۳/ ۳۸۶)' بیہقی (۶/ ۱۰)

۱۳۰۰۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ۔ يَعْنِي الْحُسَيْنَ۔ مَرْفُوْعاً: **((نَهَى عَنِ الْجَدَادِ بِاللَّيْلِ وَالْحَصَادِ بِاللَّيْلِ. قَالَ جَعْفَرٌ**

جعفر بن محمد سے روایت ہے وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا یعنی حسین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے رات کو کھجور کا پھل توڑنے اور کھیتی کی کٹائی سے منع فرمایا ہے۔ جعفر بن

بْنُ مُحَمَّدٍ: أُرَاهُ مِنْ أَجْلِ الْمَسَاكِيْنِ)).

محمد نے کہا: میرا خیال ہے کہ مسکینوں کی وجہ سے۔

تخریج: الصحیحة ٣٢٧٥۔ ابوبکر الخلال فی الامر بالمعروف (١٧٥)' بغوی فی شرح السنة (٢٠٣٨)' بیهقی (٦/ ١٢٦)' خطیب فی التاریخ (٨/ ٣٠٣)' من طریق آخر عنه

فوائد: رات کو مساکین آرام کررہے ہوتے ہیں تو جب اُن کو خبر نہیں ہوگی تو وہ پھل وغیرہ سے محروم رہ جائیں گے۔ اس لیے آپ ﷺ نے رات کو پھل یا فصل کی کٹائی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

باب النهي عن كسب الزمار

بانسری یا بینڈ بجانے والے کی کمائی حرام ہے

١٣٠٠م۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((نَهٰى عَنْ كَسْبِ الزَّمَّارِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے بانسری یا بینڈ بجانے والے کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: شادی یا خوشی کے موقع پر جو لوگ طبلہ یا سارنگی بجاتے ہیں اُن کی کمائی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

باب زهد النبي ﷺ

نبی ﷺ کے زہد کا بیان

١٣٠١۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، مَاأَصْبَحَ عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ حَبٍّ وَلَا صَاعُ تَمْرٍ)). [الصحيحة: ٢٤٠٤]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ آل محمد کے پاس کسی صبح بھی گندم یا کھجور کا ایک صاع موجود نہیں تھا۔

تخریج: الصحیحة ٢٤٠٤۔ ابن ماجه (٤١٤٧)' احمد (٣/ ٢٣٨)' ابویعلی (٣٠٥٩)' بخاری (٢٠٦٩)' ترمذی (١٢١٥)' بمعناه

١٣٠١م۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلَيَّ فَرَأَتْ فِرَاشَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَبَاءَةً مَثْنِيَّةً، فَانْطَلَقَتْ، فَبَعَثَتْ إِلَيَّ بِفِرَاشٍ حَشْوُهُ صُوْفٌ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فُلَانَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ دَخَلَتْ عَلَيَّ فَرَأَتْ فِرَاشَكَ، فَذَهَبَتْ، فَبَعَثَتْ بِهٰذَا، فَقَالَ: رُدِّيْهِ، فَلَمْ أَرُدَّهُ، وَأَعْجَبَنِي أَنْ يَكُوْنَ فِي بَيْتِي، حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ يَا عَائِشَةُ! لَوْ شِئْتُ لَأَجْرَى اللّٰهُ مَعِيَ جِبَالَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت میرے پاس آئی، اُس نے آپ ﷺ کا بستر دیکھا جو کہ ایک چادر تھی جو دوہری کردی گئی تھی، وہ چلی گئی اور ایک ایسا بستر بھیجا جس کے اندر اون بھری ہوئی تھی۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ فلاں انصاری عورت آئی تھی، اُس نے بستر دیکھا اور واپس جاکر یہ بستر بھیج دیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اُس کو واپس کردو مگر میں نے اپنے پاس رکھنے کی چاہت پر واپس نہ کیا حتیٰ کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: کہ واپس کردو۔ اور کہا اے عائشہ: اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلا

[الصحيحة:٢٤٨٤] دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۴۔ ابن سعد (۱/ ۴۶۵)' ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۱۶۶' ۱۶۷)

فوائد: فراخی وفراوانی کے تمام مواقع موجود ہونے کے باوجود سادگی پسند کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ اس سنت کو اپنانے سے زندگی کی تمام مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر ایثار کر کے خود سادگی سے رہنے والے خوش نصیب کو اپنی خاص نوازشات اور عنایات سے نوازتا ہے۔ آج غلامانِ مصطفیٰ ﷺ میں سے کون ہے جو آپ ﷺ کی سیرت کے اس پہلو کو بھی اپنے لیے مشعل راہ سمجھے؟

التفاضل فی الحیوان لیس بربا
حیوانوں میں کمی وزیادتی سود نہیں ہے

۱۳۰۲۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَابَأْسَ بِالْحَيْوَانِ وَاحِداً بِاثْنَيْنِ، يَدًا بِيَدٍ)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، ایک جانور کی بیع دو کے بدلہ میں جائز ہے، اگر دست بدست ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۱۶۔ ترمذی (۱۲۳۸)' ابن ماجہ (۲۲۷۱)' احمد (۳/ ۳۱۰' ۳۱۰' ۳۸۰)

۱۳۰۲م۔ عَنْ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ، وَأَوْصَى إِلَيَّ، فَكَانَ فِيمَا أَوْصَى بِهِ أُمُّ وَلَدِهِ، وَامْرَأَةٌ حُرَّةٌ، فَوَقَعَ بَيْنَ أُمِّ الْوَلَدِ وَالْمَرْأَةِ كَلَامٌ، فَقَالَتْ لَهُ الْمَرْأَةُ: يَا لُكَعَا! غَداً يُؤْخَذُ بِأُذُنِكِ فَتُبَاعِيْنَ فِي السُّوقِ! فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَاتُبَاعُ أُمُّ الْوَلَدِ)).

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک آدمی فوت ہوگیا اور اس نے مجھے اپنے مال کے بارے میں وصیت کی، اُس مال میں جس کی اُس نے وصیت کی تھی ایک ام ولد اور ایک آزاد عورت بھی تھی۔ ان کا آپس میں تنازعہ ہوگیا تو آزاد عورت نے ام ولد سے کہا اے کمینی و بے وقوف ایک دن آئے گا کہ تیرے کان سے پکڑ کر تجھے فروخت کیا جائے گا تو اُس لونڈی نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ام ولد کی خرید فروخت نہیں کی جائے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۱۷۔ طبرانی فی الکبیر (۴۱۴۷)' بیہقی (۱۰/ ۳۴۵)' دارقطنی (۴/ ۱۳۳)

باب تحریم بیع القینات
مغنیات کی خرید وفروخت حرام ہے

۱۳۰۳۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَبِيْعُوْا الْقَيْنَاتِ، وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ، وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ، وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيْهِنَّ، وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ، وَفِي مِثْلِ هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِى لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [لُقْمَانُ ٦] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ)).

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مغنیات کو بیچو اور نہ ہی خریدو اور نہ اُن کو (غنا) سکھاؤ، اُن کی تجارت میں بھلائی نہیں ہے اور اُن کی قیمت حرام ہے، اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ کچھ لوگ غافل کردینے والی بات خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ دیں...... آخر آیت تک

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۲۔ ترمذی (۱۲۸۲، ۳۱۹۳)، احمد (۵/ ۲۵۲)، حمیدی (۹۱۰)، طبری فی التفسیر (۲۱/ ۳۹)

كراهة الاتخاذ الضيعة

جاگیریں بنانے کی کراہت

۱۳۰۴۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَتَّخِذُوْا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا)).

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، جاگیریں نہ بناؤ تم دنیا میں راغب ہو جاؤ گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۔ ترمذی (۲۳۲۸)، ابویعلی (۵۲۰۰)، احمد (۱/ ۳۷۷)، حاکم (۴/ ۳۲۲)

باب ذم القرض

قرض کی مذمت

۱۳۰۵۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَا تُخِيفُوْا أَنْفُسَكُمْ بَعْدَ أَمْنِهَا، قَالُوْا: وَمَا ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الدَّيْنَ)).

[الصحيحة: ۲٤۲۰]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ امن کے بعد اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالو۔ صحابہ نے کہا، اللہ کے رسول ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قرض۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۰۔ بخاری فی التاریخ (۲/ ۳۳۰)، احمد (۴/ ۱۴۶، ۱۵۴)، بیہقی (۵/ ۳۵۵)، ابویعلی (۱۷۳۹)

فوائد: آخرت کا فکر مند قرض لینے کے بعد ہمیشہ قرض کی ادائیگی کا بھی فکر مند رہتا ہے، قرض ہمیشہ مجبوری کے عالم میں ہی لینا چاہیے کہ جب انسان ہر طرف سے بے بس ہو اور اُس کے لیے قرض کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ نمود ونمائش کے لیے جو بڑے بڑے قرضے اٹھائے جاتے ہیں یہ یقیناً مستحسن فعل نہیں۔ بلکہ یہ تو اپنی خالص حلال کمائی سے بھی درست نہیں۔

النهي أن يبيع حاضر لباد

شہری کا دیہاتی کے لیے بیچنے کی ممانعت

۱۳۰٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَن يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((لَاتَلَقَّوُا الْبُيُوْعَ، وَلَا يَبِعْ بَعْضٌ عَلٰى بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبْ أَحَدُكُمْ. أَوْ أَحَدٌ. عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ الْأَوَّلُ أَوْ يَأْذَنَهُ فَيَخْطُبَ)). [الصحيحة: ۱۰۳۰]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا یہ کہ شہری دیہاتی کی بیع کرے اور آپ فرمایا کرتے تھے، تاجروں کو آگے بڑھ کر نہ ملو اور ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو اور نہ ہی تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے یہاں تک کہ پہلا اُسے چھوڑ دے یا اجازت دے دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۰۔ احمد (۲/ ۱۵۳)، بهذا اللفظ، بخاری (۲۱۶۵، ۵۱۴۲)، مسلم (۱۴۱۲ و کتاب البیوع ۸/ ۱۴۱۲)، بنحوہ مفرقاً

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے چند ایسے امور سے منع فرمایا کہ جن سے دوسرے مسلمان بھائی کی حق تلفی ہوتی ہے، (۱) شہری کو دیہاتی کی بیع کرنے سے منع فرمایا۔ یہ ایسی صورت میں ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کو منڈی کے بھاؤ سے بے خبر رکھ کر سستے داموں اُس سے غلہ خرید لے اور پھر گراں قیمت میں خود اس کو آگے فروخت کر دے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی دیہاتی شہر میں سودا فروخت کرنے کے لیے لائے اور شہری کہے کہ میرے پاس ذخیرہ کر دو۔ جب کمی کی وجہ سے قیمت زیادہ ہوتی تو فروخت

کروں گا تو یہ صورت بھی جائز نہیں۔ صحیح مسلم میں آنجناب ﷺ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ﴾ ''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک دوسرے سے رزق دیتا ہے۔'' (۲) منڈی پہنچنے سے پہلے تجارتی قافلہ سے جا کر مال خرید لینا جائز نہیں کیونکہ باہر سے آنے والے تاجروں کو منڈی کے بھاؤ سے بے خبری کی وجہ سے دھوکہ ہو سکتا ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں: ﴿لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ﴾ تجارتی قافلوں کو آگے بڑھ کر نہ ملو۔ (۳) بیع پر بیع کرنا بھی درست نہیں۔ مثلاً خرید وفروخت کرنے والے ایک سودے پر راضی ہو چکے ہیں تو تیسرا آدمی ان کا سودا خراب کرے تو یہ شرعاً غلط ہے۔ مثلاً ایک آدمی ہزار روپے کی چیز خریدنا چاہتا تھا تو کوئی دوسرا آدمی کہے کہ مجھ سے نوسو روپے کی خرید لو یا تیسرا آدمی مالک کو کہے یہ چیز اس کی بجائے مجھ کو گیارہ سو روپے کی دے دو۔ یہ دونوں صورتیں درست نہیں۔ (۴) اسی طرح کسی مسلمان بھائی کی منگنی یا رشتہ ہو رہا ہو اور کوئی شخص اس رشتے کا فیصلہ ہونے سے پہلے اپنا پیغام بھیج دے یا کسی کی نسبت توڑنے کے لیے سازشوں کے جال بنا قطعاً جائز نہیں۔

التفاضل من جنس واحد فهو ربا

ایک ہی جنس میں کمی اور زیادتی سود ہے

١٣٠٧ـ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ـ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ. فَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ، وَلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ، وَلَا دِرْهَمَ بِدِرْهَمَيْنِ)).

حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ملی جلی کھجوریں ملتی تھیں تو ہم ایک صاع کے بدلہ میں دو صاع فروخت کرتے تھے۔ جب آپ کو علم ہوا، تو فرمایا: دو صاع کے بدلہ میں ایک صاع فروخت نہ کیا جائے، نہ کھجور نہ گندم اور نہ ہی درہم کے بدلے دو درہم۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۴- بخاری (۲۰۸۰)' مسلم (۱۵۹۵)' نسائی (۴۵۵۹)' احمد (۳/ ۴۹)

١٣٠٨ـ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَرْفُوعًا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ)).

ابوبکر صدیق ﷺ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، ایسا جسم جنت میں نہیں جائے گا جس کو حرام مال سے پالا گیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۰۹- ابویعلی (۸۳' ۸۴)' ابن عدی (۵/ ۱۹۳۶)' حاکم (۴/ ۱۲۷)' البزار (الکشف: ۳۵۶۰)

فوائد: جنت پاکیزہ و مبارک مقام ہے۔ وہاں نیک لوگوں کا ہی بسیرا ہوگا۔ بدعمل اور حرام خور اللہ کی جنت سے دور ہانک دیئے جائیں گے اور اُن کو دہکتی ہوئی آگ کا حصہ بنا دیا جائے گا۔ سود خور، رشوت خور، پرائز بانڈ اور پرچی نمبروں کی کمائی کھانے والے اور دیگر ناجائز طریقوں سے دولت کمانے والے لوگوں کو اپنے کردار پر غور کرتے ہوئے اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ حرام مال سے پرورش پانے والا جسم اللہ کی جنت میں کبھی نہیں جا سکتا۔ بلکہ حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ حرام خور سے اس قدر ناراض ہوتے ہیں کہ اُس کے اٹھنے والے ہاتھوں کی بھی کوئی پروا نہیں کرتے۔ حرام ذرائع سے حاصل ہونے والے پیسوں کی عیاشی سے فقر و فاقہ کے لمحات ہزار درجہ بہتر ہیں۔

❁❁❁❁

(۸) التَّوْبَةُ وَالمَواعِظُ والرَّقَائِقِ

توبہ نصیحتیں اور دل کو نرم کر دینے والی باتیں

١٣٠٩. عن أبي أمامة الباهلي، قال: ورأى سكة و شيئاً من آلة الحرث، فقال: سمعت رسول الله ﷺ قال: ((**لا يدخل هذا بيت قوم، إلا أدخله الله الذل**)) [الصحيحه :١٠]

۱۳۰۹۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ہل اور کاشت کاری کا ایک آلہ دیکھا تو بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ جس قوم کے گھر میں یہ چیزیں داخل ہو جائیں اللہ اسے ذلت میں داخل کر دیتا ہے۔

١٣١٠. عن أبي هريرة: أن رجلاً شتم أبابكر، والنبي ﷺ جالس، فجعل النبي ﷺ يعجب و يتبسم، فلما أكثر رد عليه بعض قوله، فغضب النبي ﷺ و قام، فلحقه أبوبكر فقال: يا رسول الله! كان يشتمني و أنت جالس فلما رددت عليه بعض قوله، غضبت و قمت، قال: ((**إنه كان معك ملك يرد عنك، فلما رددت عليه بعض قوله وقع الشيطان، فلم أكن لأقعد مع الشيطان**)). ثم قال: ((**يا ابابكر! ثلاث كلهنّ حقٌّ: ما من عبدٍ ظلم بمظلمةٍ فيُغضي عنها لله. عزوجل. إلا أعز الله بها نصره، وما فتح رجل باب عطيةٍ يُريد بها صِلةً إلا زاده الله بها كثرةً، وما فتح رجلٌ باب مسألةٍ يريدُ بها كثرةً إلا زاده الله بها قلّةً**)) [الصحيحة ٢٢٣١]

۱۳۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بد کلامی۔ اس وقت نبی ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ اس پر تعجب کر رہے اور مسکرا رہے تھے۔ وہ شخص بدکلامیں میں جب زیادہ ہی آگے بڑھ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ نبی ﷺ نے یہ سنا تو خفگی سے اٹھے اور تشریف لے گئے۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس پہنچے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ شخص مجھ سے بدکلامی کر رہا تھا اور آپ وہاں بیٹھے رہے۔ لیکن جب میں نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ نے خفگی کا اظہار فرمایا اور اٹھ کر چلے گئے۔ نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: (جب وہ بدکلامی کر رہا تھا، اس وقت) آپ کے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو آپ کی طرف سے اسے جواب دے رہا تھا۔ لیکن جب آپ نے اس کی بعض باتوں کا خود جواب دینا شروع کیا تو شیطان وہاں آ گیا اور میرے لیے شیطان کی موجودگی میں وہاں رہنا ممکن نہ تھا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں (سنو) یہ سب صحیح ہیں۔ ☆ کسی شخص پر ظلم کیا جائے اور پھر وہ محض

اللہ کی رضا مندی کے لیے اس سے درگزر کرے تو اللہ اس کی اس طرح مدد فرماتا ہے کہ اسے معزز بنا دیتا ہے۔☆ جو شخص سخاوت کا دروازہ اللہ سے بہتر بدلے کے لیے کھودیتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ عطا فرماتا ہے۔☆ جو شخص مال و دولت زیادہ حاصل کرنے کی غرض سے مانگنے کا پیشہ اپنا لیتا ہے اللہ اس کے مال میں اور کمی کر دیتا ہے۔

۱۳۱۱. عن ابن عمر' قال : بعث رسول اللهﷺ سعد بن عبادة مصدقًا' فقال : ((يا سعدُ! اتقِ أن تجيء يومَ القيامةِ ببعيرٍ تحمله له رُغاء)). قال : لا آخذه' اعفني : ((فاعفاه)) [الصحيحة ۲۵۴۲]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو زکوۃ اکٹھی کرنے کے لیے بھیجا۔ تو فرمایا اے سعد! تم اس بات سے ڈرو کہ قیامت کے دن تم اس حال میں آؤ کہ تم نے ایک اونٹ اُٹھایا ہوا ہو اور وہ آواز نکال رہا ہو۔ سعد نے کہا: میں اسے نہیں لوں گا۔ مجھے معاف فرمایئے۔ پس آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔

باب فضل قيام الليل

قیام اللیل کی فضیلت

۱۳۱۲۔ قَالَﷺ: ((اَتَانِي جِبْرِيْلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! عِشْ مَاشِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَاَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَاشِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهِ، وَاعْلَمْ اَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهُ بِاللَّيْلِ، وَعِزَّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ۔ [الصحيحة: ۸۳۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! جیسے چاہو زندہ رہو (بالآخر) مرنا تو ہے' جس کو چاہو اپنا محبوب بناؤ (بالآخر) جدا تو ہونا ہے' جیسے چاہو عمل کرو (بالآخر) اس کا بدلہ تو ملنا ہے۔ (اتنا ضرور) جان لو کہ مؤمن کا شرف قیام اللیل میں اور اس کی عزت لوگوں سے بے پروا ہو جانے میں ہے۔'' یہ حدیث سیدنا سہل بن سعد' سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا علی بن ابو طالب ؓ سے مروی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۸۳۱۔ (۱) سهل بن سعد: حاكم (۴/ ۳۲۴۔ ۳۲۵)' طبرانی فی الاوسط (۴۲۹۰)' (۲) جابر بن عبد الله: طيالسی (۱۷۵۵)' بيهقی فی الشعب (۱۰۵۴۰)' (۳) علیؓ: طبرانی فی الاوسط (۴۸۴۲)' ابونعيم فی الحلية (۳/ ۲۰۲)

فوائد: حدیثِ مبارکہ کے پہلے حصہ میں ایک فکر دلائی گئی ہے کہ بندہ جیسے چاہے اپنی چاہتوں کے تقاضے پورے کرے رہے' بالآخر اس نے اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانا ہے' اپنے دوستوں کو داغِ مفارقت دینا ہے اور مرنے کے بعد اپنے اچھے یا برے اعمال کا بدلہ بھی وصول کرنا ہے۔ دوسرے حصے میں دو اعمال کی رغبت دی گئی ہے کہ مومن کو چاہیئے کہ وہ رات کو قیام کیا کرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ۝...... كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝﴾ [سورۂ ذاریات: ۱۷] یعنی: ''بیشک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔...... (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔'' ارشادِ نبوی ہے: لوگو! سلام کو عام کرو' (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ' جب لوگ

رات کو سو رہے ہوں تو نماز (تہجد) پڑھو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ [ترمذی] سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہو کر کہتے ہیں: کوئی ہے جو مجھے پکارے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے' تاکہ میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے' تاکہ میں اس کو بخش دوں۔'' [بخاری' مسلم] نیز یہ ترغیب دلائی گئی کہ مومن کا عزت وقار اور احترام و اکرام اس میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ رکھنا ترک کر دے' اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کی عزت کا راز اس میں ہے کہ وہ متقی اور پرہیزگار ہو اور معاشرے میں عزت و وقار اس میں ہے کہ آدمی میں لالچ اور حرص جیسی کمینی صفات نہ ہوں۔

المفلس من امة محمد ﷺ

۱۳۱۳۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ. فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِي يَاْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَاْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ، اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)) [الصحيحة:٨٤٧]

امت محمد ﷺ کا مفلس

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مفلس کون ہے' کیا تم جانتے ہو؟'' صحابہ نے کہا: ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہو نہ کوئی اور سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں' بلکہ) میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت والے دن نماز' روزے اور زکوۃ کے ساتھ آئے گا (لیکن اس کے ساتھ ساتھ) وہ اس حال میں آئے گا کسی کو گالی دی ہوگی' کسی پر بہتان تراشی کی ہوگی' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ پس ان (تمام مظلومین) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی (تاکہ ان پر کیے گئے ظلم کی تلافی ہو جائے) پس اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں قبل اس کے کہ اس کے ذمے دوسروں کے حقوق باقی ہوں' تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے' پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا (کیونکہ نیکیوں سے اس کا دامن خالی ہوگا)۔

تخریج: الصحیحة ۸۴۷۔ مسلم (۲۵۸۱)' ترمذی (۲۴۱۸)' احمد (۲/ ۳۰۳)

فوائد: معلوم ہوا امت مسلمہ کے فرزندان کے حق میں اصل لٹیرے اور ڈاکو برے اعمال ہیں' جو ان کو جنت سے محروم کر کے آتش دوزخ میں جلنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور ان کا اصل سرمایہ نیک اعمال ہیں' جو دنیا میں عزت و عظمت کا سبب بنتے ہیں اور آخرت میں جنت و بہشت کا۔

الإختلاف و كثرة السؤال من امور المهلكة

اختلاف اور زیادہ سوال ہلاک کرنے والے امور میں سے ہیں

١٣١٤ـعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُتْرُكُوْنِيْ مَاتَرَكْتُكُمْ،فَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فَخُذُوْا عَنِّيْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ)).

[الصحيحة:٨٥٠]

سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تک میں تمھیں چھوڑے رکھوں (یعنی کوئی نیا حکم نہ دوں) تم بھی مجھے چھوڑے رکھو (یعنی نئی نئی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو)۔ جب میں تمھیں کوئی حکم بیان کردوں تو اسے اپنا لو (یاد رکھو کہ) تم سے پہلے والی امتیں انبیاء سے زیادہ سوال کرنے اور ان پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئیں۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۸۵۰۔ ترمذی (۲۶۷۹)' ابن ماجه (۲)' احمد (۲/ ۴۹۵)' بخاری (۷۲۸۸)' مسلم (۷/ ۱۳۳۷)' من طریق آخر عنه

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یا ایها الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم﴾ [سورۂ مائدہ: ۱۰۱] یعنی: ’اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار ہوں۔‘‘ نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں فضول اور لایعنی قسم کے سوالات کرنا ممنوع تھا' جیسے حضرت موسیٰ ؈ نے جب اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے لئے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے پہلے تو اس حکم کو سنجیدہ نہ لیا' پھر اس کی صفات کے بارے میں پوچھتے پوچھتے اپنے حق میں تنگی کرتے رہے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ہر سال فرض ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے' اس نے یہ سوال تین بار دوہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں جواب میں ’’ہاں‘‘ کہہ دوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو جائے تو تمہارے لئے ہر سال حج کرنا ناممکن ہوگا۔ [مسلم] حلت وحرمت کا تعلق صرف آپ ﷺ کے دور سے تھا' اب حلال وحرام کا تعین ہو چکا ہے' کسی کے سوال کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' لیکن آپ ﷺ کی شریعت کے تمام احکام پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے' جو ہم نے حسبِ استطاعت ادا کرنا ہے۔ لوگوں نے اپنی کم عقلی وکج فہمی کی بنا پر طرح طرح کے سوالات شروع کر دیئے ہیں' مثلاً عذاب قبر کی کیفیت کیا ہے؟ قبر کی مٹی میں مردے کا جسم گل سڑ جاتا ہے تو پھر عذاب کیسے ہوتا ہے؟ صرف تین نمازوں میں جہری قراءت کرنے کی کیا حکمت ہے؟ اس قسم کے سوالات بھی انتہائی فضول' لایعنی اور راہِ راست سے دور کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرما دیا' وہ ہماری عقل کے مطابق ممکن ہو یا محال' اسے من وعن تسلیم کر کے اس پر عمل کرنا یا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا ہمارا فرض منصبی ہے۔

التخويف من الخيانة

خیانت سے ڈرانا

١٣١٥ـعَنِ ابْنِ طَاوُسٍ،عَنْ اَبِيْهِ،قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَلَى الصَّدَقَةِ، ثُمَّ قَالَ لَهٗ : ((اتَّقِ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ،اَنْ تَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيْرٍ تَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِكَ لَهٗ رُغَاءٌ،وَبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ،اَوْشَاةٍ لَهَا ثُؤَاجٌ))

ابن طاؤس اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ کو صدقات (کی وصولی) پر عامل مقرر کیا اور ان سے فرمایا: ’’ابو الولید! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا' (کہیں ایسا نہ ہو کہ) تو روزِ قیامت اپنی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ' آواز نکالتی ہوئی گائے یا ممیاتی ہوئی بکری اٹھا کر لے آئے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۸۵۷۔ حمیدی (۸۹۵)' عبد الرزاق(۶۹۴۹)' مرسلاً' بیهقی (۴/ ۱۵۸)' والطبرانی (جامع المسانید

(۴۸۷۲)' عن عبادة رضی اللہ عنہ

فوائد: حدیث نبوی کے مطابق خیانت کرنا منافق کی صفت ہے' نیز اس کی سنگینی کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس سے بڑی کیا رسوائی ہو سکتی ہے کہ روز قیامت بنی آدم کے سامنے خائن نے اپنی گردن پر اونٹ یا گائے یا بکری یا تینوں قسم کے جانور اٹھا رکھے ہوں اور وہ اپنی اپنی آوازیں نکال رہے ہوں۔

باب تحريم الظلم

ظلم کے حرام ہونے کا باب

١٣١٦۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اتَّقُوْا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوْا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ)).

[الصحيحة:٨٥٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو! اس لئے کہ ظلم قیامت والے دن اندھیروں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو! اس لئے کہ بخل نے ہی ان لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے۔ اس بخل نے انھیں اپنوں کا خون بہانے پر اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے پر آمادہ کیا۔''

تخریج: الصحیحة ۸۵۸۔ مسلم (۲۵۷۸)' الادب المفر (۴۸۳)' احمد (۳/ ۳۲۳)

فوائد: مال کی شدید محبت کو ''شُحّ'' کہتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو پھر انسان حرام اور حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز نہیں کرتا۔

باب: من الكبائر

باب: کبیرہ گناہوں کا بیان

١٣١١۔عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ،قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: ((اجْتَنِبُوْا الْكَبَائِرَ السَّبْعَ، فَسَكَتَ النَّاسُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ. قَالَ:اَلَاتَسْاَلُوْنِيْ عَنْهُنَّ؟ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالتَّعَرُّبُ بَعْدَ الْهِجْرَةِ)) [الصحيحة:٢٢٤٤]

سیدنا سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ''سات کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو۔'' لوگ خاموش رہے اور کسی نے کوئی بات نہ کی۔ آپ نے فرمایا: ''تم مجھ سے ان (سات گناہوں) کے بارے میں دریافت کیوں نہیں کرتے؟ وہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' کسی جان کو ناحق قتل کرنا' کافروں سے لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا اور ہجرت کے بعد پھر جنگل میں مقیم ہو کر دیہاتی بن جانا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۴۔ طبرانی فی الکبیر (۵۶۳۶)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۵۷)

فوائد: حدیث شریف اپنے مفہوم میں واضح ہے۔ آخری چیز ''ہجرت کے بعد بدو بن جانا'' میں کچھ ابہام ہے۔ محمد بن سہل نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا: بابا جان! ہجرت کے بعد بدو بننا' اس چیز کو یہاں ذکر کیوں کیا گیا؟ انھوں نے کہا: بیٹا! آدمی کا ہجرت کرنا

کتنا عظیم عمل ہے' لیکن جب مالِ فی ء میں اس کا حصہ ثابت ہوتا اور جہاد فرض ہوتا ہے تو وہ اپنی گردن سے ہجرت (کے مقصد) کو اتار پھینکتا ہے اور پہلے کی طرح بدو بن جاتا ہے۔[صحیحہ: ۲۲۴۴ کے تحت]

باب الورع

تقویٰ و پرہیز گاری کا بیان

۱۳۱۸۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْحَرَامِ سُتْرَةً مِّنَ الْحَلَالِ، مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ اَرْتَعَ فِيْهِ كَانَ كَالْمُرْتِعِ اِلٰى جَنْبِ الْحِمٰى))

[الصحيحة: ۸۹٦]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اپنے اور حرام کے مابین کسی حلال چیز کو آڑ بنائے رکھو' جس نے ایسے کیا وہ اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لے گا اور جو (اس آڑ کو پھلانگ کر حرام کے) قریب تک پہنچ گیا' وہ اس آدمی کی مانند ہے جو (ممنوعہ) چراگاہ کے ساتھ (مویشیوں کو) چرا رہا ہے (قریب ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں)۔''

تخریج: الصحیحة ۸۹٦۔ ابن حبان (۵۵۶۹)' دیلمی (۱/ ۱/ ۱۳)' طبرانی فی الکبیر (المجمع:۱۰/ ۲۹۳)

فوائد: شریعت نے حرام اور ممنوعہ امور سے بچنے کو اتنی اہمیت دی کہ ان جائز اور مباح چیزوں کے قریب بھی جانے سے منع کر دیا' جن کے بعد حرام امور کا آغاز ہوتا ہے۔ اسی حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: (ان الحلال بین وان الحرام بین وبینهما امور مشتبهات لایعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام......)[بخاری' مسلم] یعنی: حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے' لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں' اکثر لوگ ان کو نہیں جانتے' جو آدمی ان مشتبہ امور سے بھی بچا رہا وہ اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لے گا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں گھس گیا (تو یوں سمجھ لیں کہ) وہ حرام چیزوں میں گھس گیا...... لہٰذا ہمیں چاہئے کہ حرام کاموں کا ارتکاب کرنا تو در کنار' ان کے قریب تک نہیں پھٹکنا چاہئے' مثلاً نامحرم عورت کو دیکھنا حرام ہے۔ اب اس حرام کام سے بچنے کے لئے آدمی ان بازاروں میں جانے سے حتی الامکان گریز کرے' جہاں بے پردہ اور بے حیا قسم کی عورتوں کی کثرت ہو۔ اسی طرح جس مجلس میں غیبت کرنے یا سننے کا اندیشہ ہو تو سرے سے اس مجلس میں نہ بیٹھا جائے۔

الصدقة حجاب من النار

صدقہ آگ سے پردہ ہے

۱۳۱۹۔عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَرْفُوْعًا: ((اِجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ النَّارِ حِجَابًا، وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))

[الصحيحة: ۸۹۷]

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے اور آتشِ دوزخ کے درمیاں (کوئی نیکی کر کے) پردہ لٹکائے رکھو' اگرچہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے (کا صدقہ کرنے) کی صورت میں ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۸۹۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۰۳)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے مبارک نام پر صدقہ و خیرات کرنا رحمتِ خداوندی کے حصول کا سبب بنتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صدقہ قبول ہی پاکیزہ کمائی کا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر وہ اسے صاحب صدقہ کے لئے بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا اور بڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہ (کھجور کے برابر صدقہ) پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے۔ [بخاری، مسلم] راہِ خدا میں صدقہ کرنا اتنا مبارک عمل ہوا کہ کھجور کا دانہ صدقہ کیا لیکن پہاڑ کے برابر اجر وثواب وصول کیا۔ ہمیں چاہئے ہم اپنے اور جہنم کے مابین بڑے بڑے پہاڑ نصب کر کے اپنے آپ کو بچانے کی بھرپور کوشش کریں۔

ان المؤمنين اشد اتباعًا من النبي ﷺ

کچھ مومن نبی ﷺ کی اتباع میں زیادہ سخت ہیں

۱۳۲۰۔عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا أُمَامَةَ! إِنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ يَلِينُ لِي قَلْبُهُ)) [الصحيحة: ۲٤۷۰]

ابوراشد حبرانی کہتے ہیں کہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ”ابوامامہ! بعض مومن ایسے ہیں جن کا دل میرے تابع فرمان ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۷۰۔ احمد (۵/ ۲۶۷)، وقد تقدم برقم (۱۱۶۲)

العقوبة في الدنيا خير للعبد

دنیا میں گناہوں کی سزا بندے کے لیے بہتر ہے

۱۳۲۱۔عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا أَمْسَكَ عَلَيْهِ ذُنُوبَهُ حَتَّى يُوَافِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ۱۲۲۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو (اس کے گناہوں کی) سزا جلد ہی دنیا میں دے دیتا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا (دنیا میں) روک لیتا ہے یہاں تک کہ قیامت والے دن اس کو پوری سزا دے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۲۰۔ ترمذی (۲۳۹۶)، ابن عدی (۳/ ۱۱۹۲)، بیھقی فی الاسماء (ص : ۱۵۴)

فوائد: انسان خطاء کا پتلا ہے اور اس سے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ عفت وعصمت کے پیکر صرف انبیائے کرام علیہم السلام تھے۔ ان کے بعد کوئی بھی عفت وعصمت کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔ ہر امتی کسی نہ کسی انداز میں کوئی نہ کوئی ٹھوکر ضرور کھاتا ہے۔ لیکن سعادت اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ محشر بشری تقاضوں کو معاف کر دے اس خوش بختی کے لئے اللہ تعالیٰ نے رحیم ورحمان کا ثبوت دیتے ہوئے ایک قانون بنایا کہ دنیا میں مومن پر آنے والی آزمائشیں اور بیماریاں اس کے گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا بہت بڑا سبب ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے دنیا میں مصائب کا مطالبہ کرنا شروع کر دے۔ مومن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لئے خیر وسعادت کا پیغام لاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائے تو صبر کا دامن ترک نہ کرے اور اگر اس کے

نصیبے میں صحت وتندرستی ہو تو اس نعمت عظمی پر اللہ تعالیٰ کا اتنا شکر اور اتنی حمد وثنا بیان کرے کہ وہ بیماریوں پر صبر کرنے کہ وجہ سے ملنے والے درجات ویسے ہی عطا کر دے۔ جو انسان برا ہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بھرپور استفادہ بھی کر رہا ہو اور دن بدن اس کے مزاج میں بغاوت کے آثار کا ظہور ہو رہا ہو تو ایسے شخص کو بہرحال فکر کرنی چاہئے کہ کہیں ایسا نہ کہ دنیا میں مجھے مہلت ملی اور آخرت میں میرا گھیرا تنگ کر دیا جائے۔

اذا اراد اللّٰہ بعبد خیرا عسله

جب اللہ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نیک شہرت بنا دیتا ہے

۱۳۲۲۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَسَّلَهُ،فَقِيْلَ: وَمَا عَسَّلَهُ؟ قَالَ يَفْتَحُ لَهُ عَمَلًا صَالِحًابَيْنَ يَدَيْ مَوْتِهِ حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهُ مَنْ حَوْلَهُ)) [الصحيحة:۱۱۱۳]

سیدنا عمرو بن حمق خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے لوگوں میں نیک نام کر دیتا ہے۔“ کسی نے کہا کہ نیک نام کیسے بناتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس طرح کہ اس کے لئے اس کی موت سے پہلے نیک اعمال آسان کر دیتا ہے، حتی کہ اس کے آس پاس والے اس سے خوش ہو جاتے ہیں (اور اس طرح وہ نیک نامی میں مشہور ہو جاتا ہے)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۳۔ احمد (۵/ ۲۲۴)، ابن حبان (۳۴۲)، حاکم (۱/ ۳۴۰)، بیہقی فی الزھد (۸۱۴)

فوائد: حسنات وخیرات پر مشتمل لمبی عمریں خوش نصیبوں کا بخت بنتی ہیں، بہرحال اگر مومن کو اس کی زندگی کے آخری برسوں، مہینوں، ہفتوں اور دنوں میں رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا موقع مل جائے تو یہ مرتبہ بھی بڑی سے بڑی سعادت سے کم نہیں ہے۔ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان العبد لیعمل فیما یری الناس عمل اھل الجنة وانه لمن اھل النار ویعمل فیما یری الناس عمل اھل النار وھو من اھل الجنة وانما الاعمال بخواتیمھا۔) [بخاری] یعنی: ”لوگ سمجھتے ہیں کہ آدمی اہل جنت کے اعمال کر رہا ہے، حالانکہ وہ جہنمیوں میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں اہل دوزخ والے اعمال کر رہا ہے، حالانکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔ دراصل انہی اعمال کا اعتبار کیا جاتا ہے جو زندگی کی آخری گھڑیوں میں کئے جاتے ہیں۔“

باب كراهة اللعنة

لعنت کرنا مکروہ ہے

۱۳۲۳۔عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ جَرْوَلٍ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ:كَانَ مِنَّا رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ عُمَيْرٍ، قَالَ: وَكَانَ مُوَاخِيًا لِعَبْدِ اللّٰهِ -يَعْنِي: ابْنَ مَسْعُوْدٍ- فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْتِيْهِ فِيْ مَنْزِلِهِ فَأَتَاهُ مَرَّةً، فَلَمْ

عیزار بن جرول حضرمی کہتے ہیں: ہم میں ابو عمیر نامی آدمی تھا، جس کا رشتۂ اخوت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قائم تھا۔ وہ اس کے گھر آتے جاتے رہتے تھے۔ ایک دن وہ آئے لیکن ابو عمیر رضی اللہ عنہ گھر میں نہیں تھے، وہ اس کی بیوی کے پاس بیٹھ گئے۔ بیوی نے اپنی

يُوَافِقُهُ فِي الْمَنْزِلِ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَاتِهِ، قَالَ: فَبَيْنَا هُوَ عِنْدَهَا اِذْ اَرْسَلَتْ خَادِمَهَا فِي حَاجَةٍ، فَاَبْطَاَتْ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: قَدْ اَبْطَاَتْ، لَعَنَهَا اللّٰهُ! قَالَ: فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَلَسَ عَلَى الْبَابِ، قَالَ: فَجَاءَ اَبُو عُمَيْرٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: اَلَا دَخَلْتَ عَلَى اَهْلِ اَخِيكَ؟ قَالَ: فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، وَلٰكِنَّهَا اَرْسَلَتِ الْخَادِمَةَ فِي حَاجَةٍ، فَاَبْطَاَتْ عَلَيْهَا فَلَعَنَتْهَا، وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اِذَا خَرَجَتِ اللَّعْنَةُ مِنْ فِي صَاحِبِهَا نَظَرَتْ، فَاِنْ وَجَدَتْ مَسْلَكًا فِي الَّذِي وُجِّهَتْ اِلَيْهِ، وَاِلَّا عَادَتْ اِلَى الَّذِي خَرَجَتْ مِنْهُ)). وَاِنِّي كَرِهْتُ اَنْ اَكُونَ لِسَبِيلِ اللَّعْنَةِ۔

[الصحيحة: ١٢٦٩]

خادمہ کو کسی کام کے لئے بھیج دیا' اس نے واپس آنے میں تاخیر کی۔ اس نے کہا: میری خادمہ پر اللہ لعنت کرے' اس نے تو بہت دیر کر دی ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ (نے یہ سنا تو) باہر آ گئے اور دروازے پر بیٹھ گئے۔ جب سیدنا ابو عمیر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انھیں کہا: آپ نے اپنے بھائی کے اہل کے پاس بیٹھ جانا تھا۔ انھوں نے کہا: میں نے تو ایسے ہی کیا تھا' لیکن اس نے خادمہ کو کسی کام کے لئے بھیجا اور اس نے بہت تاخیر کر دی' جس کی وجہ سے اس نے اس پر لعنت بھی کی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب لعنت کرنے والا لعنت کرتا ہے تو دیکھا جاتا ہے کہ آیا وہ آدمی' جس پر لعنت کی گئی ہے' اس کا مستحق ہے۔ اگر ہو تو ٹھیک وگرنہ وہ لعنت' لعنت کرنے والے کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔ اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ لعنت کے راستے پر بیٹھوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۶۹۔ احمد (۱/ ۴۰۸)' بیہقی فی الشعب (۵۱۶۳)

فوائد: کسی معین آدمی پر لعنت کرنا منع ہے' بلکہ جب ایک سفر میں ایک آدمی نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**لاتصاحبنا ناقة عليها لعنة.**) [مسلم] یعنی: وہ اونٹنی اب ہمارے ہمراہ نہ چلے جس پر لعنت کی گئی ہے۔ رہا مسئلہ مومن کا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**لعن المؤمن كقتله.**) [بخاری' مسلم] یعنی: مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی مانند ہے۔ مطلق طور پر نافرمانوں پر لعنت کی جا سکتی ہے' جیسے کافروں پر لعنت ہو' بدکاروں پر لعنت ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿**الا لعنة الله على الظالمين**﴾ [سورة ہود: ۱۸] یعنی: ''خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔'' اسی طرح احادیث میں سود خور' مصور' چور' مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی گئی ہے۔ (اس کی تفصیل راقم السطور کی کتاب ''لعنتی کون؟'' میں ملاحظہ فرمائیے)

يعطى الرزق على المعصية فهو استدراج فى الله

نافرمانی کے باوجود کسی کو رزق دیا جانا اللہ کی طرف سے مہلت ہے

١٣٢٤۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعًا: ((اِذَا رَاَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ، فَاِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ، ثُمَّ تَلَا: ﴿فَلَمَّا

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ ایک آدمی کو اس کی نافرمانیوں کے باوجود دنیا میں رزق دیا جا رہا ہے تو (سمجھ لو کہ) اس کو اللہ تعالیٰ کی

نَسُوْا مَاذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَاِذَاهُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾. (الانعام:۴۴)

[الصحيحة:٤١٣]

طرف سے ڈھیل دی جا رہی ہے' جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے: ﴿پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے' یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں' وہ خوب اترا گئے' ہم نے ان کو دفعتًا پکڑ لیا' پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے﴾''

تخریج: الصحيحة ۴۱۳۔ احمد (۴/ ۱۴۵)' طبری فی تفسیرہ (۷/ ۱۱۵)' دولابی فی الکنی (۱/ ۱۱۱)

فوائد: ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس حدیث کی روشنی میں اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لے' کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قابل قدر نعمتیں اس کے لئے وبال کے اسباب پیدا کر دیں۔

ماذا يفعل عند الفتنة؟

١٣٢٥ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: بَيْنَمَانَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ، اِذْ ذَكَرُوْاالْفِتْنَةَ،اَوْذُكِرَتْ عِنْدَهُ، قَالَ: ((اِذَا رَاَيْتَ النَّاسَ قَدْ مَرَجَتْ عُهُوْدُهُمْ،وَخَفَّتْ اَمَانَاتُهُمْ، وَكَانُوْا هٰكَذَا: وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ .قَالَ الرَّاوِي.فَقُمْتُ اِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهٗ: كَيْفَ اَفْعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ؟ قَالَ: اِلْزَمْ بَيْتَكَ، وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَخُذْمَا تَعْرِفُ، وَدَعْ مَاتُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ اَمْرَ الْعَامَّةِ)) [الصحيحة: ٢٠٥]

فتنہ کے وقت کیا کیا جائے گا؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ کے سامنے فتنوں کا تذکرہ ہونے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دیکھو گے کہ لوگوں کے عہد و پیمان میں کھوٹ پیدا ہوگا اور امانتوں (کی حفاظت میں) کمزوری آ جائے گی۔'' پھر آپ نے اپنی انگلیوں میں تشبیک دیتے ہوئے فرمایا کہ ''لوگ اس طرح ہو جائیں گے۔'' راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ تک رسائی حاصل کی اور پوچھا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے' ایسے میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خانہ نشیں ہو جانا' اپنی زبان کو قابو میں رکھنا' معروف چیز کا اہتمام کرنا اور منکر چیز کو ترک کر دینا اور عامۃ الناس کے معاملات کو ترک کر کے صرف اپنی فکر کرنا۔''

تخریج: الصحيحة ۲۰۵۔ ابوداود (۴۳۴۳)' نسائی فی الکبری (۱۰۰۳۳)' احمد (۲/ ۲۱۲)' حاکم (۴/ ۵۲۵)

باب: وجوب اتباع السيئة بالحسنة

١٣٢٦ـعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ،قَالَ:قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِيْ، قَالَ: ((اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاَتْبِعْهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا)). قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ؟ قَالَ: ((هِيَ اَفْضَلُ

باب: برائی کے بعد نیکی کرنے کے وجوب کا بیان

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرنا' تاکہ نیکی برائی کو مٹا دے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہنا بھی نیکی ہے؟ آپ

الْحَسَنَاتِ)) [الصحیحة:۱۳۷۳]

ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو سب نیکیوں میں افضل ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۳۔ احمد (۵/ ۱۶۹)' وفی الزھد (۱۴۳)' ترمذی (۱۹۸۷)' دارمی (۲۷۹۱)' من طریق آخر بمعناہ

فوائد: انسان سے بتقاضۂ بشریت کسی وقت بھی کسی قسم کا گناہ سرزد ہو سکتا ہے' یہ اپنی نوعیت کا جرم ضرور ہے' جس کے اثر کو توبہ تائب ہو کر یا نیکیاں کر کے زائل کیا جا سکتا ہے' لیکن اس جرم پر برقرار رہنا ہلاکت خیز گناہ ہے۔ اس حدیث میں اسی ہلاکت سے بچانے کے لئے آپ ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی کہ اگر گناہ ہو جائے' جو کہ یقیناً ہوگا' تو نیکی کر کے اس کے برے اثر کو مٹانے کی کوشش کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿واقم الصلاة طرفي النهار وزلفا من الليل ان الحسنات يذهبن السيئات ذالك ذكرى للذاكرين﴾ [سورۂ ہود: ۱۱۴] یعنی: دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہنا عظیم نیکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے تہتر چوہتر شعبے ہیں' ان میں سب سے اعلیٰ شعبہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہنا ہے۔

باب اربع اذا كن فيك فلا عليك مافاتك من الدنيا

جب چار چیزیں تجھ میں موجود ہوں تو دنیا کی کسی بھی چیز کے فوت ہونے پر افسوس نہ کر

۱۳۲۷۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا بِحِفْظُ اَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيْثٍ، وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ، وَعِفَّةُ طُعْمَةٍ)). [الصحیحة:۷۳۳]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھ میں چار خصائل پائے جاتے ہوں تو دنیا کے کسی فائدے سے محرومی کا کوئی افسوس نہیں: امانت کی حفاظت' سچی گفتگو' حسنِ فطرت اور رزق کی پاکدامنی۔''

تخریج: الصحیحة ۷۳۳۔ ابن وھب (۵۴۶)' احمد (۲/ ۱۷۷)' حاکم (۴/ ۳۱۴)' بیھقی فی الشعب (۵۲۵۷)

فوائد: دنیا میں حسنات وخیرات اور آرام وسکون کے حصول کی جتنی صورتیں پائی جاتی ہیں' وہ سب ان چار خصائل میں سمٹ کر رہ جاتی ہیں' کیونکہ یہ چار صفات محض چار صفات نہیں ہیں' بلکہ عملی طور پر انسان کی مکمل زندگی کو متاثر کرنے والے عظیم عناصر ہیں۔ بطورِ مثال امانت کی حفاظت کا ہی جائزہ لے لیں' کہ اس صفت کا تعلق معاشرے کے دوسرے لوگوں سے ہے' جب تک دوسرے لوگ ایسے شخص کے پاس امانتیں نہیں رکھیں گے تو کیسے پتہ چلے گا کہ فلاں امین ہے اور جب وہ عملی طور پر اس صفت سے متصف ہو کر میدان میں آئے گا تو وہ محبوبِ عوام بن جائے گا اور اسے نیک نامی اور نیک شہرت نصیب ہوگی۔

ترغيب افعال الخير في الحياة

زندگی میں نیکیاں کرنے کی ترغیب

۱۳۲۸۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اِفْعَلُوْا الْخَيْرَ دَهْرَكُمْ، وَتَعَرَّضُوْا لِنَفَحَاتِ رَحْمَةِ اللّٰهِ، فَاِنَّ لِلّٰهِ نَفَحَاتٌ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ، يُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی زندگی میں نیکیاں کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے عطیات کے درپے رہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے

مِنْ عِبَادِهِ وَسَلُوْا اللّٰهَ اَنْ يَّسْتُرَ عَوْرَاتِكُمْ، وَاَنْ يُّؤَمِّنَ رَوْعَاتِكُمْ)). [الصحيحة: ١٨٩٠]

عطیات عطا کرتا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تمھارے عیوب پر پردہ ڈالے اور گھبراہٹوں کو امن میں بدل دے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۰۔ طبرانی فی الکبیر (۷۲۰)' بیھقی فی الشعب (۱۱۲۱)' وفی الاسماء (ص: ۱۵۰)' ابن عساکر (۵۵/ ۴)

فوائد: دنیا میں عزت وعظمت پانے کا واحد حل یہ ہے کہ آدمی کی ذات مختلف عیوب ونقائص سے پاک ہو' بلاشبہ کوشش وکاوش کے باوجود گناہ کے کام سرزد ہوتے رہتے ہیں' ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ بشریت کے تقاضوں کی وجہ سے ہوجانے والی خطاؤں پر پردہ ڈالے۔ رہا مسئلہ قلق و اضطراب کا تو وہ تو عالم اسلام کے گھر گھر کا مسئلہ بن چکا ہے' روحانی سکون کا فقدان ہے' شکوہ وشکایت کی بھرمار ہے' رہی سہی کسر دشمنانِ اسلام کے گھیرے نے پوری کر دی ہے' افغانستان' عراق اور فلسطین کے تلخ تجربات مسلمانوں کے مستقبل کی غیر یقینی کیفیت اور بدامنی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے' عزتیں عطا کرنے والا وہ ہے' کثرت سے اس سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ دنیا و آخرت میں ہماری لغزشوں پر پردہ ڈالے اور ہماری بے چینیوں کو امن میں بدل دے۔

من حفظ اربعا دخل الجنة

جس نے چار چیزوں کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہوگا

١٣٢٩ـ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اُكْفُلُوْا لِيْ بِسِتٍّ اَكْفُلْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اِذَا حَدَّثَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَكْذِبْ، وَاِذَا ائْتُمِنَ فَلَا يَخُنْ، وَاِذَا وَعَدَ فَلَا يُخْلِفْ، وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ)). [الصحيحة: ١٥٢٥]

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمھیں جنت کی ضمانت دوں گا: جب گفتگو کرو تو جھوٹ نہ بولو' جب تمھارے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرو' جب وعدہ کرو تو عہد شکنی نہ کرو' اپنی نظروں کو جھکا کر رکھو' اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۱۵۲۵۔ طبرانی فی (۸۰۱۸)' السلفی فی معجم السفر (۹۰۶)' ابن الجوزی فی ذم الھوی (ص: ۸۳' ۸۴)

فوائد: اگر ہم ان بیش قیمت پند ونصائح کو عملی طور پر اپنا لیں تو اگرچہ جنت کے حصول کا تعلق تو مرنے کے بعد سے ہے' لیکن یہ دنیا بھی جنت نظیر ماحول پیش کرنے لگے گی۔

باب من الاخيار

پسندیدہ لوگ کون ہیں؟

١٣٣٠ـ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا اِذَا سَدَّدُوْا)). [الصحيحة: ٢٤٩٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں تمھارے بہترین افراد کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ تم میں سے سب سے بہتر وہ ہیں جن کی عمریں لمبی ہوں' بشرطیکہ وہ

راہِ راست پر چلتے رہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۸۔ ابو یعلی (۳۴۹۶)

فوائد: اگر کوئی آدمی کسی سلیم الفطرت آدمی سے دنیا کی مدح سرائی کرنے کا مطالبہ کرے تو اس کا جواب یہ ہونا چاہئے ہر آدمی کے ساتھ دنیا کا ایک خاص تعلق ہے' آیا وہ تعلق ثمر آور ہے یا بے فائدہ؟ ہر آدمی مرنے کے بعد اپنا انجام دیکھ کر اس چیز کا فیصلہ کرے گا کہ دنیا نے اس کے ساتھ وفا کی یا بے وفائی؟ جو اپنی زندگی کا نتیجہ جنت کی صورت میں دیکھے گا' یقیناً وہ دنیا کے گن گائے گا' کہ جس پر گزرے ہوئے اس کے شب و روز نے اسے جنت کا وارث بنا دیا اور جو آدمی موت کے بعد ناکامی و نامرادی سے دوچار ہو گا' وہ دنیا کی موافقت یا مخالفت میں کیا کہے گا؟ ہر ایک پر عیاں ہے۔ قارئینِ کرام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی حکمت و دانائی کے مطابق مختصر یا لمبی زندگی عطا فرمائی ہے' اس کی ایک ہی غرض و غایت ہے کہ آپ کو جنت و بہشت کے اسباب جمع کرنے کا موقع دیا جائے' تاکہ آپ کل اپنا انجام دیکھ کر اس پر گلہ شکوہ نہ کر سکیں۔ اس لئے وہ لوگ انتہائی افضل و اعلیٰ ہیں' جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے لمبی عمریں وصول کیں اور ان کو تقویٰ و پارسائی کے ماحول میں تبدیل کر کے قیمتی سے قیمتی بنا لیا۔ جو آدمی اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا' وہ دن بدن اللہ تعالیٰ کا مقروض ہوتا جا رہا ہے' اپنے انجامِ بد کے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے آدمی کے زندہ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں' لیکن وہ اس بے فائدہ زندگی سے جان بھی نہیں چھڑا سکتا' اگر خودکشی کرے تو معاملے میں مزید بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ بس ایک ہی حل ہے کہ فکرِ آخرت دامن گیر کر کے اپنے شب و روز کو اطاعتِ الٰہی میں بسر کرے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (من طال عمره وحسن عمله.) اس نے کہا: کون سے لوگ سب سے زیادہ برے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (من طال عمره وساء عمله.) [ترمذی]

باب فضل المسكين — مسکین کی فضیلت

۱۳۳۱۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اَللّٰهُمَّ! اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا، وَاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا، وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! مجھے مسکین کی زندگی اور مسکین کی موت عطا فرما اور مسکینوں کی جماعت میں میرا حشر فرما۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۔ عبد بن حمید (۱۰۰۰)' ابن ماجه (۴۱۲۶)' ترمذی (۲۳۵۲)' بیهقی (۷/ ۱۲)' عن انس رضی اللہ عنہ

تنبیہ: شیخ البانی رحمہ اللہ سے! مسند عبد بن حمید سے اس کی سند نقل کرنے میں سہو ہو گیا ہے۔ یا ان کے نسخہ میں ہی غلط ہے واللہ اعلم!۔ اوپر والی روایت کی سند اور نیچے والی روایت کا متن اکٹھا کر دیا ہے۔ دیکھیے عبد بن حمید (المنتخب: ۲/ ۱۰۹ ح ۹۹۹' ۱۰۰۰)' و المسند الجامع (۶/ ۲۵۷' ۵۱۱)' و ابن ابی شیبة (۲/ ۲۳۵) وغیرھن

فوائد: جنت کی اکثریت فقراء و مساکین پر مشتمل ہو گی اور سب سے پہلے داخل ہونے والے بھی وہی ہوں گے۔ اگر غریب لوگ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو سب سے پہلے نبیٔ کریم ﷺ کے دست و بازو بنے۔ یہی سعادت مند ہیں کہ شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے اللہ تعالیٰ نے جن کے خونوں کا انتخاب کیا۔ بہرحال بنیاد تقویٰ و طہارت اور نیکی و پارسائی پر ہے۔ اسی قسم کی وجوہات ہیں کہ جن کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے بھی ان ہی خوش بختوں کے زمرے میں داخل ہونے کی دعا

کی۔

الموالاة للمؤمنين فقط

دوستی صرف مومنوں کے ساتھ

١٣٣٢۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ،قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ: ((اِنَّ آلَ اَبِيْ فُلَانٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءِ، اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ)) [الصحيحة:٧٦٤]

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو علانیہ فرماتے سنا، خفیہ نہیں، آپ نے فرمایا: ”بے شک بنی فلاں کی اولاد میرے دوست نہیں ہیں۔ میرے دوست تو اللہ اور نیک مومن ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۷۶۴۔ بخاری (۵۹۹۰)، مسلم (۲۱۵)، احمد (۱/ ۱۳۶)

فوائد: نبی کریم ﷺ کے تعلق کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اگر دوستی کے لئے کسی انسان کا انتخاب کیا ہے تو اس کی بنیاد پر ایمان وایقان پر رکھی۔ آپ ﷺ کے تعلق کی بنیاد کسی نسب، خاندان اور قبیلہ پر نہیں ہے، ہاں قرابت داروں، ہمسائیوں اور اجنبی لوگوں کے حقوق ادا کرنا آپ ﷺ کے مذہب کی اہم شق تھی۔

باب: البلاء عام والبعث على النيات

باب:

١٣٣٣۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَنْزَلَ سَطْوَتَهُ بِاَهْلِ الْاَرْضِ وَفِيْهَا الصَّالِحُوْنَ فَيَهْلِكُوْنَ بِهَلَاكِهِمْ؟ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَنْزَلَ سَطْوَتَهُ بِاَهْلِ نِقْمَتِهِ وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ، فَيُصَابُوْنَ مَعَهُمْ، ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ)). [الصحيحة:١٦٢٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالیٰ اہلِ زمین پر اپنا عذاب نازل کرے گا تو ان میں نیک لوگ بھی ہوں گے، کیا وہ بھی ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ انتقام والے لوگوں سے انتقام لینے کے لئے عذاب نازل کرے گا تو نیک لوگ بھی اس میں مبتلا ہو جائیں گے اور پھر ان کی نیتوں کے مطابق ان کا حشر ہو گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۲۲۔ ابن حبان (۷۳۱۴)، بخاری (۲۱۱۸) و مسلم (۲۸۸۴)، احمد (۶/ ۲۵۹)، من طریق آخر مطولاً بمعناہ

فوائد: پاکستان کے شمالی علاقے کے لوگوں کی ۸/ ۱کثریت اکتوبر ۲۰۰۵ء میں آنے والے زلزلے میں تہس نہس ہو گئی۔ یقیناً یہ بھونچال عذاب الٰہی کی ایک شکل تھی، جس کے نرغے میں اس عذاب کے مستحق بدترین لوگ بھی آئے اور بہترین لوگ بھی۔ ایسے میں جب ان لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو نیکوکاروں کا حشر نیکوکاروں کی حیثیت سے ہی ہو گا۔

من رضي بأبتلاء الله فله رحمة

جو اللہ کی آزمائش پر راضی ہو گیا تو اس کیلئے رحمت ہے

١٣٣٤۔عَنْ اَحَدِ بَنِيْ سُلَيْمٍ،قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. يَبْتَلِيْ عَبْدَهُ بِمَا اَعْطَاهُ، فَمَنْ رَضِيَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ .عَزَّوَجَلَّ. لَهُ بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيْهِ وَوَسَّعَهُ، وَمَنْ لَّمْ يَرْضَ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ

بنو سلیم قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے: بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی عطا کردہ نعمتوں میں آزماتا رہتا ہے۔ جو آدمی اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان نعمتوں میں برکت اور وسعت عطا کرتا ہے اور جو

فِيهِ)). [الصحيحة:١٦٥٨] راضی نہیں ہوتا' اس کے لئے برکت نہیں کی جاتی۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۸۔ احمد (۵/ ۲۴)' بیهقی فی الشعب (۹۷۲۵)' وابن قانع فی معجم الصحابة (۱/ ۲۸۷۔ ۲۸۸)

فوائد: مختلف لوگوں کے پاس مختلف انداز میں دنیوی نعمتوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ جہاں امیر زادے ہیں وہاں غریب زادے بھی ہیں' جہاں مال و دولت میں نشو ونما پانے والے ہیں وہاں فقر و فاقہ کی مستی میں مبتلا ہو کر زندگی بسر کرنے والے بھی ہیں۔ اس میں کسی کی صلاحیت کو کوئی دخل نہیں' یہ محض اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے' وہ کسی کو دے کر آزماتا ہے اور کسی کو محروم کر کے۔ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور اس کی تقسیم پر راضی ہونا چاہئے۔

يقبل الأعمال بالنية

اعمال نیت کے مطابق قبول کیے جاتے ہیں

١٣٣٥۔عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَرَاَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّكْرَ، مَالَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا شَيْءَ لَهٗ)) فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَقُوْلُ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا شَيْءَ لَهٗ)) ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ ۔عَزَّوَجَلَّ۔ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ لَهٗ خَالِصًا، وَابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ))

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ایک شخص اجر و ثواب اور شہرت کی خاطر جہاد کرتا ہے' اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے کوئی (اجر و ثواب) نہیں ملے گا۔'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہی فرمایا کہ ''اسے کوئی (ثواب) نہیں ملے گا۔'' پھر فرمایا: ''بیشک اللہ -عز وجل- صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو اسی کے لئے خالص ہو اور اور اس کی ذات کی تلاش کے لئے کیا گیا ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۵۲۔ نسائی (۳۱۴۲)' وفی الکبری (۴۳۴۸)' طبرانی فی الکبیر (۷۶۲۸)

فوائد: یہ نیت ہی ہے جو بظاہر نیکیوں کو برائیوں میں تبدیل کر دیتی ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انما الاعمال بالنیات.) [بخاری] یعنی: اعمال (کے معتبر یا غیر معتبر ہونے) کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ اگر کسی کو جہاد' تعلیم اور فتویٰ جیسی نیکیوں سے دنیوی منفعت کے حصول کی امید ہو تو اسے اس منفعت کو اپنے لیے اوّلین مقصد نہیں سمجھنا چاہئے۔ تعلیم اور فتویٰ جیسے اعمالِ صالحہ کی غرض و غایت دین کی ترویج و تبلیغ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح ہونی چاہئے اور جہاد جیسے عظیم عمل کا ہدف ''كَلِمَةُ اللّٰه'' کی سربلندی ہونی چاہئے۔ اگر ان اعمال کے ضمن میں بالتبع دنیوی منفعت مل جائے تو قبول کر لینی چاہئے۔ لیکن اس کی ثانوی حیثیت ہونی چاہیے۔ یہ مسئلہ خالصتاً نیت سے متعلق ہے اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور دلوں کا حال سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

باب: التفرغ للعبادة

باب: عبادت میں انہماک کا بیان

١٣٣٦۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى، وَاَسُدُّ فَقْرَكَ، وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! (ہر کام سے سبکدوش ہو کر) میری عبادت میں منہمک ہو جا' میں تجھے بے نیاز کر دوں گا اور تیری

مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا، وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ))
[الصحيحة: ۱۳۵۹٠]

ناداری کو پورا کر دوں گا۔ اگر تو نے اس طرح نہ کیا تو میں تجھے (دنیوی کاموں میں) مصروف کر دوں گا اور (کبھی) تیری فقیری پوری نہیں کروں گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۹۔ ترمذی (۲۴۶۶)، ابن ماجه (۴۱۰۷)، ابن حبان (۳۹۳)، أحمد (۲/ ۳۵۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی عبادت میں منہمک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ عبادات اور دنیوی معاملات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہوئے اس پر مکمل بھروسہ کیا جائے۔ مثلاً معاملات کے سلسلے میں صرف ان چیزوں کا کاروبار کیا جائے، جن کی تجارت کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے اور جن اشیاء کو حرام قرار دیا ان کی خرید و فروخت سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ اگر کوئی سرکاری یا پرائیویٹ کام ہو تو امانت و دیانت سے متصف ہو کر نگران کی موجودگی و عدم موجودگی کی پروا کئے بغیر اس کے تمام تقاضوں کو پورا کیا جائے اور نماز فجر، نماز عشاء کے وقت یا تعطیل کی صورت میں کچھ وقت کے لئے اللہ تعالیٰ کے گھروں میں یا اپنے گھروں میں بیٹھ کر ذکر اذکار اور تلاوتِ قرآن سے روح میں پیدا ہونے والی آلودگی کو صیقل کیا جائے۔ اس سلسلے میں دوسرا پہلو یہ ہے کاروبار، کھیتی باڑی اور دفتری کام کے دوران اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مطالبہ کیا جاتا ہے تو اسے فوراً پورا کیا جائے۔ مثلاً نماز کا وقت، کسی تنگدست کی معاونت، کسی بیمار کی تیمارداری، کسی مہمان کی میزبانی، زکوۃ کی ادائیگی، حج کی ادائیگی وغیرہ وغیرہ۔ ماحصل یہ ہے کہ کسی دنیوی پہلو کو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم پر ترجیح نہ دی جائے، اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں منہمک ہونے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ موجود رہے۔

كيف يحاسب العبد يوم القيامة؟

قیامت کے دن بندے سے حساب کیسے ہوگا؟

۱۳۳۷۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يُقَالَ لَهُ: أَلَمْ أُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ، وَأُرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ؟)) [الصحيحة: ٥٣٩]

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزِ قیامت بندے کا سب سے پہلے محاسبہ یوں ہوگا کہ اسے کہا جائے گا: کیا میں نے تیرے جسم کو تندرست نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟“

تخریج: الصحیحة ۵۳۹۔ ترمذی (۳۳۵۸)، ابن حبان (۷۳۶۴)، حاکم (۴/ ۱۳۸)

فوائد: حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا محاسبہ کیا جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سامنے اس پر کئے گئے احسانات کا تذکرہ کرے گا تو سب سے پہلے صحت اور ٹھنڈے پانی کا تذکرہ ہوگا، جو زندہ رہنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ پانی کی اہمیت تو واضح ہے کہ جس کے بغیر زندگی کا وجود ہی نہیں ملتا اور رہا مسئلہ صحت کا تو اس کے بغیر دنیا کی لذت ہی ختم ہو جاتی ہے۔

باب الوعيد على الخيانة

خیانت پر وعید

۱۳۳۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ أَوْلِيَائِي

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُتَّقُوْنَ، وَإِنْ كَانَ نَسَبٌ أَقْرَبُ مِنْ نَسَبٍ، فَلَا يَأْتِيْنِي النَّاسُ بِالْأَعْمَالِ وَتَأْتُوْنِي بِالدُّنْيَا تَحْمِلُوْنَهَا عَلَى رِقَابِكُمْ فَتَقُوْلُوْنَ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُوْلُ هٰكَذَا: لَا. وَأَعْرَضَ فِيْ كِلَا عِطْفَيْهِ)) [الصحيحة: ٧٦٥]

''قیامت کے دن متقی لوگ میرے دوست ہوں گے اگرچہ وہ نسب میں قریب تر ہو (یا نہ ہو)۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ تو (نیک) اعمال لے کر آئیں اور تم دنیا (کی خیانتوں اور دوسروں کے حقوق) کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لاؤ اور پکارو: اے محمد! اور میں ادھر ادھر اعراض کرتے ہوئے کہوں: نہیں۔'' پھر آپ نے اپنی دونوں جانب اعراض کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۶۵۔ الادب المفرد (۸۹۷)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۲۱۳)

فوائد: سبحان اللہ! اگر ہم میں رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے اور روزِ قیامت آپ کی صحبت اختیار کرنے کے جذبات موجود ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے ہماری اس خواہش کو پورا کرنے کے اسباب بھی پیدا فرما دیے ہیں کہ ہر متقی اور پرہیزگار روزِ قیامت آپ ﷺ کا دوست ہو گا۔ آپ ﷺ کی ولایت کی بنیاد حسب و نسب پر نہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم خیانتوں سے بچیں تاکہ آپ ﷺ بے رخی نہ کریں اور تقویٰ و طہارت میں نام پیدا کر کے آپ ﷺ کی دوستی کے اسباب پیدا کریں۔

باب: لا یفوز الا المخفون فی الذنوب

باب: اپنے گناہوں سے خائف ہی نجات یافتہ ہیں

۱۳۳۹۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا، لَا يَنْجُوْ مِنْهَا إِلَّا كُلُّ مُخِفٍّ))

سیدنا ابو درداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے سامنے (آخرت کی) ایک دشوار گزار گھاٹی ہے، جس سے وہی نجات پائے گا جو (گناہوں کے بوجھ سے) ہلکا ہو گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۰۔ البزار (الکشف : ۳۶۹۲) و(البحر : ۴۱۱۸)، ابن جریر فی تہذیب الآثار (۱/ ۴۰۷)، حاکم (۴/ ۶۱۸)

فوائد: آج کسی کو گناہوں کا بوجھ محسوس نہیں ہوتا، لیکن روزِ قیامت ہر کوئی اپنی سیئات کا بوجھ محسوس کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے عالم غیب سے تعلق رکھنے والی غیر محسوس چیز کو محسوس انداز میں بیان کر دیا کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ وہی اپنا سفر جلدی طے کر جاتا ہے جس کی گردن پر کوئی وزن نہ ہو۔ اگر وزن ہو گا تو مختصر سفر والے آسان راستوں کو طے کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی معاملہ آخرت کا ہے۔

باب: العجب سبب هلاك المتعبدين

باب: خود پسندی عبادت گزاروں کی ہلاکت کا باعث ہے

۱۳۴۰۔عَنْ أَنَسٍ: ذَكَرَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِيْكُمْ قَوْمًا يَتَعَبَّدُوْنَ حَتّٰى يُعْجِبُوا النَّاسَ، وَيُعْجِبُهُمْ أَنْفُسُهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ))

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم میں سے بعض لوگ اتنی عبادت کریں گے کہ لوگوں کو اور اپنے آپ کو تعجب میں ڈال دیں گے، لیکن وہ دین سے (بیگانے ہو کر) یوں نکلیں گے جیسے تیر شکار کو چیرتے ہوئے دوسری طرف

سے تیزی کے ساتھ نکل جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۵۔ ابویعلی (۴۰۶۶)' احمد (۳/ ۱۸۳)

كيف التوبة من الذنوب ؟

گناہوں سے توبہ کیسے؟

١٣٤١۔عَنْ عَائِشَةَ،اَنَّ النَّبِيَّ ﷺقَالَ: ((اِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِي اِلَيْهِ، فَاِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ: النَّدَمُ وَالْاِسْتِغْفَارُ)). [الصحيحة:١٢٠٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تجھ سے گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور اس کی طرف توبہ کر' کیونکہ کسی گناہ سے توبہ کرنے کا طریقہ اس پر ندامت کا اظہار اور اس سے استغفار کرنا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۸۔ بیہقی فی الشعب (۷۰۲۷)' بخاری (۴۱۴۱)' مسلم (۲۷۷۰)' مطولاً باختلاف فی آخرہ

فوائد: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب منافقوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان کی عفت و عصمت اور صداقت و طہارت کی شہادت دی اور قرآن مجید میں اس موضوع کو خوب بیان کیا۔

باب: دوام النعم ببذلها

باب:

١٣٤٢۔عَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ لِلّٰهِ اَقْوَامًا يَخْتَصُّهُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ، وَيُقِرُّهُمْ فِيْهَا مَابَذَلُوْهَا، فَاِذَا مَنَعُوْهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ، فَحَوَّلَهَااِلٰى غَيْرِهِمْ))

[الصحيحة:١٦٩٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نفع پہنچانے کے لئے کچھ لوگوں کو بطورِ خاص نعمتیں عطا کرتا ہے' اگر وہ خرچ کرتے رہیں تو وہ انعامات برقرار رہتے ہیں اور اگر وہ رک جائیں تو وہ ان سے سلب کر کے دوسروں کو عطا کر دیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۲۔ ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج (۵) طبرانی فی الاوسط (۵۱۵۸)' ابونعیم فی الحلیة (۶/ ۱۱۵)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو رزق فراہم کرنے کے دو انداز اختیار کئے ہیں: (۱) براہِ راست رزق کے اسباب مہیا کرنا اور (۲) اپنے بعض بندوں کے ذریعے دوسروں کو رزق عطا کرنا' جیسے کوئی کسی کی خدمت کر کے تنخواہ وصول کرتا ہے اور کوئی کسی سے صدقہ و خیرات لے کر گزارا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا براہِ راست رزق کے اسباب مہیا کرنا' اس کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے لوگوں کے نازنخروں سے محفوظ رکھا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ذریعے کسی کو رزق عطا کرتا ہے تو اس پر بھی اس کا فضل و کرم ہو گا کہ اس کی آمدنی میں کئی لوگ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔ لہذا اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے وسعت کے ساتھ رزق عطا کر رکھا ہے تو ہمیں چاہئے کہ فقر و فاقہ میں مبتلا دوسرے لوگوں کا خیال رکھیں' کیونکہ اس نیکی سے اجرِ عظیم بھی ملتا ہے اور رزق میں برکت بھی ہوتی ہے۔

عرف الناس بالتوسم

لوگوں کو علامت کی وجہ سے پہچاننا

١٣٤٣۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَعْرِفُوْنَ النَّاسَ بِالتَّوَسُّمِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو اپنی عقل و

[الصحيحة:١٦٩٣] فراست سے لوگوں کو پہچان لیتے ہیں۔“

تخريج: الصحيحة ١٦٩٣- ابوالشيخ فى عواليه (٢/ ٣٢/ ١)' طبرانى فى الاوسط (٢٩٥٦)' قضاعى فى مسند الشهاب (١٠٠٥)

فوائد: نیک و بد آدمیوں کے چہروں میں واضح فرق موجود ہوتے ہیں۔ ظاہری خوبصورتی اور بدصورتی اور چیز ہے اور چہرے کا نورانی اور غیر نورانی ہونا اور چیز ہے۔ سلیم الفطرت لوگ دوسروں کے چہروں کو دیکھ کر ان کے نیک یا بد یا مسلم یا غیر مسلم ہونے کا انداز لگا لیتے ہیں۔

علامات الساعة ومثال المؤمن

١٣٤٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخُوْنَ الْاَمِيْنُ، وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، حَتّٰى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالتَّفَحُّشُ وَقَطِيْعَةُ الْاَرْحَامِ وَسُوْءُ الْجِوَارِ، اِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْقِطْعَةِ مِنَ الذَّهَبِ، نَفَخَ فِيْهَا صَاحِبُهَا فَلَمْ تَغَيَّرْ، وَلَمْ تَنْقُصْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، اِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ النَّحْلَةِ، اَكَلَتْ طَيِّبًا، وَوَضَعَتْ طَيِّبًا، وَوَقَعَتْ فَلَمْ تَكْسُرْ، وَلَمْ تُفْسِدْ)) [الصحيحة: ٢٢٨٨]

علامات قیامت اور مومن کی مثال

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بیشک اللہ تعالیٰ گندے قول و فعل اور فحش گوئی سے نفرت کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' قیامت اس وقت برپا ہوگی جب امانتدار خیانت کرے گا' خائن کو امین سمجھا جائے گا اور بدگوئی' فحش گوئی' قطع رحمی اور پڑوسیوں سے برا سلوک کرنے جیسی قباحتیں منظرِ عام پر آ جائیں گی۔ بیشک مومن کی مثال سونے کے اس (خالص) ٹکڑے کی طرح ہے کہ جب مالک اسے (دھونکنی میں رکھ کر) پھونک مارتا ہے تو اس میں نہ تبدیلی آتی ہے اور نہ وہ کم ہوتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مومن کی مثال شہد کی مکھی کی مانند ہے جو پاکیزہ چیز کھاتی ہے' پاکیزہ رس خارج کرتی ہے اور جس (پھول یا پتی یا پتے) پر بیٹھتی ہے' وہ نہ ٹوٹتا ہے اور نہ خراب ہوتا ہے۔“

تخريج: الصحيحة ٢٢٨٨- احمد (٢/ ١٩٩)' الرامهرمزى فى الامثال (ص: ٦٤-٦٥)' الاصبهانى فى الترغيب (١١/ ٢)

فوائد: حدیث کے ابتدائی حصے میں جتنے قبیح افعال کی پیشین گوئی کی گئی ہے' عصرِ حاضر میں لوگ کسی نہ کسی انداز میں مرتکب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ (آمین) حدیث کے آخری حصے میں دو مثالیں دے کر مومن کی تعریف کی گئی ہے' جن کی وضاحت یوں کہ مومن سنجیدہ مزاج کا مالک ہوتا ہے' کوئی مجلس اس کے طرزِ حیات کو متاثر نہیں کر سکتی' شہد کی مکھی کی طرح وہ سب کے لئے مفید ہوتا ہے اور کسی کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا' ہر کوئی اس کا کردار پسند کرتا ہے۔

باب: مثل الدنيا

١٣٤٥ـ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

باب: دنیا کی مثال

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مَطْعَمَ ابْنِ آدَمَ قَدْ ضَرَبَ لِلدُّنْيَا مَثَلًا، فَانْظُرْ مَايَخْرُجُ مِنَ ابْنِ آدَمَ. وَاِنْ قَزَّحَهُ وَمَلَّحَهُ. قَدْ عَلِمَ اِلٰی مَايَصِيْرُ)) [الصحيحة:۳۸۲]

''ابن آدم کے کھانے نے دنیا کے لئے ایک مثال بیان کی ہے' آپ دیکھیں کہ (کھانا کھانے کے بعد) ابن آدم سے (پاخانے کی صورت میں) کیا نکلتا ہے' اگرچہ کھانا مسالے دار اور نمکین ہو' وہ جانتا ہے کہ (بالآخر) وہ کیا ہو جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۸۲۔ ابن حبان (۷۰۲)' طبرانی فی الکبیر (۵۳۱)' عبد الله بن احمد فی زوائد المسند (۵/ ۱۳۶)

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ابن آدم کو لالچی اور حریص نہیں ہونا چاہئے اور زبان کی لذت کا غلام نہیں ہونا چاہئے' کیونکہ ان چیزوں کا تعلق حلق سے اوپر تک ہے۔ حلق سے نیچے کھانے کی کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(ماملأ آدمی وعاء شرا من بطن' بحسب ابن آدم أکُلات یُقمن صلبه' فانْ کان لا محالة' فثلُث لطعامه' وثلث لشرابه' وثلث لنفسه.)** [ترمذی] یعنی: کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا۔ آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پھر پیٹ کا تیسرا حصہ اپنے کھانے کے لئے' تیسرا حصہ پانی کے لئے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لئے ہو۔

باب: من صفات شرار الامة

باب: امت کے برے لوگوں کی صفات

۱۳۴۶۔عَنْ فَاطِمَةَ، قَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قال ((اِنَّ مِنْ شِرَارِ اُمَّتِي الَّذِيْنَ غُذُّوْا بِالنَّعِيْمِ، اَلَّذِيْنَ يَطْلُبُوْنَ اَلْوَانَ الطَّعَامِ وَاَلْوَانَ الثِّيَابِ، يَتَشَدَّقُوْنَ بِالْكَلَامِ)). [الصحيحة:۱۸۹۱]

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنھیں مختلف نعمتوں سے نوازا گیا' لیکن انھوں نے (آخرت کو بھلا کر) قسما قسم کے کھانوں اور رنگا رنگ کے کپڑوں پر بھرپور توجہ دینا اور عمدہ گفتگو کے لئے باچھوں کو موڑنا شروع کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۱۔ احمد فی الزهد (۴۰۰)' ابن ابی الدنیا فی الجوع (۹/ ۱)' ابن عدی فی الکمال (۵/ ۱۹۵۶)

فوائد: اس سے مراد ہر دور کا طبقہ اشرافیہ ہے یعنی امراء اور فارغ البال لوگ جو سونے کے چمچ لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ پیسے کی ریل پیل میں آنکھ کھولتے ہیں' غربت و افلاس کے نام تک سے ناواقف ہوتے ہیں' لذتِ کام و دہن کے حد درجہ رسیا اور زبان کے چٹخاروں کے اسیر ہوتے ہیں' یوں مہک مہک کے بیان جھاڑتے ہیں' گویا ساری دنیا جاہل اور یہی عقلِ کل کے مالک ہیں' کسی کو خاطر میں نہیں لاتے' زبان کے تمام پیچ و خم سے آگاہ' پرلے درجے کے شاطر اور باتونی ہوتے ہیں۔ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ پر تکلف کھانے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں' لیکن اس چیز کو اس قدر مقصودِ حیات نہ سمجھا جائے کہ بدترین ہونے کا لقب مل جائے۔

۱۳۴۷۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحُ لِلْخَيْرِ،مَغَالِيْقُ لِلشَّرِّ، وَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحُ لِلشَّرِّ،مَغَالِيْقُ لِلْخَيْرِ، فَطُوْبٰي لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الْخَيْرِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض لوگ ایسے ہیں جو نیکی کا منبع اور برائی کی راہ روکنے والے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں جو شر کا منبع اور نیکی کی راہ کو روکنے والے ہیں۔ خوشخبری ہے اس آدمی کے لئے جس کے ہاتھ

عَلٰی یَدَیْهِ، وَوَیْلٌ لِّمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِیحَ الشَّرِّ عَلٰی یَدَیْهِ)) [الصحیحة:۱۳۳۲]

پر اللہ تعالیٰ نے خیر کی راہیں کھول دیں اور ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے شر کی راہیں کھول دیں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۳۲۔ ابن ماجه (۲۳۷)' ابن ابی عاصم فی السنة (۲۹۷)' طیالسی (۲۰۸۲)

فوائد: بعض افراد کو اللہ تعالیٰ ان کے خاندانوں میں خاص مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے' خاندان کے افراد انہیں اپنے قبیلے کا سربراہ سمجھتے ہیں۔ ایسے معزز لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے خاندانوں میں اچھے امور کو رواج دیں' شریعت کے مخالف' امور کا خاتمہ کریں۔ اس میں تو سربراہ کا کوئی کمال نہیں ہے کہ اس کے ماتحت افراد اپنے من مانیاں کرتے رہیں اور اس کی حیثیت تماشائی کے سوا کچھ نہ ہو۔

بیان الخندق

خندق کا بیان

۱۳۴۸۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ :اَنَّ اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ كَانُوا یَقُوْلُوْنَ وَهُمْ یَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَی الْجِهَادِ مَابَقِیْنَا اَبَدًا

وَالنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْخَیْرَ خَیْرُ الْاٰخِرَهْ

فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

وَاُتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِخُبْزِ شَعِیْرٍ عَلَیْهِ اِهَالَةٌ سَنِخَةٌ، فَاَكَلُوْا مِنْهَا۔ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((وَاِنَّمَا الْخَیْرُ خَیْرُ الْاٰخِرَةِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے وقت اصحابِ رسول کہتے تھے:

ہم ہیں جنھوں نے محمد (ﷺ) کی تاحیات جہاد کرنے پر بیعت کی۔

اور نبی ﷺ فرماتے:

اے اللہ! بھلائی تو آخرت کی ہی بھلائی ہے

تو انصاریوں اور مہاجروں کو معاف کر دے

رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بد بو والا سالن لایا گیا' لیکن ان سب نے وہ کھایا اور نبی ﷺ نے فرمایا: بلا شک و شبہ "آخرت والی بھلائی ہی بھلائی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۰۲۔ ابن سعد (۲/ ۷۰)' احمد (۳/ ۲۵۲)' مسلم (۱۳۰/ ۱۸۰۵)' بخاری (۲۸۳۴)' من طریق آخر عنه

فوائد: یہ دو جہانوں کے سردار کی حالت ہے' اگر دنیوی زینت و آرائش کوئی قابل فخر چیز ہوتی تو آپ ﷺ کو اس سے محروم نہ رکھا جاتا۔ یقیناً خیر و بھلائی وہی ہے جو موت کے بعد نصیب ہوگی' کیونکہ دنیا کے ایام خوشحالی میں بیت جائیں یا بد حالی میں گزریں' بالآخر یہاں سے ایسی روانگی ہوگی' جس کے بعد واپسی کی کوئی امید نہیں۔

انما یستریح من غفرله

آرام تو وہ کرتا ہے کہ جس کو بخش دیا گیا ہو

۱۳۴۹۔قَالَ ﷺ: ((اِنَّمَا یَسْتَرِیْحُ مَنْ غُفِرَلَهٗ)) رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ، وَبِلَالٍ الْحَبَشِیِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عُرْوَةَ مُرْسَلًا۔

[الصحیحة:۱۷۱۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آرام تو وہ کرتا ہے جسے بخش دیا گیا ہو۔" یہ حدیث سیدہ عائشہ' سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہما اور محمد بن عروہ سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۷۱۰۔ (۱) عائشة رضی اللہ عنہا: احمد (۶/ ۶۹' ۱۰۲)' ابونعيم في الحلية (۸/ ۲۹۰)' (۲) بلال رضی اللہ عنہ: ابن عساكر (۵۷/ ۱۶۴)

فوائد: اس حدیث کا سیاق و سباق یہ ہے کہ عام طور پر لوگ مرنے والے کے بارے میں کہتے ہیں کہ دنیوی مصائب اور فتنوں سے اس کی جان چھوٹ گئی ہے' وہ اپنی آرام گاہ میں پہنچ چکا ہے......۔آپ ﷺ نے اس قسم کے تاثرات کا ردّ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مرنے والے کو استراحت نصیب ہوتی ہے' جسے بخش دیا جائے۔

علم النبي ﷺ

۱۳۵۰۔عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔قَالَ:قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا﴾ (الانسان:۱) حَتّٰى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: ((اِنِّيْ اَرٰى مَالَاتَرَوْنَ، وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ،اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ، مَا فِيْهَا مَوْضِعُ قَدْرِ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا مَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِّلّٰهِ، وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ))

نبی ﷺ کے علم کا بیان

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ میں جب کہ یہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔﴾ پھر فرمایا: ''بیشک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سن سکتے۔(سنوکہ) آسمان چرچراتے ہیں اور انھیں چرچرانا ہی زیب دیتا ہے' کیونکہ وہاں چار انگلیوں کے بقدر بھی جگہ خالی نہیں ہے' ہر جگہ فرشتے سجدہ ریز ہیں۔اللہ کی قسم! اگر تمھیں اس کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسنا کم کر دو' رونا زیادہ کر دو' بچھونوں پر اپنی بیویوں سے لذتیں اٹھانا ترک کر دو اور (اللہ کی طرف) گڑگڑاتے ہوئے گھاٹیوں کی طرف نکل جاؤ۔''

تخریج: الصحيحة ۱۷۲۲۔ حاكم (۲/ ۵۱۰)' ترمذی (۲۳۱۲)' ابن ماجه (۴۱۹۰)' دون قراءة الآية

فوائد: اس میں نبیٔ کریم ﷺ کے معجزات کا ذکر ہے۔نیز اس حدیث سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے' کثرت سے اس کی عبادت کی جائے۔

باب الوصية بالخير

۱۳۵۱۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ:اَنَّ رَجُلًا جَاءَهٗ فَقَالَ: اَوْصِنِيْ، فَقَالَ:سَاَلْتُ عَمَّا سَاَلْتَ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَبْلِكَ، فَقَالَ: ((اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ،وَاِنَّهٗ رَاْسُ كُلِّ شَيْءٍ وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَاِنَّهٗ رَهْبَانِيَّةُ الْاِسْلَامِ،وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ،فَاِنَّهٗ رُوْحُكَ فِي السَّمَاءِ،

بھلائی کی وصیت کرنا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ میں نے کہا کہ تجھ سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ یہ عمل ہر چیز کی بنیاد ہے اور جہاد کو لازم پکڑ' کیونکہ وہ رہبانیت اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوتِ قرآن کا اہتمام کر

وَذِكْرٌكَ فِي الْأَرْضِ)) [الصحيحة:٥٥٥]

کیونکہ وہ آسمان میں تیرے لئے باعثِ رحمت اور زمین میں باعثِ تذکرۂ خیر ہے۔"

تخریج: الصحيحة ٥٥٥- احمد (٣/ ٨٢)' ابن المبارك في الزهد (٨٤٠)' ابويعلى (١٠٠٠)' طبراني في الصغير (٢/ ٦٦-٦٧)' من طريق آخر عنه

باب الإعداء للموت

موت کے لیے تیاری کرنا

١٣٥٢ ـعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ،قَالَ:بَيْنَمَانَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ اِذْ بَصُرَبِجَمَاعَةٍ فَقَالَ: عَلَامَ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ هولَاءِ؟ قِيْلَ: عَلٰى قَبْرٍ يَحْفِرُوْنَهُ، قَالَ: فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ فَبَدَرَ بَيْنَ يَدَيْ اَصْحَابِهٖ مُسْرِعًا حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى الْقَبْرِ فَجَثَا عَلَيْهِ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلْتُهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ لِاَ نْظُرَ مَا يَصْنَعُ، فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى مِنْ دُمُوْعِهٖ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا قَالَ: ((اَيْ اِخْوَانِيْ! لِمِثْلِ الْيَوْمِ فَاَعِدُّوْا)) [الصحيحة: ١٧٥١]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے' اچانک آپ کی نگاہ ایک جماعت پر پڑی' آپ نے پوچھا کہ یہ لوگ کس چیز پر جمع ہیں؟ کہا گیا کہ قبر کھود رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے اور صحابہ سے سبقت لیتے ہوئے لپکے' قبر تک پہنچے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ میں آپ کے سامنے سے آیا تا کہ دیکھوں کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ (میں کیا دیکھتا ہوں کہ) آپ رو رہے تھے (اور اتنے روئے کہ) زمین آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی' پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "میرے بھائیو! اس جیسے دن کے لئے تیاری کرو۔"

تخریج: الصحيحة ١٧٥١- ابن ماجه (٤١٩٥)' احمد (٤/ ٢٩٤)' بخاري في التاريخ (١/ ٢٢٩)' طبراني في الاوسط (٢٦٠٩)

فوائد: مرنے کے بعد کامیابی ہی دنیا کا مقصود و مطلوب اور غرض و غایت ہے' لہٰذا دوراندیش اور عقلمند وہی ہے جو دنیا کے ذریعے موت کے بعد کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو جائے۔

اتقاء من تحقير الذنوب

گناہوں کو حقیر جاننے سے بچنا

١٣٥٣ ـعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ اَكَقَوْمٍ نَزَلُوْا فِيْ بَطْنِ وَادٍ، فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ، وَجَاءَ ذَابِعُوْدٍ، حَتّٰى اَنْضَجُوْا خُبْزَتَهُمْ، وَاِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتٰى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا، تُهْلِكْهُ)) [الصحيحة:٣٨٩]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صغیرہ گناہوں سے اجتناب کرو۔ (غور کرو کہ) کچھ لوگ ایک وادی میں پڑاؤ ڈالتے ہیں' ایک آدمی ایک لکڑی لاتا ہے اور دوسرا ایک لاتا ہے...... (ایک ایک کر کے اتنی لکڑیاں جمع ہو جاتی ہیں کہ) وہ آگ جلا کر روٹیاں وغیرہ پکا لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر صغیرہ گناہوں کی بنا پر مؤاخذہ ہوا تو وہ بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔"

تخریج: الصحيحة ٣٨٩- احمد (٥/ ٣٣١)' الروياني (١٠٦٥)' طبراني في الكبير (٥٨٧٢)' والاوسط (٧٣١٩)

فوائد: آپ ﷺ نے مثال کے ذریعے اپنا مقصود واضح کر دیا ہے کہ پوری زندگی کے معمولی معمولی گناہ جمع ہو کر انسان کی ہلاکت

کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مومن و مسلمان کی نگاہ اس حقیقت کو بھانپنے کی کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت سے بچنا چاہیے، قطع نظر اس سے کہ وہ صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ۔

مالك ما انفقت في سبيل الله

تیرا مال وہی ہے جو تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا

١٣٥٤۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ؟ قَالُوْا! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِ وَارِثِهٖ، قَالَ:اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ، مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ، وَمَالُ وَارِثِكَ مَا اَخَّرْتَ)) [الصحيحة:١٤٨٦]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟“ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر شخص کو اپنے وارث کی بہ نسبت اپنا ہی مال سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جان لو! تم میں سے ہر ایک کو وارث کے مال کی بہ نسبت اپنا مال زیادہ محبوب ہے۔ (یاد رکھو کہ) تمہارا مال تو وہ ہے جو تم نے (صدقہ و خیرات کر کے) آگے بھیج دیا اور تمہارے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۸۶۔ نسائی (۳۶۴۲)، احمد (۱/ ۳۸۲)، الادب المفرد (۱۵۳)، بخاری (۶۴۴۲) مختصراً

فوائد: انسان اپنی زندگی میں اپنے مال کا جو حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے وہی اس کا اصل سرمایہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس سے بطورِ قرضہ وصول کیا ہے اور مرنے کے بعد اسے چکا دے گا۔ باقی مال اس کے ورثا کا ہے، جو وہ اس کے مرنے کے بعد آپس میں تقسیم کر لیں گے۔

باب: المهلكات والمنجيات

باب: ہلاک کرنے والی اور نجات دینے والی

١٣٥٥۔قَالَ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ، وَثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ، فَقَالَ: ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ: شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ،وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ، وَثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ: خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَالْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا)) رُوِيَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ،وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰي، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

[الصحيحة:١٨٠٢]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین (برائیاں) ہلاک کرنے والی اور تین (نیکیاں) نجات دینے والی ہیں۔ تین ہلاک کر دینے والی برائیاں یہ ہیں: بخل جس کی پیروی کی جائے، خواہشِ نفس جس کے پیچھے چلا جائے اور بڑائی خور ہونا۔ تین نجات دینے والی نیکیاں یہ ہیں: خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت، فقر و غنی میں میانہ روی، غضب و رضا میں عدل۔“ یہ حدیث سیدنا انس بن مالک، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عبداللہ بن ابو اوفی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۰۲۔ (۱) انس: البزار (الکشف : ۸۰)' قضاعی فی مسند الشهاب (۳۲۵)' (۲) ابن عباس: البزار (۸۲)' ابونعیم فی الحلیة (۳/ ۲۱۹)' (۳) ابوهریرة: بیهقی فی الشعب (۷۲۵۲)' (۴) ابن ابی اوفی: البزار (۸۳)' (۵) ابن عمر رضی اللہ عنہ طبرانی فی الاوسط (۵۷۵۰)

اکل بالید

ہاتھ کے ساتھ کھانے کے بارے میں

۱۳۵٦۔عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسِ بْنِ فَهْدٍ الْأَنْصَارِيَّةِ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، قَالَتْ: ((جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا...... فَقَدَّمْتُ إِلَيْهِ بُرْمَةً فِيهَا خُبْزَةٌ أَوْ جَرِيرَةٌ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ فِي الْبُرْمَةِ لِيَأْكُلَ، فَاحْتَرَقَتْ أَصَابِعُهُ، فَقَالَ: حَسِّ، ثُمَّ قَالَ: ((ابْنُ آدَمَ إِنْ أَصَابَهُ الْبَرْدُ قَالَ: حَسِّ، وَإِنْ أَصَابَهُ الْحَرُّ قَالَ: حَسِّ))

سیدہ خولہ بنت قیس بن فہد انصاریہ رضی اللہ عنہا جو بنونجار سے تھیں، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے، میں نے ہانڈی پیش کی جس میں روٹی یا (ایک مخصوص) حلوا تھا، رسول اللہ نے کھانے کے لئے ہانڈی میں اپنا ہاتھ ڈالا، آپ کی انگلیاں جلنے لگیں، جس کی وجہ سے آپ نے ''ہائے'' کہا اور پھر فرمایا: ''جب ابن آدم کو کوئی چیز ٹھنڈی محسوس ہوتی ہے تو وہ ہائے کرتا ہے اور جب کوئی چیز گرم محسوس کرتا ہے تو بھی ہائے کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۷۸۔ احمد (٦/ ۴۱۰)' طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۳۲)

فضيلة الجماعة

اجتماعیت کی فضیلت

۱۳۵۷۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ، وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ))

[الصحيحة: ٦٦٧]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت (کی زندگی) رحمت ہے اور افتراق (کی زندگی) عذاب ہے۔''

تخریج: الصحیحة ٦٦٧۔ عبد الله بن احمد فی الزوائد (۴/ ۲۷۸)' قضاعی فی مسند الشهاب (۱۵)' بیهقی فی الشعب (۹۱۱۹)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے جماعت سے منسلک رہنے کی تلقین کی ہے، وہ جماعت نماز کی جماعت کی صورت میں ہو یا مسلمانوں کی جماعت کی صورت میں۔ اسلام میں مستقل طور پر علیحدہ پسندی اور خلوت کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ مسلمان معاشرے میں مل جل کر رہے، لوگ ایک دوسرے کی اصلاح کریں اور ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہوں۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث، جس میں نماز باجماعت کا ذکر ہے، میں آپ ﷺ نے فرمایا: (فعلیکم بالجماعة، فانما یاکل الذئب من الغنم القاصیة.) [ابوداود، نسائی] یعنی: تم جماعت کو لازم پکڑو، کیونکہ بھیڑیا اس بکری کو کھا جاتا ہے جو (ریوڑ سے علیحدہ ہو کر) دور چلی جاتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات میتة جاهلیة.) [مسلم] یعنی: جس آدمی نے (امیر کی) اطاعت ترک کر دی اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

حلوة الدنیا مرة الآخرة

دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے

۱۳۵۸۔عَنْ اَبِيْ عُبَيْدِ الْحَضْرَمِيِّ۔ يَعْنِيْ : شُرَيْحًا۔ اِنَّ اَبَا مَالِكٍ الْاَشْعَرِيَّ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ! لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((حُلْوَةُ الدُّنْيَا مُرَّةُ الْآخِرَةِ، وَمُرَّةُ الدُّنْيَا حُلْوَةُ الْآخِرَةِ)) [الصحيحة:۱۸۱۷]

ابوعبید شریح حضرمی سے روایت ہے کہ جب سیدنا ابو مالک اشعری ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: اے اشعریوں کی جماعت! موجودہ لوگ غیر حاضر لوگوں کی میری یہ بات پہنچا دیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”دنیا کی لذت آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی تلخی آخرت کی لذت وشیری ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۱۷۔ احمد (۵/ ۳۴۲)، حاکم (۴/ ۳۱۰)، بیھقی فی الشعب (۱۰۳۳۶)

فوائد: حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری میں آخرت میں تو کجا، دنیا میں بھی لذت ہی لذت اور حلاوت ہی حلاوت ہے۔لیکن عام لوگ جن پر نیکی کرنا اور برائی ترک کرنا گراں گزرتا ہے، انھیں سمجھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے ذہن کے مطابق جس چیز کو کڑوا اور کٹھن سمجھتے ہیں، حقیقت میں وہی ان کی سعادت کی علامت ہوگی اور جو چیز زیادہ مرغوب اور پسندیدہ لگے، لیکن بندے کی آخرت کے لئے مضر ہو تو اسے ترک کرنے میں اگرچہ تکلیف ہوگی، لیکن یہ تکلیف کئی رحمتوں کا سبب بنے گی۔

بيان صفات الله

اللہ کی صفات کا بیان

۱۳۵۹۔عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((قَالَ اللّٰهُ ـ تَعَالٰى. يَا ابْنَ آدَمَ، قُمْ اِلَيَّ اَمْشِ اِلَيْكَ، وَامْشِ اِلَيَّ اُهَرْوِلُ اِلَيْكَ)) [الصحيحة: ۲۲۸۷]

ایک صحابیٔ رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے کہا: اے ابن آدم! تو میرے لئے کھڑا ہو میں تیری طرف چل کر آؤں گا اور اگر تو میری طرف چل پڑے تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۸۷۔ احمد (۳/ ۴۷۸)، وله شاهد عند البخاری (۷۴۰۵)، و مسلم (۲۶۷۵)، وغیرهما من حدیث ابو هریرة رضی اللہ عنہ

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾ [سورۂ بقرہ: ۱۵۸] یعنی: ”پس بیشک اللہ تعالیٰ قدر دان اور علم والا ہے۔“ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی اسی صفت کا بیان ہے کہ وہ بندے کی کوشش و کاوش اور تگ ودو کی بڑی قدر کرتا ہے۔

فضائل الذكر

ذکر کے فضائل

۱۳۶۰۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((قَالَ اللّٰهُ ـ عَزَّوَجَلَّ ـ عَبْدِيْ! اَنَا عِنْدَ ظَنِّكَ بِيْ، وَاَنَا مَعَكَ اِذَا ذَكَرْتَنِيْ)). [الصحيحة:۲۰۱۲]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے کہا: اے میرے بندے! میرے بارے میں جو تیرا گمان ہوگا، میں اسی کے مطابق تجھ سے پیش آؤں گا اور جب تو میرا ذکر کرے گا تو میں تیرے ساتھ ہوں گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۱۲۔ حاکم (۱/ ۴۹۷)، احمد (۳/ ۲۱۰، ۲۷۷)، ابویعلی (۳۲۳۲)، من طریق آخر بمعناہ

فوائد: بندہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو گمان رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے، اگر کوئی اچھا ظن رکھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے بارے اچھا ظن رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر عرشِ معلی پر جلوہ افروز ہے، لیکن اپنے علم، سمع، بصر، قدرت اور طاقت کے اعتبار سے گویا کہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ اس کی معیت کی دو اقسام ہیں: (۱) معیت عامہ: جو مسلم و غیر مسلم کو شامل ہے اور (۲) معیتِ خاصہ: جو پرہیزگار اور متقی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی معیت خاصہ نصیب فرمائے۔

لا یجمع علی العبد خوفین و امنین

بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کیے جاتے

۱۳۶۱۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. وَعِزَّتِي لَا أَجْمَعُ لِعَبْدِيْ أَمْنَيْنِ وَلَا خَوْفَيْنِ، إِنْ هُوَ أَمِنَنِيْ فِي الدُّنْيَا أَخَفْتُهُ يَوْمَ أَجْمَعُ فِيْهِ عِبَادِيْ وَإِنْ هُوَ خَافَنِيْ فِي الدُّنْيَا أَمَّنْتُهُ يَوْمَ أَجْمَعُ فِيْهِ عِبَادِيْ)) [الصحیحۃ:۷٤۲]

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو امن اور دو خوف جمع نہیں کرتا۔ یعنی اگر میرا بندہ دنیا میں مجھ سے امن میں رہا تو میں اسے بندوں کے حشر والے دن ڈراؤں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈر گیا تو لوگوں کے جمع ہونے والے دن اسے امن عطا کروں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۴۲۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۶/ ۹۸)، ابن المبارک فی الزھد (۱۵۷)، مرسلاً

باب الذم من قال لا یغفر لفلان

جس نے کہا کہ فلاں کو معاف نہیں کیا جائے گا، اس کی مذمت

۱۳۶۲۔ عَنْ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ: رَجُلٌ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، فَقَالَ اللّٰهُ: مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَأَلّٰى عَلَيَّ أَنْ لَّا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ؟ فَإِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ)) [الصحیحۃ:۲۰۱٤]

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں آدمی کو نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اس کو بخش دیا اور (اے قسم اٹھانے والے!) تیرے اعمال ضائع کر دیئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۱۴۔ مسلم (۲۶۲۱)، طبرانی فی الکبیر (۱۶۷۹)

فوائد: شرعی قانون یہ ہے کہ کسی کی ظاہری حالت کو ملحوظ خاطر رکھ کر اس پر مسلم یا غیر مسلم ہونے کا حکم دیا جائے۔ نیز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعیین کے بغیر کسی مخصوص آدمی کو جنتی یا جہنمی نہیں کہا جا سکتا اور نہ کسی کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی کو کسی صورت میں نہیں بخشے گا اور فلاں کو ہر صورت میں معاف کر دے گا۔ ظاہری نیک اور بد اعمال کو دیکھ کر کسی کو مسلمان، مومن، فاسق، فاجر، کافر، مشرک اور بدعتی تو کہا جا سکتا ہے لیکن کسی کے بارے میں تعیین کے ساتھ جنت و جہنم کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

باب: من قصة غرق فرعون

باب: فرعون کے ڈوبنے کا قصہ

١٣٦٣ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ: لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَأَنَا آخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَأَدُسُّهُ فِيْ فَمِ فِرْعَوْنَ مَخَافَةَ اَنْ تُدْرِكَهُ الرَّحْمَةُ)) [الصحيحة: ٢٠١٥]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل نے مجھے کہا: کاش آپ مجھے اس وقت دیکھتے جب میں سمندر کی کالی مٹی لے کر فرعون کے منہ میں ٹھونس رہا تھا' اس ڈر سے کہ کہیں اس کو رحمت پا نہ لے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۱۵۔ طیالسی (۲۶۱۸)' ترمذی (۳۱۰۷)' احمد (۱/ ۲۴۰' ۳۴۰)

فوائد: برے لوگوں کا انجام بھی برا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عمومی قانون یہ ہے کہ جو آدمی جس انداز میں زندگی گزارتا ہے' اسی انداز میں اس کو موت آتی ہے۔ سجدوں میں ان لوگوں کی روحیں پرواز کر گئیں جو اپنی زندگی میں کثرت سے سجدے کرنے کے عادی تھے اور برائی کی حالت میں ان لوگوں کو موت قبول کرنا پڑی جو برائیوں کے دلدادہ تھے۔ فرعون کی زندگی بغاوت اور سرکشی کی سنگین مثالوں سے بھری ہوئی تھی' پھر اسی کے مطابق ہی انجام ہونا تھا۔

عدم الصبر بموجب الذنب

صبر کا نہ ہونا گناہ کا موجب ہے

١٣٦٤ ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قِلَّةُ الصَّبْرِ لَا يَمُرُّ بِذَنْبٍ اِلَّا حَمَاهُ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عدمِ صبر ہر گناہ کی حفاظت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۱۶۔ البزار (الکشف: ۱۵۳۵)' ابو الشیخ فی الطبقات (۲۶۱) وابو نعیم فی اخبار اصبهان ۲/ ۳۰۶' ۱۹۱)

فوائد: صبر کی تین قسمیں ہیں: (۱) بیماریوں پر صبر کرنا' (۲) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر صبر کرنا اور (۳) برائیوں سے بچنے پر صبر کرنا۔ اگر کوئی مسلمان صبر کی صفت سے ہی فارغ ہو جائے مذکورہ تین صورتوں میں وہ کیا کرے گا' پہلی صورت میں واویلا اور چیخ و پکار کرے گا' دوسری صورت میں نیکیوں کے کام ترک کر دے گا اور تیسری صورت میں گناہ کرے گا۔ معلوم ہوا عدمِ صبر آدمی کے برا ہونے میں ہر قسم کا تعاون کرتا ہے۔

اهمية الضعفاء عند النبى ﷺ

نبی ﷺ کے ہاں کمزوروں کا مقام

١٣٦٥ ـ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ اَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ ﷺ يَأْتِيْ ضُعَفَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَيَزُوْرُهُمْ، وَيَعُوْدُ مَرْضَاهُمْ، وَيَشْهَدُ جَنَائِزَهُمْ))

ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کمزور مسلمانوں کے پاس جاتے' ان کی زیارت کرتے' ان کے مریضوں کی تیمار داری کرتے اور ان کے جنازوں میں حاضر ہوتے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۲۔ حاکم (۲/ ۴۶۶)' بیهقی فی الشعب (۹۲۴۶)' ابن ابی شیبة (۳/ ۲۷۶' ۲۷۷)' وفی مسنده (۵۸)' طبرانی (۵۵۸۶)' بمعناه مطولاً

فوائد: بے سہارا و بے آسرا' غریب و نادار اور معاشرے کے بے وقعت و بے اہمیت لوگ آپ ﷺ کا دست و بازو بنے' اس لئے

آپ ﷺ نے بھی ان کی قدر کی' ان کی دلجوئی کی اور زندگی کے ہر موڑ پر ان کے ساتھ ہر قسم کی ہمدردی و خیر خواہی کا ثبوت دیا۔ جب مشرک سرداروں اور وڈیروں نے آپ ﷺ کو طعنہ دیا یا مطالبہ کیا کہ آپ کے اردگرد تو فقراء و مساکین و غرباء لوگوں کا ہجوم لگا رہتا ہے' ان کو اپنی مجلس میں نہ آنے دو تو ہم آپ کی بات سننے پر آمادہ ہو سکتے ہیں' اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا: ﴿ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغدٰوة والعشي يريدون وجهه ماعليك من حسابهم من شيء و ما من حسابك عليهم من شيء فتطردهم فتكون من الظالمين﴾ [سورۂ انعام: ۵۲] یعنی: ''(اے محمد ﷺ) ان لوگوں کو (اپنی مجلس سے) نہ نکالیے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں' خاص اسی اللہ کی رضامندی کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ کو نکال دیں۔ ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

جزاء انتهاك المحارم الله

۱۳۶۶۔ عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَاَعْلَمَنَّ اَقْوَامًا مِنْ اُمَّتِي يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ اَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ، بِيْضًا، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ هَبَاءً مَنْثُوْرًا ٭قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا، اَنْ لَّانَكُوْنَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَانَعْلَمُ ٭قَالَ: اَمَا اِنَّهُمْ اِخْوَانُكُمْ، وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَاْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَاْخُذُوْنَ، وَلٰكِنَّهُمْ اَقْوَامٌ اِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ اِنْتَهَكُوْهَا)) [الصحيحة: ٥٠٥]

اللہ تعالیٰ کے محارم کو توڑنے کی سزا

سیدنا ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے ان لوگوں کو جانتا ہوں جو روزِ قیامت تہامہ پہاڑوں کی مثل (ڈھیروں) نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو فضا میں پھیلے ہوئے غبار کے باریک ریزوں کی طرح کر دے گا۔'' ثوبان نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگوں کی صفات بیان فرمایئے' ان کی ذرا وضاحت فرمایئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم لاعلمی میں ان کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! وہ تمھارے ہی بھائی ہوں گے' تمھاری ہی نسل سے ہوں گے' رات کو تمھاری طرح قیام کرنے والے ہوں گے' (بس ان کی خرابی یہ ہو گی کہ) کہ خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور پھلانگ جانے والے ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۰۵۔ ابن ماجہ (۴۲۴۵)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۲۳۷)' والشامیین (۶۸۰)

فوائد: کامیاب وہی ہے جس کا ظاہر و باطن اور جس کی جلوت و خلوت ایک ہو۔ جو نیکی و برائی کے سلسلے ماحول سے متاثر ہونے والا نہ ہو۔ جو جلوتوں کی بہ نسبت خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ اطاعت کرنے والا ہو۔ لیکن اگر کوئی فرد اس کے برعکس ظاہر کو تو پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے' لیکن باطن کی کوئی پروا نہیں کرتا' لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے' لیکن خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کا کوئی لحاظ نہیں کرتا' تو شاید وہ دنیا میں عزت پا لے لیکن آخرت میں اس کا ذلت سے بچنا دشوار ہو گا۔

اتباع من كانوا خلوا

۱۳۶۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَتَرْكَبُنَّ

ان کی پیروی کرنا کہ جو گزر چکے ہیں

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ،وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ،وَبَاعًا بِبَاعٍ،حَتّٰى لَوْاَنَّ اَحَدَهُمْ دَخَلَ جُحْرَ ضَبٍّ دَخَلْتُمْ، وَحَتّٰى لَوْاَنَّ اَحَدَهُمْ ضَاجَعَ اُمَّهٗ فِي الطَّرِيْقِ لَفَعَلْتُمْ))

[الصحيحة:۱۳٤۸]

فرمایا: ''تم ضرور پہلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے' بالشت کے بدلے بالشت' ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور دو ہاتھ کے پھیلاؤ کے بدلے دو ہاتھ کا پھیلاؤ (یعنی ہو بہو ان کے نقشِ قدم پر چلو گے)' یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں داخل ہوا تو تم بھی ایسا کرو گے اور ان میں سے کسی نے اپنے ماں سے علانیہ زنا کیا تو تم بھی کرو گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۴۸- دولابی فی الکنی (۲/ ۳۰)' حاکم (۴/ ۴۵۵)' البزار (الکشف : ۳۲۸۵)

من قام عليه الحد فقد غفر له

جس پر حد قائم ہو گئی تو اس کو معاف کر دیا گیا

۱۳٦۸۔عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْكِنْدِيِّ،عَنْ اَبِيْهِ:اَنَّ امْرَاَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُرِيْدُ الصَّلَاةَ، فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا، فَقَضٰى حَاجَتَهٗ مِنْهَا، فَصَاحَتْ، فَانْطَلَقَ، وَمَرَّبِهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ: اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَاو كَذَا۔ وَمَرَّتْ بِعِصَابَةٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ: اِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَاوكَذَا۔ فَانْطَلَقُوْا فَاَخَذُوْا الرَّجُلَ الَّذِيْ ظَنَّتْ اَنَّهٗ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَاَتَوْهَا، فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَهٰذَا ......فَاَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا اَمَرَبِهٖ لِيُرْجَمَ، قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا صَاحِبُهَا، فَقَالَ لَهَا: ((اِذْهَبِيْ فَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَكِ)) وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا، وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا: ((اُرْجُمُوْهُ)) ۔ وَقَالَ: ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِلَقُبِلَ مِنْهُمْ)) [الصحيحة:۹۰۰]

علقمہ بن وائل کندی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز کے ارادے سے (گھر سے) نکلی' اسے راستے میں ایک آدمی ملا' اس نے اسے گرا دیا اور بدکاری کی۔ وہ چیخ و پکار کرنے لگی' وہ آدمی چل دیا۔ (اتنے میں) اس کے پاس سے ایک اور آدمی گزرا۔ اس نے اسے بتایا کہ اس آدمی نے میرے ساتھ بدکاری کی ہے۔ پھر وہ مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس سے گزری اور انھیں بتایا کہ فلاں آدمی نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے۔ وہ گئے اور اس آدمی کو پکڑ کر اس عورت کے سامنے لے آئے۔ اس نے کہا کہ واقعی یہی آدمی ہے ...... وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب آپ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو ایک دوسرا آدمی' جو درحقیقت مجرم تھا' اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! (اس نے نہیں) میں نے اس سے بدکاری کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: ''تو چلی جا' اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔'' پھر سابقہ آدمی کے بارے میں کلمۂ خیر کہا اور دوسرے زانی آدمی کے بارے میں فرمایا: ''اس کو رجم (سنگسار) کر دو۔'' اور فرمایا: ''اس اقرار کرنے والے آدمی نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ اتنی توبہ کر لیں تو ان سے قبول کی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۰۔ ابو داود (۴۳۷۹)، ترمذی (۱۴۵۴)، احمد (۶/ ۳۹۹)

فوائد: انسان سے بتقاضۂ بشریت غلطی ہو جاتی ہے، بہر حال اس غلطی پر مصر رہنا اسے قطعی طور پر زیب نہیں دیتا۔ اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اصولوں کے مطابق اپنی غلطی کا ازالہ کرے۔ جب صحابیٔ رسول نے یہی انداز اختیار کیا اور اپنی آخرت سنوارنے کا سوچا تو محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ مژدہ سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے اعترافِ جرم کے بدلے اس پر وہ رحمت نچھاور کی ہے کہ اگر وہ مدینہ کے تمام لوگوں پر تقسیم کی جاتی تو وہ بھی بخش دیئے جاتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون﴾ [سورۃ آل عمران: ۱۳۵] یعنی: ''(جنت ان لوگوں کے لئے ہے کہ) جن سے جب کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

باب: اجر سقی الحیوان

باب: جانداروں کو پانی پلانے کا اجر

۱۳۶۹۔ عَنْ سُرَاقَةَ قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْجِعِرَّانَةِ فَلَمْ اَدْرِ مَا اَسْاَلُهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ اَمْلَأُ حَوْضِيْ اَنْتَظِرُ ظَهْرِيْ يَرِدُ عَلَيَّ فَتَجِيْءُ الْبَهْمَةُ فَتَشْرَبُ، فَهَلْ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ اَجْرٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَكَ فِيْ كُلِّ كَبِدٍ حَرَّى اَجْرٌ)) [الصحیحۃ: ۲۱۵۲]

سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ وہ جعرانہ میں تھے، مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں اس کے بارے میں کیسے سوال کروں۔ (بالآخر) کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنا حوض بھر کر اپنی سواریوں کے آنے کا انتظار کر رہا ہوتا ہوں کہ بکری یا بھیڑ کے بچے وہ پانی پی جاتے ہیں، کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ہاں) ہر تر جگر والے (جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال) میں اجر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۵۲۔ حمیدی (۹۰۲)، قضاعی فی مسند الشھاب (۱۱۲)، احمد (۴/ ۱۷۵)، ابن ماجہ (۳۶۸۶)

فوائد: ہر ذی روح اور جاندار کی خدمت میں انسانیت کی سعادت ہے۔ بنو اسرائیل کی بدکار عورت کو پیاسے کتے پر ترس کھانے اور اسے پانی پلانے کی وجہ سے بخش دیا گیا۔ [بخاری، مسلم] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے، تو اس سے جتنا حصہ کھا لیا جاتا ہے، وہ اس کے لئے صدقہ ہے، جو کوئی اس سے چرا لے جائے، وہ بھی صدقہ ہے اور جو کوئی اسے نقصان پہنچائے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ [مسلم]

باب سعة التوبة

توبہ کی وسعت کا بیان

۱۳۷۰۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ اَخْطَاْتُمْ حَتّٰى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ، لَتَابَ عَلَيْكُمْ)) [الصحیحۃ: ۹۰۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم گناہ کرتے رہو، یہاں تک کہ وہ آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگیں اور پھر توبہ کرو تو وہ (اللہ) تمھاری توبہ قبول کر لے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۳۔ ابن ماجہ (۴۲۴۸)

ليصيبن الرجل رزقه ما قدر له

جو مقدر ہے آدمی کو وہ رزق ضرور ملے گا

۱۳۷۱۔عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا: ((لَوْ اَنَّ ابْنَ آدَمَ هَرَبَ مِنْ رِزْقِهِ كَمَا يَهْرُبُ مِنَ الْمَوْتِ،لَاَدْرَكَهُ رِزْقُهُ كَمَا يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم اپنے رزق سے یوں بھاگے جیسے وہ موت سے بھاگتا ہے تو اس کا رزق اسے یوں پائے گا جیسے اسے موت پالیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۵۲۔ ابونعیم فی الحلیة (۷/ ۹۰، ۲۴۶)، ابن عساکر (۵/ ۱۴۳)

تحقير الاعمال بنعمة الله

اللہ کی نعمت کے مقابلہ میں اعمال حقیر ہیں

۱۳۷۲۔عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ، قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ رَجُلًا يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ مِنْ يَوْمِ وُلِدَ اِلٰى يَوْمِ يَمُوْتُ هَرِمًا فِيْ مَرْضَاةِ اللّٰهِ .عَزَّوَجَلَّ .لَحَقَّرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

سیدنا عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایک آدمی اپنے یوم ولادت سے انتہائی عمر رسیدگی میں موت والے دن تک اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے چہرے کے بل گھسٹتا رہے تو وہ روز قیامت اس (مشکل اور کٹھن) عمل کو حقیر سمجھے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۴۶۔ احمد (۴/ ۱۸۵)، بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۵)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۱۲۲۔۱۲۳)

باب سعة التوبة

اللہ کی نعمت کے مقابلہ میں اعمال حقیر ہیں

۱۳۷۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ اَنَّ الْعِبَادَ لَمْ يُذْنِبُوْا، لَخَلَقَ اللّٰهُ .عَزَّوَجَلَّ .خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ ثُمَّ يَغْفِرُ لَهُمْ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)) [الصحيحة:٩٦٧]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بندے گناہ نہ کریں تو اللہ عز وجل ایک نئی مخلوق پیدا کر دے گا جو گناہ کرے گی، پھر بخشش طلب کرے گی اور وہ انھیں بخش دے گا اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۶۷۔ حاکم (۴/ ۲۴۶)، ابونعیم فی الحلیة (۷/ ۲۰۴)

باب: الاخذ بالاسباب من التوكل

باب: اسباب کو اختیار کرنا توکل سے ہے

۱۳۷٤۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،اَنَّهٗ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ، لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ،تَغْدُوْ خِمَاصًا، وَتَرُوْحُ بِطَانًا)) [الصحيحة: ٣١٠]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمھیں اس طرح روزی دے جیسے پرندوں کو روزی دیتا ہے، جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۰۔ احمد (۱/ ۳۰)، ترمذی (۲۳۴۴)، ابن ماجه (۴۱۶۴)، حاکم (۴/ ۳۱۸)

الاستغفار من الذنوب محبوب

گناہوں سے بخشش طلب کرنا

عند الله

۱۳۷۵۔عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنْصَارِيِّ مَرْفُوْعًا:((لَوْ اَنَّكُمْ لَمْ تَكُنْ لَكُمْ ذُنُوْبٌ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَكُمْ،لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ ذُنُوْبٌ يَغْفِرُهَا لَهُمْ)) [الصحيحة:٩٦٨]

اللہ کو پسند ہے

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ کے بخشنے کے لئے تمھارے گناہ نہ ہوئے تو وہ ایسی قوم لے آئے گا' جس کے گناہ ہوں گے اور وہ ان گناہوں کو بخشے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۶۸۔ مسلم (۱۰/ ۲۷۴۸)' ریاتی برقم (۱۳۸۰)' من طریق آخر بمعناہ فانظرہ

۱۳۷۶۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَوْاَنَّكُمْ لَا تُخْطِئُوْنَ لَاَتَى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُخْطِئُوْنَ يَغْفِرُلَهُمْ)) [الصحيحة:٩٦٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم خطائیں نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا جو خطائیں کریں گے اور وہ انھیں بخشے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۶۹۔ حاکم (۴/ ۲۴۶)

الأعمال بالاقتصاد

۱۳۷۷۔عَنْ اَنَسٍ :قَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا عِنْدَكَ رَاَيْنَا فِيْ اَنْفُسِنَا مَا نُحِبُّ، وَاِذَا رَجَعْنَا اِلٰى اَهْلِيْنَا فَخَالَطْنَاهُمْ اَنْكَرْنَا اَنْفُسَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْتَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَاتَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ فِي الْخَلَاءِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُظِلَّكُمْ بِاَجْنِحَتِهَا عِيَانًا، وَلٰكِنْ سَاعَةً وَسَاعَةً)) [الصحيحة:١٩٥٦]

اعمال میں میانہ روی اختیار کرنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمیں اپنے آپ میں پسندیدہ صفات نظر آتی ہیں' لیکن جب ہم اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹتے ہیں اور ان میں مل جل کر رہتے ہیں تو خود کو گنہگار سمجھتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اپنی خلوتوں میں اسی حالت پر قائم رہو جس پر میرے ہاں ہوتے ہو تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں اور وہ تم پر اپنے پروں سے عیانا سایہ کریں۔ (دراصل حالات بدلتے رہتے ہیں) کبھی یہ اور کبھی وہ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۶۵۔ ابویعلی (۳۰۳۵)' ابن حبان (۳۴۴)' البزار (الکشف : ۳۲۳۴)' طبرانی فی الاوسط (۲۷۱۷)

بيان الفتح فارس والروم

۱۳۷۸۔قَالَ الْعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ عَلَيْنَا فِي الصُّفَةِ وَعَلَيْنَا الْحَوْتَكِيَّةُ فَيَقُوْلُ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا ذُخِرَ لَكُمْ، مَاحَزِنْتُمْ عَلٰى مَا زُوِيَ عَنْكُمْ،وَلَيُفْتَحَنَّ لَكُمْ فَارِسُ وَالرُّوْمُ)) [الصحيحة:٢١٦٨]

فارس اور روم کی فتح کا بیان

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس صفہ میں آتے تھے اور ہم معمولی قیمت کا کپڑا پہنے ہوتے تھے' آپ فرماتے: ''اگر تمھیں علم ہو جائے کہ تمھارے لئے کیا کچھ خزانہ ذخیرہ کیا جارہا ہے' تو تم اپنی غریبی و ناداری پر غمزدہ نہیں ہو گے۔ عنقریب تم فارس اور روم کو بھی فتح کرلو گے۔''

تخریج: الصحیحة ٢١٦٨۔ احمد (٤/ ١٢٨)' ابو نعیم فی الحلیة (٢/ ١٤)

باب بيان اجنحة الملائكة

فرشتوں کے پروں کا بیان

١٣٧٩۔عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسَيْدِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ تَكُوْنُوْنَ كَمَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ لَأَظَلَّتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا.)) [الصحيحة:١٩٧٦]

سیدنا حنظلہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اسی حالت پر برقرار رہو جس پر میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تم پر اپنے پروں سے سایہ کریں گے۔''

تخریج: الصحیحة ١٩٧٦۔ طیالسی (١٣٤٥)' ترمذی (٢٤٥٢)' احمد (٤/ ٣٤٦)

عدم الذنوب هلاكة

گناہوں کا نہ ہونا بھی ہلاکت ہے

١٣٨٠۔عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ،أَنَّهُ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ كُنْتُ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)) [الصحيحة:١٩٦٣]

جب سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: میں تم سے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث (مصلحۃً) چھپاتا رہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا کر دے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا۔''

تخریج: الصحیحة ١٩٦٣۔ مسلم (٢٧٤٨)' ترمذی (٣٥٣٩)' احمد (٥/ ٤١٤)' وتقدم برقم (١٣٧٥)

١٣٨١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)) [الصحيحة:٩٧٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم گناہ نہیں کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم پیدا کر دے گا جو گناہ کرے گی اور وہ اسے بخشے گا۔''

تخریج: الصحیحة ٩٧٠۔ احمد (١/ ٢٨٩)' طبرانی (١٢٧٩٤)' البزار (الکشف: ٣٢٥٠)

١٣٨٢۔عَنْ أَنَسٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْلَمْ تَكُوْنُوْا تُذْنِبُوْنَ،خَشِيْتُ عَلَيْكُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ الْعُجْبَ)) [الصحيحة:٦٥٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے ہوتے تو مجھے اندیشہ تھا کہ تم خود پسندی و اتراہٹ میں پڑ جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحة ٦٥٨۔ عقیلی فی الضعفاء (٢/ ١٥٩)' ابن عدی (٧/ ٢٣٢٣)' قضاعی فی مسند الشهاب (١٤٤٧)

المرأة صالحة تعين على أمر الآخرة

نیک بیوی امورِ آخرت میں مدد دیتی ہے

١٣٨٣۔عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعًا: ((لِيَتَّخِذْ أَحَدُكُمْ قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَزَوْجَةً صَالِحَةً تُعِيْنُهُ عَلٰى أَمْرِ الْآخِرَةِ))[الصحيحة:٢١٧٦]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر کوئی شکر کرنے والے دل' ذکر کرنے والی زبان اور نیک بیوی' جو امورِ آخرت پر اس کا تعاون کرے' کا اہتمام کرے۔''

تخریج: الصحیحة ٢١٧٦۔ ترمذی (٣٠٩٤)' ابن ماجه (١٨٥٦)' احمد (٥/ ٢٧٨' ٢٨٢)

فوائد: جو مسلمان ان تین صفات سے متصف ہو جائے وہ دنیا میں ذہنی و جسمانی آرام و سکون پائے گا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و برکت کا حصول اس کی نعمتوں پر شکریہ کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ یعنی جو آدمی اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا وہ تو مردوں کی صف میں کھڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے اسباب مہیا کر رکھے ہیں لیکن وہ محرومی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ہر کس و ناکس، ادنیٰ و اعلیٰ، امیر و غریب ہو، گھر میں حقیقی سکون اس کو ملے گا جس کی بیوی پارسا و متقی ہو، یہ واحد نعمت ہے جس سے خاوند کے اور اس کی اولاد کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة۔) [مسلم]

باب: خصال توجب الجنة

١٣٨٤ ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا قَالَ: ((مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟)) قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: اَنَا قَالَ: ((مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا ، قَالَ: ((مَنْ اَطْعَمَ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا قَالَ مَرْوَانُ بَلَغَنِي اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا اجْتَمَعَ هٰذِهِ الْخِصَالُ فِيْ رَجُلٍ فِيْ يَوْمٍ، اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:٨٨]

باب: جنت میں لے جانے والے اعمال

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''آج کون روزے دار ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''آج تم میں سے کس نے مریض کی تیمار داری کی ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''آج تم میں سے کس نے کوئی نماز جنازہ پڑھی ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ مروان کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آخر میں فرمایا: ''جس آدمی میں یہ صفات ایک دن میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

تخریج: الصحيحة ٨٨۔ مسلم (١٠٢٨)، الادب المفرد (٥١٥)

افتراق المحبين في الله من الذنب احدهما

١٣٨٥ ـ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فِيْ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، اَوْفِيْ الْاِسْلَامِ، فَيُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا اِلَّا ذَنْبٌ يُحْدِثُهُ اَحَدُهُمَا))

[الصحيحة:٦٣٧]

اللہ کے لیے دو محبت کرنے والوں میں جدائی کسی ایک کے گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی اللہ کے لئے یا اسلام کی خاطر باہم محبت کرتے ہیں اور ان میں بعد میں جدائی پڑ جاتی ہے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے گناہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٦٣٧۔ الادب المفرد (٤٠١)، ابن ابی حاتم فی الجرح والتعديل (٩/ ٣٨٤)، وابويعلى (المطالب العالية المسندة: ٢٧٧٦)، مطولاً من طريق

فوائد: یہ گناہوں کی نحوست اور بے برکتی ہے' جو غیر محسوس انداز میں تقویٰ وطہارت کی بنیاد پر دوستی کا رشتہ قائم رکھنے والوں کو جدا کر دیتی ہے۔

مال القليل خير من مال الكثير لاهٍ

تھوڑا مال غافل کرنے والے زیادہ مال سے بہتر ہے

۱۳۸۶۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى)) [الصحيحة:٩٤٧]

سیدنا انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کفایت کرنے والا کم مال غافل کر دینے والے زیادہ مال سے بہتر ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۴۷۔ ابن عدی فی الکامل (۱/ ۲۷۶)

فوائد: شاذ و نادر لوگوں کو نہیں بلکہ ان کی اکثریت کو دیکھ کر کسی چیز کی منفعت یا مضرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مال و دولت کی کثرت سے کم ہی لوگ ہیں جو سیدنا عثمان بن عفان ﷺ کی طرح اخروی اعتبار سے مستفید ہوئے ہوں۔ اس نعمتِ خداوندی سے لوگوں کو دھوکہ ہوا اور وہ غفلت کا شکار ہوتے رہے۔ انھوں نے معیار اس چیز کو سمجھ لیا کہ عالیشان محل ہو' پرتکلف گاڑی ہو' سیاست میں حصہ لیا جائے' شادیوں پر ہزاروں لوگوں کو بلا کر بے دریغ خرچہ کیا جائے۔ رہا مسئلہ حسنات و خیرات میں حصہ لینے کا تو وہ تلاوتِ قرآن پاک سے دور ہوتے گئے' غرباء و فقراء سے رشتہ منقطع ہوتا گیا' نمازوں سے سرے سے غفلت برتی یا پھر جماعت کا کوئی خیال نہ کیا' خوش خلقی کے لئے شخصیات مخصوص ہو گئیں' ہدایا و تحائف کے سلسلے میں محض مسکراہٹوں کا تبادلہ ہونے لگا' مذہبی طبقے کے افراد سے منافرت بڑھتی گئی اور اور وہ ان کے معیار سے نیچے گرتے گئے' وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کم مایہ لوگوں کا امتیاز صرف اس میں نہیں کہ ان کے پاس دنیوی اسباب کی قلت ہے' بلکہ اعمالِ صالحہ ان کا امتیازی وصف ہے' اگر وہ اس صفت سے کما حقہ متصف نہ ہو سکے تو پھر زندگی کا فائدہ ہی نہیں' وہ خوشحال ہو یا تنگ حال۔ بہرحال فریقین کو شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لینا چاہئے۔

باب الزهد النبي ﷺ

نبی ﷺ کے زھد کا بیان

۱۳۸۷۔قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ : اِضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حَصِيْرٍ، فَاَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ،فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ،جَعَلْتُ اَمْسَحُ جَنْبَهُ،فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اٰذَنْتَنَا حَتّٰى نَبْسُطَ لَكَ عَلَى الْحَصِيْرِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا؟! مَا اَنَا وَالدُّنْيَا؟! اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَرَاكِبٍ ظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)).

[الصحيحة: ٤٣٨]

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے' اس سے آپ کے پہلو میں نشان پڑ گئے' جب آپ بیدار ہوئے تو میں نے آپ کے پہلو پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتلایا' ہم آپ کے لئے چٹائی پر (کوئی گدا وغیرہ) بچھا دیتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا دنیا سے کیا تعلق ہے؟ میری دنیا سے کیا نسبت ہے؟ میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی طرح ہے جو (ستانے کے لئے) کسی درخت کے سائے میں (چند لمحوں کے لئے) بیٹھا اور پھر اسے ترک کر کے چل دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۸۔ ترمذی (۲۳۷۷)' ابن ماجہ (۴۱۰۹)' احمد (۱/ ۳۹۱' ۴۴۱)' طیالسی (۲۷۷)

فوائد: آپ ﷺ کا دنیا کی عیش وعشرت سے کوئی تعلق نہ تھا' آپ ﷺ کا ہدف یہ تھا کہ اس عارضی زندگی کا نتیجہ جنت کی صورت میں وصول کیا جائے' ظاہر ہے جس شخصیت کے نظریات یہ ہوں' دنیا اپنے ساز و سامان سمیت اس کے سامنے اپنی برتری کیسے منوا سکتی ہے۔ قابلِ فخر صلاحیتوں سے متصف لوگ دنیا میں آئے اور اپنی باری پوری کر کے چل دیئے' کسی کو یہاں دوام نصیب نہ ہو سکا' ہمارے بعد بڑی بڑی ہستیاں آئیں گے اور بالآخران کی زندگی کی شام ہو جائے۔ ہم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں' یہ دنیا دل لگانے کا مقام نہیں' یہ تو ایک سفر نامہ ہے' جس کی حقیقت کسی مردے سے دریافت کی جا سکتی ہے۔

۱۳۸۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ وَهُوَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ فِرَاشًا اَوْثَرَ مِنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: ((مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا؟! مَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا، اِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ، فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)) [الصحيحة:٤٣٩]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی' جس سے آپ کے پہلو پر نشان پڑ گئے' پر تشریف فرما تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! اگر آپ کوئی نرم بچھونا بنوا لیں (تو اچھا ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا دنیا (کی سہولتوں) سے کیا تعلق ہے؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی طرح ہے' جو گرمی والے دن سفر کرتا رہا اور (ستانے کی خاطر) دن کی ایک گھڑی کے لئے درخت کے سائے میں قیام کیا اور پھر اسے چھوڑ کر چل دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۳۹۔ ابن حبان (۶۳۵۲)' احمد (۱/ ۳۰۱)' حاکم (۴/ ۳۰۹' ۳۱۰)

من كان صالحًا فله خير في الأرض والسماء

جو صالح ہے اس کے لیے زمین و آسمان میں خیر ہے

۱۳۸۹۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَلَهُ صِيْتٌ فِي السَّمَاءِ، فَاِذَا كَانَ صِيْتُهُ فِي السَّمَاءِ حَسَنًا وُضِعَ فِي الْاَرْضِ حَسَنًا، وَاِذَا كَانَ صِيْتُهُ فِي السَّمَاءِ سَيِّئًا وُضِعَ فِي الْاَرْضِ سَيِّئًا)). [الصحيحة: ٢٢٧٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی کی آسمان میں ایک خاص شہرت ہے' اگر وہ شہرت اچھی ہو تو زمین میں بھی اچھی ہوتی ہے اور اگر وہ شہرت آسمان میں ہی بری ہو تو زمین میں بھی بری ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۷۵۔ البزار (الکشف: ۳۶۰۳)' ابن عدی (۲/ ۵۸۵)' طبرانی فی الاوسط (۵۲۴۴)

فوائد: دنیا میں محبت ونفرت کے سلسلے میں اہل زمین کا کوئی کمال نہیں' یہ فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور آسمان کے باسیوں میں اہل زمین کے ایک ایک فرد کے بارے میں جو نظریہ ہوتا ہے' اسے اہل زمین میں نافذ کر دیا جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا احب الله العبد نادی جبریل: ان الله یحب فلانا فاحبه۔ فیحبه جبریل۔ فینادی جبریل:

اهل السماء ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء۔ ثم يوضع له القبول في الارض۔) [بخاری، مسلم] یعنی: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر کہتا ہے: بیشک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر، سو جبریل اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر جبریل اعلان کرتا ہے: آسمان والو! بیشک اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو، سو اہل آسمان اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر زمین میں اسے مقبول (اور ہر دلعزیز) بنا دیا جاتا ہے۔

باب خصائل المؤمن

مؤمن کی خصلتوں کا ذکر

۱۳۹۰۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَامِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَلَهُ ذَنْبٌ يَعْتَادُهُ الْفَيْنَةَ بَعْدَ الْفَيْنَةِ، اَوْذَنْبٌ هُوَمُقِيْمٌ عَلَيْهِ لَا يُفَارِقُهُ حَتّٰى يُفَارِقَ الدُّنْيَا، اِنَّ الْمُؤْمِنَ خُلِقَ مُفَتَّنًا تَوَّابًا نَسَّاءً،اِذَا ذُكِّرَ ذَكَرَ)). [الصحيحة: ٢٢٧٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی کسی نہ کسی ایسے گناہ کا دلدادہ ہوتا ہے، جس کا وہ وقتاً فوقتاً ارتکاب کرتا رہتا ہے اور بسا اوقات وہ مرنے تک اس گناہ پر تسلسل کے ساتھ مصرّ بھی رہتا ہے، (دراصل) مومن کو اس حال میں پیدا کیا گیا کہ وہ آزمائش میں مبتلا ہونے والا، توبہ کرنے اور بھولنے والا ہوتا ہے۔ جب اسے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ وعظ ونصیحت قبول کرتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٢٧٦۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۸۱۰)، والاوسط (۵۸۸۰)، مختصرًا

فوائد: اس میں اس بات کا بیان ہے کہ مسلمان سے بسا اوقات بتقاضۂ بشریت لغزش ہو جاتی ہے، لیکن اس کا امتیاز اس میں ہے کہ وہ غلطی کرنے کے بعد توبہ کرے اور جب اس کے خیر خواہ اہل علم اسے وعظ ونصیحت کریں تو وہ فوراً ان کی نصیحت قبول کرے اور اپنے گناہ پر مصرّ نہ رہے۔ گناہ پر اصرار کرنا یا سرے سے اسے گناہ ہی تسلیم نہ کرنا ہلاکت و بربادی کی راہیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

ظلمة القلوب من الذنوب

دلوں کا اندھیرا گناہوں کی وجہ سے ہے

۱۳۹۱۔عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مَرْفُوْعًا: ((مَامِنَ الْقُلُوْبِ اِلَّا وَلَهُ سَحَابَةٌ كَسَحَابَةِ الْقَمَرِ، بَيْنَا الْقَمَرُ مُضِيءٌ اِذْ عَلَتْهُ سَحَابَةٌ فَاَظْلَمَ، اِذْ تَجَلَّتْ عَنْهُ فَاَضَاءَ)).

[الصحيحة:٢٢٦٨]

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند کے سامنے آنے والی بدلی کی طرح ہر دل پر (گناہوں کی) بدلی چھا جاتی ہے۔ (آپ دیکھتے ہیں کہ) چاند چمک رہا ہوتا ہے، اچانک اس کے سامنے بدلی آجاتی ہے اور وہ تاریک ہو جاتا ہے، جب بدلی سامنے سے ہٹ جاتی ہے تو وہ روشن ہو جاتا ہے (یہی معاملہ دل کا ہے)۔''

تخریج: الصحيحة ٢٢٦٨۔ ابو الطيب الحوراني في جزئه (۷۰/ ۱)، ابو نعیم (۲/ ۱۹۶)

فوائد: مسلمان کے دل کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں، جب وہ نیکیوں کی راہ پر گامزن ہوتا ہے تو وہ چاند کی طرح چمک رہا ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات شیطان کے ورغلانے سے وہ برائیوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، ایسے میں اس کے دل کی چمک دمک ختم ہو جاتی ہے، وہ

سیاہی میں ڈوب جاتا ہے۔ جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے وہ اپنے ربّ کی طرف متوجہ جاتا ہے اور اپنے گناہ پر پچھتاوے کا اظہار کرتا ہے تو اس کا دل صیقل ہو جاتا ہے اور اس کا نور بحال ہو جاتا ہے۔ یقیناً ہم سے گناہ تو ہوں گے کوئی آدمی عفت وعصمت کا دعوی تو نہیں کر سکتا ہے یہ ہماری فطرت کا تقاضا ہے لیکن اس تقاضے پر بضد رہنا ایسا جرم ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا سبب بنتا ہے۔

مثل امتی کمثل المطر

میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے

۱۳۹۲۔قال ﷺ: ((مَثَلُ اُمَّتِي كَمَثَلِ الْمَطَرِ، لَا يُدْرٰى اَوَّلُهُ خَيْرٌ اَمْ آخِرُهُ؟)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ، وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔ [الصحيحة:٢٢٨٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے جس کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی ابتدا میں خیر و بھلائی ہے یا انتہا میں؟'' یہ حدیث سیدنا انس، سیدنا عمار بن یاسر، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا علی بن ابو طالب اور سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۸۶۔ (۱) انس: ترمذی (۲۸۶۹)، احمد (۳/ ۱۳۰)، (۲) عمار: ابن حبان (۷۲۲۶)، (۳) ابن عمر: ابونعیم فی الحلیۃ (۲/ ۲۳۱)، (۴) ابن عمرو ؓ: طبرانی فی کبیر (۱۳/ ۲۱)

باب: من امثالہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب: نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ مثالیں

۱۳۹۳۔عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُمِيْلُهَا الرِّيْحُ مَرَّةً هٰكَذَا، وَمَرَّةً هٰكَذَا، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْاَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً)).

سیدنا کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی مثال اس تر و تازہ کھیتی کی مانند ہے جسے ہوائیں ادھر ادھر جھکاتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال اس صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو زمین پر سیدھا کھڑا رہتا ہے حتی کہ ایک ہی دفعہ اچانک اکھاڑ لیا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۸۳۔ بخاری (۵۶۴۳)، مسلم (۲۸۱۰)، احمد (۳/ ۴۵۴)

فوائد: مومن اور منافق دونوں کے حق میں ہواؤں کی طرح آزمائشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن ان سے متاثر ہونے والا صرف مؤمن ہوتا ہے جب بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بلا آپڑتی ہے تو وہ اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی تو نہیں ہوگئی کہ وہ مجھے سزا دے رہا ہو۔ ہر جسمانی، ذہنی اور مالی آزمائش اس کے لئے یہی پیغام لاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرو اور اس سے دور نہ ہو۔ لیکن منافق مضبوط تنے والے درخت کی طرح ان آزمائشوں سے متاثر نہیں ہوتا، وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی پروا کرتا ہے نہ اس کے عذابوں کا، حتی کہ ایک دن اچانک کوئی بڑی آفت آتی ہے اور اس کی زندگی کی شام ہو جاتی ہے۔

یک لخت گرا اور جڑیں تک نکل آئیں — وہ پیڑ جسے آندھی میں ہلتے نہیں دیکھا

۱۳۹۴۔قال ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ السُّنْبُلَةِ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی مثال اس بالی کی طرح ہے جو

تَمِيْلُ اَحْيَانًا، وَتَقُوْمُ اَحْيَانًا)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ ـ

کبھی ادھر جھکتی ہے کبھی ادھر جھکتی ہے۔'' یہ حدیث سیدنا انس اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۸۴۔ (۱) انس: ابویعلی (۳۲۸۶)' الضیاء فی المختارة (۱۷۵۹)' بخاری فی الکبیر (۶/ ۴)' (۲) ابوھریرة رضی اللہ عنہ: الضیاء المقدسی فی الاحادیث والحکایات (۱۲/ ۲۰۶/ ۱-۲)' مسلم (۲۸۰۹) بنحوہ

۱۳۹۵ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّخْلَةِ، مَا اَخَذْتَ مِنْهَا مِنْ شَیْءٍ نَفَعَكَ)). [الصحیحة:۲۲۸۵]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی مثال کھجور کے درخت کی مانند ہے کہ اس کی ہر چیز فائدہ دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۸۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۵۱۴)

فوائد: کھجور کے درخت کا پھل' عمر کے جس مرحلے میں ہو' مفید ہے' اس کی گٹھلی میں کئی امراض کا علاج پایا جاتا ہے اور اس کے پتوں سے ٹوکریاں' چٹائیاں' مصلے اور چارپائی بننے والا سامان تیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مومن بھی اپنا مقام سمجھے اور کسی کو تکلیف نہ پہنچائے' بلکہ وہ ہر مسلمان کے لئے مفید ثابت ہو۔

باب: فضل اماطة الاذی عن الطریق

باب: راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنے کی فضیلت

۱۳۹۶ـعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَخْرَجَ مِنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا يُؤْذِيْهِمْ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ حَسَنَةً،وَمَنْ كَتَبَ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ)). [الصحیحة:۲۳۰۶]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹائی' اللہ تعالیٰ اس کے لئے نیکی لکھے گا اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نیکی لکھ دیتا ہے اسے اس کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۶۔ طبرانی فی الاوسط (۳۲)' ابن عساکر (۱۷/ ۴۰۴)

فوائد: مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا جنت کا حقدار بنا دینے والا عمل ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لقد رایت رجلا یتقلب فی الجنة فی شجرة قطعھا من ظھر الطریق کانت تؤذی المسلمین.) [مسلم] یعنی: ''ایک آدمی کو اس بنا پر جنت میں چلتے پھرتے دیکھا کہ اس نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جو راستے کے درمیان میں تھا اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔'' صورتحال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہمیں اس قسم کی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں' بطور مثال ایک آدمی کسی راستے سے پیدل گزر رہا ہے تو وہ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاتا جائے گا' اگر وہی آدمی سائیکل پر سوار ہو کر گزر رہا ہو اور راستے پر مسافر کی تکلیف کا باعث بننے والی کوئی رکاوٹ ہو تو شاید اس آدمی کو یہ توفیق نہ ہو کہ وہ اپنی سواری سے اتر کر اس کو دور کر دے اور اگر اسی آدمی' و موٹر سائیکل یا موٹر کار مل جائے تو وہ اس نیکی سے مزید دوری کا سبب بنیں گے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم نیکی و برائی کے سلسلے میں زمان و مکاں اور گردش دوراں کے تغیر و تبدل سے متأثر نہ ہوں۔

من اراد بعلم العاقبة فلینظر ما للہ — جو اپنا انجام جاننا چاہتا ہے وہ دیکھے کہ اس کے پاس

عنده

۱۳۹۷۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ اَرَادَ اَنْ يَعْلَمَ مَالَهُ عِنْدَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ. فَلْيَنْظُرْ مَالِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَهُ))• رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ، وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ۔ [الصحيحة: ۲۳۱۰]

اللہ کے لیے کیا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو یہ جاننا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کیا مقام ہے' وہ یہ دیکھ کر (اندازہ کرلے) کہ اس کے ہاں اللہ تعالیٰ کا کتنا پاس ولحاظ ہے۔'' حضرت انس' اب ابوہریرۃ اور سمرہ بن جندب نے یہ حدیث روایت فرمائی۔

تخريج: الصحيحة ۲۳۱۰۔ ابونعيم في الحلية (۶/ ۱۷۶' ۲۷۴) من حديث ابي هريرة (۸/ ۲۱۶)' من حديث سمرة ﷺ

فوائد: سبحان اللہ! جو آدمی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا یعنی اس کے احکام کا جتنا خیال رکھے گا' اللہ تعالیٰ آخرت میں اتنا ہی اس کا خیال رکھیں گے۔ لیکن اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آدمی کو یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اس سے تقاضے کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے احکام ومسائل کی تفصیل کیا ہے؟ نیکی و برائی کا کیا معیار ہے؟ وہ اپنی زندگی سے متعلقہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات و فرمودات کا علم رکھتا ہو اور پھر ان پر عمل کرنے کے سلسلے میں کسی جدید وقدیم تہذیب اور کسی مذہبی و دنیا پرست انسان سے متاثر ہونے والا نہ ہو' دنیا کو اپنے اسلامی رنگ میں ڈھالنے والا ہو' نہ کہ دنیا کے مطابق ڈھلنے والا اور ہر قسم کی نیکی کرنے اور برائی ترک کرنے میں بے دھڑک ہو اور اسے اس بات پر ناز ہو کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سکھلائی ہوئی تہذیب وثقافت کا امین ہے۔

باب: عاقبة ارضاء الله بسخط الناس

۱۳۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَرْضَى اللّٰهَ بِسَخَطِ النَّاسِ، كَفَاهُ اللّٰهُ النَّاسَ، وَمَنْ اَسْخَطَ اللّٰهَ بِرِضَى النَّاسِ، وَكَّلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ)) [الصحيحة: ۲۳۱۱]

باب:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لوگوں کی ناراضی مول لے کر اللہ کو راضی کیا' اللہ اسے لوگوں سے کفایت کرتا ہے اور جس نے لوگوں کی رضامندی کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا' اللہ اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے (اور خود اس کی کوئی مدد نہیں کرتا)۔''

تخريج: الصحيحة ۲۳۱۱۔ عبد بن حميد (۱۵۲۴)' جوزجانی فی احوال الرجال (ص: ۳۱۔ ۳۲)' ابن حبان (۲۷۷)

فوائد: معاشرے میں جن برائیوں کا چلن عام ہو' ان کے خلاف نیکی پر استقامت اور اللہ کے حکموں کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے حقیقی جذبے کے بغیر ممکن ہی نہیں' وگرنہ کتنے ہی لوگ ہیں جو برائی' معصیت الٰہی اور معاشرتی خرابیوں سے اپنا دامن بچانا چاہتے ہیں' لیکن ملامت گروں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتے' نتیجتاً وہ برائیوں کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں' حق و باطل کی تمیز کرنے کی توفیق سے محروم ہو جاتے ہیں اور دین کا وسعت پسندانہ ایڈیشن تیار کر کے اسی کو حقیقی اسلام سمجھ بیٹھتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يجاهدون في سبيل الله ولايخافون لومة لائم﴾ [سورۂ مائدہ: ۵۴] یعنی: ''(مومن تو وہ ہوں گے جو) اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔'' مسلمان کو چاہئے کہ جس چیز کو وہ شریعت سمجھے' لوگوں کا لحاظ کئے بغیر اسے کر گزرے۔ لوگ اسے قدامت پرست کہیں' مولوی کہیں' موجودہ معاشرے سے ہم آہنگی نہ

کرنے والا کہیں' تنگ ذہن والا کہیں یا کسی اور لقب سے نوازیں۔ مقابلے میں اس کا ایک ہی نعرہ ہو کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے یہ اللہ تعالی کی عطا کردہ تہذیب ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ثقافت ہے۔

من استطاع خبئاً فليفعل

جو عمل چھپانے کی استطاعت رکھتا ہو اس کو ایسا کرنا چاہیے

۱۳۹۹۔عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ مَرْفُوعًا: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَكُونَ لَهُ خَبِيءٌ مِنْ عَمَلٍ صَالِحٍ فَلْيَفْعَلْ)). [الصحيحة:۲۳۱۳]

سیدنا زبیر بن عوام ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے عمل کو مخفی رکھنے کی طاقت رکھتا ہے' وہ اسے پوشیدہ رکھے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۳۔ خطیب فی التاریخ (۱۱/ ۲۶۳)' الضیاء فی المختارۃ (۸۸۳' ۸۸۴)' دارقطنی فی العلل (۴/ ۲۴۵)

فوائد: ریاکاری اور نمود و نمائش اعمالِ صالحہ کو راکھ کر دینے والے عناصر ہیں' لہٰذا بندے کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے' اپنے اعمال کو مخفی رکھے' مثلاً صدقہ و خیرات کرنا' نفلی نماز پڑھنا' حج و عمرہ کرنا' نفلی روزے رکھنا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جن اعمال کا تعلق جماعت سے یا لوگوں سے ہے' ان میں کوئی اخفاء نہیں' مثال کے طور پر فرضی نماز' نمازِ عیدین' خوش خلقی۔ عصرِ حاضر میں بعض نیکیوں کے مواقع پر مبارکباد کے سلسلے میں اعمالِ صالحہ کی اتنی شہرت ہو جاتی ہے کہ عامل کے عمل کے ضائع ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے' مثال کے طور پر حج و عمرہ کے لئے روانگی اور واپسی کے موقع پر' قرآن مجید کا حفظ مکمل کرنے پر' رمضان میں قرآن مجید کی تلاوت کی تکمیل پر' عقیقہ کے موقع پر' وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ایسے مواقع پر اخلاص نیت کا خاص خیال رکھا جائے۔

كم كفاية من الدنيا؟

دنیا کتنی کافی ہے؟

۱۴۰۰۔قَالَ ﷺ ((مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سَرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ،فَكَاَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الاَنْصَارِيِّ،وَاَبِي الدَّرْدَاءِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ [الصحيحة:۲۳۱۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تم میں سے اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے گھر یا قوم میں امن سے ہو' جسمانی لحاظ سے تندرست ہو اور ایک دن کی خوراک اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لئے دنیا' اپنے تمام تر ساز و سامان کے ساتھ' جمع کر دی گئی ہے۔“ یہ حدیث سیدنا عبید اللہ بن محصن انصاری' سیدنا ابو درداء' سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا علی ﷛ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۸۔ الادب المفرد (۳۰۰)' ترمذی (۲۳۴۷)' ابن ماجه (۴۱۴۱)' حدیث عبید اللہ بن محصن الانصاری ﷛

فوائد: موجودہ دور' جو عالمِ اسلام کے لئے آزمائش بن چکا ہے' میں اس حدیثِ مبارکہ کی حقانیت کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ بے امنی کا دور دورہ ہے' اکثریت فقر و فاقہ میں مبتلا ہے اور بیماریوں کا عفریت رقص کناں ہے۔ ایسے میں اگر کسی آدمی کو اس کے گھر میں سکون میسر ہے' جسم توانا و تندرست ہے اور کھانے پینے کے لئے اتنا ہے کہ کسی کے سامنے دستِ سوال پھیلانے کے سلسلے میں غیرت

وحمیت محفوظ ہے تو وہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے فضل و کرم کی بارش کر دی ہے۔

من قرب هذا فقد جفا نفسه

جو ان چیزوں کے قریب ہوا اس نے زیادتی کی اپنے اوپر

١٤٠١۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ بَدَاجَفَا،وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ،وَمَنْ اَتٰى اَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ،وَمَا ازْدَادَ اَحَدٌ مِّنَ السُّلْطَانِ قُرْبًا اِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا)).
[الصحيحة:١٢٧٢]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جنگل میں مقیم رہا ہو وہ سنگ دل ہو گیا' جو شکار کے پیچھے چلا وہ غافل ہو گیا' جو بادشاہ کے دروازے پر آیا وہ فتنے میں پڑ گیا اور جو آدمی بادشاہ کے جتنا قریب ہوتا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی دور ہوتا جائے گا۔''

تخريج: الصحيحة ١٢٧٢۔ احمد (٢/ ٣٧١)' بيهقى (١٠/ ١٠١)' ابوداود (٢٨٦٠)' من طريق آخر عنه

فوائد: بدّو' دیہاتی اور جنگلی لوگ اکھڑ پن اور اجڈ پن جیسی صفات سے متصف ہوتے ہیں' حق کو قبول کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے' جبکہ شہری لوگوں میں شائستگی اور نرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور ان کے دل و دماغ کی زمین زرخیز ہوتی ہے۔ جو آدمی شکار کی تلاش میں نکل پڑتا ہے' اس کا دل کبھی بھی معمور نہیں ہوتا' حرص اور لالچ میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ دور دور تک نکل جاتا ہے' نماز اور دوسرے انسانوں کے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہو جاتا ہے۔ جو آدمی سلطانوں اور بادشاہوں کی بارگاہوں میں جا پھنسا' وہ حق سے دور اور باطل کے قریب ہو گیا' اب اسے اربابِ حکومت کی آنکھوں کے اشارے پر نقل و حرکت کرنا ہو گی' ان کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا ہو گی' رفتہ رفتہ اسلامی غیرت ختم ہوتی جائے گی اور بالآخر دنیا سے کچھ ملے گا نہ آخرت سے۔ سلف صالحین نے بادشاہوں سے دور رہنے اور سادہ لوح عوام کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے میں عافیت سمجھی' اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بہترین نتائج سے سرفراز فرمایا اور آج بھی دنیا ان کی نام لیوا ہے۔

صلة صديق ابيك من البر

اپنے باپ کے دوست سے حسن سلوک نیکی ہے

١٤٠٢۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصِلَ صَدِيْقَ اَبِيْكَ)). [الصحيحة:٢٣٠٣]

سیدنا انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی نیکی ہے کہ تم اپنے باپ کے دوست کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔''

تخريج: الصحيحة ٢٣٠٣۔ نسائى (١٨٧٣)' بخارى فى التاريخ (٦/ ٤٢١)' ابن حبان (٢٩٣٣)

فوائد: والدین کے دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی ہی شق ہے۔ عبد اللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ کسی راستے میں ایک دیہاتی آدمی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ملا۔ سیدنا عبد اللہ نے اسے سلام کیا' اسے اپنے گدھے پر سوار کیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر اسے دے دیا۔ میں نے کہا: اے عبد اللہ! یہ تو دیہاتی لوگ ہیں' تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے' اتنا کچھ دینے کی کیا ضرورت ہے؟ سیدنا عبد اللہ ﷛ نے کہا: دراصل اس شخص کا باپ میرے والد گرامی سیدنا عمر بن خطاب ﷛ کا دوست

تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: (ان من ابر البر صلة الرجل اهلَ وُدِّ ابيه.) [مسلم] یعنی: ''سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں سے نیکی کرنا ہے۔''

باب: الجنة سلعة الله الغالية

باب: جنت اللہ تعالیٰ کا گراں قدر سودا ہے

۱۴۰۳۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ خَافَ اَدْلَجَ،وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ،اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ،اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ)).

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو (دشمن کے حملے سے) ڈرا اور رات کے ابتدائی حصے میں نکل گیا اور جو رات کی ابتدا میں نکل گیا' وہ منزل کو پہنچ گیا' اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا گراں قیمت ہے' خبردار! اللہ کا سودا جنت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۳۵۔ بخاری فی التاریخ (۲/ ۱۱۱)' ترمذی (۲۴۵۲)' حاکم (۴/ ۳۰۷۔ ۳۰۸)

فوائد: لوگوں کو اپنی جان اتنی پیاری ہے کہ اسے دشمنوں سے بچانے کے لئے رات کے اندھیروں کی پروا کئے بغیر رات کو ہی کہیں روانہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک آدمی جہنم سے آزادی حاصل کر کے جنت تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے تحفظ کے لئے کون سے اقدامات کرنا پڑیں گے۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلے کے بعد لوگوں نے اپنی جان کی خاطر عالیشان کوٹھیوں اور پلازوں میں فروکش ہونے سے انکار کر دیا' حالانکہ جنت کے مقابلے میں ہماری جان کی کیا قیمت ہے' لیکن اس کے حصول کے لئے کیا کاوش وکوشش کی جارہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے جسم و جان کے ساتھ وفا کریں اور اس کو ایسا بنادیں کہ یہ جہنم سے آزاد ہو جائے اور جنت کی مستحق بن جائے۔

۱۴۰۴۔عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ اَدْلَجَ،وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ،اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ.تَعَالٰى.غَالِيَةٌ، اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ،جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ،جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ)) [الصحيحة:٩٥٤]

سیدنا ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو (دشمن کے حملے سے) ڈرا اور رات کے ابتدائی حصے میں نکل گیا اور جو رات کی ابتدا میں نکل گیا' وہ منزل کو پہنچ گیا' اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا گراں قیمت ہے' خبردار! اللہ کا سودا جنت ہے' کانپنے والی آ گئی ہے' اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی آ گئی ہے۔ موت سارا کچھ لے کر پہنچ گئی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۵۴۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۸/ ۳۷۷)' حاکم (۴/ ۳۰۸)' احمد (۵/ ۱۳۶)' ترمذی (۲۴۵۷)' ببعضہ

فوائد: کانپنے والی سے مراد پہلا صور اور پیچھے آنے والی سے مراد دوسرا صور ہے۔

فضل ستر المسلم

مسلمان کی پردہ پوشی کرنے کی فضیلت

۱۴۰۵۔عَنْ هُبَيْبٍ،عَنْ عَمِّهٖ،قَالَ: بَلَغَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ اَنَّهٗ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((مَنْ

ہبیب اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی کو یہ بات پہنچی کہ فلاں صحابی نبی ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتا ہے: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں پردہ پوشی کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے

سَتَرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ فِي الدُّنْيَا، سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَرَحَلَ اِلَيْهِ - وَهُوَ بِمِصْرَ - فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَدِيْثِ، قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ سَتَرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ فِي الدُّنْيَا، سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ: فَقَالَ: وَاَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [الصحيحة: ٢٣٤١]

دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔" اس نے اس کی طرف سفر شروع کر دیا اور وہ مصر میں تھا' بالآخر اس کے پاس پہنچا اور اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو اس نے کہا: جی ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا' اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے (عیوب کی) پردہ پوشی کرے گا۔" انھوں نے کہا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۴۱۔ احمد (۴/ ۶۲' ۵/ ۳۷۵)' وعنده "منيب عن عمه"

فوائد: اگر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان میں کوئی عیب نظر آتا ہے تو اس کے دو حل ہیں' تیسرا کوئی نہیں۔ متعلقہ آدمی کی مصلحت بھرے انداز میں اصلاح کرے اور اسے اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ اس بدخصلت سے باز آ جائے' اگر وہ اس کے منہ پر بات کرنے سے شرماتا ہے تو خط یا فون وغیرہ جیسے ذرائع استعمال کرے۔ اگر کسی میں یہ جرأت نہیں تو دوسروں کے سامنے اس کی برائی کا تذکرہ کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے' وہ اس کی برائی پر پردہ ڈالے تاکہ پورا ماحول اور معاشرہ متاثر نہ ہو۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من ردّ عن عرض اخيه رد الله عن وجهه النار يوم القيامة.) [ترمذی] یعنی: جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا' اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کا جہنم سے دفاع کرے گا۔

ذم النميمة

چغل خوری کی مذمت

١٤٠٦ - عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ)) [الصحيحة: ٨٩٢]

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی دنیا میں دو رخا ہو' روزِ قیامت آگ سے اس کی دو زبانیں ہوں گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۸۹۲۔ ابو داود (۴۸۷۳)' الادب المفرد (۱۳۱۰)' ابن حبان (۵۷۵۶)

فوائد: مومن دو رخا' ابن الوقت اور چڑھتے سورج کا پجاری نہیں ہوتا۔ اس کا مؤقف اٹل اور کھرا ہوتا ہے' زمان و مکاں کی وجہ سے اس کے نزدیک سچ اور جھوٹ اور صحیح اور غلط میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی اپنا ہو یا بیگانہ' کوئی ادنیٰ ہو یا اعلیٰ' کوئی غریب ہو یا امیر' مومن کی حق گوئی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جو لوگ دو زبانیں استعمال کرتے ہیں۔ اِس مجلس میں بیٹھ کر اِن کی موافقت اور اُن کی مخالفت اور اُن کے پاس بیٹھ کر اُن کی موافقت اور اِن کی مخالفت کرنا جن کا شیوہ بن جاتا ہے' یہ لوگ چند ہی دنوں کے بعد ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں اور اس شعر کا مصداق بن کر اپنا وقار کھو بیٹھتے ہیں۔

ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے　　خدا ہی ملا' نہ وصالِ صنم

هم الآخرة جعل فيه خيرا

آخرت کی فکر میں ہی خیر رکھی گئی ہے

١٤٠٧ - عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ كَانَتِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "آخرت جس

الآخِرَةُ هَمَّهُ، جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ،وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ،وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ،وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ،جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ،وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ،وَلَمْ يَاْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ))
[الصحيحة:٩٤٩]

کی فکر ہو اللہ بے نیازی اور غنی کو اس کے دل میں داخل کر دیتا ہے' اس کے امور کی شیرازہ بندی کرتا ہے اور دنیا عاجز و درماندہ ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔ اور جس کی فکر محض دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے فقر و فاقہ کو اس کی پیشانی پر رکھ دیتا ہے' اس پر اس کے امور کو منتشر کر دیتا ہے اور اسے دنیا میں بھی وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۴۹۔ ترمذی (۲۴۶۵)' بغوی فی شرح السنۃ (۴۱۴۲)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنی عبادات و معاملات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو مدنظر رکھے۔ اپنی عبادات میں حسن پیدا کرے اور جائز و مباح اسباب کے ذریعے حصولِ رزق کے لئے کوشاں رہے۔ روزی کے حصول کے لئے کبھی بھی حرام وسیلہ استعمال نہ کرے' نیز اگر اپنے کام کاج کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دوسری ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے تو اپنی مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر پہلے اس ذمہ داری کو پورا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو کبھی بھی اس کی دنیاوی ضروریات پوری نہیں ہوں گی' اس کا ذہن ''مزید' مزید اور مزید'' کی تلاش میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامِ اجل آ جائے گا۔

هم الدنيا فقر و ذلة

دنیا کی فکر تنگی اور ذلت ہے

١٤٠٨ـعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ،فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَمْرَهُ،وَفَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ،وَلَمْ يَاْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ،وَمَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ نِيَّتَهُ،جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ اَمْرَهُ،وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ،وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ)) [الصحيحة:٩٥٠]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی کا رنج و غم دنیا ہی دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے معاملات کو منتشر کر دیتا ہے' اس کی فقیری و محتاجی کو اس کی آنکھوں کے درمیان رکھ دیتا ہے اور اسے دنیا سے بھی وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ (لیکن اس کے برعکس) جس آدمی کی فکر آخرت ہی آخرت ہو اللہ تعالیٰ اس کے امور کی شیرازہ بندی کر دیتا ہے' اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر (اس کے مقدر کے مطابق) اس کے پاس پہنچ جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۵۰۔ ابن ماجہ (۴۱۰۵)' ابن حبان (۶۸۰)

باب: الفرق بين وعد الله و وعيده تبخيرا

باب:

١٤٠٩ـعَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ وَعَدَهُ اللّٰهُ عَلٰى عَمَلٍ ثَوَابًا، فَهُوَ مُنْجِزُهُ لَهُ،وَمَنْ وَعَدَهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس آدمی سے اس کے نیک عمل پر ثواب دینے کا وعدہ

عَلٰى عَمَلٍ عِقَابًا فَهُوَ فِيْهِ بِالْخِيَارِ)) [الصحيحة:٢٣٦٣]

کیا' وہ اسے (ہر صورت میں) پورا کرے گا اور جس آدمی سے اس کے برے عمل پر عذاب کا وعدہ کیا تو (اس کے بارے میں) وہ صاحبِ اختیار ہے (یعنی عذاب دے کر وعدہ پورا کر دے یا سرے سے عذاب ہی نہ دے' یہ اس کی مرضی کی بات ہے)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۳۔ ابویعلی (۳۳۱۶)' ابن ابی عاصم فی السنة (۹۶۰)' البزار (الکشف: ۳۲۳۵)

فوائد: سبحان اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ جب اجر و ثواب کی باری آتی ہے تو وہ ہر صورت میں اس کی ادائیگی کو اپنی ذمہ داری قرار دیتا ہے' لیکن جہاں عذاب و عقاب کی باری آتی ہے تو ضروری نہیں سمجھتا کہ سزا ہی دی جائے بلکہ اپنی حکمت کے تقاضے کے مطابق معاف بھی فرما دیتا ہے' البتہ شرک کے بارے میں اس کا قانون حتمی ہے کہ وہ اس جرم کو معاف نہیں کرے گا۔ ہمیں چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ ہم پر اس قدر عظیم احسان کرنا چاہتے ہیں تو ہم بھی اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اس کی طرف متوجہ ہونے کا قاعدہ کلیہ یہ ہونا چاہئے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک قریب المرگ نوجوان کے پاس گئے اور پوچھا: (اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید یا اس کے عذاب سے ڈر) کے متعلق اپنے بارے میں کیا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بخدا! مجھے اللہ تعالیٰ سے (اچھے انجام کی) امید ہے لیکن اپنے گناہوں سے ڈر بھی لگ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ دو چیزیں موت کے وقت بندے کے دل میں آ جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے' جس کی اسے امید ہوتی ہے اور اس چیز سے امن دے دیتا ہے' جس سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے۔ [ترمذی' ابن ماجہ] آجکل جب برائیوں میں ملوث لوگوں کو باز آ جانے کی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تذکرہ کرتے ہوئے اور سہارا لیتے ہوئے جواباً کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحیم و رحمان ہے' وہ معاف کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ کس کی برائیاں معاف کرے گا اور کس کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت عطا کرے گا' بہر حال ان لوگوں کا یہ جواب مومنانہ نہیں ہے' جہاں مومن سے بتقاضۂ بشریت گناہ سرزد ہوتا ہے وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کے ازالے کا بھی سوچتا ہے۔

خمس من امور الخير

خیر کی پانچ کام

١٤١٠۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ يَاْخُذُ عَنِّيْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ،اَوْيُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ؟)) فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ:فَقُلْتُ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ: اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ،وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ،وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا،وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَلَاتُكْثِرِ الضِّحْكَ،فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ)) [الصحيحة:٩٣٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات سیکھے اور ان پر عمل کرے یا ان پر عمل کرنے والے کو سکھا دے؟'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور شمار کر کے پانچ چیزیں بتلائیں' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ چیزوں سے بچ تو لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا' اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جا تو سب سے بڑا غنی بن جائے گا' اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آ تو مومن بن جائے گا' لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لئے کرتا ہے

مسلمان بن جائے گا اور کثرت سے ہنسنے کو ترک کر دے کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۰۔ ترمذی (۲۳۰۵)' احمد (۲/ ۳۱۰)' خرائطی فی المکارم (۲۴۲)' ابویعلی (۶۲۴۰)' ابن ماجہ (۴۲۱۷)' من طریق آخر عنہ

فوائد: محرّمات سے اجتناب کرنا صبر کی مشقت طلب صورت ہے۔ یہی عبادت ہے جس کے ذریعے انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے' کیونکہ جب بندے کا نفس کسی قسم کی برائی کے لیے للچاتا ہے' لیکن دوسری طرف جب وہ اللہ تعالیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے نفسِ لمّارہ کو شکست دیتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا' اپنے پڑوسیوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنا اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کرتے ہوئے پسند و ناپسند میں ان کو اپنے وجود کے قائم مقام سمجھنا' یہ ایسی نیکیاں ہیں جن سے دلی فرحت و انبساط نصیب ہوتا ہے۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ سے ہنسی اور مزاح ثابت ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس جنتی آدمی کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ اس آدمی کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے: اس سے اس کے صغیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کرو اور کبیرہ گناہوں کا تذکرہ ہی نہ کرو۔ سو اسے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن کو فلاں فلاں گناہ کیا تھا۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ تیری ہر برائی کے بدلے تجھے نیکی دی جاتی ہے۔ یہ سن کر وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے بڑے بڑے گناہ کئے تھے' وہ تو مجھے نظر نہیں آ رہے۔ میں نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو ہنس پڑے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ [ترمذی] لیکن اس ہنسنے کی کثرت سے انسان کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور خیر و بھلائی کے کاموں سے بے رغبت ہو جاتا ہے۔

الناس ولد من تراب — لوگوں کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے

۱۴۱۱۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلنَّاسُ وَلَدُ آدَمَ،وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ)) [الصحیحة:۱۰۰۹]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے (پیدا کیا گیا)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۰۹۔ ابن سعد (۱/ ۵)' ابوداود (۵۱۱۶)' ترمذی (۳۹۵۵)' مطولاً

فوائد: بنیادی طور پر بنی آدم میں کوئی فرق نہیں' سب کے نسب حضرت آدم علیہ السلام تک ختم ہو جاتے ہیں' جن کی تخلیق مٹی سے ہوئی۔ اس اعتبار سے تمام انسانیت میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا انتخاب اس یکسانیت کی بنا پر ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کے ایمان و ایقان' تقوی و طہارت اور نیکی و پارسائی کے جذبات کو مدنظر رکھ کر اپنی ترجیحات کا ذکر کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ان اکرمکم عند الله اتقاکم﴾ [سورۂ حجرات:] یعنی: بیشک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

ادخال من امتی سبعین الفا فی الجنة بغیر حساب — میری امت کے ستر ہزار افراد جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے

۱۴۱۲۔عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ عِمْرَانَ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوْعًا:

سیدنا رفاعہ بن عمران جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَامِنْ عَبْدٍ يُؤْمِنُ، ثُمَّ يُسَدِّدُ، اِلَّا سُلِكَ بِهِ فِي الْجَنَّةِ، وَاَرْجُوْ اَنْ لَّاتَدْخُلُوْهَا حَتّٰى تَبَوَّؤُا اَنْتُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ ذُرِّيَّاتِكُمْ مَسَاكِنَ فِي الْجَنَّةِ، وَلَقَدْ وَعَدَنِي. عَزَّوَجَلَّ.اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ))

[الصحيحة:۲٤٠٥]

نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جو بندہ ایمان لاتا ہے اور راہِ راست پر گامزن رہتا ہے' اس کو جنت کی طرف چلا دیا جاتا ہے' اور مجھے امید ہے کہ تم اپنی نیک اولاد سمیت جنت میں داخل ہونے سے پہلے (عمل کے ذریعے) وہاں اپنی رہائش گاہیں بنوا لو گے۔ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت کے ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۵۔ ابن ماجه (۴۲۸۵)' احمد (۴/ ۱۶)' ابن خزیمة فی التوحید (ص: ۸۷)' ابن حبان (۲۱۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ نیک اعمال کی بنا پر انسان کی نجات ہوگی۔ اس حدیث میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہونے کی تعداد ستر ہزار بتائی گئی ہے' جبکہ سیدنا ثوبان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد کسی قسم کے حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار داخل ہوں گے۔ (یعنی کل تعداد ۴۹۷۰۰۰۰ ہوئی)۔ [صحیحہ:۲۱۷۹]

باب: ساعة وساعة

باب:

١٤١٣۔عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَيْدِيِّ۔وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔قَالَ:لَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ:كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قَالَ:قُلْتُ:نَافَقَ حَنْظَلَةُ! قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ؟قَالَ: قُلْتُ :نَكُوْنُ عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَاَنَّهَا رَاْيُ عَيْنٍ،فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِيْنَا كَثِيْرًا،قَالَ اَبُوْبَكْرٍ : فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا،فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ :نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((وَمَا ذَاكَ؟)). قُلْتُ:نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَاَنَّهَا رَاْيُ عَيْنٍ،فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ

سیدنا حنظلہ اسدی رضی اللہ عنہ' جو رسول اللہ ﷺ کے کاتبین میں سے تھے' بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہا: حنظلہ! کیا حال ہے؟ میں نے کہا: حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ انھوں نے کہا: سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: (بات یہ ہے کہ) جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں' آپ ہم کو جنت و جہنم کے موضوع پر وعظ و نصیحت کرتے ہیں (اور ایسے لگتا ہے کہ) ہم جنت و دوزخ کو عیاناً دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلتے ہیں' اپنی آل اولاد اور مال و منال میں بیٹھتے ہیں تو بہت سی چیزیں بھلا دیتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ شکایت تو ہم کو بھی ہے۔ میں اور ابوبکر چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' میں نے کہا: جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ

عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِيْنَا كَثِيْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنْ لَّوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَاتَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ، وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَسَاعَةً، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) [الصحيحة:۱۹٤۸]

ہمیں جنت و دوزخ کا وعظ کرتے ہیں (تو ہماری روحانی اور رغبت و رہبت کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ) گویا کہ ہم جنت وجہنم کو دیکھ رہے ہیں' لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اہل وعیال اور ساز و سامان میں مصروف ہوتے ہیں تو (ایسی کیفیتوں کو) بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگ اس حالت پر برقرار رہتے جس پر میرے پاس ہوتے ہو اور اللہ کے ذکر میں محو رہتے تو تمھارے بچھونوں اور راستوں پر فرشتے تم سے مصافحہ کرنے کے لئے آتے۔ لیکن حنظلہ! (حالات بدلتے رہتے ہیں) کبھی یہ حالت ہوتی ہے اور کبھی وہ۔'' آپ نے یہ جملہ تین دفعہ دوہرایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۸۔ مسلم (۲۷۵۹)' ترمذی (۲۵۱۴)' ابن ماجہ (۴۲۳۹)' احمد (۴/ ۱۸۷' ۳۴۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ تقوی کے اعلیٰ ترین مراتب پر فائز رہنا کسی عام بندے کے بس کی بات نہیں ہے' لیکن اتنا تو ہونا چاہئے کہ جب آدمی قرآن و حدیث پر مشتمل وعظ و نصیحت سنے تو اس کے ایمان میں اضافہ ہو۔ عصر حاضر میں جہاں دل کو ورغلانے کے یا کم از کم غافل کرنے کے اسباب بکثرت پائے جاتے ہیں' وہاں دل کو صیقل کرنے کے وسائل اپنانا ہماری ذمہ داری ہے۔

ما اهمية الدنيا عندالله؟

دنیا کی اہمیت اللہ کے نزدیک کیا ہے؟

۱٤۱٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ قَدْ اَلْقَاهَا اَهْلُهَا، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى اَهْلِهَا)) [الصحيحة: ۲٤۸۲]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے مردار کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ مردار جس قدر اپنے مالک کے لئے حقیر ہے' دنیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر (اور بے وقعت) ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۲۔ احمد (۱/ ۳۲۹)' ابویعلی (۲۵۹۳)' ابن ابی الدنیا فی ذم الدنیا (۳)

فوائد: سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة' ماسقى كافرا منها شربة ماء.) [ترمذی] یعنی: اگر دنیا کی وقعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔ دنیا سے گزر جانے والے ہی اس کی اہمیت و افادیت بیان کر سکتے ہیں کہ انھوں نے اس دنیا سے کیا پایا اور اس پر کیا کھویا۔ دنیا میں زینت و آرائش اور آرام و سکون کے جتنے وسائل و ذرائع نظر آ رہے ہیں' وہ سب عارضی ہیں اور کل نہیں تو پرسوں' پرسوں نہیں تو ترسوں یہ سب صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

الاستغفار من الذنوب رحمة

گناہوں سے بخشش طلب کرنا رحمت ہے

۱٤۱٥۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)) [الصحيحة:١٩٥٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو فنا کر کے ایسی قوم پیدا کر دے گا جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے گی اور وہ اسے بخشے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۵۰۔ مسلم (۲۷۴۹)' احمد (۲/ ۳۰۹)' عبد الرزاق (۲۰۲۷۱)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کر کے گناہ پر اصرار کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کی جائے' کیونکہ یہ چیز اسے بہت پسند ہے اور اتنی پسند ہے کہ اگر ایسے لوگ ناپید ہو جائیں' جو کہ محال ہے' کہ جن سے نہ گناہ کا صدور ہو اور نہ وہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرما دے گا جو اس طرح کریں گے۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ وہ گناہوں کو پسند کرتا ہے اور گناہ گار اس کے محبوب ہیں' بلکہ وہ توبہ و انابت کو پسند فرماتا ہے اور ایسے ہی لوگ اسے محبوب ہیں اور یہی اس حدیث کا مفہوم ہے۔

باب: الصحة خير من الغنى

باب: صحت دولت سے بہتر ہے

۱٤۱٦۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ،عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَمِّهٖ (يَسَارِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْجُهَنِيِّ)،قَالَ: كُنَّا فِيْ مَجْلِسٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلٰى رَاْسِهٖ اَثَرُ مَاءٍ، فَقَالَ لَهٗ بَعْضُنَا:نَرَاكَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ، فَقَالَ: اَجَلْ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، ثُمَّ اَفَاضَ الْقَوْمُ فِيْ ذِكْرِ الْغِنٰى،فَقَالَ: ((لَابَاْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقٰى، وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى،وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ)) [الصحيحة:١٧٤]

معاذ بن عبداللہ بن خبیب اپنے باپ سے' وہ اپنے چچا سیدنا یسار بن عبداللہ جہنی سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے' رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے اور آپ کے سر پر پانی کے نشانات تھے۔ ہم میں سے کسی نے کہا: آج ہم آپ کو (پہلے کی نسبت) خوشگوار موڈ میں دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں' (بات ایسے ہی ہے) اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔'' پھر لوگ مالداری کی باتوں میں مشغول ہو گئے' آپ نے ان کی گفتگو سن کر فرمایا: ''اگر آدمی متقی ہو تو مالدار ہونے میں کوئی حرج نہیں' لیکن پرہیزگار آدمی کے لئے صحت و عافیت' مال و دولت سے بہتر ہے اور طیّب النفس ہونا بھی ایک نعمت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۔ ابن ماجہ (۲۱۴۱)' احمد (۵/ ۳۷۲' ۳۸۱)' حاکم (۲/ ۳)

فوائد: مومن کا گراں مایہ متاع حیات تقویٰ و پارسائی ہے اور اس صفت کے ساتھ ساتھ مال و دولت اور صحت و عافیت کے خزانے مل جائیں تو اسے اللہ تعالیٰ کا عظیم ترین احسان سمجھا جائے گا۔

ما فعل اذا مروا مأماكن الذين ظلموا

ظالموں کی جگہوں کے پاس سے گزرتے ہوئے کیا کیا جائے

۱٤۱۷۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ،اَنَّهٗ ﷺ قَالَ لَهُمْ لَمَّا مَرَّ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ

بِالْحِجْرِ: ((لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الْمُعَذَّبِيْنَ، اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ، اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ،(وَتَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَعَلَى الرَّحْلِ)) [الصحيحة:۱۹]

حجر مقام کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''جن مکانات میں سابقہ اقوام کو مبتلائے عذاب کیا گیا وہاں روتے ہوئے داخل ہوا کرو' اگر تم نہیں رو سکتے تو وہاں داخل نہ ہوا کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھیں بھی اسی عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔'' پھر آپ نے کجاوے پر بیٹھے بیٹھے اپنی چادر اپنے اوپر اوڑھ لی۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۔ بخاری (۴۳۳، ۳۳۸۰)' مسلم (۲۹۸۰)' احمد (۲/ ۹، ۵۸)

فوائد: امام البانی ؒ کہتے ہیں کہ نواب صدیق حسن خاں ؒ نے ''نزل الابرار ص۔۲۹۳'' میں اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: ''ظالموں کی قبروں اور ان کی ہلاکت گاہوں کے پاس سے گزرتے وقت رونا اور ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی فقیری کا اظہار کرنا اور ایسا کرنے سے غافل رہنے سے بچنا''۔ [صحیحہ: ۱۹ کے تحت] لہٰذا قومِ عاد' قومِ ثمود اور اصحاب الفیل جیسی قوموں کی ہلاکت گاہوں سے گزرتے وقت وہی انداز اختیار کرنا چاہئے' جس کا اس حدیث میں بیان ہے۔

كثرة الضحك تميت القلب

زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے

۱٤۱۸۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُكْثِرُوْا الضَّحْكَ،فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكَ تُمِيْتُ الْقَلْبَ)) [الصحيحة;٥٠٦]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ نہ ہنسا کرو' کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۰۶۔ ابن ماجه (۴۱۹۳)' ترمذی (۲۳۰۵)' مطولاً انظر ما تقدم (۱۴۱۰)

فوائد: اگرچہ نبی کریم ﷺ سے ہنسی مذاق ثابت ہے' لیکن اس چیز کی کثرت بہرحال آدمی کے لئے نقصان دہ ہے۔ نتیجتاً وہ غافل ہو جاتا ہے اور اس کی روح پر نحوست چھا جاتی ہے اور ایسا کرنے کے بعد دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

لا يلقى الله حبيبه في النار

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کو آگ میں نہیں پھینکے گا

۱٤۱۹۔عَنْ اَنَسٍ: مَرَّالنَّبِيُّ ﷺ بِاُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ، وَصَبِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَ انَيِ الطَّرِيْقِ،فَلَمَّا رَاَتْ اُمُّهُ الدَّوَابَّ خَشِيَتْ عَلٰى ابْنِهَا اَنْ يُّوْطَاَ، فَسَعَتْ وَالِهَةً، فَقَالَتْ:اِبْنِيْ! اِبْنِيْ! فَاحْتَمَلَتْ اِبْنَهَا، فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَاكَانَتْ هٰذِهٖ لِتُلْقِيَ ابْنَهَا فِي النَّارِ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا وَاللّٰهِ،لَا يُلْقِي اللّٰهُ حَبِيْبَهٗ فِي النَّارِ)) [الصحيحة: ٢٤٠٧]

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے بعض صحابہ کے پاس سے گزرے اور وہاں ایک بچہ راستے کے بیچ میں کھڑا تھا۔ جب اس کی ماں نے چوپائیوں کو آتے دیکھا تو اسے یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ وہ بچے کو روند ڈالیں گے' وہ بدحواسی کے عالم میں یہ کہتے ہوئے دوڑ پڑی: میرا بچہ! میرا بچہ! اتنے میں اس نے اسے اٹھا لیا۔ صحابہ نے (یہ منظر دیکھ کر) کہا: اے اللہ کے نبی! آیا یہ عورت اپنے بیٹے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' اللہ کی قسم! نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے کو آگ میں

نہیں پھینکے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۰۷۔ احمد (۳/ ۱۰۴، ۲۳۵)، حاکم (۴/ ۱۷۷)، ابویعلی (۳۷۴۷)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو جنت میں داخل کرنے اور کسی کو جہنم رسید کرنے کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ذاتی مفاد سے تو نہیں ہے، وہ تو اپنے بندوں کے اعمالِ صالحہ اور اعمالِ سیۂ کو پرکھ کر جنت و جہنم کا فیصلہ کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں رہ کر اس کی بغاوت کرتا ہے، اس کا انجام واضح ہے اور جو ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو ترجیح دیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے اور وہ اسے ہر قسم کی آفت سے بچائے گا۔

من يسارعون في الخيرات

١٤٢٠ـ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ (المومنون: ٦٠)، قَالَتْ عَائِشَةُ: هُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ؟ قَالَ: ((لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ! وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ ﴿اُولٰئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ﴾ (المومنون: ۶۱))) [الصحيحة: ١٦٢]

نیکیوں میں جلدی کرنے والے کون ہیں؟

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں﴾ میں نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) کیا اس آیت کا مصداق شراب پینے والے اور چوری کرنے والے لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، اے بنتِ صدیق! اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انھیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اعمال قبول ہی نہ ہوں۔ ﴿یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کرتے ہیں﴾“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۲۔ ترمذی (۳۱۷۵)، ابن جریر فی تفسیرہ (۱۸/ ۲۶)، احمد (۶/ ۱۵۹)، حاکم (۲/ ۳۹۳۔ ۳۹۴)

فوائد: یہ مومن کی پہچان ہے کہ نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور صدقہ و خیرات جیسے عظیم اعمال میں حصہ لیا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال قبول ہی نہ کرے اور جب ہم اس کی بارگاہ میں اجر و ثواب وصول کرنے جائیں تو وہ ہمیں دھتکار دے۔ یہ فکر دامن گیر کر کے وہ نئے عزم اور نئے ولولے کے ساتھ حسنات و خیرات میں حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے درپے ہیں۔

غرس الله في هذ الدين لاطاعته

١٤٢١ـ عَنْ اَبِيْ عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ اللّٰهُ يَغْرِسُ فِيْ هٰذَا الدِّيْنِ غَرْسًا يَسْتَعْمِلُهُمْ فِيْ طَاعَتِهِ))۔

اللہ کا اس دین میں اپنی اطاعت کے لیے شخصیات کا پیدا کرنا

سیدنا ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ اس دین میں ایسی شخصیتیں پیدا کرتا رہے گا جنھیں وہ اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے استعمال کرے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۴۴۲۔ بخاری فی التاریخ (الکنی : ص ۶۱)' ابن ماجه (۸)' ابن حبان (۳۲۶)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله﴾ [سورۂ فتح:] یعنی: ''وہ اللہ ہے جس نے ہدایت اور دین حق کے ہمراہ اپنا رسول بھیجا' تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔'' محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو پندرہویں صدی جاری ہے' لیکن یہ دین جس طرح صحابہ کرام ﷺ کے عہد میں محفوظ تھا' اسی طرح آج بھی تمام قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کی اور اسے پچھلی سے اگلی نسلوں تک پہنچایا' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کام لیا اور ایسی ایسی شخصیتیں پیدا کیں' جنہوں نے دین کی حفاظت کی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کے حصول کے لئے دین کی سربلندی کے لئے اپنے فرائض ادا کئے۔

البلاء ما لا یطیق ذلة نفسه

جس کی طاقت نہ ہو ایسی آزمائشوں میں پڑنا اپنی ذلت ہے

۱۴۲۲۔عَنْ حُذَیْفَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا یَنْبَغِیْ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یُّذِلَّ نَفْسَهُ. قَالُوْا: وَکَیْفَ یُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ یَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا یُطِیْقُ))

سیدنا حذیفہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرتا پھرے۔'' صحابہ نے عرض کی: آدمی اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا ایسی آزمائشوں کے درپے ہو جانا جن کی اسے طاقت ہی نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۶۱۳۔ ترمذی (۲۲۵۴)' ابن ماجه (۴۰۱۶)' احمد (۵/ ۴۰۵)

فوائد: بلا شک و شبہ مختلف آزمائشوں اور بیماریوں سے مومنوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اور ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں' لیکن کسی مومن کو شریعت میں یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ خود بیماریوں میں مبتلا ہونے کا سوال کرنے لگے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے صحت و عافیت کی نعمت سے نواز رکھا ہے تو وہ اس کا شکریہ ادا کرے اور صحت کے تقاضے پورے کرے اور اگر اللہ تعالیٰ اسے آزمائشوں میں مبتلا کر دے تو صبر کرے اور ان کے چھٹ جانے کی دعا کرے۔

باب: النفقة علی طعامه و لباسه صدقة

باب: اپنے طعام ولباس پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

۱۴۲۳۔عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِبْتَاعُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ،فَاِنْ بَخِلَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّعْطِیَ مَا لَهُ لِلنَّاسِ، فَلْیَبْدَءْ بِنَفْسِهِ، وَلْیَتَصَدَّقْ عَلٰی نَفْسِهِ، فَلْیَاْکُلْ وَلْیَکْتَسِ مِمَّا رَزَقَهُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ.)) [الصحیحة: ۳۷۷،۶۷۱]

سیدنا ابوقتادہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اللہ تعالیٰ سے اس کے مال کے ذریعے اپنے نفس خرید لو' اگر کوئی آدمی لوگوں کو اپنا مال دینے کے معاملے میں بخیل ہے تو وہ اپنی ذات سے آغاز کرے اور اپنے اوپر خرچ کرنا شروع کر دے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے کھائے پیئے اور ملبوسات زیب تن کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۱۔ خرائطی فی مکارم الاخلاق (۳۲۰)' بیھقی فی الشعب (۴۵۷۰)' عن انس رضی اللہ عنہ بنحوہ

فوائد: رزق کے جتنے وسائل گردش میں ہیں' وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں اور وہ کسی کی صلاحیت و قابلیت کا نتیجہ نہیں ہیں۔ لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے تو وہ اسے اپنے حق میں قرضہ گردانتا ہے اور اس کے بدلے جتنے احسانات دوبارہ کرتا ہے' ان میں سے ایک اپنے بندے کے وجود کو جہنم سے آزاد کرنا ہے۔ لہٰذا بندے کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔

باب الترغیب علی التوبه

توبہ کرنے کی ترغیب

١٤٢٤۔عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ،عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: جَلَسْتُ اِلَى شَيْخٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ، فَحَدَّثَنِيْ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ،اَوْ۔قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ!تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ،فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاَسْتَغْفِرُهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ)) [الصحيحة:١٤٥٢]

سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ ایک صحابیٔ رسول سے روایت کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں مسجد کوفہ میں ایک عمر رسیدہ صحابی کے پاس بیٹھا تھا کہ انھوں نے مجھے ایک حدیث بیان کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرو اور اس سے بخشش طلب کرو۔ میں تو بارگاہِ الٰہی میں روزانہ سو سو مرتبہ توبہ اور اس سے مغفرت کا مطالبہ کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۲۔ احمد (۴/ ۲۶۰۔ ۲۶۱)' ابن ابی شیبة (۱۰/ ۲۹۹)' طبرانی فی الکبیر (۸۸۷)

فوائد: اس میں توبہ و استغفار کی ترغیب ہے کہ نبی کریم ﷺ جو مغفور تھے' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے تھے' جو دراصل گناہ بھی نہ تھے' بلکہ حسنات الابرار اور سیئات المقربین کے مطابق خلاف اولی کام تھے' جنہیں گناہ سے تعبیر کیا گیا۔ تو پھر ہم عام لوگ کس طرح توبہ و استغفار سے بے نیاز رہ سکتے ہیں جب کہ از فرق تا بہ قدم (سر سے لے کر پاؤں تک) ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ توبہ کی کثرت اور اس کا استمرار اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ غیر شعوری گناہ بھی معاف ہوتے رہیں۔

لا تترك عمل من التحقير

معمولی ہونے کی وجہ سے عمل کو نہ چھوڑا جائے

١٤٢٥۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْاَعْمَالِ.وَفِيْ لَفْظٍ: الذُّنُوْبَ.فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا)) [الصحيحة:٥١٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عائشہ! صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے بچو' کیونکہ ان کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ کیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۵۱۳۔ ابن ماجہ (۴۲۴۳)' احمد (۶/ ۷۰' ۱۵۱)' دارمی (۲۷۲۶)' ابن حبان (۵۵۶۸)

فوائد: مومنانہ تہذیب یہ ہے کہ کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا جائے اور کسی برائی کو معمولی تصور کر کے اس کا ارتکاب نہ کیا جائے' کیونکہ زندگی کی معمولی معمولی غفلتیں اور سستیاں انسان کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہیں۔

السكوت خير من التكلم السيئة

١٤٢٦ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ،قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى رَاحِلَتِهِ،وَاَصْحَابُهُ مَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ:يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْ اَنْ اَتَقَدَّمَ اِلَيْكَ عَلٰى طِيْبَةِ نَفْسٍ؟قَالَ: نَعَمْ فَاقْتَرَبَ مُعَاذٌ اِلَيْهِ، فَسَارَا جَمِيْعًا، فَقَالَ مُعَاذٌ:بِاَبِيْ اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ يَوْمَنَا قَبْلَ يَوْمِكَ،اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ شَيْءٌ ـ وَلَا نَرٰى شَيْئًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ فَاَيُّ الْاَعْمَالِ نَعْمَلُهَا بَعْدَكَ؟ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ فَقَالَ: اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :نِعْمَ الشَّيْءُ الْجِهَادُ، وَالَّذِيْ بِالنَّاسِ اَمْلَكُ مِنْ ذٰلِكَ فَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ؟ قَالَ:نِعْمَ الشَّيْءُ الصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ۔ فَذَكَرَ مُعَاذٌ كُلَّ خَيْرٍ يَعْمَلُهُ ابْنُ اٰدَمَ،قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: وَعَادَ بِالنَّاسِ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ ـ قَالَ: فَمَاذَا بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ عَادَبِالنَّاسِ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ اِلٰى فِيْهِ . قَالَ: اَلصَّمْتُ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ . قَالَ: وَهَلْ نُؤَاخَذُ بِمَا تَكَلَّمَتْ بِهِ اَلْسِنَتُنَا؟ قَالَ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ فَخِذَ مُعَاذٍ، ثُمَّ قَالَ: **((يَا مُعَاذُ! ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ،وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِيْ جَهَنَّمَ اِلَّا مَا نَطَقَتْ بِهِ اَلْسِنَتُهُمْ؟ فَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ،فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْيَسْكُتْ عَنْ شَرٍّ، قُوْلُوْا خَيْرًا تَغْنَمُوْا وَاسْكُتُوْا عَنْ شَرٍّ تَسْلَمُوْا))** [الصحيحة: ٤١٢]

برے کلام سے خاموشی بہتر ہے

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نکلے اور آپ کے صحابہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ مجھے برضا ورغبت اپنی طرف بڑھنے کی اجازت دیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ سیدنا معاذ آپ کے قریب ہو گئے اور دونوں ایک ساتھ چلتے رہے۔ چلتے چلتے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ آپ پر قربان ہو، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میری موت کے دن کا تقرر آپ کے یوم وفات سے پہلے کر دے۔ آپ کا کیا خیال کہ اگر کچھ ہوا...... اور فی الحال ان شاء اللہ کوئی ایسی علامت تو نظر نہیں آ رہی...... تو ہمیں آپ کے بعد کون سے عمل کرنے چاہئیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد تو بہترین عمل ہے اور جو چیز لوگوں کے پاس ہے وہ اس سے بھی زیادہ نیکیوں کو سنبھالنے والی ہے۔“ میں نے کہا: وہ روزے اور صدقات ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”روزے اور صدقہ وخیرات بہترین اعمال ہیں۔“ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے ابن آدم کے ہر نیک عمل کا تذکرہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے بھی زیادہ بہتر چیز لوگوں کے پاس موجود ہے۔“ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے والدین آپ پر قربان ہوں، وہ کون سی چیز ہے جوان سب سے بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جوابًا اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: خیر و فلاح والے امور کے علاوہ (ہر چیز سے) خاموشی اختیار کرنا۔“ انھوں نے کہا: ہم اپنی زبان کے ذریعے سے جو گفتگو کرتے ہیں، اس پر بھی ہماری گرفت ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے معاذ کی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ”تیری ماں تجھے گم پائے، لوگوں کو جہنم میں ان کے نتھنوں

کے بل گرانے والی چیز ان کی زبانوں کے بول ہوں گے' جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر پر مشتمل بات کرے یا بری باتوں سے خاموش رہے۔ (لوگو!) اچھی باتیں کیا کرو' غنیمت پاؤ گے اور بری باتوں سے رک جایا کرو' سلامت رہو گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۲۔ حاکم (۴/ ۲۸۶۔ ۲۸۷)' طبرانی فی الکبیر (جامع المسانید: ۴۹۱۴)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے' مختلف احکام ومسائل کا بیان ہے' جن کا نتیجہ زبان کی حفاظت کی صورت میں پیش کیا گیا۔

خوف الریا والشھوۃ الخفیۃ

ریا اور شہوت خفیہ کا خوف

۱٤۲۷۔عَنْ عِبَادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّهٖ(عَبْدِاللّٰہِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَاصِمٍ) مَرْفُوْعًا: ((یَا نَعَایَا الْعَرَبِ! یَا نَعَایَا الْعَرَبِ (ثَلَاثًا)، اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الرِّیَاءُ، وَالشَّھْوَۃُ الْخَفِیَّۃُ))

[الصحیحۃ:٥٠٨]

عباد بن تمیم اپنے چچا سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہائے عربوں کی اموات کی خبریں! ہائے عربوں کی اموات کی خبریں! (تین دفعہ یہ آواز دی) مجھے تمھارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر ریا کاری اور خفیہ شہوت کا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۰۸۔ طبرانی فی الکبیر (۶/ ۲۵۵)' ابونعیم فی الحلیۃ (۷/ ۱۲۲)' واخبار اصبھان (۲/ ۶۶)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی عمل قابل قبول ہے' جو خالصتاً اسی کے لئے کیا جائے۔ سیدنا محمود بن لبید ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: شرکِ اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ریا کاری' جب اللہ تعالیٰ روزِ قیامت لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریا کاری کرنے والوں سے کہے گا: تم جن لوگوں کو دکھانے کے عمل کرتے تھے' ان کے پاس چلے جاؤ اور جائزہ لو کہ آیا ان کے ہاں تمہارے لئے کوئی بدلہ ہے؟ [صحیحہ: ۹۵۱] خفیہ شہوت سے مراد یہ ہے کہ بظاہر نیکی کا لبادہ اوڑھ کر دل میں بری خواہشات کو پناہ دینا اور نیکی کا بھرم ظاہر کر کے لوگوں کو متقی و پارسا باور کرانا' لیکن جنس مخالف سے ہم کلام ہوتے وقت یا ان کا چہرہ دیکھتے وقت دل میں غلط خیالات کو ہوا دینا۔

یجیر علی امتی ادناھم

عام آدمی بھی پوری امت کی پناہ دے سکتا ہے

۱٤۲۸۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((یُجِیْرُ عَلٰی اُمَّتِیْ اَدْنَاهُمْ))

سیدنا ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(میری امت کا) کا ادنی فرد بھی پوری امت پر پناہ دے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۴۹۔ احمد (۲/ ۳۶۵)' حاکم (۲/ ۱۴۱)' بیھقی (۹/ ۹۴)

فوائد: اسلام میں ادنیٰ واعلیٰ کا تصور نیکی اور بدی کی بنا پر ہے' کوئی آدمی اپنے عہدے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں ممتاز نہیں ہو سکتا ہے۔ بہرحال معاشرے میں ظاہر پرستی ہوتی ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو کمتر نگاہوں سے دیکھ کر ان کی باتوں اور فیصلوں کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس نظریہ کی کوئی قیمت نہیں' اسی لئے شریعت نے یہ قانون بنایا ہے کہ اگر کوئی ادنیٰ مسلمان بھی کسی غیر مسلم کو پناہ دے دیتا ہے تو ہر کس و ناکس' حاکم و محکوم اور ادنی واعلی پر فرض ہو جائے گا کہ اس پناہ کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس بات کی توفیق دے کہ ہم بھی رشتۂ اسلام کو مدنظر رکھ کر شخصیات کو پہچانیں اور ان کی قدر کریں۔

(۹) الجنة والنار

جنت اور جہنم

چونکہ جنت وجہنم کے بیان کردہ امور کا تعلق عالم غیب سے ہے اس لئے ان کی تشریح وتوضیح میں اختصار کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

۱۴۲۹۔عَنْ اَنَسٍ،عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((آخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ،فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً، وَيَكْبُوْ مَرَّةً،وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً،فَاِذَا مَاجَاوَزَهَاالْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ: تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ،لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ،فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا،وَاَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا،فَيَقُوْلُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ.:يَا ابْنَ آدَمَ!لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ! وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا، وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ،لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَاصَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ،فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا،فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا،وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا،ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى،فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهٖ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا،وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ، لِاَنَّهٗ يَرٰ مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ،فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا،فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا،وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ،لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ

سیدنا انس ﷺ سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے آدمی کی صورتحال یہ ہوگی کہ چلتے چلتے منہ کے بل گرے گا' آگ اس کے چہرے کو جھلساتی رہے گی۔ جب وہ جہنم کو عبور کر جائے گا تو اسے مخاطب ہو کر کہے گا: وہ ذات بابرکت ہے جس نے مجھے تجھ سے نجات دلائی اور مجھے (تجھ سے آزاد کر کے) جو کچھ عطا کیا وہ اولین و آخرین میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اتنے میں اسے ایک درخت دکھائی دے گا' وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! اگر میں تیرا یہ مطالبہ پورا کر دوں' تو تو کسی اور چیز کا سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں' اے میرے ربّ! وہ اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کرے گا کہ مزید کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا' لیکن (آگے چل کر) اس کا ربّ اس کو معذور سمجھے گا کیونکہ اسے علم ہے کہ یہ صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا' وہ اس کے سائے میں ستائے گا اور پانی پیے گا۔ اتنے میں اسے اس درخت کی نسبت ایک اور خوبصورت درخت دکھائی دے گا۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ!

عَلَيْهِ،فَيُدْنِيهِ مِنْهَا،فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا. ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَبَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَيَيْنِ،وَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! أَدْنِنِي مِنْ هٰذِهِ لِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا، وَأَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا،لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا!فَيَقُولُ:يَا ابْنَ آدَمَ!أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَّا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا؟قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ!هٰذِهِ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا،وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ،لِأَنَّهُ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ،فَيُدْنِيهِ مِنْهَا(فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا) فَيَسْمَعُ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِفَيَقُولُ:أَيْ رَبِّ! أَدْخِلْنِيهَا، فَيَقُولُ: أَيِ ابْنَ آدَمَ!مَا يَصْرِينِي مِنْكَ؟ أَيُرْضِيكَ أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا؟ قَالَ: يَا رَبِّ! أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ فَضَحِكَ ابن مسعود فقال :ألا تسألوني مم أضحك؟ فقالوا: مم تضحك؟ قال :هكذا ضحك رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا:مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟)قَالَ: مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حِينَ قَالَ: أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟فَيَقُولُ:إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ مِنْكَ، وَلٰكِنِّي عَلٰى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ. وَفِي رِوَايَةٍ:قَدِيرٌ.))

[الصحيحة:١٢٩،٢٦٠١]

مجھے فلاں درخت کے قریب کر دے' تاکہ اس کا پانی پی سکوں اور اس کے سائے میں آرام کر سکوں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مزید کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے مزید مطالبہ نہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ اب اگر میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں' تو مزید کوئی مطالبہ تو نہیں کرے گا؟ وہ آئندہ کوئی سوال نہ کرنے کا عہد و پیمان کرے گا۔ لیکن اس کا ربّ اسے آئندہ بھی معذور سمجھے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے (دوسرے) درخت کے پاس پہنچا دے گا' وہ اس کے سائے میں بیٹھے گا اور وہاں کا پانی پیئے گا۔ اتنے میں اسے پہلے دونوں درختوں سے حسین جنت کے دروازے کے قریب تیسرا درخت دکھائی دے گا۔ وہ (بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) دعا کرے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت کے قریب کر دے' تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں اور مزید میں تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ مزید کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں' اے میرے ربّ! بس یہی مطالبہ ہے' اس کے بعد کچھ نہیں مانگوں گا' لیکن اس کا ربّ اسے معذور سمجھے گا' کیونکہ وہ (آئندہ) ایسی چیزیں دیکھے گا جن پر صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے (اس تیسرے درخت کے) قریب کر دے گا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت میں داخل ہی کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کون سی چیز مجھے تیری دعا قبول کرنے سے روک سکتی ہے؟ (اے میرے بندے!) اگر میں تجھے دنیا اور اس کی مثل ایک اور دنیا کے برابر دے دوں تو تو راضی ہو جائے گا؟ وہ بندہ کہے گا: اے میرے ربّ! تو جہانوں کا پالنہار ہونے کے باوجود مجھ سے

مذاق کرتا ہے؟ (یہ تجھے زیب نہیں دیتا)'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور کہا: کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کے بارے میں دریافت نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا: اچھا' ہنسنے کی وجہ بتائیے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر اسی طرح ہنسے تھے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اس بندے نے کہا: تو جہانوں کا پالنہار ہونے کے باوجود مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ ہنس پڑے' اس لئے میں بھی ہنس پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا' میں تو جو چاہتا ہوں' وہ کرنے پر قادر ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۱' ۳۱۲۹۔ مسلم (۱۸۷)' ابوعوانۃ (۱/ ۱۴۲۔ ۱۴۳)' احمد (۱/ ۴۱۰۔ ۴۱۱)' ابن خزیمۃ فی التوحید (ص ۲۰۷)

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لامتناہی خزانوں کی ایک جھلک ہے' جنت میں سب سے آخر میں جانے والے کی یہ آؤ بھگت کی جا رہی ہے اور جو خوش بخت بغیر حساب کے جنت کے وارث بنیں گے یا جو شروع میں ہی بہشت میں داخل ہوں گے' اگر ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ کرنا کسی کے بس کی بات ہے تو وہ اندازہ کر سکتا ہے۔

۱۴۳۰. عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ،قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَتَانِيْ رَجُلَانِ،فَاَخَذَا بِضَبْعِيْ، فَاَتَيَا بِيْ جَبَلًا وَعْرًا)) فَقَالَا: اِصْعَدْ فَقُلْتُ:اِنِّيْ لَا اُطِيْقُهُ. فَقَالَا: اِنَّ سَنُسَهِّلُهُ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِيْ سَوَاءِ الْجَبَلِ، اِذَا اَنَا بِاَصْوَاتٍ شَدِيْدَةٍ، قُلْتُ مَاهٰذِهِ الْاَصْوَاتُ؟ قَالُوْا: هٰذَا عُوَاءُ اَهْلِ النَّارِ،ثُمَّ انْطَلَقَا بِيْ،فَاِذَا اَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِيْنَ بِعَرَاقِيْبِهِمْ، مُشَقَّقَةٌ اَشْدَاقُهُمْ،تَسِيْلُ اَشْدَاقُهُمْ دَمًا، قَالَ قُلْتُ: مَنْ هٰؤلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤلَاءِ الَّذِيْنَ يُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ. فَقَالَ خَابَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى.
فَقَالَ سُلَيْمَانُ مَا اَدْرِيْ اَسَمِعَهُ اَبُوْ اُمَامَةَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَمْ شَيْءٌ مِنْ رَاْيِهِ؟! ثُمَّ

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''میرے پاس دو آدمی آئے' انھوں نے میرا بازو پکڑا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے گئے۔ انھوں نے مجھے کہا: اس پر چڑھو۔ میں نے کہا: مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں کہ اس پر چڑھ سکوں۔ انھوں نے کہا: ہم تیرے لئے آسان کر دیں گے۔ سو میں نے چڑھنا شروع کر دیا' جب میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو شدید قسم کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے چلے' ایک مقام پر پہنچ کر میں کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ الٹے لٹکائے گئے ہیں' ان کی باچھوں کو پھاڑا جا رہا ہے اور وہاں سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ وقت سے پہلے روزہ افطار کر دینے والے لوگ ہیں۔ پھر فرمایا: یہود و نصاریٰ ناکام و نامراد ہو گئے۔''

انْطَلَقَا(بِي)، فَإِذَا بِقَوْمٍ أَشَدِّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا، وَأَنْتِنِهِ رِيْحًا، وَأَسْوَدِهِ مَنْظَرًا، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ قَتْلَى الْكُفَّارِ. ثُمَّ انْطَلَقَابِيْ فَإِذَا بِقَوْمٍ أَشَدِّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا، وَأَنْتِنِهِ رِيْحًا،كَأَنَّ رِيْحَهُمُ الْمَرَاحِيْضُ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الزَّانُوْنَ وَالزَّوَانِيْ. ثُمَّ انْطَلَقَابِيْ، فَإِذَا أَنَا بِنِسَاءٍ تَنْهَشُ ثُدِيَّهُنَّ الْحَيَّاتُ. قُلْتُ: مَابَالُ هٰؤُلَاءِ؟! قَالَ: هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ يَمْنَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ أَلْبَانَهُنَّ. ثُمَّ انْطَلَقَا بِيْ،فَإِذَا أَنَا بِغِلْمَانٍ يَلْعَبُوْنَ بَيْنَ نَهْرَيْنِ،قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ: ثُمَّ أَشْرَفَابِيْ شَرَفًا، فَإِذَا أَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ يَشْرَبُوْنَ مِنْ خَمْرٍ لَّهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ جَعْفَرٌ وَزَيْدٌ وَابْنُ رَوَاحَةَ: ثُمَّ أَشْرَفَابِيْ شَرَفًا آخَرَ، فَإِذَا أَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟قَالَ: هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ)• [الصحيحة: ۳۹۵۱]

راویٔ حدیث سلیمان کہتے ہیں: مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ (یہود و نصاریٰ کے متعلقہ) یہ الفاظ سیدنا ابوامامہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیے ہیں یا ان کی اپنی رائے ہے۔''پھر وہ دونوں مجھے لے کر آگے بڑھے' میں کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ پھولے ہوئے ہیں' ان سے بدترین بدبو آ رہی ہے اور انتہائی سیاہ منظر پیش کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ مقتول کفار ہیں۔ پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے اور ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو بری طرح پھولے ہوئے ہیں' ان سے بیت الخلاء کی طرح کی بدترین بدبو آ رہی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے اور ہم ایسی عورتوں کے پاس سے گزرے کہ سانپ ان کے پستانوں کو نوچ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ عورتیں کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو نہروں کے درمیان میں کچھ بچے کھیل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ مومنوں کے بچے ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک اونچی جگہ کی طرف لے گئے' میں کیا دیکھتا ہوں کہ تین افراد شراب طہور پی رہے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ جعفر' زید اور ابن رواحہ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک اور بلند جگہ کی طرف لے گئے' وہاں ہمیں تین افراد نظر آئے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) ہیں' جو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۱۔ نسائی فی الکبری (۳۲۸۶)' مختصراً ابن خزیمۃ (۱۹۸۶)' ابن حبان (۷۴۹۱)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ میں دوزخیوں کی چیخ و پکار' وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کی سزا' کفار مقتولین کے عذاب' زانی مردوں اور عورتوں کی سزا اور اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتوں کے عذاب کا بیان ہے۔ نیز سیدنا جعفر' سیدنا زید اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

زمرة في الجنة و زمرة في النار فقد كتب في القدر

۱٤۳۱ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ يَدِهٖ كِتَابَانِ، فَقَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ؟ فَقُلْنَا: لَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا. فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى: هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ، وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ، فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ، وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا. ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ: هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ، وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ، وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ، فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ، وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ فَقَالَ: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ، اِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ، فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ))

[الصحيحة: ۸٤۸]

ایک گروہ جنت میں اور ایک جہنم میں بلاشبہ یہ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کتابیں کون سی ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہاں اگر آپ بتا دیں تو ......۔ آپ نے دائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کے بارے میں فرمایا: ''یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں جنت والوں کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر آخر تک ان کا اجمالاً ذکر کیا گیا، اب اس میں نہ زیادتی کی جا سکتی ہے اور نہ کمی۔'' پھر بائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کی بابت فرمایا: ''یہ کتاب بھی رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں جہنمیوں کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر آخر تک ان کا اجمالاً ذکر کر دیا گیا، اب اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! عمل کا کیا مقصد ہوا؟ آیا اس معاملے سے فارغ ہوا جا چکا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''راہِ صواب پر چلتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو، بلاشبہ جنتی آدمی کا اختتام جنت میں لے جانے والے اعمال پر ہو گا، وہ پہلے جو بھی عمل کرتا رہے اور جہنمی آدمی کی زندگی کا اختتام دوزخ میں لے جانے والے اعمال پر ہو گا، وہ پہلے جو بھی عمل کرتا رہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دو کتابوں کو پھینک دیا اور فرمایا: ''تمھارا ربّ اپنے بندوں سے فارغ ہو چکا ہے، ایک فریق جنت میں جائے گا اور دوسرا جہنم میں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۴۸۔ ترمذی (۲۱۴۱)، احمد (۲/ ۱۶۷)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۴۸)

فوائد: یہ دو حقیقی کتابیں تھیں جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دکھائیں، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان ناموں کی تفصیل کا علم نہ ہو سکا، پھر آپ ﷺ نے مطلوبہ چیز کی وضاحت کے بعد کتابوں کو عالم غیب کی طرف پھینک دیا۔ اس قسم کی احادیث سے بعض لوگ بے عملی کا استدلال

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ ہمارے بارے میں کر چکے ہیں وہ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ ایسے لوگ درحقیقت تقدیر پر ایمان لانے کے تقاضے پورے نہ کر سکے' تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کو کہتے ہیں' یعنی انسانیت کی تخلیق سے قبل اسے علم تھا کہ فلاں نیک ہوگا اور فلاں بد۔ اس سے یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ نیک کو نیک بننے پر اور بد کو برا بننے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو قرآن وحدیث میں نیکی کی رغبت اور برائی سے نفرت دلانے اور انبیاء و رسل کو بھیجنے کا کیا فائدہ ہوتا؟ اس حدیث میں صحابہ کرام نے بھی یہ اشکال پیش کیا' جواباً نبی کریم ﷺ نے عمل کی ترغیب دلائی۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم نیک عمل کریں اور برے عمل سے بچیں۔

نصف الجنة لامة محمد ﷺ

۱٤٣٢ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبْعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ فقال أترضون أن تكونوا شطر أهل الجنة؟ قلنا : نعم۔ قال والذی نفس محمدٍ بیده' اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ،وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَايَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ،وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ،اَوْكَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ)) [الصحيحة:٨٤٩]

آدھی جنت محمد ﷺ کی امت کے لیے ہے

سیدنا عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خیمے میں تھے' آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات پہ راضی ہو جاؤ گے کہ تمھیں جنت کا چوتھائی حصہ مل جائے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جنت کے تیسرے حصے پر راضی ہو جاؤ گے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر راضی ہو جاؤ گے کہ تمھیں جنت کا نصف حصہ مل جائے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے امید ہے کہ تمھیں جنت کا نصف حصہ ملے گا' (اتنا وسیع حصہ ملنے کی) وجہ یہ ہے کہ جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے اور تم میں اہل شرک کا تناسب اتنا ہی ہے جتنا کہ کالے رنگ کے بیل کی جلد میں ایک سفید بال یا سرخ رنگ کے بیل کی جلد میں ایک کالے بال کا ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۴۹۔ بخاری (۶۵۲۸)' مسلم (۲۲۱)' ترمذی (۲۵۴۷)' ابن ماجہ (۴۲۸۳)

فوائد: اس میں نبی کریم ﷺ کی امت کی فضیلت کا بیان ہے' جن کی تعداد جنت میں سب سے زیادہ ہوگی۔ نیز آپ ﷺ کی امت میں مشرکین کی تعداد کم ہوگی۔ سیدنا بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**اهل الجنة عشرون ومائة صف' ثمانون من هذه الأمة واربعون من سائر الأمم۔**) [ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: (اللہ تعالیٰ کے حساب اور ترتیب کے مطابق) جنتیوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی' ہماری امت (کے افراد) کی اسی (۸۰) اور باقی امتوں (کے لوگوں) کی چالیس (۴۰) ہوں گی۔

اول من يدخل الجنة من امتی المهاجرون

میری امت کے مہاجر سب سے پہلے جنت میں جائیں گے

١٤٣٣ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَعْلَمُ اَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ فَقَالَ: اَلْمُهَاجِرُوْنَ، يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ وَيَسْتَفْتِحُوْنَ، فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْخَزَنَةُ اَوَقَدْ حُوْسِبْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: بِاَيِّ شَيْءٍ نُحَاسَبُ؟! وَاِنَّمَا كَانَتْ اَسْيَافُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى مِتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ. قَالَ: فَيُفْتَحُ لَهُمْ،فَيَقِيْلُوْنَ فِيْ اَرْبَعِيْنَ عَامًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَهَا النَّاسُ)) [الصحيحة: ٨٥٣]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میری امت کی اس جماعت کو جانتے ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گی؟“ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ جماعت مہاجرین کی ہے۔ وہ روزِ قیامت جنت کے دروازے پر آ کر دروازے کھولنے کا مطالبہ کریں گے۔ دربان ان سے پوچھے گا: آیا تمھارا حساب و کتاب ہو چکا ہے؟ وہ کہیں گے: کس موضوع پر ہم سے حساب کتاب لیا جائے؟ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رہیں۔ وہ ان کے لئے دروازہ کھول دے گا اور (داخل ہو کر) عام لوگوں کے داخلے سے پہلے چالیس سال کا قیلولہ بھی کر چکے ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۸۵۳۔ حاکم (۲/ ۷۰)‘ بیھقی فی الشعب (۴۲۶۰)

فوائد: اس میں جہاد کرنے والے مہاجرین کی فضیلت ومنقبت کا بیان ہے کہ جب عام لوگوں کا جنت میں داخلہ شروع ہوگا‘ اس وقت تک تو وہ جنت میں چالیس سال آرام کر چکے ہوں گے۔

اثم الاشارة بالسلاح على اخيه

اپنے بھائی کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنے کا گناہ

١٤٣٤ـعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ،اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَشَارَ الرَّجُلُ عَلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَاِذَا قَتَلَهٗ،وَقَعَافِيْهِ جَمِيْعًا)) [الصحيحة: ١٢٣١]

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار وغیرہ کے ساتھ اشارہ کر رہا ہوتا ہے تو وہ دونوں دوزخ کے کنارے پر ہوتے ہیں‘ اگر وہ قتل کر دیتا ہے تو دونوں جہنم میں گر جاتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۱۔ ابوداود طیالسی (۸۸۴)‘ نسائی (۴۱۲۱)‘ مسلم (۱۶/ ۲۸۸۸)‘ ابن ماجه (۳۹۶۵)‘ احمد (۵/ ۴۱)‘ بنحوه

فوائد: مسلمان کو قتل کرنا سنگین جرم ہے۔ سیدنا نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (**اذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار**) یعنی: جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں سونت کر ایک دوسرے کو مارنے کی نیت سے مقابلے میں آجاتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک تو قاتل ہے (اس کا جہنم میں جانا سمجھ آتا ہے) لیکن مقتول جہنمی کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (**انه كان حريصا على قتل صاحبه**) یعنی: اس لئے کہ وہ بھی اپنے مقابل (دوسرے مسلمان) کے قتل کا حریص تھا۔ [بخاری‘ مسلم] مقتول صرف اس بنا پر جہنم داخل ہوگا کہ وہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا تھا اور اس کے لئے کوشش بھی کی‘ لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا کہ کامیاب نہ ہو سکا‘ بہر حال

انجام بد سے ضرور دوچار ہو گا۔

بيان الشفاعة

١٤٣٥ـعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا خَلَصَ الْمُوْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاٰمِنُوْا،فَمَا مُجَادَلَةُ اَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهٗ فِي الدُّنْيَا بِاَشَدَّ مُجَادَلَةً لَهٗ مِنَ الْمُوْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ،فِيْ اِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ اُدْخِلُوْا النَّارَ،قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا،وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا، وَيَحُجُّوْنَ مَعَنَا، فَاَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ۰قَالَ: فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ، فَيَاْتُوْنَهُمْ، فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِصُوَرِهِمْ،لَا تَاْكُلُ النَّارُ صُوَرَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ النَّارُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَهُمْ، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! اَخْرَجْنَا مَنْ اَمَرْتَنَا۰ثُمَّ يَقُوْلُ: اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ دِيْنَارٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ، ثُمَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ نِصْفِ دِيْنَارٍ،حَتّٰى يَقُوْلَ: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ.قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: فَمَنْ لَّمْ يُصَدِّقْ بِهٰذَا فَلْيَقْرَاْ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (النساء:٤٠). قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! اَخْرَجْنَا مَنْ اَمَرْتَنَا،فَلَمْ يَبْقَ فِي النَّارِ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ۰ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَ الْاَنْبِيَاءُ،وَشَفَعَ الْمُوْمِنُوْنَ، وَبَقِيَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۰ قَالَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ. اَوْ

شفاعت کا بیان

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مومن روزِ قیامت جہنم کی آگ سے رہائی پا کر امن و اطمینان میں آ جائیں گے تو وہ دوزخ میں داخل ہونے والے اپنے بھائیوں کے بارے میں ربّ تعالیٰ سے بڑی شد و مد کے ساتھ مجادلہ کریں گے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے دوست کے حق کی خاطر جھگڑا کرتا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہمارے بھائی، جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے، لیکن تو نے ان کو آگ میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جن کو پہچانتے ہو، نکال لاؤ۔ وہ جائیں گے اور ان کے چہروں کو دیکھ کر انھیں پہچان لیں گے، کیونکہ آگ ان کے چہروں پر کوئی اثر نہیں کر سکے گی، کسی کو آگ نے پنڈلیوں کے نصف تک جلایا ہو گا اور کسی کو گھٹنوں تک۔ (بہرحال) وہ ان کو نکال کر لے آئیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم ان مومنوں کو نکال لائے ہیں جن کے بارے میں تو نے حکم دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں دینار کے بقدر ایمان ہے، اسے بھی دوزخ سے نکال لاؤ...... پھر جس کے دل میں نصف دینار کے بقدر ایمان ہے، اسے بھی نکال لاؤ۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے (اسے بھی جہنم سے باہر نکال لاؤ)۔“ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی اس حدیث کی تصدیق نہیں کرتا، وہ یہ آیت پڑھ لے: ﴿بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دگنی کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے﴾ (سورۂ نساء: ۴۰) وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم تیرے حکم کے مطابق مومنوں کو جہنم سے نکال لائے ہیں، اب تو وہاں وہی رہ گیا

قَالَ: قَبْضَتَيْنِ.نَاسٌ لَمْ يَعْمَلُوْا لِلّٰهِ خَيْرًا قَطُّ،قَدِ احْتَرَقُوْا حَتّٰى صَارُوْا حُمَمًا. قَالَ: فَيُؤْتٰي بِهِمْ اِلٰى مَاءٍ يُقَالُ لَهٗ : مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ،فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنْ اَجْسَادِهِمْ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ، فِيْ اَعْنَاقِهِمُ الْخَاتَمُ: عُتَقَاءُ اللّٰهِ: قَالَ: فَيُقَالُ لَهُمْ:اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، فَمَاتَمَنَّيْتُمْ اَوْ رَاَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَكُمْ،عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَاوَمَا اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ فَيَقُوْلُ: رِضَائِيْ عَلَيْكُمْ ،فَلَااَسْخَطُ عَلَيْكُمْ اَبَدًا))

[الصحيحة: ٢٢٥٠]

ہے جس میں کسی قسم کی خیر و بھلائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فرشتوں نے سفارش کر لی' انبیاء نے سفارش کر لی اور مومنوں نے بھی سفارش کر لی' اب صرف ارحم الراحمین باقی رہ گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آگ سے ایسے لوگوں کی ایک یا دو مٹھیاں بھریں گے' جنھوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا اور وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ ان کو "ماء الحیاۃ" کے پاس لاکر یہ پانی ان پر بہایا جائے گا' ان کا جسم سیلاب کے بہاؤ میں اگنے والے دانے کی طرح اگے گا اور وہ لؤلؤ موتی کی طرح ہوگا' ان کی گردنوں میں "عتقاء اللہ" (اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ) کی مہر ہوگی۔ ان سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ' تم جو تمنا کرو گے یا جو چیز دیکھو گے وہ تمھیں دے دی جائے گی اور بعض نعمتیں اس سے بھی بڑھ کر ہوں گی۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! وہ نعمتیں کون سی ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم پر خوش ہوں' کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۲۵۰۔ احمد (۲/ ۹۴)' عبد الرزاق (۲۰۸۷۵)' نسائی (۵۰۱۳)' ابن ماجه (۶۰)

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کا اصول ہے کہ سب سے پہلے وہ سفارش کرنے کی اجازت دے گا' پھر شفاعت ہوگی۔ کوئی اپنی مرضی نہیں کر سکے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے' انبیاء' مومن اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے سفارش کریں گے۔ یہ عہدہ کسی ہستی' کسی خاندان اور کسی قبیلے کے ساتھ خاص نہیں ہے' جیسا کہ آجکل سمجھا جا رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار یہ مضمون بیان کیا ہے کہ روزِ قیامت وہی سفارش کرے گا جسے میں اجازت دوں گا۔ آیۃ الکرسی ہر ایک کو یاد ہے' اگر لوگ اسی کا ترجمہ سمجھ لیں تو دین کے اس قاعدے کی سمجھ آ جائے گی۔

رضاء الله اكبر من الجنة

اللہ کی رضامندی جنت سے بھی بڑی نعمت ہے

١٤٣٦ـعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ،يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا فَاَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا وَمَا فَوْقَ مَا اَعْطَيْتَنَا؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ: رِضْوَانِيْ اَكْبَرُ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا (مزید) کسی چیز کی خواہش ہے' تاکہ وہ بھی دے دوں؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! جو کچھ تو نے عطا کیا' اس سے مزید بڑھ کر کیا ہو سکتا (کہ اس کی خواہش کی جائے) وہ کہے گا: (تم سے) میرا راضی ہو جانا سب سے بڑی (نعمت) ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۳۶۔ ابن حبان (۷۴۳۹)' ابونعیم فی صفة الجنة (۲۸۳)' حاکم (۱/ ۸۲)

فوائد: جنت میں اہل جنت کی خواہشات کی تکمیل ہو جائے گی اور سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو گا۔

سؤال الفردوس

۱٤۳۷۔عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ،فَإِنَّهُ سِرُّ الْجَنَّةِ)) [الصحيحة: ٢١٤٥]

جنت الفردوس کا سوال کرنا

سیدنا عرباض بن ساریہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو' کیونکہ وہ جنت کا اعلی و افضل حصہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۴۵۔ یعقوب الفسوی فی التاریخ (۲/ ۲۵۴۔ ۲۵۵)' بخاری فی التاریخ (۴/ ۱۴۶)' البزار (الکشف : ۳۵۱۲)

الحياة الشهيد و فضله

۱٤۳۸۔عَنْ مَسْرُوْقٍ،قَالَ: سَأَلْنَا عَبْدَاللّٰهِ(بْنَ مَسْعُوْدٍ) عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَرَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾(آل عمران: ١٦٩)؟ قَالَ: اَمَااِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((اَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ،لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ،تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ،ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ، فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً،فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا؟ فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يَسْاَلُوْا، قَالُوْا :يَا رَبِّ! نُرِيْدُ تَرُدُّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى! فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا))

[الصحيحة: ٢٦٣٣]

شہید کی زندگی اور اس کی فضیلت

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں' بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔﴾ انھوں نے کہا: آگاہ رہو' ہم نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا' آپ ﷺ نے یہ جواب دیا: ''شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں' ان کے لئے عرش کے ساتھ قندیلیں لٹک رہی ہوتی ہیں' وہ جہاں چاہیں جنت میں چگتے رہتے ہیں اور پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ ان کا ربّ اوپر سے دیکھ کر انھیں کہتا ہیں: (مزید) کوئی چیز چاہتے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم کس چیز کی خواہش کریں' ہم تو مرضی کے مطابق جنت میں چگتے رہتے ہیں' (مزید کیا مانگا جائے)۔'' اللہ تعالیٰ تین دفعہ یہی عمل کرتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ انھیں (مزید) سوال کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے تو وہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! تو ہماری روحوں کو ہمارے (اصل) جسموں میں لوٹا دے تا کہ تیری راستے میں مزید ایک دفعہ شہید ہو سکیں۔ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ان کو (مزید کسی چیز کی کوئی) ضرورت نہیں ہے' تو انھیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۴۳۔ مسلم (۱۸۸۷)' ترمذی (۳۰۱۴)' ابن ماجه (۲۸۰۱)

أطفال المسلمين في الجنة — مسلمانوں کے بچے جنت میں ہیں

١٤٣٩ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَطْفَالُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ جَبَلٍ فِيْ الْجَنَّةِ يَكْفُلُهُمْ إِبْرَاهِيْمُ وَسَارَةُ حَتّٰى يَدْفَعُوْنَهُمْ إِلٰى آبَائِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ١٤٦٧]

سیدنا ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے بچے جنت کے ایک پہاڑ میں رہتے ہیں' حضرت ابراہیم (؈) اور حضرت سارہ علیہا السلام ان کی کفالت کرتے ہیں' روزِ قیامت انھیں ان کے آباء کے سپرد کر دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۶۷۔ ابونعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۶۳)' ابن عساکر (۷۳/ ۱۴۱)' حافظ عبد الغنی فی حدیثه (۷۳/ ۴۰/ ۱)

فوائد: مسلمانوں کے تمام نابالغ بچے جنت میں جائیں گے اور اپنے والدین کے حق میں سفارش بھی کریں گے۔

١٤٤٠ـعَنْ أَبِي مَالِكٍ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَطْفَالِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: ((هُمْ خَدَمُ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) [الصحيحة: ١٤٦٨]

سیدنا ابو مالک ﷛ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اہل جنت کے خادم ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۶۸۔ ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۶۱/ ۱)' معلقًا۔ ابونعیم فی المعرفة (۶۹۸۱)' وقال: كذا قال عن ابی مالك والمشهور عن يزيد عن سنان عن انس بن مالك ﷛ واخرجه من طريق انس في الحلية (۶/ ۳۰۸)' طبرانی (۶۹۹۳)' رديانی فی مسنده (۸۳۸) عن سمرة ﷛

فوائد: یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ مشرکوں کے نابالغ بچوں کا انجام کیا ہوگا' راجح مسلک یہ ہے کہ وہ بھی جنت میں جائیں گے' دلائل ملاحظہ ہوں: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا﴾ [سورۂ اسراء: ۱۵] یعنی: ''ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں' جب تک رسول بھیج کر (اتمام حجت نہ کر دیں)۔'' اس آیت کی روشنی میں نابالغ بچہ عذاب کا مستحق نہیں بن سکتا۔ سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما من مولود الا يولد على الفطرة' فابواه يهودانه او يمجسانه ......) [بخاری' مسلم] یعنی: ہر بچہ فطرتِ (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا مجوسی بناتے ہیں...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بچہ مسلمان ہوتا ہے۔ سیدنا سمرہ بن جندب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے' انھوں نے مجھے اٹھایا .... وہ حضرت ابراہیم ؈ تھے اور ان کے ارد گرد فطرت پر فوت ہونے والے بچے تھے۔ بعض صحابہ نے پوچھا: کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مشرکین کے بچے بھی تھے۔ [بخاری] یہ حدیث اپنے مفہوم میں بین ثبوت ہے۔ ان کے علاوہ مطلق روایات موجود ہیں جن میں بچوں کو جنتی قرار دیا گیا ہے۔

١٤٤١ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((اِطَّلَعْتُ فِيْ الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءُ، وَاطَّلَعْتُ فِيْ النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷠ سے روایت کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں نے جنت میں دیکھا تو وہاں فقراء کی کثرت پائی اور جب جہنم میں دیکھا وہاں عورتوں کی کثرت نظر آئی۔''

النِّسَاءُ)) [الصحیحة: ۲۵۸۶]

تخریج: الصحیحة ۲۵۸۶۔ مسلم (۲۷۳۷)' ترمذی (۲۶۰۵)' احمد (۱/ ۲۲۴)

فوائد: اس میں فقراء کی فضیلت ومنقبت اور عورتوں کے لیے وعید وتہدید کا بیان ہے' لہٰذا فقراء ومساکین کو چاہیے کہ وہ اپنے منصب کا خیال رکھیں کہ یہ صرف ان کا امتیاز ہے کہ ان کی اکثریت جنت میں داخل ہوگی۔ عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی ایک بڑی وجہ دوسری احادیث میں بیان کی گئی ہے کہ وہ لعن طعن زیادہ کرتی ہیں اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں۔

باب: الكوثر يجري على وجه الارض

باب: کوثر' زمین کی سطح پر چلتی ہے

۱۴۴۲۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ان قَرَاَ هٰذِهِ الآيَة:﴿اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾(الكوثر:۱)قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُعْطِيْتُ الْكَوْثَرَ ،فَاِذَا هُوَنَهْرٌ يَجْرِيْ (كَذَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ)وَلَمْ يَشُقَّ شَقًّا،فَاِذَاحَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّوْلُوءِ،فَضَرَبْتُ بِيَدِيْ اِلٰى تُرْبَتِهٖ، فَاِذَا هُوَ مِسْكَةٌ ذَفِرَةٌ، وَاِذَاحَصَاهُ اللُّؤْلُؤُ)) [الصحيحة:۲۵۱۳]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے﴾ (سورۂ کوثر:۱) اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کوثر عطا کی گئی ہے' وہ ایک نہر ہے جو بغیر شق کے سطحِ زمین پر اس طرح چلتی ہے' اس کے کناروں پر لؤلؤ موتیوں کے قبے ہیں' میں نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی پر مارا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو انتہائی تیز مہکنے والی کستوری ہے اور اس کی کنکریاں لؤلؤ موتی ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۳۔ احمد (۳/ ۱۵۲)' ابن حبان (۶۴۳۷)' البزار (الکشف : ۳۴۸۸)

فوائد: جنت میں ایک نہر کا نام ''کوثر'' ہے۔ وہ پانی سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔

۱۴۴۳۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ اَلضُّعَفَاءُ الْمَظْلُوْمُوْنَ،اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟كُلُّ شَدِيْدٍجَعْظَرِيٍّ)) [الصحيحة:۹۳۲]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں جنت والوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ تو کمزور اور مظلوم لوگ ہیں۔ کیا میں تمھیں جہنم والوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ سخت اور مغرور لوگ ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۹۳۲۔ طیالسی (۲۵۵۱)' احمد (۲/ ۵۰۸)' البزار (الکشف : ۳۶۳۱)

فوائد: اس حدیث میں ان کمزور' غریب اور گوشہ خمول میں رہنے والے لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے' جن کو کوئی امتیازی مقام معاشرے میں حاصل نہیں ہے' لیکن وہ ایمان وتقوی کے ایسے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ جنت جیسی گراں مایہ متاع کے وارث بن جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکبر' تندخو' خشک مزاج اور سخت گیر لوگوں کو جہنمی ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔

۱۴۴۴۔عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ اَلْمَغْلُوْبُوْنَ الضُّعَفَاءُ، وَاَهْلُ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ))

سیدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ مغلوب اور ضعیف قسم کے لوگ ہیں اور بد مزاج' اکڑوں اور متکبر

لوگ جہنمی ہیں۔" [الصحیحة: ۹۳۱]

تخریج: الصحیحة ۹۳۱۔ حاکم (۱/ ۶۱، ۳/ ۶۱۹) طبرانی فی الکبیر (۶۵۸۹)، والاوسط (۳۱۸۱)، احمد (۴/ ۱۷۵)

باب: کیف الحیاة الجهنمیین من یخرج ومن لا یخرج منها

باب: جہنم سے نکلنے اور نہ نکلنے والوں کی زندگی کیسی ہوگی

١٤٤٥۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا (فِيْ رِوَايَةٍ: الَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. اِخْرَاجَهُمْ) فَاِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ، وَلٰكِنْ نَاسٌ اَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ (يُرِيْدُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. اِخْرَاجَهُمْ)فَاَمَاتَهُمْ اِمَاتَةً، حَتّٰى اِذَا كَانُوْا فَحْمًا اُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ، فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ، فَبُثُّوْا عَلٰى اَنْهَارِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ قِيْلَ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُوْنُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ)) [الصحیحة: ١٥٥١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جن دوزخیوں کو جہنم سے نکالنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے، وہ نہ مریں گے اور نہ جئیں گے (یعنی ان کی حیات کو نہ موت کی حالت کہا جا سکتا ہے اور نہ زندگی کی حالت)۔ لیکن جن جہنمیوں کو اللہ کا وہاں سے نکالنے کا ارادہ ہوگا، وہ انھیں موت دے دے گا، یہاں تک کہ وہ (جل جل کر) کوئلہ بن جائیں گے، پھر ان کے لئے سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی اور ان کو گروہوں کی شکل میں وہاں سے نکال کر جنت کی نہروں میں ڈال دیا جائے گا، وہ ایسے اگیں گے جیسے سیلاب کے بہاؤ میں دانہ اگتا ہے۔" یعنی بہت جلد اپنے وجود میں آ جائیں گے۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۱۔ مسلم (۱۸۵)، ابوعوانة (۱/ ۱۸۶)، ابن ماجه (۴۳۰۹)، احمد (۳/ ۱۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ سفارش کے لئے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملے گی، پھر سفارش کرنے والے سفارش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ مضمون بار بار بیان فرمایا ہے۔ لیکن لوگوں نے سفارش کے لئے بعض نام نہاد اولیا کی شخصیات کا تعین کر کے بدعملی کی راہ نکالی ہوئی ہے، یہ اسلام سے متصادم عقیدہ ہے۔

ذکر فرس الجنة

جنت کے گھوڑے کا ذکر

١٤٤٦۔ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ، قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ اَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الْخَيْلَ، اَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ، اُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ لَهُ جَنَاحَانِ، فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ، ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ)) [الصحیحة: ٣٠٠١]

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں گھوڑے پسند کرتا ہوں، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تجھے جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو تیرے پاس یاقوت کا گھوڑا لایا جائے گا، اس کے دو پر ہوں گے، تجھے اس پر سوار کیا جائے اور جہاں تو چاہے گا پرواز کر کے لے جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۱۔ ترمذی (۲۵۴۷)، طبرانی (۴۰۷۵)، ابونعیم فی صفة الجنة (۴۲۳)

فوائد: واقعی کسی انسان کا دماغ یہ تصور ہی نہیں کر سکتا کہ جنت میں پائی جانے والی نعمتوں کی ایسی ویسی کیفیت ونوعیت ہوگی۔ خون اور گوشت سے مرکب گھوڑے تو ہمارے ہاں بھی پائے جاتے ہیں' لیکن جنت کا گھوڑا یاقوت کا ہوگا اور حیرانگی کی بات ہے کہ اس کے دو پر بھی ہوں گے' جن کے ذریعے وہ پرواز کرے گا۔

ذکر ادنٰی اهل الجنة منزلة

١٤٤٧ـ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً: رَجُلٌ صَرَّفَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ، وَمُثِّلَ لَهُ شَجَرَةٌ ذَاتُ ظِلٍّ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِي اِلٰى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، فأكون في ظلها! فقال الله: هل عسيت ان فعلت أن تسألني غيرها؟ قال: لا وعزتك! فقدمه الله إليها' و مثل له شجرةٌ ذات ظل و ثمرٍ' فقال: أي ربِّ! قدمنّي إلى هذه الشجرة' فَاَكُوْنُ فِيْ ظِلِّهَا، وَاٰكُلُ مِنْ ثَمَرِهَا! فَقَالَ اللّٰهُ لَهُ: هَلْ عَسَيْتَ اِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ! فَيُقَدِّمُهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا، فَتَمَثَّلَ لَهُ شَجَرَةٌ اُخْرٰى ذَاتُ ظِلٍّ وَثَمَرٍ وَمَاءٍ، فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِيْ اِلٰى هذه الشجرة' أكون في ظلها' و آكل من ثمرها' و أشرب من مائها! فيقول له: هل عسيت إن فعلت أن تسألني غيره؟ فيقول: لاوعزتك! لا أسالك غيره. فيقدمه الله إليها' فيبرزله باب الجنة' فيقول: أى رب! قدمني إلى بَابِ الْجَنَّةِ، فَاَكُوْنَ تَحْتَ نجاف الْجَنَّةِ، وَاَنْظُرَ اِلٰى اَهْلِهَا! فَيُقَدِّمُهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا، فَيَرٰى اَهْلَ الْجَنَّةِ وَمَافِيْهَا، فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْخِلْنِيَ الْجَنَّةَ. قَالَ: فَيُدْخِلُهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ،

جنت میں ادنیٰ مقام والے جنتی کی تفصیل

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت میں ادنی مقام والے آدمی کی تفصیل یہ ہے: اللہ تعالیٰ اس کا رخ جہنم سے پھیر کر جنت کی طرف کریں گے' اسے ایک سایہ دار درخت کی تشبیہ نظر آئے گی۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک پہنچا دے' تا کہ میں اس کے سائے میں ستا سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں ایسے کر دوں تو تو مزید کسی چیز کا سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت تک پہنچا دے گا۔ اتنے میں اسے سایہ دار اور پھل دار درخت دکھائی دے گا' وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک آگے لے جا' تا کہ اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ اللہ تعال فرمائے گا: اگر میں تیرا مطالبہ بھی پورا کر دوں تو تو مزید سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے وہاں تک لے جائے گا۔ اسے وہاں سے سائے' پھل اور پانی والے درخت کی تشبیہ دکھائی دے گی' وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک آگے لے جا' تا کہ اس کے سائے میں آرام کر سکوں' اس کا پھل کھا سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں ایسا ہی کر دوں تو تو مزید تو کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت تک پہنچا دیں گے۔ وہاں سے اسے جنت کا دروازہ دکھائی دے گا' وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے بابِ جنت تک لے جا' تا کہ جنت کے سائے کے نیچے بیٹھ سکوں اور

قَالَ: فَإِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ: هٰذَا لِيْ؟! قَالَ: فَيَقُوْلُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ.لَهُ تَمَنَّ! فَيَتَمَنّٰى،وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ: سَلْ مِنْ كَذَا وَكَذَا،حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. :هُوَ لَكَ، وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ. قَالَ: ثُمَّ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، يَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ، فَيَقُوْلَانِ لَهُ: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَاكَ لَنَا، وَأَحْيَانَا لَكَ! فَيَقُوْلُ :مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيْتُ ! قَالَ: وَأَدْنٰى أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا، يُنْعَلُ مِنْ نَّارٍ بِنَعْلَيْنِ، يَغْلِيْ دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ)). [الصحيحة: ٣٥٠٣]

جنتیوں کو دیکھ سکوں۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازے کے پاس پہنچا دے گا۔ وہ جنت کے لوگوں اور نعمتوں کو دیکھے گا اور کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت میں داخل ہی کر دے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو پوچھے گا: یہ جگہ میری ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو تمنا کر۔ وہ تمنا کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے یاد کرائیں گے کہ اس قسم کی نعمتوں کا سوال کرتا جا' یہاں تک کہ اس کی تمناؤں کی انتہا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے تیری تمنا اور مزید اس کا دس گنا ملے گا۔ پھر وہ جنت میں (اپنے محل میں) داخل ہوگا' دو آہو چشم حوریں اس کے پاس آ کر کہیں گی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تجھے ہمارے لئے اور ہمیں تیرے لئے زندہ کیا۔ وہ کہے گا: جو کچھ مجھے ملا' یہ کسی جنتی کو نہیں دیا گیا۔ اور اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جسے آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے اور ان کی حرارت کی وجہ سے اس کا دماغ ابلنا شروع ہو جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۰۳۔ مسلم (۱۸۸' ۲۱۱)' ابوعوانة (۱/ ۱۶۳)' احمد (۳/ ۲۷)

١٤٤٨۔عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى،عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ.عَزَّوَجَلَّ.إِذَا أَرَادَ رَحْمَةَ أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا،لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًابَيْنَ يَدَيْهَا،وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ،فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ،فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ))

[الصحيحة: ٣٠٥٩]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کے نبی کو ان سے پہلے فوت کر کے اسے ان کے لئے میر سامان اور پیش رو بنا دیتا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نبی کی زندگی میں اور اس کے سامنے عذاب کے ذریعے اسے ہلاک کر دیتا ہے' چونکہ وہ نبی کو جھٹلانے والے اور اس کی نافرمانی کرنے والے ہوتے ہیں' اس لئے وہ بھی ان کی ہلاکت پر خوش ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۵۹۔ مسلم (۲۲۸۸)' (معلقاً ابن حبان (۷/ ۶۶۴)' بیهقی فی الدلائل (۳/ ۷۶)

فوائد: نبی کریم ﷺ سے قبل انبیاء کی موجودگی میں ان کی امتوں پر عذاب آیا' جیسے حضرت نوح' حضرت یونس' حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان کی امت سے پہلے اپنے پاس بلا لیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان

شاء اللہ آپ ﷺ ہمارے لئے بہترین میرِ سامان اور پیش رو ہوں گے۔

يخرج قوم من النار لا يبقى إلا الوجوه

ایک قوم جہنم سے نکلے گی' کہ چہروں کے علاوہ کچھ نہ بچا ہوگا

١٤٤٩ـعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَالَا يَبْقَى مِنْهُمْ فِيهَا اِلَّا الْوُجُوهُ،فَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)) [الصحيحة: ١٦٦١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو جہنم سے اس وقت نکالے گا جب ان کے وجود میں سے صرف چہرے باقی رہ چکے ہوں گے اور ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔''

تخريج: الصحيحة ١٦٦١ـ عبد بن حميد (٩٠٣)' بخاری (٧٤٣٩) و مسلم (١٨٣)' مطولاً من طريق اخرى عنه مطولاً

ارفاع ذرية المؤمنين

مومنوں کی اولاد کے درجات کو بلند کرنے کا بیان

١٤٥٠ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْفَعُ ذُرِّيَّةَ الْمُؤْمِنِ اِلَيْهِ فِي دَرَجَتِهِ،وَاِنْ كَانُوا دُونَهُ فِي الْعَمَلِ، لِتَقَرَّ بِهِمْ عَيْنُهُ،ثُمَّ قَرَأَ:﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ﴾(الطور ٢١)الآيَةَ،ثُمَّ قَالَ: وَمَا نَقَصْنَا الْاٰبَاءَ مَا اَعْطَيْنَا الْبَنِيْنَ)). [الصحيحة: ٢٤٩٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ مومن کو خوش کرنے کے لئے اس کی اولاد کو جنت میں اس کے درجے تک پہنچا دے گا' اگرچہ ان کے عمل کم ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی﴾ (سورۂ طور: ۲۱) اور پھر فرمایا: ''ہم نے بیٹوں کو انعامات سے نوازکر ان کے آباء کی نعمتوں میں کوئی کمی نہیں کی۔''

تخريج: الصحيحة ٢٤٩٠ـ البزار (الكشف: ٢٢٦٠)' ابن عدى فى الكامل (٦/ ٢٠٦٦)' مرفوعاً ابن جرير فى تفسيره (٢٧/ ١٥)' حاكم (٢/ ٤٦٨)' موقوفا على ابن عباس رضی اللہ عنہما

فوائد: یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اولاد کے اعمال کی مقدار والدین سے کم ہوگی۔ لیکن والدین کو مزید سکون مہیا کرنے کے لئے ان کی اولاد کو انہی کا مقام عطا کیا جائے گا۔

ان اهل الجنة لايبولون ولا يتغوطون

اہل جنت بول و براز نہیں کریں گے

١٤٥١ـعَنْ جَابِرٍ،قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيهَا وَيَشْرَبُوْنَ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ،وَلَا يَبُوْلُوْنَ،وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ،وَلَا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بے شک جنتی لوگ (قسما قسم کے ماکولات) کھائیں گے اور (نوع بنوع مشروبات) پئیں گے' لیکن وہ نہ

يَمْتَخِطُوْنَ. قَالُوْا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟قَالَ: جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ،يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ،كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ))

[الصحيحة: ٣٥٦٠]

تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے اور نہ ناک سنکیں گے۔'' صحابہ نے عرض کیا: کھانے کا کیا بنے گا (یعنی وہ کیسے ہضم ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس ایک ڈکار ہوگا (یعنی ڈکار سے کھانا ہضم ہو جائے گا)' ان کے پسینے کی (خوشبو) کستوری کی مانند ہوگی اور ان کے اندر تسبیح وتکبیر (کا ورد) سانس کی طرح ڈالا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۰۔ مسلم (۲۸۳۵)' ابوداود (۴۷۴۱)' احمد (۳/ ۳۱۶)

فوائد: سبحان اللہ! جنت کتنا عظیم عشرت کدہ ہے' وہ واقعی متاع عظیم ہے' وہ مومنوں کے اعمال صالحہ کا صلہ ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے وسائل وذرائع عطا فرمائے کہ جن کی روشنی میں بہشت تک رسائی حاصل کی جا سکے۔

ذكر كثره بكاء اهل النار

جہنمیوں کے رونے کی کثرت کا بیان

١٤٥٢ـعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ قَيْسٍ،اَنَّ رَسُوْلَ اللهِﷺقَالَ: ((اِنَّ اَهْلَ النَّارِ لَيَبْكُوْنَ،حَتّٰى لَوْ اُجْرِيَتِ السُّفُنُ فِيْ دُمُوْعِهِمْ لَجَرَتْ،وَاِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ الدَّمَ. يَعْنِيْ.مَكَانَ الدَّمْعِ))

[الصحيحة:١٦٧٩]

سیدنا عبداللہ بن قیس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمی روئیں گے (اور اتنے آنسو بہہ نکلیں گے کہ) اگر ان میں کشتی چلائی جائے تو وہ چل پڑے گی' وہ پانی کے آنسوؤں کی جگہ خون کے آنسو روئیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۷۹۔ حاکم (۴/ ۶۰۵)

فوائد: ہر مومن کو جہنم سے پناہ مانگنی چاہئے' سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی ایک دن میں سات مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو جہنم خود اس کے حق میں یہ دعا کرتی ہے: اے میرے رب! تیرا فلاں بندہ مجھ سے تیری پناہ چاہ رہا ہے' سو تو اسے پناہ دے دے۔ [صحیحہ: ۲۵۰۶]

اهون اهل النار عذابا

جہنم والوں میں سب سے ہلکے عذاب والے شخص کا بیان

١٤٥٣ـعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَعَنِ النَّبِيِّﷺقَالَ: ((اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُحْذٰى لَهٗ نَعْلَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ١٦٨٠]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن جہنمیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کو آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے' ان کی حرارت سے اس کا دماغ ابلنے لگے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۸۰۔ حاکم (۴/ ۵۸۰)' احمد (۲/ ۴۳۲' ۴۳۹)

انا اول زمرة یدخلون الجنة علی صور القم لیلة البدر

پہلا گروہ جنت میں چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ داخل ہوگا

۱٤٥٤۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً، لَا يَبُوْلُوْنَ،وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ،وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ، اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ،وَاَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ،اَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ،عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ آدَمَ، سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ)).

[الصحيحة: ٣٥١٩]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے اس طرح (چمکتے) ہوں گے جیسے چودہویں رات کا چاند ہوتا ہے، پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے، آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے، وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ، وہ نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سنکیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی، ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لئے) خوشبودار لکڑی ہوگی، ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، سب ایک ہی آدمی کی ساخت پر اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی شکل وصورت پر ہوں گے، بلندی (قد) میں وہ ساٹھ (ساٹھ) ہاتھ ہوں گے (جیسے حضرت آدم تھے)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۱۹۔ بخاری (۳۳۲۷)، مسلم (۱۵/ ۲۸۳۴)، ابن ماجہ (۴۳۳۳)

فوائد: ہم پست قد ہیں اور اپنے قد کو ہی حسن کی علامت سمجھتے ہیں، سات آٹھ فٹ کے قد آور اور چار فٹ کے پست قد آدمیوں کو ہم خوبصورت نہیں سمجھتے۔ صرف ہمارا ماحول ہی ہے جس نے ہمیں یہ ذہنیت دی ہے، وگرنہ جنتی لوگوں کا قد ساٹھ ہاتھ ہوگا، جو کہ حسن کا شاہکار ہوگا، اس حقیقت کو جنت میں پہنچ کر ہی معلوم کیا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو جنت کا وارث بنا دے۔

ما الحمیم وماذا یفصل

حمیم کیا ہے؟ اور کیا کرے گا

١٤٥٥۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((اِنَّ (الْحَمِيْمَ) لَيُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ، فَيَنْفُذُ (الْحَمِيْمُ) حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهِ،فَيَسْلُتَ مَا فِي جَوْفِهِ،حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ (الصَّهْرُ)،ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ)).

[الصحيحة: ٣٤٧٠]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک گرم پانی ان کے سروں پر بہایا جائے گا، وہ جسم کو چیرتے ہوئے ان کے پیٹ میں جا پہنچے گا اور پیٹ کے اندر کے سب کچھ کو یوں نکالے دے گا کہ وہ بہہ کر قدموں کی طرف سے نکل جائے گا، یہی ”صہر“ (پگھلنا) ہے (جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے)، پھر ان کو وہی وجود دے دیا جائے گا جو پہلے تھا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۰۔ ابن المبارك فی الزھد (۳۱۲۔ زوائد نعیم) ترمذی (۲۵۸۲)، احمد (۲/ ۳۷۴)، حاکم (۲/ ۳۸۷)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یصھر به ما فی بطونھم والجلود﴾ [سورۂ حج] یعنی: ”جس سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور

کھالیں گلا دی جائیں گی۔'' یہ حدیث اسی آیت کا مصداق ہے۔

ان الحور فی الجنة يتغنين

جنت کی حوریں ترنم والی آواز میں کہتی ہیں

١٤٥٦ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ الْحُوْرَ فِي الْجَنَّةِ يَتَغَنَّيْنَ يَقُلْنَ: نَحْنُ الْحُوْرُ الْحِسَانُ هُدِيْنَا لِأَزْوَاجٍ كِرَامٍ)) [الصحيحة:٣٠٠٢]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی حوریں ترنم والی آواز میں کہتی ہیں: ہم حسین و جمیل حوریں ہیں ہمیں اعلیٰ ظرف خاوندوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۲۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۶)' ابن ابی داود فی البعث (۷۵)' طبرانی فی الاوسط (۶۴۹۳)

صلة الرجل فی اليوم إلی مئة عذراء

ایک آدمی کا ایک دن میں سو کنواری عورتوں سے ملنا

١٤٥٧ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَصِلُ إِلَى نِسَائِنَا فِي الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَصِلُ فِي الْيَوْمِ إِلَى مِئَةِ عَذْرَاءَ)). [الصحيحة:٣٦٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا اپنی بیویوں سے ہمارا تعلق قائم ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ایک دن میں ایک سو کنواری عورتوں سے تعلق قائم کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۶۷۔ ابونعیم فی صفة الجنة (۳۷۳)' والضیاء المقدس فی صفة الجنة (۸۲/ ۲)' طبرانی فی الصغیر ۰۲/ ۱۲۔۱۳)' والاوسط (۵۲۶۳)

فوائد: یہ حدیث بدکار اور جنسی بے راہ روی کے شکار لوگوں کے لئے فکر انگیز پیغام ہے کہ وہ اپنی خواہشات پر قابو پائیں تا کہ وہ حسنِ عاقبت سے ہمکنار ہوں' جہاں تمناؤں کی بدرجۂ اتم تکمیل ہوگی۔

عظم الرجل للنار

جہنمی کا آگ کے لیے بڑا ہونا

١٤٥٨ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَيَعْظُمُ لِلنَّارِ حَتّٰى يَكُوْنَ الضِّرْسُ مِنْ أَضْرَاسِهِ كَأُحُدٍ)). [الصحيحة:١٦٠١]

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جہنمی آدمی آگ کے لئے بڑا ہوتا چلا جائے گا' حتیٰ کہ اس کی ایک داڑھ احد پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۰۱۔ احمد (۴/ ۳۶۶)' ھناد فی الزھد (۲۹۸)' ابن ابی شیبة (۱۳/ ۱۶۴)' مختصراً

ان السيوف مفاتيح الجنة

تلواریں جنت کی چابیاں ہیں

١٤٥٩ ـ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي تُجَاهَ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ السُّيُوْفَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ)). فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ: أَأَنْتَ

ابوبکر بن ابوموسی اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے دشمنوں کے سامنے یہ کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔'' ایک خستہ حال آدمی نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی ہے؟ انھوں نے

سمعت هذا من رسول الله ﷺ؟ قال: نعم، سل سيفه، وكسر غمده والتفت الى اصحابه، قال: اقرأ عليكم السلام، ثم تقدم الى العدو، قاتل حتى قتل [الصحيحة ٢٦٧٢]

کہا: جی ہاں۔ اس نے اپنی تلوار سونت لی، میان کو توڑ دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تم پر سلامتی ہو۔ پھر دشمن کی طرف لپکا اور جہاد کرتے کرتے شہید ہو گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۲۔ ابن ابی شیبۃ (۵/ ۲۹۲)

فوائد: اس میں جہاد کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے، یہ جنت میں لے جانے والا عظیم عمل ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ایسے اسباب مہیا کرے کہ ہم صرف اس کے دین کی سربلندی کے لئے لڑ سکیں۔

باب: بعد قعر جهنم اعاذنا الله فيها

باب: جہنم کی گہرائی کا بیان اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے

۱۴۶۰۔ عن عتبة بن غزوان، عن النبي ﷺ قال: ((ان الصخرة العظيمة لتلقى من شفير جهنم، فتهوي فيها سبعين عاما ما تفضي الى قرارها)) [الصحيحة: ١٦١٢]

سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی بڑی چٹان جہنم میں اس کے کنارے سے گرائی جائے تو وہ اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے ستر سال تک گرتی رہے گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۱۲۔ ترمذی (۲۵۷۵)، مسلم (۲۹۶۷)، احمد (۴/ ۱۷۴)، من طریق آخر عنہ بمعناہ

فوائد: ہم اپنی ساٹھ ستر سالہ زندگی پر نازاں ہیں، اپنی ترجیحات کے نفوذ میں اپنی برتری سمجھتے ہیں، دنیوی منصوبہ بندیوں کو ہی کامیابی وکامرانی کے لئے کافی وشافی سمجھ بیٹھے ہیں، حالانکہ اتنا عرصہ تو جہنمیوں کو جہنم کی تہہ میں پہنچتے پہنچتے بیت جائے گا۔ اے اللہ! ہمیں اپنی پناہ میں رکھنا۔ (آمین)

اكثر اهل النار النساء

جہنم کی اکثریت عورتیں ہیں

۱۴۶۱۔ عن عبد الرحمن بن شبل، عن النبي ﷺ قال: ((ان الفساق هم اهل النار. قيل: يا رسول الله! ومن الفساق؟ قال: النساء. قال رجل: يا رسول الله! اولسن امهاتنا واخواتنا وازواجنا؟ قال: بلى، ولكنهن اذا اعطين لم يشكرن، واذا ابتلين لم يصبرن)). [الصحيحة: ٣٠٥٨]

سیدنا عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک فُسّاق جہنمی ہیں۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! فساق کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عورتیں ہیں۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیویاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیوں نہیں، لیکن جب ان کو نعمتیں ملتی ہیں تو ناشکری کرتی ہیں اور جب ان کو آزمایا جاتا ہے تو صبر نہیں کرتیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۸۔ احمد (۳/ ۴۴۴)، حاکم (۴/ ۶۰۴)، بیہقی فی الشعب (۹۸۰۳)

فوائد: پہلے وضاحت ہو چکی ہے کہ جہاں غرباء وفقراء کی کثرت جنت میں ہوگی' وہاں عورتوں کی کثرت جہنم میں ہوگی۔ یہ حدیث عورتوں کو بے سکون کر دینے والی وعید پر مشتمل ہے۔ ان کو چاہئے کہ جن برے اوصاف کی وجہ سے آپ ﷺ نے اتنی سخت وعید سنائی ہے' ان سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں۔

جزاء المنافق و عددهم

١٤٦٢۔عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَّادٍ،قَالَ قُلْنَالِعَمَّارٍ: أَرَأَيْتَ قِتَالَكُمْ،أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ،فَإِنَّ الرَّأْيَ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ، أَوْعَهْدًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ:مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ لِلنَّاسِ كَافَّةً ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: **((إِنَّ فِي أُمَّتِي اثْنَيْ عَشَرَ مُنَافِقًا،لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا،حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ،ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ: سِرَاجٌ مِنْ نَارٍ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتّٰى يَنْجُمَ مِنْ صُدُورِهِمْ))** [الصحيحة:٣٥٣٧]

منافقوں کی سزا اور ان کی تعداد کا بیان

قیس بن عباد کہتے ہیں: ہم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس لڑائی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ آپ لوگوں کی اپنی رائے کا نتیجہ ہے' جس میں غلط یا درست ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے' یا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی وصیت فرمائی ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی مخصوص نصیحت نہیں فرمائی' آپ نے اتنا ضرور فرمایا: ''میری امت میں بارہ منافق ہوں گے' وہ جنت میں اس وقت تک داخل ہوں گے نہ اس کی خوشبو پائیں گے' جب تک اونٹ سوئی کے نکے میں داخل نہ ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو تو بڑی آفت ہی کافی ہے' یعنی آگ کا ایک شعلہ ان کے کندھوں میں ظاہر ہو کر (اندر گھس جائے گا اور) وہ سینے سے نمودار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۳۷۔ مسلم (۱۰/ ۲۷۷۹)' احمد (۴/ ۳۲۰)

عظم شجرة الجنة

١٤٦٣ ۔قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: **((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً،يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادُ الْمُضَمَّرُ السَّرِيعُ مِئَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا))** جَاءَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ،وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [الصحيحة: ٣٥٣٦]

جنتی درخت کے بڑے پن کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ تضمیر شدہ' تیز رفتار گھوڑے کا سوار بھی اس پر سو سال چلے' تب بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔'' یہ حدیث سیدنا ابو سعید خدری' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا سہل بن سعد اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۳۶۔ (۱) ابو سعید: بخاری (۶۵۵۳)' مسلم (۲۸۲۸)' (۲) ابو ہریرۃ: بخاری (۳۳۵۲)' مسلم (۲۸۲۶)' (۳) سہل بن سعد: بخاری (۶۵۵۲)' مسلم (۲۸۲۷)' (۴) انس رضی اللہ عنہ: بخاری (۳۲۵۱)' ترمذی (۳۲۹۳)

فوائد: ہمارے ہاں بارہ' چودہ' مرلہ احاطہ پر گھنا سایہ کرنے والے درختوں بڑا پسند کیا جاتا ہے۔ اپنی اس فطرت کی روشنی میں جنت کے سایوں کے حسن کا اندازہ کر لینا چاہئے۔ جنت اور جہنم کی باتیں عقل سے ماورا الحوس ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ہمارے نبی ﷺ کا فرمان

ہے اس لیے ہمارا ان پر ایمان ہے۔ البتہ ان کی کیفیت کا ہمارے رب کو ہی علم ہے۔ ہم اپنی ناقص اور محدود عقلوں سے ان کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔

بيان السوق في الجنة

جنت کے بازار کا بیان

١٤٦٤۔عَنْ اَنَسٍ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:(اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَأْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، [فِيْهِ كُثْبَانُ الْمِسْكِ] فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ،فَتَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ [الْمِسْكَ]، فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ،وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا،فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ:وَاللّٰهِ!لَقَدِ ازْدَدْتُّمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا،فَيَقُوْلُوْنَ:وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ! لَقَدِ ازْدَدْتُّمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا)) [الصحيحة:٣٤٧١]

سیدنا انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک بازار ہو گا' جس میں لوگ ہر جمعہ کو آیا کریں گے' اس میں ڈھیروں کستوری ہو گی' پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں کستوری کی خوشبو بکھیر دے گی' جس سے ان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا' پس جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آئیں گے' جب کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہو گا تو ان سے ان کے گھر والے کہیں گے: اللہ کی قسم! تم تو حسن و جمال میں پہلے سے زیادہ بڑھ گئے ہو۔ اور وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! تم بھی ہمارے بعد حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۱۔ مسلم (۲۸۳۳)' احمد (۳/ ۲۸۴۔ ۲۸۵)' ابن حبان (۷۴۲۵)

بيان الحيات والعقارب في النار

جہنم کے سانپوں اور بچھوؤں کا بیان

١٤٦٥۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ۔ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ يَقُوْلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٌ اَمْثَالَ اَعْنَاقِ الْبُخْتِ،يَلْسَعْنَ اللَّسْعَةَ، فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا. وَاِنَّ فِيْهَا لَعَقَارِبُ كَالْبِغَالِ الموكفة، يَلْسَعْنَ اللَّسْعَةَ،فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا)) [الصحيحة:٣٤٢٩]

صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ ہیں' جب وہ ڈنگ مارتے ہیں تو چالیس سال تک زہر کے درد کی شدت محسوس ہوتی رہتی ہے اور اس میں پالان رکھے ہوئے خچروں کی طرح کے (بڑے بڑے) بچھو ہیں' جب وہ ڈستے ہیں تو چالیس سال تک زہر کا اثر محسوس ہوتا رہتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۹۔ بیہقی فی البعث (۶۱۶)' حاکم (۴/ ۵۹۳)' ابن حبان (۷۴۷۱)' احمد (۴/ ۱۹۱)' ببعضہ

احتراق الجسم كله في النار الا الوجوه

چہرے کے علاوہ سارا جسم کا آگ میں جلنا

١٤٦٦۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا جابر بن عبداللہ ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللهِ ﷺ ((اِنَّ قَوْمًا يَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ، يَحْتَرِقُوْنَ فِيْهَا اِلَّا دَارَاتِ وُجُوْهِهِمْ، حَتّٰى يَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ)) [الصحيحة: ۳۰۵۵]

فرمایا: ”بعض لوگ جب جہنم سے نکالے جائیں گے تو ان کے چہرے کے علاوہ سارا وجود جل چکا ہوگا' پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۰۵۵۔ احمد (۳/ ۳۵۵)' بھذا اللفظ' سلم (۳۱۹/ ۱۹۱)' وابوعوانة (۱/ ۱۸۰)' مطولاً

بيان الخيمة في الجنة

جنت کے خیمے کا بیان

۱٤٦۷۔عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى بْنِ قَيْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: ((اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا، لِلْمُؤْمِنِ فِيْهَا اَهْلُوْنَ، يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ، فَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا)) [الصحيحة:۳۰٤۱]

ابوبکر بن ابوموسیٰ بن قیس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ”مومن کے لئے جنت میں ایک جوف دار موتی کا خیمہ ہوگا' جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی' اس میں مومن کے کئی گھر والے ہوں گے' مومن ان پر گھومے گا تو ان کا بعض دوسرے بعض کو نہیں دیکھ سکے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۵۴۱۔ بخاری (۳۲۴۳)' مسلم (۲۸۳۸)' احمد (۴/ ۴۰۰)

فوائد: جو والدین اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے خوبصورت دنیوی گھرانوں کے بارے فکر بھی کرتے ہیں اور عملی طور پر تگ و دو بھی کرتے ہیں' کیا انھوں نے اپنی اولاد کے لئے اخروی زندگی میں کامیابیوں کے بارے میں کبھی سوچا' اگر سوچا تو کتنی کوشش کی؟ مذکورہ بالا حدیث میں کیسے عظیم الشان جوڑوں اور عالی شان مسکنوں کا ذکر ہے۔ کیا ہماری اولاد کو یہ حق نہیں ملنا چاہئے؟ اگر ملنا چاہئے تو اس کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ یہ فیصلہ ہمیں خود کرنا ہوگا' لیکن شریعت کی روشنی میں۔

باب: من سعة الجنة

باب: جنت کی وسعت کا بیان

۱٤٦۸۔قَالَ ﷺ: ((اِنَّ مَابَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ فِي الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَمُعَاوِيَةَ بن حيدة' عتبة بْنِ غَزْوَانَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ: [الصحيحة: ۱٦۹۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت کے دروازوں کے دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سال مسافت کا ہے۔“ یہ حدیث سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا معاویہ بن حیدہ' سیدنا عتبہ بن غزوان اور سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۸۔ (۱) ابوسعید: احمد (۳/ ۲۹)' ابویعلی (۱۳۸۹)' (۲) معاویة بن حیدة: احمد (۵/ ۳)' ابن حبان (۷۳۸۸)' (۳) عتبة بن غزوان: مسلم (۲۹۶۷)' (۴) عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۱۱۶)

تاخذ النار بقدر الذنب

گناہوں کے مطابق آگ پہنچے گی

۱٤٦۹۔عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول

ﷺ یقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْھُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰی کَعْبَیْهِ، [وَمِنْھُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ]، وَمِنْھُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰی حُجْزَتِهٖ، وَمِنْھُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰی عُنُقِهٖ)). [الصحیحة: ٣٥٤٥]

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بعض جہنمیوں کو آگ ٹخنوں تک جلائے گی، بعض کو گھٹنوں تک جلائے گی، بعض کو کمر تک اور بعض کو گردن تک جلا دے گی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۵۴۵۔ مسلم (۲۸۴۵)، احمد (۵/ ۱۰، ۱۸)

فوائد: جہنم کی آگ نے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا شعور قبول کیا، جس کی روشنی میں وہ بندوں کو ان کے گناہوں کے مطابق جلا رہی ہے۔ کاش! اشرف المخلوقات بھی اپنے شعور و آگہی کو دنیا و آخرت دونوں کے لئے استعمال کر لیتے۔

بیان تربة الجنة

جنت کی مٹی کا بیان

١٤٧٠۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْیَهُوْدِ: اِنِّیْ سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ، وَهِیَ دَرْمَکَةٌ بَیْضَاءُ،فَسَاَلَهُمْ؟ فَقَالُوْا:هِیَ خُبْزَةٌ یَا اَبَا الْقَاسِمِ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْخُبْزَةُ مِنَ الدَّرْمَكِ)). [الصحیحة: ١٤٣٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کی بابت فرمایا: ”میں ان سے جنت کی مٹی، جو کہ میدے کی طرح سفید ہے، کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔“ پھر آپ نے ان سے سوال کیا۔ انھوں نے کہا: اے ابو القاسم! وہ روٹی کی مانند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روٹی بھی میدے کی ہی ہوتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۸۔ احمد (۳/ ۳۶۱)، ابونعیم فی صفة الجنة (۱۵۹)، والترمذی (۳۳۲۷)، مطولاً

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے جواب کی تصدیق کی۔ معلوم ہوا کہ اس وقت اہل کتاب کے بعض امور حق تھے۔

أمشاط اهل الجنة من الذهب

اہل جنت کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی

١٤٧١۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَهْلُ الْجَنَّةِ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ،وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ)). [الصحیحة:٢٨٦٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت کی کنگھیاں سونے کی ہوں گے اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لئے) خوشبودار لکڑی ہو گی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۸۶۹۔ حمیدی (۱۱۱۰)، بھذا اللفظ، بخاری (۳۲۴۵، ۳۲۴۶)، ومسلم (۱۵/ ۲۸۳۴)، ترمذی (۲۵۴۰)، من طریق آخر مطولاً

اول من یدخل الجنة الفقراء المهاجرون

جنت میں سب سے پہلے فقیر مہاجر داخل ہوں گے

١٤٧٢۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو،قَالَ:سَمِعْتُ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَوَّلُ ثُلَّةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ تُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، إِذَا أُمِرُوْا سَمِعُوْا وَأَطَاعُوْا، وَإِنْ كَانَتْ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ لَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ وَهِيَ فِيْ صَدْرِهِ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَدْعُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَأْتِيْ بِزُخْرُفِهَا وَزِيْنَتِهَا فَيَقُوْلُ أَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقُوْتِلُوْا وَأُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَدْخُلُوْنَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَتَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَسْجُدُوْنَ، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اٰثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا؟ فَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: هٰؤُلَاءِ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، وَأُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد ٢٤]))

[الصحيحة: ۲۵۵۹]

فرمایا: ”جنت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی جماعت فقیر مہاجروں کی ہوگی، جن کے ذریعے مکروہات سے بچا جاتا ہے جب انھیں حکم دیا جاتا تھا تو سنتے اور اطاعت کرتے تھے، اگر ان میں سے کسی کو بادشاہ سے کوئی ضرورت پڑ جاتی تو وہ پوری نہیں کی جاتی تھی، حتی کہ وہ مر جاتا اور وہ اس کے سینے میں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جنت کو بلائے گا، وہ زینت وسجاوٹ اور نمائش وآرائش کے ساتھ آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اعلان کرے گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جنھوں نے میرے راستے میں قتال کیا، ان سے قتال کیا گیا، انھیں میرے راستے میں تکالیف دی گئیں اور انھوں نے میرے راستے میں جدوجہد کی۔ (میرے بندو!) تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (یہ منظر دیکھ کر) فرشتے آ کر سجدہ کریں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے، لیکن یہ کون لوگ ہیں جنھیں تو نے ہم پر ترجیح دی؟ رب تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے ہیں جنھوں نے میرے راستے میں جہاد کیا، انھیں میرے راستے میں تکالیف دی گئیں۔ سو فرشتے ہر دروازے سے ان پر داخل ہو کر کہیں گے: ﴿تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا (بدلہ) ہے اس دارِ آخرت کا﴾“

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۹۔ اصفھانی فی الترغیب (۸۱۰)، احمد (۲/ ۱۶۸)، ابن حبان (۷۴۲۱)

صفات من يدخل الجنة اولا

جو پہلے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ان کی صفات

۱٤٧٣ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالثَّانِيَةُ عَلٰى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يَبْدُوْ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے اس طرح (چمکتے) ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے، پھر دوسرا گروہ داخل ہوگا جن کا رنگ آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح چمکتا ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے

مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَائِهَا)). [الصحيحة :١٨٣٦]

دو بیویاں ہوں گی' ہر بیوی نے ستر عمدہ پوشاکیں زیب تن کی ہوں گی اور ان کے بیچ میں سے ان کی پنڈلی کی ہڈی کا گودا نظر آ رہا ہوگا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۶۔ ترمذی (۲۵۳۵)' احمد (۳/ ۱۶)' طبرانی فی الاوسط (۹۱۹)

اول شیء یاکله اهل الجنة زیادة کبد الحوت

سب سے پہلی چیز جس کو جنتی کھائیں گے۔ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہے

١٤٧٤ ـعَنْ اَنَسٍ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: ((اَوَّلُ شَيْءٍ يَاكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ)) [الصحيحة: ٣٣٠٦]۔

سیدنا انس ﷛ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پہلی چیز جو جنتی لوگ کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۰۶۔ الطیالسی (۲۰۵۱)' ابونعیم فی الحلیۃ (۶/ ۲۵۲)' بخاری (۳۳۲۹)' احمد (۳/ ۱۰۸)' مطولاً من طریق آخر عنہ بنحوہ

بطحان ترعة من الجنة

وادی بطحان جنت کی ایک نہر ہے

١٤٧٤/م ـعَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((بُطْحَانُ عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٧٦٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وادیٔ بطحان جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۶۹۔ ابن حیویۃ فی حدیثہ (۳/ ۸/ ۱)' دیلمی (۲۱۷۴)' البزار (۱۲۰۰)' بخاری فی التاریخ (۲/ ۵۱' ۵۲)' ابن شبۃ فی تاریخ مدینۃ (۱/ ۱۶۷' ۱۶۸)

فوائد: اس قسم کی احادیث کے معانی و مفاہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ اگر کوئی تفصیل بیان کرنا چاہے تو وہ اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ وادیٔ بطحان جنت کی کسی نہر پر ہی ہے' اس کی حقیقت کو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہی کرنا پڑے گا۔

بیان صفات الجنة

جنت کی صفات کا بیان

١٤٧٥ ـعَنْ اَنَسٍ،اَنَّ النَّبِيَّ ﷺقَالَ: ((بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ،اِذَا عَرَضَ لِيْ نَهْرٌ حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ،قُلْتُ لِلْمَلَكِ مَاهٰذَا[يَا جِبْرِيْلُ]؟! قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَهُ اللّٰهُ،قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلٰى طِيْنِهٖ، فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا، ثُمَّ رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَرَاَيْتُ عِنْدَهَا نُوْرًا عَظِيْمًا)). [الصحيحة:٣٦١٠]

سیدنا انس ﷛ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: "میں جنت میں چل رہا تھا' اچانک ایک نہر تک جا پہنچا' اس کے کناروں پر لؤلؤ کے قبے تھے۔ میں نے فرشتے سے کہا: جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ وہی نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی۔" پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی پر مارا اور (مٹی کی جگہ پر) کستوری نکالی۔ "پھر سدرۃ المنتھی کو میرے سامنے لایا گیا' میں نے اس کے پاس بہت زیادہ نور دیکھا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۰۔ بخاری (۱۵۸۱)' ابوداود (۴۷۴۸)' ترمذی (۳۲۶۰) واللفظ له احمد (۳/ ۱۰۳)

باب: النعیم والعذب جسمانی

نعمتوں اور جسمانی عذاب کا بیان

۱٤۷٦ ـعَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ،قَالَ: قَامَ فِیْنَا مُعَاذُبْنُ جَبَلٍ،فَقَالَ: یَا بَنِيْ اَوْدٍاِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ: ((تَعْلَمُوْنَ الْمَعَادَ اِلَی اللّٰهِ،ثُمَّ اِلَی الْجَنَّةِ اَوْاِلَی النَّارِ،وَاِقَامَةٌلَا ظَعْنَ فِیْهِ،وَخُلُوْدٌ لَا مَوْتَ، فِيْ اَجْسَادٍ لَّاتَمُوْتُ)).
[الصحیحة:۱٦٦۸]

عمرو بن میمون اودی کہتے ہیں کہ ہم میں سیدنا معاذ بن جبل ﷛ کھڑے ہوئے اور کہا: اے بنو اود! میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے' پھر جنت یا جہنم کی طرف' وہ ایسی اقامت ہے کہ وہاں سے روانگی نہیں ہوگی' وہ ایسی ہمیشگی ہے کہ جس کو موت نہیں آئے گی اور ایسے جسم ہوں گے جو مرنے والے نہیں ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۶۸۔ حاکم (۱/ ۸۳)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۷۵)' والاوسط (۱۶۷۲)' من طریق آخر عنه

فوائد: ایک قبیلے کا نام ''اود'' ہے۔ اس قبیلے والوں کو بنو اود کہہ کر پکارا۔

ثلاثة لا ترى اعينهم النار

تین افراد کی آنکھیں جہنم کی آگ نہ دیکھیں گے

۱٤۷۷ ـقَالَ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَاتَرٰی اَعْیُنُهُمُ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِاللّٰهِ،وَعَیْنٌ حَرَسَتْ فِيْ سَبِیْلِ اللّٰهِ،وَعَیْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاوِیَةَبْنِ حَیْدَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبِيْ رَیْحَانَةَ، وَاَبِيْ هُرَیْرَةَ،وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کی آنکھیں روزِ قیامت آگ کو نہیں دیکھیں گی: وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی' وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیا اور وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے چشم پوشی کرتی رہی۔'' یہ حدیث سیدنا معاویہ بن حیدہ' سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا ابوریحانہ' سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا انس بن مالک ﷛ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۳۔ (۱) معاویة بن حیدة: طبرانی (۱۹/ ۴۱۶)' ابن عساکر (۳۸/ ۲۲۴)' (۲) ابن عباس: ترمذی (۱۶۳۹)' (۳) ابوریحانة: احمد (۴/ ۱۳۴۔۱۳۵)' حاکم (۲/ ۸۳)' (۴) ابوهریرة: حاکم (۲/ ۸۲)' بیهقی (۱/ ۴۸۸)' (۵) انس ﷜ ابویعلی (۴۳۴۶)' طبرانی فی الاوسط (۵۷۷۵)

فوائد: آنکھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے' اس کے بغیر دنیا اور دنیا کی آسائشیں اندھیر کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ اگر شریعت کی روشنی میں آنکھ کا استعمال کیا جائے تو یہ نعمت جنت کے حصول کا بہت بڑا سبب بن سکتی ہے۔

باب: ابواب الجنة والنار

باب: جنت اور جہنم کے دروازوں کا بیان

۱٤۷۸ ـعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ،قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺیَقُوْلُ: ((اَلْجَنَّةُلَهَا ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ، وَالنَّارُ لَهَا سَبْعَةُاَبْوَابٍ)).

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جنت کے آٹھ اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔''

[الصحيحة:١٨١٢]

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۲۔ احمد (۴/ ۱۸۵)' ابن سعد (۷/ ۴۳۰)' بیهقی فی الشعب (۴۲۶۱)

١٤٧٩ ـعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْجَنَّةُ مِئَةُ دَرَجَةٍ،مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَسِيْرَةُ مِئَةِ عَامٍ. وَقَالَ عَفَّانُ:كَمَابَيْنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ. وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً،وَمِنْهَا تَخْرُجُ الْاَنْهَارُ الْاَرْبَعَةُ،وَالْعَرْشُ مِنْ فَوْقِهَا، وَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ.تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.، فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ)). [الصحيحة: ٩٢٢]

سیدنا عبادہ بن صامت ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجات ہیں' ہر دو درجوں کے مابین سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔'' عفان کی حدیث میں ''زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے'' کے الفاظ ہیں۔ ''سب سے اعلیٰ و افضل درجہ فردوس ہے' وہیں چار نہریں رواں ہوتی ہیں' اس درجے کے اوپر عرش ہے' جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۹۲۲۔ ترمذی (۲۵۳۱)' احمد (۵/ ۳۱۶' ۳۲۱)' حاکم(۱/ ۸۰)

بيان لبنة الجنة و ملاطها

جنت کی اینٹوں اور اس کے گارے کا بیان

١٤٨٠ ـعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْقُوْفًا وَمَرْفُوْعًا: ((خَلَقَ اللّٰهُ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.الْجَنَّةَ،لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ، فَقَالَ لَهَا: تَكَلَّمِيْ، فَقَالَتْ: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [المومنون:١]، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: طُوْبٰى لَكِ،مَنْزَلَ الْمُلُوْكِ)).

[الصحيحة :٢٦٦٢]

سیدنا ابو سعید سے موقوفاً اور مرفوعاً روایت ہے کہ ''اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا' (تعمیر کا انداز یہ تھا کہ) ایک اینٹ سونے کی تھی' ایک اینٹ چاندی کی تھی اور گارا کستوری کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کہا: کلام کر۔ اس نے کہا: ﴿تحقیق مومن کامیاب ہو گئے ہیں۔﴾ (سورۂ مومنون: ۱) فرشتوں نے کہا: (اے جنت!) تیرے لئے خوشخبری ہو' تو تو بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۶۲۔ البزار (۳۵۰۷' ۳۵۰۸)' موقوفاً ومرفوعاً' ابونعیم فی صفة الجنة (۱۳۰)' بیهقی فی البعث (۲۳۶)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿واذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا ○ عالیهم ثیاب سندس خضر و استبرق﴾ [سورۂ دہر:] یعنی: ''وہاں جدھر بھی نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا سروسامان تمھیں نظر آئے گا۔ ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں۔'' جنتوں میں ادنی سے ادنی مسلمان کو بھی بادشاہوں کے پر تکلف اندازِ حیات سے کئی گنا اعلیٰ و افضل طرزِ حیات نصیب ہو گا۔

فهرسة الاعمال مكتوب على باب الجنة

اعمال کی فہرست جنت کے دروازے پر لکھی ہوئی ہے

١٤٨١ ـعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ،عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا ابو امامہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ فَرَاٰى عَلٰى بَابِهَا مَكْتُوْبًا: اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ)). [الصحيحة: ٣٤٠٧]

''ایک آدمی جنت میں داخل ہوا، وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے ایک دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرضے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۷۔ طبرانی فی الکبیر (۷۹۷۶)، بیهقی فی الشعب (۳۵۶۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ اعمال کے اجر وثواب کی فہرست جنت کے دروازوں پر آویزاں ہے۔ مومن اسے دیکھ کر خوش ہوں گے کہ یہی اعمال ہیں، جو انھوں نے سرانجام دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا اجر وثواب دیتے ہوئے انہیں جنت کا وارث بنا دیا ہے۔ ''الزکاة والسخاء والصدقة والھبة'' کے باب میں صدقہ کرنے اور قرض دینے والے کے اجر وثواب کا تذکرہ موجود ہے۔

قصر في الجنة لعمر بن الخطاب

عمر بن الخطاب کا جنت میں محل

١٤٨٢۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَاِذَا اَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَظَنَنْتُ اَنِّيْ اَنَا هُوَ، فَقُلْتُ وَمَنْ هُوَ؟ فَقَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، [قَالَ فَلَوْلَا مَا عَلِمْتُ مِنْ غَيْرَتِكَ لَدَخَلْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغَارُ؟])). [الصحيحة: ١٤٢٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا، اچانک سونے کا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: ایک قریشی جوان کا ہے۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ میرا ہی ہوگا (کیونکہ میں قریشی ہوں)۔ بہرحال میں نے پوچھا: وہ قریشی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''عمر! اگر تیری غیرت وحمیت کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں اس میں ضرور داخل ہو جاتا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کھا سکتا ہوں؟''

تخریج: الصحیحة ۱۴۲۳۔ ترمذی (۳۶۸۸)، نسائی فی الکبری (۸۱۲۷)، احمد (۳/ ۱۰۷، ۱۷۹)، ابن حبان (۶۸۸۷)

درجتين في الجنة لزيد بن عمرو بن نفيل

زید بن عمرو بن نفیل کے جنت میں دو درجے ہیں

١٤٨٣۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ لِزَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ دَرَجَتَيْنِ)). [الصحيحة: ١٤٠٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا اور زید بن عمرو بن نفیل کیلئے دو درجے دیکھے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۰۶۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲۱/ ۳۶۳)

فوائد: اس حدیث میں سیدنا زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کا بیان ہے۔

بيان الكوثر

١٤٨٤ـعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ،قَالَ:سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاالْكَوْثَرُ؟قَالَ: ((ذَاكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيْهِ اللّٰهُ. يَعْنِي. فِيْ الْجَنَّةِ، أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ،فِيْهِ طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزُرِ. قَالَ عُمَرُ: إِنَّ هٰذِهِ لَنَاعِمَةٌ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :أَكَلَتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا)).

[الصحيحة: ٢٥١٤]

کوثر کا بیان

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا: کوثر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے' اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹنیوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔'' سیدنا عمر ؓ نے کہا: وہ تو بڑے موٹے تازے پرندے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو کھانا اس سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۴۔ ترمذی (۲۵۴۲)' ابن جریر فی التفسیر (۳۰/ ۲۰۹)' احمد (۳/ ۲۳۷)

فوائد: کوثر وہ جنتی نہر ہے' جو اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے اس نہر کا پانی پینے کا موقع نصیب فرمائے۔ (آمین)

ذراری المسلمین فی الجنة وكفيلهم ابراهيم

١٤٨٥ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((ذَرَارِيُّ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ الْجَنَّةِ، يَكْفُلُهُمْ إِبْرَاهِيْمُ))

[الصحيحة:٦٠٣]

مسلمانوں کی اولاد جنت میں ہے ان کے کفیل ابراہیم ہیں

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے بچے جنت میں ہیں' حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ان کی کفالت کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۶۰۳۔ احمد (۲/ ۳۲۶)' ابن حبان (۷۴۳۶)' حاکم (۲/ ۳۷۰)

فوائد: مسلمانوں کے فوت ہونے والے نابالغ بچے جنتی ہیں' وہ اپنے والدین کے حق میں سفارش کریں گے' جیسا کہ آنے والی دوسرے نمبر کی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

باب: الشمس والقمر فی النار یوم القیامة

١٤٨٦ـعَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ الْمُخْتَارِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الدَّنَّاجِ : شَهِدْتُ أَبَاسَلِمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ جَلَسَ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ زَمَنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ،قَالَ: فَجَاءَ الْحَسَنُ فَجَلَسَ إِلَيْهِ

باب: آفتاب و ماہتاب روز قیامت آگ میں ہوں گے

عبدالعزیز بن مختار بن عبداللہ داناج کہتے ہیں کہ میں خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کے زمانے میں ایک مسجد میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے ساتھ بیٹھا تھا۔ حسن بھی آکے بیٹھ گئے' ہم گفتگو کرتے رہے' بیچ میں ابوسلمہ نے کہا: ہمیں سیدنا ابو ہریرہ ؓ

فَتَحَدَّثْنَا،فَقَالَ اَبُو سَلِمَةَ:حَدَّثَنَااَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ الْحَسَنُ: مَاذَنْبُهُمَا؟فَقَالَ: اِنَّمَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، فَسَكَتَ الْحَسَنُ۔ [الصحيحة:١٢٤]

نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن سورج اور چاند دوزخ میں لپٹے ہوئے ہوں گے اوران کا رنگ سرخ ہوگا۔'' حسن نے کہا: ان کا کیا گناہ ہوگا؟ سیدنا ابوہریرہ ؓ نے کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں۔ یہ سن کر حسن خاموش ہوگیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۔ طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۶۶۔۶۷)' بخاری (۳۲۰۰)' بغوی (۴۳۰۷)' مختصراً

فوائد: معلوم ہوا کہ جب نبی کریم ﷺ کوئی ارشاد فرما دیں' وہ کسی کی عقل کے موافق ہو یا نہ ہو' اسے بہر صورت اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہئے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے' جیسے چاہے اور جب چاہے کر سکنے کا بھرپور اختیار رکھتا ہے۔

الأولاد الصغار يدخل ابويه في الجنة

چھوٹے بچے اپنے والدین کو جنت میں داخل کریں گے

١٤٨٧۔عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ،قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَاَنَّهُ قَدْمَاتَ لِيْ اِبْنَانِ،فَمَا اَنْتَ مُحَدِّثِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيْثٍ تَطِيْبُ بِهٖ اَنْفُسُنَا عَنْ مَوْتَانَا؟ قَالَ: قَالَ: ((نَعَمْ، صِغَارُهُمْ دَعَامِيْصُ الْجَنَّةِ، يَتَلَقّٰى اَحَدُهُمْ اَبَاهُ.اَوْ قَالَ: اَبَوَيْهِ. فَيَاْخُذُ بِثَوْبِهٖ.اَوْ قَالَ: بِيَدِهٖ.كَمَا اٰخُذُ اَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هٰذَا،فَلَا يَتَنَاهٰى.اَوْقَالَ فَلَا يَنْتَهِيْ.حَتّٰى يُدْخِلَهُ اللّٰهُ وَاِيَّاهُ الْجَنَّةَ)).

[الصحيحة:٤٣١]

ابوحسان کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ ؓ کو بتایا کہ میرے دو بیٹے فوت ہو گئے ہیں' اب کیا تو رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث بیان کرے گا' جس سے ہمیں فوت شدگان کے بارے میں تسلی ہو جائے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں' (مومنوں کے) چھوٹے بچے جنت کے ایسا بچہ اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملاقات کرے گا' اس کے ہاتھ کو پکڑ لے گا' جس طرح میں نے تیرے کپڑے کا کنارہ پکڑا لیا ہے' اور اسے نہیں چھوڑے گا' حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے باپ کو جنت میں داخل کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۱۔ مسلم (۲۶۳۵)' احمد (۲/ ۴۸۸' ۵۱۰)

فوائد: لیکن والدین کو چاہئے کہ اگر ان کا کوئی معصوم ان سے جدا ہو جاتا ہے تو وہ اس کی موت پر صبر کا مظاہرہ کریں اور رنج و غم میں اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔

صنفان من اهل النار

جہنمیوں کی دو قسمیں

١٤٨٨۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا،قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں جانے والے دو قسم کے لوگ میں نے ابھی تک نہیں

الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَاالنَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوْسُهُمْ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَوَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا)) [الصحيحة:١٣١٦]

دیکھے۔ (۱) وہ لوگ جن کے پاس گائیوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوتے ہیں اور ان سے لوگوں کی پٹائی کرتے ہیں۔ اور (۲) وہ عورتیں جو بظاہر لباس میں ملبوس (یعنی مقام و مرتبے والی) ہوتی ہیں' لیکن اعمال سے کوری ہوتی ہے' لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں اور خود ان کی طرف مائل ہوتی ہے' اس کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی' حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے ہی محسوس کی جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۱۶۔ مسلم (۲۱۲۸)' احمد (۲/ ۳۵۵۔ ۳۵۶)

فوائد: نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں تو لوگوں کی یہ اقسام کالعدم تھیں' لیکن آجکل ایسے معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین صرف یہی دو قسمیں بستی ہیں۔ ہر طرف بے پردگی کا عروج ہے۔ نیم برہنہ جسموں کا بھوت رقص کناں ہے' بازاروں میں بے حیائی و بے شرمی و بدکاری کا سامان دستیاب ہے' عورتوں نے دو دو چار چار ہزاروں کی پوشاکیں زیب تن کر رکھی ہیں' لیکن اس کے باوجود وہ بے پردہ ہیں' چہروں کو یوں رنگ و روغن کیا ہوا ہوتا ہے کہ جنسی بے راہ روی کے شکار انسانی بھیڑیوں کی نگاہیں جم جاتی ہیں۔ والدین کی غیرت و حمیت کا جنازہ اٹھ گیا کہ ان کی بیٹیاں بازاریوں سے ناک کان چھدوا رہی ہیں' چوڑیاں پہن رہی ہیں' اپنے ہاتھوں اور بازوؤں پر مہندی کے ڈیزائن بنوا رہی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ وہ قسم ہے جو نبی کریم ﷺ کے عہد میں نظر نہیں آتی تھی۔ دوسری طرف انسانیت کی تذلیل کرنے والی سرکاری' نیم سرکاری اور پرائیویٹ تنظیمیں پورے جوبن پر ہیں' قتل و غارت گری پورے عروج پر ہے' مرنے والے کو کوئی علم نہیں کہ اسے کیوں مارا جا رہا ہے اور مارنے والا تو اپنی کارروائی کی وجہ دریافت کرنے کی سوچ و بچار سے ہی غافل ہے۔ انسانیت کا بالعموم اور مسلمانوں کا بالخصوص احترام خاک میں مل چکا ہے۔

باب: تفسیر طوبی

طوبی درخت کا بیان

١٤٨٩ ـ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((طُوْبٰى شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ، مَسِيْرَةُ مِئَةِ عَامٍ، ثِيَابُ اَهْلِ الْجَنَّةِ تَخْرُجُ مِنْ اَكْمَامِهَا)) [الصحيحة: ١٩٨٥]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت کا نام ''طوبیٰ'' ہے' اس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے اور جنتیوں کے کپڑے اس کی کلیوں کے غلاف سے تیار کردہ ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۸۵۔ احمد (۳/ ۷۱)' ابن جریر فی التفسیر (۱۳/ ۱۰۱)' ابن حبان (۷۲۳۰)

باب: طعام اهل الجنة من شجرها

اہل جنت کا کھانا

١٤٩٠ ـ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے

جَالِسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَسْمِعَكَ تَذْكُرُ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ لَا اَعْلَمُ فِي الدُّنْيَا اَكْثَرَ شَوْكًا مِنْهَا، يَعْنِي الطَّلْحَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ مَكَانَ كُلِّ شَوْكَةٍ مِثْلَ خُصْيَةِ التَّيْسِ الْمَلْبُوْ. الْمَخْصِيِّ. فِيْهَا سَبْعُوْنَ لَوْنًا مِنَ الطَّعَامِ لَايَشْبَهُ لَوْنُهُ لَوْنَ الْآخَرِ)). [الصحيحة ٢٧٣٤]

ساتھ بیٹھا ہوا تھا' ایک بدو آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو جنت کے ببول یا کیکر نامی درخت کا تذکرہ کرتے سنا' میرا خیال ہے کہ وہ تو ہمارے ہاں سب سے زیادہ کانٹوں والا درخت ہے (ان کے چبھنے سے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے تو جنت میں کیا بنے گا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے ہر کانٹے کے بدلے خصی بکرے کے خصیہ کی طرح کی ایک چیز پیدا کرے گا' اس میں ستر رنگ کے کھانے ہوں اور ہر ایک کا رنگ دوسرے کے رنگ سے مشابہ نہیں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۳۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۱۳۰)' وفی الشامیین (۴۹۲)' وابن ابی داود فی البعث (۷۰)

فوائد: جنت اور دنیا میں پائی جانے والی چیزوں کے نام تو ایک ہیں اور کیفیت و نوعیت میں جو فرق اور امتیاز رکھا گیا' دنیا میں اس کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

بیان الفردوس

جنت الفردوس کا بیان

١٤٩١ـ عَنْ سَمُرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ، وَهِيَ اَوْسَطُهَا وَاَحْسَنُهَا)). [الصحيحة:٣٠٠٢]

سیدنا سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فردوس تو جنت کا ٹیلہ (اونچا مقام) ہے' وہ جنت کا اعلیٰ وافضل اوراحسن واجمل حصہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۲۔ ابن جریر فی التفسیر (۱۶/ ۳۰)' ابونعیم فی صفة الجنة (۲/ ۲)' طبرانی (۶۸۸۵' ۶۸۸۶)

فوائد: یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ جب جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کی دعا کیا کرو۔

١٤٩٢ـ قَالَ ﷺ: ((قَوَائِمُ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اُمِّ سَلِمَةَ، وَاَبِي وَاقِدٍ۔ [الصحيحة:٢٠٥٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے منبر کے پائے جنت میں قائم ہیں۔'' یہ حدیث ام سلمہ اور ابو واقد ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۰۔ (۱) ام سلمة: نسائی (۶۹۷)' احمد (۶/ ۲۸۹' ۲۹۲)' (۲) ابو واقد ؓ: حاکم (۳/ ۵۳۲)

فوائد: یہ ممکن ہے کہ وہ جگہ حجر اسود کی طرح جنت سے منتقل ہوئی ہو۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کے معانی ومفاہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔

کل اهل النار یری مقصده من الجنة

ہر جہنمی جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا

١٤٩٣ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر

((كُلُّ أَهْلِ النَّارِ يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ)) فَيَقُولُ: لَوْأَنَّ اللّٰهَ هَدَانِي، فَيَكُونُ عليهم حسرة' وكل أهل الجنة يرى مقعده من النار' فيقول :لولا أن الله هداني' فيكون لَهُ شُكْرًا، ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿أَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتَا عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ﴾ [الزمر:٥٦]

[الصحيحة:٢٠٣٤]

جہنمی جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر کہے گا: ہائے کاش! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہوتی (تو میرا ٹھکانہ وہ ہوتا)۔ یہ چیز اس کے لئے باعثِ حسرت و ندامت ٹھہرے گی اور ہر جنتی جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر کہے گا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی (تو وہ میرا ٹھکانہ ہوتا)۔ یہ چیز اس کے لئے باعثِ شکرِ خدا ہوگی۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿(ایسا نہ ہو کہ) کوئی شخص کہے: ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے رہا۔﴾ (سورۂ زمر:۵۶)

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۴۔ احمد (۲/ ۵۱۲)' حاکم (۲/ ۴۳۵۔ ۴۳۶)' خطیب (۵/ ۲۴)

فوائد: یہ دنیا میں بے فکری اور من مانی طرزِ حیات کا نتیجہ ہے کہ جہنم میں جانے کے بعد بھی حسرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ سرسری اسلام کو ترک کر دیں اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی زندگی کے معاملات اور اسلامی احکام و مسائل کا آپس میں موازنہ کریں۔

لا يدخل الجنة شارد

بغاوت کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

١٤٩٤۔عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَالِدٍ،قَالَ: مَرَّ أَبُوْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ عَلَى خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ،فَسَأَلَهُ عَنِ أَلْيَنِ كَلِمَةٍ سَمِعَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كُلُّكُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَى اللّٰهِ شِرَادَ الْبَعِيْرِ عَلَى أَهْلِهِ)).

[الصحيحة:٢٠٤٣]

علی بن خالد کہتے ہیں کہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس سے گزرے' اس نے ان سے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے انتہائی نرم کلمے کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے ہر کوئی جنت میں داخل ہوگا' ماسوائے اس کے جس نے اللہ تعالیٰ پر اس طرح بغاوت کی' جس طرح اونٹ اپنے مالک پر بدک جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۳۔ احمد (۵/ ۲۵۸)' حاکم (۴/ ۲۴۷)' طبرانی فی الاوسط (۳۱۷۳)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات کو ترک کرنا اور محرمات و ممنوعات کا ارتکاب کرنا بغاوت اور سرکشی کی علامت ہے۔ جو اونٹ جس مالک کا کھاتا ہے اگر اسی کے سامنے بدکنا شروع کر دے تو اس کا کیا علاج کیا جاتا ہے' ہر کوئی جانتا ہے۔ جو شخص اپنے خیرخواہ اور غیرت مند مالک کے خلاف کام کرتا ہے' اسے کون سا انجام بھگتنا پڑتا ہے' ہر ایک کے لئے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی یہی ہے کہ جو بھی اس کے قوانین سے پہلو تہی اختیار کرے گا' اسے اس جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی' لیکن جب سزا کا وقت آئے گا تو اس وقت کا پچھتاوا' اس وقت کا افسوس اور اس وقت کی حسرت کچھ کام نہ آئے گی۔ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... فانما المؤمن كالجمل الانف' حيثما قيد انقاد۔) [ابن ماجہ] مومن کی مثال تو نکیل شدہ اونٹ کی طرح ہے' کہ جب اس کی

نکیل یا لگام پکڑ کر اس کے آگے آگے چلا جاتا ہے تو وہ مطیع ہو کر پیچھے پیچھے چل پڑتا ہے۔

بيان خصال الشهيد

شہید کے انعامات کا بیان

۱٤۹٥۔عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ،عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ خِصَالٌ۱.يُغْفَرُ لَهُ فِيْ أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ. ۲.وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ. (۳). وَيُحَلّٰى حِلْيَةَ الْإِيْمَانِ.(٤). وَيُزَوَّجُ [اِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً] مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ•(٥). وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (٦).وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ. (۷).وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ،الْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.(۸).وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ إِنْسَانًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ)) [الصحيحة:۳۲۱۳]

سیدنا مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ انعامات ہیں: (۱) خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی اسے بخش دیا جاتا ہے۔ (۲) وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ (۳) اسے ایمان کے زیور سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ (۴) بہتر (۷۲) موٹی آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی۔ (۵) اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (۶) وہ (قیامت کی) بڑی گھبراہٹ سے بے خوف رہے گا۔ (۷) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا‘ اس کا ایک موتی دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور (۸) اپنے گھر کے ستر افراد کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔“

تخریج: الصحيحة ۳۲۱۳۔ ترمذی (۱۶۶۳)‘ ابن ماجه (۲۷۹۹)‘ احمد (۴/ ۱۳۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے کلمے کے اعلاء کے لئے جہاد کرنے کا موقع نصیب فرمائے اور شہادت کی موت سے ہمکنار کر کے مذکورہ بالا خصائص سے متصف کر دے۔ (آمین)

بيان قصر جهنم

جہنم کی گہرائی کا بیان

۱٤۹٦۔عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الشَّعَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ أَنَّ حَجَرًا يُقْذَفُ بِهِ فِيْ جَهَنَّمَ، هَوٰى سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ قَعْرَهَا)) [الصحيحة:۲۱٦٥]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر پتھر کو جہنم میں پھینک دیا جائے تو وہ اس کی آخری تہہ تک پہنچنے کے لئے ستر سال تک گرتا رہے گا۔“

تخریج: الصحيحة ۲۱۶۵۔ ابویعلی (۷۲۴۳)‘ البزار (الکشف : ۳۴۹۴)‘ ابن حبان (۷۴۶۸)

فوائد: انسان کو جو زندگی عطا کی گئی‘ یہ انتہائی ناپائیدار اور بہت مختصر ہے‘ لہٰذا ایسا نہ ہو کہ یہ معمولی وقفہ دنیا کے بھنور میں گردش کرتے کرتے گزر جائے۔ دیکھئے! ناعاقبت اندیش لوگوں کا انجام‘ کہ آخرت کی جس گھاٹی میں انھوں نے ہمیشہ کے لے رہنا ہے‘ اس کی صرف تہہ تک پہنچتے پہنچتے ستر سال بیت جائیں گے۔

نعم الجنة اعلى النعم

جنت کی نعمتیں سب نعمتوں سے بہتر ہیں

۱٤۹۷۔عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ-رَضِيَ اللّٰهُ

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ مَا يَقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا، لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ خَوَافِقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهُ، لَطَمَسَ ضَوْءُ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمُسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ)). [الصحيحة:۳۳۹۶]

فرمایا: ''اگر جنت کی کسی ناخن کی مقدار سے کم چیز کو (دنیا) میں ظاہر کر دیا جائے تو آسمانوں اور زمین کے کنارے روشن ہو جائیں گے۔ اگر کوئی جنتی (دنیا میں) جھانکے اور اس کے کنگن نمودار ہوں تو (ان کی تابناکی کے سامنے) سورج کی روشنی بے نور ہو جائے گی جیسے سورج ستارے کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۹۶۔ ترمذی (۲۵۴۱)' احمد (۱/ ۱۶۹' ۱۷۱)' طبرانی فی الاوسط (۸۸۷۵)'

صفوء اساور الجنة

جنت کے کنگنوں کی چمک

۱٤۹۸۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((لَوْ كَانَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ مِئَةُ[اَلْفٍ]اَوْ يَزِيْدُوْنَ، وَفِيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَتَنَفَّسَ فَاَصَابَهُمْ نَفَسُهُ لَاحْتَرَقَ الْمَسْجِدُ وَمَنْ فِيْهِ)). [الصحيحة:۲۵۰۹]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا زائد افراد بیٹھے ہوں اور ان میں ایک جہنمی آدمی سانس لے تو اس کے اثر سے مسجد تمام لوگوں سمیت جل جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۰۹۔ البزار (الکشف: ۳۴۹۹)' ابویعلی (۶۶۷۰)' ابونعیم فی الحلیۃ (۴/ ۳۰۷)

فوائد: لیکن دوزخ میں رہنے والے ہمیشہ زندہ رہیں گے' ان کو کیسی عجیب و غریب قوت و طاقت دی جائے کہ وہ ایسے ٹھکانے میں پہنچ کر پھر بھی زندہ رہیں گے۔ انسانی عقل اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

يدخل من امتي سبعون الفا بغير حساب و مع كل الف سبعون الفًا

ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزارور بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے

۱٤۹۹۔قَالَ شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ: مَرِضَ ثَوْبَانُ بِحِمْصَ،وَعَلَيْهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ قُرْطٍ الْاَزْدِيُّ،فَلَمْ يَعُدْهُ، فَدَخَلَ عَلٰى ثَوْبَانَ رَجُلٌ مِنَ الْكَلَاعِيِّيْنَ عَائِدًا، فَقَالَ لَهُ ثَوْبَانُ: اَتَكْتُبُ؟فَقَالَ:نَعَمْ فَقَالَ: اُكْتُبْ، فَكَتَبَ لِلْاَمِيْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ :مِنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ،اَمَّا بَعْدُ،فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ لِمُوْسٰى وَعِيْسٰى مَوْلًى بِحَضْرَتِكَ لَعُدْتَهُ،ثُمَّ

شریح بن عبید کہتے ہیں: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ حمص کے علاقے میں بیمار ہو گئے' اس وقت عبد اللہ بن قرط ازدی حمص کا گورنر تھا' اس نے ان کی تیمارداری نہیں کی۔ ایک دن کلاعی قبیلے کا آدمی سیدنا ثوبان کے پاس آیا' ثوبان نے اس سے پوچھا: کیا تم لکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: لکھو۔ اس نے عبد اللہ بن قرط کو یہ خط لکھا: مولائے رسول ثوبان کی طرف سے' بات یہ ہے کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ کا غلام تیرے علاقے میں (میری طرح بیمار) ہوتا تو

طَوَى الْكِتَابَ، وَقَالَ لَهُ: أَتُبَلِّغُهُ إِيَّاهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ بِكِتَابِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى ابْنِ قُرْطٍ، فَلَمَّاقَرَاهُ قَامَ فَزِعًا،فَقَالَ النَّاسُ: مَاشَأْنُهُ؟أَحَدَثَ أَمْرٌ؟ فَأَتَى ثَوْبَانَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ، فَعَادَهُ، وَجَلَسَ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَ، فَأَخَذَ ثَوْبَانُ بِرِدَائِهِ، وَقَالَ:اِجْلِسْ حَتّٰى أُحَدِّثَكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ،سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا،لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ،مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا)) [الصحيحة:۲۱۷۹]

تو ضرور اس کی بیمار پرسی کرتا۔ پھر خط کو بند کر دیا اور سیدنا ثوبان نے اس سے پوچھا: کیا تم یہ خط اس تک پہنچا دو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ وہ خط لے کر چلا گیا اور ابن قرط تک پہنچا دیا۔ جب اس نے خط پڑھا تو گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے کیا ہو گیا ہے؟ آیا کوئی نیا معاملہ پیش آیا ہے؟ وہ سیدنا ثوبان ﷺ کے پاس آیا' ان کی بیمار پرسی کی' ان کے پاس کچھ دیر بیٹھا رہا اور جب اٹھ کر جانے لگا تو انھوں نے اس کی چادر پکڑ لی اور کہا: بیٹھ جاؤ' میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) افراد حساب و کتاب اور عقاب و عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے' اِن میں سے ہر ہزار کی تعداد کے ساتھ مزید ستر ہزار بھی داخل ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۷۹۔ احمد (۵/ ۲۸۰۔ ۲۸۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۴۱۳)' ابن ابی عاصم فی الآحاد (۴۵۵)

فوائد: یعنی آپ ﷺ کی امت کے انچاس لاکھ ستر ہزار (49,70,000) افراد کسی قسم کے حساب کتاب اور باز پرس کے بغیر جنت کے وارث بن جائیں گے۔

ثلاثة من الجنة يوجد على الارض

زمین پر جنت کی تین چیزیں اب بھی پائی جاتی ہیں

۱۵۰۰۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ فِيْ الْأَرْضِ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ:غَرْسُ الْعَجْوَةِ،وَأَوَاقٍ تَنْزِلُ فِيْ الْفُرَاتِ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ بَرَكَةِ الْجَنَّةِ، وَالْحَجَرُ))

[الصحيحة:۳۱۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی صرف تین چیزیں اس زمین میں اب بھی پائی جاتی ہیں: عجوہ کھجور کا درخت' اور حجرِ اسود۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۱۔ خطیب فی التاریخ (۱/ ۵۵)' ابن راھویه فی مسنده (۲۵۴)

اشياء الجنة يشبه ما فى الدنيا بالاسماء

جنت کی چیزیں دنیا کی چیزوں کے ساتھ صرف نام میں مشابہ ہیں

۱۵۰۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوْفًا: ((لَيْسَ فِيْ الْجَنَّةِ شَيْءٌ يُشْبِهُ [مَا] فِيْ الدُّنْيَا إِلَّا الْأَسْمَاءَ))

[الصحيحة: ۲۱۸۸]

سیدنا ابن عباس ﷺ کہتے ہیں: جنت میں جتنی چیزیں ہیں' صرف ناموں میں ان کی دنیوی چیزوں سے مشابہت ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۸۸۔ ابونعیم فی صفۃ الجنۃ (۲۱/ ۲)' الضیاء فی المختارۃ (۱۰/ ۱۷)' موقوفاً

فوائد: لیکن چیزوں کی خاصیات میں جوفرق پایا جاتا ہے' کوئی ذہن اس کا فیصلہ تو درکنار' اس کا تصور ہی نہیں کرسکتا۔

اهمية الإستجار من النار و السؤال الجنة سبع وات

سات مرتبہ آگ سے پناہ اور سات مرتبہ جنت کے سوال کی اہمیت

۱۵۰۲۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَا اسْتَجَارَ عَبْدٌ مِّنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فِي يَوْمٍ،إِلَّا قَالَتِ النَّارُ يَا رَبِّ إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا قَدِ اسْتَجَارَكَ مِنِّي فَأَجِرْهُ،وَلَا يَسْأَلُ اللهَ عَبْدٌ الْجَنَّةَ فِي يَوْمٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا قَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا سَأَلَنِي،فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ))

[الصحيحة: ٢٥٠٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی ایک دن میں سات دفعہ آگ سے (اللہ کی) پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے' تو اسے پناہ دے دے۔ اسی طرح جو آدمی ایک دن میں سات دفعہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرا فلاں بندہ تجھ سے میرا سوال کر رہا ہے' تو اسے جنت میں داخل کر دے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۰۶۔ ابویعلی (۶۱۹۲)' الضیاء فی صفۃ الجنۃ (۳/ ۸۹/ ۱)' البزار (۳۱۷۵)

فوائد: ہمیں چاہئے کہ ہم دن میں سات مرتبہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کریں اور سات مرتبہ جہنم سے اس کی پناہ طلب کریں۔

باب: عدد من يرد حوضه ﷺ

باب: حوض کوثر پر آنے والے لوگوں کی تعداد

۱۴۰۳۔عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ،قَالَ:كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ،فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا،فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَا أَنْتُمْ بِجُزْءٍ مِّنْ مِئَةِ أَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ مِنْ أُمَّتِي)). كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ:سَبْعُ مِئَةٍ أَوْ ثَمَانِ مِئَةٍ۔ [الصحيحة:١٢٣]

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے' ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا' میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: ”میری امت کے جو لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے تم ان کا لاکھواں (100,000 واں) حصہ بھی نہیں ہو۔“ زید بن ارقم سے پوچھا گیا: تم لوگ اس دن کتنے تھے؟ انھوں نے کہا: سات آٹھ سو تھے۔ (یعنی صحابہ کے بعد بھی بہت زیادہ لوگ مسلمان ہوں گے۔)

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۳۔ ابوداود (۵۷۴۶)' احمد (۴/ ۳۶۷' ۳۶۹' ۳۷۱)' حاکم (۱/ ۷۶)

فوائد: نبی کریم ﷺ کا حوض' جو حشر کے میدان میں واقع ہوگا' مربع شکل کا ہے اور اس کی وسعت ایک مہینہ مسافت جتنی ہے' اس کا پانی دودھ اور برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' اس کی مہک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس پر پڑے ہوئے آبخورے ستاروں کی تعداد میں ہیں' جو اس حوض کا مشروب ایک دفعہ پی لے گا' وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔ جنت سے آنے والے دو پرنالے اس میں گر رہے ہیں' ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔ [ماخوذ از روایات بخاری و مسلم] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حوضِ مبارک پر وارد ہونے والے سعادت مند بھاری تعداد میں ہوں گے' اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے خوش نصیبوں میں شامل

فرما لے۔ (آمین)

شدة النار و غفلة الناس

آگ کی سختی اور لوگوں کی غفلت

١٥٠٤۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَارَاَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا،وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا)) [الصحيحة:٩٥٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ جہنم جیسی (ہولناک) چیز سے بچنے والا سویا ہوا ہو اور یہ بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ جنت جیسے (نعمت کدے) میں داخل ہونے والا محو آرام ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۹۵۳- ترمذی (۲۶۰۱)' ابن المبارك فی الزهد (۲۷)' ابونعیم فی الحلية (۸/ ۱۷۸)

فوائد: یعنی جو آدمی جہنم سے آزادی حاصل کر کے جنت کو اپنے ورثے میں لینا چاہتا ہے تو وہ موت سے قبل محو آرام نہیں رہ سکتا ہے' وہ کسی نیک عمل پر کفایت نہیں کرسکتا ہے' بلکہ چڑھتا سورج اسے ازسر نو منصوبہ بندی کا سبق دیتا ہے' وہ ماضی میں کیے گئے اپنے نیک کارناموں پر شکر ادا کر کے مستقبل میں ان سے بڑھ کر اقدام کرنا چاہتا ہے' کیونکہ نہ صرف اس نے جہنم سے دور بھاگنا ہے' بلکہ جنت تک رسائی بھی حاصل کرنی ہے۔

من ای عمرة و حالة يبعث اهل الجنة و النار

اہل جنت اور جہنم کو کن عمروں اور کس حال میں اٹھایا جائے گا

١٥٠٥۔عَنِ الْمِقْدَامِ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ سِقْطًا وَلَا هَرِمًا.وَاِنَّمَا النَّاسُ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ. اِلَّا بُعِثَ ابْنَ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً،فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ كَانَ عَلٰى نُسْخَةِ آدَمَ،وَصُوْرَةِ يُوْسُفَ، وَقَلْبِ اَيُّوْبَ،وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ عُظِّمُوْا، اَوْفُخِّمُوْا كَالْجِبَالِ))

[الصحيحة: ٢٥١٢]

سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنی تخلیق کی تکمیل سے پہلے (یعنی ناکمل حالت میں) مر جائے یا انتہائی عمر رسیدہ ہو کر۔ اور لوگ ان دو عمروں کے درمیان ہی ہوتے ہیں۔ اسے تیس سال کی عمر (کا جوان بنا کر) اٹھایا جائے گا' اگر وہ جنتی ہوا تو حضرت آدم (علیہ السلام) کی ساخت' حضرت یوسف (علیہ السلام) کی صورت اور حضرت ایوب (علیہ السلام) کے دل پر ہوگا اور اگر جہنمی ہوا تو اس کے جسم کو پہاڑ کی مانند عظیم و جسیم بنا دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۲- ابو القاسم هبة الله الطبری فی الفوائد الصحاح (۱/ ۱۳۰/ ۲)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۸۰)

فوائد: جنتی کون ہے؟ تیس سال کی ابھرتی جوانی والا نوجوان اور جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے دراز قد' حضرت یوسف علیہ السلام کے حسنِ تام اور حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر و برداشت سے متصف ہوگا' جو ہر اچھی صفت میں اپنی مثال آپ ہی پیش کرے گا۔ لیکن اس نوجوان کے برعکس جہنمی کے وجود پر نگاہ ڈالیں کہ جس کی ایک داڑھ کی جسامت احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ [صحیحہ:۱۶۰۱]

باب: تفسیر ﴿اولئك هم الوارثون﴾

١٥٠٦ـعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا لَهُ مَنْزِلَانِ: مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ،فَاِذَا مَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ، وَرِثَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰی: ﴿اُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ﴾ [المومنون:١٠])). [الصحيحة: ٢٢٧٩]

تفسیر آیت ﴿اولئك هم الوارثون﴾

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر آدمی کے دو ٹھکانے ہیں: ایک ٹھکانہ جنت میں اور دوسرا جہنم میں ہے۔ اگر وہ مر کر جہنم میں چلا جاتا ہے تو جنتی لوگ اس کے ٹھکانے کے وارث بن جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿یہی لوگ وارث ہیں﴾ (سورۂ مومنون: ١٠)۔“

تخریج: الصحيحة ٢٢٧٩- ابن ماجه (٤٣٤١)' ابن ابی حاتم فی التفسیر (ابن کثیر: ٣/ ٢٦٨)' بیهقی فی الشعب (٣٧٧)

منبری هذا علی ترعة ما الجنة

١٥٠٧ـعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا:((مِنْبَرِيْ هٰذَاعَلٰی تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٣٦٣]

میرا یہ منبر جنت کے باغیچہ پر ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ منبر جنت کی نہروں یا باغیچوں میں سے ایک نہر یا باغیچے پر ہے۔“

تخریج: الصحيحة ٢٣٦٣- احمد (٢/ ٣٦٠٬٢٦٠، ٤٥٠)' ابن سعد (١/ ٢٥٣)' نسائی فی الکبری (٤٢٨٨)

فوائد: یہ ممکن ہے کہ وہ جگہ حجر اسود کی طرح جنت سے منتقل ہوئی ہو یا پھر اس کے معانی و مفاہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔

حقيقت الجهنم علی صام الدهر

١٥٠٨ـعَنْ اَبِي مُوْسٰی عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ صَامَ الدَّهْرَ،ضُيِّقَتْ عَلَيْهِ جَهَنَّمُ هٰكَذَا.وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ)) [الصحيحة:٣٢٠٢]

پورا زمانہ روزہ رکھنے والے پر جہنم تنگ کر دی جائے گی

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے پورا زمانہ روزے رکھے' اس پر جہنم اس طرح تنگ کر دی جائے گی۔“ پھر آپ نے نوے (٩٠) کی گرہ لگا کر اشارہ کیا۔

تخریج: الصحيحة ٣٢٠٢- ابوداود الطيالسی (٥١٤)' البزار (الکشف: ١٠٤١)' بیهقی (٤/ ٣٠٠)' احمد (٤/ ٤١٤)

فوائد: شریعت نے عبادات و معاملات کے سلسلے میں مکمل رہنمائی کی ہے اور ہر شعبے میں اعتدال کو بنیاد بنایا ہے۔ اسی بنا پر پورے زمانے کے روزوں سے منع کر دیا ہے' اب ایسا کرنا غلو فی الدین ہے۔ (٩٠) کی گرہ: انگشتِ شہادت کا سرا انگوٹھے کی جڑ پر رکھیں' پھر انگوٹھے کو انگلی کے ساتھ ملا دیں (کہ اندر گول دائرے کا سوراخ بن جائے)۔

دوام نعم الجنة

١٥٠٩ـعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ،لَا يَبْاَسُ،لَاتَبْلٰی ثِيَابُهُ،وَلَا يَفْنٰی

جنت کی نعمتوں کا دوام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو جنت میں داخل ہوگا' وہ خوشحال رہے گا' کبھی بدحال نہیں ہو

شَبَابُهُ)). [الصحيحة:١٠٨٦]

گا' اس کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی ماند نہیں پڑے گی۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۶۔ مسلم (۲۸۳۶)' احمد (۲/ ۳۶۹' ۴۰۷)' دارمی (۲۸۲۲)

فوائد: جنتی ہر وقت خوش باش اور سراسر نعمتوں میں گھرا ہوا ہوگا۔

موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا وما فیھا

جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے

١٥١٠۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَقَرَاَ: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُالدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾[آل عمران :١٨٥])).

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے' بیشک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیوی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۸۵)

تخریج: الصحیحة ۱۹۷۸۔ ترمذی (۳۰۱۷' ۳۲۸۸)' احمد (۲/ ۴۳۸)' حاکم (۲/ ۲۹۹)

بیان مجامعة ازواج الجنة

جنتی بیویوں سے ہمبستری کا بیان

١٥١١۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ:اَنَّهُ قِيْلَ لَهُ:اَنَطَاَفِي الجنة؟قال: ((نَعَمْ.وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ. دحما دحما، فاذاقام عنها رجعت مُطَهَّرَةً بِكْرًا)). [الصحيحة:٣٣٥١]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم جنت میں (اپنی بیویوں یا حوروں سے) صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ پرزور اور پرجوش انداز میں۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو وہ پھر پاک اور کنواری ہو جائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۵۱۔ ابن حبان (۷۴۰۲)' ابونعیم فی صفة الجنة (۳۹۳)' الضیاء فی صفة الجنة (۳/ ۸۳)

لا ینام اھل الجنة

جنتی سوئیں گے نہیں

١٥١٢۔قَالَ ﷺ: ((اَلنَّوْمُ اَخُوْالْمَوْتِ،وَلَا يَنَامُ اَهْلُ الْجَنَّةِ)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ،وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى۔ [الصحيحة:١٠٨٧]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نیند موت کی ہی ایک قسم ہے اور (اسی لئے) جنت والے نہیں سوئیں گے۔" یہ حدیث سیدنا جابر اور سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۷۔ (ا) ابونعیم فی صفة الجنة (۱۲۸/ ۲)' والحلیة (۷/ ۹۰)' الضیاء المقدسی فی صفة الجنة (۱۲۸/ ۲)

فوائد: جنتی ہر وقت بیدار رہ کر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

سعة جهنم

جہنم کی وسعت کا بیان

۱۵۱۳۔عَنْ مُجَاهِدٍ،قَالَ:قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :اَتَدْرِيْ مَاسِعَةُ جَهَنَّمَ؟ قُلْتُ لَا ، قَالَ: اَجَلْ وَاللّٰهِ مَاتَدْرِيْ،اِنَّ بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِهِمْ وَبَيْنَ عَاتِقِهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا،تَجْرِيْ فِيْهَا اَوْدِيَةُ الْقَيْحِ وَالدَّمِ . قُلْتُ:اَنْهَارًا؟قَالَ لَا،بَلْ اَوْدِيَةٌ،ثُمَّ قَالَ:اَتَدْرُوْنَ مَاسِعَةُ جَهَنَّمَ؟قُلْتُ:لَا قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ مَاتَدْرِيْ،حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهٖ:﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ﴾[الزمر:٦٧]،فَاَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟قَالَ: ((هُمْ عَلٰى جَسْرِ جَهَنَّمَ)) [اصحيحة:٥٦١]

امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا: کیا تجھے جہنم کی وسعت کا علم ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! آپ کو واقعی علم نہیں ہوگا۔ (سنو! ایک جہنمی کے) کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت کا ہوگا، وہاں پیپ اور خون کی وادیاں چل رہی ہوں گی۔ میں نے کہا: نہریں چلیں گی؟ انھوں نے کہا: نہریں نہیں، وادیاں۔ پھر فرمایا: کیا تجھے جہنم کی وسعت کا علم ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! آپ کو واقعی علم نہیں ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿اور ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔﴾ (سورۂ زمر: ٦٧) کہ اے اللہ کے رسول! (جب زمین و آسمان کی یہ کیفیت ہوگی تو) اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت وہ جہنم کے پل (یعنی پل صراط) پر ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۶۱۔ احمد (۶/ ۱۱۶۔۱۱۷)، ابن المبارک فی الزھد (زوائد : ۲۹۷)، حاکم (۲/ ۴۳۶)، ترمذی (۳۲۴۱) مختصراً

اطاعة الرسول سبب دخول الجنة

رسول ﷺ کی اطاعت جنت میں داخلے کا سبب ہے

۱۵۱٤۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ،لَتَدْخُلُنَّ الْجَنَّةَ كُلُّكُمْ اِلَّا مَنْ اَبٰى،وَشَرَدَ عَلَى اللّٰهِ كَشُرُوْدِ الْبَعِيْرِ، قَالُوْا وَمَنْ يَّاْبٰي اَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ؟فَقَالَ: مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ،وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى)) [الصحيحة:٢٠٤٤]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم سب کے سب جنت میں داخل ہو گے، ماسوائے ان کے جو انکار کر دیتے ہیں اور اونٹ کے بدکنے کی طرح (اللہ اور رسول کی) اطاعت سے باہر ہو جاتے ہیں۔'' صحابہ نے عرض کی: بھلا جنت میں جانے سے کون انکار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت

میں داخل ہونے سے) انکار کر دیا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۴۔ ابن حبان (۱۷)' طبرانی فی الاوسط (۸۱۲)

فوائد: جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا' بھلا وہ زبان سے جنت میں داخل ہونے کی خواہشات کا اظہار کرتا رہے' اس کا پورا وجود اس بات کی شہادت دے رہا ہوتا ہے کہ وہ جنت میں جانے سے انکار کر رہا ہے' کیونکہ زبانی دعووں اور خواہشوں سے تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا' جب تک عملی طور پر کوشش نہ کی جائے۔

النساء اكثر من الرجال في الجنة

۱۵۱۵۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ:اِفْتَخَرَتِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: النِّسَاءُ اَكْثَرُ مِنَ الرِّجَالِ فِي الْجَنَّةِ،فَنَظَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ:اَلَا تَسْمَعُوْنَ مَايَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ اَوَّلِ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ: ((**وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ،وَالثَّانِيَةُ كَاَضْوَءِ كَوَاكِبَ فِي السَّمَاءِ،وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ،وَلَيْسَ فِي الْجَنَّةِ عَزَبٌ**))

[الصحيحة:۲۰۰۶]

جنت میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہوں گی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مرد اور عورتیں فخر و مباہاۃ میں پڑ گئے۔ انھوں نے کہا: جنت میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو گی۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا: تم لوگ ابو ہریرہ کی بات نہیں سن رہے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت کے بارے میں فرمایا: "ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتے) ہوں گے اور دوسرے گروہ (کے چہرے) آسمان کے سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح (تابناک) ہوں گے' ہر ایک جنتی کی دو بیویاں ہوں گی' اس کی ہڈی کا گودا گوشت میں سے نظر آئے گا اور جنت میں کوئی مرد یا عورت کنواری نہیں ہو گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۰۶۔ اسلم الواسطی فی تاریخہ (۱۸۰)' مسلم (۲۸۳۴)' احمد (۲/ ۲۳۰' ۲۴۷) بنحوہ

فوائد: آج ہمیں جنت کی بعض چیزیں عجیب اور انوکھی محسوس ہوتی ہیں اور جب ہم ان شاء اللہ جنت میں پہنچیں گے تو وہاں کی ساری کی ساری چیزیں انتہائی حسین و جمیل ہوں گی۔

باب: من خصائصه ﷺ

۱۵۱۶۔عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ،قَالَ:قَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ:اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ،وَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ، وَمُوْسٰى كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا،فَمَاذَا اُعْطِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟قَالَ: ((**وُلْدُ آدَمَ كُلُّهُمْ تَحْتَ لِوَائِيْ يَوْمَ**

باب: خصائص نبوی ﷺ کا بیان

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول نے کہا: ابراہیم (علیہ السلام) خلیل اللہ ہیں' عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں اور موسیٰ (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ نے کلام کی ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا عنایت کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "روزِ قیامت آدم (علیہ السلام) کی ساری اولاد میرے

الْقِيَامَةِ،وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تُفْتَحُ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٤١١]

جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ میں وہ شخصیت ہوں جس کے لئے سب سے پہلے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۱۔ نوین فی حدیثه (۱/ ۱ قطعة منه)

فوائد: روزِ قیامت آپ ﷺ بنو آدم کے سردار ہوں گے' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انا سیدالناس یوم القیامة۔) [بخاری' مسلم] یعنی: میں روزِ قیامت لوگوں کا سردار ہوں گا۔ یہ آپ ﷺ کے دو امتیازات ہیں کہ آپ تمام لوگوں کے سیّد ہوں گے اور سب سے پہلے آپ کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

من تدخل فی النساء فی الجنة

عورتوں میں سے کون سی عورت جنت میں داخل ہوگی

١٥١٧ ـ عَنْ عَمَّارَةَ خُزَيْمَةَ،قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ عَمرِو بْنِ الْعَاصِ فِيْ حَجٍّ اَوْعُمْرَةٍ[فَاِذَا نَحْنُ بِامْرَاَةٍ عَلَيْهَا حَبَائِرُ لَهَا، وَخَوَاتِيْمُ،وَقَدْ بَسَطَتْ يَدَهَا عَلَى الْهَوْدَجِ]،فَقَالَ:نَرٰى غِرْبَانًا فِيهَا غُرَابٌ اَعْلَمُ،اَحْمَرُ الْمِنْقَارِ وَالرِّجْلَيْنِ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّامَنْ كَانَ مِنْهُنَّ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فِي الْغِرْبَانِ)) [الصحيحة:١٨٥٠]

عمارہ بن خزیمہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج یا عمرے کے موقع پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے' اچانک ایک عورت آئی' اس نے کنگن اور انگوٹھیاں پہن کر اپنا ہاتھ کجاوے پر پھیلا رکھا تھا۔ انھوں نے کہا: ہم اس گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا: ''ذرا دیکھو' کیا کوئی چیز نظر آ رہی ہے؟'' ہم نے کہا: کوے نظر آ رہے ہیں' ان میں ایک کوا سرخ چونچ اور سرخ پیروں والا ابھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں میں سے وہی عورت جنت میں داخل ہوگی جو ان کووں میں اس کوے کی طرح ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۰۔ احمد (۴/ ۱۹۷' ۲۰۵)' ابویعلی (۷۳۴۳)' نسائی فی الکبری (۹۲۶۸)

فضل الشهيد و ذم المشرك

شہید کی فضیلت اور مشرک کی مذمت کا بیان

١٥١٨ ـ عَنْ اَنَسٍ ـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُؤْتٰي بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ،فَيَقُوْلُ[اَللّٰهُ]لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ! خَيْرَ مَنْزِلٍ،فَيَقُوْلُ سَلْ وَتَمَنَّ ،فَيَقُوْلُ مَااَسْئَلُ وَاَتَمَنّٰى؟ اِلَّا اَنْ تَرُدَّنِيْ اِلَى الدُّنْيَا فَاُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ عَشْرَمَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ.وَفِيْ طَرِيْقٍ بِلَفْظِ: مِنَ الْكَرَامَةِ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی آدمی کو لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: آدم کے بیٹے! اپنے ٹھکانے کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! بہترین ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: سوال کر اور مزید تمنا کر۔ وہ کہے گا: میں کس چیز کا سوال کروں اور کس چیز کی تمنا کروں؟ ہاں' اگر تو مجھے دنیا کی طرف واپس لوٹا دے (تو ٹھیک ہے) تاکہ تیرے راستے میں دس دفعہ شہید ہو سکوں۔ وہ شہادت کی فضیلت و تکریم کی وجہ سے اس (خواہش کا اظہار کرے گا)۔ پھر جہنمی آدمی کو لایا جائے

وَيُؤْتٰى بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَيَقُوْلُ[اللّٰهُ]لَهُ يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَّ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! شَرَّ مَنْزِلٍ، فَيَقُوْلُ [الرَّبُّ. عَزَّوَجَلَّ.]: لَهُ اَتَفْتَدِيْ مِنْهُ بِطِلَاعِ الْاَرْضِ ذَهَبًا؟ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ نَعَمْ فَيَقُوْلُ: كَذَبْتَ، قَدْ سَاَلْتُكَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَاَيْسَرَ فَلَمْ تَفْعَلْ، فَيُرَدُّ اِلَى النَّارِ))

[الصحيحة:۳۰۰۸]

گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: اپنی منزل کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! بدترین منزل ہے۔ ربّ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو آزاد ہونے کے لئے زمین بھر سونا دے دے گا؟ وہ کہے گا: ہاں' اے میرے ربّ! اللہ تعالیٰ کہے گا: تو جھوٹا ہے' میں نے تو تجھ سے اس سے بھی کم اور آسان کا مطالبہ کیا تھا' لیکن تو نے نہیں کیا۔ پھر اسے آگ کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۸۔ احمد (۳/ ۲۰۷۔ ۲۰۸)' ابن حبان (۷۳)' حاکم (۲/ ۷۵)' نسائی (۳۱۶۲)' مختصراً بالشطر الاول' بخاری (۲۸۱۷)' ومسلم (۱۷۸۸)' مختصراً

فوائد: صحابہ کرام ؓ اپنی روزی کمانے کے لئے تجارت کرتے تھے' مزدوریاں کرتے تھے' کھیتی باڑی کرتے تھے' آباء واجداد کے ورثے سے ان کو بھی حصہ ملتا تھا' وہ دنیا کمانے کے لئے وقت نکالتے تھے اور اس وقت کے دشمنانِ اسلام کے بھی یہی کام تھے' لیکن صحابہ کرام کی بنیادی صفت یہ تھی کہ ہر کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت طلب کرتے تھے' اپنی تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتے تھے' اگر ضرورت پڑتی تو گراں مایہ اثاثے قربان کر دیتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان خصوصیات کی وجہ سے جنت مل جائے تو انسان کے حق میں یہ سودا بہت ہی سستا ہے۔

حارثه بن سراقة فى اعلى الفردوس

حارثہ بن سراقہ جنت الفردوس کے اعلیٰ و افضل حصہ میں ہے

۱۵۱۹۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ : اَنَّ حَارِثَةَ بْنَ سُرَاقَةَ خَرَجَ نَظَّارًا، فَاَتَاهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَتْ اُمُّهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَوْضِعَ حَارِثَةَ مِنِّيْ، فَاِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَاِلَّا رَاَيْتَ مَا اَصْنَعُ! قَالَ: فِيْ اَعْلَى الْفِرْدَوْسِ))۔

[الصحيحة: ۱۸۱۱]

انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حارثہ بن سراقہ ؓ جاسوسی کے لئے نکلے' اچانک ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ ان کی ماں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ حارثہ کا میرے ہاں کیا مقام تھا' اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں' وگرنہ آپ دیکھیں گے کہ میں (اس کی جدائی پر) کیا کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام حارثہ! جنت ایک نہیں ہے' بلکہ کئی جنتیں ہیں اور (تیرا بیٹا) حارثہ جنت یا جنت الفردوس کے اعلیٰ و افضل حصے میں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۱۔ احمد (۳/ ۱۲۴)' ابن سعد (۳/ ۵۱۰۔ ۵۱۱)' ابویعلی (۳۵۰۰)' بخاری (۲۸۰۹)' ترمذی (۳۱۷۴)' من طریق آخر عنه

ان النساء اذا دخلن الجنة فصارت ابكاراً

۱۵۲۰۔عَنِ الْحَسَنِ،قَالَ:اَتَتْ عَجُوْزٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ۔ فَقَالَ: ((يَا اُمَّ فُلَانٍ! اِنَّ الْجَنَّةَ لَاتَدْخُلُهَا عَجُوْزٌ)) قَالَ: فَوَلَّتْ تَبْكِيْ، فَقَالَ ((اَخْبِرُوْهَا اَنَّهَا لَا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوْزٌ،اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ:﴿اِنَّآاَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً. فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا. عُرُبًا اَتْرَابًا﴾ [الواقعة: ۳۵۔۳۷])). [الصحيحة:۲۹۸۷]

عورتیں جب جنت میں داخل ہوں گی تو کنواریاں ہوں گی

سیدنا حسن ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام فلاں! کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔'' وہ روتے ہوئے چل پڑی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتلا دو کہ یہ اس بڑھاپے کی عمر کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ہم نے ان کی بیویوں کو خاص طور پر بنایا ہے۔ اور ہم نے انھیں کنواریاں بنا دیا ہے۔ محبت والیاں اور ہم عمر ہیں﴾ (سورۂ واقعہ: ۳۵۔۳۷) (یعنی جوان ہو کر جنت میں جائے گی)۔''

تخریج: الصحيحة ۲۹۸۷۔ ترمذی فی الشمائل (۲۰۵)' بغوی فی التفسیر (۸/ ۱۴)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۷۸)

اشد الناس عذابا من امر بالمعروف ولم یاتیه

۱۵۲۱۔ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ،قَالَ: قِيْلَ لِاُسَامَةَ: لَوْ اَتَيْتَ فُلَانًا۔وَفِي الرِّوَايَةِ الْاُخْرٰى: عُثْمَانَ۔ فَكَلَّمْتَهُ۔زَادَفِي الْاُخْرٰى:فِيْمَا يَصْنَعُ؟۔قَالَ:اِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ اَنِّيْ اُكَلِّمُهُ اِلَّا اُسْمِعُكُمْ؟! اِنِّيْ اُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّدُوْنَ اَنْ اَفْتَحَ بَابًا لَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ،وَلَا اَقُوْلُ لِرَجُلٍ اِنْ كَانَ عَلَيَّ اَمِيْرًا:اِنَّهُ خَيْرُالنَّاسِ،بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُوْلُ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،فَيُلْقٰى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهُ.وَفِيْ رِوَايَةٍ:اَقْتَابُ بَطْنِهِ. فِي النَّارِ،فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ،

سب سے بدترین عذاب میں وہ ہوگا کہ جس نے دوسروں کو نیکی کا حکم دیا لیکن خود نیکی نہ کی

سیدنا ابو وائل ؓ نے کہا کہ کسی نے سیدنا اسامہ ؓ سے کہا: اگر آپ سیدنا عثمان ؓ کے پاس جائیں اور ان سے ان کے کئے کے بارے میں بات کریں؟ انھوں نے کہا: تمھارا یہ خیال ہوگا کہ میں ان سے جو گفتگو کروں گا وہ تمھیں بتا دوں گا؟ میں دروازہ کھولے بغیر ان سے رازدارانہ انداز میں بات کروں گا' کیونکہ ایک حدیث کی روشنی میں میں نہ یہ چاہتا ہوں کہ میں سب سے پہلے دروازہ کھولوں اور نہ میں اپنے امیر' اگر وہ واقعی امیر ہے' کے بارے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ خیر الناس ہے۔ کہا گیا: وہ کون سی حدیث ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کو روزِ قیامت لایا جائے گا' اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا' اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ چکی کے گرد

فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ،فَيَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ! مَا شَأْنُكَ؟ اَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟قَالَ:كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ، وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ)) [الصحيحة:۲۹۲]

گدھے کے گھومنے کی طرح ان کے اردگرد چکر لگانا شروع کر دے گا۔ اسے دیکھ کر لوگ کہیں گے: او فلاں! تجھے یہاں کیوں پھینکا گیا؟ تو تو ہمیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: میں تمھیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا' لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تمھیں تو برائی سے روکتا تھا' لیکن خود باز نہیں آتا تھا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۔ بخاری (۳۲٦۷)' مسلم (۲۹۸۹)' احمد (۵/ ۲۰۵' ۲۰۷)

فوائد: علمائے حق کے لئے بہت بڑی وعید ہے' ہر عالم اور مبلّغ کو چاہئے کہ وہ جو کچھ بیان کرتا ہے' اس پر خود بھی عمل کرے' وگرنہ نہ اس کی زبان میں کوئی تاثیر ہو گی اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہو گا۔

باب: الموحدون لا يخلدون في النار

باب: اہل توحید' جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے

۱٥۲۲ـعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْإِيْمَانِ)). [الصحيحة:۲٤٥۰].

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوا اسے بھی (بالآخر) جہنم سے نکال لیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۵۰۔ ترمذی (۲۵۹۸)' نسائی (۵۰۱۳)' ابن ماجه (٦۰)' الروایات مطولة ومختصرة' احمد (۳/ ۹۴)

فوائد: انسان کا مقام و مرتبہ اسی میں ہے کہ وہ ایمان و ایقان کے افضل و اعلیٰ مراتب سے متصف ہونے کی کوشش کرے تاکہ حشر کے میدان میں پہلی دفعہ ہی کامیاب و کامران ہو کر اور جہنم سے آزاد ہو کر جنت تک رسائی حاصل کر لے۔

ثلاثة في غمرات جهنم

تین آدمی جہنم کی سختیوں میں ہوں گے

۱٥۲۳ـعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَتَكَلَّمُ يَقُوْلُ: وُكِّلْتُ الْيَوْمَ بِثَلَاثَةٍ:بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ،وَبِمَنْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ،وَبِمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ،فَيَنْطَوِيْ عَلَيْهِمْ، فَيَقْذِفُهُمْ فِيْ غَمَرَاتِ جَهَنَّمَ)). [الصحيحة:۲٦۹۹]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کی آگ سے ایک لپٹ نکل کر یوں کلام کرے گی: تین افراد میرے سپرد کر دیئے گئے ہیں: (۱) ہر جبار اور سرکش، (۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بنانے والا فرد اور (۳) کسی کو ناحق قتل کرنے والا شخص۔ آگ کی وہ لپٹ ان کو لپیٹ لے گی اور انھیں جہنم کی سختیوں میں پھینک دے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۲٦۹۹۔ احمد (۳/ ۴۰)' عبد بن حمید (۸۹٦)' ابو یعلی (۱۱۴٦)

باب: من سعة الجنة وفضل الله فيها

باب: جنت کی وسعت اور اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا بیان

۱۵۲۴۔عَنْ اَنَسٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ،فَيَبْقٰى مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، فَيُنْشِئُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهَا. يَعْنِيْ خَلْقًا حَتّٰى يَمْلَأَهَا))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جب تک اللہ چاہے گا وہ وہاں ٹھہریں گے (ابھی تک جنت کے بعض مقامات خالی ہوں گے اس لئے) اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا کر کے اس کو بھر دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۰۔ احمد (۳/ ۱۵۲)' مسلم (۳۸/ ۲۸۴۸)' بخاری (۶۶۶۱' ۷۳۸۴)' من طریق آخر عنہ

باب: کل الناس یدخل النار

باب: سب لوگ آگ پر پیش ہوں گے

۱۵۲۵۔عَنِ السُّدِّيِّ،قَالَ:سَاَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ۔عَزَّوَجَلَّ۔ ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ [مریم:۷۱]

فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَرِدُ النَّاسُ [كُلُّهُمْ] النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ [مِنْهَا] بِاَعْمَالِهِمْ، [فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْعِ الْبَرْقِ،ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ، ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ،ثُمَّ كَالرَّاكِبِ،ثُمَّ شَدِّ الرِّجَالِ،ثُمَّ كَمَشْيِهِمْ])). [الصحیحۃ:۳۱۱]

سدی کہتے ہیں کہ میں نے مرہ ہمدانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے' یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی فیصل شدہ امر ہے﴾ (سورۂ مریم:۷۱) کے بارے میں پوچھا' انھوں نے مجھے بیان کیا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی یہ روایت بیان کی' آپ نے فرمایا: ''سارے لوگ جہنم میں آئیں گے' پھر اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے نکلتے جائیں گے' اول درجے والے لوگ بجلی کی چمک کی طرح' پھر ہوا کے چلنے کی طرح' پھر گھوڑے کے دوڑنے کی طرح' پھر عام سوار کی طرح' پھر مرد کے دوڑنے کے طرح اور پھر آدمی کے چلنے کی طرح وہاں سے نکل جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۱۔ ترمذی (۳۱۵۸)' احمد (۱/ ۴۳۵)' دارمی (۲۸۱۳)' حاکم (۲/ ۳۷۵' ۴/ ۵۸۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ جنت میں جانے والا ہر فرد پہلے جہنم میں گھسے گا' وہاں سے اپنے اعمال کی روشنی میں نکل کر جنت میں پہنچے گا۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر ہمیں کثرت سے اعمالِ صالحہ میں حصہ لینا چاہیے۔

باب: تمنی الکافر الفداء من النار

باب: کافر کی فدیہ دے کر جہنم سے نجات کی خواہش

۱۵۲۶. عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [يَا ابْنَ آدَمَ!كَيْفَ وَجَدْتَّ مَضْجَعَكَ؟ فَيَقُوْلُ شَرَّ مَضْجَعٍ. فَيُقَالُ لَهُ:]لَوْكَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آگ کے سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا آدمی سے پوچھیں گے: ابن آدم! کیسا ٹھکانہ ملا؟ وہ کہے گا: بدترین ٹھکانہ۔ اسے کہا جائے گا: اگر تیری ملکیت میں دنیا و ما فیہا ہوتا تو کیا تو (اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے

[كَذَبْتَ] قَدْ اَرَدْتُّ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ. وَفِيْ رِوَايَةٍفِيْ ظَهْرِ. آدَمَ اَنْ لَّاتُشْرِكَ[بِيْ شَيًا]، [وَّلَا اُدْخِلَكَ النَّارَ]،فَاَبَيْتَ اِلَّا الشِّرْكَ. فَيُؤْمَرُبِه اِلَى النَّارِ))

[الصحيحة:١٧٢]

لئے) وہ فدیے میں دے دیتا؟ وہ کہے گا: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: تو جھوٹا ہے' جب تو اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا' میں تجھے آگ میں داخل ہونے سے بچا لوں گا۔ لیکن تو نے اس بات کا انکار کر دیا' میرے ساتھ شرک کیا۔ پھر اسے جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۔ بخاری (۳۳۳۴)' مسلم (۲۸۰۵)' احمد (۳/ ۱۲۷' ۱۲۹)

فوائد: جن مسلمانوں اور مومنوں کو جنت میں داخلہ ملے گا' یقیناً یہ سودا ان کے حق میں بہت ہی سستا ہو گا کہ انہوں نے دنیا میں معمولی وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار کر اپنے معاملات کو شریعت کے سانچے میں ڈھالا ہوا تھا' آج اللہ تعالیٰ نے اتنی قدر کی کہ انہیں جنت میں داخل فرما دیا۔

(۱۰) اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ

حج اور عمرہ

رفع الصوت بالتلبية

تلبیہ کے ساتھ آواز کو بلند کرنا

۱۵۲۷۔عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ، فَإِنَّهَا مِنْ شَعَائِرِ الْحَجِّ)) [الصحيحة: ۸۳۰]

زید بن خالد جہنی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے اور انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! اپنے صحابہ کو حکم فرمائیں کہ وہ تلبیہ کے وقت اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ کیونکہ یہ شعائر حج میں سے ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۰۔ ابن ماجہ (۲۹۲۳)، احمد (۵/ ۱۹۲)، ابن خزیمہ (۲۶۲۸)، ابن حبان (۳۸۰۳)، حاکم (۱/ ۴۵۰)

فوائد: صحیح بخاری، کتاب الحج باب التلبية میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے تلبیہ کے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں: ﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ﴾ "حاضر اے میرے اللہ میں تیرے پاس حاضر، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر، تعریف اور نعمت تیری ہے اور بادشاہت بھی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔" اس حدیث کے مطابق حجاج کرام کو بآواز بلند تلبیہ پڑھنا چاہیے۔ بآواز بلند تلبیہ کہنا سنت ہے اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تلبیہ چھوڑنے والے پر جانور ذبح کرنا لازمی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ بغیر تلبیہ کے احرام بھی صحیح نہیں ہوتا۔ مذکورہ روایت میں بھی آپ نے تلبیہ کو شعائر حج میں سے کہا ہے۔ شعائر شعیرۃ کی جمع ہے اور یہ امتیازی علامت کو کہتے ہیں، تمام مظاہر اور ہر نظام کی امتیازی علامات کو ہی شعائر کہا جاتا ہے۔ مثلاً اذان، نماز با جماعت، مساجد وغیرہ یہ شعائر اسلام ہیں۔ گرجا، صلیب عیسائیوں کے، تلک، زنار، چوٹی اور مندر ہندوؤں کے، کڑا اور کرپان سکھوں کے۔ شعائر ہیں۔ اسی طرح صفا مروہ اور منیٰ و مزدلفہ یہ حج کے شعائر ہیں اور اسی طرح تلبیہ کو بھی حج میں امتیازی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یاد رہے! عمرہ میں طواف کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دینا چاہیے اور دوران حج جمرہ عقبہ کو آخری کنکری مارنے کے بعد تلبیہ ترک کر دینا چاہیے۔

فضل الحج والعمرة

حج وعمرہ کی فضیلت کا بیان

۱۵۲۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((أَدِيْمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ

ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے: حج اور عمرہ کرنے میں ہیشگی کرو۔ کیونکہ یہ فقر اور گناہ کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح

وَالذُّنُوْبَ، كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۸۵۔ طبرانی فی الاوسط (۳۸۲۶)، ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۳۲۰)

فوائد: حج صاحبِ استطاعت پر فرض ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑی سعادت بھی ہے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں حج وعمرہ جیسے عظیم عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ مسلمان ساری زندگی دو مقاصد کے حصول کے لیے شب و روز محنت و عبادت کرتا ہے (۱) ہر سچے مسلمان کی اولیں خواہش یہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرمادے۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ مجھے عزت و برکت والا وافر رزقِ حلال عطا کرے تاکہ میری تمام جائز ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ لوگو! حج وعمرہ کرنے میں ہیشگی کرو اور آگے ایک روایت کے الفاظ ہیں: ﴿تَابِعُوْا﴾ پے در پے حج وعمرہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہ معاف کرتے ہوئے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں اور گناہوں کی معافی بھی ایسی کہ جس طرح نومولود معصوم بچہ ہوتا ہے، نیز مال میں خیر و برکت ایسی کہ آدمی کبھی کسی کا محتاج نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من لم تطف البيت في النساء فلتطف باقامة الصلاة الصبح

جس عورت نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا وہ فجر کی نماز کھڑے ہونے کے ساتھ طواف کرے

۱۵۲۹۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ- وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوْجَ وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوْجَ- فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَطُوْفِيْ عَلٰى بَعِيْرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ)) فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ، فَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ۔ [الصحيحة:۲۹۹۲]

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس حال میں کہ آپ مکہ میں تھے اور آپ کا نکلنے کا ارادہ تھا، ام سلمہ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا جبکہ ان کا بھی نکلنے کا ارادہ تھا- تو آپ ؐ نے انھیں فرمایا کہ جب صبح کی نماز کھڑی ہو تو تو اپنے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کر لے جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں۔ پس انھوں نے ایسے ہی کیا، انھوں نے نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ مکہ سے نکل گئیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۲۔ بخاری (۱۶۲۶)، نسائی (۲۹۲۹)

۱۵۳۰۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَاطُفْتُ طَوَافَ الْخُرُوْجِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَطُوْفِيْ عَلٰى بَعِيْرِكِ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ)). [الصحيحة:۱۲۵۹]

ام سلمہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم میں نے طوافِ خروج (ودع) نہیں کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کھڑی ہو جائے تو لوگوں کے پیچھے سے اپنے اونٹ پر طواف کر لے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۹۔ نسائی (۲۹۲۹)، موطا (۱/ ۳۷۰، ۳۷۱)، من طریق آخر عنھا، نظر الحدیث السابق۔

فضل رمي الجمار

رمی الجمار کی فضیلت

١٥٣١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا رَمَيْتَ الْجِمَارَ كَانَ لَكَ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٥١٥]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو رمی جمار کرے گا تو وہ تیرے لئے قیامت کے دن روشنی ہوگی۔

تخريج: الصحيحة ٢٥١٥۔ البزار (الكشف ١١٤٠)

باب: من مناسك الحج

باب: مناسک حج کا بیان

١٥٣٢۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ، فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ)) [الصحيحة:٢٣٩]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کنکریاں مارلو تو تمہارے لئے عورتوں کے علاوہ ہر چیز حلال ہوگئی۔

تخريج: الصحيحة ٢٣٩۔ احمد (١/ ٢٣٤) مرفوعاً مناسك حج كا بيان ، نسائى (٣٠٨٦)، وابن ماجه (٣٠٤١)، موقوفاً على ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

١٥٣٣۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ حَجَّهُ فَلْيُعَجِّلِ الرِّحْلَةَ إِلٰى أَهْلِهِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأَجْرِهِ)). [الصحيحة:١٣٧٩]

حضرت عائشہ سے مرفوعاً روایت ہے، جب تم میں سے کوئی ایک اپنے حج کو پورا کرے تو وہ اپنے گھر کی طرف جلدی کرے۔ کیونکہ یہ زیادہ اجر کا باعث ہے۔

تخريج: الصحيحة ١٣٧٩۔ دارقطنى (٢/ ٣٠٠)، حاكم (١/ ٤٧٧)، بيهقى (٥/ ٢٥٩)

باب: عمرة التنعيم

باب: تنعیم سے عمرہ کرنا

١٥٣٤۔عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَرْدِفْ أُخْتَكَ عَائِشَةَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ، فَإِذَا هَبَطْتَّ الْأَكَمَةَ فَمُرْهَا فَلْتُحْرِمْ، فَإِنَّهَا عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ)) [الصحيحة :٢٦٢٦]

حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں، بے شک نبی ﷺ نے اُن سے کہا: اپنی بہن عائشہ کو پیچھے بٹھا اور تنعیم سے عمرہ کروا اور جب تو ٹیلے سے اترے تو اُس کو حکم دے تاکہ وہ احرام باندھے۔ پس بے شک یہ عمرہ قبول ہے۔

تخريج: الصحيحة ٢٦٢٦۔ حاكم (٣/ ٤٧٧)، احمد (١/ ١٩٨)، ابو داؤد (١٩٩٥)، بخارى (١٧٨٤)، و مسلم (١٢١٢) مختصراً۔

فوائد: تنعیم مکہ مکرمہ سے باہر تقریباً چار میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ کا نام ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایام مخصوصہ شروع ہونے کی وجہ سے حج سے پہلے آپ کا عمرہ فوت ہوگیا۔ اس لیے آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو کہا کہ اپنی بہن کو عمرہ کرالاؤ۔ یاد رہے! حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خود عمرہ نہیں کیا تھا۔ جو لوگ اس حدیث کو دلیل بنا کر بار بار تنعیم سے عمرہ کرتے ہیں' اس کا کوئی جواز اور ثبوت نہیں ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ اس موضوع پر سیر حاصل مواد تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فَقَدْ تَبَيَّنَ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ وَكُلُّهَا صَحِيْحَةٌ اَنَّ النَّبِيَّا اِنَّمَا بِالْعُمْرَةِ عَقِبَ الْحَجِّ بَدِيْلَ مَافَاتَهَا مِنْ عُمْرَةِ التَّمَتُّعِ بِسَبَبِ حَيْضِهَا ....اِذَا عَرَفْتَ

هَذَا ظَهَرَلَكَ جَلِيًّا عَنْ هَذِهِ الْعُمْرَةَ خَاصَةً بِالْحَائِضِ الَّتِي لَمْ تَتَمَكَّنْ مِنْ إِتْمَامِ عُمْرَةِ الْحَجِّ فَلَا تَشْرَعَ لِغَيْرِهَا مِنَ النِّسَاءِ الطَّاهِرَاتِ فَضْلًا عَنِ الرِّجَالِ بیان کردہ صحیح روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس لیے عمرہ کا کہا کہ اُن کا عمرہ حج تمتع میں حیض کی وجہ سے فوت ہو گیا تھا، ان واضح دلائل سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ تنعیم سے عمرہ صرف اُس عورت کے لیے ہے جس کا عمرہ حیض کی وجہ سے فوت ہو گیا۔ عام عورتوں کے لیے اس کا جواز نہیں ہے چہ جائیکہ مرد حضرات اس طرح عمرہ کرتے رہیں۔ جلیل القدر تابعی امام طاؤس رحمہ اللہ یہاں تک فرماتے ہیں: اَلَّذِيْنَ يَعْتَمِرُوْنَ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَا أَدْرِيْ أَيُؤْجَرُوْنَ عَلَيْهَا أَمْ يُعَذَّبُوْنَ ''میں نہیں جانتا کہ تنعیم سے عمرہ کرنے والوں کو اجر دیا جائے گا یا اُنہیں عذاب دیا جائے گا۔'' اسی طرح امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد 1 / 243 میں اس کے عدم جواز پر سیر حاصل کلام کیا ہے۔

باب: من مناسك الحج

باب: مناسک حج کا بیان

۱۰۳۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ، وَعَلَيْكُمْ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ)) [الصحيحة:١٠٣٤]

ابن عباس ؓ سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: وادئ محسر کے درمیان سے الگ رہو اور چنے کے دانے کے برابر کنکری مارنا تم پر لازم ہے۔

تخريج: الصحيحة ١٠٣٤۔احمد (١/ ٢١٩)، طحاوی فی المشكل (٢/ ٧٢)، بيهقی (٥/ ١١٥)

اظهار القوة للمشركين بالرمل

رمل کے ذریعہ سے مشرکین کو اپنی طاقت دکھانا

۱۰۳۶۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ قُرَيْشًا قَالَتْ: إِنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْعَامَ الَّذِيْ اعْتَمَرَ فِيْهِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((ارْمُلُوْا بِالْبَيْتِ، لِيَرَى الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَكُمْ)) فَلَمَّا رَمَلُوْا، قَالَتْ قُرَيْشٌ: مَا وَهَنَتْهُمْ۔ [الصحيحة:٢٥٧٣]

ابن عباس سے روایت ہے، قریش نے کہا! بلاشبہ محمد ﷺ اور اُس کے ساتھیوں کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ عمرہ والے سال مکہ آئے تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا، طواف بیت اللہ میں رمل کرو تا کہ مشرک تمہاری قوت دیکھ لیں۔ جب صحابہ نے رمل کیا تو قریش نے کہا اُن کو (یثرب کے) بخار نے کمزور نہیں کیا۔

تخريج: الصحيحة ٢٥٧٣۔ احمد (١/ ٣٧٣)، بخاری (٤٢٥٦) تعليقاً

فوائد: ﴿ارْمُلُوْا﴾ رَمَلَ يَرْمُلُ سے امر کا صیغہ ہے، مونڈھے ہلاتے ہوئے تیز چلنا یا لپک کر چلنا۔ یعنی ٹہل ٹہل کر پہلوانوں کی طرح چلنا۔ بیت اللہ کے پہلے تین چکروں میں حجر اسود سے لے کر رکن یمانی تک چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اور کندھے ہلا ہلا کر ہلکی ہلکی دوڑ لگانی چاہیے۔ اس کو عربی میں رمل کہتے ہیں۔

كيف الحصى

کنکری کیسی ہو؟

۱۰۳۷۔قَالَ ﷺ: ((ارْمُوْا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَمْعٍ مِّنَ

آپ ﷺ نے فرمایا: جمرہ کو چنے کے برابر کنکری کے ساتھ مارو۔ یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سنان بن سنہ، عبدالرحمٰن بن معاذ،

الصَّحَابَةِ مِنْهُم سِنَانُ بْنُ سَنَةَ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَعَاذِ التَّيْمِيُّ، وَأُمُّ سُلَيْمَانَ' ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، وَعُثْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ التَّيْمِيُّ، وَجَابِرٌ۔[الصحيحة:١٤٣٧]

ام سلیمان، ابن عمرو بن الاحوص، عثمان بن عبید التیمی اور جابر سے منقول ہے۔

تخريج: الصحيحة ١٤٣٤۔ احمد (٣/ ٣٤٣)، ابن سعد (٤/ ٣١٧)، احمد (٤/ ٥٬١٦/ ٣٧٤/ ٣٧٤)، بيهقى (٥/ ١٢٧)'احمد (٣/ ٥٠٣)، ابو داؤد (١٩٦٦)' دارمى (١٩٠٤)' ابو داؤد (١٩٤٤)' دارمى (١٩٠٥)' مسلم (١٢٩٩)' من فعله ﷺ ۔

ترغيب استمتاع من البيت

بیت اللہ سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب

١٥٣٨ ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اِسْتَمْتِعُوْا مِنْ هٰذَا الْبَيْتِ فَإِنَّهٗ قَدْ هُدِمَ مَرَّتَيْنِ وَيُرْفَعُ فِي الثَّالِثَةِ)) [الصحيحة:١٤٥١]

ابن عمر سے مرفوعا روایت ہے: بیت اللہ سے فائدہ حاصل کرو، اس کو دو مرتبہ گرایا گیا ہے اور تیسری مرتبہ اس کو اٹھالیا جائے گا۔

تخريج: الصحيحة ١٤٥١۔ ابن خزيمه (٢٥٠٦)' ابن حبان (٦٧٥٣)' حاكم (١/ ٤٤١)

١٥٣٩ ـ قَالَ ﷺ : ((اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ حَجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيْهِ وَلَا سُمْعَةَ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَبِشْرِ بْنِ قُدَامَةَ الضَّبَابِيُّ۔

[الصحيحة:٢٦١٧]

آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو ایسا حج بنا دے کہ اس میں ریا اور دکھلاوا نہ ہو، یہ حدیث انسؓ ابن عباس اور بشر بن قدامہ سے روایت کی گئی۔

تخريج: الصحيحة ٢٦١٧۔ ترمذى فى الشمائل (٣١٧)' ابن اماجه (٢٨٩٠)' طبرانى فى الاوسط (١٤٠٠)' بيهقى (٤/ ٣٣٢' ٣٣٣)

فوائد: حج بہت بڑی عبادت ہے، ہر عبادت میں نیت کی تطہیر ضروری ہے، اور بالخصوص حج کرتے ہوئے نیت صرف رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔ ریا، دکھلاوا اور نمود و نمائش سے اجتناب کرتے ہوئے کامل یکسوئی، اخلاص اور تواضع کے ساتھ کیا ہوا حج ہی حج مبرور کہلاتا ہے۔ سفرِ حج کی روانگی سے قبل عزیز رشتے داروں اور دوست واحباب سے ملاقات کرنا معیوب نہیں، البتہ نمود و نمائش اور تکلفات سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ اخلاص کی چادر پر کوئی دھبہ نہ لگے۔

باب: امره صلى الله عليه وسلم بفسخ الحج الى العمرة

باب: آپ کا حج ختم کر کے عمرہ کا حکم دینا

١٥٤٠ ـعَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَرْبَعٍ لَيَالٍ خَلَوْنَ أَوْ خَمْسٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فِيْ حَجَّتِهٖ وَهُوَ غَضْبَانُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَغْضَبَكَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ؟

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہتی ہیں کہ حج کے موقع پر ذوالحجہ کی چار یا پانچ راتیں گزری تھیں، آپ ﷺ غصے کی حالت میں میرے پاس آئے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، کس نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ اللہ اس کو آگ میں داخل کرے۔ آپ

فَقَالَ: ((أَمَا شَعَرْتِ أَنِّيْ أَمَرْتُهُمْ بِأَمْرٍ فَهُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ، وَلَوْكُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَاسُقْتُ الْهَدْيَ وَلَا اشْتَرَيْتُهُ حَتّٰى أَحِلَّ كَمَا حَلُّوْا)) [الصحيحة:۲۰۹۳]

ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا ہے اور وہ اس سے ہچکچا رہے ہیں۔ اگر مجھے اس بات کی پہلے خبر ہوتی جو بعد میں ہوئی ہے۔ تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور نہ ہی میں قربانی خریدتا یہاں تک کہ میں اُن کی طرح حلال ہو جاتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۹۳۔ اسحاق بن راھویہ فی مسندہ (۴/ ۱۲۶/ ۲)' مسلم (۱۳۰/ ۱۲۱۱)' احمد (۶/ ۱۷۵)' من طریق آخر۔

باب: الحج كل خمس سنين

باب: ہر پانچ سالوں میں حج کرنا

۱۰٤۱۔قالﷺ : ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: إِنَّ عَبْدًا أَصْحَحْتُ لَهُ جِسْمَهُ، وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِيْ الْمَعِيْشَةِ، تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَايَفِدُ إِلَيَّ، لَمَحْرُوْمٌ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ [الصحيحة: ١٦٦٢]

آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں بندے کو صحت اور مال عطا کروں، اور اُس پر پانچ سال گزر جائیں اور وہ میری طرف نہ آئے تو وہ محروم ہے۔ یہ حدیث ابوسعید اور ابوہریرہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۶۲۔ ابو یعلی (۱۰۳۱)' ابن حبان (۳۷۰۳)' بیھقی (۵/ ۲۶۲)

المشي برمي الجمار

جمرات کو کنکریاں مارنے کے لیے پیدل جانا اور آنا

۱۰٤۲۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَمَى الْجِمَارَ مَشٰى إِلَيْهَا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا)). [الصحيحة: ٢٠٧٢]

ابن عمر سے روایت ہے' بے شک نبی ﷺ جب جمرہ کو کنکریاں مارتے تو آپؐ اس کی طرف پیدل جاتے اور پیدل ہی لوٹتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۷۲۔ ترمذی (۹۰۰)' ابو داؤد (۱۹۶۹)' احمد (۲/ ۱۵۶)' بمعناہ۔

ايام التشريق ايام طعم و ذكر

ایام تشریق کھانے اور ذکر کے دن ہیں

۱۰٤۳۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :((أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ أَيَّامُ طُعْمٍ وَذِكْرٍ)) [الصحيحة:١٢٨٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایام تشریق کھانے اور ذکر کے دن ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۸۲۔ طبری فی التفسیر (۴/ ۲۱۱)' احمد (۲/ ۲۲۹)' طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۴۲۸)' ابن ماجہ (۱۷۱۹)

اى الحج مبرور

کون سا حج مبرور ہے

۱۰٤٤۔عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((بِرُّ الْحَجِّ إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَطِيْبُ الْكَلَامِ)) [الصحيحة:١٢٦٤]

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، حج کا مبرور ہونا کھانا کھلانا اور اچھا کلام ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۶۴- ابن عدی (۲/ ۲۱۴۲)' حاکم (۱/ ۳۸۳)' احمد (۳/ ۳۲۵)

فوائد: حج امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے بیت اللہ کا رخ کرتے ہیں، اتنے بڑے اجتماع میں حق تلفی اور کمی بیشی کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں، مگر حاجی صاحبان کو صبر و تحمل اور ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اپنے دوسرے بھائی کو اچھا کھانا کھلانا چاہیے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے دورانِ حج خرافات ولغویات سے پرہیز کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ ''جو شخص ان مہینوں میں حج کا عزم کرے اُس کے لیے دورانِ حج نہ جنسی چھیڑ چھاڑ جائز ہے نہ نافرمانی اور نہ ہی لڑائی جھگڑا''...... یاد رہے! ہر وہ حرکت یا کلام جو شہوت کو اکساتا ہو اس کو رفث کہتے ہیں، فسوق اور جدال اور اسی طرح دوسرے نافرمانی کے کام اگرچہ کسی حالت میں جائز نہیں تاہم بالخصوص دورانِ حج احرام کی حالت میں جب آدمی اپنے گناہوں کی معافی کے لیے اتنا لمبا سفر کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو اس کو یہ گناہ قطعاً زیب نہیں دیتے۔

الحج و العمرة ينفيان الذنوب

۱۰٤٥۔قَالَ ﷺ: ((تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔ [الصحيحة: ۱۲۰۰]

حج و عمرہ گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں

آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عمر بن خطاب اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۰۰- نسائی (۲۶۳۱)' ترمذی (۸۱۰)' نسائی (۲۶۳۲)' طبرانی (۱۳۶۵۱)' ابن الاعرابی فی معجمہ (۱۳۹۸)' ابن ماجہ (۲۸۸۷)' احمد (۱/ ۲۵)' البزار (۷/ ۱۱۳)

الحائض و النفساء لم تطف بالبيت

۱۰٤٦۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إِذَا أَتَتَا عَلَى الْوَقْتِ تَغْتَسِلَانِ وَتُحْرِمَانِ، وَتَقْضِيَانِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ)) [الصحيحة: ۱۸۱۸]

حائضہ اور نفاس والی عورت بیت اللہ کا طواف نہیں کریں گی

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: حائضہ اور نفاس والی عورت جب میقات آئے تو وہ غسل کرے اور احرام باندھے اور سوائے بیت اللہ کے طواف کے حج کے تمام ارکان ادا کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۱۸- ابو داؤد (۱۷۴۴)' احمد (۱/ ۳۶۴)' ترمذی (۹۴۵)' باختلاف یسیر۔

ما افضل الحج

۱۰٤۷۔عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَا أَفْضَلُ الْحَجِّ؟ قَالَ: ((اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ)).[الصحيحة:۱۵۰۰]

حج کا افضل ترین عمل کون سا ہے

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ حج کا سب سے زیادہ فضیلت والا عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: بلند آواز سے تلبیہ پکارنا اور زیادہ قربانیاں کرنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۰۰۔ ابو کبر القاضی فی مسند ابی بکر الصدیق (۲۵)' ترمذی (۸۲۷)' ابن ماجه (۲۹۲۴)' من طریق آخر عنه۔

اهمية الحاج و العمار

۱۰٤۸۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ، دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ، سَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ)).

[الصحيحة:۱۸۲۰]

حج اور عمرہ کرنے والوں کی اہمیت

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں، اللہ نے اُن کو بلایا تو اُنہوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور انہوں نے اللہ سے سوال کیا، تو اُس نے اُن کو عطا کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۰۔ البزار (الکشف ۱۱۵۳)' وله شاهد عنه ابن ماجه (۲۸۹۳)' من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

خمس من الدواب ليس على المحرم فى قتلهن جناح

۱۰٤۹۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)). [الصحيحة:۱۹۳]

محرم کو پانچ قسم کے درندوں کو قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، احرام والا پانچ قسم کے درندوں میں سے کسی کو بھی قتل کردے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ کوا، چیل، سانپ، چوہا، بچھو، کاٹنے والا کتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۔ بخاری (۱۸۲۶)' مسلم (۱۱۹۹)' ابو دائود (۱۸۴۶)' نسائی (۲۸۳۱)' ابن ماجه (۳۰۸۸)

فضل ماء زمزم

۱۰۵۰۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ، فِيْهِ طَعَامٌ مِّنَ الطُّعْمِ وَشِفَاءٌ مِّنَ السُّقْمِ، وَشَرُّ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءٌ بِوَادِيْ بَرَهُوْتَ بَقِيَّةٌ حَضَرَ مَوْتَ كَرِجْلِ الْجَرَادِ مِنَ الْهَوَامِّ، يُصْبِحُ يَتَدَفَّقُ،

زمزم کے پانی کی فضیلت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: زمین کی سطح پر سب سے بہترین پانی زمزم کا پانی ہے۔ کھانے والے کا کھانا اور بیمار کی شفا ہے اور سطح ارضی پر بدترین پانی وادئ برہوت کا پانی ہے جو حضر موت کا حصہ ہے۔ کیڑے مکوڑوں میں سے ٹڈی کے پاؤں کی طرح۔ صبح کے وقت اچھل کر نکلتا ہے اور شام کو اس میں کوئی تری

وَيُمْسِي لَابَلَالَ بِهَا)). [الصحيحة: ١٠٥٦]

نہیں ہوتی۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۵۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۱۶۷)' والاوسط (۳۹۲۴)' الضیاء فی المختارة (۱۳/ ۸۳)

رخصة الرمي للراعي بالليل

راعی کے لیے رات میں کنکریاں مارنے کی رخصت

١٥٥١ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّاعِيْ يَرْمِيْ بِاللَّيْلِ، وَيَرْعٰى بِالنَّهَارِ))

[الصحيحة:٣٠٤٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چرواہا رات کو کنکریاں مارلے اور دن کو جانور چرائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۶۔ طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۴۱۵)' بیہقی (۵/ ۱۵۱)' ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۶۶۹)

باب: جواز رمي الجمرات بالليل لعذر

باب: کسی عذر کی بنا پر رات کو کنکریاں مارنے کا جواز

١٥٥١ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّاعِيْ يَرْمِيْ بِاللَّيْلِ وَيَرْعٰى بِالنَّهَارِ))

[الصحيحة:٢٤٧٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چرواہا رات کو کنکریاں مارلے اور دن کو جانور چرائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۷۔ انظر الحدیث السابق۔

ما يكفي لحج و عمرة

حج وعمرہ کے لیے کیا کافی ہے

١٥٥٢ـعَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: (طَوَافُكِ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ يَكْفِيْكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)).

[الصحيحة: ١٩٨٤]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک نبی ﷺ نے اُن کو کہا: تیرا بیت اللہ کا طواف کرنا اور صفا مروہ کی سعی کرنا تیرے حج اور عمرے کیلئے کافی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۸۴۔ (مسلم (۱۳۳/ ۱۲۱۱)' ابو داؤد ۱۸۹۷)

باب: التقاط الجمرات من منى لا المزدلفة

باب: کنکریاں منیٰ سے اکٹھی کرنی چاہئیں نہ کہ مزدلفہ سے

١٥٥ـعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوْا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ غَدَاةَ جَمْعٍ: ((عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ)) وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ، حَتّٰى إِذَا دَخَلَ مِنًى فَهَبَطَ حِيْنَ

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہا: جب وہ عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح کو لوٹے۔ سکینت کو لازم پکڑو اور آپ اپنی اونٹنی کو روک رہے تھے۔ حتی کہ جب آپ منیٰ میں داخل ہوئے اور وادیٔ محسر میں اترے، آپ

هَبَطَ مُحَسِّرًا، قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ تُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ)) [الصحيحة: ٢١٤٤]

نے فرمایا: چنے کے دانے کے برابر کنکری کو لازم پکڑو۔ جس سے جمرہ کو مارا جائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۴۴۔ نبی کریم ﷺ کے اس عمل سے پتہ چلا کہ کنکریاں منی سے اکٹھی کرنی چاہیں نہ کہ مزدلفہ سے جبکہ پاک و ہند کے حج کی اکثریت مزدلفہ پہنچتے ہی کنکریاں جمع کرنے میں مصروف ہو جاتی ہے۔ نیز ان کنکریوں کو دھونا بھی ایک غیر ضروری کام ہے اور بدعت میں شامل ہے۔

الذنب من قطع السدر

بیری کاٹنے کا گناہ

١٥٥٥۔عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ [مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَاطِعُ السِّدْرِ يُصَوِّبُ اللّٰهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ))

[الصحيحة: ٦١٥]

بہز بن حکیم سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا معاویہ بن حیدہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیری کاٹنے والے کو اللہ جہنم میں غوطہ دے گا۔

تخریج: الصحیحة ۶۱۵۔ بیھقی (۶/ ۱۴۱)

لم يقف بعد الرمي

رمی کے بعد رکنا نہیں ہے

١٥٥٦۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَ إِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، مَضٰى وَلَمْ يَقِفْ))

[الصحيحة: ٢٠٧٣]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں، آپ ﷺ جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے تو بغیر ٹھہرے چلے جاتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۳۔ ابن ماجه (۳۰۳۳)' بخاری (۱۷۵۱)' ابن ماجه (۳۰۳۲)' من حديث ابن عمر رضی اللہ عنہما مثله۔

استلام الحجر والركن في كل طواف

ہر طواف میں حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونا

١٥٥٧۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ مَسَحَ، أَوْقَالَ :اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ فِي كُلِّ طَوَافٍ)) [الصحيحة: ٢٠٢٨]

ابن عمر سے روایت ہے، آپ ﷺ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو اس کو چھوتے یا کہا حجر اسود اور رکن یمانی کو ہر طواف میں چھوتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۲۸۔ احمد (۲/ ۱۸)' حاکم (۱/ ۴۵۷)' بیھقی (۵/ ۷۶)

فوائد: نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ الروضة الندية میں احادیث صحیحہ کے مطابق حجر اسود کو چھونے کے تین طریقے بیان فرماتے ہیں: (۱) حجر اسود کو بوسہ دینا۔ (۲) کسی چھڑی کے ذریعے حجر اسود کو چھونا پھر چھڑی کو بوسہ دینا۔ (۳) ہاتھ سے حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا۔ نیز بیت اللہ کے چار کونے ہیں۔ (۱) حجر اسود (۲) رکن یمانی (۳) رکن شامی (۴) رکن عراقی۔ حجر اسود اور رکن یمانی کو رکنین یمانیین اور رکن شامی اور رکن عراقی کو (جو حطیم کی جانب ہیں) رکنین شامیین کہتے ہیں۔

مشروعة الخطبة قبل الروية بيوم

آٹھ ذوالحجہ سے ایک دن پہلے خطبہ ارشاد فرمانا

۱۵۵۸۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ إِذَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ خَطَبَ النَّاسَ، فَأَخْبَرَهُمْ بِمَنَاسِكِهِمْ)) [الصحيحة:٢٠٨٢]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آپ ﷺ نے آٹھ ذی الحجہ سے ایک دن پہلے خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو مناسک حج بتلائے۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۸۲- حاكم (۱/ ۴۶۱)' بيهقى (۵/ ۱۱۱)

باب: من التلبية المجهولة عند اكثر الناس

باب: ایک تلبیہ جسے اکثر لوگ چھوڑ چکے ہیں

۱۵۵۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ ﷺ: لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ)) [الصحيحة:٢١٤٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ بھی آپ کا تلبیہ تھا (لبيك إله الحق) معبودِ برحق میں تیرے دربار پہ حاضر۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۴۶- نسائى (۲۷۵۳)' ابن ماجه (۲۹۲۰)' احمد (۲/ ۳۴۱، ۳۵۲)' ابن حزيمه (۲۶۲۴)

حمل ماء زمزم

زمزم کا پانی اٹھا کے لے جانا

۱۵۶۰۔عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ، وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ [فِي الْأَدَاوِيْ وَالْقِرَبِ، وَكَانَ يَصُبُّ عَلَى الْمَرْضٰى وَيَسْقِيهِمْ])

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ آبِ زم زم ساتھ اٹھا لاتی تھیں اور خبر دیتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی برتنوں اور مشکیزوں میں آبِ زم زم اٹھا لاتے تھے۔ اور آپ ﷺ آبِ زم زم مریض پر ڈالتے اور اُس کو پلاتے۔

تخریج: الصحيحة ۸۸۳- ترمذى (۹۶۳)' بخارى فى التاريخ (۳/ ۱۸۹)' بيهقى (۵/ ۲۰۲)

تخمر الوجه لحاجة

ضرورت کی وجہ سے چہرہ ڈھانپا

۱۵۶۱۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: ((كَانَ يُخَمِّرُ وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ))

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ احرام کی حالت میں اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۸۹۹- دارقطنى فى العلل ۳/ ۱۳

فوائد: بوقت ضرورت چہرہ ڈھانپا جا سکتا ہے البتہ سر نہیں ڈھانپنا چاہیے۔

بيان كثرة الزيارة من البيت

بیت اللہ کی کثرت سے زیارت کرنے کا بیان

۱۵۶۲۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَا يَزُورُ الْبَيْتَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِّنْ لَيَالِيْ مِنًى)) [الصحيحة:٨٠٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ ﷺ منیٰ کی راتوں میں سے ہر رات بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۸۰۴- طحاوى فى شرح المشكل (۱/ ۴۹۱)' طبرانى فى الكبير (۱۲۹۰۴)' بيهقى (۵/ ۱۴۶)' بخارى تعليقاً (قبل الحديث ۱۷۳۲)

باب: مشروعية التزام الملتزم في الطواف

باب: دوران طواف التزام سے چمٹنے کی مشروعیت کا بیان

۱۵٦۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَضَعُ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ وِذِرَاعَيْهِ وَكَفَّيْهِ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، يَعْنِيْ: فِيْ الطَّوَافِ))

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اپنے سینے، چہرے، بازو اور ہتھیلیوں کو طواف میں حجرِ اسود اور دروازے کے درمیان رکھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۳۸۔ ابو داؤد (۱۸۹۹)' ابن ماجه (۲۹٦۲)' عبد الرزاق (۹۰۴۳)' بیہقی (؟)

كل ايام التشريق ذبح

تشریق کے تمام دن ذبح کے ہیں

۱۵٦٤۔((كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَوْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ [الصحيحة: ۲٤۷٦]

تمام ایام تشریق ذبح کے ہیں۔ یہ حدیث جبیر بن مطعم، رسول اللہ ﷺ کے ایک اور صحابی، ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۷٦۔ احمد (۴/ ۸۲)' بیہقی (۹/ ۲۹۵)

فوائد: عیدالاضحیٰ کے بعد 11، 12 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں، اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کچھ اختلاف ہے لیکن راجح اور درست موقف یہی ہے کہ یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے۔ ان تین دنوں میں یوم النحر کا دن جمع کرلیں تو قربانی کے 4 دن بنتے ہیں۔ یوم النحر کو قربانی کرنا بلاشبہ بہتر ہے۔ البتہ 13 ذوالحجہ کی عصر تک قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے۔

كل فجاج مكة و طريق منحر

مکہ کی گلیاں اور راستے قربانی کی جگہیں ہیں

۱۵٦۵۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطَرِيْقٌ مَنْحَرٌ)) [الصحيحة: ۲٤٦٤]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکہ کی تمام گلیاں اور راستہ قربانی کی جگہ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴٦۴۔ ابو داؤد (۱۹۱۷)' ابن ماجه (۳۰۴۸)' احمد (۳/ ۳۲٦)' احمد (۴/ ۸۲)' طبرانی فی الاوسط (۸۹۵۲)

انتقال لحم الأضاحي من مكان إلى مكان

ایک جگہ سے دوسری جگہ قربانی کا گوشت منتقل کرنا

۱۵٦٦۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ: ((كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ ہم زادِ راہ کے لیے قربانی کا

الْهَدْيِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ)). [الصحيحة: ۸۰۵]

گوشت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ تک لے آیا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۰۵۔ احمد (۳/ ۳۰۹)' بخاری ۵۴۲۴' مسلم (۳۲/ ۱۹۷۲)

جواز تلعين على الداب الموذى

موذی جانور پر لعنت کرنے کا جواز

۱۵۶۷۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَدَغَ النَّبِيَّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ لَاتَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ، فَاقْتُلُوْهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ)). [الصحيحة: ۵۴۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نماز کی حالت میں ایک بچھو نے رسول اللہ ﷺ کو ڈسا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے، وہ نمازی اور غیر نمازی کو نہیں چھوڑتا۔ اس کو حرم کی حدود اور اسکے علاوہ (جہاں دیکھو) قتل کر دو۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۷۔ ابن ماجہ (۱۲۴۶)' ابن عدی فی الکامل (۲/ ۶۳۰)

فوائد: آپ ﷺ کا وجود مسعود بھی دیگر انسانوں کی طرح دکھ، درد اور تکلیف محسوس کرتا تھا، یعنی آپ نور نہیں تھے۔ نیز اگر آپ کو ہونے والے تمام معاملات کا علم ہوتا تو آپ بچھو کے ڈسنے سے محفوظ رہتے۔ یہ حدیث بھی اس مسئلہ پر دلالت کرتی ہے کہ آنے والے احوال پر مکمل علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہی ہے۔

التقصير على النساء

عورتوں میں صرف بال کٹوانا ہے

۱۵۶۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ، إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، عورتوں کے ذمے سر منڈوانا نہیں، عورتوں کے ذمہ صرف بال کٹوانا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۰۵۔ ابو زرعۃ فی تاریخ دمشق (ص ۲۵۳)' رقم ۷۳ ۱۳)' ابو داؤد (۱۹۸۵)' دارمی (۱۹۱۱)

باب: فضل التلبية والتكبير

باب: تلبیہ اور تکبیر کہنے کی فضیلت

۱۵۶۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا أَهَلَّ مُهِلٌّ قَطُّ إِلَّا بُشِّرَ، وَلَا كَبَّرَ مُكَبِّرٌ قَطُّ إِلَّا بُشِّرَ، قِيْلَ: بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے، جب بھی کوئی تلبیہ کہنے والا تلبیہ پڑھتا ہے تو اُسے بشارت دی جاتی ہے اور جب بھی کوئی اللہ اکبر کہنے والا اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کو بشارت دی جاتی ہے۔ کہا گیا جنت کی؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۲۱۔ طبرانی فی الاوسط (۷۷۷۵)' ابو الحسن اعربی فی الاعالی (۲۴۵/ ۲)

۱۵۷۰۔عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَامِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُوْ، ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُوْلُ: مَاأَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عام دنوں کی نسبت اللہ تعالیٰ عرفہ والے دن زیادہ بندوں کو جہنم سے آزادی دیتے ہیں۔ پھر قریب ہوتے ہوئے فرشتوں میں فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں، یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۱- مسلم (۱۳۴۸)' نسائی (۳۰۰۶)' ابن ماجه (۳۰۱۴)

باب: اصل الحجر الصمى وان الطاعون عذاب لقوم وشهادة للاخرين

باب:

۱۵۷۱- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِيْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً، فَأَتٰى عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ هٰذِهٖ؟)) قَالُوْا: نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً! فَقَالَ: ((مُرُوْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ.[وَلْتَحُجَّ]، [وَلْتُهْدِ هَدْيًا])).

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میری بہن نے نذر مانی کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: اس کی کیا حالت ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ آپ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ وہ ضرور سوار ہو اور چادر اوڑھے اور حج کرے اور ایک قربانی ذبح کرے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۰- بخاری (۶۹۷۴)' مسلم (۲۲۱۸)' مالك فی الموطا (۲/ ۸۹۶)' احمد (۱/ ۱۷۳، ۱۷۵)' مسلم (۵۷۸۲/ ۲۲۱۸)' بخاری (۵۷۲۸)' بنوه' بخاری (۶۹۷۳)' مسلم (۲۲۱۹)' مالك فی الموطا(۲/ ۸۹۴'۸۹۶)

باب: التحصيب سنة

باب: وادی محصب میں رات گزارنا مسنون ہے

۱۵۷۲- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ النُّزُوْلُ بِـ(الْأَبْطَحِ) عَشِيَّةَ النَّفْرِ)).

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منیٰ سے واپسی کے دن کی شام کو ابطح میں اترنا سنت ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۷۵- طبرانی فی الاوسط (۳۵۰۷)

باب: فضل الطواف والركعتين بعده

باب: طواف اور اس کے بعد دو رکعتیں ادا کرنے کی فضیلت

۱۵۷۳- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ [سَبْعًا]وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جس نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور دو رکعتیں پڑھیں (اس کا ثواب) گردن آزاد کرنے کے برابر ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۵- ابن ماجه (۲۹۸۹)' ترمذی (۹۵۹)' ابن خزیمه (۲۷۵۳) من طریق آخر عنه۔

ذنب قطع السدر الحرم

حرم کی بیری کاٹنے کا گناہ

۱۵۷۴۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَبْشِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ. [يَعْنِيْ:مِنْ سِدْرِ الْحَرَمِ])).

عبداللہ حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حرم کی بیری کو کاٹا' اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو جہنم میں الٹا کرے گا۔

تخريج: الصحيحة ٦١٤۔ ابو دائود (٥٢٣٩)' نسائی فی الکبری (٨٦١١)' بیھقی (٦/ ١٣٩)

لا تحج المراة بغير المحرم

عورت محرم کے بغیر حج نہ کرے

۱۵۷۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَحُجُّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ)) قَالَ رَجُلٌ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِيْ حَاجَّةٌ؟ قَالَ: ((ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت بغیر محرم کے قطعاً حج نہ کرے۔ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو روانہ ہوگئی ہے۔آپ نے فرمایا: لوٹ جا اور اُس کے ساتھ حج کر۔

تخريج: الصحيحة ٣٠٦٥۔ البزار (کمافی نصب الراية ٣/ ١٠)' طحاوی (١/ ٣٥٦)' دارقطنی (٢/ ٢٢٢)

تحريم الصوم فی ايام التشريق

ایام التشریق میں روزہ رکھنے کی حرمت کا بیان

۱۵۷۶۔عَنْ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا عَلٰى جَمَلٍ يَتْبَعُ رِحَالَ النَّاسِ بِمِنًى، وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ شَاهِدٌ، وَالرَّجُلُ يَقُوْلُ: ((لَاتَصُوْمُوْا هٰذِهِ الْأَيَّامَ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ)) قَالَ قَتَادَةُ: فَذُكِرَ لَنَا أَنَّ ذٰلِكَ الْمُنَادِيْ كَانَ بِلَالًا۔

حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے اونٹ پر ایک آدمی کو دیکھا کہ جو منیٰ میں لوگوں کی قیام گاہوں میں جارہے تھے اور نبی ﷺ بھی موجود تھے۔اور آدمی کہہ رہا تھا، ان دنوں روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔قتادہ نے کہا ہمیں یہ بات بتائی گئی کہ وہ اعلان کرنے والے حضرت بلال تھے۔

تخريج: الصحيحة ٣٥٧٣۔ احمد (٣/ ٤٩٤)' نسائی فی الکبیر (٢٨٧٥)' دارقطنی (٢/ ٢١٢)

السعی بين الصفا والمروة

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا

۱۵۷۷۔عَنْ أُمِّ وَلَدِ شَيْبَةَ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَايُقْطَعُ الْأَبْطَحُ إِلَّا شَدًّا)).

ام ولد شیبہ کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ رہے تھے اور فرمارہے تھے ،ابطح کو دوڑ کر ہی طے کیا جائے گا۔

تخريج: الصحيحة ٢٤٣٧۔ ابن ماجه (٢٩٨٧)' احمد (٦/ ٤٠٤' ٤٠٥)' طبرانی فی الکبیر (٢٥/ ٩٧)

باب: امره صلی الله عليه وسلم اهله

باب: نبی ﷺ کا اپنے گھر والوں کو حج کے ساتھ عمرہ

بالتمتع بالعمرة الى الحج

۱۵۷۸۔عَنْ أَبِی عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، أَنَّهُ حَجَّ مَعَ مَوَالِیهِ، قَالَ: فَأَتَیْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: یَاأُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ! إِنِّی لَمْ أَحُجَّ قَطُّ، فَبِأَیِّهِمَا أَبْدَأُ، بِالْحَجِّ أَوْبِالْعُمْرَةِ؟ قَالَتْ إِنْ شِئْتَ فَاعْتَمِرْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ، وَإِنْ شِئْتَ فَبَعْدَ أَنْ تَحُجَّ،فَذَهَبْتُ إِلَى صَفِیَّةَ، فَقَالَتْ لِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَرَجَعْتُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِ صَفِیَّةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺیَقُوْلُ: ((یَاآلَ مُحَمَّدٍ! مَنْ حَجَّ مِنْكُمْ فَلْیُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فِیْ حَجَّةٍ))

[الصحیحة:۲٤٦۹]

کرنے کا حکم

ابو عمران جونی سے روایت ہے، انہوں نے اپنے غلاموں کے ساتھ حج کیا۔کہتے ہیں، میں ام سلمہ کے پاس آیا اور کہا اے مومنو کی ماں میں نے کبھی حج نہیں کیا، حج اور عمرہ میں سے میں کس کے ساتھ آغاز کروں؟ انہوں نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو حج سے پہلے عمرہ کر لے اور اگر چاہتا ہے تو حج کے بعد عمرہ کر لے۔ چنانچہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے بھی مجھ سے وہی کہا، پھر میں حضرت ام سلمہ کے پاس آیا اور سیدہ صفیہ کی بات اُنہیں بتائی تو ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: اے آل محمد تم میں سے جو حج کرے وہ حج میں عمرے کا احرام ضرور باندھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۶۹۔ احمد (۶/ ۲۹۶، ۳۱۷)، طحاوی (۱/ ۳۷۹)، ابن حبان (۳۹۲۰)

باب: تفضل الله على الحجاج فی عرفة ومزدلفة بالمغفرة

۱۵۷۹۔عَنْ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهُ غَدَاةَ جَمْعٍ: ((یَابِلَالُ أَسْكِتِ النَّاسَ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَطَوَّلَ عَلَیْكُمْ فِیْ جَمْعِكُمْ هٰذَا، فَوَهَبَ مُسِیْئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ، وَأَعْطٰی مُحْسِنَكُمْ مَاسَأَلَ، اِدْفَعُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ))

[الصحیحة:۱٦۲٤]

باب: عرفہ ومزدلفہ میں حاجیوں پر اللہ تعالیٰ کا مغفرت کے ذریعے انعام وفضل کرنا

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے اُن کو مزدلفہ کی صبح کہا، اے بلال لوگوں کو خاموش کرا، پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجتماع پر نظر دوڑائی ہے اور تمہارے نیکوں کی برکت سے تمہارے بروں کو معاف فرمادیا۔ اور نیکوں نے جو مانگا اُنہیں عطا کر دیا۔ اب اللہ کا نام لے کر چلو۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۲۴۔ ابن ماجه (۳۰۲۴)

باب: توسیع الکعبة وفتح باب آخر لها

۱۵۸۰۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((یَاعَائِشَةُ! لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِیْثُ عَهْدٍ بِشِرْكٍ، [وَلَیْسَ

باب: بیت اللہ کی توسیع اور اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولنے کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تیری قوم نے نیا نیا شرک نہ چھوڑا ہوتا [اور میرے

عِنْدِیْ مِنَ النَّفَقَةِ مَایُقَوِّیْ عَلٰی بِنَائِهٖ]،[لَاَنْفَقْتُ كَنْزَالْكَعْبَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَ]لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ، فَاَلْزَقْتُهَا بِالْاَرْضِ، [ثُمَّ بَنَیْتُهَا عَلٰی مَاَسَاسِ اِبْرَاهِیْمَ] وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَیْنِ [مَوْضُوْعَیْنِ فِی الْاَرْضِ]بَابًا شَرْقِیًّا [یَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ]وَبَابًا غَرْبِیًّا[یَخْرُجُوْنَ مِنْهُ] وَزِدْتُ فِیْهِ سِتَّةَ اَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ- وَفِیْ رِوَایَةٍ: وَلَاَدْخَلْتُ فِیْهَا الْحِجْرَ، فَاِنَّ قُرَیْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَیْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ، ([فَاِنْ بَدَا لِقَوْمِكَ مِنْ بَعْدِیْ اَنْ یَبْنُوْهُ، فَهَلُمِّیْ لِاُرِیَكَ مَا تَرَكُوْا مِنْهُ فَاَرَاهَا قَرِیْبًا مِنْ سَبْعَةِ اَذْرُعٍ]) وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْهَا قَالَتْ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺعَنِ الْجَدْرِ- اَیْ : الْحِجْرِ- اَمِنَ الْبَیْتِ هُوَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ فَلِمَ لَمْ یُدْخِلُوْهُ فِی الْبَیْتِ؟ قَالَ: ((اِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ)). قُلْتُ: فَمَا شَاْنُ بَابِهٖ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: ((فَعَلَ ذَالِكَ قَوْمُكِ لِیُدْخِلُوْا مَنْ شَاؤُوْا، وَیَمْنَعُوْا مَنْ شَاؤُوْا- وَفِیْ رِوَایَةٍ: تَعَزُّزًا اَنْ لَّایَدْخُلَهَا اِلَّا مَنْ اَرَادُوْا، فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَدْخُلَهَا یَدَعُوْنَهٗ یَرْتَقِیْ، حَتّٰی اِذَا كَادَ اَنْ یَدْخُلَ، دَفَعُوْهُ، فَسَقَطَ- وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِیْثٌ عَهْدُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ، فَاَخَافُ اَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ، لَنَظَرْتُ اَنْ اُدْخِلَ الْجَدْرَ فِی الْبَیْتِ، وَاَنْ اُلْزِقَ بَابَهٗ بِالْاَرْضِ)) [فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَیْرِ، هَدَمَهَا، وَجَعَلَ لَهَا بَابَیْنِ](وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَذٰلِكَ الَّذِیْ حَمَلَ ابْنُ الزُّبَیْرِ عَلٰی

پاس خرچہ بھی نہیں جس سے اس کی عمارت مضبوط کروں]،[تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا]اور کعبہ کو گرا دیتا اور زمین کے ساتھ ملا دیتا۔ پھر میں اُس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا اور زمین کے ساتھ ملے ہوئے دو دروازے بناتا۔ شرقی دروازہ جس سے لوگ داخل ہوں اور غربی دروازہ جس سے لوگ نکلیں۔ اور حطیم سے میں چھ بالشت جگہ اس میں زیادہ کر دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے، حطیم کو میں اس میں داخل کر دیتا۔ کیونکہ قریش نے جب کعبہ بنایا تھا تو اس میں کمی کر دی، اگر میرے بعد تیری قوم کا ارادہ ہو کہ اُس کو بنائیں تو آ میں تجھے دکھاؤں جو انہوں نے جگہ اُس سے چھوڑی ہے، آپ نے تقریباً سات ہاتھ کے قریب جگہ دکھائی اور سیدہ عائشہ کی ایک روایت میں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے حطیم کے متعلق سوال کیا، کیا وہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: پھر اُنہوں نے اس کو بیت اللہ میں شامل کیوں نہیں کیا......؟ آپ نے فرمایا: تیری قوم کے پاس خرچہ کم ہو گیا تھا۔ میں نے کہا: بیت اللہ کا دروازہ اونچا کیوں ہے......؟ آپ نے فرمایا یہ تیری قوم نے اس لیے کیا تاکہ وہ جسے چاہیں داخل کریں اور جسے چاہیں منع کر دیں اور ایک روایت ہے: فخر کرتے ہوئے۔ تاکہ اُس میں وہی داخل ہو جسے وہ چاہیں۔ جب کوئی آدمی داخل ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ چڑھنے دیتے جب وہ اوپر چڑھ جاتا اور قریب ہوتا کہ وہ اندر داخل ہو تو وہ اُس کو دھکا دے دیتے پس وہ گر جاتا۔ اگر تیری قوم ابھی ابھی جاہلیت سے نہ نکلی ہوتی، مجھے خدشہ ہے کہ کہیں اُن کے دل ناپسند کریں۔ تو میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کروں اور اُس کے دروازے کو زمین کے ساتھ ملا دوں] جب ابن زبیر حکمران بنا اُس نے بیت اللہ کو گرایا اور اُس کے دو دروازے بنائے اور ایک روایت میں ہے کہ

هَدْمِهِ) قَالَ يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ: وَقَدْ شَهِدْتُّ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيْهِ الْحِجْرَ، وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيْمَ-عَلَيْهِ السَّلَامُ- حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ مُتَلَاحِكَةً)).

[الصحيحة:۴۳]

اسی وجہ سے ابن زبیر نے بیت اللہ کو گرایا۔ یزید بن رومان کہتے ہیں، میں اُس وقت موجود تھا جب ابن زبیر نے بیت اللہ گرایا اور اس کی تعمیر کی اور حطیم کو اس میں داخل کیا اور میں نے حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں کو بھی دیکھا کہ اونٹوں کی کوہانوں کی طرح پتھر باہم ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۴۳- بخاری (۱۵۸۳، ۱۵۸۶)، صحیح مسلم (۱۳۳۳)، ترمذی (۸۷۵)، نسائی (۲۹۰۳، ۲۹۰۶)، ابن ماجه (۲۹۵۵)

فوائد: اس حدیث کی فقاہت بیان کرتے ہوئے امیر المومنین فی الحدیث امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ﴿يَدُلُّ هَذَا الْحَدِيْثُ عَلَى أَمْرَيْنَ﴾ یہ حدیث دو چیزوں پر دلالت کرتی ہے۔ (1) ﴿أَنَّ الْقِيَامَ بِالْإِصْلَاحِ إِذَا تَرَتَّبَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ أَكْبَرُمِنْهُ وَجَبَ تَأْجِيْلُهُ وِمِنْهُ أَخَذَ الْفُقَهَاءُ قَاعِدَتَهُمُ الْمَشْهُوْرَةَ ((دَفْعُ الْمَفْسَدَةِقَبْلَ جَلْبِ الْمَصْلَحَةِ﴾...... درستی و بہتری کے قیام میں اگر بڑی خرابی ہوتی ہو تو اس کو موخر کرنا ضروری ہے۔ فقہاء کرام اسی حدیث سے مشہور قاعدہ اخذ کرتے ہیں۔ حصول مصلحت کی نسبت مفسدہ کو دور کرنا مقدم ہے۔ (2) کعبہ شریف کو اُس کی اصل حالت پر تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔ (۱) کعبہ میں حطیم کی طرف سے چھ بالشت جگہ داخل کر کے اُس کی توسیع کی جائے اور اُس کو سیدنا ابراہیمؑ کی بنیادوں پر تعمیر کیا جائے۔ (۲) کعبہ کی زمین کو حرم کی زمین کے برابر کیا جائے۔ (۳) غربی جانب ایک اور دروازہ کھولا جائے۔ (۴) دونوں دروازے نیچے بنائے جائیں تا کہ ہر داخل ہونے والے اور نکلنے والے کے لیے آسانی رہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ کام اپنے دورِ حکومت میں کیا تھا، کہ کعبۃ اللہ کو بعینہ اس کی اصل حالت و کیفیت پر تعمیر کیا۔ ﴿وَلٰكِنَّ السِّيَاسَةَ الْجَائِرَةَ أَعَادَتِ الْكَعْبَةَ بَعْدَهُ إِلَى وَضْعِهَا السَّابِقِ﴾ مگر ظالم حکومت نے اُس کو پھر پہلی حالت کی طرف لوٹا دیا۔

(۱۱) اَلْحُدُوْدُ وَالْمُعَامَلَاتُ وَالْاَحْکَامُ

حدودٗ معاملات ٗ احکام

۱۵۸۱۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ لِقَاتِلِ الْمُؤْمِنِ تَوْبَۃً)) [الصحیحۃ:٦٨٩]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے مومن کے قاتل کی توبہ قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ٦٨٩۔ محمد حمزۃ الفقیہ فی احادیثہ (ق ۲۱۵/ ۲)' الواحدی فی الوسیط (۲/ ۹۷)' الضیاء فی المختارۃ (۲۱۶۴)

فوائد: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ان اللہ لایغفران یشرك بہ ویغفر ما دون ذالك لمن یشاء﴾ [سورۂ نساء:۴۸] یعنی: ''بیشک اللہ تعالی اس (جرم) کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے' اس کے علاوہ دوسرے (گناہ) جس کے لئے چاہے گا معاف کردے گا۔''

اس آیت میں شرک کے علاوہ ہر گناہ کی معافی کا امکان ذکر کیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ولایقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ...... الا من تاب وعمل عملا صالحا فاولئك یبدل اللہ سیئاتھم حسنات﴾ [سورۂ فرقان: ٦٨' ٦٩' ٧٠] یعنی: اور وہ (مومنین) کسی ایسے شخص کو' کہ جس کے قتل سے اللہ تعالیٰ نے منع کردیا ہو بجز حق کے قتل نہیں کرتے' اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں تو جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا......سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں' ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالی نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ آیات اور ان کے مفہوم کی دوسری احادیث مسلّمہ قوانین ہیں۔ لہٰذا مومن کو قتل کرنا انتہائی سنگین جرم ہے' البتہ کوئی صدقِ دل سے توبہ کرتا ہے' تو اللہ تعالی اپنا حق معاف کرسکتے ہیں۔ لیکن اگر اس نے مومن کا قتل حلال جانتے ہوئے کیا ہے' قرآن و حدیث کی نصوص کا انکار کرتے ہوئے تو یقیناً وہ کافر ہے۔ ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ ہاں اگر حرام جانتے ہوئے قتل کیا ہے تو توبہ قبول ہوجائے گی۔ جیسا کہ مذکورہ دلائل سے ثابت ہورہا ہے۔ لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں متن میں مذکورہ حدیث کو تہدید و وعید پر محمول کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابن اخت القوم منھم — لوگوں کا بھانجا انہی میں سے ہے

١٥٨٢ ـعَنْ اَنَسٍ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَنْصَارَ فَقَالَ: ((هَلْ فِيْكُمْ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ؟)). قَالُوْا: لَا، اِلَّا ابْنُ اُخْتٍ لَّنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے انصاریوں کو بلا کر فرمایا: ''کیا تم میں کوئی اور بیٹھا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں، البتہ ایک ہمارا بھانجا بیٹھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا بھانجا ان ہی میں سے ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۷۶۔ بخاری (۳۵۲۷)، مسلم (۱۳۳/ ۱۰۵۹)، ترمذی (۳۹۰۱)، نسائی (۲۶۱۱، ۲۶۱۲)

فوائد: ابن ابی حمزہ کا بیان ہے دور جاہلیت میں لوگ بیٹیوں کی اولاد کے بارے میں بھی لاپرواہی برتتے تھے، چہ جائیکہ بہنوں کی اولاد ہو۔ آپ ﷺ نے ان کے نظریے کو باطل کرتے ہوئے فرمایا کہ بھانجے تو اپنے ماموؤں میں سے ہوتے ہیں، یعنی ان کو وہی نصرت و معاونت اور شفقت و رحمت حاصل ہوتی ہے جو بیٹوں اور پوتوں وغیرہ کا حق سمجھا جاتا ہے۔

اجتناب الفواحش فمن الم فليستتر بستر الله

فواحش سے اجتناب کرنا جو ارتکاب کر بیٹھے پھر اللہ اس کی پردہ پوشی کرے۔ تو اس کو چھپانا چاہیے

١٥٨٣ ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ اَنْ رَجَمَ الْاَسْلَمِيَّ قَالَ: ((اِجْتَنِبُوْا هٰذِهِ الْقَاذُوْرَةَ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهَا، فَمَنْ اَلَمَّ فَلْيَسْتَتِرْ بِسَتْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. [فَاِنَّهُ مَنْ يُّبْدِلَنَا صَفْحَتَهُ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللّٰهِ])).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلمی کو سنگسار کرنے کے بعد فرمایا: ''اس برے فعل سے بچو، اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا۔ لیکن جو ارتکاب کر بیٹھے اور اللہ تعالی نے اسے پردے میں رکھا ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی برائی پر پردہ ڈالے، کیونکہ جس نے اپنے بھید کو ظاہر کر دیا تو ہم اس پر اللہ تعالی کی کتاب (میں بیان شدہ حدود) نافذ کر دیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۶۳۔ ابو عبد اللہ القطان فی حدیثہ (۵۶/ ۱)، وعنہ البیہقی (۸/ ۳۳۰)

فوائد: زنا کرنا قبیح فعل اور کبیرہ گناہ ہے، جب کوئی شادی شدہ مرد یا عورت اس برائی میں ملوث ہوتے ہیں تو شریعت نے ان کو سو کوڑے مارنے کا حکم بعض نے منسوخ مانا ہے۔ اور بعض نے حکمران یا جج کی صوابدید پر چھوڑا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اسلمی اور غامدیہ عورت کو کوڑے نہیں مارے، پتھروں سے ہلاک کر دینے کا حکم دیا ہے اور غیر شادی شدہ مرد و زن کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ جہاں آپ ﷺ اس جرم سے منع فرما رہے ہیں، وہاں یہ تلقین کر رہے ہیں کہ اگر کوئی اس کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ خلوتوں میں اللہ تعالی سے معافی مانگے، توبہ کرے اور کسی کے سامنے اس کا اظہار نہ کرے، کیونکہ جب اس جرم کی اطلاع حاکم کو ہو جاتی ہے تو وہ حد میں نہ کمی بیشی کر سکتا ہے اور نہ معاف کر سکتا ہے۔

حد الزانی الضعیف

کمزور زانی کی سزا

١٥٨٤ ـعَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ اَبْيَاتِنَا رَجُلٌ مُخْدَجٌ ضَعِيْفٌ، فَلَمْ يُرَعْ

سعید بن سعد بن عبادہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھروں کے درمیان ایک کمزور ناقص الخلقت آدمی تھا، (اچانک) اسے دیکھا گیا کہ وہ

إِلَّا وَهُوَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا، فَرَفَعَ شَأْنَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اجْلِدُوهُ ضَرْبَ مِئَةِ سَوْطٍ)) قَالُوا: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! هُوَ أَضْعَفُ مِنْ ذٰلِكَ، لَوْ ضَرَبْنَاهُ مِئَةَ سَوْطٍ مَاتَ؟ قَالَ: ((فَخُذُوا لَهُ عِثْكَالًا فِيهِ مِئَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً))

[الصحيحة:۲۹۸۶]

ایک گھر کی لونڈی سے زنا کر رہا تھا۔ سعد بن عبادہ ﷛ نے اس کا معاملہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے سو کوڑے لگاؤ۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ تو بہت زیادہ کمزور ہے' اگر ہم نے اسے سو کوڑے لگائے تو وہ مر جائے گا (ایسے میں کیا کیا جائے)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بڑی شاخ لو جس پر سو چھوٹی شاخیں اگی ہوئی ہوں' اور اسے ایک دفعہ مار دو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۸۶۔ نسائی فی الکبرٰی (۷۳۰۹)' ابن ماجہ (۲۵۷۴)' احمد (۵/ ۲۲۲)

فوائد: یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ اگر کوئی مریض پوری حد برداشت نہیں کر سکتا تو اس کے حق میں کسی جائز شرعی حیلے پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ حضرت ایوب ﷤ نے اپنی بیماری کے دوران خدمت گزار بیوی سے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے سو کوڑے مارنے کی قسم اٹھائی' جونہی وہ شفایاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خذ بیدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث﴾ [سورۂ ہود: ۴۴] یعنی: ''اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) لے کر مار دے اور قسم کا خلاف نہ کر۔''

باب: لا يجلد المريض الا بعد شفائه

باب: مریض کو صحت یاب ہونے پر ہی حد لگے گی

۱۵۸۵۔ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ فَقَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! أَقِيمُوا عَلَى أَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ، مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَّمْ يُحْصِنْ، فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ زَنَتْ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا، فَإِذَا هِيَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ، فَخَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ، [اتْرُكْهَا حَتّٰى تَمَاثَلَ]))

[الصحیحۃ: ۲۴۹۹]

ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ سیدنا علی ﷛ نے خطبہ دیا اور کہا: اے لوگو! اپنے غلاموں پر حدیں نافذ کرو' وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے کوڑے لگاؤں' لیکن وہ تو ابھی ابھی نفاس والی ہوئی تھی (یعنی بچہ جنا تھا) مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اسے کوڑے لگائے تو وہ مر جائے گی۔ جب میں نے نبیٔ کریم ﷺ کے سامنے اس اندیشے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اچھا کیا' اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ صحت مند ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۹۹۔ مسلم (۱۷۰۵)' ترمذی (۱۴۴۱)' ابن الجارود (۸۱۶)' احمد (۱/ ۱۵۶)

فوائد: اگر کسی صاحب جرم کے بارے میں یہ خیال ہو کہ یہ حد لگنے سے مر سکتا ہے' تو اس کے تندرست ہونے کا انتظار کیا جائے۔

۱۵۸۶۔ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّمَا عَبْدٍ وَأَمَةٍ فَجَرَا، فَأَقِيمُوا عَلَيْهِمَا الْحَدَّ ...... ثُمَّ

ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ سیدنا علی ﷛ نے خطبہ دیا اور کہا: لوگو! جو غلام اور لونڈی بدکاری کرے' اس پر حد قائم کرو...... پھر کہا: رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی تھی' اس نے زنا کی وجہ سے بچہ جنم دیا' آپ

قَالَ:إِنَّ خَادِمًا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَدَتْ مِنَ الزِّنٰى، فَبَعَثَنِي لِأَجْلِدَهَا، فَوَجَدْتُهَا حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِنِفَاسِهَا،فَخَشِيتُ [إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا] أَقْتُلُهَا، فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ، [اُتْرُكْهَا حَتّٰى تَمَاثَلَ])).

[الصحيحة: ٣٢٧٨]

ﷺ نے اسے کوڑے لگانے کے لئے مجھے بھیجا' میں نے دیکھا کہ وہ تو ابھی نفاس سے فارغ ہوئی تھی' مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر اس کو کوڑے لگائے تو اسے قتل کر بیٹھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ''تم نے اچھا کیا ہے' اسے اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۸۔ مسلم (۱۷۰۵)' دارقطنی (۳/ ۱۵۹' ۱۶۰)' بیہقی (۸/ ۲۴۴' ۲۴۵) وانظر السابق۔

سعة الطريق سبع اذرع

راستہ کی چوڑائی سات ہاتھ ہے

١٥٨٧۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيْقِ، جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَ أَذْرُعٍ)). جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔

[الصحيحة: ٣٩٦٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب راستے کے بارے میں تمھارا اختلاف پڑ جائے تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ رکھی جائے گی۔'' یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ' عبد اللہ بن عباس' عبادہ بن صامت' انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۶۰۔ مسلم (۱۶۱۳)' ابو داؤد (۳۶۳۳)' ترمذی(۱۳۵۶)' ابن ماجہ (۲۳۳۸)' والبخاری (۲۴۷۳) بمعناہ۔ ابن ماجہ (۲۳۳۹)' احمد (۱/ ۲۳۵)' بیہقی (۶/ ۱۵۵)' عبد اللہ بن احمد فی الزوائد (۵/ ۳۲۶' ۳۲۷)' ابن عدی (۴/ ۱۶۴۵)' طبرانی فی الاوسط (۹۲۲۴)

فوائد: اسلام ایسا باکمال مذہب ہے کہ نہ صرف آخرت کو سنوارنے کے ڈھنگ سکھائے' جو اس کا مقصودِ اصلی ہے' بلکہ دنیا میں بھی تنگ دستی و تنگ ذہنی سے آزاد ہو کر فارغ البالی اور خوشحالی کے ساتھ رہنے کے لئے قوانین وضع کئے ہیں۔ جہاں شریعت نے وسیع گھر کو سعادت کی علامت قرار دیا ہے' وہاں کھلے راستوں اور کھلی گلیوں کی وجہ سے بھی کئی پریشانیاں دور ہو جاتی ہے۔ اگر اس مسئلہ میں لوگ اتفاقِ رائے سے کوئی حد متعین کر لیں تو ٹھیک وگرنہ شریعت کا حکم نافذ ہوگا' جس کے مطابق کسی گزرگاہ کی چوڑائی سات ہاتھ یعنی ساڑھے دس فٹ رکھی جائے گی۔

للعبد اجران

غلام کے لیے دو اجر ہیں

١٥٨٨۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا أَدَّى الْعَبْدُ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ، كَانَ لَهُ أَجْرَانِ)).

[الصحيحة:٧٢٨]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام اللہ تعالی اور اپنے آقا' دونوں کا حق ادا کرتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۲۸۔ مسلم (۱۶۶۶)' احمد (۲/ ۲۵۲)

فوائد: یعنی اللہ تعالی کے حقوق ادا کرنے کا ایک اجر ہے اور اپنے آقا کے حقوق ادا کرنے کا ایک اجر ہے۔

المولود متی یرث

بچہ کب وارث بنے گا؟

۱۵۸۹۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُوْدُ، وُرِّثَ)). [الصحيحة:۱۵۳]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بچہ (بعد از ولادت) چلائے گا تو تب اسے وارث بنایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۳۔ ابو داؤد (۲۹۲۰)، بیہقی (۶/ ۲۵۷)

فوائد: اگر چہ ماں کے پیٹ میں حمل کے چار ماہ بعد بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے، لیکن وارث بننے کے لئے ضروری ہے کہ پیدائش کے بعد بچہ زندگی پر دلالت کرنے والی کوئی حرکت کرے۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں چیخنے یا چھینکنے یا رونے کا ذکر ہے۔ [دیکھیں: صحیحہ:۱۵۲]

۱۵۹۰۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِذَا اسْتَلَجَّ اَحَدُكُمْ بِالْيَمِيْنِ فِيْ اَهْلِهِ فَاِنَّهُ اٰثِمٌ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ الَّتِيْ اُمِرَ بِهَا)). [الصحيحة:۱۲۲۹]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے اہل کے معاملے میں کوئی قسم اٹھائے اور (بزعم خود) سچا بنتا پھرے تو وہ گنہگار ہوگا اور اسے وہ کفارہ ادا کرنا ہوگا جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۲۹۔ ابو اسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۲۸/ ۲)، احمد (۲/ ۲۷۸)، ابن ماجه (۲۱۱۴)

فوائد: اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ میں قسم کا یہ کفارہ بیان کیا ہے: دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اگر تینوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔

قسم کی تین اقسام ہیں:

(۱) لغو: وہ قسم ہے جو انسان بات بات پر بغیر ارادہ کے عادتاً اٹھاتا رہتا ہے۔ اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

(۲) غموس (جھوٹی قسم): وہ قسم ہے جو انسان کسی کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے اٹھائے، یہ کبیرہ گناہ ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ ایسی قسم اٹھانے والے کو توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی حرکت سے باز آجانا چاہئے۔

(۳) معقدہ: وہ قسم ہے جو انسان اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لئے قصداً اٹھاتا ہے، اگر یہ قسم پوری نہ کی جا سکے تو اس کا مذکورہ بالا کفارہ ادا کرنا ہے۔

فرح ابلیس بالقتل

قتل کرانے کی وجہ سے ابلیس کا خوش ہونا

۱۵۹۱۔عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَصْبَحَ اِبْلِيْسُ بَثَّ جُنُوْدَهُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ اَضَلَّ الْيَوْمَ مُسْلِمًا اَلْبَسْتُهُ التَّاجَ، قَالَ: فَيَخْرُجُ هٰذَا فَيَقُوْلُ: لَمْ اَزَلْ بِهِ حَتّٰى طَلَّقَ امْرَاَتَهُ، فَيَقُوْلُ: اَوْشَكَ اَنْ يَتَزَوَّجَ:

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابلیس صبح کے وقت اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا میں اسے تاج پہناؤں گا۔ (جب لشکر واپس آتے ہیں تو) ان میں سے ایک کہتا ہے: میں اسے آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ابلیس

وَيَجِيْءُ هٰذَا فَيَقُوْلُ: لَمْ اَزَلْ بِهٖ حَتّٰى عَقَّ وَالِدَيْهِ•فَيَقُوْلُ: يُوْشِكُ اَنْ يَبَرَّهُمَا وَيَجِيْءُ هٰذَا فَيَقُوْلُ:لَمْ اَزَلْ بِهٖ حَتّٰى اَشْرَكَ، فَيَقُوْلُ: اَنْتَ اَنْتَ! وَيَجِيْءُ هٰذَا فَيَقُوْلُ: لَمْ اَزَلْ بِهٖ حَتّٰى قَتَلَ، فَيَقُوْلُ: اَنْتَ اَنْتَ وَيُلْبِسُهَا التَّاجَ)). [الصحيحة: ۱۲۸۰]

کہتا ہے: ممکن ہے کہ وہ دوبارہ شادی کر لے۔ ایک آ کر کہتا ہے: میں اسے پھسلاتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کر دی۔ وہ کہتا ہے: (یہ تو کوئی بڑا کام نہیں کیونکہ) ممکن ہے کہ وہ بعد میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ ایک آ کر کہتا ہے: میں اس کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ اس نے شرک کا ارتکاب کر لیا۔ ابلیس کہتا ہے: تونے تو کمال کر دیا ہے۔ (اتنے میں) ایک اور آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہ چھوڑا یہاں کہ اس نے قتل کر دیا۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے تو کمال کر دیا ہے، پھر اسے تاج پہنا دیتا ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۸۰۔ ابن حبان (۶۱۸۹)، حاکم (۴/ ۳۵۰)

فوائد: معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کے ہاں سب سے زیادہ مقام قتل کا ہے، جو معاشرے میں فتنہ وفساد کی جڑ ہے۔ مثالیں موجود ہیں کہ ایک قتل کا انتقام لیتے لیتے خاندانوں کے خاندان اجڑ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ابلیس کے ہاں شرک کا مقام قتل سے کم ہے، کیونکہ شرک کا تعلق ایک آدمی کی ذات ہوتا ہے۔ نیز یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو طلاق دینے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا آدمی ہے، وہ ابلیس کے لشکروں سے متاثر ہو کر یہ کام کرتا ہے۔

سمع كلام الخصمان

دونوں جھگڑنے والوں کی کلام کو سننا

۱۵۹۲۔عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((اِذَا جَلَسَ اِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْاٰخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْاَوَّلِ فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تیرے پاس دو مخالف (فریق جھگڑا لے کر) آئیں تو (ایک کی بات سن کر) فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ دوسرے کی بات سن لے، اگر تو نے ایسا کیا تو تیرے لئے فیصلہ کرنا واضح ہو جائے گا۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۰۰۔ ابو داؤد (۳۵۸۲)، احمد (۱/ ۹۶)، حاکم (۴/ ۹۳)، ابو داؤد الطیاسی (۱۲۵)، ترمذی (۱۳۳۱) بنحوہ۔

فوائد: جب تک حاکم فریقین کی بات نہیں سن لیتا، اس وقت تک اس کے لئے فیصلہ کرنے کی کوئی صورت واضح ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ ﷺ نے جھگڑا کرنے والے تمام افراد کی شکایات سن کر فیصلہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔

اهمية العدل

عدل کرنے کی اہمیت

۱۵۹۳۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا حَكَمْتُمْ فَاعْدِلُوْا، وَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا، فَاِنَّ اللّٰهَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کرو اور جب تم قتل (ذبح) کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والا ہے

مُحْسِنٌ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ)). اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

[الصحيحة:٤٦٩]

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۹- ابن ابی عاصم فی الدیات (ص ۵۲)' ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۱۳)' ابن عدی (۶/ ۲۱۴۵)

جلد الامة اذا زنت

لونڈی کو کوڑے مارنا جب وہ زنا کرے

١٥٩٤۔عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا، فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ)) [الصحيحة:٢٩٢١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ' اگر دوبارہ زنا کرے تو کوڑے لگاؤ' اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ اور اگر پھر بدکاری کرے تو اسے کوڑے لگاؤ اور بیچ دو' اگرچہ بٹی ہوئی رسی کے عوض بیچنا پڑے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۱- ابن ماجہ (۲۵۶۶)' نسائی فی الکبری (۷۲۶۴)' احمد (۶/ ۶۵)

فوائد: لونڈی کی سزا آزاد عورت کی سزا کی بہ نسبت نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں۔ اگر کوئی لونڈی حد لگانے کے باوجود بدکاری سے باز نہیں آ رہی تو اسے پہلی فرصت میں فروخت کر دینا چاہیے۔

باب: حد شارب الخمر في المرة الرابعة القتل تعزيرا

باب: شرابی کی چوتھی مرتبہ حد اسے تعزیراً قتل کرنا ہے

١٥٩٥۔عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا شَرِبُوْا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُمْ، ثُمَّ اِنْ شَرِبُوْا فَاجْلِدُوْهُمْ، ثُمَّ اِنْ شَرِبُوْا فَاجْلِدُوْهُمْ، ثُمَّ اِنْ شَرِبُوْا [الرَّابِعَةَ] فَاقْتُلُوْهُمْ)). [الصحيحة:١٣٦٠]

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب لوگ شراب پئیں تو انھیں کوڑے لگاؤ' اگر پھر شراب پئیں تو کوڑے لگاؤ' اگر پھر شراب پئیں تو کوڑے لگاؤ اور اگر چوتھی دفعہ شراب پئیں تو انھیں قتل کر دو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۶۰- ابو داؤد (۴۴۸۲)' ابن ماجہ (۲۵۷۳)' احمد (۴/ ۹۵' ۹۶)' حاکم (۴/ ۳۷۲)

فوائد: یاد رہے کہ شرابی کو قتل کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے شرابی کے لئے کسی خاص حد کا تعین نہیں کیا' کبھی چالیس چھڑیاں لگائیں۔ [مسلم] کبھی چھڑی اور جوتی استعمال کی گئی۔ [بخاری' مسلم] لہذا حاکم وقت تہدید و وعید کا جو بھی انداز مناسب سمجھے' اس پر عمل کرے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) کوڑوں کا تعین کر رکھا تھا۔ [مسلم]

متى الشفعة

شفعہ کب ہوگا؟

١٥٩٦۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب

ﷺ: ((اِذَا قُسِمَتِ الْاَرْضُ، وَحُدَّتْ، فَلَاشُفْعَةَ فِيْهَا)) [الصحيحة: ١٣٨٥]

زمین کو تقسیم کر کے اس کی حد بندی کر دی جائے تو کوئی شفعہ نہیں ہوتا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۸۵۔ ابو داؤد (۳۵۱۵)' بیهقی (۶/ ۱۰۴)' طحاوی (۲/ ۲۶۵' ۲۶۶)

فوائد: شفعہ: شریک کے اس حصے کو مقرر معاوضے کے بدلے شریک کی طرف منتقل کرنا جو اجنبی کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ اس حدیث اور اس موضوع کی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شراکت' شفعہ کی شرط ہے۔ ایک دوسرے کے قریب یا پڑوسی ہونے کی وجہ سے شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔

من شد الناس شدد عليه

جس نے لوگوں پر سختی کی اس پر سختی کی جائے گی

١٥٩٧۔عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: تَنَاوَلَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ بِشَيْئٍ فَكَلَّمَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقِيْلَ لَهُ: اَغْضَبْتَ الْاَمِيْرَ، فَقَالَ خَالِدٌ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْ اَنْ اُغْضِبَهُ، وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَشَدُّهُمْ عَذَابًا لِلنَّاسِ فِيْ الدُّنْيَا)) [الصحيحة:١٤٤٢]

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے ایک زمیندار آدمی کو کسی وجہ سے پکڑا (اور اسے سزا دی)۔ سیدنا خالد بن ولید ؓ نے اس سلسلے میں ابوعبیدہ سے بات کی۔ سو ان سے کہا گیا کہ آپ نے امیر کو غصہ تو نہیں دلایا؟ خالد بن ولید نے جواب دیا: میرا یہ ارادہ نہیں تھا کہ انھیں غصہ دلاؤں' میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "قیامت کے روز اللہ تعالی کے ہاں اس آدمی کو شدید ترین عذاب دیا جائے گا جو دنیا میں لوگوں کو سخت سزائیں دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۴۲۔ احمد (۳/ ۹۰)' حمیدی (۵۶۲)' طبرانی فی الکبیر (۳۸۳۴)' ابو داؤد الطیالسی (۱۱۵۷)

فوائد: جہاں تک شریعت نے سزا دینے کی اجازت دی ہے' اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے جو کہ بطور تعزیر زیادہ سے زیادہ دس کوڑے ہیں۔ لیکن کسی کو سدھارنے کے لئے صرف سزا ہی ضروری نہیں' اسے اخلاقِ حسنہ سے بھی راہِ راست پر لایا جا سکتا ہے۔

من اشد الناس عذابًا يوم القيامة

قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کس کو ہو گا؟

١٥٩٨۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ اَوْقَتَلَ نَبِيًّا، وَاِمَامُ ضَلَالَةٍ، وَمُمَثِّلٌ مِّنَ الْمُمَثِّلِيْنَ)) [الصحيحة: ٢٨١]

سیدنا عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز ان لوگوں کو شدید ترین عذاب ہو گا: وہ آدمی جسے نبی نے قتل کیا ہو یا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو' گمراہ پیشوا اور خوب مثلہ کرنے والے میں سے مثلہ کرنے والا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۸۱۔ احمد (۱/ ۴۰۷)' البزار (۱۶۰۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۹۷)

فوائد: اللہ تعالی نے ہمیں پہلے دو جرائم سے تو مستقل طور پر محفوظ کر دیا ہے' دوسرے دو میں زیادہ توجہ اس بات پر دی جائے کہ لوگ

ہماری وجہ سے گناہوں میں مبتلا نہ ہوں۔ وگرنہ ان سب کا بارِ گراں ہم کو بھی اٹھانا پڑے گا۔

باب: قصة عمير مولى ابى اللحم رضي الله عنه وما فيها من الفقه

باب: ابی اللحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عمیر کا قصہ اور اس کے دروس و عبر کا بیان

۱۵۹۹۔عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى اَبِيْ اللَّحْمِ، قَالَ: اَقْبَلْتُ مَعَ سَادَتِيْ نُرِيْدُ الْهِجْرَةَ،حَتّٰى دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ: فَدَخَلُوْا الْمَدِيْنَةَ وَخَلَّفُوْنِيْ فِيْ ظَهْرِهِمْ، قَالَ: فَاَصَابَنِيْ مَجَاعَةٌ شَدِيْدَةٌ،قَالَ: فَمَرَّبِيْ بَعْضُ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا لِيْ لَوْ دَخَلْتَ الْمَدِيْنَةَ فَاَصَبْتَ مِنْ ثَمَرِ حَوَائِطِهَا، فَدَخَلْتُ حَائِطًا فَقَطَعْتُ مِنْ قِنْوَيْنِ، فَاَتَانِيْ صَاحِبُ الْحَائِطِ، فَاَتٰى بِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَخْبَرَهُ خَبَرِيْ، وَعَلَيَّ ثَوْبَانِ، فَقَالَ لِيْ: ((اَيُّهُمَا اَفْضَلُ؟))، فَاَشَرْتُ لَهُ اِلٰى اَحَدِهِمَا، فَقَالَ: ((خُذْهُ))، وَاَعْطٰى صَاحِبَ الْحَائِطِ الْاٰخَرَ، وَخَلّٰى سَبِيْلِيْ۔ [الصحيحة: ۲۵۸۰]

سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ، جو ابی اللحم کے غلام تھے، کہتے ہیں: میں اپنے آقاؤں کے ساتھ آیا، ہمارا ارادہ ہجرت کا تھا، ہم مدینہ کے قریب آ پہنچے۔ وہ خود مدینہ میں داخل ہو گئے اور مجھے پیچھے چھوڑ گئے۔ مجھے سخت بھوک لگی۔ میرے پاس سے مدینہ سے نکلنے والے بعض لوگ گزرے اور مجھے کہا: (بہتر ہے کہ) تو مدینہ میں چلا جائے اور باغوں کا پھل کھا لے۔ میں ایک باغ میں داخل ہوا اور کھجوروں سے بھرے ہوئے دو گچھے توڑ لئے۔ (خدا کا کرنا کہ) باغ کا مالک آ پہنچا، وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ ﷺ کو ساری بات بتا دی۔ میں نے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کون سا کپڑا افضل ہے؟“ میں نے ایک کپڑے کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(یہ کپڑا) تو خود لے لے۔“ اور دوسرا کپڑا باغ کے مالک کو دے دیا اور مجھے رہا کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۸۰۔ احمد (۵/ ۲۲۳)، حاکم (۴/ ۱۳۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۶۶)

فوائد: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من مر بحائط فلياكل ولا يحمل۔) [صحیحہ: ۳۱۲۱] یعنی: جو آدمی کسی باغ کے پاس سے گزرتا ہے، وہ (ضرورت کے مطابق) کھا لے، لیکن ساتھ اٹھا کر نہ لے جائے۔

درج ذیل حدیث مذکورہ بالا دونوں احادیث کے تضاد کو دور کرنے کے کافی ہے:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص (پھلوں کو) اپنے منہ سے پکڑ کر (کھا لے) اور چھپا کر نہ لے جائے تو اس پر کوئی (سرزنش) نہیں اور اٹھا کر لے جائے اسے دوگنا قیمت ادا کرنا ہوگی اور عبرت کے لئے اسے سزا بھی دی جائے گی اور جو چیز (غلے کے) ڈھیروں سے اٹھا لی جائے تو اس میں اٹھانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ اس کی قیمت ڈھال کی قیمت (یعنی تین درہم) کو پہنچتی ہو۔“ [ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

إقالة العثرات عن ذوي الهيئات

صاحب حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کرنا

۱۶۰۰۔عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَقِيْلُوْا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ)). [الصحيحة: ٦٣٨]

"صاحب حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو' الا یہ کہ وہ حدود ہوں۔"

تخریج: الصحیحة ۶۳۸- ابو داؤد (۴۳۷۵)' نسائی فی الکبری (۷۲۹۴)' احمد (۶/ ۱۸۱)' طحاوی فی شرح المشکل (۳/ ۱۲۹)

فوائد: دنیا کا ہر وہ معاشرہ جس کو تہذیب و شائستگی سے ادنیٰ تعلق بھی رہا ہو' اپنے اندر موجود باوقار' شریف النفس اور رذائل سے مجتنب رہنے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں اور فرو گذاشتوں کو نظر انداز کرتا نظر آتا ہے' جیسے فارسی کی مثال ہے: "گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی" یعنی: کہ اگر معاشرہ میں موجود افراد کے مقام و مرتبہ کا لحاظ نہ رکھا جائے بلکہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جائے تو بڑی ناانصافی کی بات ہے۔ ایسے صالح مزاج کے لوگوں کے لئے درحقیقت ہلکی سی تنبیہ ہی کافی ہوتی ہے' جوتے برسانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس حدیث مبارکہ میں اسی اخلاقی خوبی کو سراہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے' ہاں البتہ اگر جرم کی نوعیت حدود اللہ کی پامالی تک جا پہنچتی ہے تو پھر قانون مساوات سب کے لئے ہے۔ پھر وہاں نہ کسی کی حیثیت سے متاثر ہوا جائے گا اور نہ مرتبے سے۔ جیسا کہ فاطمہ مخزومی والا قصہ ہے کہ جس میں نبی کریم ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سفارش سختی سے مسترد کر دی تھی۔

من خیارکم

تمہارے بہترین لوگ کون ہیں؟

١٦٠١- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا، وَاَحْسَنُكُمْ اَعْمَالًا)).

[الصحيحة:١٢٩٨]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں تمہارے بہترین لوگوں کی خبر دوں؟ تم میں افضل لوگ وہ ہیں جن کی عمریں سب سے زیادہ لمبی اور اعمال انتہائی نیک ہوں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۸- عبد بن حمید فی مسندہ (۱۰۸۶)' حاکم (۱/ ۳۳۹)

فوائد: دنیا کی زندگی آخرت کی تیاری کا واحد ذریعہ ہے۔ اس دنیا میں بے شمار انسان آئے اور اپنا کردار ادا کر کے اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہو گئے' ہمارے ساتھ اور ہمارے بعد آنے والوں کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوگا۔ ماضی ہو یا حال یا مستقبل' سعادت مند وہ ہے جو دنیا میں رہ کر جنت کے زیادہ سے زیادہ اسباب جمع کرے اور اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ زندگی لمبی اور وہ بھی اعمال صالحہ سے معمور ہو۔

سیدنا عبد اللہ بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ان میں سے ایک نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (طوبی لمن طال عمرہ و حسن عملہ۔) [صحیحہ: ۱۸۳۶]
یعنی: اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال صالح ہوں۔

جو انسان اس صفت سے محروم رہے گا' وہ دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے محروم رہے گا' ایسا انسان دن بدن اللہ تعالیٰ کا مقروض ہوتا جا رہا ہے' ایسا بیچارہ نہ تو زندہ ہے کہ وہ زندگی سے فائدہ اٹھا سکے اور نہ مردہ ہے نیک اعمال ترک کرنے اور برے اعمال کا

ارتکاب کرنے پر اسے ملامت نہ کی جائے۔

من خير الشهداء

بہترین گواہ کون ہیں؟

١٥٠٢ـعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ؟! اَلَّذِيْ يَاْتِيْ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا)).

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمھیں افضل گواہوں کے بارے میں بتلا نہ دوں؟ وہ ہیں جو مطالبہ کرنے سے پہلے گواہی دے دیتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۸۔ مسلم (۱۸۱۹)، ابو عوانۃ (۴/ ۱۹)، ابو داؤد (۳۵۹۶)، ترمذی (۲۲۹۶)، نسائی فی الکبری (۶۰۲۹)

فوائد: بہترین افراد وہی ہیں جو کسی مسلم معاشرہ کی خیر خواہی کرتے ہوئے ضرورت کے وقت بغیر کسی مطالبے کے صداقت و حقانیت پر مبنی شہادتیں ادا کرتے ہیں۔

احكام العارية

عاریتاً لی ہوئی چیز کے احکام

١٥٠٣ـعَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ، عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلَا اِنَّ الْعَارِيَةَ مُؤَدَّاةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ)). [الصحيحة: ٦١٠]

سعید بن ابو سعید، نبی کریم ﷺ سے سننے والی شخصیت سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! عاریہ (عارضی طور پر لی ہوئی چیز) واپس کی جائے گی، منحہ (وہ عطیہ جو استفادہ کے لئے کچھ مدت کے لئے دیا جائے) بھی واپس کیا جائے گا، قرضہ چکایا جائے گا اور کسی چیز کا ضامن اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۱۰۔ احمد (۵/ ۲۹۳)، دارقطنی (۳/ ۷۰)، ابن ماجہ (۲۳۹۹)، بیہقی (۶/ ۲۶۴، ۲۶۵) عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: ”عاریہ مؤداۃ“ اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اور اس وقت تک اس کو واپس کرنا ضروری ہو جب تک وہ باقی ہو، اگر ضائع ہو جائے تو عوض میں اس کی قیمت ادا نہیں کی جاتی اور ”منحہ مردودہ“ اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اس کو واپس کرنا ضروری ہو، اگر وہ خود تلف ہو جائے تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

جو آدمی کسی لین دین میں ضامن بنتا ہے، وہی قرضے کی ادائیگی کا مسئول ہوتا ہے، اگر قرضہ لینے والا کہیں فرار ہو جاتا ہے یا مفلس ہو جاتا ہے تو ضامن ذمہ دار ہوگا۔

الذم الذى لا يؤدى حقوق مصاهد

اس شخص کی مذمت کہ جو ذمی کے حقوق ادا نہ کرے

١٦٠٤ـعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عِدَّةٍ، (وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: ثَلَاثِيْنَ) مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اٰبَائِهِمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، اَوِ انْتَقَصَهٗ، اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ، اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَاَنَا

صفوان بن سلیم، کئی ایک ابنائے صحابہ، امام بیہقی کے قول کے مطابق وہ تیس ہیں، سے اور وہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ ہو جاؤ! جس نے ذمی پر ظلم کیا یا اس کے حق میں کمی کی یا اسے اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی، تو میں

حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٤٤٥] ایسے آدمی پر بروز قیامت دلیل کے ذریعے غالب آ جاؤں گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۴۵۔ ابو داؤد (۳۰۵۲)' بیہقی (۹/ ۲۰۵)

فوائد: معاہد: وہ ہے جو کسی خاص معاہدے کے تحت مسلمانوں کے ملک میں رہ رہا ہو۔

کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے یا دوسرے مسلمان کے عہد و پیمان کی پاسداری نہ کرے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة وان ريحها ليوجد من سيرة اربعين عاما۔) [بخاری] یعنی: جس نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اور جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

الجناية على نفسه

جرم کی سزا خود ہی برداشت کرنا ہوگی

١٦٠٥۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ: ((اَلَا لَايَجْنِيْ جَانٍ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ، لَا يَجْنِيْ وَالِدٌ عَلٰى وَلَدِهٖ، وَلَا مَوْلُوْدٌ عَلٰى وَالِدِهٖ))

[الصحيحة:١٩٧٤]

سیدنا عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے سنا: "خبردار! ہر مجرم صرف اپنے حق میں خود قصاص دے گا' والد اپنے بیٹے کے حق میں قصاص نہیں دے سکتا نہ بیٹا والد کے حق میں (یعنی دونوں اپنے جرائم کے خود ذمہ دار ہوں گے)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۷۴۔ ابن ماجہ (۱۸۱۱)' احمد (۳/ ۴۹۸' ۴۹۹)' ترمذی (۱۱۶۳' ۳۰۸۷)' نسائی فی الکبری (۹۱۶۹) متفرقاً۔

فوائد: شریعت میں ہر کوئی اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے' وہ خود اس کی سزا پائے گا' یہ شریعت کا مزاج نہیں کہ ایک آدمی جرم کر کے فرار ہو جاتا ہے' ادھر اس کے باپ' بیٹوں اور بھائیوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا جائے۔

١٦٠٦۔عَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ،قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَعَ اَبِيْ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟)) قَالَ: اِبْنِيْ،اَشْهَدُ بِهٖ، قَالَ: ((اَمَا اِنَّكَ لَاتَجْنِيْ عَلَيْهِ، وَلَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ)). [الصحيحة : ٧٤٩]

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ نے میرے باپ سے پوچھا: "یہ تیرے ساتھ کون ہے؟" انھوں نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے' میں اس بات پر گواہی دے سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "آگاہ ہو جا! تو اس کے حق میں برا کر سکتا ہے نہ وہ تیرے حق میں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۴۹۔ نسائی (۴۸۳۶)' احمد (۲/ ۲۲۶' ۲۲۸)' طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۲۸۰)

اعظم الربا

سب سے بڑا سود

١٦٠٧۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اَرْبَى الرِّبَا:اِسْتِطَالَةُ الْمَرْءِ فِيْ عِرْضِ اَخِيْهِ))

[الصحيحة: ٣٩٥٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی عزت پر دست درازی کرے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۹۵۰۔ البزار (الکشف ۳۵۶۹)، ابن عدی (۶/ ۲۲۶۳)، بیهقی فی الشعب (۶۷۶۹)

فوائد: زندگی کا گراں مایہ متاع عزت ہے، یہ سرمایۂ حیات چھن جائے تو اس کا کوئی ازالہ نہیں، الا ماشاء اللہ۔ لہذا ہر مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی عزت، جان اور مال کو معزز قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... کل المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله ودمه ...... بحسب امریء من الشر ان یحقر اخاه المسلم۔) [ترمذی] یعنی: ''ایک مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے...... کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔''

الكعبة لا يحل لأحد

۱۶۰۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوهُ، فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ:((إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ.أَوِ الْفِيلَ، شَكَّ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ.، وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُؤْمِنِينَ، أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، أَلَا وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ، لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، فَمَنْ قُتِلَ، فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ:إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ، وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ)). فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: اُكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ!فَقَالَ: ((اُكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ: إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا؟! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)). زَادَ مُسْلِمٌ: قَالَ الْوَلِيدُ: فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ: مَاقَوْلُهُ : اُكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟قَالَ: هٰذِهِ الْخُطْبَةُ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ [الصحيحة:۳۵۲۹]

کعبہ میں جرم کرنا کسی کے لیے بھی حلال نہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو خزاعہ نے فتح مکہ والے سال اپنے ایک مقتول کے بدلے بنو لیث کا ایک آدمی قتل کیا، جب نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور خطبہ دیا، جس میں یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالی نے مکہ میں قتل کرنے سے منع کر دیا ہے اور رسول اللہ اور مومنوں کو ان پر مسلط کر دیا ہے۔ خبردار! یہ (حرم مکی) نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال تھا اور نہ بعد میں ہوگا۔ آگاہ رہو! اسے میرے لئے دن کی کچھ گھڑی کے لئے حلال کیا گیا۔ خبردار! اب اس وقت میں یہ حرام ہے، اس کے کانٹوں کو نہ اکھاڑا جائے، اس کے درختوں کو نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو نہ اٹھایا جائے مگر تشہیر کے لئے، اگر کوئی قتل ہو جائے تو (اس کے ورثاء کو) دو اختیارات میں سے ایک کا حق حاصل ہے، یا تو وہ دیت لے لیں یا پھر قصاص۔'' ایک یمنی آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! (یہ خطبہ) میرے لئے لکھوا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو فلاں کے لئے لکھ دو۔'' (آپ ﷺ کے خطبہ کے دوران) ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اذخر نامی گھاس (کو کاٹنے کی اجازت دے دیں) کیونکہ ہم اس گھاس کو گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) اذخر (کاٹ سکتے ہو)۔'' امام مسلمؒ نے (روایت کے الفاظ میں) یہ زیادتی کی ہے: ولید نے کہا: میں نے اوزاعی سے کہا: ''(یمنی نے جو کہا کہ)

اے اللہ کے رسول! میرے لئے لکھوا دو۔" سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: وہ خطبہ جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۲۹۔ بخاری (۱۱۲، ۲۴۳۴)، مسلم (۱۳۵۵)، ابو داؤد (۲۰۱۷)، احمد (۲/ ۲۳۸)

فوائد: اس میں مکہ مکرمہ کی حرمت وعظمت کا بیان ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی عیاں ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں اور آپ ﷺ کی موجودگی میں بتقاضۂ ضرورت احادیث بھی لکھی جاتی تھیں۔

باب: تحريم الخمر والقمار والمعازف

۱۶۰۹۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰى اُمَّتِيَ الْخَمْرَ، وَالْمَيْسِرَ، وَالْمِزْرَ، وَالْكوبة، وَالقنين، وَزَادَنِيْ صَلَاةَ الْوِتْرِ)). [الصحيحة: ۱۷۰۸]

باب: شراب، جوا اور آلات موسیقی کی حرمت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے میری امت پر انگور وغیرہ کی شراب، جوا، مکئی وغیرہ کی شراب، ڈھول اور باجے حرام قرار دیے ہیں اور میرے لئے نمازِ وتر کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۰۸۔احمد (۲/ ۱۶۵، ۱۶۷)، وفی الاشربۃ (۲۱۱/ ۲۱۴)، متفرقاً

فوائد: ہمارے ہاں حدیث میں مذکورہ لفظ "خَمر" کے معانی شراب کے کیے جاتے ہیں، جبکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کل مسکر خمر و کل خمر حرام۔) [مسلم] یعنی: ہر نشہ آور چیز "خَمر" ہے اور ہر "خَمر" حرام ہے۔

نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: والخمر ما خامر العقل۔ [بخاری، مسلم] یعنی: "خَمر" اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

اس اعتبار سے سگریٹ اور حقہ وغیرہ کی شکل میں تمباکو نوشی، نسوار، بیڑہ وغیرہ کی نوعیت کی تمام چیزیں "خَمر" میں داخل ہیں۔

شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مدمن خمر کعابد وثن۔) [ابن ماجہ] یعنی: ہمیشہ شراب پینے والے کسی بت کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ جوا، ڈھول اور باجے کا تعلق حرام کردہ امور سے ہے، لیکن موجودہ زمانے میں ان کا استعمال بکثرت ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس گناہ میں ملوث ہونا پڑتا ہے۔

استحباب اخذ الدين

۱۶۱۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الدَّائِنِ (اَيِ الْمَدِيْنِ) حَتّٰى يَقْضِيَ دَيْنَهُ، مَالَمْ يَكُنْ فِيْمَا يَكْرَهُ اللّٰهُ)) قَالَ: ((وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ لِخَازِنِهِ اِذْهَبْ فَخُذْ لِيْ بِدَيْنٍ، فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اَبِيْتَ لَيْلَةً اِلَّا وَاللّٰهُ مَعِيْ بَعْدَ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) [الصحيحة: ۱۰۰۰]

قرض لینا کا استحباب

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالی قرض دینے والے کے ساتھ ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ قرضہ ادا کر دے، الا یہ کہ اس قرضے کا تعلق اللہ تعالی کی ناپسندیدہ چیزوں سے ہو۔" سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنے خزانچی کو کہتے تھے: تو جا اور کہیں سے میرے لئے قرضہ لے آ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سننے کے بعد میں نہیں چاہتا کہ رات گزاروں اور اللہ تعالی میرے ساتھ نہ ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۰۔ ابن ماجہ (۲۴۰۹)، دارمی (۲۵۹۸)، حاکم (۲/ ۲۳)، بخاری فی التاریخ (۳/ ۴۷۶)

فوائد: بعض اوقات قرضہ لینا انسان کی مجبوری بن جاتا ہے، لیکن اس کی ادائیگی اس کی وصولی سے بڑی مجبوری ہے۔ جب مسلمان کسی جائز ضرورت کے لئے قرضہ لیتا ہے اور پھر اس کو واپس کرنے کے لئے فکر کرتا ہے اور ہر ممکن کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کا ساتھ دیتا ہے اور اس کے قرضے کی ادائیگی کے اسباب پیدا کرتا ہے۔

باب: تحریم حرق الجانی بالنار

باب: کسی مجرم کو آگ سے بطور سزا جلانا حرام ہے

١٦١١۔عَنْ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اِنْ اَنْتُمْ قَدَرْتُمْ عَلَيْهِ فَاقْتُلُوْهُ، وَلَا تُحَرِّقُوْهُ بِالنَّارِ، فَاِنَّمَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ رَبُّ النَّارِ)).

[الصحيحة:١٥٦٥]

سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم (عذرہ قبیلے کے فلاں) آدمی پر حاوی آ جاؤ تو اسے قتل کر دینا، آگ کے ساتھ نہیں جلانا، کیونکہ آگ کو پیدا کرنے والا ہی آگ کے ساتھ عذاب دے سکتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۶۵۔ ابو داؤد (۲۶۷۳)، احمد (۳/ ۴۹۴)، سعید بن منصور فی سننہ (۲۶۴۳)، بیہقی (۹/ ۷۲)

فوائد: شریعت نے تمام جرائم اور ان کے مرتکب مجرمین کی سرکوبی کے لئے مخصوص یا عام قوانین معین کر دیئے ہیں، لہذا کسی قسم کے مجرم کو آگ کا عذاب نہیں دیا جا سکتا۔

حفاظة الحائط علی اهلها فی النهار

دن کو باغ کی حفاظت کرنا مالکوں پر ہے

١٦١٢۔عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ، اَنَّ نَاقَةً لِّلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَاَفْسَدَتْ فِيْهِ، فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَّ عَلٰى اَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا فِي النَّهَارِ، وَاَنَّ مَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلٰى اَهْلِهَا))

[الصحيحة:٢٣٨]

حرام بن سعد بن محیصہ کہتے ہیں کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک آدمی کے باغ میں داخل ہو گئی اور اس کا نقصان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا: ”دن کو حفاظت کرنا باغ کے مالکوں کی ذمہ داری ہے اور رات کے نقصان کے ذمہ دار مویشیوں کے مالک ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۔ مالک فی الموطا (۲/ ۷۴۷، ۷۴۸) مرسلاً، احمد (۵/ ۴۳۵)، بیہقی (۸/ ۳۴۱)، ابن ماجہ (۲۳۳۲)

فوائد: شریعت نے باغوں اور مویشیوں کے مالکوں کے لئے انتہائی حکمت بھرا قانون وضع کیا ہے، کیونکہ دن کو عام طور پر مویشی چرنے کے لئے کھیتوں میں جاتے ہیں، ان کے ساتھ چرواہے بھی ہوتے ہیں، بہرحال وہ جانور ہیں اور کسی نہ کسی طرح کسی کی فصل کا نقصان کر سکتے ہیں۔ اس لئے ایسے نقصان کا ذمہ دار مویشی کے مالک کو نہیں ٹھہرایا گیا، بلکہ فصل اور باغ کے مالک کو تنبیہ کی گئی کہ وہ خود حفاظت کرے۔ رات چونکہ آرام کا وقت ہے اور باغوں کے مالکوں کے لئے پوری رات پہرہ دینا ناممکن ہے، اس لئے ایسے میں مویشیوں کے مالکوں کو تلقین کی گئی کہ وہ ان کو کسی نہ کسی طرح قابو میں رکھیں۔

باب: الامر بالوفاء بالعهود

باب: مشرکوں سے کیے گئے وعدے پورے کرنے کا

للمشرکین حکم

۱۶۱۳۔عَنْ حُذَیْفَةَ: اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ اَخَذُوْهُ وَاَبَاهُ، فَاَخَذُوْا عَلَیْهِمْ اَنْ لَّا یُقَاتِلُوْهُمْ یَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُوْا لَهُمْ، وَنَسْتَعِیْنُ اللّٰهَ عَلَیْهِمْ)). [الصحیحة: ۲۱۹۱]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مشرکوں نے مجھے اور میرے باپ کو پکڑ لیا اور ہم سے یہ معاہدہ لیا کہ بدر والے دن ہمارے مقابلے میں لڑائی کے لئے نہ آنا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کا عہد پورا کرو اور ہم ان پر اللہ تعالی سے مدد طلب کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۱۔ احمد (۵/ ۳۹۷)' مسلم (۱۷۸۷)' احمد (۵/ ۳۹۵) من طریق آخر عنه نبوه۔

فوائد: مشرکوں سے کیا گیا عہد و پیمان پورا کیا جائے گا' اسی لئے آپ ﷺ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد سیدنا یمان رضی اللہ عنہ کو جہاد میں شریک نہ ہونے کی تلقین کی۔ غور فرمائیں کہ جنگِ بدر میں اسلامی سپاہ کی تعداد بھی کم تھی اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں کو جہاد میں شرکت کرنے کی رغبت بھی تھی' لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے مشرکوں سے کیے گئے عہد و پیمان کا خیال رکھا۔ ہم نے تو موقع ٹالنے کے لئے عہد و پیمان کو ایک بہانہ بنا رکھا ہے۔

باب حرمة مكة — مکہ کی حرمت کا بیان

۱۶۱۴۔[عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ۔رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ یَوْمِ الْفَتْحِ، یَقُوْلُ قَوْلًا، سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَ وَعَاهُ قَلْبِیْ، وَاَبْصَرَتْهُ عَیْنَایَ حِیْنَ تَکَلَّمَ بِهِ: حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ:] ((اِنَّ مَکَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ، فَلَا یَحِلُّ لِامْرِیءٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَمْ یَعْضُدْ بِهَا شَجَرَةً، فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْهَا، فَقُوْلُوْا: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ یَاْذَنْ لَکُمْ، وَاِنَّمَا اَذِنَ لِیْ فِیْهَا سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْیَوْمَ کَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ، وَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)). [الصحیحة:۳۵۴۳]

سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ایک بات ارشاد فرمائی' میرے کانوں نے اسے سنا' میرے دل نے اسے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے آپ ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا' آپ ﷺ نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''بیشک مکہ کو اللہ تعالی نے حرمت والا قرار دیا' لوگوں نے نہیں' اب کسی ایسے شخص کے لئے حلال نہیں' جو اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو' کہ وہ یہاں خون بہائے یا درخت کاٹے۔ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال (کو دلیل بنا کر اپنے لئے) رخصت نکالے تو اسے کہہ دینا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مکہ میں (قتال کی) اجازت دی اور تمھیں نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ وقت کے لئے ہی (لڑائی کرنے کی) اجازت دی' اس کے بعد اس کی حرمت اسی طرح ہو گئی جس طرح کل تھی۔ یہاں موجود لوگ (یہ احکام) غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۴۳۔ بخاری (۱۰۴' ۱۸۳۲' ۴۲۹۵)' مسلم (۱۳۵۴)' ترمذی (۸۰۹)' نسائی (۲۸۷۹)

فوائد: اس میں مکہ مکرمہ کی حرمت وعظمت کا بیان ہے۔

باب: وجوب الاخذ بيد الظالم

باب: ظالم کو ظلم سے روکنے کے وجوب کا بیان

۱۶۱۵۔عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، أَنَّهُ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾[المائدة: ۱۰۵] واني سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((ان الناس اذا رأوا الظالم فلم يأخذوا بيده، اوشك ان يعمهم الله بعقاب منه.)) [الصحيحة:۱۵٦٤]

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: ﴿اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے، اس سے تمھارا کوئی نقصان نہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۱۰۵) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب لوگ ظالم کو دیکھ کر اسے ظلم سے باز نہیں رکھیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عام عذاب مسلط کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۶۴۔

فوائد: ہر آدمی اس بات کا مکلف ہے کہ وہ جہاں برائی کو دیکھے، اسے اپنے ہاتھ سے، نہیں تو زبان سے روکے، اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنے دل سے برا جانے جو ایمان کا ضعیف ترین شعبہ ہے۔ آج کل لوگوں کو نیکی و بدی کا علم ہے، لیکن انھوں نے اپنے دماغ کی پیداوار ایک خاص قسم کی مصلحت کا ڈھونگ رچایا اور نتیجتاً چپ سادھ لی۔ برائیوں کی راہوں میں روڑے اٹکانا ہر مسلم فرد کی ضرورت اور ذمہ داری ہے۔ اگر ایسے نہ کیا تو ہمیں بھی چار و ناچار اور چاہتے نہ چاہتے ہوئے ان برائیوں میں ملوث ہونا پڑے گا اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ کے عام عذاب کی صورت میں نکل آئے گا۔ دنیا رہے گی نہ دین۔

النهبة لا تحل

لوٹنا حلال نہیں ہے

۱۶۱۶۔عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَبْنَا غَنَمًا لِلْعَدُوِّ، فَانْتَهَبْنَا، فَنَصَبْنَا قُدُوْرَنَا، فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُوْرِ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ النُّهْبَةَ لَا تَحِلُّ)). [الصحيحة:۱٦٧٣]

سیدنا ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دشمن کی بکریاں ہمارے ہاتھ لگ گئیں، ہم نے وہ لوٹ لیں اور اپنی ہانڈیاں چڑھا دیں۔ جب نبی کریم ﷺ ہانڈیوں کے پاس سے گزرے تو (انھیں انڈیلنے کا) حکم دیا، پس وہ انڈیل دی گئیں، پھر فرمایا: ''لوٹنا حلال نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۷۳۔ ابن ماجہ (۳۹۳۸)، احمد (۵/ ۳۶۷)، حاکم (۲/ ۱۳۴)، طیالسی (۱۱۹۵)

فوائد: اسلام نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم کے مال و جان اور عزت و عظمت کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ لوٹ مار اور ڈاکہ زنی، جو کہ موجودہ دور میں عام ہے، کی اسلامی قانون میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ومن انتهب نُهبة مشهورة فليس منا۔) [ابوداود، ترمذی] یعنی: اور جس نے واضح لوٹ مار کی، وہ ہم میں سے نہیں۔

ذم البدعة

بدعت کی مذمت

۱۶۱۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ: ((اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، اَقُوْلُ: اِيَّاكُمْ وَجَهَنَّمَ! اِيَّاكُمْ وَالْحُدُوْدَ! فَاِذَا مِتُّ فَاَنَا فَرَطُكُمْ وَمَوْعِدُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فَمَنْ وَرَدَ اَفْلَحَ، وَيَاْتِيْ قَوْمٌ فَيُوْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ اُمَّتِيْ! فَيُقَالُ: لَاتَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ)).

[الصحيحة: ۳۰۸۷]

فرمایا: ''میں تمھیں آگ سے بچانے کے لئے تمھاری کمروں سے پکڑ کر (پیچھے کھینچتا ہوں) اور کہتا ہوں: جہنم سے بچو' حدود (کو پھلانگنے) سے بچو۔ جب میں فوت ہو جاؤں گا تو تمھارا پیش رو ہوں گا اور حوض پر تم سے ملاقات ہوگی' جو وہاں آ گیا' وہ کامیاب ہو جائے گا۔ کچھ لوگ وہاں پہنچیں گے تو سہی لیکن انھیں بائیں جانب دھکیل دیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ تو میری امت ہے۔ سو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے کون کون سی بدعات کو فروغ دیا' یہ اپنی ایڑیوں پر پلٹ کر مرتدّ ہو گئے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۵۰۷)' طبرانی فی الاوسط (۲۸۹۵)' والبزار (۳۴۸۰) من طریق آخر عنه۔

فوائد: سیدنا عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خطبے میں کہتے تھے: (فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هَدْى محمد ﷺ وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة۔) [مسلم] یعنی: یقیناً سب سے بہترین حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے' سب سے بہترین راستہ حضرت محمد ﷺ کا راستہ ہے اور سب سے بدترین کام نئے ایجاد کردہ (یعنی بدعات وخرافات) ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں دین اسلام کی تکمیل ہوگئی' آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا کام عبادت سمجھ کر یا دین سمجھ کر یا اجر وثواب سمجھ کر کرنا' جو قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو' بدعت کہلاتا ہے۔ مثلاً تقلید کرنا' قبر پر اذان کہنا' مرد وزن کی نماز میں دلیل کے بغیر فرق کرنا' نماز سے پہلے زبان سے نیت پڑھنا۔ بارہ وفات منانا' آخری بدھ' کونڈے' محرم کی نیاز وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں چاہئے کہ دین کو لوگوں کے آراء وخیالات سے پاک رکھیں۔ ہر شرعی مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کر کے عملی طور پر ان پر کاربند رہیں۔

تقبيل الصائم المرأة

روزے دار کے بیوی کا بوسہ لینے کا بیان

۱۶۱۸۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ: اَنَّ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَ عَطَاءً: اَنَّهُ قَبَّلَ امْرَاَتَهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَاَمَرَ امْرَاَتَهُ فَسَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ)) فَاَخْبَرَتْهُ امْرَاَتُهُ فَقَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ يُرَخَّصُ لَهُ فِيْ اَشْيَاءَ، فَارْجِعِيْ اِلَيْهِ فَقُوْلِيْ لَهُ، فَرَجَعَتْ اِلَى

عطا بن یسار' ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے انہیں بتایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا۔ پھر میں نے اپنی بیوی کو نبی کریم ﷺ سے اس کی بابت سوال کرنے کے لئے بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رسول اللہ خود اس طرح کر لیتے ہیں۔'' جب میری بیوی نے واپس آ کر مجھے یہ حدیث سنائی تو میں نے کہا: نبی کریم ﷺ کو تو بعض چیزوں کی (بطورِ خاصہ) رخصت دے

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ يُرَخَّصُ لَهُ فِي أَشْيَاءَ؟! فَقَالَ:((أَنَا أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ، وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِ اللّٰهِ)). [الصحيحة:٣١٠٧]

دی جاتی ہے لہٰذا تو واپس جا اور (ذرا وضاحت کے ساتھ) دریافت کر۔ سو اس نے واپس جا کر کہا: نبی کو تو بعض چیزوں میں (بطورِ خاصہ) رخصتیں دی جاتی ہیں (ہم کیا کریں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالی سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی حدود کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔''

تخریج: الصحيحة ٣١٠٧- عبد الرزاق (٨٤١٢) وعنه' احمد (٥/ ٤٣٤)' ابن حزم في المحلى (٦/ ٢٠٧)

فوائد: اس میں یہ وضاحت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام قسم کے اقوال و افعال امت کے لئے رشد و ہدایت کا پیغام اور حجت ہیں' کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی مسئلہ میں اپنے آپ کو اس اعتبار سے مستثنٰی سمجھے کہ اسے اس سے زیادہ یا اس سے کم عمل کرنا چاہئے۔ ہاں جہاں اللہ تعالی وضاحت کر دے کہ فلاں عمل کی فلاں صورت نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے' تو کسی امتی کو وہ صورت اپنانے کی اجازت نہ ہوگی' جیسے بیک وقت چار سے زائد بیویوں سے شادی کرنا۔

ذنب أخذ حق اخيه بظلم

اپنے بھائی کے حق کو زیادتی کے ساتھ لینے کا گناہ

١٦١٩- عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، وَإِنَّمَا أَقْضِي لَكُمْ عَلٰى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْكُمْ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ يَأْتِيْ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة:٤٥٥]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہو اور میں تو محض ایک بشر ہوں' ممکن ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی نسبت اپنی دلیل وضاحت کے ساتھ پیش کر لیتا ہو اور میں تو اسی کے مطابق تمہارا فیصلہ کروں گا جو تم سے سنوں گا' (تم یاد رکھو کہ) اگر میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ اس کے حق میں کر دیتا ہوں تو وہ اس چیز کو وصول نہ کرے' کیونکہ وہ تو آگ کا ٹکڑا ہے جو میں اسے کاٹ کر دے رہا ہوں اور وہ اسے قیامت کے روز بھی اپنے ساتھ لائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ٤٥٥- بخاری (٢٤٥٨'٢٦٨٠)' مسلم (١٧١٣)' نسائی (٥٤٢٤)' ترمذی (١٣٣٩)' ابن ماجه (٢٣١٧)

فوائد: معلوم ہوا کہ حاکم کا فیصلہ حلت و حرمت کا معیار نہیں ہے۔ جو آدمی جھوٹا ہو اور اسے علم ہو کہ فلاں چیز اس کی نہیں ہے' لیکن اس کے دلائل اور زبان درازی کی روشنی میں حاکم اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے' پھر بھی یہ چیز اس کے حق میں حلال نہیں ہوگی۔ اس حدیث سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کسی کا حق غصب کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔

١٥٢٠- عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيْ لَهُ عَلٰى

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تو محض ایک بشر ہوں' تم میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہو اور ممکن ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی نسبت دلائل کو وضاحت کے ساتھ

نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بِشَيْءٍ فَلَا يَأْخُذْ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ)). [الصحيحة:١١٦٢]

پیش کر سکتا ہو' میں تو جیسے بات سنوں گا' اسی کے مطابق فیصلہ کروں گا' (تم یاد رکھو کہ) اگر میں نے کسی کے حق میں دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا تو وہ اسے وصول نہ کرے' کیونکہ میں (اس صورت میں) اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں گا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۲۔ بخاری (۶۹۶۷)' مالک (۲/ ۷۱۹)' ابوداؤد (۳۵۸۳)' وانظر الحدیث السابق۔

باب: تالیف الرؤساء من اجل قومهم

۱۶۲۱۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ تَرٰى جُعَيْلًا؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: مِسْكِيْنٌ، كَشَكْلِهِ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: ((فَكَيْفَ تَرٰى فُلَانًا؟)) قُلْتُ : سَيِّدٌ مِنَ السَّادَاتِ، قَالَ: ((فَجُعَيْلٌ خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْأَرْضِ .أَوِ الْأَلْفِ، أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ. مِنْ فُلَانٍ)) قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَفُلَانٌ هٰكَذَا، وَأَنْتَ تَصْنَعُ بِهِ مَا تَصْنَعُ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُ رَأْسُ قَوْمِهِ، فَأَنَا أَتَأَلَّفُهُمْ فِيْهِ)). [الصحیحة: ۱۰۳۷]

باب:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: "فلاں مزدور کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟" میں نے کہا: مسکین سا ہے' بس عام لوگوں کی طرح۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "فلاں آدمی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟" میں نے کہا: وہ تو اعلیٰ قسم کا سردار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس قسم کا ایک مزدور فلاں قسم کے زمین بھر یا ہزاروں سادات سے بہتر ہے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی بھی تو (اسی قسم کا سردار ہے) اور آپ اس کی بڑی آؤ بھگت کرتے ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اپنی قوم کا سردار ہے' میں اس کی تالیفِ قلبی کے لئے (اس سے حسنِ سلوک سے پیش آتا ہوں)۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۷۔ ابن وهب فی الجامع (۳۴)' ابو نعیم فی الحلیة (۱/ ۳۵۳)' وفی معرفة الصحابة (۲/ ۱۳۶)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے معیار کی بنیاد ایمان وایقان' تقویٰ وطہارت اور نیکی و پارسائی پر ہے' نہ کہ مال و دولت' سیادت و قیادت' صدارت وسربراہی اور حسن و جمال پر۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن و متقی ہزاروں دنیوی سرداروں سے بہتر ہے۔ اغیار کی تالیفِ قلبی کے لئے ان پر مال و دولت خرچ کرنا' ان کو تحائف و ہدایا بھیجنا اور ان سے حسنِ سلوک سے پیش آنا نبوی منہج ہے۔ آجکل اہل اسلام فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور ہر فرقہ دوسرے فرقے سے شدید نفرت کرتا ہے۔ دو مختلف فرقوں والے لوگ مل بیٹھ کر راضی نہیں' حالانکہ اگر ایک فرقہ اپنے آپ کو برحق سمجھتا ہے تو اسے چاہئے کہ دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور اپنے مسلک کی دعوت دے۔

تحريم تعذيب النار

۱۶۲۲۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فَأَخَذْنَا

آگ کے عذاب کی حرمت

عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے' آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے' ہم نے (چڑیا کی طرح کا)

فَرْخَيْهَا، وَجَاءَ تِ الْحُمَّرَةُ، فَجَعَلَتْ تَفْرِش،فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ:مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوا وَلَدَهَا اِلَيْهَا۔ وَرَاٰی قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ: مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟ قُلْنَا: نَحْنُ قَالَ: ((اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِي اَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ))

[الصحيحة :٤٨٧]

ایک سرخ پرندہ دیکھا' اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے' ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ ان کے گرد منڈلانے لگا' اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے رنج پہنچایا ہے؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو' اور آپ ﷺ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا' تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ بستی کس نے جلائی ہے؟ ہم نے جواب دیا: ہم نے (جلائی ہے)' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کا عذاب دینا تو آگ کے رب کو ہی سزاوار ہے:

تخریج: الصحیحۃ ۴۸۷۔ (ابو داؤد (۲۶۷۵)' حاکم (۴/ ۲۳۹)' بخاری فی الادب المفرد (۳۸۲)' احمد (۴۰۴۱)

فوائد: کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ آگ کے ساتھ کسی کو عذاب یا سزا دے۔

تحريم اكل. من اهل الكتاب الا بالاذن

اہل کتاب کا کھانا بغیر اجازت کھانا حرام ہے

١٦٢٣۔عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ:نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ (خَيْبَرَ)، وَمَعَهٗ مَنْ مَّعَهٗ مِنْ اَصْحَابِهٖ، وَكَانَ صَاحِبُ(خَيْبَرَ) رَجُلًا مَارِدًا مُنْكِرًا، فَاَقْبَلَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ! لَكُمْ اَنْ تَذْبَحُوا حُمُرَنَا، وَتَاْكُلُوا ثَمَرَنَا، وَتَضْرِبُوا نِسَاءَ نَا؟! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((يَا ابْنَ عَوْفٍ! اِرْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ: اَلَا اِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِمُؤْمِنٍ، وَاَنِ اجْتَمِعُوْا لِلصَّلَاةِ)) قَالَ: فَاجْتَمَعُوا، ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: ((اَيَحْسِبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ قَدْ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ؟! اَلَا وَاِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ

سیدنا عرباض بن ساریہ ﷺ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر میں اترے' صحابہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ خیبر کا سردار بڑا سرکش اور دھوکہ باز آدمی تھا۔ وہ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے محمد! کیا تم ہو جو ہمارے گدھے ذبح کرو گے' ہمارے پھل کھاؤ گے اور ہماری عورتوں پر قبضہ کرو گے؟ نبی کریم ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا: ''اے ابن عوف! گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر: خبردار! جنت میں داخل ہونے والا صرف مومن ہو گا اور یہ (منادی بھی کرو کہ) نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔'' لوگ جمع ہو گئے' آپ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی' پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا کوئی آدمی اپنے تکیے پر ٹیک لگا کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہی چیزیں حرام کی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ آگاہ ہو جاؤ! اللہ کی قسم! میں نے بھی حکم دیا' میں نے بھی وعظ و نصیحت کیا' میں نے بھی کچھ چیزوں سے منع کیا' (میرے بیان کردہ

الْقُرْآنِ اَوْ اَكْثَرُ، وَإِنَّ اللّٰهَ ـعَزَّ وَجَلَّ. لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ، وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ، إِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ)). [الصحيحة:٨٨٢]

احکام) قرآن مجید کے احکام جتنے یا ان سے بھی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالی نے تمھارے لئے بغیر اجازت کے اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہونے، ان کی عورتوں کو مارنے اور ان کے پھل کھانے کو حلال نہیں کیا، بشرطیکہ وہ ان امور کی ادائیگی کرتے رہیں جو ان کی ذمہ داری میں ہیں۔"

تخریج: الصحيحة ٨٨٢ـ ابو داؤد (٣٠٥٠)، ابن عبد البر فی التمهيد (١/ ١٤٩)

فوائد: قرآن مجید کے احکام کی طرح نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال بھی حجت ہیں۔ اس پر کسی فرد کو تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خود اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ کا عہدہ عطا کیا۔ تمام پرندوں کی حلت و حرمت احادیث مبارکہ سے ثابت ہوئی، گھریلو گدھے اور شیر، چیتا اور لومڑی جیسے کچلی والے جانوروں کی حرمت احادیث سے ثابت ہوئی، مچھلی اور ٹڈی کے مرداروں کی حلت احادیث سے ثابت ہوئی، زکوۃ سے بعض چیزوں کو مستثنی قرار دینا، بعض کے بارے میں شرطیں لگانا اور زکوۃ کے نصاب اور شرح زکوۃ کی وضاحت کرنا آپ ﷺ کی ذمہ داری تھی۔ غرضیکہ بے شمار مثالیں ہیں، جن کی بنا پر کسی شخص کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ احادیث مقدسہ کے بارے کچھ ایسے انداز میں اگلنا شروع کر دے، جس سے ان کی اہمیت کم ہوتی ہو۔

ذم الظلم

ظلم کی مذمت

١٦٢٤ـ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ:((اَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ، كَلَّفَهُ اللّٰهُ ـعَزَّوَجَلَّ. اَنْ يَحْفِرَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ، ثُمَّ يُطَوَّقُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ)). [الصحيحة: ٢٤٠]

سیدنا یعلی بن مرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس آدمی نے زمین پر ایک بالشت کے بقدر ناجائز قبضہ کیا، اللہ تعالی اسے اس بات کا مکلف ٹھہرائیں گے کہ وہ کھدائی کرے، یہاں تک کہ ساتویں زمین کی آخری (تہہ) تک پہنچ جائے، پھر اسے قیامت کے روز لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اس کا طوق پہنایا جائے گا۔"

تخریج: الصحيحة ٢٤٠ـ ابن حبان (٥١٦٤)، احمد (٤/ ١٧٣)، عبد بن حميد (٤٠٧)

فوائد: یہ دوسروں کا مال غصب کرنے کا نتیجہ ہے۔ زمیندار اور پٹواری بالخصوص اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور کسی نہ کسی شیطانی حیلے بہانے کر کے اور اپنی حدود کو سرکا سرکا کر دوسرے کی زمین قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کوئی کسی انداز میں دوسرے کا مال غصب کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ اپنے انجام بد پر نظر رکھے۔

اخذ الضيف بقدر قراه

مہمان کے اپنی مہمانی کے بقدر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے

١٦٢٥ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:((اَيُّمَا

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر

صَيْفٍ نَزَلَ بِقَوْمٍ، فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُوْمًا، فَلَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِقَدْرِ قِرَاهُ وَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ)) [الصحيحة: ٦٤٠]

کوئی مہمان کسی قوم کے پاس اترے اور وہ صبح کے وقت اپنی میزبانی سے محروم رہے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان سے اپنی میزبانی کے بقدر کوئی چیز لے لے اس میں اس پر کوئی حرج نہیں ہوگی۔"

تخریج: الصحیحة ۶۴۰۔ احمد (۲/ ۳۸۰) طحاوی فی المشکل (۴/ ۴۰) وفی شرح المعانی (۴/ ۲۴۲)

فوائد: مہمان کی خدمت کرنا فرض ہے اور یہ اتنا بڑا حق ہے کہ خدمت نہ کرنے کی صورت میں مہمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بزور اپنی خدمت کے بقدر میزبانی کا سامان وصول کرے۔

باب: الحدود كفارات

باب: حدود گناہوں کا کفارہ ہیں

١٦٢٦ـ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ، ثُمَّ أُقِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّهُ، كُفِّرَ عَنْهُ ذٰلِكَ الذَّنْبُ)). [الصحيحة: ١٧٥٥]

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی آدمی اللہ تعالی کی منہیات میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے اور اس پر اس کی حد نافذ کر دی جائے تو اس کا وہ گناہ مٹا دیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۵۵۔ احمد (۵/ ۲۱۴، ۲۱۵) حاکم (۴/ ۳۸۸) واللفظ له طبرانی (۳۷۲۸)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے جتنے شواہد ذکر کئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مجرم پر اس کے جرم کی حدّ نافذ کر دی جائے تو وہ اس کے جرم کا کفارہ بن جاتی ہے۔

١٦٢٧ـ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ بُجَيْلَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((بَرِئَتِ الذِّمَّةُ مِمَّنْ أَقَامَ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ بِلَادِهِمْ)) [الصحيحة: ٧٦٨]

سیدنا جریر بن بجیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(اللہ اور اس کا رسول) اس آدمی سے بریٔ الذمہ ہیں جو مشرکوں کے ممالک میں ان کے ساتھ اقامت پذیر ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۷۶۸۔ محمد بن مخلد العطار فی المنتقی من حدیثه (۲/ ۱۵/ ۱) طبرانی فی الکبیر (۲۲۶۲) ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۱۴۴)

فوائد: جب مسلمان مسلمانوں میں رہتا ہے تو مسلم حکمران اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہوتے ہیں، لیکن اگر وہ مشرکوں کے ساتھ رہ رہا ہے اور اس وجہ سے اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے، بیشک وہ نقصان مسلمانوں کی وجہ سے پہنچا ہو تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

١٦٢٨ـ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَتْكَ رُسُلِيْ، فَأَعْطِهِمْ ثَلَاثِيْنَ دِرْعًا وَثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعَارِيَةٌ مَضْمُوْنَةٌ أَمْ عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ؟ قَالَ: ((بَلْ عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ)). [الصحيحة: ٦٣٠]

یعلی بن امیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تیرے پاس میرے قاصدین آئیں تو انھیں تیس زرہیں اور تیس اونٹ دے دینا۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر (یہ چیزیں جو میں) عاریۃً (دے رہا ہوں) ہلاک ہوگئیں تو ان کی قیمت کی ضمانت ہوگی یا نہیں؟ آپ

ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ چیزیں بعینہ موجود رہیں تو واپسی کی ضمانت ہوگی اور تلف ہونے کی صورت میں کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۳۰۔ ابو داؤد (۳۵۶۶)' نسائی فی الکبری (۵۷۷۶)' احمد (۴/ ۲۲۲)' ابن حبان (۴۷۲۰)

فوائد: ''عاریہ مؤداۃ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اور اس وقت تک اس کو واپس کرنا ضروری ہو' جب تک وہ باقی ہو' اگر ضائع ہو جائے تو عوض میں اس کی قیمت ادا نہیں کی جاتی اور ''عاریہ مضمونہ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اس کو واپس کرنا ضروری ہو' اگر وہ تلف ہو جائے تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

باب: معتدة الوفاة تحد بالسواد ثلاثا فقط

باب: وفات کی عدت گزارنے والی عورت تین دن باندازِ سرگوشی گفتگو کرے

۱۶۲۹۔عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ اَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا اُصِیبَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِي طَالِبٍ، اَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((تَسَلَّبِي ثَلَاثًا، ثُمَّ اصْنَعِي مَا شِئْتِ)). [الصحیحة: ۳۲۲٦]

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب سیدنا جعفر بن ابو طالب شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ: ''تین دن سوگی لباس پہننے کا اہتمام کر' پھر جو مرضی کرنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۲۶۔ احمد (۶/ ۴۳۸)' ابن حبان (۳۱۴۸)' ابن سعد (۸/ ۲۸۲)' بیہقی (۷/ ۴۳۸)

فوائد: عورت اپنے قریبی سے قریبی رشتہ دار میت پر زیادہ سے زیادہ تین دن تک سوگ منا سکتی ہے' البتہ بیوی اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ اور دس دن سوگ میں رہے گی' بشرطیکہ وہ غیر حاملہ ہو' حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل تک سوگ کی مدت جاری رہے گی' وہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ عورت سوگ کے دوران زیب و زینت ترک کر دے' رنگا ہوا لباس نہ پہنے' لیکن رنگنے ہوئے سوت کا کپڑا پہن سکتی ہے' سرمہ نہ لگائے' خوشبو نہ لگائے' مہندی نہ لگائے اور کنگھی بھی نہ کرے۔ [احادیث صحیحہ ماخوذ از بخاری' نسائی' ابوداود]

۱٦۳۰۔عَنْ اُمِّ هَانِیٍٔ: اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَنَتَزَاوَرُ اِذَا مِتْنَا وَیَرٰی بَعْضُنَا بَعْضًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكُوْنُ النَّسَمُ طَیْرًا تَعْلَقُ بِالشَّجَرِ، حَتّٰی اِذَا كَانُوْا یَوْمَ الْقِیَامَةِ دَخَلَتْ كُلُّ نَفْسٍ فِي جَسَدِهَا)). [الصحیحة: ٦۷۹]

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے کو ملیں اور دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(مرنے کے بعد) روح ایک پرندے کی شکل میں ہوتی ہے جو درختوں پر چکتا رہتا ہے' حتی کہ قیامت کا دن آ جائے گا اور ہر روح کو اس کے جسم میں داخل کر دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۹۔ احمد (۶/ ۴۲۴' ۴۲۵)' ابو نعیم فی الحلیة (۲/ ۷۷)' طبرانی فی الکبیر (۲۵/ ۱۳۷)

فوائد: موت سے میدان حشر تک کی مدت کو عالم برزخ کہتے ہیں' عالم برزخ کی کیفیت و نوعیت کے بارے میں مختلف احادیث منقول ہیں' اگر کسی حدیث کی حقانیت کا بادی النظر علم ہو جائے تو ٹھیک' وگرنہ اس کو حق تسلیم کر کے اس کی کیفیت کو اللہ تعالی کے سپرد کر

دیا جائے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ سے جو سوال کیا گیا تھا، اس کا جواب درج ذیل حدیث میں موجود ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی موت کے وقت رحمت کے فرشتے سفید ریشم لے کر آتے ہیں، .... پھر وہ مومن کی پاکیزہ روح کو مومنوں کی روحوں میں پہنچا دیتے ہیں، جتنی خوشی ہمیں کسی پردیسی کی آمد پر ہوتی ہے، ان روحوں کو اس روح کے آنے کی وجہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ وہ اس سے پوچھتی ہیں: فلاں کیا کر رہا تھا؟ فلاں کیا کر رہا تھا؟ وہ جواب دیتی ہے: اس کا تذکرہ چھوڑو، وہ تو دنیا کے بارے میں فکر مند تھا، اور فلاں آدمی (تو فوت ہو چکا ہے کیا اس) کی روح تمہارے پاس نہیں پہنچی؟ وہ کہتی ہیں: (یہاں نہ پہنچنے کا مقصد یہ ہوا کہ) اسے جہنم میں لے جایا جا چکا ہے۔ جب کافر کی موت کا وقت ہوتا ہے تو عذاب والے فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں، .... پھر وہ اسے کافروں کی ارواح میں پہنچا دیتے ہیں۔ [نسائی]

باب: الجلد و الرجم و النفی

۱۶۳۱۔عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوعًا: ((اَلثَّيِّبَانِ يُجْلَدَانِ وَيُرْجَمَانِ، وَالْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ)). [الصحیحۃ: ۱۸۰۸]

باب: کوڑے، رجم اور جلاوطنی کی سزا کا بیان

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شادی شدہ زانیوں کو (پہلے 100) کوڑے لگائیں جائیں گے، پھر سنگسار کیا جائے گا اور کنوارے زانیوں کو (100) کوڑے لگائے جائیں گے اور (ایک سال کے لئے) جلا وطن کیا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۸۔ ابو نعیم فی مساپند ابی یحییٰ فراس (۹۱/ ۱) دیلمی (۲/ ۷۰)، ابن مردویہ کمافی تفسیر ابن کثیر (۲/ ۲۱۰) لہ شاھد عنہ مسلم (۱۶۹۰)، وغیرہ من حدیث عبادۃ رضی اللہ عنہ۔

فوائد: سر دست یہ سزا زیادہ نظر آتی ہے، لیکن جن کی عزتیں لٹ چکی ہوں اور وہ انتقام نہ لے سکتے ہوں، ان سے پوچھا جائے تو وہ اس حد کو بھی کم سمجھیں گے۔ دراصل اس قسم کے مجرم پر حد لگانے کا مقصد اس کی اصلاح نہیں، بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں، خاندانوں، قبیلوں اور روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کی عزتوں کی حفاظت کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی عزتوں اور حرمتوں کو محفوظ کرنے کے لئے یہ حدود لاگو کرنے کا حکم دیا ہے۔

نیز اس حد سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ زنا کتنا سنگین جرم ہے، کہ برائی کرنے والے شادی شدہ مرد و زن کو سو سو کوڑے لگا کر پتھروں سے مار مار کر موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے اور غیر شادی شدہ کو سو سو کوڑے لگا کر ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جا رہا ہے۔

باب: تحریم الانتحار

۱۶۳۲۔عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ مَرْفُوعًا: ((جُرِحَ رَجُلٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ جِرَاحًا، فَجَزَعَ مِنْهُ، فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَى الدَّمُ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. عَبْدِي بَادَرَنِي نَفْسَهُ، حَرَّمْتُ

باب: خودکشی کی حرمت کا بیان

سیدنا جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی زخمی ہو گیا تھا، وہ بہت بے تاب ہوا اور چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، پھر خون نہ تھما یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے (یعنی میری تقدیر پر راضی نہ ہوا اور خود فیصلہ کر دیا)، میں نے

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) [الصحيحة:٤٦٢]

اس پر جنت حرام کر دی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۲۔ طبرانی فی الکبیر (۱۶۶۳)، بخاری (۱۳۶۴)، مسلم (۱۱۳)، احمد (۴/ ۳۱۲) نحوہ۔

فوائد: صبر کی تین اقسام ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر صبر کرنا (۲) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے پر صبر کرنا اور (۳) اللہ تعالیٰ کی آزمائشوں کو صبر سے برداشت کرنا۔ اس حدیث سے صبر کی اہمیت ثابت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قسم کی مصیبت آ جائے، اسے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے اور جزع وفزع کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

باب: فضل اقامة الحدود

باب: حدود قائم کرنے کی فضیلت

١٦٣٣۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَدٌّ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوْا أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا)).

سیدنا ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شرعی حد، جسے زمین (میں بسنے والوں) پر نافذ کیا جائے، وہ اہل زمین کے حق میں چالیس دنوں کی بارش سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۔ ابن ماجہ (۲۵۳۸)، نسائی (۴۹۰۸)، احمد (۲/ ۴۰۲)، ابن الجارود (۸۰۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کے لئے قتل کی حد، ان کے مالوں کی حفاظت کے لئے چوری کی حد اور ان کی عزتوں کی حفاظت کے لئے زنا اور تہمت کی حد کو مشروع قرار دیا ہے۔ بارش کے فوائد اپنی جگہ پر مسلّم ہیں، بلکہ نظام زندگی کے قیام کے لئے ضروری ہے، لیکن بارش جس رزق کا سبب بنے گی، اگر وہی چوروں اور ڈاکوؤں کے ہتھے لگتا رہے تو سب کچھ رائیگاں ہو جاتا رہے گا۔ اگر ایک دفعہ خاندان کی عزت لٹ جائے تو مال و دولت کی ریل پیل کے باوجود نظریں جھکا کر اور گردنیں خم زدہ کر کے زندگیاں گزارنی پڑتی ہیں۔ اگر کسی قبیلے کا ایک فرد قتل کر دیا جائے تو جہاں برسوں کے لئے قاتل و مقتول کے خاندانوں کا سکون غارت ہوتا ہے، وہاں بسا اوقات درجنوں افراد کو قتل و غارت گری کے بازار میں جھکنا پڑتا ہے۔ ان سب امور کا حل یہی ہے کہ اگر کسی کا جرم حدّ کے قابل ہے تو جرأت و دلیری اور اسلامی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے نافذ کر دیا جائے۔

بيان حرم البئر

کنواں کے احاطہ کا بیان

١٦٣٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَرِيْمُ الْبِئْرِ أَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا مِنْ حَوَالَيْهَا كُلُّهَا لِأَعْطَانِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ)) [الصحيحة:٢٥١]

سیدنا ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنویں کا احاطہ اس کے اردگرد چالیس ہاتھ ہے، یہ ساری جگہ اونٹوں اور بھیڑوں بکریوں کے بیٹھنے کے لئے ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۱۔ احمد (۲/ ۴۹۴)، بیہقی (۶/ ۱۵۵)

فوائد: اونٹ، گائے، بکریوں وغیرہ پر لوگوں کی معیشت کا انحصار رہا ہے اور اب بھی ہے۔ عہدِ قدیم میں مویشیوں کو پانی پلانے کے مخصوص ذرائع تھے اور آجکل بھی بعض مقامات پر ایسے ہی ہے۔ ان میں سے ایک ذریعہ کنواں تھا، جس پر مختلف لوگوں کے مویشی جمع ہو جاتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے اس کے اردگرد چالیس ہاتھ یعنی ساٹھ فٹ احاطہ خالی رکھنے کی تلقین کی، تاکہ کسی قسم کی تنگی نہ ہو۔

باب: من اللعب المباح

باب: جائز کھیل کا بیان

۱۶۳۵۔عَنِ الشَّعْبِيِّ رَفَعَهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلٰی أَصْحَابِ الدِّرْكِلَةِ فَقَالَ: ((خُذُوْا يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ! حَتّٰی تَعْلَمَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی أَنَّ فِيْ دِيْنِنَا فُسْحَةً)) قَالَ: فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذَا جَاءَ عُمَرُ، فَلَمَّا رَأَوْهُ اِنْذَعَرُوْا۔ [الصحيحة: ۱۸۲۹]

امام شعبی (جو تابعی ہیں) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کا ایک (مخصوص حبشی) کھیل کھیلنے والوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اے بنو ارفدہ! (یعنی حبشیو!) کھیلتے رہو تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔'' وہ کھیل رہے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو سہم گئے۔

تخریج: الصحيحة ۱۸۲۹۔ ابو عبيد فى غريب الحديث (۱۰۲/ ۲)، حارث بن ابى اسامة (بقيه الباعث ۸۲۶) مرسلاً، ديلمى (۲/ ۱۱۰)، احمد (۶/ ۱۱۶/ ۲۳۳)، حميدى (۲۵۹)، موصولاً من طريق آخر۔

فوائد: ہماری شریعت میں مباح اور جائز کھیل کھیلنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن یہ پابندی ضروری ہے کہ اس کھیل کا کوئی نہ کوئی دنیوی یا اخروی فائدہ ہو، مثلاً صحت اور ذہنی تازگی وغیرہ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ کھیل محض غیر مسلموں کی نقالی کرتے ہوئے نہ کھیلا جائے۔ بعض جدیدیت کے مارے ہوئے علماء کرام پر طعنہ زنی کرتے ہیں کہ مولوی تو ہنسنے کو بھی جرم کہتے ہیں۔ اس روایت میں ان کے لیے سبق ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تو کھیلوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ لیکن ایسے کھیل کہ جن کے دوران نماز کا وقت آیا اور گزر گیا، کھلاڑی نے نماز پڑھی نہ تماشائی نے۔ یہ ناجائز ہے۔ ان کھیلوں کو ناجائز کہنے پر کوئی سیخ پا ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ فرمان نبوی ﷺ کے ہوتے ہوئے نہ مداہنت ہو سکتی ہے اور نہ کسی قسم کا سمجھوتہ۔

الخمر ام الخبائث

شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے

۱۶۳۶۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((اَلْخَمْرُ أُمُّ الْخَبَائِثِ، وَمَنْ شَرِبَهَا لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَلَاةً أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، فَإِنْ مَّاتَ وَهِيَ فِيْ بَطْنِهِ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)). [الصحيحة: ۱۸۵٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب خباثتوں کی جڑ ہے، جس نے شراب پی، چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں ہو گی۔ وہ آدمی جاہلیت کی موت مرے گا، جس کے پیٹ میں مرتے وقت شراب ہو گی۔''

تخریج: الصحيحة ۱۸۵۴۔ معجم اوسط طبرانى (۳۶۸۰)، وخذى فى الوسيط (۲/ ۲۲۵)، قضاعى فى مسند الشهاب (۵۷) مختصراً، دار قطنى (۴/ ۲۴۷)

فوائد: پہلے بھی نشہ آور چیزوں کی حرمت و قباحت بیان کی جا چکی ہے۔ یہ حدیث اپنے مفہوم میں خود واضح ہے۔ یہ یاد رہے کہ سگریٹ نوشی، حقہ نوشی، بیڑا اور نسوار کا تعلق بھی اسی شعبے سے ہے، لیکن چونکہ ہر گھر اس جرم میں ملوث ہے، اس لئے تسلیم کرنے میں ذرا ہچکچاہٹ ہوتی ہے، وگرنہ اعلیٰ قسم کے سگریٹ اور حقے کے شائقین پر پابندی لگا کر یا ان خباثتوں کو استعمال نہ کرنے والے بچوں اور لڑکوں کو زیادہ مقدار میں سگریٹ یا حقہ استعمال کروائیں اور ان کی کیفیت کا مظاہرہ کریں۔ اگر کوئی فرد پھر ان کا نشہ آور ہونا تسلیم نہ کرے تو وہ یہ حقیقت تو مانتا ہو گا کہ یہ چیزیں صحت کے لئے سخت مضر ہیں اور شریعت نے ایسی چیزوں کو خبائث کہا اور حرام قرار دیا۔

باب: ام الفواحش والخبائث

۱٦٣٧۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((اَلْخَمْرُ أُمُّ الْفَوَاحِشِ، وَأَكْبَرُ الْكَبَائِرِ، مَنْ شَرِبَهَا وَقَعَ عَلٰى أُمِّهٖ وَخَالَتِهٖ وَعَمَّتِهٖ)).

[الصحيحة:۱۸۵۳]

باب:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب بے حیائیوں کی جڑ ہے اور سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے، جو اس کو پیئے گا وہ اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی سے زنا کر بیٹھے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۳۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۳۷۲، ۱۱۴۹۸)، والاوسط (۳۱۵۸)

فوائد: شراب نہ صرف کئی خباثتوں کی جڑ ہے، بلکہ دنیا بھی تباہ کر دیتی ہے اور آخرت کو بھی داؤ پر لگا دیتی ہے۔ شرابی نہ اولاد کا رہتا ہے اور نہ والدین کا۔ ایک شرابی کی وجہ سے پورے خاندان کے سکون کا جنازہ اٹھ جاتا ہے۔ ایک شرابی کی وجہ سے گھروں کے گھر بے عزت ہو کر اجڑ جاتے ہیں۔ ایک شرابی کی وجہ سے کئی افراد کی مسکراہٹیں سسکیوں میں اور خوشحالیاں تنگ دستیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ یہ شرابی ہی ہے جسے ماں، بہن، بیوی اور بیٹی جیسے مقدس رشتوں کی تمیز نہیں رہتی۔ یہ شرابی ہی ہے جو تمام ارکانِ اسلام کو منہدم کر دیتا ہے۔ سچ فرمایا ہمارے اولین خیر خواہ ﷺ نے کہ شراب ام الخبائث ہے، ام الفواحش ہے۔

تذكير العادي بالله ثلاثا

۱٦٣٨عَنْ قُهَيْدٍ الْغِفَارِيِّ،قَالَ: سَأَلَ سَائِلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ عَدَا عَلَيَّ عَادٍ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَكِّرْهُ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنْ أَبٰى فَقَاتِلْهُ، فَإِنْ قَتَلَكَ، فَأَنْتَ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ قَتَلْتَهُ، فَإِنَّهُ فِي النَّارِ)).

[الصحيحة: ۳۲٤٧]

زیادتی کرنے والے کو تین مرتبہ اللہ کا خوف دلانا

سیدنا قہید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سائل نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی زیادتی کرنے والا مجھ پر زیادتی کرے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے تین دفعہ اللہ کا واسطہ دے کر نصیحت کر، اگر وہ انکار پر تلا رہے تو اس سے لڑائی کر۔ اگر اس نے تجھے قتل کر دیا تو تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۷۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۹۸، ۱۹۹)، بیهقی (۸/ ۳۳۶)، احمد (۳/ ۴۲۳)

فوائد: اگر ظالم اس بات کا موقع نہ دے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا جا سکے تو اپنی جان کی حفاظت کے لئے میدان میں اتر کر مقابلہ کیا جائے، جیسا کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... ومن قتل دون دمه فهو شهيد۔) [ابوداود، ترمذی] یعنی: جو اپنے خون کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا، وہ شہید ہے۔

ذم الغدر

۱٦٣٩ ـعَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، فَإِنْ جَارَتْ عَلَيْهِمْ جَائِرَةٌ، فَلَا تُخْفِرُوْهَا فَإِنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً

دھوکے کی مذمت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام مسلمانوں کی ضمانت (کا حکم) ایک ہے، اگر کوئی مسلمان عورت کسی کو پناہ دے دے، تو اس کا عہد مت توڑو۔ (یاد رہے کہ) ہر

يُعْرَفُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٣٩٣٨]

دھوکے باز پر ایک جھنڈا ہو گا جس کے ذریعے وہ قیامت کے روز پہچانا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۳۸۔ ابو یعلی (۴۳۹۲)، حاکم (۲/ ۱۴۱)، طبرانی فی الاوسط (۴۶۲۴)

فوائد: اسلام میں عہد و پیمان کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے، اگرچہ وہ غیر مسلموں کے بارے میں ہی کیوں نہ ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یجیر علی المسلمین ادناھم۔) [صحیحہ: ۲۴۴۹] یعنی: "(میری امت کا) کا ادنیٰ فرد بھی پوری امت پر پناہ دے گا۔" جو آدمی کسی سے کیا گیا عہد و پیمان توڑے گا، دھوکہ کرے گا اور خیانت کرے گا تو اس جرم کی علامت اس پر جھنڈے کی صورت میں نظر آئے گی۔

نوع من الخمر

شراب کی اقسام

١٦٤٠ـ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَلزَّبِيْبُ وَالتَّمْرُ هُوَ الْخَمْرُ [يَعْنِي إِذَا نُبِذَا جَمِيْعًا])).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "منقہ اور کھجور تو شراب ہیں (یعنی جب ان کی اکٹھی نبیذ بنائی جائے تو)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۷۵۔ نسائی (۵۵۴۸)، طبرانی فی الکبیر (۱۷۶۱)، حاکم (۴/ ۱۴۱)

فوائد: اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تر اور کھجور کا اکٹھا نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا۔ [بخاری، مسلم] شریعت نے شراب کے بارے میں حتمی قانون یہ پیش کیا ہے کہ جو چیز نشہ دے گی وہ حرام ہوگی۔ مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے جلد نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

كيف يعرف الزنا وحده

زنا کو کیسے پہچانا جائے گا اور اس کی حد

١٦٤١ـ((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَالْعَجْمَاءِ خَالَةِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ۔ حَدِيْثُ عُمَرَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ: مَا نَجِدُ الرَّجْمَ مَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ، أَلَا وَ إِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ إِذَا أَحْصَنَ، أَوْ قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ حَمْلٌ، أَوِ اعْتِرَافٌ، وَقَدْ قَرَأْتُهَا: ((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ......)) اَلْحَدِيْثَ، رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ۔

"جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو انھیں بہر صورت سنگسار کر دو۔" یہ حدیث سیدنا عمر، سیدنا زید بن ثابت، سیدنا ابی بن کعب اور سیدہ عجماء جو ابو امامہ بن سہل کی خالہ تھیں، رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ طویل زمانہ بیت جانے کے بعد کہنے والا کہے گا کہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم نہیں ملا اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ! شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا حق ہے، جب گواہ گواہی دے دیں یا عورت کا حمل واضح ہو جائے یا مجرم خود اعتراف کر لے۔ میں نے (یہ آیت) خود پڑھی تھی: ﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ ......﴾ الخ۔ رسول اللہ ﷺ نے اور

[الصحیحۃ: ۲۹۱۳] آپ ﷺ کے بعد ہم نے سنگسار کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۳۔ ابن ابی شیبۃ (۱۰/ ۷۵، ۷۶)، مسلم (۱۶۹۱)ولم یسق لفظہ ، ابن ماجہ (۲۵۵۳)، احمد (۵/ ۱۸۳)، نسائی فی الکبیر (۷۱۴۵)، نسائی فی الکبری (۷۱۴۱)، حاکم (۲/ ۴۱۵) نسائی فی الکبری (۷۱۴۶)، حاکم (۴/ ۳۵۹)

فوائد: اس آیت ﴿اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ﴾ کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے لیکن حکم باقی ہے۔

۱٦٤٢۔عَنِ الْجَارُوْدِ مَرْفُوْعًا: ((ضَالَّۃُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ)) [الصحیحۃ: ٦٢٠]

سیدنا جارود ﷺ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کی لپٹ ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۲۰۔ احمد (۵/ ۸۰)، طبرانی فی الکبیر (۲۱۲۰)، والصغیر (۸۴۶)، دارمی (۲۶۰۲)، نسائی فی الکبری (۵۷۹۴)

فوائد: گمشدہ چیز کے بارے میں شریعت نے یہ قانون نافذ کیا ہے اسے اٹھانے والا ایک سال تک اعلان کرے گا، ایک سال کے بعد اسے استعمال کرنے کی اجازت ہوگی، لیکن بعد میں اگر مالک آجاتا ہے تو اسے ادا کرنا ہوگی۔ یہ حدیث اس آدمی کے بارے میں ہے جو مومن کی گمشدہ چیز اس نیت سے اٹھاتا ہے کہ وہ اس پر قبضہ کرلے اور کسی کو نہ بتائے۔

العارية مؤداة

عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی

١٦٤٣۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اَلْعَارِيَۃُ مُؤَدَّاۃٌ، وَالْمِنْحَۃُ مَرْدُوْدَۃٌ، وَمَنْ وَجَدَ لُقَطَۃً مُصَرَّاۃً، فَلَا یَحِلُّ لَہٗ صِرَارُھَا حَتّٰی یُرِیَھَا)). [الصحیحۃ:٦١١]

سیدنا ابوامامہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عاریۃً لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی اور دودھ والی بکری (جو بطورِ عارضی عطیہ دی گئی ہو) لوٹا دی جائے گی، جس آدمی نے ایسی گری پڑی چیز اٹھائی جسے دھاگے وغیرہ کے ساتھ باندھا ہوا ہو تو اس کے لئے اسے کھولنا حلال نہیں، جب تک کسی دوسرے کو دکھا کر (اسے گواہ) نہ بنالے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۱۱۔ ابن حبان (۵۰۹۴)، نسائی فی الکبیری (۵۷۸۱)، ابن حزم فی المحلی (۹/ ۱۷۲)

فوائد: اس حدیث شریف میں بیان شدہ احکامات کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔گمشدہ چیز اٹھانے والے کو چاہئے کہ عادل گواہ بنا لے، تا کہ بعد میں جہاں شبہ پیدا ہو اسے دور کیا جا سکے۔

باب: كفر دون كفر

باب:

١٦٤٤۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مَرْفُوْعًا: ((قِتَالُ الْمُؤْمِنِ کُفْرٌ، وَسِبَابُہٗ فُسُوْقٌ، وَلَایَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ)) [الصحیحۃ:٢٢٩٨]

سیدنا سعد بن ابو وقاص ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن سے لڑنا کفر ہے اور اسے گالی دینا فسق ہے اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ (قطع رحمی کرتے ہوئے) اپنے بھائی سے تین سے زیادہ دنوں کے لئے ترکِ تعلق رکھے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۹۸۔ احمد (۱/ ۱۷۶)، طبرانی فی الکبیر (۳۲۴)، الضیاء فی المختارۃ (۱۰۲۱)، نسائی (۴۱۹۹)، مختصراً۔

فوائد: مومن سے لڑائی کرنا کفریہ عمل ہے اور اسے گالی دینا منافقانہ صفت اور نافرمانی کا کام ہے۔ دو مومنوں کا آپس میں تعلقات توڑنا سنگین جرم ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث، فمن ھجر فوق ثلاث، فمات دخل النار۔) [ابوداود] یعنی: کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ تک قطع تعلق کئے رکھے، جس نے تین دنوں سے زیادہ تک تعلق قطع کئے رکھا اور پھر اسی حال میں مر گیا، تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

ایفاء الیمین الا ان یکون غیر خیراً منھا

قسم کو پورا کرنا ہاں اگر کوئی اور چیز اس سے بہتر ہو تو وہی کرے

۱۶۴۵۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ لَا يَحْنَثُ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَفَّارَةَ الْيَمِينِ، فَقَالَ: لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي، ثُمَّ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ))

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم اٹھاتے تھے تو اسے توڑتے نہیں تھے۔ جب اللہ تعالی نے قسم توڑنے کے کفارے کا حکم نازل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب جب بھی میں قسم اٹھاؤں گا اور کسی دوسری چیز کو اس سے بہتر پاؤں گا تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر کے بہتر چیز کو اختیار کروں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۸۔ حاتم (۴/ ۳۰۱)

فوائد: اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ میں قسم کا یہ کفارہ بیان کیا ہے: دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اگر تینوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا ہے۔ قسم کی تین اقسام ہیں، جن کی تفصیل اسی باب کے شروع میں گزر چکی ہے۔

اکثر دعاء رسول

رسول اللہ کی اکثر دعاء یہ ہوا کرتی تھی

۱۶۴۶۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: ((كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ، فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ))

[الصحيحة: ۲۰۹۱]

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اے ام المومنین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تو کون سی دعا بکثرت پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر یہ دعا پڑھتے تھے: اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔'' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دعا کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر آدمی کا دل اللہ تعالی کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے، جس کو چاہے (راہِ ہدایت پر) ثابت رکھے اور جس کو چاہے گمراہ کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۱۔ ترمذی (۳۵۱۷)، احمد (۶/ ۳۰۲، ۳۱۵)، ابن ابی شیبۃ فی الایمان (۵۶)

فوائد: دین پر استقامت اور ثابت قدمی اختیار کرنے کے لئے درج ذیل دعا کرنی چاہیے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ اِثْبِتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

الفاظ حلف النبیؐ

نبیؐ کی قسم کے الفاظ

١٦٤٧ ـعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ عَرَابَةَ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَلَفَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ)). [الصحيحة:٢٠٦٩]

سیدنا رفاعہ بن عرابہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ کریم ﷺ یوں قسم اٹھاتے تھے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۹۔ ابن ماجہ (۲۰۹۰، ۲۰۹۱)، احمد (۴/ ۱۶)، ابن ابی عاصم فی الاحاد و المثانی (۲۵۶۰)

فوائد: صرف اللہ تعالی کی قسم اٹھانی چاہیے۔ آپ ﷺ عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے قسم کا مذکورہ بالا انداز اختیار کرتے تھے۔

باب: جواز الطلاق دون تدخل القاضي

باب: قاضی کی مداخلت کے بغیر طلاق دینے کا جواز

١٦٤٨ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ، ثُمَّ رَاجَعَهَا)).

[الصحيحة:٢٠٠٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تھی، پھر ان سے رجوع کر لیا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۰۷۔ ابو داؤد (۲۲۸۳)، نسائی (۳۵۹۰)، ابن ماجہ (۲۰۱۶)، حاکم (۲/ ۱۹۷)

ذکر من امور الخیر و الشر

خیر و شر کے کچھ امور کا ذکر

١٦٤٩ ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: ((كَانَ ﷺ يَأْخُذُ الْوَبَرَةَ مِنْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ مِنَ الْمَغْنَمِ، فَيَقُوْلُ: مَالِيْ فِيْهِ إِلَّا مِثْلُ مَالِأَحَدِكُمْ مِنْهُ، إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ! فَإِنَّ الْغُلُوْلَ خِزْيٌ عَلٰى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَدُّوْا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ وَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى. الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، إِنَّهُ لَيُنْجِي اللّٰهُ .تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. بِهِ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ، وَأَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ، وَلَا يَأْخُذُكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ)).

[الصحيحة:٦٧٠]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کے اونٹ کے ایک پہلو سے کچھ بال پکڑے اور فرمایا: ''اس میں میرا حصہ بھی وہی ہے جو تمھارا ہے، خیانت کرنے سے بچو، کیونکہ خیانت قیامت کے روز خائن کے لئے باعث رسوائی ہوگی۔ دھاگہ، سوئی اور اس سے بھی کم قیمت والی چیز ادا کر دو اور سفر قریب کا ہو یا بعید کا، حضر ہو یا سفر، ہر صورت میں اللہ کے راستے میں جہاد کرو، کیونکہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اللہ تعالی اس کے ذریعے پریشانی و پشیمانی اور غم و الم سے نجات دلاتا ہے اور رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار، ہر ایک پر اللہ تعالی کی حدیں قائم کرو اور اللہ تعالی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمھیں متاثر نہ کرنے پائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۰۔ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند (۵/ ۳۳۰)، ابن ماجہ (۲۵۴۰) مختصراً، طبرانی فی الاوسط (۵۶۵۶)

حفظ الامانة

امانت کی حفاظت کا بیان

١٦٥٠۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ: ((كَانَ ﷺ يَأْخُذُ الْوَبَرَةَ مِنْ قُصَّةٍ مِنْ فَيْءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. فَيَقُوْلُ: مَالِي مِنْ هٰذَا اِلَّا مِثْلُ مَالِاَحَدِكُمْ، اِلَّا الْخُمُسَ، وَهُوَ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ، فَاَدُّوْا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ فَمَا فَوْقَهُمَا، اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ فَاِنَّهُ عَارٌ وَشَنَارٌ عَلٰى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٦٦٩]

سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے دیئے ہوئے مالِ فی (کے ایک جانور کے) پیشانی کے بال پکڑے اور فرمایا: ”اس میں میرا حصہ بھی وہی ہے جو تمھارا ہے (یعنی) پانچواں حصہ میرا ہے اور وہ بھی تم میں تقسیم کر دیا جائے گا، لہٰذا دھاگہ، سوئی اور ان سے بھی کم قیمت والی چیزیں ادا کرو، اور خیانت سے بچو، یہ قیامت کے روز خائن کے لئے عیب و رسوائی کا باعث بنے گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ٦٦٩۔ احمد (٤/ ١٢٧، ١٢٨)، البزار (الکشف ١٧٣٤)، طبرانی فی الکبیر (١٨/ ٢٦٠)، والاوسط (٢٤٤٣)

فوائد: مالِ فی سے مراد وہ مالِ غنیمت ہے جو بلا جنگ حاصل ہو۔

اذا اجتمعت العدتان ای العدة تعتد

جب دو عدتیں جمع ہو جائیں تو کون سی عدت شمار کی جائے گی

١٦٥١۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ[بْنِ عُتْبَةَ]عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ تَعَالَتْ مِنْ نِفَاسِهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِاَيَّامٍ، فَمَرَّ بِهَا اَبُوْ السَّنَابِلِ، فَقَالَ: اِنَّكِ لَا تَحِلِّيْ حَتّٰى تَمْكُثِيْ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((كَذَبَ اَبُوْ السَّنَابِلِ، لَيْسَ كَمَا قَالَ، قَدْ حَلَلْتِ، فَانْكِحِيْ، [اِذَا اَتَاكِ اَحَدٌ تَرْضِيْنَهُ فَاْتِيْنِيْ اَوْ اَنْبِئِيْنِيْ])). [الصحيحة: ٣٢٧٤]

سیدنا عبیداللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سبیعہ بنت حارث کا اپنے خاوند کی وفات کے (کچھ دن بعد بچہ پیدا ہوا) چند دن کے بعد وہ نفاس کے خون سے بھی پاک ہو گئی۔ ابو سنابل ان کے پاس سے گزرے اور کہا: تو اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔ اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو سنابل غلط کہہ رہا ہے، وہ حقیقت نہیں جو اس نے کہا، تو واقعی حلال ہو چکی ہے اور نکاح کر سکتی ہے، اگر کوئی پسندیدہ آدمی تجھے پیغامِ نکاح بھیجے تو مجھے آگاہ کرنا۔“

تخریج: الصحیحۃ ٣٢٧٤۔ سعید بن منصور (١٥٠٦)، شافعی فی الام (٥/ ٢٠٦)، بیہقی (٦/ ٤٢٩)

فوائد: قرآن مجید کی رو سے بیوہ عورت کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے، لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی، وہ جلدی ہو جائے یا دیر سے۔ اس قصے میں سبیعہ کا بچہ چار ماہ اور دس دن سے پہلے ہی پیدا ہو گیا تھا۔

كفاية للحية ضربة بالسوط

کوڑے سے ایک بار مارنا ہی سانپ کے لیے کافی ہے

١٦٥٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَفَاكَ الْحَيَّةَ ضَرْبَةٌ بِالسَّوْطِ، أَصَبْتَهَا أَمْ أَخْطَأْتَهَا)). [الصحيحة: ٦٧٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپ کو کوڑے وغیرہ کی ایک ضرب کافی ہے' وہ لگے یا نہ لگے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۷۶- ابو العباس الاصم فی حدیثه (۱۴۸)' بیهقی (۲/ ۲۶۶)' دارقطنی فی الافراد (ج ۳ رقم ۴۸)

فوائد: یعنی اگر سانپ بھاگ جاتا ہے تو اللہ تعالی اس سے کفایت کرے گا' زیادہ تگ و دو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

كل مسكر خمر

ہر نشہ آور چیز شراب ہے

١٦٥٣: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ، قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ)). [الصحيحة: ٢٠٣٩]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز ''خَمْر'' ہے اور نشہ آور چیز حرام ہے' جس نے نشہ آور مشروب پیا تو چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں ہو گی' اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر اس نے چوتھی دفعہ شراب پی لی تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ وہ اسے ''طِينَةُ الْخَبَال'' سے پلائے۔'' کہا گیا کہ ''طِينَةُ الْخَبَال'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں کی خون ملی پیپ۔ جس آدمی نے کم سنی میں شراب پی کہ وہ اس کے حرام یا حلال ہونے کی تمیز بھی نہیں کر سکتا تھا' تو اللہ پر حق ہے کہ اسے ''طِينَةُ الْخَبَال'' سے پلائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۳۹- ابو داؤد (۳۶۸۰)' بیهقی (۸/ ۲۸۸)

فوائد: یہ نشہ آور چیزیں استعمال کرنے کا انجام ہے۔

اخراج اليهود والنصارى من جزيرة العرب

یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکالنے کا بیان

١٦٥٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، حَتّٰى لَا أَدَعَ إِلَّا مُسْلِمًا)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا اور مسلمان کے علاوہ یہاں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔''

تخریج: الصحیحة ۹۲۴- مسلم (۱۷۶۷)' ابو داؤد (۳۰۳۰)' ترمذی (۱۶۰۷)' احمد (۱/ ۲۹)

فوائد: جزیرۃ العرب: بحر ہند' بحر شام' پھر دجلہ فرات نے جتنے علاقے پر قبضہ کیا ہوا ہے یا طول کے لحاظ سے عدن ابین کے درمیان

سے لے کر اطراف شام تک کے علاقہ اور عرض کے اعتبار سے جدہ سے لے کر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ جزیرۃ العرب کہلاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب۔) [بخاری، مسلم] یعنی: ''مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی تعمیل کی، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حجاز کی سرزمین سے یہود و نصاریٰ کو جلاوطن کر دیا اور اسی طرح خیبر کے یہودیوں کو بھی تیماء اور اریحا کے مقام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

النهي من بعض الاسماء

کچھ ناموں سے روکنے کا بیان

١٦٥٥: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوعًا: ((لَئِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَأَنْهَيَنَّ أَنْ يُّسَمّٰى: رَبَاحٌ وَنَجِيْحٌ وَأَفْلَحُ، وَنَافِعٌ وَيَسَارٌ))

[الصحيحة: ٢١٤٣]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور میں زندہ رہا تو ان ناموں سے منع کر دوں گا: رَبَاح (نفع، کامیابی)، نَجِیح (معقول، صابر، ثابت قدم)، اَفْلَح (کامیاب، بامراد)، نَافِع (نفع مند)، یَسَار (آسودگی، خوشحالی)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۴۳۔ ترمذی (۲۸۳۵)، ابن ماجہ (۳۷۲۹)، حاکم (۴/ ۲۷۴)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلم کی روایت کے مطابق سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بالآخر آپ ﷺ نے ان ناموں سے منع فرما دیا تھا۔ اس کی مزید تفصیل ''الزواج و تربية الاولاد وتحسين اسماء هم'' میں آئے گی۔

باب: ذنب الاعتداء على الجار مضاعف

باب: ہمسائے کے ساتھ زیادتی کا گناہ کئی گنا ہو جاتا ہے

١٦٥٦: عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((مَاتَقُوْلُوْنَ فِي الزِّنَا؟)) قَالُوْا: حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، فَهُوَ حَرَامٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَّزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهِ)) ثُمَّ سَأَلَهُمْ عَنِ السَّرِقَةِ؟ فَأَجَابُوْا بِنَحْوِ مَا أَجَابُوْا عَنِ الزِّنَا، ثُمَّ قَالَ: ((وَلَأَنْ يَّسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرِ أَبْيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّسْرِقَ مِنْ جَارِهِ)).

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے پوچھا: ''زنا کے بارے میں تم کیا کہو گے؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے اور یہ قیامت تک حرام رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا دس عورتوں سے زنا کرنے کا جرم صرف ایک ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرنے کے جرم (کی سنگینی) سے کم ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان سے چوری کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے وہی جواب دیا جو بدکاری کے بارے میں دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا دس گھروں سے چوری کرنے کا جرم ہمسائے کے گھر

[الصحيحة: ٦٥]

سے چوری کرنے کے جرم (کی سنگینی) سے کم ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۶۵- احمد (۶/ ۸)' الادب المفرد (۱۰۳)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۵۷)' والاوسط (۶۳۲۹)

فوائد: اس حدیث سے صرف یہ معلوم ہوا کہ ہمسائے کے حق میں کیا جانے والا جرم انتہائی سنگین شمار ہوتا ہے۔ اس حدیث سے زنا اور چوری کے جرائم کی خفت معلوم نہیں ہوتی۔

الذنب بمس المرأة الاجنبية

اجنبی عورت کو چھونے کا گناہ

١٦٥٧: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ مَرْفُوْعًا: ((لَأَنْ يُّطْعَنَ فِيْ رَأْسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ)).

[الصحيحة: ٢٢٦]

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی آدمی کے سر میں لوہے کی سوئی ٹھونس دی جانے کی تکلیف اس گناہ سے کم ہے' جو اسے غیر محرم عورت کو چھونے سے ملتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۲۶- الرویانی فی مسنده (۱۲۸۳)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۱۲)' بیهقی فی الشعب (۵۴۵۵)

فوائد: آج کل بے پردگی کا جنون عروج پر ہے۔ ذمہ دار اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ مغربی تہذیب مغرب سے تنگ آ کر مشرق میں اپنے پنجے گاڑھنا چاہتی ہے۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ شاید وہ' اللہ اس کا ستیاناس کرے' مکمل طور پر کامیاب ہو جائے۔

اسی بے پردگی کا ایک نقصان یہ بھی ہوا ہے کہ غیر محرم مرد و زن کا میل ملاپ زیادہ ہو گیا ہے۔ چچا زاد بھائی بہنیں آپس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے یا ایک دوسرے کے سر یا کندھے پر ہاتھ پھیرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے' لیکن شریعت کا اپنا مزاج ہے' جو لازوال' پائیدار اور خیر خواہ مزاج ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی محبتوں اور رشتوں کو شریعت کے تابع کریں۔ بلاشبہ رشتہ دار عورتوں سے محبت ہوتی ہے' بالخصوص جب دین کا غلبہ ہو' لیکن یہ محبت کا تقاضا کہاں سے آ گیا کہ زبانی سے دعا و سلام پر اکتفا کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر ہاتھ پھیرا جائے' یا بڑا چھوٹا ہونے کی صورت میں بوسے دیے جائیں؟ غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ تو عورتوں سے بیعت لیتے وقت بھی مصافحہ نہیں کرتے تھے' بلکہ زبانی بیعت لیتے تھے۔ لیکن ہم .... مذکورہ بالا حدیث پر غور کریں۔

فضل التوبة الزاني

زانی کی توبہ کی فضیلت

١٦٥٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً، لَوْتَابَهَا صَاحِبُ مُكْسٍ، لَقُبِلَتْ مِنْهُ)).

[الصحيحة: ٣٢٣٨]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس آدمی نے ایسی (عظیم) توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس وصول کنندہ ایسی توبہ کر لے تو اس سے بھی قبول کر لی جائے گی۔"

تخریج: الصحیحة ۳۲۳۸- طبرانی فی الکبیر (۱۲۱۱۱)' البزار (الکشف ۱۵۴۱) عن انس رضی اللہ عنہ' له شاهد عنه مسلم (۲۳/ ۱۶۹۵)' ابو داؤد (۴۴۴۲)' من حدیث بریدة رضی اللہ عنہ۔

١٦٥٩: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِيْ (الْفُرْقَانِ) ﴿وَالَّذِيْنَ

سیدنا زید بن ثابت کہتے ہیں: جب سورۂ فرقان والی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں

لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ عَجِبْنَا لِلِيْنِهَا، فَلَبِثْنَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ نَزَلَتْ الَّتِيْ فِي النِّسَاءِ: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ﴾ حَتّٰى فَرَغَ)). [الصحيحة: ۲۷۹۹]

پکارتے اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ جان کو قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ ﴾ تو ہمیں اس آیت میں دی گئی لچک اور نرمی پر بڑا تعجب ہوا، چھ مہینے گزر گئے پھر سورۂ نساء والی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا، اس کا بدلہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہے، اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی...... آخر تک﴾

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۹۹۔ طبرانی فی الکبیر (۳۸۶۹)، نسائی (۴۰۱۲)، وابن جریر فی التفسیر (۴/ ۱۳۹)، ابو داؤد (۴۲۷۲)، من طریق آخر عنه۔

فوائد: اس باب کی پہلی حدیث کے فوائد دیکھیں۔ اس حدیث میں مذکورہ دوسری آیت کو دوسرے دلائل کی روشنی میں اس معنی پر محمول کریں گے کہ "خالد مخلدا" سے مراد لمبی مدت ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ایسے آدمی کو مکمل سزا دی جائے تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا پڑے گا۔

استحباب الاستتار من الذنوب

گناہوں کو چھپانے کا استحباب

۱۶۶۰: عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ مَاعِزًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ، وَقَالَ لِهَزَّالٍ: ((لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ)) وَرُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، كِلَاهُمَا مُرْسَلًا۔ [الصحيحة: ۳٤٦۰]

نعیم بن ہزال اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز ﷺ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور چار مرتبہ (زنا کا ارتکاب کرنے کا) اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور ہزال سے کہا: "اگر تو اسے اپنے کپڑے سے ڈھانپ لے تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔" یہ حدیث محمد بن منکدر اور سعید بن میسب سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۰۔ ابو داؤد (۴۳۷۷)، نسائی فی الکبری (۷۲۷۴)، احمد (۵/ ۲۱۶، ۲۱۷)، حاکم (۴/ ۳۶۳)، ابو داؤد (۴۴۱۹) مطولاً۔

فوائد: صحابہ کرام کے ایمان کی افضلیت ہے کہ انھوں نے اخروی کامیابی و کامرانی کے حصول کے لئے دنیا میں ہر قسم کی تکلیف برداشت کر لی۔

ليس في المامومة قود

دماغی چوٹ کا قصاص نہیں ہے

۱٦٦۱: عَنْ طَلْحَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ فِي الْمَأْمُوْمَةِ قَوَدٌ)). [الصحيحة: ۳٤٦۰]

سیدنا طلحہ ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دماغی چوٹ کا قصاص نہیں ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۰۔ بیہقی (۸/ ۶۵)، وفی معرفۃ السنن والآثار (۵۱۰۳)

فوائد: "مامومہ" ایسے زخم کو کہتے جو دماغ تک پہنچ جائے۔ ایسے زخم میں قصاص نہیں لیا جا سکتا، البتہ اس کی دیت تینتیس (۳۳)

اونٹ ہیں۔

باب: النهي عن التشبه بالكفار في التسليم وغيره

١٦٦٢: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَاتَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ، بِالْأَصَابِعِ، وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ)). [الصحيحة: ٢١٩٤]

باب: سلام و دیگر امور میں کفار کی مشابہت کی ممانعت

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دوسروں سے مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو، بلا شبہ یہودیوں کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۹۴۔ ترمذی (۲۶۹۵)، طبرانی فی الاوسط (۷۳۸۶)، ابن الجوزی فی العلل (۲/ ۲۳۴)

فوائد: لیکن دو مقامات پر شریعت نے اشارہ کے ساتھ سلام کہنے یا جواب دینے کی تخصیص کر دی ہے:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ کہتے ہیں: میں نے سیدنا بلال ﷺ سے پوچھا کہ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے، اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ ﷺ جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: بقول هكذا و بسط كفه۔ اس طرح کرتے تھے، پھر (کیفیت بیان کرنے کے لئے) اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ [ابوداود، ترمذی]

امام نافع کہتے ہیں: عبداللہ بن عمر ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ نماز پڑھ رہا تھا، آپؓ نے اسے سلام کہا، اس نے بول کر جواب دیا۔ عبداللہ بن عمر ﷺ اس کی طرف پلٹ کر آئے اور اسے کہا: جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے سلام کہا جائے تو وہ بول کر جواب نہ دے، بلکہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرے۔ [مؤطا امام مالک]

لہذا ثابت ہوا کہ نمازی لوگوں کو سلام کیا جا سکتا ہے اور نمازیوں کو چاہئے کہ اشارہ کر کے جواب دے دیا کریں۔

(۲) عورتوں کو سلام کہنا: سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں عورتوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ان کو سلام کہا۔ [ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ] اس حدیث کی سند میں شہر بن حوشب راوی بعض محققین کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

سكوت الله عن اشياء عفو

١٦٦٣: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ، فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ عَافِيَتَهُ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا(مريم:٦٤)﴾ [الصحيحة: ٢٢٥٦]

اللہ تعالیٰ کا کچھ چیزوں کے بیان سے خاموشی عفو ہے

سیدنا ابو درداء ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا وہ حلال ہے، جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جن چیزوں سے خاموش رہے وہ معاف ہیں، تم اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی کو قبول کرو ﴿اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے﴾ (سورۂ مریم: ۶۴)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۶۔ دارقطنی (۲/ ۱۳۸)، حاکم (۲/ ۳۷۵)، بیہقی (۱۰/ ۱۲)، البزار (الکشف ۱۲۳)

فوائد: نیز نبی کریم ﷺ نے بھی کئی چیزوں کی حلت و حرمت کا حکم لگایا، جو دراصل قرآن کا ہی حکم ہے، ان کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ سبق حاصل ہوا کہ جس چیز کے حرام ہونے کا واضح تذکرہ شریعت میں نہ ملے تو وہ حلال ہی ہوگی۔

الحرام ما انكر قلبك

جس چیز کا انکار تیرا دل کرے وہ حرام ہے

۱۶۶۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ قَالَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَايَحِلُّ لِيْ مِمَّا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يَسْكُتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنِ السَّائِلُ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا ذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ نَقَرَ بِإِصْبَعِهِ: ((مَاأَنْكَرَ قَلْبُكَ فَدَعْهُ)).

[الصحيحة: ۲۲۳۰]

سیدنا عبداللہ بن معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! حرام کردہ چیزوں میں سے کون سی چیزیں میرے لئے حلال ہیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے، اس نے تین دفعہ سوال دوہرایا، آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر فرمایا: "سوال کرنے والا کون ہے؟" اس آدمی نے جواباً عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! میں ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے انگلی کی ٹھونگ ماری اور فرمایا: "جو چیز تیرے دل کو ناپسند لگے، اسے چھوڑ دے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۰۔ ابن المبارك فی الزهد (۸۲۴، ۱۱۶۲) مرسلاً۔

فوائد: بلاشک و شبہ حلال و حرام کے سلسلے میں شریعت نے مکمل رہنمائی فرمائی ہے، مذکورہ بالا حدیث میں حلت و حرمت کا جو قانون ذکر کیا گیا ہے، اس کی دو شرطیں ہیں: (۱) وہ چیز متشابہات میں سے ہو اور (۲) یہ فیصلہ کرنے والا حلال و حرام کے سلسلے میں شریعت کا مزاج سمجھنے والا اور سلیم الفطرت ہو۔

ايفاء الحلف فی الجاهلية

دور جاہلیت کے معاہدوں کو پورا کرنے کا حکم

۱۶۶۲: عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَاكَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَمَسَّكُوْا بِهِ، وَلَاحِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ)).

[الصحيحة: ۲۲٦۲]

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو معاہدہ دورِ جاہلیت میں طے پایا، اس کی پابندی کرو، اور اسلام میں ایسا کوئی معاہدہ مؤثر نہیں (جو کسی کو بلاسبب وراثت وارث بنائے)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۶۲۔ احمد (۵/ ۶۱)، طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۳۷)، ابن جریر فی التفسیر (۵/ ۵۵)

فوائد: حدیث کے پہلے حصے میں جس عہد و پیان پر قائم رہنے کی تلقین کی گئی ہے اس سے مراد راہِ حق میں ایک اس دوسرے کی مدد اور دین کی نشر و اشاعت کے لئے باہمی اتحاد و تعاون ہے اور دوسرے حصے میں جس معاہدے سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد ایک دوسرے کا وارث بننے کا عہد و پیان یا مہاجر اور انصاری کا اسلام کی بنا پر آپس میں رشتۂ وراثت ہے، جو ابتدائے اسلام میں جائز تھا، لیکن بعد میں منسوخ کر دیا ہے۔ اب وراثت اللہ تعالیٰ کے مقررہ حصوں کے مطابق صرف قرابت داروں میں تقسیم ہوگی۔

لكل والٍ بطانتان

١٦٦٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ وَّالٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لَاتَأْلُوْهُ خَبَالاً، فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ وَهُوَ مِنَ الَّتِي تَغْلِبُ عَلَيْهِ مِنْهُمَا)).

[الصحيحة: ٢٢٧٠]

ہر حاکم کے دو راز دار ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر حاکم کے دو ہم راز ہوتے ہیں' ایک ہم راز اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اس کی ہلاکت و تباہی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ جو حاکم اس کے شرّ سے بچ گیا' وہ تو محفوظ ہو گیا اور ہے بھی یہی جو غالب آ جاتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۲۷۰۔ نسائی (۴۲۰۶)' احمد (۲/ ۲۸۹٬۲۳۷)' طحاوی (۳/ ۲۲/ ۲۳)' بخاری (۷۱۹۸) تعلیقاً۔

باب: مثل الناهي عن المنكر والساكت عليه

١٦٦٧: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَالرَّاتِعِ) فِيْهَا [وَالْمُدْهِنِ فِيْهَا] كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلَى سَفِيْنَةٍ [فِي الْبَحْرِ] فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَ [أَصَابَ]بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا [وَأَوْعَرَهَا] فَكَانَ الَّذِيْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: الَّذِيْنَ) فِيْ أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ فَمَرُّوْا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، [فَتَأَذَّوْا بِهِ] (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ أَسْفَلِهَا يَصْعَدُوْنَ فَيَسْتَقُوْنَ الْمَاءَ، فَيَصُبُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ أَعْلَاهَا، فَقَالَ الَّذِيْنَ فِيْ أَعْلَاهَا: لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُوْنَ فَتُؤْذُوْنَنَا) فَقَالُوْا: لَوْاَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا [فَاسْتَقَيْنَا مِنْهُ] وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَلَمْ نَمُرَّ عَلَى أَصْحَابِنَا فَنُؤْذِيْهِمْ) [فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا:مَا لَكَ؟ قَالَ: تَأَذَّيْتُمْ بِيْ

باب: برائی سے روکنے اور اس پر خاموش رہنے والے کی مثال

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور اس کی جو ان حدود میں مبتلا ہونے اور کوتاہی کرنے والا ہے' ان لوگوں کی طرح ہے (جو ایک کشتی میں سوار ہوئے) انھوں نے کشتی کے (اوپر اور نیچے والے حصوں کے لئے) قرعہ اندازی کی' پس ان میں سے بعض اس کی بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے' نچلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو وہ اوپر آتے اور بالانشینوں سے گزرتے' لیکن انھیں ناگوار گزرتا (ایک روایت میں یوں ہے: نچلی منزل والے پانی لینے کے لئے اوپر چڑھتے' تو اوپر والے لوگوں پر پانی گر جاتا تھا' اس لئے اوپر والی منزل کے لوگوں نے کہا: ہم تمھیں اوپر نہیں آنے دیں گے' تم اوپر چڑھ آتے ہو اور ہمیں تکلیف دیتے ہو) انھوں نے سوچا کہ اگر ہم اپنے نچلے والے حصے میں سوراخ کر لیں' اس سے پانی حاصل کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں (اور ایک روایت میں ہے: تا کہ ہم اوپر والوں کے پاس گزر کر انھیں تکلیف نہ دیں)۔ (اس فیصلے پر عمل کرتے ہوئے) ایک آدمی نے کلہاڑا پکڑا اور کشتی کے نچلے حصے

وَلَا بُدَّلِي مِنَ الْمَاءِ] فَإِنْ تَرَكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا، هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ، نَجَوْا وَأَنْجَوْا جَمِيعًا)). [الصحيحة: ٦٩]

میں کریدنا شروع کر دیا۔ اوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اور کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: تم تکلیف محسوس کرتے ہو اور ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ اگر اوپر والے لوگ نیچے والوں کو اور ان کے ارادے کو نظر انداز کر دیں تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جائے گے' اور اگر وہ انھیں پکڑ لیں تو خود نجات پا جائیں گے اور ان کو بھی بچا لیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۹۔ بخاری (۲۴۹۳/ ۲۶۸۶)' ترمذی (۲۱۷۳)' احمد (۴/ ۲۶۸' ۲۷۰)

فوائد: اس میں علمائے اسلام کی بہت بڑی ذمہ داری کا تذکرہ ہے کہ انھوں نے علم شریعت کی جتنی سمجھ بوجھ حاصل کی' اسے دوسروں تک پہنچائیں اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے بروں کو برائی سے روکیں' وگرنہ ان کے گناہوں کی نحوست سے نیکوکار اور مبلغین بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

اجلال سلطان اللّٰہ

اللہ کی دلیل کی تعظیم کرنا

١٦٦٨: عَنْ أَبِي بَكْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَجَلَّ سُلْطَانَ اللّٰهِ أَجَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٢٢٩٧]

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی دلیل و حجت کی تعظیم کی' اللہ تعالی روزِ قیامت اس کی تعظیم کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۹۷۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۱۰۲۵)' احمد (۵/ ۴۲' ۴۸' ۴۹)' ترمذی (۲۲۲۵)' وغیرہ من طریق آخر عنه۔

فوائد: دنیا کی زندگی میں انسان کا گراں مایہ متاع قرآن اور حدیث ہیں' جو آدمی موجودہ معاشرے اور دورِ حاضر کی تہذیب و ثقافت کا خاطر رکھے بغیر قرآن و حدیث کی تمام شقوں پر عمل پیرا ہوگا' وہ اللہ تعالی کے ہاں تعظیم پائے گا۔

احیاء الارض المیتة

بنجر زمین کو آباد کرنے کا بیان

١٦٦٩: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً لَهُ بِهَا أَجْرٌ، وَمَا أَكَلَتْ مِنْهُ لَعَافِيَةُ فَلَهُ بِهِ أَجْرٌ)). [الصحيحة: ٥٦٨]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بنجر زمین آباد کی اسے اجر ملے گا اور روزی کے متلاشی وہاں سے جو کچھ کھائیں گے' اس کے بدلے بھی اسے اجر ملے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۵۶۸۔ احمد (۳/ ۳۱۳)' نسائی الکبری (۵۷۵۶)' ابن حبان (۵۲۰۳)

فوائد: ہر دور میں لوگوں کی معاشی ضروریات پوری کرنے میں زمین کو مرکزی کردار کی حیثیت حاصل رہی' کوئی جتنی مرضی ترقی کر جائے' اس کی ترقی کا دار و مدار زمین پر ہوگا' اس لئے زمین کو کاشت کے قابل بنانا صدقہ جاریہ ہے' رہا اس کی پیداوار کا مسئلہ تو سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما من مسلم یغرس غرسا الا کان ما اکل منه له صدقة' وما سرق منه له صدقة' ولا یرزؤه احد الا کان له صدقه الی یوم القیامة۔) [مسلم] یعنی: جب کوئی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے تو جو جانور

اس سے جتنا کھاتا ہے' اتنا اس کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے' اس سے جتنی مقدار کی چیز چوری کر لی جاتی ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہوتی ہے اور جو کوئی اس میں کسی قسم کی کمی کرتا ہے' اس کے لئے روز قیامت تک کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔

جزاء اخذ الارض بظلم

ظلم کے ساتھ کسی کی زمین لینے کی سزا

١٦٧٠: عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا، كُلِّفَ أَنْ يَحْمِلَ تُرَابَهَا إِلَى الْمَحْشَرِ)). [الصحيحة: ٢٤٢]

سیدنا یعلی بن مرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس نے ناحق زمین غصب کر لی تو اسے محشر تک اس کی مٹی اٹھا کر لے جانے کی تکلیف دی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۔ احمد (۴/ ۱۷۳)' طحاوی فی شرح المشکل (۶۱۵۰)' ابن جریر فی تہذیب الآثار (۲۸۵) طبرانی (۲۰/ ۲۶۹/ ۲۷۰)

فوائد: ایک مسلمان کا مال جان اور عزت وحرمت دوسرے مسلمان پر حرام ہے' مسلمان کے مال کی کتنی حرمت ہے کہ جو کوئی کسی کی زمین ناجائز قبضہ کرے گا تو اس کو یہ عذاب دیا جائے گا کہ وہ اس مقبوضہ حصے کی مٹی کو کندھا دے' اتنا وزن اٹھانا کسی کے بس کی بات نہیں' لیکن بہرحال اٹھانا پڑے گا۔

الذم من ادعیٰ إلی غیر ابیه

غیر باپ کی طرف منسوب ہونے والے کی مذمت

١٦٧١: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ فَلَنْ يَرُوْحَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَرِيْحُهَا يُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا)). [الصحيحة: ٢٣٠٧]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا' اور اس کی خوشبو تو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۰۷۔ احمد (۲/ ۱۸۱' ۱۹۴)' خطیب فی التاریخ (۲/ ۳۴۷)' ابن ماجه (۲۶۱۱)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی کسی وجہ سے حقیقت میں اپنا نسب بدل دیتا ہے' وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ کسی بزرگ یا تایا چچا کو ابو کہہ کر بلانے اور اسی طرح چھوٹے بچوں کو بیٹا کہہ کر پکارنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ سیدنا انس ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسے یوں کہا: (یا بُنَیَّ۔) یعنی: اے میرے چھوٹے سے (یا پیارے سے) بیٹے۔ [ترمذی]

لاضمان من فوت الودیعة

امانت کے تلف ہو جانے پر کوئی ضمان نہیں ہے

١٦٧٢: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((مَنِ اسْتُوْدِعَ وَدِيْعَةً فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ٢٣١٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کے پاس کوئی امانت رکھی' اس پر کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۴۔ ابن ماجہ (۲۴۰۱)، دارقطنی (۳/ ۱۴)، بیہقی (۶/ ۲۸۹)

فوائد: اگر اس قسم کی کوئی چیز ضائع ہو جاتی ہے، تو امین پر کوئی ضمانت نہیں ہوگی، بشرطیکہ ضائع ہونے میں اس کا کوئی دخل نہ ہو۔

باب: من اسلم على هديه رجل فهو وريثه

باب:

١٦٧٣: قال ﷺ: ((مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ فَهُوَ مَوْلَاهُ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ، وَتَمِيمِ الدَّارِيِّ، وَرَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ مُرْسَلًا)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوگا، وہی اس کا حلیف ہوگا۔“ یہ حدیث سیدنا ابو امامہ، سیدنا تمیم داری اور سیدنا راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے مرسل مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۶۔ سعید بن منصور (۲۱۰)، دارقطنی (۴/ ۱۸۱)، بیہقی (۱۰/ ۲۹۸)، ابو داؤد (۲۹۱۸)، ترمذی (۲۱۱۳)، حاکم (۲/ ۲۱۹)، بیہقی (۱۰/ ۲۹۶)

فوائد: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام عبد اللہ بن مبارک نے کہا: دوسرے تمام ورثاء کی عدم موجودگی میں ایسا آدمی وارث بنے گا اور امام ثوری نے کہا: یہ وراث بنے گا اور یہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہوگا۔ [مصنف عبد الرزاق]

سعید بن منصور کی روایت میں "یرثہ و یعقل عنہ" کی زیادتی ہے، لیکن اس کی سند میں احوص بن حکیم راوی ضعیف الحفظ ہے، جس کے متعلق امام البانی نے کہا: "فیستشھد بہ"۔ [صحیحۃ: ۲۳۱۶]

إهامة الحد كفارة للذنب

حد کا قائم ہو جانا گناہ کے لیے کفارہ ہے

١٦٧٤: عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا أُقِيمَ عَلَيْهِ حَدُّ ذٰلِكَ الذَّنْبِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ)). [الصحيحة: ٢٣١٧]

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اس پر اس کے جرم کی حد قائم کر دی گئی، تو وہ اس گناہ کا کفارہ ثابت ہوگی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۷۔ بخاری فی التاریخ (۳/ ۲۰۶)، احمد (۵/ ۲۱۴، ۲۱۵)، ترمذی فی العلل (۲/ ۶۰۲)

١٦٧٥: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَعَانَ ظَالِمًا بِبَاطِلٍ لِيُدْحِضَ بِبَاطِلِهِ حَقًّا فَقَدْ بَرِئَ مِنْ ذِمَّةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ)).

[الصحيحة: ١٠٢٠]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ظالم کی ناحق مدد اس لئے کی تا کہ اس کے باطل کے ذریعے حق کو مٹا دے، وہ اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت و ضمانت سے بری ہو گیا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۲۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۳۹)، حاکم (۴/ ۱۰۰)

فوائد: اکثر لوگوں کی دوستی کا تعلق اسلام اور ایمان کی بنیاد پر نہیں، بلکہ سیاست یا قرابتداری یا کسی اور بنیاد پر ہوتا ہے۔ جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جب ایک دوست کی کسی سے لڑائی ہو جاتی ہے، تو دوسرا دوست ہر صورت میں اس کے ساتھ تعاون کرے گا، اگرچہ لڑائی میں زیادتی کرنے والا وہی ہو۔ ناحق تائید و نصرت کے مواقع سیاست کی بنیاد پر یا الیکشن کے وقت زیادہ پیش

آتے ہیں۔ شریعت میں ہر مسلمان کا فریضہ یہ ہے کہ لڑنے والے ہر دو یا زائد مسلمانوں میں صلح کروائے، چہ جائیکہ وہ بھی باطل بنیادوں کو مدنظر رکھ کر ایک کے ساتھ مل کر دوسرے کی پٹائی کرنا شروع کر دے یا دوسرے سے قطع تعلق کر لے۔

اعانة علی ظلم سخط اللّٰه

ظلم پر کسی کی مدد کرنا اللہ کی ناراضگی ہے

١٦٧٦: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ أَعَانَ عَلٰی خُصُوْمَةٍ بِظُلْمٍ، أَوْ يُعِيْنُ عَلٰی ظُلْمٍ، لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰی يَنْزِعَ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ظلم کرتے ہوئے کسی جھگڑے پر یا ظلم پر تعاون کیا تو وہ جب تک باز نہیں آتا، اللہ تعالی کی ناراضگی و ناگواری میں رہتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۲۱۔ ابن ماجه (۲۳۲۰)، ابو داؤد (۳۵۹۸)، حاکم (۴/ ۹۹)

بيان العمرٰی والرقبٰی

عمریٰ اور رقبیٰ کا بیان

١٦٧٧: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهٖ، مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ، وَلَا تُرْقِبُوْا، فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيْلُهُ، وَفِيْ رِوَايَةٍ. سَبِيْلُ الْمِيْرَاثِ)).

[الصحيحة: ٣٥٦٤]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی تو وہ اسی کی ہو کر رہ جائے گی، وہ زندہ رہے یا مر جائے۔ کسی کو کوئی چیز بطور رقبی نہ دیا کرو، جس نے کوئی چیز بطور رقبی دی تو وہ وراثت کے حکم میں آ جائے گی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۵۶۴۔ ابو داؤد (۳۵۵۹)، نسائی (۳۷۵۴)، ابن ماجه (۲۳۸۱) مختصراً، احمد (۵/ ۱۸۲،۱۸۶)

فوائد: عمریٰ: ایک معاملہ جس میں کوئی چیز کسی کی ملکیت میں اس کی یا مالکِ اصلی کی زندگی بھر کے لئے دی جاتی ہے۔
رقبیٰ: ایک شخص کا دوسرے کو کوئی چیز اس شرط پر دینا کہ دونوں میں سے جو پہلے مر جائے وہ چیز زندہ رہنے والے کی ہو گی۔

ہمارے ہاں عمریٰ اور رقبی کا رواج نہیں ہے، بہرحال جو آدمی ایسے انداز میں کوئی چیز دے گا تو اس سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لئے اسی کی ہو جائے گی، جسے بطور عمریٰ یا بطور رقبی دی جاتی ہے۔

اطاعة الامير في المعروف

امیر کی اطاعت معروف کاموں میں ہے

١٦٧٨: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثَ عَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ عَلٰی بَعْثٍ وَأَنَا فِيْهِمْ، فَلَمَّا انْتَهٰی إِلٰی رَأْسِ غَزَاتِهٖ، أَوْكَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ اسْتَأْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِّنَ الْجَيْشِ، فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ السَّهْمِيَّ، فَكُنْتُ فِيْمَنْ غَزَا مَعَهٗ فَلَمَّا كَانَ فِيْ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر، جس میں میں بھی تھا، کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ غزوہ کی جگہ پر پہنچا یا راستے میں تھا، تو لشکر کے ایک حصے نے اس سے اجازت طلب کی، اس نے اجازت دے دی اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو ان کا امیر بنایا، میں بھی انہی کے ساتھ غزوہ کرنے والوں میں تھا۔ وہ راستے میں ہی

بَعْضِ الطَّرِيقِ، أَوْقَدَ الْقَوْمُ نَارًا لِيَصْطَلُوا أَوْ لِيَصْنَعُوا عَلَيْهَا صَنِيعًا فَقَالَ عَبْدُاللهِ۔ وَكَانَتْ فِيهِ دُعَابَةٌ: أَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ؟ قَالُوا بَلَى، قَالَ: فَمَا أَنَا بِامِرِكُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا صَنَعْتُمُوهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكُمْ إِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِي هٰذِهِ النَّارِ فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُمْ وَاثِبُونَ قَالَ: أَمْسِكُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا كُنْتُ أَمْزَحُ مَعَكُمْ، فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَمَرَكُمْ مِنَ الْوُلَاةِ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا تُطِيعُوهُ)).
[الصحيحة: ٢٣٢٤]

تھا کہ اس نے گرمی حاصل کرنے کے لئے یا اس پر کوئی چیز پکانے کے لئے آگ جلائی۔ لشکر کے امیر عبداللہ٬ جن کے مزاج میں خوش طبعی پائی جاتی تھی٬ نے کہا: کیا تمھارے لئے ضروری نہیں کہ تم میرا حکم سنو اور مانو؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: میں تمھیں جس چیز کا حکم دوں گا٬ تم اس کی تعمیل کرو گے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: میں تمھیں سختی کے ساتھ حکم دیتا ہوں کہ اس آگ میں کود پڑو۔ لوگوں نے کمروں پر پیٹیاں باندھیں۔ جب اسے گمان ہوا کہ یہ تو آگ میں کودنے والے ہیں٬ ان سے کہا: ٹھیر جاؤ٬ میں تو تمھارے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو یہ سارا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو امراء تمھیں (اللہ تعالی کی) نافرمانی کا حکم دیں٬ تم ان کی اطاعت نہ کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۴۔ ابن ماجه (۲۸۶۳)٬ احمد (۳/ ۶۷)٬ ابن حبان (۴۵۵۸)٬ ابو یعلیٰ (۱۳۴۹)

فوائد: اس واقعہ سے دو اہم مسائل کا استنباط ہوتا ہے: (۱) صحابہ کرام میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کا جذبہ٬ کہ انھوں نے امیر کی اطاعت کے متعلقہ حکمِ نبوی کو مدنظر رکھ کر آگ میں کود جانے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ (۲) جب اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہو رہی ہو تو کسی کی اطاعت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔

الذنب من حضر ذمته

جس نے اپنا معاہدہ توڑا اس کا گناہ

١٦٧٩: عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ شَدَّادٍ الْقِتْبَانِيِّ، قَالَ: لَوْلَا كَلِمَةٌ سَمِعْتُهَا مِنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ، لَمَشَيْتُ فِيهَا بَيْنَ رَأْسِ الْمُخْتَارِ وَجَسَدِهِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَمَّنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ فَقَتَلَهُ، فَإِنَّهُ يَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٤٤٠]

رفاعہ بن شداد قتبانی کہتے ہیں: اگر میں نے عمرو بن حمق خزاعی سے فلاں حدیث نہ سنی ہوتی تو مختار کے سر کو اس کے تن سے جدا کر دیتا۔ اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جس نے کسی آدمی کو اس کی جان کی امان دی اور پھر اسے قتل کر دیا تو وہ روزِ قیامت عہد شکنی کا جھنڈا اٹھائے آئے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۴۴۰۔ نسائی الکبری (۸۷۳۹)٬ ابن ماجه (۲۶۸۸)٬ بخاری فی التاریخ (۳/ ۳۲۲)٬ احمد (۵/ ۲۲۳)

فوائد: پہلے یہ وضاحت گزر چکی ہے کہ مومن کسی غیر مسلم کو ہر قسم کی پناہ دے سکتا ہے اور شریعت میں اس کی پناہ کا اتنا لحاظ رکھا گیا کہ دوسرے مسلمان کو بھی یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اس کی پناہ کی مخالفت کرے۔ بہر حال جو ایسا کرے گا وہ عہد شکنی کے زمرے میں

آ ئے گا۔

الذنب انتفاء الولد

بیٹے کی نفی کرنے کا گناہ

١٦٨٠: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ انْتَفَى مِنْ وَلَدِهِ لِيَفْضَحَهُ فِي الدُّنْيَا، فَضَحَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْأَشْهَادِ، قِصَاصٌ بِقِصَاصٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بیٹے کو دنیا میں بدنام کرنے کے لئے اس کے بیٹا ہونے کی نفی کر دی، اللہ تعالی اسے روزِ قیامت حاضرین کے سامنے رسوا کرے گا۔ یہی برابر کا بدلہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۸۰۔ احمد (۲/ ۲۶۰)، طبرانی فی الکبیر (۱۳۴۷۸)، والاوسط (۴۳۰۹)

فوائد: اللہ تعالی نے نسبتوں کے جو اصول قائم کر دیے ہیں، ان پر راضی ہونا تقاضۂ بندگی ہے۔ اسی میں عزتیں ہیں اور اسی میں عظمتیں ہیں۔ جو آدمی ذاتی مقاصد کو مدّنظر رکھ کر اللہ تعالی کے اس اصول کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے، اللہ تعالی بھی اس سے ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے'' کا معاملہ کرے گا اور حشر کے میدان میں اسے ذلیل اور رسوا کر دے گا۔

بيان من لا ذمة له

جن کا کوئی ذمہ نہیں ان کا بیان

١٦٨١: عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَاتَ فَوْقَ بَيْتٍ لَيْسَ لَهُ إِجَّارٌ فَوَقَعَ فَمَاتَ، فَبَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَمَنْ رَكِبَ الْبَحْرَ عِنْدَ ارْتِجَاجِهِ فَمَاتَ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ)). [الصحيحة: ٨٢٨]

بعض صحابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو گھر کی چھت، جس پر کوئی پردہ وغیرہ نہ ہو، پر سوئے اور گر کر مر جائے تو اس کا کوئی ذمہ نہ رہے گا۔ اسی طرح جو سمندری سفر کرے، اس حال میں کہ سمندر طلاطم خیز ہو اور وہ (ڈوب کر) مرے جائے تو اس کا بھی کوئی ذمہ نہ رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۲۸۔ احمد (۵/ ۷۹)، بیہقی فی الشعب (۴۷۲۵)، الادب المفرد (۱۱۹۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ انسان اپنی حفاظت کا خود ذمہ دار ہے، اگر بظاہر اسے اپنی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے کسی قسم کی حفاظت کی ضمانت نہ ہو گی۔ اللہ تعالی نے امتِ مسلمہ کے لئے جو شرعی قوانین وضع کئے ہیں، ان میں انسانیت کی جان، مال اور عزت، غرضیکہ ہر چیز کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

الذنب من تولى غير مواليه

جو غلام غیر آقاؤں کی طرف اپنی نسبت کرے اس کا گناہ

١٦٨٢: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِيْمَانِ مِنْ عُنُقِهِ)). [الصحيحة: ٢٣٢٩]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غیر آقاؤں سے تعلق رکھا، اس نے اپنی گردن سے ایمان کا کڑا اتار پھینکا۔''

تخریج: الصحيحة ٢٣٢٩- احمد (٣/ ٣٣٢)، بخاری فی التاریخ (٣/ ١٤٣)

فوائد: غلام مکمل طور پر اپنے آقا کا پابند ہوتا ہے۔ سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا ابق العبد لم تقبل له صلاه۔) [مسلم] یعنی: ''جب غلام (اپنے آقا سے) فرار ہو جاتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

باب: النهي عن مساكنة المشركين
باب: مشرکین کے ساتھ رہائش رکھنے کی ممانعت

١٦٨٣: عَنْ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ، وَسَكَنَ مَعَهُ، فَإِنَّهُ مِثْلُهُ)). [الصحيحة: ٢٣٣٠]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مشرک کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ رہا، وہ اسی کی طرح ہوگا۔''

تخریج: الصحيحة ٢٣٣٠- ابو داؤد (٢٧٨٧)، طبرانی فی الکبیر (٧٠٢٣)، حاکم (٢/ ١٤١، ١٤٢)، من طريق آخر بمعناه۔

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الرجل على دينِ خليله، فلينظر احدكم من يخالل۔) [صحیحہ: ٩٢٧] یعنی: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔

جو آدمی مشرک کی صحبت میں رہے گا، اس کے ساتھ اٹھک بیٹھک رکھے گا، تو اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی تہذیب سے متاثر ہو کر اسی کی طرح نہ ہو جائے۔

الذم جلب الخيل يوم الرهان
مقابلے کے دن گھوڑا دوڑانے کے لیے شور مچانے کی مذمت

١٦٨٤: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ جَلَبَ عَلَى الْخَيْلِ يَوْمَ الرِّهَانِ، فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحة: ٢٣٣١]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مقابلے والے دن گھوڑے کو دوڑانے کے لئے شور مچایا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٣٣١- طبرانی فی الکبیر (١١٥٥٨)، ابو یعلی (٢٤١٣)، ضیاء فی المختارة (١١/ ٢٧٦، ٢٧٧)

فوائد: جلب: گھڑ سوار کا اس نیت سے کسی بندے کا اہتمام کرنا کہ وہ دوڑ کے دوران چیخ و پکار اور ڈانٹ ڈپٹ کر کے گھوڑے کو تیز دوڑنے پر آمادہ کرے، تاکہ وہ میدان مار جائے۔ گھڑ دوڑ کی مقابلہ بازی جائز ہے، لیکن یہ بازی جیتنے کے لئے کوئی سوار گھوڑے کو تیز دوڑانے کے لئے کوئی خارجی ذریعہ استعمال نہیں کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عرب اونٹوں کی دوڑ میں بچوں کا استعمال کرتے ہیں، وہ بھی درست نہیں کیونکہ معصوم بچے کے شور سے اونٹ تیز دوڑتا ہے۔

الذنب شفاعة المجرم
جرم کرنے والے کی سفارش کا گناہ

١٦٨٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، فَقَدْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی سفارش، اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے لئے رکاوٹ بن گئی، اس

ضَادَّ اللّٰهَ فِيْ أَمْرِهِ وَمَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَلَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ، وَمَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِيْ مُؤْمِنٍ مَالَيْسَ فِيْهِ، حُبِسَ فِيْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ حَتّٰى يَأْتِيَ بِالْمَخْرَجِ مِمَّا قَالَ)).

[الصحيحة: ٤٣٧]

نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی۔ جو آدمی مقروض ہو کر مرا، تو (وہ یاد رکھے کہ) روزِ قیامت دینار و درہم کی ریل پیل نہیں ہو گی، وہاں تو نیکیوں اور برائیوں کا تبادلہ ہو گا۔ جس نے دیدۂ دانستہ باطل کے حق میں جھگڑا کیا وہ اس وقت تک اللہ تعالی کے غیظ و غضب میں رہے گا جب تک باز نہیں آتا۔ جس نے مومن پر ایسے جرم کا الزام لگایا جو اس میں نہیں پایا جاتا اسے ردغۃ الخبال (جہنمیوں کے پیپ) میں روک لیا جائے گا، حتی کہ ایسی نیکی کرے جو اسے وہاں سے نکال سکے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۷۔ ابو داؤد (۳۵۹۷)، احمد (۲/ ۷۰)، حاکم (۲/ ۲۷)، والسیاق لہ۔

فوائد: مسلمان سے بتقاضۂ بشریت غلطی ہو جانا ممکن ہے اور یہ چیز زیادہ قابل جرح بھی نہیں ہے، کیونکہ نیکیوں کے ذریعے یا توبہ کرنے سے اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالی کے قانون کو توڑنے کے درپے ہو جانا بغاوت ہے اور بغاوت کو کوئی بھی برداشت نہیں کرتا۔ اگر کسی مجرم کا معاملہ عدالت میں پہنچ چکا ہو اور اس پر حد نافذ کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہو تو کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی حد کے سامنے روڑے اٹکائے۔ یہی معاملہ اس جھگڑے کا ہے، جس کی بابت جھگڑنے والے کو پتہ ہو کہ وہ باطل پر ہے، لیکن پھر بھی اپنی انانیت کے دفاع کا بھوت سوار کر کے یا کسی اور مقصد کے پیش نظر لڑائی جاری رکھے۔

اللہ تعالی مومنوں کو عزتیں اور عظمتیں عطا کرتا ہے اور پھر ان کی حفاظت بھی کرتا ہے، لیکن جو آدمی مومن کی توہین کرنے کے درپے ہو جائے تو وہ اپنے جرم کی نوعیت کے لئے اتنا ضرور ذہن نشین کر لے کہ ایک آدمی کو اللہ تعالی معزز ٹھہرانا چاہتے ہیں اور وہ اسے ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ نیز ہمیں چاہیے کہ اپنے قرضے چکا دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہی لین دین کی سستیاں ہماری آخرت کو لے ڈوبیں۔ انسان کی عظمت کا تصور کریں کہ جب تک وہ اپنا قرضہ معاف نہیں کرے گا، اللہ تعالی بھی معاف نہیں کریں گے۔

الذنب يمين المصبورة المكذوبة

جھوٹی تاکید والی قسم کا گناہ

١٦٨٦: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ مَصْبُوْرَةٍ كَاذِبًا [مُتَعَمِّدًا] فَلْيَتَبَوَّأْ بِوَجْهِهِ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جان بوجھ کر بڑی تاکید کے ساتھ جھوٹی قسم اٹھائی، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۳۲۔ ابو داؤد (۳۲۴۲)، ابن جریر فی التفسیر (۶/ ۵۳۳)، احمد (۴/ ۴۳۲)، حاکم (۴/ ۲۹۴)

فوائد: جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہے۔

لا ايفاء ليمين المأثومة

گناہ والی قسم کو پورا کرنا نہیں ہے

١٦٨٧: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ حَلَفَ فِيْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْفِيمَا لَا يَصْلُحُ فَبِرُّهُ أَنْ لَا يُتِمَّ عَلٰى ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ۲۳۳٤]

''جس نے قطع رحمی پر یا نامناسب کام پر قسم اٹھائی، تو (شریعت میں) ایسی قسم کو پورا کرنا یہ ہے کہ اسے پورا نہ کیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۴۔ ابن ماجه (۲۱۱۰)، طبرانی فی الاوسط (۴۸۱۸)

فوائد: لیکن درج ذیل حدیث میں ایسی قسم اٹھانے کا کفارہ ادا کرنے کا بھی ذکر ہے:

سیدنا مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! میرا ایک چچا زاد ہے، میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اس سے بعض چیزوں کا سوال کرتا ہوں، لیکن وہ مجھے نہ کوئی چیز دیتا ہے اور نہ میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے، لیکن جب وہ میرا محتاج ہوتا ہے تو میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے سوال کرتا ہے۔ (یہ صورتحال دیکھ کر میں نے قسم اٹھالی کہ میں بھی اسے کچھ دوں گا نہ اس سے صلہ رحمی کروں گا۔ فامرني ان آتي الذی هو خير واكفر عن يميني وفي رواية: كفر عن يمينك۔ یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ بہتر کام کروں اور اپنی قسم کا کفارہ دوں۔ ایک روایت میں ہے: تو اپنی قسم کا کفارہ دے۔ [نسائی، ابن ماجہ]

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو کھانا کھلایا جائے یا ان کو کپڑے پہنائے جائیں یا غلام آزاد کیا جائے۔ اگر ان تینوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے جائیں۔

۱٦٨٨: عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِيْ دَيْنًا ثُمَّ جَهَدَ فِيْ قَضَائِهِ فَمَاتَ وَلَمْ يَقْضِهِ، فَأَنَا وَلِيُّهُ)). [الصحيحة: ۳۰۱۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے جس فرد نے قرضہ لیا اور پھر اس کی ادائیگی کے لئے کوشش کی، لیکن چکانے سے پہلے مرگیا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۱۷۔ احمد (۶/ ۷۴، ۱۵۴)، ابو یعلی (۴۸۳۸)، بیهقی (۷/ ۲۲)

فوائد: اللہ تعالی اپنے بندوں کی نیتوں اور ارادوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتا ہے، قرضہ لینا انسان کی بہت بڑی مجبوری ہے، اگر قرض خواہ قرضہ چکانے میں مخلص ہو، لیکن حالات ساتھ نہ دے رہے ہوں اور اتنے میں وہ فوت ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قرض کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔

۱٦٨٩: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ وَإِنْ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة: ۲٦۳٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی تو وہ آخرت میں (یہ مشروب) نہیں پی سکے گا، اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۴۔ بیهقی فی الشعب (۵۵۷۳)

فوائد: یہ شراب کی نحوست ہے، جو جنت میں بھی برقرار رہتی ہے۔

۱٦٩٠: عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَفَعَ لِأَخِيْهِ بِشَفَاعَةٍ، فَأَهْدٰى لَهُ هَدِيَّةً

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کے لئے سفارش کی اور اس نے کوئی ہدیہ دیا جو اس

عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا، فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا)). [الصحيحة: ٣٤٦٥]

نے قبول کرلیا تو اس نے سود کا بہت بڑا دروازہ عبور کیا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۷- ابو داؤد (۳۵۴۱)' احمد (۵/ ۲۶۱)' طبرانی فی الکبیر (۷۸۵۳)

فوائد: مسلمان بھائیوں کے جائز حد تک سفارش کرنا مستحسن عمل ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ومن یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها﴾ [سورۂ نساء: ۸۵] یعنی: "جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے گا' اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا۔"

لیکن جو آدمی محض سفارش کو بنیاد بنا کر کوئی تحفہ دیتا اور سفارش کرنے والا قبول کرتا ہے تو اسے شریعت نے سود (جیسا گناہ) تصور کیا ہے۔ ہاں اگر پہلے سے ان میں ایسے تعلقات موجود ہیں تو ان کی بنا پر تحائف و ہدایا کا تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

١٦٩١: عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ)). [الصحيحة: ٢٣٤٥]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنی تلوار سونتی اور لوگوں کی قتل و غارت شروع کر دی تو اس کا خون رائیگاں جائے گا (جس میں قصاص ہو گا نہ دیت)۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۴۵- نسائی (۴۱۰۲)' حاکم (۲/ ۱۵۹)' ابو نعیم فی الحلیة (۴/ ۲۱)

فوائد: دنیا میں سب سے بڑا سرمایہ مسلمان کی جان ہے' شریعت نے دیت کی صورت میں جس کی سو (۱۰۰) اونٹ قیمت مقرر کی ہے۔ لیکن جو آدمی اس گراں مایہ متاع کو خود داؤ پر لگا دیتا ہے' تو اسے انتہائی بے قیمت سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی آدمی تلوار سونت کر لوگوں کی گردنیں گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کر دیتا ہے اور کوئی آدمی ایسے قاتل کو قتل کر دیتا ہے تو اس سے کسی قسم کا قصاص اور دیت نہیں لی جائے گی۔

باب: الاقتصاص من الظالم يوم القيامة

باب: روز قیامت ظالم سے ظلم کا بدلہ لیا جائے گا

١٦٩٢: عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ مَرْفُوعًا: ((مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوكَهُ ظَالِمًا، أُقِيدَ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٢٣٥٢]

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے غلام کو ظلماً مارا' اس سے روزِ قیامت بدلہ لیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۵۲- ابو نعیم فی الحلیة ص۴/ ۳۷۸' طبرانی فی الکبیر کمافی المجمع (۴/ ۲۳۸)' الادب المفرد (۱۸۱)' موقوفاً علیه۔

فوائد: اگرچہ غلام مکمل طور پر اپنے آقا کے ماتحت ہوتا ہے' وہ اپنے آپ کو اس کی مرضی کے مطابق ڈھالتا ہے۔ لیکن اگر آقا ہی ظلم و ستم پر اتر آئے' تو پوری کائنات کے پالنہار آقا کے عدل و انصاف کے تقاضے بیچ میں حائل ہو جاتے ہیں۔

١٦٩٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حَقِّهَا، لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ مِئَةِ عَامٍ)). [الصحيحة: ٢٣٥٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ایسے حلیف کو ناحق قتل کر دیا جس سے معاہدہ کیا گیا تھا' وہ جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا اور جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت تک پائی جاتی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۵۶۔ الضیاء فی صفة الجنة (۳/ ۸۶/ ۲)، ابو بکر الاسماعیل فی معجمه (۲/ ۴۲۵، ۴۲۶)، وعنه السهمی فی تاریخ جرجان (ص ۳۲۳)، طبرانی فی الاوسط (۸۰۰۷)، کلهم من طریق میں بن یونس عن عوق الاعرابی عن ابن سید بن عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اس حدیث سے عہد شکنی کی سنگینی واضح ہو رہی ہے کہ اگر عہد و پیمان کا پاس ولحاظ نہ رکھتے ہوئے کوئی مسلمان کافر کو بھی قتل کر دے تو وہ جنت سے سو سال کی مسافت دور ہو جاتا ہے، اگر کوئی مسلمان مسلمانوں سے ہی خیانت کرنا شروع کر دے تو اس کے جرم کی نوعیت کا اندازہ اسی حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔

باب: تحریم الغدر بالمعاهد

١٦٩٤: سَلِيْمُ بْنُ عَامِرٍ يَقُوْلُ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ، فَكَانَ يَسِيْرُ فِيْ بِلَادِهِمْ، حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ، وَإِذَا رَجُلٌ عَلٰى دَابَّةٍ، أَوْ عَلٰى فَرَسٍ، وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَاغَدْرَ (مَرَّتَيْنِ) فَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: مَاتَقُوْلُ؟ قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عُقْدَةً وَلَا يَشُدَّهَا حَتّٰى يَمْضِيَ أَمَدُهَا، أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ)). [الصحيحة: ٢٣٥٧]

باب: حلیف سے عہد شکنی کی حرمت کا بیان

سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے مابین معاہدہ تھا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے ملک میں چل رہے تھے، یہاں تک کہ عہد کی مدت ختم ہو گئی، انھوں نے (موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) ان پر چڑھائی کر دی۔ ایک آدمی، جو کسی چوپائے یا گھوڑے پر سوار تھا، نے کہا: اللہ اکبر، عہد پورا کیجئے، عہد شکنی مت کیجئے۔ وہ سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ تھے، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ عمرو نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر کسی آدمی نے کسی قوم سے کوئی عہد کیا ہو تو وہ نہ عہد شکنی کرے اور نہ ہی اس کو مضبوط کرے، یہاں تک کہ مدت ختم ہو جائے یا (ان سے دھوکے کے ڈر کی وجہ سے) انھیں معاہدہ توڑنے کی خبر دے (تاکہ مد مقابل بھی عہد توڑنے میں) اس کے برابر ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۵۷۔ ابو داود الطیالسی (۲۰۷۵)، ابو داود (۲۷۵۹)، ترمذی (۱۵۸۰)، احمد (۴/ ۳۸۵، ۳۸۶)

فوائد: مذکورہ حدیث میں عہد و پیمان کی مدت تو پوری ہو چکی تھی۔

دراصل بات یہ ہے کہ جب رومیوں سے معاہدہ طے ہوا تھا، اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ملک میں تھے۔ جب اس معاہدے کی مدت ختم ہو گئی تو اس وقت بھی ان کو اپنے ملک میں ہی ہونا چاہئے تھا، نہ کہ وہ معاہدے کی مدت میں روم کے قریب پہنچ جاتے تاکہ جونہی مدت ختم ہو تو ان پر چڑھائی کر دی جائے۔ ماحصل یہ ہے کہ جب معاہدے کی مدت ختم ہو تو دونوں فریق اپنے اپنے ممالک میں ہوں، پھر نئی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ [ماخوذ از تحفۃ الاحوذی]

فضل النية لاداء الدين

قرض ادا کرنے کی نیت کی فضیلت کا بیان

١٦٩٥: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ يَنْوِیْ أَدَاءَهُ كَانَ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ عَوْنٌ، وَسَبَّبَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا)). [الصحيحة: ٢٨٢٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جس آدمی پر قرضہ ہو اور وہ قرضہ چکانے کا ارادہ بھی رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ ایک مددگار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے رزق کے اسباب پیدا کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۲۲۔ طبرانی فی الاوسط (۷۶۰۴)' احمد (۶/ ۷۲)' طیالسی (۱۵۲۴)' من طریق آخر عنھا بمعناہ۔

فوائد: جہاں قرضہ لینا مسلمان کی دنیوی مجبوری ہے' وہاں اس کی ادائیگی دنیوی اور اخروی دونوں جہانوں کی مجبوری ہے۔ لیکن جو آدمی قرضہ چکانے میں مخلص اور فکرمند ہو' اللہ تعالیٰ غیر محسوس انداز میں غیر متوقع اسباب پیدا فرما دیں گے۔

الرخصة الأكل من الحائط

باغ سے کھا لینے کی رخصت

١٦٩٦: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِحَائِطٍ فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَحْمِلْ)). [الصحيحة: ٣١٢١]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی کسی باغ کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ اس کا (پھل وغیرہ) کھا لے اور اٹھا کر نہ لے جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۱۔ ترمذی (۱۲۸۷)' ابن ماجہ (۲۳۰۱)' احمد فی مسائل ابی داؤد عنہ (ص ۳۰۴)

فوائد: ایسے صورت میں ضرورت پوری کی جا سکتی ہے' باغ کے مالک کو وسعتِ ظرفی کا ثبوت دینا چاہئے۔

جزاء الظالم بظلمه

ظالم کو اس کے ظلم کے بقدر سزا دینے کی رخصت

١٦٩٧: عَنْ أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ قُتِلَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا وَمِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ سِتٌّ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَئِنْ كَانَ لَنَا يَوْمٌ مِثْلُ هٰذَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ لَنُرْبِيَنَّ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ، قَالَ رَجُلٌ لَا يُعْرَفُ: لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَنَادٰی مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ : أَمِنَ الْأَسْوَدُ وَالْأَبْيَضُ، إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا، نَاسًا سَمَّاهُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی۔ ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِيْنَ (النحل:١٢٦)﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَصْبِرُ وَلَا نُعَاقِبُ)). [الصحيحة: ٢٣٧٧]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: غزوۂ احد والے دن چونسٹھ (۶۴) انصاری اور چھ (۶) مہاجرین شہید ہو گئے' اصحابِ رسول کہنے لگے: اگر ہمیں مشرکین کے مقابلے میں اس قسم کا موقع مل گیا' تو بڑھ چڑھ کر انتقام لیں گے۔ جب فتح مکہ والا دن آیا تو اِدھر ایک غیر معروف آدمی نے اعلان کیا: آج کے بعد قریش نیست و نابود ہو جائیں گے اور اُدھر رسول اللہ ﷺ کے مُنادِی نے اعلان کیا: ہر کالے گورے (یعنی ہر خاص و عام) کو امن ملے گا' مگر فلاں' فلاں ...... چند لوگوں کے نام لئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں: ﴿اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی جتنا تم کو نقصان پہنچا ہے اور جو (لوگوں کی ایذاء پر) صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے (بدلہ لینے سے) بہتر ہے۔﴾ (سورۂ نحل: ۱۲۶) رسول اللہ نے فرمایا: ''ہم صبر کرتے ہیں اور بدلہ نہیں لیتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۷۷- عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند (۵/ ۱۳۵)٬ الضیاء فی المختارۃ (۱۱۴۴)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ولایجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی﴾ [سورۂ مائدہ: ۸]
یعنی: ''اور کسی قسم کی عداوت تمھیں خلافِ عدل پر آمادہ نہ کر دے٬ عدل کیا کرو٬ جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔''
کسی مقام پر شریعت انسان کو زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

النهي عن المخابرة

بیع مخابرہ کی ممانعت

١٦٩٨: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَرْفُوْعًا: ((نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ)) قُلْتُ: وَمَا الْمُخَابَرَةُ؟ قَالَ: أَنْ تَأْخُذَ الْأَرْضَ بِنِصْفٍ أَوْثُلُثٍ، أَوْ رُبُعٍ۔ [الصحيحة: ٣٥٦٩]

سیدنا زید بن ثابت ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''مخابرہ'' سے منع فرمایا۔ میں نے کہا: مخابرہ کس کو کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا: پیداوار کے نصف یا تہائی یا چوتھائی حصے کے بدلے زمین کرائے پر دینا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۹- ابن ابی شیبۃ (۶/ ۳۴۶)٬ ابو داؤد (۳۴۰۷)٬ بیہقی (۶/ ۱۳۳)٬ احمد (۵/ ۱۸۷٬ ۱۸۸)

فوائد: مخابرہ: زمین کی بعض پیداوار کے بدلے زمین کرائے پر دینا مخابرہ کہلاتا ہے۔
نبی کریم ﷺ نے اہل خیبر کو زمین کی پیداوار کے نصف حصے پر وہ زمین کرائے پر دی تھی۔ [بخاری٬ مسلم]
اس حدیث کی روشنی میں مخابرہ کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جس میں زمین کو اس کے مخصوص حصوں کی پیداوار کے بدلے کرائے پر دیا جائے اور یہی صورت ہے جو مالک اور مزارع کے مابین جھگڑے کا باعث بنتی ہے۔ آپ ﷺ کے عہد میں ایسے ہوتا تھا اور آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔

باب: لا ضمان على من غلبته النار

باب:

١٦٩٩: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلنَّارُ جُبَارٌ)). [الصحيحة: ٢٣٨١]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے٬ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کی وجہ سے ہونے والا نقصان رائیگاں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۱- ابو داؤد (۴۵۹۴)٬ نسائی الکبری (۵۷۸۹)٬ ابن ماجہ (۲۶۷۶)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آگ سے مراد کسی چیز کا جلنا ہے٬ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کسی غرض و غایت کے لئے آگ جلاتا ہے٬ لیکن ہوا کی وجہ سے آگ اڑتی ہے اور کسی دوسرے بندے کا مال وغیرہ جل جاتا ہے اور وہ بندہ وہ مال لوٹانے پر قادر بھی نہیں ہے تو وہ جلنے والے مال کا ضامن نہیں ہوگا۔ [صحیحہ: ۲۳۸۱ کے تحت]

فضل النية الصادقة

سچی نیت کی فضیلت

١٧٠٠: عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ أَعْطَيْتُ أُمِّيْ حَدِيْقَةً لِّيْ، وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتْرُكْ وَارِثًا غَيْرِيْ، فَقَالَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے٬ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے اپنی ماں کو اپنا ایک باغ دیا تھا٬ اب وہ فوت ہوگئی ہیں اور ان کا وارث صرف میں ہوں؟ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ حَدِيْقَتُكَ)). [الصحيحة :٢٤٠٩]

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا صدقہ بھی ثابت ہوگیا اور تیرا باغ بھی تیری طرف لوٹ آیا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۹- ابن ماجه (۲۳۹۵)' احمد (۲/ ۱۸۵)' البزار (الکشف ۱۳۱۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ اولاد اپنی ملکیت والی چیزیں والدین کو ہبہ کر سکتے ہیں۔ نیز والدین کی وفات کی صورت میں وہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیزوں میں سے اپنا حصہ وصول کریں گے۔

والد الزنا شر الثلاثة

زنا کا بچہ تین لوگوں کا شر ہے۔

١٧٠١: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ)).

[الصحيحة: ٦٧٢]

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زنا کا بیٹا تین لوگوں کی شرّ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۷۲- ابو داؤد (۳۹۶۳)' احمد (۲/ ۳۱۱)' حاکم (۲/ ۲۱۴)' بیهقی (۱۰/ ۵۷'۵۹)

فوائد: امام سفیانؒ کہتے ہیں: یعنی: اذا عمل بعمل ابویه۔ یعنی: اس حدیث کو اس کے مفہوم پر اس وقت محمول کیا جائے گا جب وہ بیٹا بھی اپنے والدین والا فعل کرے۔ امام البانی ؒ نے اسی مفہوم کو پسند کیا ہے۔ [صحیحہ: ۶۷۲ کے تحت]

باب: العفو عن الناس وحتى لا يعفو الامام

باب:

١٧٠٢: عَنْ أَبِيْ مَاجِدَةَ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- فَقَالَ: إِنِّيْ لَأَذْكُرُ أَوَّلَ رَجُلٍ قَطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِسَارِقٍ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَكَأَنَّمَا أُسِفَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّكَ كَرِهْتَ قَطْعَهُ؟ قَالَ: ((وَمَا يَمْنَعُنِيْ؟ لَاتَكُوْنُوْا أَعْوَانًا لِلشَّيْطَانِ عَلٰى أَخِيْكُمْ، إِنَّهُ لَايَنْبَغِيْ لِلْإِمَامِ إِذَا انْتَهٰى إِلَيْهِ حَدٌّ إِلَّا أَنْ يُّقِيْمَهُ، إِنَّ اللّٰهَ عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ ﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[النور:۲۲])) [الصحيحة: ١٦٣٨]

ابو ماجدہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: میں اس پہلے آدمی کو جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس کا ہاتھ کاٹا تھا۔ چور کو لایا گیا' آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ لیکن ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ رنجیدہ ہو گئے ہیں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لگتا ہے کہ آپ اس کا ہاتھ کاٹنے کو ناپسند کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے؟ اپنے اس بھائی کے بارے میں شیطان کے مددگار نہ بنو۔ ہر امام کو یہی لائق ہے کہ جونہی کوئی حد اس تک پہنچے وہ اسے نافذ کر دے' بیشک اللہ تعالی معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے' (ارشادِ باری تعالی ہے:) ﴿اور وہ معاف کریں اور درگزر کریں' کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ

تمہیں بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔﴾

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۸۔ احمد (۱/ ۴۳۸)، حاکم (۴/ ۳۸۲، ۳۸۳)، بیہقی (۸/ ۳۳۱)

فوائد: نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین تھے، اسی وصف کی بناء پر آپ ﷺ رنجیدہ ہوئے اور متاسف ہونا ہی آپ ﷺ کو زیب دیتا تھا، لیکن دوسری طرف اللہ تعالی کا قانون تھا کہ جب حاکم وقت کی عدالت میں ایسے مجرم کو لایا جائے جس پر حدّ نافذ ہوتی ہو تو حاکم معاف نہیں کرسکتا، بلکہ اسے ہر صورت میں حدّ نافذ کرنا پڑتی ہے۔

باب: توحید الموازین

باب:

۱۷۰۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ، وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ)). [الصحيحة: ١٦٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(شریعت میں) اہل مکہ کا وزن (تول) اور اہل مدینہ کا ماپ معتبر ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۵۔ ابن الاعرابی فی المعجم (۱۷۰۲)، ابو داؤد (۳۳۴۰)، نسائی (۴۵۹۸)، بیہقی (۶/ ۳۱)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی بڑی عمدہ شرح کی ہے، اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے: جب ہم نے اس حدیث کے بارے غور و خوض کیا تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اور آپ ﷺ سے پہلے وقتوں میں مکہ معظمہ میں پھل اور کھیتیاں نہیں تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول ﴿ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع﴾ سے بھی اسی حقیقت کا انداز ہوتا ہے۔ مکہ تجارت گاہ تھی۔ حج کرنے والے لوگ سامانِ تجارت لے کر آتے اور وہاں فروخت کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے، یہاں کھجوروں کے باغات تھے اور انہی پر ان کی زندگی کا دارو مدار تھا اور اسلام کی آمد کے بعد اہل مدینہ پر زکوۃ بھی فرض ہوتی تھی، جو جنس ماپ کر وصول کی جاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے تمام شہروں اور بستیوں کو ان دو شہروں کے تابع کر دیا۔ .... معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ وہ پہلی ہستی ہیں، جنھوں نے ماپ تول کا بنیادی قانون پیش کیا اور ماپ تول کے سلسلے میں تمام شہروں کے مسلمانوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے پیمانوں کے انداز کی طرف متوجہ کیا۔

کوئی عقل مند اس بحث پر غور کرے اور اس کا مسلمانوں کے ماپ تول کے طریقوں کے ساتھ اس کا موازنہ کرے، کسی نے کون سا انداز اختیار کیا اور کسی نے کفار کے عرف کو اختیار کر لیا...... ۔[صحیحہ: ۱۶۵ کے تحت]

معلوم ہوا کہ جب بھی زکوۃ، صدقہ فطر اور کفارات کی ادائیگی کا وقت آئے تو حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ماپ تول کو سامنے رکھا جائے۔

الولد من کسب الوالد

بیٹا باپ کی کمائی ہے

۱۷۰۴: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْوَلَدُ مِنْ كَسْبِ الْوَالِدِ)). [الصحيحة: ٢٤١٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹا، باپ کی کمائی ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۵۱۳۲)، من طریق محارب عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن شیبۃ (۷/ ۱۵۸)، عن محارب مرسلاً۔

فوائد: امام البانی ؒ نے اس حدیث کا یہ شاہد ذکر کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان اولادکم من اطیب کسبکم فکلوا من کسب اولادکم۔) [صحیحہ: ۲۴۱۴ کے تحت] یعنی: تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے' سو تم اپنی اولاد کی کمائی کھا سکتے ہو۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ جب والدین بلا ضرورت بچے کا مال لے رہے ہوں یا وہ اپنے بچوں بچیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرتے ہوئے بعض بچوں کے مال کو مکمل طور پر دوسرے بچوں بچیوں کے نام لگوانا چاہتے ہوں تو اولاد اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے اسے والدین سے بھی روک سکتی ہے' جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... فھم واموالھم لکم اذا احتجتم الیھا۔) [صحیحہ: ۲۵۶۴] یعنی: وہ بچے اور ان کے اموال تمہارے لئے ہیں' جب تمہیں ان کی ضرورت پڑے۔

بہر حال اولاد اپنے والدین کی خدمت سعادت سمجھے اور ان کو فارغ البال اور خوشحال رکھے ہاں اگر وہ اس کے مال پر زیادتی کرنا چاہیں' جیسا کہ بعض والدین کو دیکھا گیا ہے' تو وہ اچھے انداز میں اپنے مال کا دفاع کرے۔

العارية مؤداة
عاریتاً لی ہوئی چیز ادا کی جائے گی

۱۷۰۵: عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرَاعًا يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَقَالَ: أَغَصْبٌ يَا مُحَمَّدُ؟ فَقَالَ: ((لَا بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ)). [الصحيحة: ٦٣١]

امیہ بن صفوان بن امیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے حنین والے دن کچھ زرہیں استعارۃً (عارضی طور پر) لیں۔ اس نے کہا: اے محمد! کیا ان کو غصب کر لیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' یہ ایسا عاریہ ہے کہ ہلاک ہونے کی صورت میں قیمت کی ضمانت ہو گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۳۱۔ ابو داؤد (۳۵۶۲)' احمد (۶/ ۴۶۵)' بیہقی ۶/ ۸۹)

لا يجني احد على الآخر
کوئی دوسرے کے جرم کی سزا نہیں پائے گا

۱۷۰۶: عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَجْنِيْ أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ لَاتَجْنِيْ أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ)). [الصحيحة: ٩٨٩]

سیدنا طارق محاربی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماں اپنے بیٹے کے حق میں برا نہیں کر سکتی' ماں اپنے بیٹے کے حق میں برا نہیں کر سکتی (یعنی وہ اپنے جرم کی خود ذمہ دار ہو گی)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۹۔ نسائی (۴۸۴۳)' ابن ماجہ (۲۶۷۰)' حاکم (۲/ ۶۱۱' ۶۱۲)

فوائد: یعنی بیٹے کے جرم کی سزا ماں کو اور ماں کے جرم کی سزا بیٹے کو نہیں دی جا سکتی' ہر کوئی خود ذمہ دار ہے)۔

۱۷۰۷: عَنِ الْخَشْخَاشِ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعِي ابْنٌ لِّيْ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُكَ هٰذَا؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((لَاتَجْنِيْ عَلَيْهِ وَلَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ)). [الصحيحة: ٩٩٠]

سیدنا خشخاش عنبری ؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ تیرا بیٹا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے حق میں برا نہیں کر سکتا اور وہ تیرے حق میں برا نہیں کر سکتا (یعنی تم دونوں اپنے اپنے افعال کے خود ذمہ دار ہو)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۹۰۔ ابن ماجه (۲۶۷۱)، احمد (۴/ ۳۴۴، ۳۴۵)

۱۷۰۸: عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَجْنِيْ نَفْسٌ عَلٰى أُخْرٰى)).

[الصحيحة: ۹۸۸]

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی کسی کے حق میں برا نہیں کر سکتا (یعنی ہر کوئی اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۸۔ ابن ماجه (۲۶۷۲)

بيان الرضاعة

دودھ پلانے کا بیان

۱۷۰۹: عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ، قَالَتْ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِيْ فَقَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ)).

[الصحيحة: ۳۲۵۹]

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جبکہ وہ میرے گھر تھے، اور کہا: اے اللہ کے نبی! میری ایک بیوی تھی، میں نے اس پر ایک اور شادی کر لی، اب میری سابقہ بیوی کا یہ خیال ہے کہ اس نے میری نئی بیوی کو ایک یا دو دفعہ دودھ پلایا ہے، (اب میں کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دفعہ یا دو دفعہ دودھ پلانا (رشتوں کو) حرام نہیں کرتا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۹۔ اسحاق بن راھویه (۴/ ۱۳/ ۲)، مسلم (۱۴۵۱)

فوائد: اس بچے کے رضاعت ثابت ہوگی جو دودھ کی عمر دو سال کے اندر اندر دودھ پیئے، کم از کم پانچ دفعہ پیئے اور ہر دفعہ اپنی مرضی سے عورت کے پستان کو چھوڑ دے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے: انزل فی القرآن عشر رضعات معلومات فنسخ من ذالك خمسا وصار الی خمس رضعات معلومات فتوفی رسول الله ﷺ والامر علی ذلك۔ [ترمذی، ابن ماجہ] یعنی: ”قرآن مجید میں یہ حکم نازل کیا گیا تھا کہ دس بار دودھ پینا جبکہ اس کے پینے کا یقین ہو جائے (نکاح کو حرام کر دیتا تھا) پھر ان (دس) میں سے پانچ دفعہ دودھ پلانا منسوخ ہو گیا، پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو (رضاعت والا) معاملہ اسی (پانچ دفعہ والی) صورت پر قائم رہا۔

ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت کا رشتہ ثابت نہیں ہوتا، جیسا کہ متن میں مذکورہ روایت سے واضح ہو رہا ہے۔

النهي عن الضرب غلام المسلم

مسلم غلام کو مارنے کی ممانعت

۱۷۱۰: عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ، قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ مَعَهُ غُلَامَانِ، فَوَهَبَ أَحَدَهُمَا لِعَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((لَاتَضْرِبْهُ فَإِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ)). وَإِنِّيْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ مُنْذُ أَقْبَلْنَا، وَأَعْطٰى أَبَاذَرٍّ غُلَامًا وَقَالَ: إِسْتَوْصِ بِهٖ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کہیں سے دو غلاموں سمیت تشریف لائے، ان میں سے ایک سیدنا علی صلوات اللہ علیہ کو ہبہ کرتے ہوئے فرمایا: ”اس کو مارنا نہیں، کیونکہ مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور ہم جب سے وہاں سے آئے ہیں، میں اس کو نماز پڑھتا دیکھ رہا ہوں۔“ دوسرا غلام سیدنا ابوذر کو دیا

مَعْرُوْفًا، فَأَعْتَقَهُ، فَقَالَ: مَافَعَلَ؟ قَالَ: أَمَرْتَنِي أَنْ أَسْتَوْصِيَ بِهِ خَيْرًا، فَأَعْتَقْتُهُ۔

[الصحيحة: ٢٣٧٩]

اور فرمایا: ''اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا۔'' انھوں نے اسے آزاد کر دیا۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے ان سے (غلام کے بارے میں پوچھا کہ) ''وہ کیسا چل رہا ہے؟'' انھوں نے کہا: آپ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤں (اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے) میں نے اسے آزاد کر دیا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۷۹۔ الادب المفرد (۱۶۳)' احمد (۵/ ۲۵۰)' طبرانی الکبیر (۸۰۵۷)

فوائد: حدیث کے پہلے حصے میں نماز کی اہمیت کا بیان ہے' غلام جو مکمل طور پر اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتا ہے' اگر وہ بھی نماز پڑھنا شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے احترام واکرام میں اضافہ ہو جائے گا۔

النهي عن مثلة البهائم

جانوروں کو مثلہ کرنے کی ممانعت

١٧١١: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى نَاسٍ يَرْمُوْنَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ، فَكَرِهَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: ((لَاتُمَثِّلُوْا بِالْبَهَائِمِ)).

[الصحيحة: ٢٤٣١]

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو مینڈھے پر تیر پھینک رہے تھے' آپ ﷺ نے ان کے اس فعل کو ناپسند کیا اور فرمایا: ''جانوروں کا مثلہ نہ کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۳۱۔ نسائی (۴۴۴۵)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۹۲/ ۱۹۷)' ابو یعلی (۶۷۹۰)

فوائد: جانور کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے اور پھر کھایا جائے۔

باب لا ضرر ولا ضرار

نہ نقصان پہنچانا ہے اور نہ ہی اٹھانا ہے

١٧١٢: قَالَ ﷺ: ((لَاضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)) وَرَدَ مُرْسَلًا وَمَوْصُوْلًا عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَثَعْلَبَةَ بْنِ مَالِكٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

[الصحيحة: ٢٥٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اپنے بھائی کو اس کے حق میں کمی کر دینے والا) ضرر یعنی نقصان پہنچانا اور (پہنچائی گئی اذیت سے) زیادہ ضرر پہنچانا جائز نہیں۔'' یہ حدیث سیدنا ابو سعید خدری' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا عبادہ بن صامت' سیدہ عائشہ' سیدنا ابوہریرہ' سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہم سے مرسلاً اور موصولاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۰۔ حاکم (۲/ ۵۷/ ۵۸)' بیہقی (۶/ ۶۹/ ۷۰)' ابن ماجہ (۲۳۴۱)' احمد (۱/ ۳۱۳)' ابن ماجہ (۲۳۴۰)' دارقطنی (۴/ ۲۲۷)' طبرانی فی الاوسط (۲۷۰)' دارقطنی (۴/ ۲۲۸)' طبرانی فی الاوسط (۵۱۸۹)' طبرانی ص ۱۳۸۷)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ کسی کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ دوسرے کو نقصان پہنچائے یا اگر وہ کسی سے بدلہ لینا چاہتا ہے تو

اس کی طرف سے پہنچائی گئی اذیت سے زیادہ بدلہ نہیں لے سکتا۔

باب: النهي عن النياحة والغناء

۱۷۱۳: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ، فَوَجَدَهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ، فَبَكَى، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَتَبْكِي! أَوَ لَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ: صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، خَمْشِ وُجُوهٍ وَشَقِّ جُيُوبٍ وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ)). [الصحيحة: ۲۱۵۷]

باب: بین کرنے اور گانے (موسیقی) کی ممانعت

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ٔ کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے ابراہیم کی طرف چل پڑے، آپ ﷺ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جان بلب تھا۔ آپ ﷺ نے اسے اٹھایا، اپنی گود میں رکھا اور رونے لگ گئے۔ سیدنا عبد الرحمٰن نے آپ کو کہا: کیا آپ رو رہے ہیں، آپ نے تو رونے سے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، میں نے تو دو مندی اور بدکار آوازوں سے منع کیا ہے: (۱) مصیبت کے وقت آواز نکالنا، چہرے نوچنا اور گریبان چاک کرنا اور (۲) شیطان کی جھنکار (یا زوردار چیخ)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۵۷۔ ترمذی (۱۰۰۵)، حاکم (۴/ ۴۱)، بیہقی (۴/ ۶۹)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ نوحہ کرنا اور بین کرنا ممنوع ہے اور رونا جائز ہے، جس کو نوحہ نہ کہا جا سکے۔

باب: متى لا يرث المولود

۱۷۱٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يَرِثُ الصَّبِيُّ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ صَارِخًا، وَاسْتِهْلَالُهُ، أَنْ يَصِيحَ أَوْ يَعْطُسَ أَوْ يَبْكِيَ)). [الصحيحة: ۱۵۲]

باب: نومولود کب وارث بنے گا

سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک (نو مولود) بچہ روتا نہیں، اس وقت تک اسے وارث نہیں بنایا جاتا، اس کا رونا یہ ہے کہ وہ چیخے یا چھینکے یا روئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۲۔ ابن ماجہ (۲۷۵۱)، طبرانی فی الاوسط (۴۵۹۶)

فوائد: اگر بچے کی پیدائش کے بعد اس میں زندگی کی کوئی علامت نظر نہ آئے تو وہ وارث نہیں بنے گا۔

النهي عن القتل

۱۷۱۵: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ [أُمِّ جُنْدُبٍ] قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، وَهُوَ رَاكِبٌ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، وَرَجُلٌ خَلْفَهُ يَسْتُرُهُ،

قتل کرنے کی ممانعت

سلیمان بن عمرو بن احوص اپنی ماں سیدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وادی کے اندر سے جمرے کو کنکریاں ماریں، اس حال میں کہ آپ سوار تھے، ہر کنکری کے ساتھ ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہتے

فَسَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ؟ فَقَالُوْا: اَلْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَازْدَحَمَ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَايَقْتُلُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا[وَلَا يُصِبْ بَعْضُكُمْ (بَعْضًا)، وَإِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوْا بِمِثْلِ حَصَا الْخَذْفِ)). [الصحيحة: ٢٤٤٥]

ایک آدمی آپ کے پیچھے بیٹھا تھا جو آپ پر پردہ کر رہا تھا۔ میں نے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون تھا؟ انھوں نے کہا کہ وہ فضل بن عباس تھا۔ لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہو گئے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی کو قتل نہ کرے اور نہ کوئی کسی کو زخمی کرے اور جب تم لوگ جمرے کو کنکریاں مارو تو وہ (سائز میں اس کنکری کے برابر ہو جو) بیچ کی دو انگلیوں میں رکھ کر پھینکی جاتی ہے (یعنی لوبیے اور چنے وغیرہ کے دانے کے برابر ہو)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۴۵۔ ابو داؤد (۱۹۶۶)' احمد (۳/ ۵۰۳)' الطیالسی (۱۶۶۰)

فوائد: حج کے دوران حاجی لوگ جمروں کو چنے یا لوبیے وغیرہ کے دانے کے بقدر کنکریاں ماریں' تا کہ کسی آدمی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

باب: التحذير من ترك كلمة الحق

باب: کلمہ حق کو چھوڑنے سے ڈرنا چاہیے

١٧١٦: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَايَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُوْلَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ [أَوْ شَهِدَهُ أَوْ سَمِعَهُ])).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کو حق کا علم ہو یا اس نے دیکھا ہو یا اس نے سنا ہو تو لوگوں کی ہیبت و جلال اسے اُس حق کی وضاحت کرنے سے نہ روکنے پائے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۸۔ ترمذی (۲۱۹۱)' ابن ماجه (۴۰۰۷)' احمد (۳/ ۱۹)' حاکم (۴/ ۵۰۶)

فوائد: اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ولا یخافون لومة لائم﴾ [سورۂ مائدہ: ۵۴] یعنی: ''اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔''

یہی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا راز ہے' کہ جہاں اللہ تعالیٰ اور معاشرے کی چاہتوں میں تضاد آ جائے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ اسی کی مرضی کو ترجیح دی جائے۔

نكاح الزاني المجلود بمثله

زانی مجلود کا نکاح اس جیسی کے ساتھ ہونا چاہیے

١٧١٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَايَنْكِحُ الزَّانِيْ الْمَجْلُوْدُ إِلَّا مِثْلَهُ)) [الصحيحة: ٢٤٤٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زانی' جسے بطورِ حد کوڑے لگائے گئے ہوں' اپنے جیسی عورت سے ہی شادی کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۴۴۔ (ابو داؤد (۲۰۵۲)' احمد (۲/ ۳۲۴)' حاکم (۲/ ۱۶۶' ۱۹۳)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کوڑے لگانے کا ذکر اغلبی طور پر کیا گیا ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں کسی عام عورت کا زانی مرد سے نکاح کرنا اور کسی عام مرد کا زانیہ عورت سے شادی کرنا ناجائز ہے' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی اسی بات کا علم ہوتا ہے: ﴿والزانية

لاینکحھا الا زان او مشرک﴾ [سورۂ نور] یعنی: زانی اور مشرک ہی زانیہ عورت سے نکاح کرتا ہے۔ [صحیحہ: ۲۴۴۴ کے تحت]

باب: تحريم الخمر وبيعها

باب: شراب اور اس کی خرید وفروخت کی ممانعت

١٧١٨: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ. تَعَالٰى. يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَيُنْزِلُ فِيْهَا أَمْرًا، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ، فَلْيَبِعْهُ، وَلْيَنْتَفِعْ بِهِ)) فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ: ((إِنَّ اللّٰهَ .تَعَالٰى. حَرَّمَ الْخَمْرَ، فَمَنْ أَدْرَكَتْهُ هٰذِهِ الْآيَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ، فَلَا يَشْرَبْ وَلَا يَبِعْ)).

[الصحيحة: ٢٣٤٨]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ مدینہ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، کو فرماتے سنا: ''لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب (کی حرمت) کے بارے میں مبہم سا اشارہ دیا ہے، ممکن ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کوئی (حتمی) حکم نازل کر دے، (تم اس طرح کرو کہ) جس کے پاس کوئی شراب ہے، وہ اسے بیچ دے یا اس سے فائدہ حاصل کر لے۔'' تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے، اس آیت کے نزول کے بعد اگر کسی کے پاس شراب ہے تو وہ اس کو پی سکتا ہے نہ بیچ سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۴۸۔ مسلم (۱۵۷۸)، ابو یعلی (۱۰۵۶)

فوائد: شراب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اشارے کنایوں سے نبی کریم ﷺ سمجھ گئے کہ اس کی حرمت کا امکان ہے۔ اس لئے صحابہ کی رہنمائی فرما دی کہ ابھی تک شراب کی خرید وفروخت جائز ہے، جلدی جلدی اسے فروخت کر کے یا کسی انداز میں استعمال کر کے اس سے استفادہ کر لو۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حتمی فیصلہ کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلاة فھل انتم منتھون٥﴾ [سورۂ مائدہ: ۹۱] یعنی: ''شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض ڈال دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے تمہیں باز رکھے، سو اب بھی باز آ جاؤ۔''

اهمية اداء الامانة

ادائے امانت کی اہمیت

١٧١٩: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِلٰى جَنْبِ بَعِيْرٍ مِنَ الْمَقَاسِمِ، ثُمَّ تَنَاوَلَ شَيْئًا مِنَ الْبَعِيْرِ، فَأَخَذَ مِنْهُ قَرَدَةً يَعْنِيْ: وَبَرَةً. فَجَعَلَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا مِنْ غَنَائِمِكُمْ، أَدُّوْا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ، فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، فَمَا دُوْنَ

سیدنا عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین والے دن مالِ غنیمت کے اونٹ کے پہلو کی طرف منہ کر کے ہمیں نماز پڑھائی، (نماز سے فراغت کے بعد) آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں میں اس اونٹ کے بال پکڑے اور فرمایا: ''لوگو! یہ (بال) بھی تمہاری غنیمتوں کا حصہ ہیں، سوئی دھاگہ اور ان سے کم یا زیادہ قیمت والی چیزیں ادا کر دو، کیونکہ خیانت روزِ قیامت خائن کے

ذٰلِكَ، فَإِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ عَلٰى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَشَنَارٌ وَنَارٌ)). [الصحيحة: ۹۸۵]

لئے عار و شنار اور ذلت و رسوائی کا سبب ہوگی۔"

تخريج: الصحيحة ۹۸۵- ابن ماجه (۲۸۵۰)' البزار (۲۷۱۴)' احمد (۵/ ۳۱۸' ۳۱۹)' حاكم (۳/ ۴۹)' من طريق آخر عنه.

فوائد: پہلے بھی کئی بار اس موضوع پر احادیث گزر چکی ہیں کہ مال غنیمت سے خیانت کرنا سنگین جرم ہے۔

ذنب القتل

قتل کا گناہ

۱۷۲۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((يَجِيْئُ الرَّجُلُ آخِذاً بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ! هٰذَا قَتَلَنِيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَكَ فَيَقُوْلُ: فَإِنَّهَا لِيْ. وَيَجِيْئُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: إِنَّ هٰذَا قَتَلَنِيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ! فَيَقُوْلُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ، فَيَبُوْءُ بِإِثْمِهِ))[الصحيحة: ۲٦۹۸]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(قیامت والے دن) ایک آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر آکر کہے گا: اے میرے ربّ! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو نے اس کو کیوں قتل کیا ہے؟ وہ کہے گا: تیری بڑائی کی خاطر۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: بلاشبہ بڑائی میرے لئے ہی ہے۔ ایک اور آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر آ کر کہے گا: اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو نے اسے قتل کیوں کیا؟ وہ کہے گا: فلاں کی بڑائی کی خاطر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بڑائی فلاں کا حق نہیں ہے' سو وہ اس کے گناہ کا بوجھ بھی اٹھائے گا۔"

تخريج: الصحيحة ۲٦۹۸- نسائی (۴۰۰۲)' بيهقى فى الشعب (۵۳۴۸)

فوائد: قاتل پر تین حقوق ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کا حق (۲) لواحقین کا حق اور (۳) مقتول کا حق۔
اللہ تعالیٰ اپنا حق کیسے معاف کرے گا؟ آیا توبہ ضروری ہے یا ویسے ہی معاف کر دے یا سرے سے معاف ہی نہ کرے۔ اس کا علم مرنے کے بعد ہی ہوگا۔ لواحقین کو تین اختیارات حاصل ہیں' کسی ایک کا انتخاب کر کے اپنے حق سے دستبردار ہو سکتے ہیں: معاف کر دیں یا دیت لے لیں یا قصاص لے لیں۔
رہا مسئلہ مقتول کے حق کا تو وہ فیصلہ حشر کے میدان میں ہوگا' اس حدیث میں وہی حق وصول کیا جا رہا ہے۔ حقوق العباد کے بارے میں شریعت نے یہ قانون پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں کرے گا' جب تک متعلقہ بندہ معاف نہ کر دے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس قسم کے اسباب پیدا کر سکتا ہے کہ مظلوم بندہ ظالم کو معاف کر دے۔

(۱۲) الخِلَافَةُ وَالْبَيْعَةُ وَالطَّاعَةُ وَالإِمَارَةُ

خلافت، بیعت، اطاعت اور امارت کا بیان

١٧٢١: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ النَّاسَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي مِثْلِ مَكَانِي هٰذَا فَقَالَ: ((أَحْسِنُوا إِلَى أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يَحْلِفُ أَحَدُهُمْ عَلَى الْيَمِينِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَحْلَفَ عَلَيْهَا، وَيَشْهَدُ عَلَى الشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدَ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنَالَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ، فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ أَبْعَدُ، وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ تَسُرُّهُ حَسَنَتُهُ، وَتَسُوءُهُ سَيِّئَتُهُ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ)).
[الصحيحة: ٤٣٠]

سیدنا جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے جابیہ پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ میری طرح اسی مقام پر کھڑے ہوئے جس طرح میں کھڑا ہوں اور ارشاد فرمایا تھا: ''میرے صحابہ سے اچھے برتاؤ اور حسنِ سلوک والا معاملہ کرنا' پھر ان لوگوں سے جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر ان لوگوں سے بھی' جو ان کے بعد ہوں گے۔ اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قسم اٹھائیں گے حالانکہ ان سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ جو آدمی جنت کے وسط (میں مقام) حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے' کیونکہ ایک آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے' دو سے ذرا دور ہو جاتا ہے۔ کوئی مرد (غیر محرم) عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے' کیونکہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ مومن وہ ہے جس کو اس کی نیکی اچھی لگی اور برائی بری لگے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۰۔ ابن ماجہ (۲۳۶۳)' نسائی فی الکبری (۹۲۱۹)' طحاوی (۲/ ۲۸۴' ۲۸۵)' احمد (۱/ ۲۶)' طیالسی (۳۱)

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں پانچ اہم مسائل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے: (۱) صحابہ کرامؓ تابعینِ عظام اور تبع تابعین کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ کرنا۔ قرونِ اولیٰ کی ان ہستیوں نے اسلام کو سہارا دیا' بعد میں آنے والا کبھی بھی ان کے احسانات سے مستغنی نہیں ہو سکتا' لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ اسلام کے نام لیوا بعض گمراہ لوگ صحابہ کرام کی حسنات کو نظر انداز کر کے ان کے بشری تقاضوں کو اچھال کر ان پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کرتے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کی غرض و غایت کیا ہے؟ اور یہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم یہ دعوی نہیں کرتے کہ صحابہ کرام ؓ معصوم تھے' لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں کہ ان کا قول و کردار اعلیٰ تھا' وہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ

کے دست و بازو بنے اور اسلام کو دنیا کے اطراف و اکناف پھیلانے کا سبب بنے۔ ان کے لیے قرآن کریم میں خوش خبری آئی۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ان کے مثبت پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو ان کا ممنون سمجھیں۔ (۲) قسم اٹھانے اور گواہی دینے کا مطلب جھوٹ کا عام ہونا ہے' وگرنہ سچے گواہوں کی نفی نہیں کی جا رہی۔ آج کل بھی کچہریوں اور عدالتوں میں ایجنٹوں کچھ لوگ تین چار سو روپیہ کی خاطر جھوٹی گواہی دینے کے لئے گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ برائیوں کی طرف اور برائیاں جہنم کی طرف لے کر جاتی ہیں اور بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے' حتی کہ اسے اللہ تعالی کے ہاں کذاب اور جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ [بخاری' مسلم] (۳) کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کر سکتا۔ آجکل بے پردگی اور غیر محرم مرد و زن کا میل ملاپ عام ہے' کوئی اسے محبت کا اور کوئی رشتہ داری کا تقاضا سمجھتا ہے۔ بہرحال شریعت کا مزاج ان امور کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا۔ (۴) نیکی سے مزاج میں خوشی کی لہر دوڑنا اور برائی سے تنگی محسوس کرنا ایمان و ایقان کی بہت بڑی علامت ہے' جس آدمی کو نیکی کر کے خوشی ہوتی ہو' نہ برائی کر کے غمی' تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا ایمان زنگ آلودہ ہو چکا ہے' وہ استغفار کرے اور اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

بیان الخمس والامانة

۱۷۲۲: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ [عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو] قَالَ: شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَجَاءَ تْهُ وُفُوْدُ هَوَازِنَ فَقَالُوْا: يَا مُحَمَّدُ إِنَّا أَهْلٌ وَعَشِيْرَةٌ، فَمُنَّ عَلَيْنَا مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّهُ قَدْ نَزَلَ بِنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَالَا يَخْفٰى عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((اِخْتَارُوْا بَيْنَ نِسَائِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَأَبْنَائِكُمْ)) قَالُوْا: خَيَّرْتَنَا بَيْنَ أَحْسَابِنَا وَأَمْوَالِنَا، نَخْتَارُ أَبْنَاءَ نَا، قَالَ: ((أَمَّا مَاكَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ، فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُوْلُوْا: إِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ، وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا)) قَالَ: فَفَعَلُوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا مَاكَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ)) وَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ: مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ

خمس اور امانت کا بیان

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے' وہ اِن کے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا: جب ہوازن کے وفوذ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ رہے تھے' تو میں بھی وہاں موجود تھا۔ انھوں نے کہا: اے محمد! ہم کنبے قبیلے والے لوگ ہیں' آپ ہم پر احسان کریں' اللہ آپ پر احسان کرے۔ ہم پر ایسی آزمائش ٹوٹ پڑی ہے جو آپ پر مخفی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ بال بچوں اور مال و منال میں سے ایک چیز کا انتخاب کر لو۔'' انھوں نے کہا: آپ نے ہمیں حسب و نسب اور مال و دولت میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنے کا اختیار دیا ہے' تو ہم اپنے بچوں کو ترجیح دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو حصہ میرا اور بنو عبدالمطلب کا ہے وہ تمھیں واپس مل جائے گا۔ جونہی میں نمازِ ظہر سے فارغ ہوں تو تم لوگ اس طرح کہنا: ہم اپنے بچوں اور بیویوں (کی واپسی) کے سلسلے میں رسول اللہ سے مومنوں کے پاس اور مومنوں سے رسول اللہ کے پاس سفارش کرواتے ہیں۔''

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ عُيَيْنَةُ ابْنُ بَدْرٍ: أَمَّا مَاكَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ فَزَارَةَ فَلَا، وَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُوْتَمِيْمٍ فَلَا، وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُوْسَلِيْمٍ فَلَا. فَقَالَتِ الْحَيَّانُ: كَذَبْتَ، بَلْ هُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاس رُدُّوْا عَلَيْهِمْ نِسَاءَ هُمْ، وَأَبْنَائَهُمْ، فَمَنْ تَمَسَّكَ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَيْءِ فَلَهُ عَلَيْنَا سِتَّةُ فَرَائِضَ مِنْ أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيْئُهُ اللّٰهُ عَلَيْنَا)) ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَتَعَلَّقَ بِهِ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ: اِقْسِمْ عَلَيْنَا فَيْأَنَا بَيْنَنَا، حَتّٰى أَلْجَأُوْهُ إِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَاءَهُ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ رُدُّوْا عَلَيَّ رِدَائِيْ، فَوَاللّٰهِ لَوْكَانَ لَكُمْ بِعَدَدِ شَجَرِ تِهَامَةَ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَلْقَوْنِيْ بَخِيْلًاوَلَا جَبَانًا وَلَا كَذُوْبًا)) ثُمَّ دَنَا مِنْ بَعِيْرِهِ فَأَخَذَ وَبَرَةً مِّنْ سِنَامِهِ فَجَعَلَهَا بَيْنَ أُصْبَعَيْهِ، السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، ثُمَّ رَفَعَهَا فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ لِيْ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ وَلَا هٰذِهِ (الْوَبَرَةِ) إِلَّا الْخُمُسَ، وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ، فَرُدُّوْا الْخِيَاطَ، وَالْمِخْيَطَ، فَإِنَّ الْغُلُوْلَ يَكُوْنُ عَلٰى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَارًا وَنَارًا، وَشَنَارًا)).

[الصحيحة:١٩٧٣]

انھوں نے ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات سن کر فرمایا: ”جو کچھ میرے اور بنوعبدالمطلب کے حصے میں ہے وہ تمھارا ہے۔“ مہاجروں نے کہا: جو کچھ ہمارے حصے میں آیا وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ انصاریوں نے بھی اسی طرح کہا۔ عیینہ بن بدر نے کہا: میرے اور بنوفزارہ کے حصے میں جو کچھ آیا وہ واپس نہیں دیا جائے گا۔ اقرع بن حابس نے کہا: رہا مسئلہ میرا اور بنوتمیم کا' تو ہم واپس نہیں کریں گے۔ عباس بن مرداس نے کہا: میں اور بنوسلیم بھی واپس نہیں کریں گے' لیکن حیان نے کہا: تو جھوٹ بول رہا ہے' وہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! ان کی عورتیں اور بچے ان کو واپس کر دو' جس نے حصہ لینا ہی ہے تو جونہی اللہ تعالی مالِ فئ یا مالِ غنیمت عطا کرے گا ہم اسے چھ گنا دیں گے۔“ پھر آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور لوگ تو یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے کہ ہمارا مال ہمیں تقسیم کرو' حتی کہ انھوں نے آپ ﷺ کو ببول کے درخت تک پہنچا دیا' جس نے آپ ﷺ کی چادر اچک لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! میری چادر مجھے واپس کر دو' اللہ کی قسم! اگر تہامہ کے درختوں کی تعداد کے برابر بھی اونٹ ہوئے تو میں تم میں تقسیم کر دوں گا' پھر تم مجھے بخیل' بزدل اور جھوٹا نہیں پاؤ گے۔“ پھر آپ ﷺ اپنے اونٹ کے قریب گئے' اس کی کوہان کے کچھ بال اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی کے درمیان لے کر انھیں بلند کیا اور فرمایا: ”لوگو! اس مالِ غنیمت میں میرا حصہ ان بالوں جتنا بھی نہیں' سوائے خمس (پانچویں حصے) کے اور وہ بھی تم میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ لہذا سوئی اور دھاگہ (سب کچھ) ادا کر دو' (یاد رہے کہ) خیانت روزِ قیامت خائنوں کے لئے عار و شنار اور عیب و رسوائی ہوگا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۷۳۔ احمد (۲/ ۱۸۴)' نسائی (۳۷۱۸)' بیہقی (۶/ ۳۳۶' ۳۳۷)

فوائد: مالِ غنیمت سے نبی کریم ﷺ کا پانچوں حصہ ہوتا تھا اور وہ بھی مسلمانوں کی مصلحتوں کے لئے صرف کر دیا جاتا تھا۔

باب: الحكام المضلون

باب: گمراہ کن حکمرانوں کا بیان

۱۷۲۳: قَالَ ﷺ: ((أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّوْنَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَبِي ذَرِّ الْغِفَارِيِّ، وَثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ [الصحيحة: ١٥٨٢]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت کے سلسلے میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے اماموں اور حکمرانوں سے ہے۔'' یہ حدیث سیدنا عمر بن خطاب' سیدنا ابو درداء' سیدنا ابو ذر غفاری' مولائے رسول سیدنا ثوبان' سیدنا شداد بن اوس اور سیدنا علی بن ابو طالب ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۸۲۔ ابو نعیم فی الحلیۃ (۶/ ۴۶)' احمد (۱/ ۴۲) بمعناہ' احمد(۶/ ۴۴۱)' احمد (۵/ ۱۴۵)' ابو داؤد (۴۲۵۲)' ترمذی (۲۲۲۹)' احمد (۵/ ۱۷۸)' احمد (۳/ ۱۲۳) مطولاً' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۰۰)

فوائد: "الناس علی دین ملوکھم" یعنی: لوگ اپنے بادشاہوں والا دین ہی اختیار کرتے ہیں۔ جیسا حکمران ہوگا' ویسی رعایا ہوگی۔ ظالم و جابر حکمرانوں سے عوام بری طرح متاثر ہوتی ہے' جو منافقت اور چاپلوسی کرتے ہوئے ان کے ساتھ مل جاتے ہیں' وہ دین و دنیا میں خسارہ اٹھاتے ہیں اور جو ان سے دور رہنے میں عافیت سمجھتے ہیں' انھیں کوئی زندہ ہی رہنے دیتا' یا تو ان کو قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے' یا موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے' یا پھر حکمرانوں کی پابندیوں کے مطابق زندگی گزارنی پڑتی ہے۔

قتل المشرق فی بیعة المسلمین

مسلمانوں کی حکومت میں اختلاف ڈالنے والے کو قتل کرنا

۱۷۲٤: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا بُوْيِعَ الْخَلِيْفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوْا الْآخَرَ مِنْهُمَا)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ [الصحيحة:٣٠٨٩]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب (یکے بعد دیگرے) دو خلفا کی بیعت کی جائے تو دوسرے کو قتل کر دو۔'' یہ حدیث سیدنا ابوسعید' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا معاویہ بن ابوسفیان' سیدنا انس بن مالک اور سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۹۔ مسلم (۱۸۵۳)' ابو عوانۃ (۴/ ۴۶۰)' البزار (۱۵۹۵)' طبرانی فی الاوسط (۲۷۶۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۳۱۴)' والاوسط (۳۸۹۷)' خطیب فی التاریخ (۱/ ۲۳۹)' عقیلی فی الضعفاء (۱/ ۲۵۹) تعلیقاً۔

فوائد: دوسرا خلیفہ بغاوت کے حکم میں آئے گا اور اللہ تعالیٰ نے باغیوں سے قتال کرنے کی اجازت دی ہے' جب تک وہ اپنی بغاوت سے باز نہ آجائیں۔ ایک سلطنت میں دو خلیفے یا دو بادشاہ ہونے کے مفاسد واضح ہیں۔

اهمية الامارة

امارت کی اہمیت

۱۷۲۵: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو ایک کو امیر بنا لیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۲۔ ابو داؤد (۲۶۰۸)' ابو عوانۃ (۵/ ۱۱۷)' ابو یعلی (۱۰۵۴)' عن ابی سعید رضی اللہ عنہ' ابو داؤد (۲۶۰۹)' عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اسلام افراتفری اور بے ہنگم زندگی سے کوسوں دور ہے۔ یہ مذہب انتظام و انصرام سے متصف ہے۔ لوگوں کے لئے امن و شانتی کا شدید خواہاں ہے۔ اسی اصول کے پیش نظر تین مسافروں کو بھی یہ تلقین کی گئی کہ وہ اپنے مختصر یا طویل سفر میں اپنا ایک امیر مقرر کر لیں' تا کہ قانون اور ضابطے کے مطابق سفر گزر جائے اور اس کے دوران کے معاملات میں کوئی الجھن پیدا نہ ہو۔

اطاعة الأمير واجب

امیر کی اطاعت فرض ہے

۱۷۲۶: عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: وَرَجُلٌ سَأَلَهُ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَمْنَعُونَا حَقَّنَا، وَيَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا، وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ)). [الصحيحة: ٣١٧٦]

علقمہ بن وائل بن حجر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو ہمارا حق نہ دیں' لیکن اپنا حق مانگیں (تو ہمارے لئے کیا حکم ہے)؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان کی بات سننا اور ماننا' ان کے ذمے وہ بوجھ ہے جو انھیں اٹھوایا گیا (یعنی عدل و انصاف) تمھارے ذمے وہ بوجھ ہے جو تمھیں اٹھوایا گیا (یعنی اطاعت)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۷۶۔ مسلم (۱۸۴۶)' ابو عوانۃ (۴/ ۴۶۸' ۴۶۹)' ترمذی (۲۲۲۰)' بخاری فی التاریخ (۴/ ۴۳)

فوائد: کوئی آدمی خلفاء و امراء سے انتقامی کاروائی نہیں کر سکتا' ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ حقوق اور ذمہ داریاں ہیں' اگر خلیفہ اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کرے تو عوام کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے حقوق غصب کریں یا اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کریں' کیونکہ ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کی باز پرس ہوگی۔

اطاعة الرسول فرض

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے

۱۷۲۷: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْهَجِيرِ وَهُوَ مَرْعُوبٌ فَقَالَ: ((أَطِيعُونِي مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، وَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. أَحِلُّوا حَلَالَهُ، وَحَرِّمُوا حَرَامَهُ)).

[الصحيحة:١٤٧٢]

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر کے وقت ہمیں خطبہ دیا' اس حال میں کہ آپ مرعوب تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اطاعت کرو جب تک میں تمھارے اندر موجود رہوں' اللہ کی کتاب کو لازم پکڑنا' اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۷۲۔ تمام الرازی الفوائد (۷۴۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۸)' وفی الشامیین (۱۱۸۹)

فوائد: قرآنِ مجید سرچشمۂ ہدایت و رشد ہے' حلت و حرمت کی بے مثال کسوٹی ہے' قوموں کی دنیوی اور اخروی ترقی کا راز اسی کتاب میں مضمر ہے۔ جن لوگوں نے اس کتاب کو اپنا امام بنایا' وہ دنیا کے باسیوں کے امام بن گئے اور جس مسلم فرد یا قوم نے اس کتاب سے روگردانی کی' وہ دنیا میں بھی زوال پذیر ہوا اور آخرت میں خسارے میں جانے کا خطرہ ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس کتاب کی تعلیم حاصل کریں' اس کے احکام سمجھیں اور اپنی زندگی میں عملی طور پر نافذ کریں۔

خبر رسول الله بأشرار الملوك

۱۷۲۸: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ خَطِيْبًا، فَكَانَ مِنْ خُطْبَتِهِ أَنْ قَالَ: ((أَلَا إِنِّيْ أُوْشِكُ أَنْ أُدْعٰى فَأُجِيْبَ، فَيَلِيْكُمْ عُمَّالٌ مِنْ بَعْدِيْ، يَقُوْلُوْنَ مَايَعْلَمُوْنَ، وَيَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ، وَطَاعَةُ أُولٰئِكَ طَاعَةٌ، فَتَلْبَثُوْنَ كَذٰلِكَ دَهْرًا ثُمَّ يَلِيْكُمْ عُمَّالٌ مِنْ بَعْدِهِمْ، يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَعْلَمُوْنَ، وَيَعْمَلُوْنَ مَالَا يَعْرِفُوْنَ، فَمَنْ نَاصَحَهُمْ وَوَازَرَهُمْ وَشَدَّ عَلٰى أَعْضَادِهِمْ، فَأُولٰئِكَ قَدْ هَلَكُوْا وَأَهْلَكُوْا، خَالِطُوْهُمْ بِأَجْسَادِكُمْ، وَزَايِلُوْهُمْ بِأَعْمَالِكُمْ، وَاشْهَدُوْا عَلَى الْمُحْسِنِ بِأَنَّهُ مُحْسِنٌ، وَعَلَى الْمُسِيْءِ بِأَنَّهُ مُسِيْءٌ)). [الصحيحة:٤٥٧]

رسول اللہ کا شریر حکمرانوں کے بارے میں آگاہ کرنا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا' اس خطبے کا ایک اقتباس یہ ہے: ''آگاہ رہو! قریب ہے کہ مجھے بلا لیا جائے اور میں اس بلاوے کا جواب دے دوں۔ میرے بعد مختلف حکمران تمھاری ذمہ داری اٹھائیں گے' وہ جو کچھ کہیں گے اس پر عمل بھی کریں گے اور عمل بھی اسی چیز پر کریں گے جس کا انھیں علم ہوگا' ان کی اطاعت حقیقت میں اطاعت ہے' تم لوگ کچھ زمانہ اسی طرح رہو گے۔ پھر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں گے' جو اپنے کہے پر عمل نہیں کریں گے اور اگر عمل کریں گے تو اسے پہچانتے نہیں ہوں گے۔ جن لوگوں نے ان کی ہمدردی کی' ان کے مشیر و مصاحب بنے اور ان کی پشت پناہی کی تو وہ خود بھی ہلاک ہوں گے اور دوسروں کو ہلاک بھی کریں گے۔ (لوگو!) بظاہر ان کے ساتھ رہنا' لیکن عمل کے معاملے میں ان سے جدا ہو جانا اور جو نیک ہو' اس کے صالح ہونے کی اور جو برا ہو' اس کے برا ہونے کی گواہی دینا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۵۷۔ طبرانی فی الاوسط (۶۹۸۴)' وبیھقی فی الزھد الکبیر (۱۹۱)

فوائد: ہم حدیث کے آخری حصے میں کی گئی پیشین گوئی والے دور سے گزر رہے ہیں' حکمرانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے' وہ اپنی ذمہ داریوں سے یکسر سبکدوش ہو چکے ہیں' نہ انکی موافقت میں کوئی عافیت نظر آتی ہے اور نہ ان کی مخالفت میں۔ زبان اور عمل میں زبردست تضاد ہے' ظلم و ستم اور دہشت و بربریت کا دور دورہ ہے۔ ایسے میں ہر فرد قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنی ذمہ داریاں سمجھے' اپنے گھر کا ماحول پاکیزہ بنائے اور حکمت و دانائی سے فیصلہ کرے کہ اربابِ حکومت کے ساتھ کس حد تک موافقت ضروری ہے۔ اگر ان کے دربار میں حاضری دینی پڑ جائے تو کتنا وقت کیسے گزارنا چاہئے اور اگر وہاں جائے بغیر گزارا ہو سکتا ہے تو اسی میں عافیت سمجھے۔

باب: دعاء النبی صلی الله علیه وسلم علی الحکام الذین یضرون بالامة ولا یحکمون بالسنة

١٧٢٩: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شَمَاسَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِيْ غَزَاتِكُمْ هٰذِهٖ؟ فَقَالَ: مَانَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا، إِنْ كَانَ لَيَمُوْتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيْرُ، فَيُعْطِيْهِ الْبَعِيْرَ، وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيْهِ الْعَبْدَ، وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ، فَيُعْطِيْهِ النَّفَقَةَ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهٗ لَايَمْنَعُنِيْ الَّذِيْ فَعَلَ فِيْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ۔ أَخِيْ۔ أَنْ أُخْبِرَكَ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: ((اَللّٰهُمَّ! مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ)).

[الصحيحة:٣٤٥٦]

باب: امت کو نقصان پہنچانے اور سنت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے حکمرانوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی بددعاء

عبدالرحمٰن بن شماسہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چیز کی بابت پوچھنے کے لئے آیا۔ انھوں نے کہا: تمھارا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ میں نے کہا: اہلِ مصر سے۔ انھوں نے کہا: تمھارا ساتھی اس لڑائی میں کیسا رہا؟ میں نے کہا: ہم کسی معاملے میں ان پر ملامت نہیں کرتے' اگر کسی آدمی کا اونٹ مر جاتا ہے تو وہ اسے اونٹ دیتا ہے' اگر کسی کا غلام مر جاتا ہے تو وہ اسے غلام دیتا ہے اور نان نفقہ کے محتاجوں کی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ انھوں نے کہا: اس نے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے حق میں جو کچھ کہا' اس کو مدنظر رکھ کر میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنانے سے باز نہیں رہ سکتی۔ آپ ﷺ نے میرے اس گھر میں ارشاد فرمایا تھا: ''اے اللہ! جس نے میری امت کے امور کا اقتدار سنبھالا اور ان پر مشقت ڈالی تو تو بھی اس کو مشقتوں میں مبتلا کر دینا اور جو میری امت کے امور کا حاکم بنا اور ان کے ساتھ نرمی برتی تو تو بھی اس پر رحم فرمانا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۶۔ مسلم (۱۸۲۸)' ابو عوانۃ (۴/ ۴۱۲)' نسائی فی الکبری (۸۸۷۳)' احمد (۶/ ۹۳' ۲۵۷)

فوائد: ہر قسم کے ادنیٰ و اعلیٰ مسئولوں کو چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کے فرزندانِ امت کے ساتھ نرم برتاؤ کریں' تاکہ وہ نبیٔ کریم کی مبارک دعا کا مصداق بن سکیں۔

باب: کل راع مسؤول

١٧٣٠: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ، أَحَفِظَ ذٰلِكَ أَمْ ضَيَّعَ؟ حَتّٰى يَسْأَلَ الرَّجُلَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ)).

باب: ہر نگران سے (اس کی زیر نگرانی) افراد سے متعلق پوچھا جائے گا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ ہر نگران سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کرے گا' کہ اس نے اس کی حفاظت کی یا اسے ضائع کر دیا' حتی کہ وہ

[الصحیحة:] بندے سے اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی پوچھے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۶۔ نسائی فی الکبری (۹۱۷۴)' ابن حبان (۴۴۹۲)

فوائد: تقریباً ہر بالغ کسی نہ کسی فرد یا افراد کا نگران ہوتا ہے' اسے چاہئے کہ وہ اپنی رعایا کو نیکیاں کرنے کی رغبت دلائے اور ان کو معصیتوں سے دور رکھے

باب: بطانة الخير وبطانة الشر

۱۷۳۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي الْهَيْثَمِ: ((هَلْ لَكَ خَادِمٌ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَإِذَا أَتَانَا سَبْيٌ فَأْتِنَا)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ، فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخْتَرْ مِنْهُمَا)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِخْتَرْلِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ، خُذْ هٰذَا، فَإِنِّيْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ، وَاسْتَوْصِ بِهِ، خَيْرًا)) فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: مَاأَنْتَ بِبَالِغٍ مَاقَالَ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا أَنْ تُعْتِقَهُ، قَالَ: فَهُوَ عَتِيْقٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيْفَةً، إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ، بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لَاتَأْلُوْهُ خَبَالًا مَنْ يُوْقَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِيَ)). [الصحيحة: ١٦٤١]

باب: بھلائی اور برائی کے مصاحب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو ہیثم سے پوچھا: "کیا تیرے پاس خادم ہے؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب ہمارے پاس قیدی آئیں گے تو آنا (ہم تجھے خادم دے دیں گے)۔" نبی کریم ﷺ کے پاس دو قیدی لائے گئے' تیسرا کوئی نہیں تھا۔ ابو ہیثم بھی آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: "ایک پسند کرلو۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول: آپ خود میرے لئے منتخب کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی کو معتمد علیہ شخصیت سمجھ کر ہی اس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے' (اگر تو نے مجھ پر اعتماد کیا ہے تو میں یہ فیصلہ کروں گا کہ) یہ غلام لے لو' کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے' (اب میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ) اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔" (ابو ہیثم غلام لے کر گھر چلا گیا) اس کی بیوی نے اسے کہا کہ نبی ﷺ کی وصیت پر عمل کرنا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ تو اسے آزاد کر دے۔ اس نے کہا: وہ آزاد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے کوئی نبی اور خلیفہ نہیں بھیجا' مگر اس کے ساتھ دو مصاحب و مشیر ہوتے ہیں' ایک نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اسے دیوانہ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا' جس کو اِس برے ہمراز سے بچا لیا گیا وہ محفوظ رہا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۱۔ الادب المفرد (۲۵۶)' ترمذی (۲۳۶۹)' والشمائل (۱۳۴)' حاکم (۴/ ۱۳۱)

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا انتخاب ہے کہ مشورہ دینے کی امانت کا خیال رکھتے ہوئے نمازی غلام پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کی نصیحت کی۔ دوسری طرف صحابیٔ رسول میں اطاعت کا جذبہ دیکھیں کہ آپ ﷺ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے

غلام کو آزاد کر دیا۔

فضل اسامة وزيد

۱۷۳۲: عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ [عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ] أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ. يُرِيْدُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لَهَا، وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَأَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ هٰذَا لَخَلِيْقًا لَهَا. يُرِيْدُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَيَّ مِنْ بَعْدِهِ، فَأُوْصِيْكُمْ بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ صَالِحِيْكُمْ)) [الصحيحة: ٣٤٩٦]

زیدؓ اور اسامہؓ کی فضیلت

سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''اگر تم اِس (اسامہ بن زید) کی امارت پر تنقید کرتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی طنز کیا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ (زید) تو اسی (عہدے) کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ (اسامہ) اسی (امارت) کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ زید کے بعد مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میں تمھیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں' وہ تو تمھارے نیکوکار لوگوں میں سے ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۹۶۔ مسلم (۶۳/ ۲۴۲۶)' احمد (۲/ ۸۹' ۱۰۶) بھذا للفظ' بخاری (۳۷۳۰' ۴۲۵۰)' ترمذی (۳۸۱۶) باختلاف یسیر۔

فوائد: سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ۸ھ میں معرکہ موتہ میں اسلامی سپاہ کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا تھا' جو اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ سیدنا حارث بن عمر ازدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر امیرِ بصریٰ کی طرف گئے' لیکن شرحبیل بن عمرو غسانی نے ان کو قتل کر دیا' ان کا انتقام لینے کے لئے آپ ﷺ نے تین ہزار (۳۰۰۰) کا لشکر تیار کیا اور اس کی قیادت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی' زندگی نے وفا نہ کی اور لشکرِ اسامہ کی روانگی سے قبل رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو سب سے پہلے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو دشمنانِ اسلام کی طرف روانہ کیا جو فتح کا پرچم لہراتے ہوئے واپس آئے۔ اس حدیث میں سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے کہ ان کو امارت کے لیے مناسب سمجھا گیا اور انھیں آپ ﷺ کا محبوب ترین اور صالح قرار دیا گیا۔

ماهي الامارة

۱۷۳۳: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ عَنِ الْإِمَارَةِ وَمَا هِيَ؟ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَثَانِيْهَا نَدَامَةٌ، وَثَالِثُهَا عَذَابُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ عَدَلَ، فَكَيْفَ يَعْدِلُ مَعَ

امارت کی حقیقت کیا ہے

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو تو میں تم پر امارت کی حقیقت واضح کر دیتا ہوں کہ یہ ہے کیا؟ سب سے پہلے ملامت ہوتی ہے' اس کے بعد ندامت ہوتی ہے اور آخر میں روزِ قیامت عذاب ہوتا ہے' مگر وہ

أَقْرِبِيْهِ؟)) [الصحيحة: ١٥٦٢]

جس نے عدل و انصاف کیا۔ بھلا کون ہے جو اپنے قرابتداروں کے ساتھ انصاف والا معاملہ کر سکے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۶۲۔ البزار (الکشف ۱۵۹۷)' البحر الزخار (۲۷۵۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۷۱' ۷۲)' والاوسط (۶۷۴۳)' باختصار وفی مسند الشامیین (۱۱۹۵)

فوائد: اربابِ حکومت اور دوسرے عہدیداران اس حدیث کا بدرجۂ اتم مصداق ہیں' انتہائی شاذ و نادر شخصیات کے علاوہ ہر کوئی جانبداری اور رشوت خوری میں مبتلا ہے۔ قوم کے خزانوں کے منہ مخصوص ہستیوں کے لئے کھلے ہیں۔ ملامت کی ان لوگوں کو پروا نہیں ہوتی۔ ندامت انہیں محسوس نہیں ہوتی۔ اب روز قیامت ہی ہے کہ جب مظلوم لوگ انصاف کے لیے بارگاہ رب العالمین میں فریادی ہوں گے۔

شرار الرعاء الحطمة

بدترین حاکم ظالم ہوتے ہیں

١٧٣٤: عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو۔ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔دَخَلَ عَلَىٰ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ)) فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ! فَقَالَ: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ؟ إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ، وَفِيْ غَيْرِهِمْ!

حسن سے روایت ہے کہ سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ' جو صحابیٔ رسول تھے' عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور کہا: میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بدترین حاکم وہ ہے جو ظالم ہو۔'' بچ کے رہنا' کہیں تو بھی ان میں سے نہ ہو جائے۔ اس نے کہا: بیٹھ جا' تو ردی قسم کے صحابہ میں سے ہے۔ انھوں نے کہا: کیا صحابہ کرام میں بھی ردی لوگ تھے؟ گھٹیا قسم کے لوگ تو صحابہ کے بعد والوں اور غیروں میں پائے جاتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۵۔ مسلم (۱۸۳۰)' ابو عوانۃ (۴/ ۴۲۴)' ابن حبان (۴۵۱۱)' احمد (۵/ ۶۴)

فوائد: ظالم حاکم کے بہت زیادہ مفاسد ہیں' اس کی رعایا کا ہر بندہ ایسے حاکم سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ایسے ظلم و ستم ڈھا ڈھا کر ایسے حاکموں کے دماغ بھی ماؤف ہو جاتے ہیں اور کئی مظلوم انسانوں کا بارگراں ان کے سر پر ہوتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا ہر فرد اعلیٰ اور بلند پایہ ہے ہم میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان میں سے کسی ہستی پر کوئی تنقید کریں یا ان کو برا بھلا کہیں۔ ایسا فعل بد کرنے والا ان شاء اللہ دنیا و آخرت میں رسوا ہوگا۔

الدليل على خلافة أبي بكرؓ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل

١٧٣٥: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت' نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آئی' آپ ﷺ نے اسے دوبارہ آنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا: اگر میں آؤں اور آپ نہ ہوں تو؟ اس کا مطلب آپ

قَالَ ﷺ: ((إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَابَكْرٍ)). [الصحيحة: ٣١١٧]

ﷺ کی وفات تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آ جانا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۱۷۔ بخاری (۳۶۵۹، ۷۲۲۰)، مسلم (۲۳۸۶)، ترمذی (۳۶۷۷)، احمد (۴/ ۸۲)

فوائد: اس میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے، جنھیں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی ان کی نیابت نصیب ہوئی تھی، جب آپ ﷺ کا بوجوہ مسجد میں پہنچنا مشکل ہوتا تو امامت کے لئے آپ ﷺ خود صدیق اکبر کا تعین کر جاتے یا صحابہ کرام انھیں مقدم کر دیتے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ اس عورت کو اپنی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اپنا معاملہ حل کروانے کی تعلیم دے رہے ہیں، جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کی باگ ڈور سنبھالنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

من لم يعدل فعليه لعنة الله

جو عدل نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت

١٧٣٦: عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى، قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَابِ بَيْتٍ فِيْهِ نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَامَ وَأَخَذَ بِعُضَاةِ الْبَابِ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ فِيْ الْبَيْتِ إِلَّا قُرَشِيٌّ؟)) قَالَ: فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غَيْرُ فُلَانِ ابْنِ أُخْتِنَا، فَقَالَ: ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ مَا دَامُوْا إِذَا اسْتُرْحِمُوْا رَحِمُوْا، وَإِذَا حَكَمُوْا عَدَلُوْا، وَإِذَا قَسَمُوْا أَقْسَطُوْا فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)). [الصحيحة: ٢٨٥٨]

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک گھر، جس میں چند قریشی بیٹھے تھے، کے دروازے پر تشریف لائے۔ دروازے کی چوگاٹھ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور پوچھا: ''آیا گھر میں صرف قریشی ہیں؟'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! (ہم سب قریشی ہیں صرف) ایک ہمارا بھانجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کا بھانجا تو ان میں سے ہی ہوتا ہے۔'' پھر فرمایا: ''یہ (امارت کا) معاملہ اس وقت تک قریشیوں میں رہے گا جب تک وہ رحم کی درخواست پر رحم کرتے رہیں گے، عدل کے ساتھ فیصلے کرتے رہیں گے اور تقسیم کے وقت انصاف کرتے رہیں گے، جو ایسے نہیں کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی، اس کی فرضی عبادت قبول ہو گی نہ نفلی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۵۸۔ احمد (۴/ ۳۹۶)، البزار (الکشف ۱۵۸۲)، البحر الزخار ۳۰۶۹)، ابو داؤد (۵۱۲۲)، مختصراً

اقامة الدين سبب للامارة

دین کی اقامت امارت کا باعث ہے

١٧٣٧: عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ۔ وَهُمْ عِنْدَهُ فِيْ وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ۔ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ

امام زہری کہتے ہیں کہ محمد بن جبیر بن مطعم ایک قریشی وفد میں شریک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ سیدنا معاویہ کو پتہ چلا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی کہ عنقریب قحطان کا ایک بادشاہ ہو گا۔ وہ غصے میں آ گئے، کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی

فَقَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأُولٰئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ)). [الصحيحة:٢٨٥٦]

حمد وثناء بیان کی اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ ایسی باتیں بیان کرتے ہیں، جو نہ تو اللہ کی کتاب میں پائی جاتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوتی ہیں۔ یہ لوگ پرلے درجے کے جاہل ہیں۔ اس قسم کی خواہشات سے بچو، جو خواہش پرستوں کو گمراہ کر دیتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”یہ (امارت والا) معاملہ قریشیوں میں رہے گا، جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے، ان سے دشمنی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل گرا دے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۵۶۔ بخاری (۳۵۰۰)، احمد (۴/ ۹۴)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۱۱۲)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: جب تک قریشی دین کا سہارا بنے رہیں گے، اس وقت تک خلافت کا معاملہ ان کے پاس رہے گا، یعنی اگر انھوں نے دین سے وفا نہ کی تو خلافت کا اختیار ان کے قابو میں نہ رہے گا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا: جب قریشیوں کو دی گئی دھمکی عملی طور پر وقوع پذیر ہوگی، تو خلافت کا معاملہ اس قدر ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا کہ ان کے نظم میں فساد پیدا ہو جائے گا اور وہ ذلیل ہو جائیں گے، جیسا کہ بنو عباس کے عہد ملوکیت کے شروع شروع میں ہوا۔ جب مزید بگاڑ پیدا ہوگا تو ان پر ایسے لوگوں کو مسلّط کر دیا جائے گا جو ان کو اذیتیں دیں گے اور یہ اس وقت ہوا جب ان کے غلام ان پر غالب آگئے اور بنو عباس کے بادشاہوں کی حیثیت اس بچے سے زیادہ نہ رہی جس پر معاملات کے سلسلے میں پابندی لگا دی جاتی ہے، وہ بادشاہت کی لذتیں لوٹتے رہے اور مملکت کے امور اغیاروں نے سنبھال رکھے تھے۔ مزید آفت بڑھی اور آذر بائیجان کے قرب وجوار میں رہنے والے دیلمی لوگوں نے مزید گھٹن اور تنگی پیدا کی اور خلیفہ کے لئے رسمی خطبہ کے سوا کچھ نہ بچا، پھر یہ لوگ زبردستی تمام صوبوں پر رفتہ رفتہ غالب آتے گئے اور خلفاء کے ہاتھوں سے معاملہ بے قابو ہوتا گیا، حتیٰ کہ بعض ممالک میں صرف ان کا نام باقی رہ گیا۔

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ بات گزشتہ بات سے مماثلت نہیں رکھتی، معاملہ اس سے کہیں سنگین ہے۔ آج مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہیں۔ یہودی، کیمونسٹ اور منافق اکثر اسلامی ممالک پر غلبہ پا چکے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کیا جا سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو شرعی امور میں باہمی مشاورت اور حکام کو متحد ہو کر شرعی احکام کے مطابق ایک سلطنت تشکیل دینے کی توفیق سے نوازے، تاکہ یہ دنیا میں عزت اور آخرت میں سعادت پا سکیں۔ اگر ایسے نہ ہوا تو ہم اس آیت کے مصداق بن کر رہ جائیں گے: ﴿ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم﴾ [سورۂ رعد: ۱۱] یعنی: ”اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہو۔“ اس آیت کی تفسیر اس حدیث میں کی گئی ہے: ”جب تم بیع عینہ کرو گے، ہاتھوں میں گائیوں کی دمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی کرنے پر راضی ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلّط کر دے گا اور اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک تم دین کی طرف نہیں لوٹ آؤ گے۔“ سو مسلم حاکمو! مسلم محکومو! اپنے دین کی طرف پلٹ آؤ۔ (صحیحۃ: ۲۸۵۶ کے تحت)

باب: عفته ﷺ وزهده

۱۷۳۸: عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيِّ: أَنَّهُ جَلَسَ مَعَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَالْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْكِنْدِيِّ، فَتَذَاكَرُوا حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لِعُبَادَةَ: يَا عُبَادَةُ! كَلِمَاتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ! فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا فِي شَأْنِ الْأَخْمَاسِ۔ فَقَالَ عُبَادَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فِي غَزْوَةٍ إِلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمَقْسَمِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ فَتَنَاوَلَ وَبَرَةً بَيْنَ أُنْمُلَتَيْهِ فَقَالَ۔ ((إِنَّ هٰذِهِ مِنْ غَنَائِمِكُمْ، وَإِنَّهُ لَيْسَ لِي فِيهَا إِلَّا نَصِيبِي مَعَكُمْ، إِلَّا الْخُمُسَ وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ فَأَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ وَأَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَأَصْغَرَ وَلَا تَغُلُّوا، فَإِنَّ الْغُلُولَ نَارٌ وَعَارٌ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَجَاهِدُوا النَّاسَ فِي اللّٰهِ. تَبَارَكَ وَتَعَالَى. الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَلَا تُبَالُوا فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَقِيمُوا حُدُودَ اللّٰهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ عَظِيمَةٌ، يُنْجِي اللّٰهُ. تَبَارَكَ وَتَعَالَى. بِهِ مِنَ الْغَمِّ وَالْهَمِّ)). [الصحيحة:۱۹۷۲]

باب: نبی اکرم ﷺ کی عفت اور زہد کا بیان

مقدام بن معدی کرب کندی بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عبادہ بن صامت، سیدنا ابو دردا اور سیدنا حارث بن معاویہ کندی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ ابو درداء نے عبادہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے وہ کلمات جو انھوں نے فلاں فلاں غزوہ میں پانچویں حصے کے بارے میں کہے تھے۔ عبادہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی، آپ کے سامنے مالِ غنیمت کا ایک اونٹ تھا، سلام پھیرنے کے بعد آپ کھڑے ہوئے، دو انگلیوں کے پوروں میں اونٹ کے جسم کے بال پکڑے اور فرمایا: "یہ بھی تمھاری غنیمت کا حصہ ہیں، مجھے صرف میرا حصہ ملے گا، جو کہ پانچواں حصہ ہے اور وہ بھی تم میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ لہٰذا سوئی دھاگہ اور اس سے چھوٹی بڑی چیزیں سب واپس کر دو اور خیانت نہ کرنا، کیونکہ خیانت دنیا و آخرت میں خائن کے لئے عار و شنار اور عیب و رسوائی کا باعث ہو گی۔ اللہ کے لئے لوگوں سے جہاد کرنا، سفر قریب کا ہو یا بعید کا، اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ اللہ کی حدیں، حضر میں ہو یا سفر میں، قائم کرنا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، (یاد رہے کہ) جہاد جنت کے عظیم دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہر قسم کے غم و الم اور پریشانی و پشیمانی میں سے نجات دلاتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۷۲۔ احمد (۵/ ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۱۶)، ابن ابی عاصم فی الاحادو المثانی (۱۸۶۶)، البزار (۲۷۱۲)

فوائد: حدیث مبارکہ میں مختلف امورِ اسلامیہ کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے، بالخصوص مالِ غنیمت میں امانت و دیانت کا مظاہرہ کرنے اور خیانت سے بچنے کی بھرپور تلقین کی گئی ہے، وگرنہ آدمی دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ اس سے مسلمان کے مال و جان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو مالِ غنیمت ابھی تک تقسیم ہی نہیں ہوا اور کسی مخصوص بندے کی ملکیت میں نہیں آیا، اس کے بارے میں یہ وعید ہے اور جو چیز کسی ایک مسلمان کی ملکیت ہو، اس میں خیانت کرنا کتنا بڑا جرم ہو گا۔

باب: اثبات العدوى

۱۷۳۹: عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: كَانَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ)). [الصحيحة:۱۹۶۸]

باب: متعدی بیماری کا ثبوت

شرید بن سوید کہتے ہیں: ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھ زدہ آدمی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ''ہم نے تجھ سے بیعت لے لی ہے' تو چلا جا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۶۸۔ مسلم (۲۲۳۱)' نسائی (۴۱۸۷)' ابن ماجہ (۳۵۴۴)

فوائد: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے' جیسا کہ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاعدوی ...... وفر من المجذوم فرارك من الاسد۔) [بخاری] یعنی: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے...... البتہ کوڑھ کے مریض سے اس طرح فرار اختیار کرو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔'' ایک آدمی نے ایک خارشی اونٹ کو اس نظریہ کو سامنے رکھ کر علیحدہ باندھ دیا کہ اس کی وجہ سے دوسرے اونٹوں کو خارش نہ لگ جائے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: (فمن اعدی الاول؟) [بخاری' مسلم] یعنی: تو پھر پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟ اس موضوع کی احادیث میں جاہلیت کے اس عقیدے کا رد کیا گیا ہے کہ کوئی بیماری طبعی طور متعدی نہیں ہوتی' ہاں جیسے اللہ تعالی نے پہلے شخص کو بیماری لگائی' دوسرے کو اس کے بسبب لگا سکتا ہے' جس میں بیماری کا کمال نہیں' بلکہ اللہ تعالی کی قدرت و مشیت کارفرما ہے اور جن احادیث سے بیماری کے متعدی ہونے کا اشارہ ملتا ہے' ان کا مقصود ضعیف الایمان لوگوں کے عقائد کی حفاظت کرنا ہے' کہ اگر اللہ تعالی نے کسی آدمی کو بیماری لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے' لیکن وہ فیصلہ اس وقت صادر ہوتا ہے' جب وہ آدمی اسی قسم کے مریض کے پاس بیٹھا ہو' اب وہ گمان نہ کر بیٹھے کہ مجھے یہ بیماری اس مریض کی وجہ سے لگی ہے' جیسا کہ دور جاہلیت میں کہا جاتا تھا۔ مذکورہ بالا حدیث کا تعلق بھی اسی موضوع سے ہے کہ اگر کسی کو کسی مریض سے کوئی بیماری لگنے کا خطرہ ہو تو وہ اس کے قریب ہی نہ جائے' تاکہ اس کے عقیدے میں بگاڑ پیدا نہ ہو' رہا مسئلہ بیماری کا' تو وہ اللہ تعالی کی مشیت کے مطابق لگ کر رہے گی۔

باب: هل يولى طالب العمل

۱۷۴۰: عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ عَمِّيْ فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَاوَلَّاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الآخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ: فَقَالَ: ((إِنَّا. وَاللّٰهِ! لَانُوَلِّيْ هٰذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ، وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ۳۰۹۲]

باب: کیا عہدے کے خواہش مند کو عہدہ دیا جائے گا؟

سیدنا ابوموسیؓ کہتے ہیں کہ میں اور میرے چچا کے دو بیٹے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی نے جو معاملات آپ کے سپرد کئے ہیں' ہمیں بھی بعض امور پر امیر مقرر کر دیں' دوسرے نے بھی اسی قسم کی بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہم ان معاملات پر اس کو امیر نہیں بنائیں گے جو خود مطالبہ کرتا ہے یا اس کی حرص رکھتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۲۔ ابن ابی شیبۃ (۱۲/ ۲۱۵)' واللفظ لہ' بخاری (۶۹۲۳)' مسلم (۱۷۳۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ جو آدمی مسئولیت اور امارت کا سوال کرے' اسے وہ عہدہ کسی صورت میں نہ دیا جائے۔ موجودہ سیاسی اور جمہوری دور میں لوگ حکومتی عہدے حاصل کرنے کے لئے گھر گھر' بستی بستی اور قریہ قریہ کا گشت کر کے ووٹ کی بھیک مانگتے ہیں' ایسے لوگ اس

حدیث کی روشنی میں سرے سے ووٹ کے حقدار نہیں ہیں۔

ذنب الخيانة

۱۷٤۱: عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ سَاعِيًا، ثُمَّ قَالَ: ((انْطَلِقْ أَبَا مَسْعُوْدٍ! وَلَا أُلْفِيَنَّكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجِيْءُ عَلَى ظَهْرِكَ بَعِيْرٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَلْتَهُ)) قَالَ: إِذًا لَا أَنْطَلِقُ، قَالَ: ((إِذًا لَا أُكْرِهُكَ)). [الصحيحة:۱۵۷٦]

خیانت کا گناہ

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زکوۃ وصول کنندہ کی حیثیت سے بھیجنے کا فیصلہ کیا اور فرمایا: ''ابو مسعود! جاؤ (اور زکوۃ وصول کرو)' کہیں ایسا نہ ہو کہ تو قیامت کے روز آئے اور تیری پیٹھ پر صدقے کا اونٹ' جسے تو نے خیانت کیا ہو' بلبلا رہا ہو۔'' اس نے کہا: (اگر یہ وعید ہے) تو میں جاتا ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر تو اس قدر احتیاط برتنا چاہتا ہے) تو میں تجھے مجبور ہی نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۷۶۔ ابو داؤد(۲۹۴۷)

فوائد: خیانت کرنا بہت بڑا جرم ہے' یہ قبیح عمل منافق کی صفت ہے' ایمان کے ساتھ خیانت کا کوئی سمجھوتہ نہیں' آدمی جس چیز کی خیانت کرے گا وہ قیامت والے دن اپنے کندھے پر اٹھا کر لائے گا۔ وہ کیسا منظر ہوگا کہ آدمی کی پیٹھ پر اونٹ' گائے اور بکری وغیرہ لدے ہوئے ہوں گے اور وہ اپنی طبعی آواز نکال رہے ہوں گے۔ حکومتی عہدیدار بالعموم اور سیاسی لیڈر بالخصوص قومی خزانوں کو لوٹنا اپنا ذاتی حق سمجھتے ہیں اور وہ سرے سے حلت و حرمت میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں' زکوۃ کمیٹیوں کی رقم حقداروں میں نہیں' بلکہ قرابتداروں یا دوستوں میں بانٹی جائے گی اور عوام الناس کی اکثریت کو جہاں اور جس انداز میں موقع ملتا ہے' وہ شکار ضائع نہیں جانے دیتا ہے چاہے وہ سرکاری اداروں کا مال چوری کرنے کی صورت میں ہو یا سرکاری جگہ پر قبضہ جمانے کی صورت میں۔ یہ سب خیانتوں کی اقسام ہیں۔ جن کا بھگتان بھگتنا پڑے گا۔

حرص الامارة سبب الندامة

۱۷٤۲: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً [وَحَسْرَةً] يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ، وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ)).

[الصحيحة: ۲۵۳۰]

امارت کی حرص شرمندگی کا باعث ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم یقیناً حکومت اور امارت کی حرص کرو گے (لیکن یاد رکھو) یہ قیامت والے دن ندامت اور حسرت (کا باعث) ہو گی' دودھ پلانے والی تو بڑی اچھی ہوتی ہے لیکن دودھ چھڑانے والی بڑی بری ہوتی ہے (یعنی امارت کے آغاز میں تو سکون ملتا ہے' لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۰۔ بخاری (۷۱۴۸)' نسائی (۴۲۱۶)' احمد (۲/ ۴۷۶)

فوائد: دنیا میں سب سے زیادہ ذمہ داریاں وقت کے امیر اور حاکم پر عائد ہوتی ہیں' انھوں نے رعایا کے ہر فرد کی مذہبی ضرورت

پوری کرنی ہے' اپنی سلطنت میں قرآن و حدیث کے احکام عملی طور پر نافذ کرنے ہیں' مساجد کی امامت کا عہدہ سنبھالنا ہے' موقع ملے تو فتوحات کے سلسلے کو جاری رکھنا ہے' ہر گھر کی مالی اور دینوی ضرورتیں پوری کرنی ہیں' رعایا کی دشمنانِ اسلام سے حفاظت کرنی ہے' اسلام کو پچھلی نسلوں سے منتقل کر کے اگلی نسلوں تک پہنچانا ہے' رعایا کے کسی فرد کو کسی دوسرے فرد پر ظلم کرنے کا موقع نہیں دینا......... غرضیکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نیابت اختیار کرنی ہے۔ لیکن یہ ذمہ داریاں کون پوری کرے گا' خصوصاً اس دور میں' جہاں عیاشیوں کے لئے تو عہدوں کے تختوں پر چڑھا جاتا ہے۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' کہ امارت و حاکیت کی گھڑیاں ندامت و حسرت کا سماں پیدا کریں گی' لیکن اس وقت کے پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

باب: من انباء الغیب

١٧٤٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّهُ سَيَلِيْ أُمُوْرَكُمْ مِنْ بَعْدِيْ رِجَالٌ يُطْفِئُوْنَ السُّنَّةَ وَيُحْدِثُوْنَ بِدْعَةً، وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا، قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: كَيْفَ بِيْ إِذَا أَدْرَكْتُهُمْ؟ قَالَ: لَيْسَ. يَاابْنَ أُمِّ عَبْدٍ طَاعَةٌ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ. قَالَهَا ثَلَاثًا)). [الصحيحة: ٢٨٦٤]

باب: غیب کی بعض خبریں

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب ایسے لوگ تمھارے معاملات کا اقتدار سنبھالیں گے' جو سنت کو مٹائیں گے اور بدعت کی ترویج کریں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کریں گے۔'' سیدنا ابن مسعود نے کہا: اگر مجھے ایسے حکمرانوں کا دور مل جائے تو کیا کروں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام عبد کے بیٹے! اللہ کی نافرمانی کرنے والے کی اطاعت نہیں کی جاتی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین دفعہ ارشاد فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۶۴۔ (ابن ماجہ (۲۸۶۵)' احمد (۱/ ۳۹۹' ۴۰۰)' بیہقی (۳/ ۱۲۷)

فوائد: شریعت نے ایک قانون پیش کیا ہے کہ حاکم وقت کا جو قانون قرآن و حدیث سے متصادم ہو گا' اس کا قطعی طور پر کوئی لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔

غزوة خيبر و فضل علي رضی اللہ عنہ

١٧٤٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ: حَاصَرْنَا خَيْبَرَ، فَأَخَذَ اللِّوَاءَ أَبُوْبَكْرٍ، وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، وَأَخَذَ مِنَ الْغَدِ عُمَرُ، فَانْصَرَفَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ وَأَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ شِدَّةٌ وَجَهْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنِّيْ دَافِعٌ لِوَائِيْ غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، لَا يَرْجِعُ حَتَّى يُفْتَحَ لَهُ)) وَبِتْنَا طَيِّبَةً أَنْفُسُنَا أَنَّ الْفَتْحَ غَدًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ

غزوہ خیبر اور علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کر لیا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا' لیکن فتح نہ ہوئی۔ دوسرے دن عمر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھاما' لیکن فتح نہ ہو سکی اور لوگوں کو اس دن بڑی مصیبت و پریشانی اور محنت و مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کل میں ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا' جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں' وہ اس وقت تک نہیں لوٹے گا' جب تک فتح نہ ہو جائے۔'' ہم نے اس امید

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى الْغَدَاةَ، ثُمَّ قَامَ قَائِمًا، وَدَعَا بِاللِّوَاءِ وَالنَّاسُ عَلٰى مَصَافِّهِمْ، فَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ لَهُ مَنْزِلَةٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ يَرْجُوْ أَنْ يَّكُوْنَ صَاحِبَ اللِّوَاءِ، فَدَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَهُوَ أَرْمَدُ فَتَفَلَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَمَسَحَ عَنْهُ وَدَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ وَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ، وَأَنَا فِيْمَنْ تَطَاوَلَ إِلَيْهَا۔

[الصحيحة: ٣٢٤٤]

میں خوشگوار موڈ میں رات گزاری کہ کل فتح ہوگی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے نمازِ فجر پڑھائی، پھر کھڑے ہوئے، جھنڈا منگوایا۔ لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے۔ جو انسان بھی رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مقام و مرتبے والا تھا، اسے جھنڈا بردار ہونے کی امید تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا، اس وقت وہ آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب ان کی آنکھوں پر لگایا اور پھر اسے صاف کر دیا اور انھیں جھنڈا تھما دے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب کر دی۔ میں بھی ان میں تھا جو دیکھنے کے لئے گردن لمبی کر رہے تھے (کہ جھنڈا کس کو ملتا ہے؟)

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۴۴۔ نسائی فی الکبری (۸۴۰۲)، احمد (۵/ ۳۵۳/ ۳۵۴)، بیھقی فی الدلائل (۴/ ۲۱۰)

فوائد: اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت و منقبت کا بیان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔ نیز آپ ﷺ کے ایک معجزے کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لعاب میں شفا رکھی تھی۔

باب: الخلافة في قريش ما اطاعوا الله

باب: خلافت قریش میں ہوگی جب تک وہ اللہ کے مطیع رہیں گے

١٧٤٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قَرِيْبٍ مِنْ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ لَيْسَ فِيْهِمْ إِلَّا قُرَشِيٌّ، لَا وَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ صَفِيْحَةَ وُجُوْهِ رِجَالٍ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْ وُجُوْهِهِمْ يَوْمَئِذٍ، فَذَكَرُوْا النِّسَاءَ فَتَحَدَّثُوْا فِيْهِنَّ، فَتَحَدَّثَ مَعَهُمْ، حَتّٰى أَحْبَبْتُ أَنْ يَّسْكُتَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: ((**أَمَّا بَعْدُ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ! فَإِنَّكُمْ أَهْلُ هٰذَا الْأَمْرِ مَالَمْ تَعْصُوا اللّٰهَ، فَإِذَا عَصَيْتُمُوْهُ بَعَثَ إِلَيْكُمْ مَنْ يَلْحَاكُمْ كَمَا يُلْحٰى هٰذَا الْقَضِيْبُ،** لِقَضِيْبٍ فِيْ يَدِهِ)) ثُمَّ لَحٰى قَضِيْبَهُ، فَإِذَا هُوَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تقریباً قریش کے تقریباً اسی (۸۰) آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، تمام کے تمام قریشی تھے۔ اللہ کی قسم! اُس دن یہ لوگ بہت خوبصورت نظر آرہے تھے۔ انھوں نے عورتوں کا ذکر کیا، ان کے بارے میں باتیں کیں، آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ گفتگو کرتے رہے (اور اتنا زیادہ کلام کیا کہ) میں نے چاہا کہ آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے خطبۂ شہادت پڑھا اور فرمایا: ''حمد و صلوۃ کے بعد (میں یہ کہوں گا کہ) قریشیو! تم لوگ اس (امارت) کے مستحق ہو جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرو گے، اگر تم نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھیجے گا جو تمھاری چمڑی ادھیڑ دیں گے، جس طرح اس شاخ کا چھلکا اتار لیا

أَبْيَضُ يَصْلِدُ۔ [الصحيحة:۱۵۵۲]

جاتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی شاخ کا چھلکا اتارا' (جس کی وجہ سے) وہ اچانک سفید اور سخت نظر آنے لگی۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۲۔ احمد (۱/ ۴۵۸)' ابو یعلی (۵۰۲۴)' والشاشی فی مسندہ (۸۶۹)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: یہ حدیث نبوت کی (صداقت وحقانیت کی) نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کئی صدیوں تک قریشیوں کی خلافت جاری رہی' بالآخر اللہ تعالی کی نافرمانیوں اور خواہش پرستیوں کی وجہ سے ان کی خلافت وملوکیت دم توڑ گئی' اللہ تعالی نے ان پر عجمیوں کو مسلط کر دیا اور مسلمان ذلیل ہو کر رہ گئے۔ اب اگر مسلمان مملکتِ اسلامیہ کے حصول کے لئے صدقِ دل سے کوشاں ہیں تو ان پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کریں' اپنے دین کی طرف متوجہ ہوں اور شرعی احکام کی پیروی کریں۔ غور کریں کہ علم حدیث کی کتب میں وہ شروط وقیود مذکور ہیں جن کی بنا پر قریش میں خلافت کو بقا ملنی تھی' لیکن انھوں نے وہ شرطیں پوری نہیں کیں' اس لئے وہ محکوم بن گئے۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی آراء واہواء اور اپنے آباء واجداد کی تہذیبوں کو ترجیح نہ دیں' وگرنہ ہمیں پھر محکوم ہی رہنا پڑے گا۔ اللہ تعالی نے سچ فرمایا: ﴿ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم﴾ [سورۂ رعد:۱۱] یعنی: ''کسی قوم کی حالت اللہ تعالی نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہو۔'' اور حسنِ عاقبت تو پرہیزگاروں کے لئے ہی ہے۔

وصية رسول الله في طاعة الأمير

۱۷۴۶: عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَقَالَ: ((أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ بَعْدِيْ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ [وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ])).

امیر کی اطاعت کے سلسلہ میں رسول ﷺ کی وصیت

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بعد از نمازِ فجر نہایت مؤثر وعظ کیا' جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل ڈر گئے۔ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو گویا آخری الوداع کہنے والے کا وعظ ہے' (پس آپ ہمیں کوئی وصیت فرما دیجئے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی اور امیر کی بات سننے اور اس پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں' اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر مقرر ہو جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا' وہ بہت اختلاف دیکھے گا' پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا' ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچنا' کیونکہ ایسا ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۳۵۔ طبرانی الکبیر (۱۸/ ۲۴۸)' وفی مسند الشامیین (۶۹۷)' ابو داؤد (۴۵۸۳)' ترمذی (۲۸۱۶)' ابن ماجه (۴۴) من طریق آخر عن العرباض رضی اللہ عنہ۔

فوائد: حدیث اپنے موضوع میں واضح ہے' لیکن خلیفہ ٔراشد کی سنت کی حیثیت کی وضاحت ضروری ہے' کیونکہ بعض اہل علم اور عوام الناس شرعی مسئلے میں خلفاءِ راشدین کے قول و کردار سے حجت پکڑتے ہیں' تعجب اس بات پر ہے کہ حجت پکڑنے کا یہ انداز مستقل طور پر نہیں بلکہ بتقاضۂ ضرورت ہوتا ہے۔ دراصل اسلام میں خلیفہ کا لفظ "خلیفة الرسول" سے ماخوذ ہے' یعنی خلیفہ کی اصل ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کا منہج سنبھال کر آپ کے ارشادات و فرمودات اور اقوال و اعمال کی عملی ترویج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں بیسیوں مثالیں ملتی ہیں کہ ان کی رعایا صحابہ کرام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے فیصلوں پر اعتراض کیا اور انھوں نے شریعت کے ساتھ مخلص ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے فیصلوں سے رجوع کیا۔ دراصل "سنة الخلفاء" سے مراد سنتِ رسول ہی ہے' کیونکہ خلیفہ ٔراشد کا منہج ہی آپ ﷺ کی سنت پر قائم ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاں خلفاء و حکام کی اطاعت کا حکم دیا' وہاں یہ شرط بھی لگائی کہ اگر اللہ تعالی کی نافرمانی ہو رہی ہو تو خلفاء کی کوئی اطاعت و فرمانبرداری نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (على المرء المسلم السمع والطاعة فيما احب او كره الا ان يؤمر بمعصية فان امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔) [بخاری] یعنی: مسلمان آدمی پر سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے' خواہ وہ اسے پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو' الا یہ کہ اسے کسی نافرمانی کا حکم دیا جائے' پس اگر اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو کوئی سننا اور اطاعت کرنا نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاطاعة فى المعصية انما الطاعة فى المعروف۔) [بخاری' مسلم] یعنی: نافرمانی میں (امیر کی) کوئی اطاعت نہیں' اطاعت و فرمانبرداری تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔ ہاں جب امیر المؤمنین لوگوں کی کسی دنیوی مصلحت کے لئے انتظامی ضرورت کے تحت' کوئی قانون بنائے' جو دینی تعلیمات سے متصادم نہ ہو تو اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے' مثلاً گاڑیوں کے لئے حد رفتار کا تعین' چوکوں پر اشاروں کا نظام' بازاروں کے لئے اوقات کا تعین۔ وغیرہ وغیرہ۔

النبوة والخلافة والملك رحمة

نبوت خلافت اور بادشاہت رحمت ہے

١٧٤٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةٌ وَّرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَتَكَادَمُوْنَ عَلَيْهِ تَكَادُمَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جِهَادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رِبَاطِكُمْ عَسْقَلَانَ)).

[الصحيحة: ٣٢٧٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس معاملے کی ابتدا نبوت و رحمت سے ہوئی ہے' اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی اور پھر بادشاہت اور رحمت۔ بعد ازاں گدھوں کا ایک دوسرے کو کاٹنے کی طرح لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے' تم جہاد کو لازم پکڑنا' بہترین جہاد رباط (سرحد پر مقیم رہنا) ہے اور (شام کے ساحلی شہر) عسقلان کا رِباط سب سے افضل ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٣٢٧٠- طبرانی فی الكبير (١١١٣٨)

فوائد: حدیث ١٧٥٤ کے فوائد ملاحظہ فرمایئے۔

بيان مرض رسول اللهﷺ

رسولﷺ کی بیماری کا بیان

١٧٤٨: عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ، وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِيْ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ، فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِيْ الْأَرْضِ: بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ آخَرَ۔ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَتَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الآخَرُ! قُلْتُ، لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ وَكَانَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ تُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ۔ بَعْدَ مَادَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ: ((**أَهْرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْ كِيَتُهُنَّ، لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ**)) وَأُجْلِسَ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ، حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ: ((**قَدْ فَعَلْتُنَّ**)) ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ۔ [الصحيحة:٣٣٠٤]

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت طلب کی کہ میں عائشہ کے گھر میں رہ کر بیماری کے دن گزارنا چاہتا ہوں، انھوں نے اجازت دے دی۔ نبی کریم ﷺ دو آدمیوں یعنی ابن عباس ﷺ اور ایک دوسرے آدمی کے سہارے نکلے، آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ اس نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ دوسرا آدمی کون تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ وہ سیدنا علی ﷺ تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ جب نبی ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سات مشکیزوں، جن کی ڈوری نہ کھولی گئی ہو، کا پانی مجھ پر بہاؤ تا کہ میں لوگوں کو کوئی وصیت کر سکوں۔'' آپ ﷺ کو آپ کی بیوی حفصہ کے ٹب میں بٹھایا گیا اور ہم نے آپ پر پانی بہانا شروع کر دیا، حتی کہ آپ نے اشارہ کیا کہ ''تم نے (اپنی ذمہ داری) پوری کر دی ہے'' پھر آپ لوگوں کی طرف چلے گئے۔

تخریج: الصحیحہ ۳۳۰۴۔ بخاری (۱۹۸، ۲۵۸۸، ۴۴۴۲، ۵۷۱۴)، نسائی فی الکبری (۷۱۸۳)، بیہقی (۱/ ۳۱)، مسلم (۴۱۸)

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر خاوند کسی ایک بیوی کے پاس اس کے حق سے زیادہ رہنا چاہے تو وہ دوسری بیویوں سے اجازت لے۔ نیز اگر ضرورت ہو تو زیادہ پانی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کی وفات سے پانچ دن پہلے کا واقعہ ہے، یعنی جمعرات کا دن تھا اور صحابہ کے ساتھ یہ آپ ﷺ کی آخری مجلس تھی۔ آپ ﷺ غسل کرنے کے بعد لوگوں کے پاس تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا تھا (جس میں یہ حدیث بھی ذکر کی تھی کہ) اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابو بکر کا انتخاب کرتا۔ (فتح الباری)

باب السلطان صعب هبوط

بادشاہ کا دروازہ دشوار گزار اور رسوائی ہے

١٧٤٩: عَنْ أَبِيْ الْأَعْوَرِ السُّلَمِيِّ مَرْفُوْعًا: ((**إِيَّاكُمْ أَبْوَابَ السُّلْطَانِ، فَإِنَّهُ قَدْ أَصْبَحَ صَعْبًا هَبُوْطًا**)). [الصحيحة:١٢٥٣]

سیدنا ابو اعور سلمی ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلطانوں کے دروازوں پر جانے سے بچنا، کیونکہ یہ کام دشوار گزار اور رسوائی کی علامت ہے۔''

تخریج: الصحیحہ ۱۲۵۳۔ دیلمی (۱/ ۲/ ۳۴۵)، ابن مسندۃ فی المعرفۃ (۲/ ۶۲/ ۲)، ابن عساکر (۳۸/ ۴۹)، ابو نعیم فی المعرفۃ (۲/ ۵۰۷/ب)

فوائد: نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیوں کے مطابق اس دور میں ملوک و سلاطین فتنہ و فساد اور ظلم و ستم کی جڑ ہیں۔ ان کے پاس جانے میں خیر و بھلائی کی کوئی رمق نظر نہیں آتی۔ ہاں جوان ہی کا طرز حیات اختیار کرنا چاہے اس کے لئے در کھلے ہیں۔ شریف اور مذہبی آدمی کی ان کی بارگاہوں میں کوئی وقعت نہیں ہوتی' بلکہ وہ اسے اپنی سلطنت کے لئے خطرے کی علامت سمجھتے ہیں۔

باب: عقوبة الحاكم الغاش

باب: دھوکہ باز حکمران کی سزا کا بیان

۱۷۵۰: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَاعٍ اسْتَرْعِيَ رَعِيَّةً فَغَشَّهَا فَهُوَ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:١٧٥٤]

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کچھ رعیت کی ذمہ داری اٹھائی اور اس سے دھوکہ کیا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۵۴۔ احمد (۵/ ۲۵)' مسلم (الامارۃ ۲۲/ ۱۴۲)' ولم یسق لفظہ' بخاری (۷۱۵۰)' مسلم (۲۱/ ۱۴۲) مطولاً۔

فوائد: مساوات کے ساتھ رعایا کے حقوق پورے کرنا انتہائی کٹھن کام ہے' بہرحال ذمہ داریاں سنبھالنے والے اللہ تعالی کے ہاں مسئول ہیں اور کامیاب وہی ہے جو لوگوں کے آرام کو اپنے سکون پر ترجیح دیتا ہے۔

اطاعة الامير واجبة ما لم يكفر بداحًا

امیر کی اطاعت واجب ہے جب تک صریح کفر نہ کرے

۱۷۵۱: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: ((بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَعَلَى أَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ [إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَّاحًا، عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ] وَعَلَى أَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ)).

[الصحيحة:٣٤١٨]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے تنگدستی و خوشحالی میں اور پسند و ناپسند میں رسول اللہ ﷺ سے سننے' اطاعت کرنے اور آپ کو اپنے آپ پر ترجیح دینے کی بیعت کی' اور اس بات پر بھی کہ ہم (امارت کے) معاملے کو اس کے اہل لوگوں سے نہیں چھینیں گے' ہاں اگر صریح کفر نظر آ جائے اور اللہ کی طرف سے کوئی واضح دلیل ہو' اور اس بات پر (بھی بیعت کی کہ) ہم جہاں بھی ہوں گے حق کا اظہار کریں گے اور اللہ تعالی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۱۸۔ بخاری (۷۱۹۹' ۷۲۰۰)' مسلم (الامارۃ ۴۱/ ۱۷۰۹)' ابو عوانة (۴/ ۴۵۴)' نسائی (۴۱۵۴)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ ہر صورت میں وقت کے امیر اور حاکم کی اطاعت کرنا فرض ہے' جب تک وہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتا۔ اس وقت تک اس کی امارت و ملوکیت کو قابل تسلیم اور قابل اطاعت سمجھا جائے جب تک اس میں واضح کفر نظر نہیں آ جاتا۔ اس حدیث کے آخری حصے میں انتہائی اہم نصیحت کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو شریعت کے اٹل فیصلوں پر برقرار رہنا چاہئے' ان کے طرزِ حیات میں استقامت اور سنجیدگی ہونی چاہئے' زمان و مکان سے متاثر نہیں ہونا چاہئے' اسی بات کو حق مانا جائے جو شریعت کے ہاں حق ہے اور جہاں بھی اس کے اعلان کی ضرورت پڑے' کسی قسم کی جھجک کے بغیر اس کا اظہار کر

دیا جائے' چاہے وہ اپنوں کے مخالف ہو یا پرائیوں کے موافق۔

باب: قصة بيعة العقبة

١٧٥٢: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، يَتْبَعُ النَّاسَ فِيْ مَنَازِلِهِمْ بِعُكَاظٍ وَمجنة وَفِي الْمَوَاسِمِ بِمِنًى،يَقُوْلُ: ((مَنْ يُؤْوِيْنِيْ، مَنْ يَنْصُرُنِيْ، حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ؟)) حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ أَوْ مِنْ مُضَرَ- كَذَا وَقَالَ- فَيَأْتِيْهِ قَوْمُهُ فَيَقُوْلُوْنَ: اِحْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ لَايَفْتِنُكَ وَيَمْشِيْ بَيْنَ رِحَالِهِمْ وَهُمْ يُشِيْرُوْنَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، حَتّٰى بَعَثَنَا اللّٰهُ إِلَيْهِ مِنْ يَثْرِبَ، فَآوَيْنَاهُ، وَصَدَّقْنَاهُ، فَيَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنَّا، فَيُؤْمِنُ بِهِ، وَيُقْرِئُهُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِهِ، فَيُسْلِمُوْنَ بِإِسْلَامِهِ، حَتّٰى لَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ إِلَّا وَفِيْهَا رَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُظْهِرُوْنَ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ ائْتَمَرُوْا جَمِيْعًا، قُلْنَا: حَتّٰى مَتٰى نَتْرُكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُطْرَدُ فِيْ جِبَالِ مَكَّةَ وَيَخَافُ؟ فَرَحَلَ إِلَيْهِ مِنَّا سَبْعُوْنَ رَجُلًا حَتّٰى قَدِمُوْا عَلَيْهِ فِي الْمَوْسِمِ، فَوَاعَدْنَاهُ شِعْبَ الْعَقَبَةِ، فَاجْتَمَعْنَا عَلَيْهِ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ حَتّٰى تَوَافَيْنَا، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: ((تُبَايِعُوْنِيْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَالنَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَنْ تَقُوْلُوْا فِي اللّٰهِ، لَاتَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَعَلٰى أَنْ تَنْصُرُوْنِيْ، فَتَمْنَعُوْنِيْ. إِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ

باب: بیعت عقبہ کا واقعہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مکہ میں دس سال تک ٹھہرے رہے' عکاظ اور مجنہ میں اور حج کے موسم میں منی میں جا کر لوگوں کو کہتے: ''کون ہے جو مجھے پناہ دے' کون ہے جو میری مدد کرے' تا کہ میں اپنے ربّ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں اور اسے جنت مل سکے؟'' جب یمن یا مضر کا کوئی باشندہ مکہ میں آتا تو آپ ﷺ کی قوم اسے ملتی اور کہتی کہ قریش کے فلاں آدمی (محمد ﷺ) سے بچ کر رہنا' کہیں وہ تجھے بھٹکا نہ دے' آپ ان کے گھروں میں چل رہے ہوتے تھے' وہ آپ کی طرف اشارے کر کے آپ کا تعین کرتے تھے' یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ہمیں یثرب (مدینہ) سے آپ کی طرف بھیجا' ہم نے آپ کو جگہ دی اور آپ کی تصدیق کی۔ ہمارا آدمی آپ کے پاس پہنچتا' آپ پر ایمان لاتا' آپ اسے قرآن مجید پڑھاتے' پھر وہ اپنے گھر لوٹ آتا اور لوگ اس کے ذریعے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے' یہاں تک کہ انصاریوں کے ہر محلے میں مسلمان کی ایک معقول تعداد بن گئی۔ ایک دن ان سب (انصاریوں) نے مشورہ کیا اور کہا کہ ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو چھوڑے رکھیں گے اور آپ مکہ کے پہاڑوں میں در بدر اور ڈرتے ڈرتے پھرتے رہیں گے؟ اس مشورے کے بعد حج کے موسم میں ہم میں سے ستر آدمی آپ ﷺ کی طرف روانہ ہو گئے' عقبہ گھاٹی میں جمع ہونے کا آپ ﷺ سے طے پایا۔ ہم ایک ایک دو دو افراد کی صورت وہاں جمع ہوتے رہے' یہاں تک کہ سارے اکٹھے ہو گئے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس بات پر میری بیعت کرو کہ چستی و سستی میں میری بات سنو گے اور مانو گے' تنگدستی و خوشحالی میں خرچ کرو گے' نیکی کا حکم

مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَاءَ كُمْ وَلَكُمُ الْجَنَّةُ)) قَالَ: فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فَبَايَعْنَاهُ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ ابْنُ زُرَارَةَ وَهُوَ مِنْ أَصْغَرِهِمْ۔ قَالَ: رُوَيْدًا يَأَهْلَ يَثْرِبَ! فَإِنَّا لَمْ نَضْرِبْ أَكْبَادَ الْإِبِلِ إِلَّا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَّ إِخْرَاجَهُ الْيَوْمَ مُفَارَقَةُ الْعَرَبِ كَافَّةً، وَقَتْلُ خِيَارِكُمْ، وَأَنْ تَعَضَّكُمُ السُّيُوفُ، فَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَصْبِرُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ وَأَجْرُكُمْ عَلَى اللّٰهِ، وَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَخَافُوْنَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ جُبِينَةً،فَبَيِّنُوا ذٰلِكَ، فَهُوَ عُذْرٌ لَّكُمْ عِنْدَاللّٰهِ۔ قَالُوْا: أَمِطْ عَنَّا يَا سَعْدُ! فَوَاللّٰهِ لَانَدَعُ هٰذِهِ الْبَيْعَةَ أَبَدًا، وَلَا نَسْلُبُهَا أَبَدًا۔ قَالَ: فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فَبَايَعْنَاهُ، فَأَخَذَ عَلَيْنَا وَشَرَطَ، وَيُعْطِيْنَا عَلٰى ذٰلِكَ الْجَنَّةَ۔ [الصحيحة:٦٣]

کرو گے اور برائی سے منع کرو گے، تم اللہ کے حق میں بات کرو گے اور اس کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرو گے، جب میں تمھارے پاس آ جاؤں تو میری مدد کرو گے اور جن (مکروہات سے) اپنے آپ کو، اپنی بیویوں کو اور اپنی اولاد کو بچاتے ہو، مجھے بھی بچاؤ گے (اگر تم نے ایسے کیا تو) تمھیں جنت ملے گی۔'' ہم یہ سن کر آپ کی بیعت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے، لیکن سعد بن زرارہ، جو سب سے چھوٹا تھا، نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: یثرب والو! ذرا ٹھہرو، ہم آپ ﷺ کو رسول اللہ ہی سمجھ کر سفر کر کے آئیں ہیں، (لیکن یاد رکھو کہ) آپ کو مکہ سے نکالنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پورا عرب ہم سے جدا ہو جائے گا، ہمارے سردار قتل ہوں گے اور تم تلواروں کا لقمہ بنو گے۔ اگر تم (ان آزمائشوں پر) صبر کرتے ہو تو ٹھیک ہے اور اگر بزدلی کی بنا پر ڈرنا ہے تو ابھی وضاحت کر دو، تاکہ تم اللہ کے ہاں اپنا عذر پیش کر سکو۔ ہم نے کہا: سعد! اب آگے سے ہٹ جاؤ، اللہ کی قسم! ہم اس بیعت کو چھوڑیں گے نہ توڑیں گے۔ ہم کھڑے ہوئے، آپ کی بیعت کی، آپ نے ہم سے بیعت لی اور ہم پر کچھ شرطیں عائد کیں اور اس کے بدلے ہم کو جنت عطا کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۳۔ احمد (۳/ ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۳۹)، حاکم (۲/ ۶۲۴، ۶۲۵)، ابن حبان (۶۲۷۴)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے نبوی منہج کا آغاز کیا، لیکن وہاں دشمنانِ اسلام کی طرف سے بڑی بڑی رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں۔ جن شاذ و نادر افراد نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا، ان کو انسانیت سوز تکالیف میں مبتلا کیا گیا۔ آپ ﷺ کسی اور مرکز کے خواہاں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یثرب (مدینہ) سے کچھ سعادت مندوں کا انتخاب کیا، وہ مشرف باسلام ہوئے، انھوں نے آپ ﷺ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی اور تائید و نصرت کرنے کا عہد و پیمان کیا۔ اس حدیث میں یہی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

البيعة على امور الحسنة والسئة

اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے بچنے پر بیعت لینا

١٧٥٣: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((تَعَالَوْا بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آؤ اور اس بات پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی

شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَاتَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ، فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهِ فِيْ الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ)).

کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور نیکی کے معاملے میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ جس نے یہ بیعت پوری کی اس کا اجر اللہ پر ہے اور جس نے (کسی گناہ) کا ارتکاب کیا اور اسے اس کی سزا دنیا میں دے دی گئی تو وہ کفارہ بن جائے گی اور جس نے (کسی گناہ کا) ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۹۔ بخاری (۱۸، ۷۲۱۳)، مسلم (۱۷۰۹)، ترمذی (۱۴۳۹)، نسائی (۴۱۶۶)

فوائد: یہ بیعت کا اصول ہے کہ لوگوں سے نیک اعمال سرانجام دینے اور برے اعمال سے اجتناب کرنے کی بیعت لی جائے۔ آجکل مخصوص شخصیات کو بیعت کے لیے خاص کر لیا گیا ہے اور جہاں اس کی بیعت کو ضروری سمجھا جاتا ہے وہاں دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ ان بندگانِ خدا پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کیا جاتا ہے جو اس قسم کی بیعت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ بے سروپا اور بے حقیقت ہے۔

خبر النبی بأمور الخلافة والسياسية

نبی کا سیاسی اور خلافت والے امور کی خبر دینا

١٧٥٤: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا فِيْ الْمَسْجِدِ۔ وَكَانَ بَشِيْرٌ رَجُلًا يَكُفُّ حَدِيْثَهُ۔ فَجَاءَ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيّ، فَقَالَ: يَابَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ! أَتَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ الْأُمَرِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ خُطْبَتَهُ فَجَلَسَ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ، قَالَ حُذَيْفَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيًّا، فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ۔بشیر اپنی بات کو روک دیتے تھے۔ اتنے میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: بشیر بن سعد! کیا تجھے امراء کے بارے میں کوئی حدیثِ نبوی یاد ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اس معاملے میں) مجھے آپ کا خطبہ یاد ہے۔ ابو ثعلبہ بیٹھ گئے اور حذیفہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق کچھ عرصہ تک تو نبوت قائم رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے، اسے اٹھا لیں گے۔ نبوت کے بعد اس کے منہج پر اللہ کی مرضی کے مطابق کچھ عرصہ تک خلافت ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ اسے اختتام پذیر کر دیں گے، پھر اللہ کے فیصلے کے مطابق کچھ عرصہ تک بادشاہت ہو گی، جس میں ظلم و زیادتی ہو گی، بالآخر وہ بھی ختم ہو جائے گی، پھر جبری بادشاہت ہو گی، وہ کچھ عرصہ کے بعد زوال پذیر ہو جائے گی، اس کے بعد منہجِ نبوت پر پھر خلافت ہو گی، پھر آپ ﷺ خاموش

يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ)).

ہو گئے۔“

[الصحيحة:٥]

تخريج: الصحيحة ٥- احمد (۴/ ۲۷۳)، ابو داؤد الطيالسی (۴۳۸)، البزار (البحر الزخار (۲۷۹۶)

فوائد: حدیث شریف میں بالترتیب درج ذیل پانچ ادوار کا ذکر کیا گیا ہے: (۱) دورِ نبوت، (۲) نبوی منہج سے متصف خلافت، (۳) ظلم وزیادتی والی بادشاہت، (۴) جبری بادشاہت، (۵) نبوی منہج پر مشتمل خلافت۔ بائیس تیئس سالوں پر مشتمل دورِ نبوت اور تیس برسوں پر مشتمل زمانہ خلافتِ راشدہ معروف اور معین ہے۔ سب سے آخر میں ذکر کیے گئے دورِ خلافت کے متعلق یہی کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کا سنہری دور ہے۔ ترتیب میں مذکورہ تیسری اور چوتھی چیز کے تعین کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس حدیث کی سند کے راوی حبیب بن سالم کہتے ہیں: جب عمر بن عبدالعزیز (جن کا دور ۹۹ ھ تا ۱۰۱ھ کا ہے) کھڑے ہوئے تو میں نے ان کے ساتھی یزید بن نعمان کو خط لکھا، جس میں یہ حدیث قلم بند کر کے لکھا: مجھے امید ہے کہ ظالم اور جابر دونوں کی حکومتوں کے بعد جس خلافتِ راشدہ کا ذکر کیا گیا وہ عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔ انھوں نے میرا خط ان تک پہنچا دیا، وہ پڑھ کر بڑے خوش ہوئے۔ لیکن امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث کو عمر بن عبدالعزیز کے دور پر محمول کرنا بعید بات ہے، کیونکہ ان کی خلافت تو خلافتِ راشدہ کے قریب ہی ہے۔ اس لئے (یہی معلوم ہوتا ہے کہ) ان کی خلافت کے بعد ہی ظالم اور جابر دونوں حکومتیں منظرِ عام پر آئیں۔ اس حدیث کا شاہد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جو صحیحہ (۳۲۷۰) میں ہے۔ (صحیحہ: ۵ کے تحت) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَتَكَادَمُوْنَ عَلَيْهِ تَكَادُمَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جِهَادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رِبَاطِكُمْ عَسْقَلَانُ))۔ [الصحيحة: ۳۲۷۰] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس معاملے کی ابتدا نبوت و رحمت سے ہوئی ہے، اس کے بعد خلافت ورحمت ہو گی اور پھر بادشاہت اور رحمت۔ بعد ازاں گدھوں کا ایک دوسرے کو کاٹنے کی طرح لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے، تم جہاد کو لازم پکڑنا، بہترین جہاد، رباط (سرحد پر مقیم رہنا) ہے اور (شام کے ساحلی شہر) عسقلان کا رباط سب سے افضل ہے۔“ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دو یقینی ادوار کے بعد ظالم و جابر دونوں بادشاہتیں قصہ پارینہ بن چکی ہیں، کیونکہ بنوامیہ اور بنوعباس میں ظالم اور جابر قسم کے بادشاہ گزرے ہیں، بالخصوص اس وقت جب بادشاہت بنوامیہ سے چھن کر بنو عباس کی طرف منتقل ہو رہی تھی۔ اب تو مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے، مسلمانوں کی چون پچپن سلطنتیں موجود ہیں، لیکن برائے نام ہیں، کوئی حکمران خود مختار نہیں اور کہیں بھی مکمل طور اسلامی قانون کا نفاذ نظر نہیں آتا، بلکہ بعض مملکتیں تو مکمل طور پر یورپ کی نقالی پر اتر آئی ہیں اور ان کی ثقافت اپنانے کی پوری کوشش میں ہیں۔ مذہب کے شائقین مکمل طور پر بے بس ہو چکے ہیں، بہرحال اللہ تعالی کا آسرا اور سہارا موجود ہے، اسی پر آس رکھ کر انفرادی و اجتماعی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔

فضل عثمان والبيعته حق

سیدنا عثمان کی فضیلت اور اس کی بیعت حق ہے

١٧٥٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ، قَالَ: قَالَ

سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک

رَسُوْلُ اللّٰهِ ذَاتَ يَوْمٍ: ((تَهْجُمُوْنَ عَلٰى رَجُلٍ مُعْتَجِرٍ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ، يُبَايِعُ النَّاسَ، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَهَجَمْنَا عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مُعْتَجِرٌ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ يُبَايِعُ النَّاسَ، قَالَ: يَعْنِي الشِّرَاءَ وَالْبَيْعَ)). [الصحيحة:٣١١٨]

دن فرمایا: ''اچانک تم ایسے آدمی پر (بیعت کرنے کے لئے) ٹوٹ پڑو گے جس نے دھاری دار چادر لپیٹی ہوگی' وہ لوگوں سے بیعت لے گا' اس حال میں کہ وہ جنتی ہوگا۔'' (ایک دن آیا کہ) ہم نے سیدنا عثمان بن عفان ﷜ کی بیعت کرنے کے لئے ان پر ہجوم کیا اور انھوں نے دھاری دار چادر لپیٹی ہوئی تھی۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۸- ابن ابی عاصم فی السنة (۱۲۹۲)' حاکم (۳/ ۹۸)' ابن عدی فی الکامل (۳/ ۱۲۲۹)

فوائد: یہ حدیث اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان ﷜ کی خلافت برحق ہے اور وہ خود خلیفۂ رسول ہیں اور جنتی ہیں۔

ثلاثة لا یدخلون الجنة

تین افراد جنت میں نہیں جائیں گے

١٧٥٦: عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَّا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اَلشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ)). [الصحيحة: ٣٤٦١]

سیدنا سلمان ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: بوڑھا زانی' جھوٹا حکمران اور مغرور غریب۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۱- البزار (البحر الزخار ۲۵۲۹)

فوائد: زنا' جھوٹ اور غرور گناہ کے کام ہیں' جو بھی ان کا ارتکاب کرے گا وہ گنہگار ہوگا' لیکن یہی جرائم جب بعض شخصیات سے صادر ہوتے ہیں تو ان کی سنگینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کا تعلق اسی موضوع سے ہے۔

ثلاثة لا یرد الدعاء

تین افراد کی دعا رد نہیں کی جاتی

١٧٥٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَرُدُّ اللّٰهُ دُعَاءَ هُمْ: اَلذَّاكِرُ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطُ)) [الصحيحة: ٣٣٧٤]

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی تین قسم کی آدمیوں کی دعا رد نہیں کرتا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا' مظلوم اور انصاف کرنے والا حکمران۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۷۴- البزار (الکشف ۳۱۴۰)' البحر الزخار ۸۷۵۰)' بیهقی فی الشعب (۵۸۸' ۷۳۵۸)

فوائد: اللہ تعالی ہر وقت سنتا ہے اور ہر وقت قبول کرتا ہے' لیکن اس نے بھی بعض اوقات اور شخصیات کو خاص کر رکھا ہے کہ ان کا بہر حال دوسرے اوقات اور شخصیات سے زیادہ لحاظ کرتا ہے۔ مثلاً عام آدمی کی بجائے جب اللہ تعالی کا کثرت سے ذکر کرنے والا عبادت گزار ظلم و ستم کی چکی میں پسا ہوا مظلوم اور منصف حکمران اللہ تعالی کو پکارے گا تو وہ ان کی قدر کرتے ہوئے ان کی پکاروں کا جواب دے گا۔

ثلاثة لا یکلمهم الله

تین افراد سے اللہ کلام نہیں کرے گا

۱۷۵۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ، يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ، لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ)).

[الصحيحة: ٣٦٢١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالی کلام نہیں فرمائے گا' نہ اس کی طرف (نظرِ رحمت) سے دیکھے گا' نہ ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: وہ آدمی جو کسی بیابان میں زائد پانی کو مسافر سے روک لے' وہ آدمی جو بعد از نمازِ عصر کوئی سامان بیچے اور اللہ کی قسم اٹھا کر کہے کہ اس نے اتنے کا خریدا تھا اور مشتری اس کی تصدیق کر دے' حالانکہ اس نے اتنے کا خریدا نہ ہو اور وہ آدمی جس نے کسی امام (حکمران) کی بیعت تو کی' لیکن محض دنیا کے لئے' اگر اس نے اسے (دنیوی مال و دولت) دیا تو بیعت پوری کر دی اور اگر نہ دیا تو پوری نہیں کی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۶۲۱۔ بخاری (۲۳۵۸، ۲۶۷۲، ۷۲۱۲)' مسلم (۱۰۸)' ابو داؤد (۳۴۷۴)' ترمذی (۱۵۹۵)' ابن ماجه (۲۲۰۷، ۲۸۷۰)'

فوائد: تمام جانداروں کی زندگی کی اساس پانی پر ہے' پانی کی اہمیت بہت زیادہ ہے' لیکن اکثر علاقوں میں اس کا حصول آسان اور سستا ہے۔ اس لئے کسی انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالی کی اس عظیم نعمت سے لوگوں کو محروم کرے۔

جھوٹی قسم اٹھانا سنگین جرم ہے' لیکن عصر کے بعد یہ جرم کرنا زیادہ سنگینی کا باعث بنتا ہے' اللہ تعالی نے شخصیات اور مقامات کی طرح بعض اوقات کو بھی خاص کیا ہے کہ باقی گھڑیوں کی نسبت ان میں جرم کی نوعیت اور ہوتی ہے۔

رعایا کے دین اور دنیا کو سنوارنا اسلامی حکمران کی ذمہ داری ہے' وہ عوام کے عقائد و اعمال کی حفاظت کرے گا اور دونوں جہانوں کو بہتر بنانے کے لئے وہ ہر اعتبار سے ان کی کفالت کرے گا۔ لیکن ایک آدمی اسلامی حکمران کی بیعت کر کے اسلامی انتظام و انصرام میں داخل ہوتا ہے' لیکن اس کا مقصد محض حصولِ دنیا ہے' اگر وہ مقصد پورا ہوتا رہے تو وہ خوش و خرم رہے گا اور اگر اس کا مطلوب پورا نہ ہو سکے تو وہ غیظ و غضب کا روپ دھار لے گا۔ ایسا کم ظرف شخص بھی اللہ تعالی کی نظرِ رحمت کا مستحق نہیں ہوگا۔

ویل لمن ینقص المکیال

جو کم ناپتا ہے اس کے لیے تباہی ہے

۱۷۵۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ ﷺ: ((خَرَجَ [إِلَى خَيْبَرَ] حِينَ اسْتَخْلَفَ سِبَاعَ ابْنَ عُرْفُطَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ مُهَاجِرًا فَصَلَّيْتُ الصُّبْحَ وَرَاءَ سِبَاعٍ، فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى ﴿كهيعص﴾ وَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَقُولُ فِي الصَّلَاةِ: وَيْلٌ لِأَبِي فُلَانٍ!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا جانشین مقرر کر کے خیبر کی طرف روانہ ہو گئے' میں ہجرت کر کے مدینہ آیا' سباع کے پیچھے نمازِ فجر پڑھی' اس نے پہلی رکعت میں ﴿كهيعص﴾ یعنی سورۂ مریم اور دوسری میں ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾ یعنی سورۂ مطففین کی تلاوت کی۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ (سورۂ مطففین کی تلاوت سن کر) میں نماز میں ہی یہ کہنے لگ

لَهُ مِكْيَالَان، إِذَا اكْتَالَ اكْتَالَ بِالْوَافِي وَإِذَا كَالَ كَالَ بِالنَّاقِصِ، فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنْ صَلَاتِنَا أَتَيْنَا سِبَاعًا فَزَوَّدَنَا شَيْئًا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَكَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ فَأَشْرَكُوْنَا فِيْ سِهَامِهِمْ)) [الصحيحة:٢٩٦٥]

گیا کہ فلاں آدمی ہلاک ہو' اس نے دو قسم کے ناپ بنائے ہوئے ہیں' (اور وہ اس طرح کہ) جب دوسروں سے ناپ کر لیتا ہے تو پورا لیتا ہے اور جب دوسروں کو ناپ کر دیتا ہے تو کم کرتا ہے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو سباع کے پاس آئے' انھوں نے ہمارے لئے کچھ توشۂ سفر تیار کیا' (ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوگئے) یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ گئے' آپ ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے' آپ نے مسلمانوں سے بات چیت کی اور ہمیں بھی ان کے (غنیمت والے) حصوں میں شریک کیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۶۵۔ بخاری فی التاریخ الصغیر (۱/ ۴۳)' احمد (۲/ ۳۴۵' ۳۴۶)' ابن حبان (۷۱۵۶)' ابن خزیمه (۱۰۳۹)

فوائد: نبی کریم ﷺ غزوۂ خیبر میں مشغول تھے کہ ادھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہو کر مدینہ پہنچ گئے۔ جب انھیں علم ہوا کہ محبوب تو سرزمینِ مکہ میں خیبر کے علاقے کی چابیاں سنبھال رہے ہیں تو انھوں نے مدینہ میں بیٹھ کر آپ ﷺ کی آمد کا انتظار نہ کیا' بلکہ رختِ سفر باندھا اور سیدھے خیبر پہنچ گئے۔ جسے آپ ﷺ فتح کر کے مالِ غنیمت تقسیم کرنے لگے تھے' جب آپ ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا تو مسلمانوں سے مشورہ کر کے ان کو بھی مالِ غنیمت میں شریک کیا' اگرچہ ان سے پہلے لڑائی تھم گئی تھی۔

من خيار أئمة

١٧٦٠: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ مَرْفُوْعًا: ((خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ؟ فَقَالَ: لَا، مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مِّنْ وُلَاتِكُمْ شَيْئًا تَكْرَهُوْنَهُ، فَاكْرَهُوْا عَمَلَهُ وَلَا تَنْزِعُوْا يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ)). [الصحيحة:٩٠٧]

بہترین حکمران کون ہیں؟

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں' تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور وہ تمھارے حق میں دعائے خیر کریں اور تمھارے بدترین حکمران وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرو اور وہ تمھیں ناپسند کریں' تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان کی بیعت توڑ کر ان کی بغاوت نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک وہ تمھارے اندر نماز قائم کرتے رہیں۔ جب تم اپنے حکمرانوں میں ایسی چیزیں دیکھو جنھیں تم ناپسند کرتے ہو' تو اس چیز کو مکروہ سمجھو' لیکن ان کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچو۔''

تخریج: الصحیحة ۹۰۷۔ مسلم (۱۸۵۵)' احمد (۶/ ۲۴/ ۲۸)' دارمی (۲۸۰۰)

فوائد: نماز ہی ہے جس نے بدکردار حکمران کو تحفظ دیا اور اس کی بادشاہت کو باقی رکھنے کی تلقین کی، اگر اسلامی مملکت کا کوئی حکمران نماز سے بھی غافل ہو جائے تو اسے حکمرانی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اسے اپنا امیر تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔

باب: خلافة النبوة

باب: نبوت کی خلافت کا بیان

۱۷۶۱: عَنْ سَفِيْنَةَ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرْفُوْعًا: ((اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا)).

مولائے رسول سیدنا ابوعبدالرحمٰن سفینہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیس سال تک خلافت رہے گی اور اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۴۵۹۔ ابوداود (۴۶۴۶، ۴۶۴۷)، ترمذی (۲۲۲۶)، احمد (۵/ ۲۲۰، ۲۲۱)، حاکم (۳/ ۷۱)

فوائد: پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور کی خلافتِ راشدہ اور آخری دور کے حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان ظالم اور جابر دو قسم کی سلطنتیں ہوں گی۔

۱۷۶۲: عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((اَلْخِلَافَةُ فِيْ قُرَيْشٍ، وَالْحُكْمُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالدَّعْوَةُ فِي الْحَبْشَةِ، وَالْهِجْرَةُ فِي الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ بَعْدُ)).

سیدنا عتبہ بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خلافت قریش میں، عہدۂ قضا انصاریوں میں، دعوت و تبلیغ حبشیوں میں اور ہجرت مسلمانوں میں رہے گی اور مہاجرین اس کے بعد ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۵۱۔ احمد (۴/ ۱۸۵)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۰۱۴)، بخاری فی التاریخ (۴/ ۳۳۸)

فوائد: اس حدیث میں اغلبیت کا پہلو مدنظر رکھا گیا، کہ زیادہ تر مذکورہ عہدے مذکورہ قبائل میں ہی رہیں گے یا پھر ان قبائل کی اعلی طبعی خوبیوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان کو یہ عہدے سونپے گئے۔

اشتراط علی البیعة

بیعت کے وقت شرط لگانا

۱۷۶۳: عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ، ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيْفٍ إِذْ بَايَعَتْ؟ فَقَالَ: ((اشْتَرَطَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ أَنْ لَّا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادَ)) قَالَ: وَأَخْبَرَنِيْ جَابِرٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَيَتَصَدَّقُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ إِذَا أَسْلَمُوْا)). [الصحیحۃ: ۱۸۸۸]

ابن لہیعہ، ابوزبیر سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے سیدنا جابر ؓ سے ثقیف قبیلہ کی بیعت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ اس قبیلے نے (بیعت کرتے وقت) رسول اللہ ﷺ پر یہ شرط عائد کی تھی کہ ان پر صدقہ ہو گا نہ جہاد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب جب یہ لوگ (پکے) مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۸۸۔ احمد (۳/ ۳۴۱)، ابو داود (۳۰۲۵)، بیہقی فی الدلائل (۵/ ۳۰۶)، مطولاً

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قبیلہ یا فرد مشرف باسلام تو ہونا چاہتا ہے، لیکن اسلام

کے ایک دو اجزاء یا شقوں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، تو حکمت یہ ہے کہ اس امید پر اس کی شرطیں قبول کر لی جائیں کہ کچھ عرصہ تک ایمان و ایقان میں پختہ ہو کر اسلام کے ہر جز و اور شق کو تسلیم کر لے گا۔ اسی قسم کی بات "الاذان و الصلاۃ" کے باب میں ہے کہ ایک آدمی کو آپ ﷺ نے پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا، لیکن وہ کہنے لگا کہ وہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے پانچ نمازیں تو ادا کرنے سے قاصر ہے، اس نے آسان عمل کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو پھر عصر اور فجر کی نمازیں ادا کرتا رہے۔ [دیکھیں: صحیحہ: ۱۸۱۳] اس حدیث کا یہ معنی نہیں کہ ظہر، مغرب اور عشا کی نمازیں ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی غرض و غایت مذکورہ آدمی کو راغب کرنا تھی۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے بعد اب ایسی کوئی گنجائش نہیں دی جا سکتی۔

خبر النبیؐ بالخلافة الیسئة

آپ کا بری خلافت کے متعلق خبر دینا

۱۷٦٤: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَیَكُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَاءُ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ وَسَیَكُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَاءُ یَعْمَلُوْنَ بِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ، وَیَفْعَلُوْنَ مَالَایُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ اَنْكَرَ عَلَیْهِمْ بَرِیَٔ، وَمَنْ اَمْسَكَ بِیَدِهٖ سَلِمَ، وَلٰكِنْ مَنْ رَضِیَ وَتَابَعَ)). [الصحیحة: ۳۰۰۷]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میرے بعد ایسے خلفا ہوں گے جو اپنے علم پر عمل کریں گے اور انھیں جو حکم دیا جائے اسے سرانجام دیں گے، ان کے بعد ایسے حکمران آئیں گے جو ایسی چیزوں پر عمل کریں گے جن کو وہ جانتے نہیں ہوں گے اور ایسے افعال سرانجام دیں گے جن کا انھیں حکم نہیں دیا جائے گا۔ ایسوں پر انکار کرنے والا آدمی بری اور ان سے اپنے آپ کو روک لینے والے سالم رہے گا، لیکن وہ جوان کے ساتھ راضی ہو گیا اور ان کے پیچھے چل پڑا وہ......۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۸۔ ابو یعلی (۵۹۰۲)، ابن حبان (٦٦۵۸)، بیهقی ۸/ ۱۵۷، ۱۵۸

فوائد: جس نے ایسے حکمرانوں کی اداؤں کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، وہ منافقت کرنے، حق پوشی کرنے اور چاپلوسی کرنے سے بچ جائے گا۔ جو حسبِ استطاعت خاموش ہو گیا، موافقت کی نہ مخالفت، تو وہ کم از کم ان کے وبال میں شریک نہیں ہو گا، لیکن جو ان کے ساتھ راضی ہو گیا تو وہ تو ان کی سرکشی، بغاوت اور نافرمانی میں برابر کا شریک ہو گا۔ شاید یہ بات درست ہو کہ موجودہ دور کے تمام حکمران اس قسم کی تمام احادیث کے مصداق ہیں۔

۱۷٦۵: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((سَیَلِیْكُمْ اُمَرَاءُ بَعْدِیْ یُعَرِّفُوْنَكُمْ مَا تُنْكِرُوْنَ وَیُنْكِرُوْنَ عَلَیْكُمْ مَاتَعْرِفُوْنَ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ، فَلَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَی اللّٰهَ)). [الصحیحة: ۵۹۰]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد عنقریب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے جو تم میں ایسی (بری) چیزیں متعارف کروائیں گے جن کا تم انکار کرو گے اور ایسی (اچھی) چیزوں کا انکار کریں گے جن کو تم (بحیثیت نیکی) پہچانتے ہو گے۔ اگر کوئی ایسے (لوگوں کا زمانہ) پا لے تو (وہ یاد رکھے کہ) ایسے (حکمرانوں) کی کوئی اطاعت نہیں کی جاتی

جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۹۰۔ حاکم (۳/ ۳۵۲)' عقیلی فی الضعفاء (۲/ ۳۱۲)

فوائد: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی کی بات' کسی کا فتوی' کسی کا قول' کسی کا عمل' کسی کا فیصلہ اور کسی کا قانون کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ایمان و ایقان کا اولین تقاضا ہے کہ حالات و واقعات اور اوقات و مقامات سے متاثر ہوئے بغیر قرآن و حدیث کے قانون پر عمل پیرا ہونے کو ہی قابل فخر سمجھا جائے۔

اطاعة الامير مالم يأمر بالمعصية

حکمران کی اطاعت لازم ہے۔ جب تک (رب کی) نافرمانی کا حکم نہ دے

۱۷۶۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طَاعَةُ الْإِمَامِ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ، مَالَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. فَإِذَا أَمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلَا طَاعَةَ لَهُ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان آدمی اس وقت تک اپنے حکمران کی اطاعت کرے جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے' اگر نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اس کی کوئی اطاعت نہیں کی جائے گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۵۲۔ تمام الرازء فی الفوائد (۶۸)

فوائد: خلیفۂ وقت کی اطاعت کرنا فرض ہے' لیکن جب تک اس کا فیصلہ شریعت کے متصادم نہ ہو۔

سيئة الامير عليه

حکمران کی غلطی کا وبال اسی پر ہے

۱۷۶۷: عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَعْمَلُوْنَ بِغَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا، وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ)). [الصحيحة: ۱۹۸۷]

علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھا: اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو ایسے اعمال سرانجام دیں جن کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تعلق نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: "ان کے ذمے وہ بوجھ ہے جو انھیں اٹھوایا گیا (یعنی عدل و انصاف) اور تمھارے ذمے وہ بوجھ ہیں جو تمھیں اٹھویا گیا (یعنی اطاعت)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۸۷۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۴۲)' ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۵۹)

فوائد: ہم نے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور اپنے حقوق کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرنا ہے۔ شریعت نے اس بات کی کوئی اجازت نہیں دی کہ خلیفہ کی خیانت اور غفلت کی وجہ سے عوام بھی ایسا کرنے لگ جائیں۔ کیونکہ حاکم و محکوم دونوں کے علیحدہ علیحدہ حقوق اور ذمہ داریاں ہیں' ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کا سوال کیا جائے گا۔

باب: الحكام المضلون

باب: گمراہ کن حکمرانوں کا بیان

١٧٦٨: عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنْتُ مُخَاصِرًا لِلنَّبِيِّ يَوْمًا إِلَى مَنْزِلِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ عَلَى أُمَّتِي مِنَ الدَّجَّالِ، اَلْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّوْنَ)). [الصحيحة: ١٩٨٩]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ ایک دوسرے کی کمر پر ہاتھ رکھ کر آپ کے گھر کی طرف جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے حق میں گمراہ کرنے والے حکمران، دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۸۹۔ احمد (۵/ ۱۴۵)، ابن عبد الحکم فی فتوح مصر (ص ۲۸۵)، وقد تقدم برقم (۱۴۲۳)

فوائد: دجال اسلام کے حامیوں اور دشمنوں دونوں کے حق میں بہت بڑی آزمائش ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے موت سے پہلے اور کافروں کے لئے موت کے بعد آزمائش ثابت ہوگا۔ لیکن گمراہ حکمرانوں کا مضرّ پہلو دجال کے شرّ وفساد سے کوئی کم نہ ہوگا، رعایا کا جو آدمی ظالم حکمرانوں کی موافقت کرنے لگے، اس کا دین اور دنیا دونوں خسارے میں جاتے ہیں اور جو ان کی مخالفت کرے، وہ یا تو مصائب کی دھونکنی میں دھونک دیا جاتا ہے یا پھر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

باب: لا فرق ولا احزاب فی الاسلام وانما جماعة وخليفة

باب: اسلام میں فرقے اور جماعتیں نہیں ہیں صرف ایک جماعت اور ایک خلیفہ ہے

١٧٦٩: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: ((كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ [فَنَحْنُ فِيْهِ]، [وَجَاءَ بِكَ] فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ [كَمَا كَانَ قَبْلَهُ؟]، [قَالَ: ((يَا حُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ كِتَابَ اللّٰهِ، وَاتَّبِعْ مَافِيْهِ (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبَعْدَ هٰذَا الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟] قَالَ: ((نَعَمْ)) [قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((اَلسَّيْفُ))]، [قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ (وَفِي طَرِيْقٍ:قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ؟) قَالَ: ((نَعَمْ، وَفِيْهِ (وَفِي طَرِيْقٍ: تَكُوْنُ إِمَارَةٌ(وَفِي لَفْظٍ: جَمَاعَةٌ) عَلَى أَقْذَاءٍ، وَهُدْنَةٌ عَلَى) دَخَنٍ)) قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں شرّ کے بارے میں دریافت کرتا تھا تاکہ اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (ایک دن) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شرّ کا زمانہ گزار رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اسلام، جسے ہم نے قبول کیا، کو اور آپ کو ہماری طرف بھیجا۔ (اب سوال یہ ہے کہ) کیا اس خیر کے بعد پھر شرّ (کا غلبہ ہوگا) جیسا کہ پہلے تھا؟ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: ''حذیفہ! اللہ کی کتاب پڑھ اور اس کے احکام پر عمل کر۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اُس شرّ کے بعد پھر خیر ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے کہا: اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلوار۔'' میں نے کہا: کیا اس شرّ کے بعد پھر خیر ہوگی؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تلوار کے بعد خیر کا کوئی حصہ باقی رہے گا؟ (یعنی لڑائی کے بعد اسلام باقی رہے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''امارت (اور جماعت) تو قائم رہے گی، لیکن معمولی چون و چرا اور دلوں میں

(وَفِی طَرِیقٍ أُخْرٰی: يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ[يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي، وَ]يَهْتَدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ [وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ، فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ])). (وَفِی أُخْرٰی: اَلْهُدْنَةُ عَلٰی دَخَنٍ مَاهِيَ؟ قَالَ: ((لَاتَرْجِعُ قُلُوبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ))). قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فِتْنَةٌ عُمْيَاءُ صَمَّاءُ، عَلَيْهَا] دُعَاةٌ عَلٰی أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)) قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ: [يَارَسُولَ اللهِ! صِفْهُمْ لَنَا۔ قَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ: [يَارَسُولَ اللهِ!] فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْتَزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، [تَسْمَعُ وَتُطِيعُ الْأَمِيرَ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ])) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ)) (وَفِی طَرِيقٍ): ((فَإِنْ تَمُتْ يَاحُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِّنْهُمْ)) (وَفِی أُخْرٰی): ((فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً فَالْزَمْ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ، فَإِنْ لَمْ تَرَ خَلِيفَةً فَاهْرُبْ [فِي الْأَرْضِ] حَتّٰى

نفرتیں اور کینے ہوں گے اور بظاہر صلح بباطن لڑائی ہوگی۔'' میں نے کہا: کینے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایک قوم یا مختلف حکمران ہوں گے جو میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور میری سیرت کے علاوہ کوئی اور سیرت اختیار کریں گے، تو ان کے بعض امور کو اچھا سمجھے گا اور بعض کو برا اور ان میں ایسے لوگ بھی منظرِ عام پر آئیں گے جو انسانوں کے روپ میں ہوں گے لیکن ان کے دل شیطانی ہوں گے۔'' ایک روایت میں ہے: میں نے کہا: بظاہر صلح بباطن لڑائی اور دلوں میں کینہ ان چیزوں کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے دل (ان خصائل حمیدہ) کی طرف نہیں لوٹیں گے، جن سے وہ پہلے متصف ہوں گے۔'' میں نے کہا: کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اندھا دھند فتنہ ہوگا، اور (اس میں ایسے لوگ ہوں گے گویا کہ) وہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے داعی ہیں، جو آدمی ان کی بات مانے گا، وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگوں کی صفات بیان فرمائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہماری نسل کے ہوں گے اور ہماری طرح باتیں کریں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ایسا زمانہ مجھے پالے تو میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کی جماعت اور ان کے حکمران کو لازم پکڑے رکھنا، امیر کی بات سننا اور ماننا۔ اگرچہ تیری پٹائی کر دی جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے پھر بھی ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔'' میں نے کہا: اگر سرے سے مسلمانوں کی جماعت ہو نہ حکمران (تو پھر میں کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام فرقوں سے کنارہ کش ہو جانا، اگرچہ کسی درخت کے تنے کے ساتھ چمٹنا پڑے یہاں تک کہ تجھے موت پالے اور تو اسی حالت پر ہو۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''حذیفہ! کسی درخت کے تنے

يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلِ شَجَرَةٍ)) [قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ)) قَالَ: قُلْتُ: فَبِمَ يَجِيْئُ؟ قَالَ: ((بِنَهْرٍ. أَوْ قَالَ: مَاءٍ وَنَارٍ. فَمَنْ دَخَلَ نَهْرَهُ حَطَّ أَجْرُهُ، وَوَجَبَ وِزْرُهُ، وَمَنْ دَخَلَ نَارَهُ وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحَطَّ وِزْرُهُ)) [قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: فَمَا بَعْدَ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: ((عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ))] قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: لَوْ أَنْتَجْتَ فَرَسًا لَمْ تَرْكَبْ فُلُوَّهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ))]

[الصحیحة:۲۷۳۹]

کے ساتھ چمٹ کر مرنا اِن (حکمرانوں) کی اطاعت کرنے سے بہتر ہوگا۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”اگر ان دنوں میں تجھے اللہ کی زمین میں کوئی خلیفہ مل جائے تو اس کو لازم پکڑنا‘ اگرچہ وہ تیری پٹائی کرے اور تیرا مال چھین لے اور اگر تجھے کوئی خلیفہ نظر نہ آئے تو کسی (گوشہ) زمین میں بھاگ جانا‘ حتی کہ تجھے موت آ جائے اور تو کسی درخت کے تنے کے ساتھ چمٹا ہوا ہو۔“ میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر دجال ظاہر ہوگا۔“ میں نے کہا: وہ کون سی علامت لے کر آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہر-یا پانی اور آگ- کے ساتھ آئے گا‘ جو اس کی نہر میں داخل ہوا اس کا اجر ضائع اور گناہ ثابت ہو جائے گا اور جو اس کی آگ میں داخل ہوا اس کا اجر ثابت ہو جائے گا اور اس کا جرم مٹ جائے گا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دجال کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عیسیٰ بن مریم۔“ میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس وقت تیری گھوڑی کا بچہ پیدا ہوا تو وہ ابھی تک اس قابل نہیں ہوگا کہ تو اس پر سواری کر سکے‘ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۳۹- بخاری (۳۶۰۶‘ ۷۰۸۴)‘ مسلم (۷/ ۱۸۴)‘ ابو عوانة (۵/ ۴۷۵‘ ۴۷۶)‘ ابو داؤد (۴۲۴۴‘ ۴۲۴۷)

عدم المصافحة بالنساء في البيعة

بیعت لیتے وقت عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا

۱۷۷۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ بوقتِ بیعت عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۵۳۰- احمد (۲/ ۲۱۳)‘ ابن سعد (۸/ ۱۱)

فوائد: چونکہ غیر محرم عورتوں کو چھونا منع ہے‘ اس لئے آپ ﷺ عورتوں سے زبانی بیعت لے لیتے تھے۔

اقامة الحد على القريب والبعيد واجبة

رشتہ دار اور غیر رشتہ دار پر حد قائم کرنا ضروری ہے

۱۷۷۱: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ يَأْخُذُ الْوَبَرَةَ مِنْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ مِنَ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کے ایک اونٹ کے پہلو سے کچھ بال پکڑے اور فرمایا:

الْمَغْنَمِ ثُمَّ يَقُولُ: مَالِي فِيهِ إِلَّا مِثْلُ مَا لِأَحَدِكُمْ، ثُمَّ يَقُولُ: إِيَّاكُمْ وَالْغُلُولَ، فَإِنَّ الْغُلُولَ خِزْيٌ عَلَى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ وَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّةِ إِنَّهُ يُنْجِي صَاحِبَهُ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ، وَأَقِيمُوا حُدُودَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ، وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ)). [الصحيحة:١٩٤٢]

''اس مال میں میرا حصہ بھی وہی ہے جو تم میں سے کسی ایک کا ہے' خیانت کرنے سے بچو' کیونکہ خیانت' خائن کے لئے روزِ قیامت باعثِ رسوائی ہوگی' لہٰذا سوئی' دھاگہ اور ان سے کم قیمت والی چیزیں ادا کر دو۔ سفر ہو یا حضر اور رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار' بس اللہ کے لئے جہاد کرو۔ (یاد رکھو کہ) جہاد جنت کا ایک دروازہ ہے' یہ مجاہد کو غم و الم اور پریشانی و پشیمانی سے نجات دلاتا ہے اور رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں میں اللہ کی حدیں قائم کرو اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمھیں متاثر نہ کرنے پائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۲- الضیاء فی المختارۃ (۸/ ۲۸۰)' طبرانی فی الاوسط (۵۶۵۲)' ابن ماجہ (۲۵۴۰) مختصراً جداً بذکر امامۃ الحدود۔

الرخصة الاسماء

رات کو گفتگو کرنے کی رخصت کا بیان

١٧٧٢: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَسْمُرُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنَا مَعَهُمَا)).

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے کسی معاملے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو گفتگو کرتے تھے اور میں دونوں کے پاس موجود ہوتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۸۱- ترمذی (۱۶۹)' نسائی فی الکبریٰ (۷۲۵۶)' ابن حبان (۲۰۳۴)' احمد (۱/ ۲۵' ۲۶)' بیہقی (۱/ ۴۵۲)' وفیہ قصۃ۔

فوائد: اس حدیث کے ذریعے نبی کریم ﷺ یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ حاکم وقت کو مسلم رعایا کے بارے میں ذوفہم' دور اندیش' تجربہ کار اور منجھے ہوئے حضرات سے مشاورت کرنی چاہیے۔

عثمان ومن تبعه على الهدى

سیدنا عثمان اور جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر ہے

١٧٧٣: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، قَالَ: كُنَّا مُعَسْكِرِينَ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ فَقَامَ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ الْبَهْزِيُّ فَقَالَ: لَوْلَا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَاقُمْتُ هٰذَا الْمَقَامَ، فَلَمَّا سَمِعَ [مُعَاوِيَةُ] بِذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَجْلَسَ

جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیمہ زن تھے۔ سیدنا کعب بن مرہ بہزی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی تو میں اس مقام پر کھڑا نہ ہوتا۔ جب معاویہ نے رسول اللہ ﷺ کا نام سنا تو لوگوں کو بٹھا دیا' انھوں نے کہا: ''ہم

النَّاسَ، فَقَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ مَرَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَيْهِ مُرَجَّلًا [مُغْدِفًا]قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَتَخْرُجَنَّ فِتْنَةٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ. أَوْ بَيْنَ رِجْلَيْ. هٰذَا يَعْنِيْ: عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. هٰذَا يَوْمَئِذٍ وَمَنِ اتَّبَعَهُ عَلَى الْهُدٰى)) قَالَ: فَقَامَ ابْنُ حَوَالَةَ الْأَزْدِيُّ مِنْ عِنْدِ الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَصَاحِبُ هٰذَا قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَحَاضِرٌ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ، وَلَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِيْ فِي الْجَيْشِ مُصَدِّقًا كُنْتُ أَوَّلَ مُتَكَلِّمٍ بِهِ))۔ [الصحيحة:۳۳۱۹]

رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا' انھوں نے اپنے بالوں کو سنوارا ہوا اور چہرے پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (عثمان) کے قدموں کے نیچے سے فتنہ نکلے گا' اس وقت یہ (عثمان) اور اس کے پیروکار ہدایت پر ہوں گے۔'' منبر کے پاس سے ابن حوالہ ازدی کھڑا ہوا اور مجھے کہا: (کعب!) تو بھی اسی کا ساتھی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اللہ کی قسم! میں اس مجلس میں حاضر تھا' اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اس لشکر میں میری تصدیق کرنے والے موجود ہیں تو میں اس کے بارے میں سب سے پہلے میں کلام کروں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۱۹۔ احمد (۴/ ۲۳۶)' ابن ابی عاصم فی السنہ (۲/ ۵۹۰)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۳۱۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سچے خلیفہ تھے' وہ اور ان کے رفقاء ہدایت و رشد پر گامزن تھے اور ان کے مخالفین اور ان کو خلعتِ شہادت پہنانے والے ضلالت و گمراہی کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے۔

باب: فضيحة الغادر يوم القيامة

باب: قیامت کے دن غدار کی رسوائی و بدنامی کا بیان

۱۷۷٤: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ عِنْدَ اِسْتِهِ)). [الصحيحة: ۱٦۹۰]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز ہر دھوکے باز کی دبر کے ساتھ ایک جھنڈا ہوگا' جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۹۰۔ احمد (۳/ ۳۵' ۶۴)' مسلم (۱۷۳۸)' ابو یعلی (۱۲۴۵)

فوائد: بہت بڑی رسوائی ہے کہ حشر کے میدان میں پوری خلقِ خدا کے سامنے دبر کے ساتھ ایک جھنڈا گڑا ہوا ہو' جو اس کی خیانت' دھوکے اور عہد شکنی پر دلالت کرے۔

عدم المعاونة بشرار الأئمة

غلط حکمرانوں کے ساتھ تعاون نہ کرنا

۱۷۷۵: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ، يُقَرِّبُوْنَ شِرَارَ النَّاسِ، وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، فَلَا يَكُوْنَنَّ عَرِيْفًا، وَلَا شُرْطِيًّا وَلَا جَابِيًا، وَلَا خَازِنًا)).

سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے' جو شریر لوگوں کو اپنے قریب کریں گے اور نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے' جو آدمی ان کا زمانہ پا لے تو وہ ان (کی حکومت کا) نہ منتظم بنے' نہ سپاہی' نہ وصول کنندہ اور نہ خزانچی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۔ ابن حبان (۴۵۸۶)، ابو یعلی (۱۱۱۵)

فوائد: اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ باطل نظام میں کسی قسم کا تعاون نہ کیا جائے۔

اخذ سنة الغير شر

غیر کے طریقہ کو اپنانا بدترین کام ہے

۱۷۷۶: عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرْفُوْعًا: ((لَيَحْمِلَنَّ شِرَارُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى سَنَنِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ. أَهْلِ الْكِتَابِ. حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ)). [الصحيحة:۳۳۱۲]

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے شرّ پسند لوگ پہلے گزر جانے والے اہل کتاب کے طریقوں کے مطابق ایسے ہی چلیں گے جیسے تیار کیا ہوا تیر دوسرے تیر کے مطابق ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۱۲۔ احمد (۴/ ۱۲۵)، طبرانی الکبیر (۷۱۴۰)، علی بن الجعد (۳۴۵۹)

فوائد: یعنی جو برائیاں اہل کتاب میں پائی جاتی تھیں، اس امت کے شرّ پسند لوگ بھی ان کے مرتکب ہوں گے۔

الترهيب من الامارة

حکمرانی سے ڈرنے کا بیان

۱۷۷۷: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكٍ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ بَعَثَ مَعَهُ بِكُسْوَةٍ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ مَرْوَانُ لِلْبَوَّابِ أُنْظُرْ مَنْ بِالْبَابِ؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَأَذِنَ لَهُ، قَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيُوْشِكُ رَجُلٌ أَنْ يَتَمَنّٰى أَنَّهُ خَرَّ مِنَ الثُّرَيَّا، وَلَمْ يَلِ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا)). [الصحيحة:۳۶۱]

یزید بن شریک کہتے ہیں کہ ضحاک بن قیس نے اسے زیبائش کا کپڑا دے کر مروان کے پاس بھیجا۔ مروان نے چوکیدار سے کہا: دیکھو دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے انھیں اندر آنے کی اجازت دی اور کہا: ابوہریرہ! رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی حدیث بیان کرو۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب آدمی یہ تمنا کرے گا کہ اگر وہ ثریا ستارے سے گر پڑے (تو کوئی بات نہیں، لیکن کہیں) اسے لوگوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار نہ بنا دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۔ حاکم (۴/ ۹۱)، احمد (۲/ ۲۷۷/ ۵۳۶)، البزار (الکشف ۱۶۴۳)

۱۷۷۸: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكٍ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ بَعَثَ مَعَهُ بِكُسْوَةٍ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ مَرْوَانُ لِلْبَوَّابِ: أُنْظُرْ مَنْ بِالْبَابِ؟ قَالَ: أَبُوْهُرَيْرَةَ، فَأَذِنَ لَهُ، قَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! حَدِّثْنَا شَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيُوْشِكَنَّ رَجُلٌ أَنْ يَتَمَنّٰى أَنَّهُ خَرَّ مِنَ الثُّرَيَّا، وَلَمْ يَلِ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ

یزید بن شریک کہتے ہیں کہ ضحاک بن قیس نے اسے زیبائش کا کپڑا دے کر مروان کی طرف بھیجا۔ مروان نے اپنے پہرے دار سے کہا: دیکھو دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے انھیں اندر آنے کی اجازت دی اور کہا: ابوہریرہ! کوئی حدیث بیان کرو جو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب آدمی یہ تمنا کرے گا کہ وہ ثریا ستارے سے گر پڑے (تو خیر ہے

شَيْئًا)). [الصحيحة: ٢٦٢٠]

کہیں اسے) لوگوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار نہ بنا دیا جائے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۰۔ انظر الحدیث السابق۔

اغلاق الباب الأمير ليس بخير

حکمران کا دروازے کو ضرورت مندوں سے بند کر لینا بہتر نہیں ہے

۱۷۷۹: عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَامِنْ إِمَامٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُوْنَ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ، إِلَّا أَغْلَقَ اللّٰهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُوْنَ خَلَّتِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ)).

سیدنا عمرہ بن مروہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا معاویہ بن سفیان ؓ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو حکمران ضرورت مندوں' مفلسوں اور حاجت مندوں سے اپنے دروازے بند کر دیتا ہے تو اللہ تعالی اس کی ضرورت' حاجت اور مسکنت کے سامنے آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۶۲۹۔ ترمذی (۱۳۳۲)' احمد (۴/ ۲۳۱)' حاکم (۴/ ۹۴)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے' عصر حاضر کے بااختیار عہدیداروں نے اس کی خوب وضاحت کر دی ہے۔ غریبوں اور بے کسوں کے ساتھ ظلم اور ناانصافی کرنے والا کبھی بھی سکون کی سانس نہیں لے گا' بشرطیکہ اسے علم ہو کہ سکون اور بے سکونی کس کو کہتے ہیں۔ دو جہانوں کے سردار ﷺ کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم ؓ جیسے نادار' غریب اور نابینے صحابی کی آمد پر ناخوشگواری کا اظہار کریں' لیکن دورِ حاضر کا دو ٹکے کا آدمی "لولے لنگڑوں" سے ہم کلام ہونا گوارا نہیں کرتا۔ اللہ تعالی خود فیصلہ کرے گا۔

الشدة على الأمير

امیر پر سختی کا بیان

۱۷۸۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَامِنْ أَمِيْرِ عَشَرَةٍ إِلَّا يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَغْلُوْلًا، لَا يَفُكُّهُ إِلَّا الْعَدْلُ، أَوْيُوْبِقُهُ الْجَوْرُ)).

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "دس آدمیوں کے امیر کو بھی قیامت کے روز اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ جکڑا ہوا ہو گا' اس کا عدل و انصاف اس کو آزاد کرائے گا یا اس کا ظلم و ستم اس کو ہلاک کر دے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۱۔ احمد (۲/ ۴۳۱)' ابو یعلی (۲۶۲۹)' بیہقی (۱۰/ ۹۶)' ابن الجارود (۵۱۵)

فوائد: جنھوں نے مملکتوں کی مملکتوں اور ان کے کروڑوں باشندوں کو داؤ پر لگا رکھا ہے' ان کا کیا حشر ہو گا۔

۱۷۸۱: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَامِنْ رَجُلٍ يَلِي أَمْرَ عَشَرَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، إِلَّا أَتَى اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. مَغْلُوْلًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدَهُ

سیدنا ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی دس افراد کے معاملات کی ذمہ داری سنبھالتا ہے' وہ روزِ قیامت اللہ تعالی کے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی

إِلَى عُنُقِهِ، فَكَّهُ بِرُّهُ، أَوْ أَوْبَقَهُ إِثْمُهُ، أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَأَوْسَطُهَا نَدَامَةٌ، وَآخِرُهَا خِزْيٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٣٤٩]

گردن تک جکڑے ہوں گے۔ اس کی نیکی اس کو آزاد کرائے گی یا اس کی برائی اس کو ہلاک کر دے گی۔ (اس امارت کی) ابتدا میں ملامت' درمیان میں ندامت اور آخر میں یعنی قیامت کے روز رسوائی ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۔ احمد (۵/ ۲۶۷)' طبرانی فی الکبیر (۷۷۲۴)' وفی الشامیین (۱۵۸۰)' باختلاف فی السند۔

فوائد: موجودہ دور میں اس حدیث کا حصہ سمجھنا آسان ہو گیا ہے' جب ایک حکمران امارت سنبھالتا ہے تو اس ملک کے کتنے باشندے اسے ملامت کرتے ہیں' سارے کے سارے مخالفین اور موافقین میں سے بھی کئی افراد اس پر سب وشتم کرتے ہیں۔ جب وہ عہدہ اس سے چھن جاتا ہے یا الیکشن میں وہ ہار جاتا ہے تو اسے جس حسرت وندامت اور شرمندگی و پشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے' کوئی زبان اس کو تعبیر نہیں کر سکتی اور امارت کے مکمل تقاضے پورے نہ کرنے کی وجہ سے آخرت میں بھی رسوائی و ناکامی کا خطرہ ہوتا ہے۔

تحريم الخبة على الأمير الفاش

دھوکے باز حکمران پر جنت حرام ہے

١٧٨٢: عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: عَادَ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، قَالَ مَعْقِلٌ: أَنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَاحَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة: ٢٦٣١]

حسن کہتے ہیں کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ مزنی مرض الموت میں مبتلا تھے' عبید اللہ بن زیاد ان کی تیمار داری کرنے کے لئے آئے۔ سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی' اگر مجھے پتہ ہوتا کہ میں زندہ رہوں گا تو تجھے بیان نہ کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی رعیت کی رکھوالی جس آدمی کے سپرد کر دے اور وہ انہیں دھوکہ دیتے ہوئے مر جائے تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۳۱۔ بخاری (۷۱۵۰)' مسلم (۱۴۲)' احمد (۵/ ۲۵)

فوائد: جو حاکم یا امیر اپنی رعایا سے خیانت کرتا ہے' ان پر ظلم کرتا ہے' ان کے حقوق پورے نہیں کرتا اور ان سے ناجائز ٹیکس لیتا ہے تو وہ جنت سے محروم رہتا ہے۔

جزاء السيئة

برائی کی سزا کا بیان

١٧٨٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوْعًا: ((مَانَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ قَطُّ، إِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ، وَمَاظَهَرَتْ فَاحِشَةٌ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ، وَلَا

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قوم عہد توڑتی ہے' اس میں قتل عام ہو جاتا ہے۔ جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے' اللہ تعالیٰ اس پر موت مسلط کر دیتا ہے اور جو قوم زکوۃ ادا نہیں کرتی' اللہ تعالیٰ اس سے

مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ، إِلَّا حَبَسَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْقَطْرَ)). [الصحيحة:۱۰۷]

بارش روک لیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۷۔ حاکم (۲/ ۱۲۶)' بیہقی (۳/ ۳۴۶)

ذنب التفريق من الجماعة

جماعت سے الگ ہونے کا گناہ

۱۷۸٤: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ، فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ، أَوْ يَدْعُوْ إِلَى عَصَبَةٍ، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً، فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِيْ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا، وَلَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا، وَلَا يَفِيْ لِذِيْ عَهْدٍ عَهْدَهُ، فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ)). [الصحيحة:۹۸۳]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حکمران کی اطاعت ترک کر دی اور جماعت سے مفارقت اختیار کر لی اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت والی موت مرے گا۔ جس نے اندھادھند جھنڈے کے نیچے لڑائی کی' عصبیت کی بنا پر غصے میں آیا' عصبیت کی طرف دعوت دی اور عصبیت کی بنا پر مدد کی اور قتل ہو گیا تو وہ بھی جاہلیت والی موت مرے گا اور جو میری امت پر بغاوت کرتے ہوئے نکلا' نیکوکاروں اور بدکاروں کو قتل کرتا گیا' مومن سے کنارہ کشی نہ کی اور عہد والے کا عہد پورا نہ کیا تو وہ مجھ سے نہیں ہے اور میں اس سے نہیں ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۳۔ مسلم (۱۸۴۸)' نسائی (۴۱۱۹)' احمد (۲/ ۳۰۶' ۴۸۸)

فوائد: جو آدمی امام کی اطاعت ترک کر دیتا ہے' اسلامی جماعت سے دور بدک جاتا ہے اور اہل اسلام کے اتفاق و اتحاد کی مخالفت کرتا ہے اور اسی حالت میں مر جاتا ہے تو وہ اسی ہیئت و حالت میں مرتا ہے' جس پر دورِ جاہلیت میں مرنا تھا' کیونکہ اس وقت بھی شتر بے مہار تھا اور اب بھی ہے۔ اس دور میں خاندانی عصبیت اور قبائلی انانیت عروج پر ہے' اللہ تعالیٰ کے نام پر دوستی و یاری عنقا ہو چکی ہے۔ سیاستوں کے چکر ہیں' قومیتوں کے چکر ہیں' تعلقاتِ قدیمہ کے چکر ہیں' جھوٹی محبتوں کے دعوے ہیں۔ ان چکروں میں پڑ کر اور حق و باطل کو پس پشت ڈال کر تیر و کمان کا تبادلہ ہوتا ہے' برس ہا برس قطع تعلقی میں گزر جاتے ہیں' مسلمانوں کے بعض خاندانوں میں عداوت و کدورت وہ مقام حاصل کر چکی ہے کہ دشمن بھی اس کے سامنے شرما جائے۔

۱۷۸٥: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ خَلَعَ يَدَهُ مِنْ طَاعَةٍ، لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)). [الصحيحة: ۹۸٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (حکمران کے جائز کاموں میں) اطاعت سے ہاتھ اٹھا لیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۴۔ مسلم (۱۸۵۱)' ابو عوانۃ [۴/ ۶۹' ۷۰۴]' بھذ اللفظ' احمد (۲/ ۸۳)' حاکم (۱/ ۷۷' ۱۷۷)' بمعناہ۔

فوائد: اگر مسلمانوں کی جماعت موجود ہو تو اس میں شامل ہونا اور اس کے حاکم کو اپنا امیر تسلیم کر کے اس کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اسلامیوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ قوانین وضوابط میں پابند ہو کر پروان چڑھنے والی قوم انتظام و انصرام سے یکسر ناواقف ہو چکی ہے۔ فَاَلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکیٰ۔

ذنب القتال علی العصبية و العمية

عصبیت اور بغیر سوچے سمجھے لڑنے کا گناہ

۱۷۸٦: عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَدْعُوْ عَصَبِيَّةً، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ)). [الصحيحة:٤٣٣]

سیدنا جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اندھا دھند جھنڈے کے نیچے قتل ہوا، جہاں اس نے عصبیت کے لئے پکارا یا عصبیت کی بنا پر مدد کی، تو اس کا قتل ہونا جاہلیت والا ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۸۹۔ نسائی (۴۲۰۹)، بیہقی فی السنن (۱۰/ ۱۱۱)، فی الشعب (۷۴۰۲)، احمد (۲/ ۷۰)، ابو داؤد (۲۹۳۲)، عن طریق آخر۔

فوائد: ہمیں اسلام کے نام پر زندہ رہنا چاہئے، ہماری محبتیں اور نفرتیں اسلام کے نام پر ہوں، ہماری صلہ رحمی اور قطع تعلقی اسلام کے نام پر ہو، ہم اپنے بھائی سے سب سے پہلے اسلام کے نام پر محبت کریں پھر اپنے والدین کا بیٹا ہونے کی وجہ سے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی دلیری و بہادری اور قوت وقدرت کا اظہار دشمنانِ اسلام کے سامنے کریں، نہ کہ اپنے ہمسائیوں اور محلے والوں کے سامنے، تاکہ ہم اسلام کی موت مریں، نہ کہ جاہلیت والی، جو قبولیتِ اسلام سے پہلے مرنی تھی۔

اهمية وزير الصالح

نیک وزیر کی اہمیت

۱۷۸۷: عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّتِي [عَائِشَةَ] تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ عَمَلًا فَأَرَادَ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا، جَعَلَ لَهُ وَزِيْرًا صَالِحًا، إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ)) [الصحيحة:٤٨٩]

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنی پھوپھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی کام کا ذمہ دار بنا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کر رکھا ہو تو وہ اس کو ایک نیک وزیر عطا کرے گا کہ اگر وہ بھول گیا تو وہ اسے یاد کرائے گا اور اگر اسے یاد رہا تو وہ اس کی مدد کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۸۹۔ نسائی (۴۲۰۹)، بیہقی فی السنن (۱۰/ ۱۱۱)، فی الشعب (۷۴۰۲)، احمد (۲/ ۷۰)، ابو داؤد (۲۹۳۲)، عن طریق آخر۔

فوائد: متقی و پرہیزگار وزیر و مشیر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتا ہے جو حکمران کو ضلالت و گمراہی سے بچاتا ہے۔

باب: سبب نزول آية (وحسن اولئك رفيقا)

باب: (اور وہی بہترین رفیق ہیں) آیت کا شان نزول

١٧٨٨: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِيْ وَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَّلَدِيْ، وَإِنِّيْ لَأَكُوْنُ فِي الْبَيْتِ فَأَذْكُرُكَ فَمَا أَصْبِرُ حَتّٰى آتِيَكَ، فَأَنْظُرَ إِلَيْكَ وَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِيْ وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ، وَإِنِّيْ إِذَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيْتُ أَنْ لَا أَرَاكَ؟ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا (النساء: ٦٩)﴾[الصحيحة:٢٩٣٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہیں' آپ مجھے میرے اہل سے زیادہ پیارے ہیں اور آپ مجھے میرے بیٹے سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپ مجھے یاد آتے ہیں تو مجھ سے صبر نہیں ہو پاتا' حتی کہ آپ کے پاس آ جاتا ہوں اور آپ کا دیدار کر کے (سکون پا لیتا ہوں)۔ لیکن جب مجھے اپنی موت یاد آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو انبیاء کے ساتھ (بلند مرتبوں پر) فائز ہو جائیں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا؟ نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا' حتی کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے: ﴿اور جو لوگ اللہ تعالی اور رسول کا کہنا مانے وہ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن کو اللہ تعالی نے سرفراز کیا یعنی پیغمبر اور صدیق اور شہید اور نیکوں کے ساتھ' اور ان لوگوں کا ساتھ اچھا ساتھ ہے﴾ (سورۂ نساء: ۶۹)

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۳۳۔ طبرانی فی الاوسط (۴۸۰)' الصغیر (۱/ ۲۶)

فوائد: یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فکر تھی' جنھوں نے دنیا میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار تو کر لیا' لیکن جنت میں پہنچ کر آپ ﷺ کا دیدار کرنے یا نہ کرنے کی فکر پڑ گئی۔ اللہ تعالی نے ان کو تسلی دلائی اور بعد میں آنے والوں کے لئے ایک قانون پیش کر دیا کہ اگر کسی کو آپ ﷺ کا دیدار کرنے کی خواہش ہے تو وہ آپ ﷺ کی پیروی کرے۔

باب: اصل قولهم والتابعين لهم باحسان

باب: بھلائی کے ساتھ ان (صحابہ) کی پیروی کرنے والے اس قول کی اصل بنیاد کا بیان

١٧٨٩: عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِابْنِ أَخٍ لَّهُ يُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا بَلْ يُبَايِعُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنَّهُ لَاهِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَيَكُوْنُ مِنَ التَّابِعِيْنَ)). [الصحيحة:٢٩٠]

سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنا ایک بھتیجا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تا کہ وہ ہجرت پر آپ ﷺ کی بیعت کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' اب صرف اسلام پر بیعت ہوگی کیونکہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۔ احمد (۳/ ۴۶۸/ ۴۶۹)' ابن ابی عاصم فی الاثار (۱۴۰۴)' طحاوی فی شرح المشکل (۲۶۱۸)

فوائد: اس کا معنی یہ ہے کہ جس شہر کو مسلمان فتح کر چکے ہوں' اس سے ہجرت کرنے کا کیا تک ہے' کیونکہ اب وہ دار السلام ہے۔ امام البانیؒ اسی حدیث کی دوسری سند کرتے ہوئے کہا: مجاشع بن مسعود کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی معبد کو رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح مکہ کے بعد لے کر گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی ہجرت پر بیعت لے لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہجرت تو مہاجرین کے لئے گزر چکی ہے۔ میں نے کہا: تو پھر کس چیز پر اسلام قبول کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام اور جہاد پر۔ [صحیحہ: ۲۹۰ کے تحت] معلوم ہوا کہ دار الکفر سے ہجرت کرنا ضروری ہے نہ کہ دار السلام سے۔

لا طاعة فی معصية الله

اللہ کی نافرمانی کرنے میں کسی کی اطاعت نہیں ہے

۱۷۹۰: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.)). [الصحيحة: ۱۸۰]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی میں (کسی خلیفہ کی) کوئی اطاعت نہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۔ احمد (۴/ ۴۲۶' ۴۲۷)' ابو داؤد الطیالسی (۸۵۰)' ابن ابی شیبۃ (۱۲/ ۵۴۵)

۱۷۹۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: أَرَادَ زِيَادٌ أَنْ يَبْعَثَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَلٰى خُرَاسَانَ، فَأَبٰى عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: أَتَرَكْتَ خُرَاسَانَ أَنْ تَكُوْنَ عَلَيْهَا؟ قَالَ: فَقَالَ: إِنِّيْ وَاللّٰهِ مَايَسُرُّنِيْ أَنْ أُصَلّٰى بَحَرِّهَا وَتُصَلُّوْنَ بِبَرْدِهَا، وَإِنِّيْ أَخَافُ إِذَا كُنْتُ فِيْ نُحُوْرِ الْعَدُوِّ أَنْ يَأْتِيَنِيْ كِتَابٌ مِنْ زِيَادٍ، فَإِنْ أَنَا مَضَيْتُ هَلَكْتُ، وَإِنْ رَجَعْتُ ضُرِبَتْ عُنُقِيْ، قَالَ: فَأَرَادَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عَلَيْهَا، قَالَ: فَانْقَادَ لِأَمْرِهٖ۔ قَالَ: فَقَالَ عِمْرَانُ: أَلَا أَحَدٌ يَدْعُوْ لِيَ الْحَكَمَ؟ قَالَ: فَانْطَلَقَ الرَّسُوْلُ، قَالَ: فَأَقْبَلَ الْحَكَمُ إِلَيْهِ۔ قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: فَقَالَ عِمْرَانُ لِلْحَكَمِ: أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.))؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ عِمْرَانُ: لِلّٰهِ الْحَمْدُ، أَوْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔

سیدنا عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زیاد نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو خراسان کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہا' لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ ان کے ساتھیوں نے انھیں کہا: کیا تجھے خراسان کی مسئولیت گوارا نہیں؟ انھوں نے کہا: بخدا! مجھے یہ بات بھلی معلوم نہیں ہوتی کہ میں لڑائیوں کی آگ میں جلتا رہوں اور تم لوگ فتح کے بعد پر سکون ہو کر پہنچ جاؤ۔ دراصل مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں دشمن کے مقابلے میں ہوں گا اور اِدھر سے زیاد کا خط پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد اگر میں آگے بڑھا تو ہلاک ہو جاؤں گا اور اگر واپس آ گیا تو میری گردن کٹ جائے گی۔ ان کے بعد زیاد نے سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا ارادہ کیا' انھوں نے اس کا حکم مان لیا۔ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا کوئی حکم کو میرے پاس بلا کر لائے گا؟ جواباً ایک قاصد گیا اور حکم ان کی طرف چل پڑا اور ان کے پاس پہنچ گیا۔ عمران رضی اللہ عنہ نے حکم رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کی جاتی؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔ عمران رضی اللہ عنہ نے

[الصحيحة: ۱۷۹]

"اَلْحَمْدُلِلّٰه" یا "اَللّٰهُ اَکْبَر" کہا۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۔ احمد (۵/ ۲۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۱۸۵)' بھذا للفظ' ولحدیث طرق۔

فوائد: جہاں صحابۂ کرام کو کوئی شبہ پڑتا تو وہ اس کام سے باز آ جانے والے تھے' جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خراسان کا عہدہ اس لئے ترک کیا' کیونکہ مجھے شبہ تھا' مثلاً ایک دن ہم اپنے دشمن کے ساتھ لڑائی کرنے کے تیار ہو جاتے ہیں' لیکن بعد میں پتہ چلے کہ اس لڑائی کا کوئی مقصد نہیں۔ تو ایسی صورت میں اگر لڑائی لڑی جائے تو پھر بھی نقصان ہے اور اگر واپس آیا جائے تو زیادقتل کرتا ہے۔

۱۷۹۲: عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثَ جَيْشًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا، وَقَالَ: أُدْخُلُوْهَا فَأَرَادَ نَاسٌ أَنْ يَّدْخُلُوْهَا، وَقَالَ الْآخَرُوْنَ: إِنَّا قَدْ فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذُكِرَذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ لِلَّذِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا: **((لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا، لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))** وَقَالَ لِلْآخَرِيْنَ قَوْلًا حَسَنًا، وَقَالَ: **((لَاطَاعَةَ [لِبَشَرٍ] فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ))**.

[الصحيحة: ۱۸۱]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا۔ اس امیر نے آگ جلائی اور کہا: اس میں داخل ہو جاؤ۔ کچھ لوگوں نے (امیر کی اطاعت کرتے ہوئے) واقعی داخل ہونے کا ارادہ کر لیا' دوسروں نے کہا: ہم نے (اسلام قبول کر کے تو) آگ سے دور بھاگنے کی کوشش کی ہے (اور اب......)۔ جب یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا گیا تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا' جو داخل ہونا چاہتے تھے: ''اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو روزِ قیامت تک وہیں ٹھہرنا پڑتا۔'' اور آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں کی تعریف کی اور فرمایا: ''اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی بشر کی اطاعت نہیں کی جاتی' اطاعت تو نیکی کے کاموں میں ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۔ بخاری (۷۲۵۷)' مسلم (۱۸۴۰)' ابو داؤد (۲۶۲۵)' نسائی (۴۲۱۰)' ابو داؤد الطیالسی (۱۰۹)

فوائد: کوئی اعلی ہو یا ادنی' حاکم ہو یا محکوم' جس کی بات بھی قرآن و حدیث کے مخالف ہوگی' اس کی کوئی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

باب: ما للخليفة من بيت المال

باب: بیت المال میں خلیفہ کے حق کا بیان

۱۷۹۳: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَفَارِيِّ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ يَوْمَ أَضْحٰى، فَقَدَّمَ إِلَيْنَا خَزِيْرَةً، فَقُلْنَا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَوْ قَدَّمْتَ إِلَيْنَا مِنْ هٰذَا الْبَطِّ وَالْوَزِّ وَالْخَيْرِ الْكَثِيْرِ! قَالَ: يَا ابْنَ زُرَيْرٍ! إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: **((لَايَحِلُّ لِلْخَلِيْفَةِ إِلَّا قَصْعَتَانِ: قَصْعَةٌ يَأْكُلُهَا**

عبداللہ بن زریر غفاری کہتے ہیں کہ ہم عید الاضحیٰ کے موقع پر سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' انھوں نے (بطورِ ضیافت) خزیرہ' قیمے اور آٹے سے تیار کیا جانے والا ایک قسم کا کھانا پیش کیا۔ ہم نے کہا: امیر المومنین! اگر آپ بطخ اور مرغابی کا گوشت پیش کر دیتے تو (بہت اچھا ہوتا)' مالِ کثیر موجود ہے۔ انھوں نے کہا: ابنِ زریر! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''خلیفہ کے لئے

هُوَ وَأَهْلُهُ، وَقَصْعَةٌ يُطْعِمُهَا)). [الصحيحة:٣٦٢]

صرف دو پیالے حلال ہیں: ایک پیالہ اس کے اور اس کے اہل کے کھانے کیلئے اور ایک کسی کو کھلانے کے لئے۔"

تخریج: الصحيحة ٣٦٢- ابن ابی الدنیا فی الورع (١٣٨)' احمد (١/ ٧٨)' ابن عاکر (٤٥/ ٣٦٩)' وفی فضائل الصحابة (١٢٤١)

فوائد: امام البانی ؒ اس حدیث پر یہ عنوان قائم کرتے ہیں: "ما للخليفة من بيت المال" یعنی: خلیفہ کا بیت المال میں کتنا حصہ ہے؟ دراصل خلیفہ عوام کا خادم ہوتا ہے' وہ لوگوں کے دین کی اصلاح کرتا ہے' وہ لوگوں کو امن مہیا کرتا ہے' جس کا صلہ وہ اللہ تعالی سے وصول کرے گا۔ آپ ﷺ نے اسے پرتکلف زندگی نہیں' بلکہ سادہ زندگی گزارنے کی رغبت دلائی۔

اثنا عشر خليفة من قريش

قریش کے بارہ خلیفوں کا بیان

١٧٩٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ عَزِيْزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)). [الصحيحة: ٣٧٦]

سیدنا جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ (خلافت والا) معاملہ بارہ خلفا تک غالب رہے گا' وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔"

تخریج: الصحيحة ٣٧٦- مسلم (٨/ ١٨٢١)' ابو داؤد (٤٢٨٠)' احمد (٥/ ٩٣' ٩٨)

فوائد: اس حدیث کی وضاحت میں مختلف قسم کی آراء پیش کی گئی ہے' کیونکہ کئی صدیوں تک قریشیوں کی خلافت جاری رہی' کئی خلفاء اور امراء گزرے۔ اب اس حدیث میں مذکورہ بارہ خلفاء سے مراد کون لوگ ہیں؟ ہر ایک نے اس حدیث کے مختلف طرق سے ثابت ہونے والے متون اور تاریخ پر نگاہ رکھ کر اپنا اپنا نظریہ پیش کیا' کچھ تفصیل یہ ہے:

(۱) اس حدیث کا مصداق یہ ہے کہ زمین کے مختلف خطوں میں یہ بارہ خلفاء ایک وقت میں ہوں گے اور پانچویں صدی ہجری میں عملی طور پر ایسے ہوا۔ اندلس میں پانچ افراد' جن میں ہر کوئی خلیفہ ہونے کا دعوی کرتا تھا' اُدھر مصر کا خلیفہ' بغداد میں عباسیوں کا خلیفہ اور اس کے ساتھ مختلف علاقوں میں علویوں اور خوارج کے خلفاء تھے۔

(۲) اس سے مراد بنوامیہ کے بارہ خلفا ہیں' بشرطیکہ ان میں صحابہ کو شمار نہ کیا' اس اعتبار سے پہلا خلیفہ یزید بن معاویہ اور آخری مروان حمار تھا' یہ کل تیرہ بنتے ہیں۔ اگر مروان بن حکم کا شمار اس بنا پر نہ کیا جائے کہ ان کی صحبت میں اختلاف ہے یا وہ زبردستی قابض ہو گئے تھے۔ بنوامیہ کے دور حکومت کے بعد فتنوں اور لڑائیوں کا دور شروع ہو گیا۔

(۳) یہ بارہ خلفاء امام مہدی کے بعد ہوں گے' جو آخری زمانے میں حضرت عیسی ؑ سے پہلے تشریف لائیں گے۔

(۴) اس سے مراد وہ درج ذیل بارہ خلفاء ہیں جن پر لوگ متحد ہو گئے تھے: (۱) سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ (۲) سیدنا عمر فاروق ﷺ (۳) سیدنا عثمان بن عفان ﷺ (۴) سیدنا علی بن ابو طالب ﷺ (۵) سیدنا معاویہ ﷺ (۶) یزید بن معاویہ (۷) عبد الملک بن مروان (۸) ولید بن عبد الملک (۹) سلیمان بن عبد الملک (۱۰) عمر بن عبد العزیز (۱۱) یزید بن عبد الملک (۱۲) ہشام بن عبد الملک (۱۳) ولید بن یزید بن عبد الملک۔

(۵) سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ سے عمر بن عبد العزیز تک کل چودہ خلفا گزرے' ان میں دو کی نہ ولایت درست تھی اور نہ مدت لمبی تھی اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان بن حکم ہیں۔ ان میں سے اکثر خلفاء اپنے عہدِ خلافت میں ہر اعتبار سے تقریبا منظم رہے' اگرچہ قابل جرح

امور بھی منظر عام پر آئے، لیکن وہ مثبت پہلوؤں کی نسبت شاذ و نادر تھے۔ (فتح الباری: ۲۲۲/۷ کے تحت)

١٧٩٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((لَایَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَابَقِیَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ)). [الصحيحة: ٣٧٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تک دو آدمی بھی باقی رہیں گے، یہ (امارت والا) معاملہ قریش میں رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۷۵۔ بخاری (۳۵۰۱)، مسلم (۱۸۲۰)، احمد (۲۹۲/ ۹۳)، ابو داؤد الطیالسی (۱۹۵۶)

باب: الامراء المستبدون

باب:

١٧٩٦: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِیْ سُفْيَانَ مَرْفُوْعًا: ((يَكُوْنُ أُمَرَاءُ فَلَایُرَدُّ عَلَيْهِمْ [قَوْلُهُمْ] يَتَهَافَتُوْنَ فِی النَّارِ، يَتْبَعُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا)). [الصحيحة: ١٧٩٠]

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے امراء بھی ہوں گے کہ (ان کی ہیبت کی وجہ سے) ان کی بات کو رد نہیں کیا جا سکے گا، وہ آگ میں بزور گھسیں گے اور وہ ایک دوسرے کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۰۔ ابو یعلی (۷۳۷۳)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۳۴۱)، طبرانی فی الاوسط (۵۳۰۷) مختصراً۔

الخليفة يحثو المال حثوا

خلیفہ چلو بھر بھر مال تقسیم کرے گا

١٧٩٧: عَنْ أَبِیْ نَضْرَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: يُوْشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ لَایُجْبٰی إِلَيْهِمْ قَفِيْزٌ وَّلَا دِرْهَمٌ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُوْنَ ذَاكَ، ثُمَّ قَالَ: يُوْشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَّایُجْبٰی إِلَيْهِمْ دِيْنَارٌ وَّلَا مُدٌّ قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّوْمِ يَمْنَعُوْنَ ذَاكَ، قَالَ: ثُمَّ أَمْسَكَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُوْنُ فِیْ آخِرِ أُمَّتِیْ خَلِيْفَةٌ يَحْثُوا الْمَالَ حَثْوًا، لَايَعُدُّهُ عَدًّا)) قَالَ: قُلْتُ لِأَبِیْ نَضْرَةَ وَأَبِی الْعَلَاءِ: أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ؟ فَقَالَا: لَا [الصحيحة: ٣٠٧٢، ٤٠٠١]

ابونضرہ کہتے ہیں: ہم سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انھوں نے کہا: قریب ہے کہ اہل عراق کی طرف قفیز اور درہم کی درآمد رک جائے۔ ہم نے کہا: اب یہ چیزیں کہاں سے لائی جا رہی ہیں؟ انھوں نے کہا: عجم کی طرف سے، (ایک وقت آئے گا کہ) وہ روک لیں گے۔ پھر کہا: قریب ہے کہ اہل شام کی طرف دینار اور مدّ کی درآمد رک جائے۔ ہم نے کہا: اب یہ چیزیں کہاں سے منتقل کی جا رہی ہیں؟ انھوں نے کہا: روم سے (ایک وقت آئے گا کہ) وہ روک لیں گے۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کے لئے بات کرنے سے رک گئے اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے آخر میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مال کے چلو بھرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔'' میں نے ابونضرہ اور ابو علاء سے کہا: تمھارا کیا خیال ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز ہو سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۷۲، ۴۰۰۱۔ احمد (۳/ ۳۱۷)، مسلم (۲۹۱۳)، ابن حبان (۶۶۸۲)، حاکم (۴/ ۴۵۴)

❀❀❀

(۱۳) الزكاة والسخاء والصدقة والهبة

زکوۃ' سخاوت' صدقہ' ہبہ

باب: من الكبائر التروب بعد الهجرة ونحوه التعزب

باب:

١٧٩٨: عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((ابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَالصَّدَقَةُ عَنْ ظَهْرِ غِنًى)). [الصحيحة:٢٢٤٣]

سیدنا حکیم بن حزام ﷺ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جن افراد کی کفالت کا تو ذمہ دار ہے' ان کے ساتھ ابتداء کر اور صدقہ تو مالِ کفالت (اور بے نیازی) کے بعد ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۳۔ طبرانی فی الکبیر (۵۶۳۶)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۰۷)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں اہل وعیال کی اولیت وفوقیت اور عفت وقناعت کا بیان ہے۔ شریعت نے ہمیشہ لوگوں کی مصلحت کو مقدم رکھا ہے۔ بیوی بچوں اور والدین کی کفالت کرنا فرض ہے' جبکہ دوسرے افراد پر صدقہ کرنا نفلی عبادت ہے' شریعت نے اس باب میں فرض کو نفل پر مقدم کیا ہے۔ اسی طرح شریعت نے انسان کو فقر وفاقہ سے بچانے کے لئے اس پر یہ وضاحت کی کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو تونگری اور بے نیازی کے بعد ہو۔ ہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ بسا اوقات حالات وواقعات کو دیکھ کر گھر کا سارا مال صدقہ کرنا پڑ جائے تو اللہ تعالی پر بھروسہ کر کے یہ اقدام بھی کرنا چاہئے' جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ نے کیا تھا۔ لیکن عوام الناس نے اس موضوع کی احادیث سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اہل وعیال کی کفالت سے انتہائی تکلفات پر مشتمل زندگی مراد لی ہے۔ ایک دن میں ایک بھائی سے اس موضوع پر بات کر رہا تھا کہ ٹھیک ہے کہ آپ بال بچے دار ہیں لیکن آپ کے والدین کے بھی تو آپ پر حقوق ہیں' آپ ان کے بارے میں غفلت اور لاپرواہی کا شکار کیوں ہیں' حالانکہ آپ کی معقول آمدنی ہے؟ انھوں نے جواباً گھر کے اخراجات کی فہرست پڑھنی شروع کر دی' میں نے مختلف آیات واحادیث کی روشنی میں کچھ کہنا چاہا' لیکن بے سود۔ تو اس حدیث کا یہ مطلب نہیں جو عام لوگوں نے سمجھ لیا ہے' صدقہ وخیرات مسلمان کی زندگی کا اہم ترین جزو ہے' جس کو پورا کرنے کے لئے خلوص اور جذبے کی ضرورت ہے' بھاری آمدنی کی نہیں' ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کی اہم ضروریات پر توجہ دھریں اور دوسرے مسلمانوں کے حقوق سے غفلت مت برتیں۔ مسئلہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ عام نفلی ومستحب صدقہ وخیرات سے قبل اہل خانہ کا خیال رکھنا چاہئے' نہ کہ اپنی آمدنی اور کمائی کی اصل غرض وغایت بیوی بچوں کے اعلی سے اعلی معیار کو سمجھنا چاہئے۔

بیان صدقة الفطر

صدقہ فطر کا بیان

۱۷۹۹: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صَعِيْرٍ۔ أَوْ عَنْ ثَعْلَبَةَ۔ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَدُّوْا صَاعاً مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ، وَصَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ)). [الصحيحة: ۱۱۷۷]

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر یا ثعلبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آزاد اور غلام اور چھوٹے بڑے کی طرف سے ایک صاع گندم (جو دو آدمیوں کی طرف سے ادا کیا جائے گا) کا' یا ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع جو کا (بطور صدقۂ فطر) ادا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۷۷۔ احمد (۵/ ۴۳۲)' دار قطنی (۲/ ۱۵۰)' ابو داؤد (۱۶۱۹' ۱۶۲۱)

فوائد: ''صدقہ فطر'' سے مراد وہ مخصوص صدقہ ہے جو ماہ رمضان کے اختتام پر ہر مسلمان کی طرف سے نماز عید سے پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ صاع ایک پیمانے کا نام ہے' جس کا وزن 2.100 کلو گرام کے برابر ہوتا ہے' تخمینی طور پر اڑھائی کلو بتایا جاتا ہے۔ یہ صدقہ صرف مسلمانوں پر فرض ہے' کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ''من المسلیمن'' کے الفاظ بھی ہیں۔ گندم میں سے پورا یا نصف صاع صدقہ فطر دیا جائے گا؟ یہ صحابہ کرام میں بھی ایک مختلف فیہ مسئلہ تھا۔ جب سیدنا امیر معاویہ ﷺ حج یا عمرے کے موقع پر مکہ مکرمہ تشریف لائے' تو لوٹنے سے پہلے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: میرا خیال ہے کہ شام کی گندم کا نصف صاع (قیمت میں) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے' لہذا آئندہ گندم کا نصف صاع ادا کیا کریں گے۔ لیکن سیدنا ابوسعید خدری ﷺ کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اسی طرح (ایک صاع) ہی ادا کرتا رہا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا۔ [مسلم] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گندم کا نصف صاع سیدنا امیر معاویہ ﷺ کا اپنا اجتہاد تھا۔ لیکن امام البانی ؒ کی نقل کردہ مذکورہ بالا حدیث نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ گندم میں سے واقعی نصف صاع ہی ادا کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

۱۸۰۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَدُّوْا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے کا ایک صاع ادا کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۷۹۔ بیہقی (۴/ ۱۶۷)' ابو نعیم فی الحیلۃ (۳/ ۱۲/ ۶/ ۲۶۲)

فوائد: اس حدیث میں صدقہ فطر کا ہی ذکر ہے' جس کی تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے۔ امام البانی ؒ نے کہا: سابقہ حدیث کی تخصیص کی وجہ سے اس حدیث کا تعلق گندم کے علاوہ دوسری اجناس سے ہے۔ [صحیحہ: ۱۱۷۹ کے تحت]

اذا وصل المال اليل من غير مسئلة فاقبله

جب مال بغیر سوال کے مل جائے تو قبول کرے

۱۸۰۱: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ [عَنْ أَبِيْهِ] قَالَ: كَانَ رَجُلٌ فِي أَهْلِ الشَّامِ مَرْضِيًا، قَالَ لَهُ عُمَرُ: عَلٰى مَا يُحِبُّكَ أَهْلُ الشَّامِ؟ قَالَ: أُغَازِيهِمْ وَأُوَاسِيهِمْ،

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اہلِ شام کا ایک پسندیدہ آدمی تھا' سیدنا عمر ﷺ نے اس سے پوچھا: کس صفت کی بناء پر اہلِ شام تجھ سے محبت کرتے ہیں؟ اس نے کہا: میں ان کے

قَالَ فَعُرِضَ عَلَيْهِ عُمَرُ عَشْرَةَ الآفٍ، قَالَ: خُذْهَا وَاسْتَعِنْ بِهَا فِي غَزْوِكَ، قَالَ: إِنِّي عَنْهَا غَنِيٌّ، قَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَرَضَ عَلَيَّ مَالًا دُونَ الَّذِي عَرَضْتُ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ لِي، قَالَ: ((إِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالًا لَمْ تَسْأَلْهُ، وَلَمْ تَشْرَهُ إِلَيْهِ نَفْسُكَ فَاقْبَلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقُ اللّٰهِ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة:١١٨٧]

ساتھ مل کر جہاد کرتا ہوں اور ان سے ہمدردی کرتا ہوں۔ سیدنا عمر ﷺ نے اسے دس ہزار (دینار) دیئے اور کہا: یہ لے لے اور ان کو اپنے غزووں میں استعمال کر۔ اس نے کہا: مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ آپ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اس سے کم مال پیش کیا تھا جو میں نے تجھ پر کیا اور میں نے وہی بات کہی جو تو نے کہی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی تجھے کوئی مال عطا کرے جبکہ تو نے وہ کسی سے نہ مانگا ہو اور نہ اس کا حریص بنا ہو تو قبول کر لیا کر، کیونکہ وہ تو اللہ کا رزق ہوتا ہے جو وہ تجھے عطا کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۸۷۔ حاکم (۳/ ۲۸۶)، بیہقی (۶/ ۱۸۴)، ابو نعیم فی اخبار اصبہان (۱/ ۲۲۸)

فوائد: حدیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کناں ہے کہ انسان کی نگاہ دوسرے کے مال و دولت پر نہیں لگی رہنی چاہئے، اسے حرص و طمع سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہئے، ہاں اگر کسی لالچ کے بغیر اللہ تعالی اس کے لئے رزقِ وسیع کے اسباب پیدا کر دیتا ہے، تو وہ اللہ تعالی کا فضل و کرم سمجھ کر اسے قبول کر لے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (شرف المؤمن صلاته بالليل وعزه استغناؤه عما في ايدى الناس۔) [صحیحہ: ۱۹۰۳] یعنی: مومن کا شرف اس میں ہے کہ وہ رات کو نماز پڑھے اور اس کی عزت اس میں ہے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے پرواہ ہو جائے۔

انفاق المال على اهله اولا

پہلے مال کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا

١٨٠٢: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَعْطَى اللّٰهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ)). [الصحيحة:٢٠٦٨]

سیدنا جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی کسی کو مال عطا کرے تو وہ اسے اپنے اور اپنے گھر والوں سے خرچ کرنا شروع کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۸۔ مسلم (۱۸۲۲)، ابو عوانۃ (۴/ ۴۰۰)، احمد (۴/ ۸۶، ۸۷)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ کا وہی مفہوم ہے جو اس باب کی پہلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ انسان اپنی آمدنی سے سب سے پہلے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے اخراجات کا بندوبست کرے، پھر صدقہ و خیرات کے لئے دوسرے لوگوں کا انتخاب کرے، لیکن اپنے اخراجات سے مراد پرتکلف زندگی نہیں ہے۔

انفاق المال على اهله صدقة

اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

١٨٠٣: عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة: ٧٢٩]

سیدنا ابو مسعود بدری ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۲۹۔ بخاری (۵۵)' نسائی (۲۵۴۶)' ابو داؤد الطیالسی (۶۱۵)

فوائد: اہل وعیال پر خرچ کرنا ان کے سربراہ کا فریضہ ہے' جب وہ اس نیت سے ان کے مطالبے پورے کرے گا کہ اللہ تعالی نے میری یہ ذمہ داری لگائی ہے' تو نہ صرف ان کے بال بچوں کو سکون ملے گا' بلکہ اسے بھی اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔ البتہ اس بات کا ہے کہ ہماری روزمرّہ زندگی کے اکثر افعال واعمال شریعت کے آئینہ دار ہوتے ہیں' لیکن انہیں ہم اپنی زندگی کا معمول سمجھ کر سرانجام دیتے ہیں۔ ہمارا ذہن ان کے نیکی ہونے کی طرف منتقل نہیں ہوتا' بلکہ ان کی حیثیت معاشرے کے ایک رواج سے زیادہ نہیں رہتی۔

انصال المال من غیر مسالة رزق اللّٰه

بغیر سوال کے مال کا ملنا اللہ کا رزق ہے

۱۸۰٤: عَنْ قَبِيصَةَ بْنُ ذُؤَيْبٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَعْطٰى [ابْنَ] السَّعْدِيَّ أَلْفَ دِينَارٍ، فَأَبٰى أَنْ يَّقْبَلَهَا وَقَالَ: أَنَا عَنْهَا غَنِيٌّ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنِّي قَائِلٌ لَّكَ مَاقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((إِذَا سَاقَ اللّٰهُ إِلَيْكَ رِزْقاً مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، وَلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَخُذْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعْطَاكَهُ)). [الصحيحة:١٣٢٤]

قبیصہ بن ذؤیب کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابن سعدی کو ایک ہزار دینار دینے چاہے' لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: میں تجھے وہی بات کہوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہی تھی کہ ''جب اللہ تعالی تجھے کوئی مال عطا کرے' جبکہ تو نے نہ کسی سے سوال کیا اور نہ اس کے لئے حرص وطمع رکھی ہو' تو وہ قبول کر لیا کر' کیونکہ اللہ تعالی نے تجھے عطا کیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۴۔ ابن حبان (۳۴۰۳)

فوائد: ملاحظہ فرمایئے حدیث نمبر ۱۸۰۱ کے فوائد۔

لا تصدق المرأة الا باذن زوجها

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرلے

۱۸۰٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، لَمْ تُجْزِ عَطِيَّتُهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ)). [الصحيحة: ٢٥٧١]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مرد (بذریعۂ نکاح) کسی عورت کا مالک بن جاتا ہے تو خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا عطیہ دینا جائز نہیں ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۱۔ ابو داؤد الطیالسی (۲۲۶۷)' بیھقی فی السنن (۶/ ۶۰)' والمعرفۃ (۳۶۵۴)' بھذا اللفظ۔

فوائد: یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مال و دولت میں تصرّف نہیں کر سکتی۔ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے سال اپنے خطبہ میں فرمایا: (لاتنفق امرأة شيئا من بيت زوجها الا باذن زوجها۔) قيل: يارسول الله! ولاالطعام؟ قال: (ذلك من افضل اموالنا۔) (ترمذی' ابن ماجہ) یعنی: کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کسی کو کھانا بھی نہیں دے سکتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہمارے افضل (اور قیمتی) اموال میں سے ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کے صلاح ومشورے کے بعد کسی کو کوئی چیز دے' لیکن جس چیز کے بارے میں عورت کو علم ہو کہ اگر اس کو خرچ کر بھی دیا جائے تو خاوند کچھ نہیں کہے گا یا موجود

ہونے کی صورت میں وہ اجازت دے دے گا، تو ایسا مال خرچ کرنے کی اسے اجازت ہو گی۔

اهمية استغناء الناس

لوگوں سے بے نیاز ہونے کی اہمیت

١٨٠٦: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((اِسْتَغْنُوا عَنِ النَّاسِ وَلَوْ بِشَوْصِ السِّوَاكِ)). [الصحيحة: ١٤٥٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے غنی (اور بے پرواہ) ہو جاؤ، اگرچہ مسواک ملنے کے ساتھ۔''

تخريج: الصحيحة ١٤٥٠- البزار (الكشف ٩١٣)، والبحر (٤٨٢٤)، طبرانى فى الكبير (١٢٢٥٧)، الضياء فى المختارة (١٠/ ١٧٦)

اى الصدقة افضل

کون سا صدقہ افضل ہے

١٨٠٧: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جَهْدُ الْمُقِلِّ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)). [الصحيحة: ٥٦٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کم مایہ آدمی کی محنت کا صدقہ افضل ہے اور جن افراد کی کفالت کا تو ذمہ دار ہے، ان کے ساتھ ابتداء کر۔''

تخريج: الصحيحة ٥٦٦- النبوى فى حديث ابى الجهم العلاء بن موسى (٢/ ٢)، حميدى (١٢٧٦)، وابن عدى فى الكامل (٣/ ١٠٨٥)، من طريق آخر باختلاف۔

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ [سورۂ ملک: ٢] ـ ''(وہ اللہ) جس نے موت و حیات کے (نظام کو) پیدا کیا تا کہ تم (انسانوں) کو آزمائے کہ تم میں کون ہے جو اچھے عمل کرے گا۔ دراصل اللہ تعالیٰ کی قدر دان نگاہ سب سے پہلے عمل کے حسن پر پڑتی ہے اور پھر عمل کی کثرت پڑ، وگرنہ کثرتِ عمل رائیگاں ہو جاتی ہے۔ ایک غریب آدمی ہے، محنت و مشقت کر کے معمولی مقدار میں مال و دولت اکٹھی کی اور بمشکل اپنے اخراجات پورے کر کے اس کی انتہائی معمولی مقدار اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس تڑپ سے خرچ کی کہ اس کا نام بھی صدقہ کرنے والوں کی فہرست میں آ جائے۔ ایسے آدمی کے عمل کی قدر بہر حال ایک امیر زادے کے عمل سے زیادہ ہے، جو نعمتوں کی فراوانیوں کے ماحول میں پالا پوسا گیا ہو اور وہ اپنی آمدن کا کچھ حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دے۔ بات اس جذبے کی ہے کہ جو اس صدقے کے پس منظر میں ہے

افضل الصدقة المنيحة

دودھ دینے والے جانور کا عطیہ سب سے افضل ہے

١٨٠٨: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الْمَنِيحَةُ، تَغْدُوا بِعِسَاءٍ، وَتَرُوحُ بِعِسَاءٍ)). [الصحيحة: ٢٥٨٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''(دودھ والا جانور) بطورِ عطیہ دینا افضل صدقہ ہے، جو صبح کو ایک پیالہ دودھ کا دے اور ایک شام کو۔''

تخريج: الصحيحة ٢٥٨٧- الخطابى فى غريب الحديث (١٠٦/ ٢)، الحميدى (١٠٦١)، بخارى (٢٦٢٩)، مسلم (١٠١٩)، احمد (٢/ ٢٤٢)، باختلاف يسير۔

فوائد: یہ بھی صدقہ کی ایک قسم ہے، دراصل اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رزق دینے کے دو انداز اختیار کئے ہیں: (۱) براہِ راست

رزق دینا' یعنی ایسے اسباب مہیا کرنا' جن کی بنا پر بندہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے بغیر اپنی روزی کا اہتمام کر لیتا ہے اور (۲) کسی کے لئے محض یہ سبب ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے یا لوگ اس پر از خود صدقہ کر دیں۔ وہ لوگ کتنے سعادت مند ہیں جو اللہ تعالی سے اسبابِ رزق وصول کرنے کے بعد اس کی آزمائش پر پورے اترتے ہیں اور ان لوگوں کی فکر کرتے ہیں' جن کو اللہ تعالی نے اسبابِ روزی سے محروم رکھا ہوا ہے۔ کسی شخص کو مستقل طور پر جانور دینے کے اجر و ثواب کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اربعون خصلة اعلاها منيحة العنز' ما من عامل يعمَل بخصْلة منها رجاءَ ثوابها وتصديقَ موعودها الا ادخله الله بها الجنة۔) [بخاری] یعنی: چالیس خصلتیں ہیں' ان میں سب سے اعلیٰ' بکری کا دودھ پینے کے لئے دے دینا ہے۔ جو عامل بھی ان میں سے کسی ایک خصلت پر' ثواب کی امید پر اور اللہ تعالی کی طرف سے کئے گئے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے عمل کرتا ہے' تو اللہ تعالی اسے ضرور جنت میں داخل فرماتا ہے۔

۱۸۰۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ: ((أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ [لَادرلهم] نَاقَةً [مِنْ إِبِلِهِ] تَغْدُوْ بِعِسٍ وَتَرُوْحُ بِعِسٍ؟ إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيْمٌ)). [الصحيحة:۳۶۰۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (حدیث کو نبی ﷺ سے) روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ''کیا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو کسی اہل خانہ' جن کے پاس دودھ نہیں ہے' کو اونٹنی بطورِ عطیہ دے دے' جو صبح کو ایک بڑا پیالہ دودھ کا دے اور ایک شام کو؟ بلاشبہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۶۰۱۔ مسلم (۱۰۱۹)' احمد (۲/ ۲۴۲)' ابو یعلی (۶۲۶۸)' المروزی فی زوائد علی الزهد ابن وانظر الحديث السابق' المبارك (۷۸۰)

ابساط اليد في الخير

خیر کے کاموں میں ہاتھوں کا پھیلانا

۱۸۱۰: عَنْ أَسْوَدَ بْنُ أَصْرَمَ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِي، قَالَ: ((امْلِكْ يَدَكَ وَفِي رِوَايَةٍ: لَاتَبْسُطْ يَدَكَ إِلَّا إِلَى خَيْرٍ)). [الصحيحة: ۱۵۶۰]

سیدنا اسود بن اصرم محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھ۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''ہاتھ کو نہ پھیلا' مگر خیر و بھلائی کی طرف۔''

تخریج: الصحيحة ۱۵۶۰۔ بخاری فی التاريخ (۱/ ۴۴۴)' طبرانی فی الكبير (۸۱۸)' ابن ابی الدنيا فی الصمت (۵)' ابو نعيم فی المعرفة (۹۱۲' ۹۱۳)' وفی اخبار اصبهان (۲/ ۱۷۹)

فوائد: جسم کے تمام اعضاء بالخصوص ہاتھ اللہ تعالی کا بیش قیمت احسان و اکرام اور نعمت و امانت ہیں۔ انسان زندہ رہنے کے لئے جتنے اسباب و وسائل استعمال کرتا ہے' ان میں اس کا سب سے زیادہ تعاون کرنے والے اس کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالی کے احسانات کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں کو ان امور کے لئے استعمال کریں' جن سے ہمارے دنیوی اور اخروی فوائد متعلق ہوں۔

اعطاء المال لتاليف القلب

تالیف قلبی کے لیے مال دینا

۱۸۱۱: عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلَبَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِمَالٍ۔ أَوْسَبْيٍ۔ فَقَسَّمَهُ، فَأَعْطَى رِجَالاً وَتَرَكَ رِجَالاً فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِيْنَ تَرَكَ عَتَبُوْا، فَحَمِدَاللّٰهَ، ثُمَّ أَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ: فَوَاللّٰهِ! إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ [وَأَدَعُ الرَّجُلَ]وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي، وَلٰكِنْ أُعْطِي أَقْوَاماً لِمَا أَرٰى فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزْعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكِلُ أَقْوَاماً إِلٰى مَاجَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ، مِنْهُمْ:عَمْرُو بْنِ تَغْلُبَ)) قَالَ عَمْرٌو: فَوَاللّٰهِ! مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمُرُ النَّعَمِ!۔

[الصحيحة:٣٤٩٤]

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا قیدی آئے۔ آپ نے انہیں تقسیم فرما دیا۔ کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا۔ آپ کو یہ بات پہنچی کہ جن کو آپ نے نہیں دیا' انھوں نے ناراضی کا اظہار کیا ہے۔ پس آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ''امابعد' اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا۔ وہ لوگ جن کو میں چھوڑ دیتا ہوں (انھیں نہیں دیتا) وہ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہیں جن کو میں دیتا ہوں (یاد رکھو) ان کو صرف اس لئے دیتا ہوں کہ میں ان کے دلوں میں گھبراہٹ اور سخت بے چینی دیکھتا ہوں اور دوسرے لوگوں کو میں اس تونگری اور بھلائی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے۔ ان ہی لوگوں میں سے عمرو بن تغلب ہے۔'' عمرو بن تغلب کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس بات کے مقابلے میں سرخ اونٹ لینا بھی پسند نہیں ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۴۔ بخاری (۹۲۳' ۳۱۴۵)' احمد (۵/ ۶۹)' ابو داؤد الطیالسی (۱۱۷۰)

فوائد: نبی کریم ﷺ کے پاس جو مال بھی آتا وہ آپ ﷺ تقسیم فرما دیتے' ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تقسیم میں آپ ﷺ کے سامنے مختلف پہلو ہوتے تھے' کبھی ضرورت و حاجت کا لحاظ کر کے حاجتمندوں اور مستحق لوگوں کو دے دیتے اور بسا اوقات تالیف قلبی کو مدنظر رکھ کر مخصوص لوگوں میں بانٹ دیتے تھے اور ایسی صورت میں آپ ﷺ صرف ان لوگوں کو دیتے جن کے بارے میں آپ ﷺ کو اندیشہ ہوتا کہ اگر انہیں نظر انداز کیا گیا تو یہ بے صبری اور ضعف کا مظاہرہ کریں گے اور یوں قابل اعتماد اور دلوں کی تونگری سے بہرہ ور قسم کے لوگ عمداً محروم کر دیئے جاتے۔ اس سے عمرو بن تغلب کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ نے اسی دوسری قسم میں شمار فرمایا' جس کو انہوں نے اپنے لئے بجا طور پر ایک بہت بڑا اعزاز قرار دیا۔ گویا بیت المال سے تقسیم کرنے میں حاکم مجاز کو صوابدیدی اختیارات حاصل ہیں بشرطیکہ حاکم تقویٰ اور امانت و دیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے والا ہو۔ اندھے کی طرح اپنوں میں ہی ریوڑیاں تقسیم کرنے والا نہ ہو۔

سعة الدنيا والنجاح في الآخرة

دنیا کی وسعت اور آخرت کی کامیابی کا بیان

۱۸۱۲: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ: أَحَدُهُمَا يَشْكُوْا الْعِيْلَةَ، وَالآخَرُ يَشْكُوْ قَطْعَ

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا' آپ کے پاس دو آدمی آئے' ان میں سے ایک فقر وفاقہ کی اور دوسرا راستے کے غیر محفوظ ہونے کی شکایت کر رہا تھا۔

السَّبِيلِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ :((أَمَّا قَطْعُ السَّبِيلِ فَإِنَّهُ لَايَأْتِي عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيرُ إِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيرٍ، وَأَمَّا الْعَيْلَةُ، فَإِنَّ السَّاعَةَ لَاتَقُومُ حَتّٰى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ، لَايَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَلَا تَرْجُمَانٌ يَتَرَجَّمُ لَهُ، ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ أُوتِكَ مَالًا؟! فَلَيَقُولَنَّ: بَلٰى. ثُمَّ لَيَقُولَنَّ: أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُولًا؟ ! فَلَيَقُولَنَّ: بَلٰى. فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ، ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ، فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ، فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)).

[الصحيحة :٣٤٩٥]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رہا مسئلہ راستے کے غیر محفوظ ہونے کا‘ تو قلیل عرصہ کی بات ہے‘ اس کے بعد غلے والے قافلے بھی مکہ کی طرف بغیر محافظ کے روانہ ہوں گے اور جہاں تک غربت و افلاس کا تعلق ہے‘ تو قیامت کے قائم ہونے سے پہلے تم میں سے ایک آدمی صدقہ لے کر گھومے گا لیکن (مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے) وہ ایسا فرد نہیں پائے گا جو اس کا صدقہ قبول کرے۔ (یاد رکھو کہ) تم میں سے ہر کوئی اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہوگا‘ دونوں کے بیچ میں پردہ ہوگا نہ ترجمانی کرنے والا ترجمان۔ اللہ تعالی پوچھے گا: کیا میں نے تجھے مال دیا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں۔ پھر اللہ تعالی پوچھے گا: کیا میں نے تیری طرف رسول بھیجا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں۔ سو جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو صرف آگ نظر آئے گی اور بائیں جانب دیکھے گا تو اُدھر بھی صرف آگ نظر آئے گی۔ ہر کوئی آگ سے بچے‘ اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے ساتھ‘ اگر وہ بھی نہ ہو تو اچھی بات کے ساتھ۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۵۔ بخاری (۱۴۱۳)‘ ابن حبان (۷۳۷۴)‘ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۹۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ حسبِ استطاعت صدقہ وخیرات جہنم سے بچنے کے بہت بڑے اسباب ہیں اور لیکن ہر ایک کے بس کی بات نہ ہونے کی وجہ سے شریعت نے ”کلمۂ طیبہ“ یعنی اچھی بات کہنے کی تلقین کر دی‘ جو ہر کس و ناکس کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ آدمی صدقہ وخیرات کی صورت میں جو مال و دولت اللہ تعالی کے پاس جمع کروا دیتا ہے‘ وہی اس کا حقیقی سرمایہ ہے‘ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی اور نبی کریم ﷺ نے آ کر پوچھا کہ اس کا کتنا حصہ باقی ہے؟ ہم نے کہا: (ساری تقسیم کر دی گئی ہے) صرف ایک دستی بچی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (بقِي كلها غيرَ كتِفِها۔) [ترمذی] یعنی: (اس کا مطلب یہ ہوا کہ) سب ہی باقی ہے‘ سوائے ایک دستی کے۔ (یعنی بکری کا جو حصہ تقسیم کر دیا گیا ہے دراصل وہی باقی ہے جو روزِ قیامت کام آئے گا اور جو بچ گیا ہے اس کو ہم خود کھا کر فنا کر دیں گے)۔ نیز سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پاکیزہ (حلال) کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالی صدقہ قبول ہی پاکیزہ کمائی کا کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے‘ پھر وہ اسے صاحبِ صدقہ کے لئے بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے ایک شخص اپنے بچھیرے کو پالتا اور بڑھاتا ہے یہاں تک کہ (وہ کھجور) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ [بخاری‘ مسلم] رہا مسئلہ اچھی بات کا‘ تو سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان فی الجنة غُرفة يرى ظاهرها من باطنها‘ وباطنها من ظاهرها۔ فقال ابو مالك الاشعرى: لمن هي يا رسول الله؟ قال: لمن اطاب الكلام واطعم الطعام وبات قائما والناس نيام۔) [حاکم‘ طبرانی] یعنی: جنت میں ایسے

بالا خانے ہیں کہ اندر سے ان کا باہر کا منظر اور باہر سے اندر کا منظر نظر آتا ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری ﷛ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کس کے لئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کے لئے ہیں جو اچھی اور عمدہ گفتگو کرتا ہے، کھانا کھلاتا ہے اور جب (رات کو) لوگ سو رہے ہوتے ہیں تو وہ قیام کرتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنی حیثیت کو دیکھ کر صدقہ و خیرات کی مختلف صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے رزق میں سے کچھ مقدار صرف کرتے رہیں اور لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آئیں۔

اعطاء فضل المال خير

١٨١٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. يَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّ تَعْطِ الْفَضْلِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ وَإِنْ تُمْسِكْهُ فَهُوَ شَرٌّلَّكَ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَلَا يَلُوْمُ اللّٰهُ عَلَى الْكِفَافِ وَالْيَدُ الْعُلْيَاءِ خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى)). [الصحيحة:٢٤٧٣]

بچے ہوئے مال کو عطیہ کرنا بہتر ہے

سیدنا ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم! اگر تو زائد از ضرورت مال خرچ کر دے تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر روکے رکھے تو وہ تیرے لئے برا ہے اور اللہ تعالیٰ برابر سرابر روزی پر ملامت نہیں کرتا اور ابتداء اپنے اہل وعیال کے ساتھ کر اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

فوائد: اس حدیث میں جہاں اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضرورت اور حاجت کے مطابق مال رکھنے کی اجازت، بلکہ تاکید اور حکم ہے وہاں دوسری طرف ضرورت سے زائد مال کو ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا استحباب ہے اور مال کو روکے رکھنے کو انسان کے حق میں برا قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس کا نتیجہ دنیا و آخرت دونوں جگہ صحیح نہیں۔ دنیا میں دولت جمع کرنے سے دولت کی گردش رک جاتی ہے، جس سے معاشرے میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہے اور آخرت میں اس بخل کا انجامِ بد واضح ہی ہے۔

باب: فضل القرض الحسن وانه يعدل التصدق بنصفه

باب: قرض حسنہ کی فضیلت اور یہ کہ وہ اجر میں نصف رقم کے صدقہ کرنے کے برابر ہے

ان السلف صدقة

١٨١٤: عَنِ ابْنِ أُذْنَانَ، قَالَ: أَسْلَفْتُ عَلْقَمَةَ أَلْفَيْ دِرْهَمٍ، فَلَمَّا خَرَجَ عَطَاؤُهُ قُلْتُ لَهُ: اِقْضِنِي، قَالَ: أَخِّرْنِي إِلٰى قَابِلٍ، فَأَتَيْتُ قَلَيْهِ فَأَخَذْتُهَا قَالَ فَأَتَيْتُهُ بَعْدُ، قَالَ برحت بي وَقَدْ مَنَعْتَنِي، فَقُلْتُ: نَعَمْ، وَهُوَ عَمَلُكَ، قَالَ: وَمَا شَأْنِي قُلْتُ: إِنَّكَ حَدَّثْتَنِي بِرُحْتٍ بِي وَقَدْ مَنَعْتَنِي، فَقُلْتُ: نَعَمْ هُوَ عَمَلُكَ، قَالَ: وَمَا

قرض دینا بھی صدقہ ہے

ابن اذنان کہتے ہیں کہ میں نے علقمہ کو دو ہزار درہم قرضہ دیا، جب ادائیگی کا وقت آیا تو میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے میرا قرضہ چکاؤ۔ اس نے کہا: مجھے اگلے سال تک مہلت دو۔ (میں نے اس کی یہ بات تسلیم کر لی اور ایک سال کے بعد) رقم لینے کے لئے آیا، پھر اس کے بعد تیسری دفعہ آیا، اس نے کہا: تو مجھے تکلیف دینے پر مصرّ ہے، اور تو نے مجھے روکا ہوا ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں، وہ تیرا ہی عمل ہے۔ اس نے کہا: میرا عمل کیسے؟ میں نے کہا:

شَأْنِي، قُلْتُ: إِنَّكَ حَدَّثْنِي عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ السَّلَفَ يُجْرِى مَجْرٰى شَطْرِ الصَّدَقَةِ)) قَالَ: نَعَمْ فَهُوَ كَذٰلِكَ قَالَ: فَخُذِالآنَ۔ [الصحيحة:۱۵۵۳]

بلاشبہ تو نے مجھے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرضہ، صدقہ کے نصف کے قائم مقام ہوتا ہے'' ؟اس نے کہا: ہاں' وہ اسی طرح ہی ہے۔ اُس نے کہا: اب لے لیجئے۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۳۔ ۲۸۳۱۔ هناد فی الزهد (۷۲۲)' ابن حبان (۳۲۴۳)' بخاری (۵۶۷۲)' والادب المفرد (۴۵۵)' نبوه۔

فوائد: کسی کو اپنا مال قرضہ دینا بھی صدقہ وخیرات اور اجر وثواب کی اعلیٰ قسم ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من انظر معسرا او وضع عنه اظله الله فی ظل عرشه یوم القیمة۔) [مسند احمد] یعنی: جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا اس سے قرض معاف ہی کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ جبکہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (له بکل یوم صدقة قبل ان یحل الدین' فاذا حل الدین فانظَرہ فله بکل یوم مثلیه صدقة۔) [صحیحہ:۸۶] یعنی: جب آدمی کسی کو (معین وقت تک) قرضہ دیتا ہے تو اسے ہر روز (ادھار دی گئی چیز) کے برابر صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب (قرض واپس کرنے کا) معین وقت ہو جاتا اور وہ اسے پھر مہلت دے دیتا ہے تو اسے ہر روز اس مقدار کا دوگنا (صدقہ کرنے کا) ثواب ملتا ہے۔ اگرچہ آج کل لوگ قرضہ لے کر وعدہ خلافی کی انتہا کر دیتے ہیں' بہرحال ایسی صورت میں قرضہ دینے والے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بن کر وقت گزارنا چاہیے' اس سے بڑا کیا احسان اور انعام ہو سکتا ہے کہ آپ نے ایک لاکھ روپیہ قرض دیا' جو معینہ مدت کے بعد ابھی تک واپس نہ ملا' تو آپ کو ہر روز دو لاکھ روپیہ صدقہ کرنے کا اجر وثواب ملے گا۔

يوجر الرجل فى نفقته الا التراب

خرچ کرنے میں ایک انسان کو اجر دیا جاتا ہے۔ مکان کی تعمیر کے علاوہ

۱۸۱۵: عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَأَتَيْنَاهُ نَعُوْدُهُ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَاتَتَمَنَّوا الْمَوْتَ)) لَتَمَنَّيْتُهُ، وَإِذَا هُوَ يُصْلِحُ حَائِطاً لَهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((إِنَّ الرَّجُلَ يُؤْجَرُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا إِلَّا فِي هٰذَا التُّرَابِ)). [الصحيحة: ۲۸۳۱]

ہم سیدنا خباب رضی اللہ عنہ' جنھوں نے اپنے بدن پر سات داغ لگائے ہوئے تھے' کے پاس بیمار پرسی کے لئے آئے۔ انھوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا: ''موت کی تمنا نہ کیا کرو۔'' تو میں موت کی تمنا کرتا۔ وہ اپنی دیوار (یعنی مکان وغیرہ) درست کر رہے تھے' اسی اثناء میں انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدمی کو اس کے ہر قسم کے خرچے پر اجر دیا جاتا ہے مگر اس مٹی میں (یعنی مکان تعمیر کرنے میں کوئی اجر نہیں)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۳۔ ۲۸۳۱۔ هناد فی الزهد (۷۲۲)' ابن حبان (۳۲۴۳)' بخاری (۵۶۷۲)' والادب المفرد (۴۵۵)' نبوه۔

فوائد: علامہ البانی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ نے ''صحیحہ'' میں اس حدیث کے جتنے طرق والفاظ روایت کئے ہیں' ان سے واضح ہوتا ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں جس صورت پر خرچ کرتا ہے' اسے اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے' لیکن جو رقم عمارتوں کے بنانے میں صرف کی

جائے گی، اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے کہا: ان تمام روایات کو (ان عمارتوں پر) محمول کیا جائے گا، جن کی تعمیر کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، یعنی وہ رہائش کے لئے اور گرمی و سردی سے بچنے کے لئے نہیں بنائی جاتیں۔ (بحوالہ صحیحہ) عصرِ حاضر میں پرشکوہ محلات اور کوٹھیوں پر بھاری رقم خرچ کی جارہی ہے، حالانکہ گھر بنانے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مختلف موسموں کی سختیوں سے اپنی حفاظت کی جائے اور یہ مقصد ایک کنال پر آٹھ دس لاکھ روپیہ صرف کر کے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے اور کروڑ ہا روپیہ بھی۔ قومِ عاد نے مضبوط اور عالی شان رہائشی عمارتیں تعمیر کیں، اللہ تعالی نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون ٥﴾ [سورۂ شعراء: ۱۲۹] یعنی: ''اور بڑی صنعت والے (مضبوط محل تعمیر) کر رہے ہو، گویا کہ تم ہمیشہ یہاں رہو گے۔''

اطفاء الصدقة حرا تصور

١٨١٦: عَنْ عُقْبَةَ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ)). [الصحيحة : ٣٤٨٤]

قبروں کی گرمی کو صدقہ کا ٹھنڈا کرنا

سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ، صدقہ کرنے والوں سے قبروں کی حرارت کو بجھا دیتا ہے اور صرف مومن ہے جو قیامت کے روز اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۸۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۸۶)، بیہقی فی الشعب (۳۳۴۷)

فوائد: یہ صدقہ و خیرات کی برکتیں ہیں کہ عذابِ قبر کی حرارت کا اثر بھی زائل ہو جاتا ہے اور حشر کے میدان میں سایہ نصیب ہوتا ہے، سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ہیں، اللہ تعالی ان کو قیامت والے دن اپنے سائے تلے جگہ دے گا: ...... (ان میں سے ایک آدمی وہ ہے) جس نے کوئی صدقہ کیا اور اسے چھپایا حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہیں ہوا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ [بخاری، مسلم]

باب: تحريم الصدقة على اهل البيت وموالیهم

١٨١٧: عَنْ أَبِي رَافِعٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- أَنَّ النَّبِيَّ بَعَثَ رَجُلاً مِّنْ بَنِي مَخْزُوْمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِأَبِي رَافِعٍ: اِصْحَبْنِي كَيْمَا تُصِيْبُ مِنْهَا فَقَالَ لَاحَتّٰى آتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْأَلُهُ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَاتَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوَالِي الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)).

[الصحيحة: ١٦١٣]

باب: اہل بیت اور ان کے موالی (آزاد کردہ غلام) پر صدقہ حرام ہے

سیدنا ابو رافع ﷺ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے بنو مخزوم کے ایک آدمی کو صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا، اس نے ابو رافع ﷺ سے کہا کہ تو بھی میرے ساتھ آجا، تاکہ تجھے بھی کچھ مل جائے۔ اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کئے بغیر کوئی (فیصلہ) نہیں کرتا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور (اس آدمی کی بات کے بارے میں) سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے اور قوم کے غلام انہی میں سے ہوتے ہیں (لہٰذا ان کا بھی یہی حکم ہوگا)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۱۳- ابو داؤد (۱۶۵۰)، نسائی (۲۶۱۳)، ترمذی (۶۵۷)، احمد (۶/ ۱۰/ ۳۹۰)

فوائد: آلِ محمد ﷺ کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجور پکڑی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اوہ، اوہ۔ (تاکہ وہ پھینک دے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (اما شعرت انا لا ناکل الصدقه۔) یعنی: کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے؟ [بخاری، مسلم] یہ حکم بنو عبد المطلب اور بنو ہاشم کے لئے ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کے غلاموں کا بھی یہی حکم ہے۔

باب: تحريم الرجوع في العطية

باب: عطیہ واپس لینے کی حرمت

۱۸۱۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ مَثَلَ الَّذِي يَعُوْدُ فِي عَطِيَّتِهِ، كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ فَأَكَلَهُ)). [الصحيحة:١٦٩٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنا عطیہ واپس کر لیتا ہے، اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو کھاتا رہا، جب اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے قے کر دی اور پھر قے کو چاٹنا شروع کر دیا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۹- ابن ماجه (۲۳۸۴)، احمد (۲/ ۲۵۳)، ابن ابی شیبة (۶/ ۴۷۷)، طحاوی (۴/ ۷۸)

فوائد: جہاں صدقہ کرنا افضل و اعلیٰ عمل ہے، وہاں صدقہ کر کے واپس لینا انتہائی کمینی اور گھٹیا عادت ہے۔ آپ ﷺ نے مثال سے وضاحت کر کے اس کی مزید سنگینی اور کمینگی کو واضح کر دیا ہے۔

المعونة على قدر المؤنة

بوجھ کے مطابق مددگار آتا ہے

۱۸۱۹: قَالَ ﷺ: ((إِنَّ الْمَعُوْنَةَ تَأْتِي مِنَ اللّٰهِ عَلٰى قَدْرِ الْمُؤْنَةِ وَإِنَّ الصَّبْرَ يَأْتِي مِنَ اللّٰهِ عَلٰى قَدْرِ الْبَلَاءِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسِ بن مَالِكٍ۔ [الصحيحة : ١٦٦٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک (انسان پر ڈالے گئے) بوجھ اور تکلیف کے مطابق اللہ کی طرف سے اس کے لئے مددگار آتا ہے اور (اسی طرح اس پر ڈالی گئی) آزمائش کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے صبر (کی توفیق) ملتی ہے۔“ یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۶۴- البزار (الکشف ۱۲۰۶)، (البحر (۸۸۷۸)، تضاعی فی مسند الشهاب (۹۹۲)، بیهقی فی الشعب (۹۹۵۴)، ابو جعفر البختری فی سنة مجالس من الامالی (ص ۱۳۸، ۵۸)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جو بندہ جتنا مشقت و تکلیف میں مبتلا ہوگا، اسی قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد و معاونت حاصل ہوگی، اسی طرح جو آدمی جتنی زیادہ آزمائشوں میں مبتلا ہوگا، اسی قدر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر و برداشت کی زیادہ توفیق ملے گی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مشقتوں اور ذہنی و جسمانی بیماریوں میں مبتلا بندوں پر خاص رحمت فرماتے ہیں۔

فضل الضعيف

کمزور کی فضیلت کا بیان

۱۸۲۰: عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری

لَوْجَاءَ أَحَدُكُمْ يَسْأَلُهُ دِينَاراً لَمْ يُعْطِهِ [وَلَوْسَأَلَهُ دِرْهَماً لَمْ يُعْطِهِ، وَلَوْ سَأَلَهُ فَلْس لَمْ يُعْطِهِ] وَلَوْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ لَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ، ذُوْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ))

[الصحيحة:٢٦٤٣]

امت کے بعض افراد ایسے ہیں کہ اگر وہ تم میں سے کسی سے دینار کا سوال کریں، تو وہ انھیں نہیں دے گا، اگر درہم کا سوال کریں تو وہ انھیں نہیں دے گا اور اگر فلس (درہم کے چھٹے حصے) کا بھی سوال کریں تو وہ نہیں دے گا، لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کریں تو وہ انھیں جنت عطا کر دے گا۔ وہ لوگ مفلس و نادار ہیں، انھیں حقیر (اور نا قابلِ توجہ) سمجھا جاتا ہے، لیکن (اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی اتنی قدر و قیمت ہے کہ) اگر وہ اللہ پر قسم اٹھا دیں تو وہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۴۳۔ طبرانی فی الاوسط (۷۵۴۴)، الشجری فی الاحالی (۲/ ۲۰۵)

فوائد: اس حدیث میں کمزور، غریب اور گوشہ خمول لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں فضیلت و عظمت کا بیان ہے، جن کو معاشرے میں کوئی امتیازی مقام حاصل نہیں ہوتا، لیکن ایمان و ایقان اور تقوی و طہارت کے وہ ایسے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دیتے ہیں۔ دنیوی اعتبار سے معاشرے کے ذی مقام اور بے وقعت لوگوں کا موازنہ کرتے ہوئے سیدنا سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے فرمایا: تیری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: یہ معزز لوگوں میں سے ہے، اللہ کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں پیغامِ نکاح دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو سفارش قبول کی جائے، رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر خاموش رہے۔ پھر ایک اور آدمی وہاں سے گزرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پھر پوچھا: اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کا تعلق فقراء مسلمین سے ہے، یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات سنی نہ جائے۔ (اس کی آراء کو سامنے رکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (هذا خير من ملْءِ الارض مثلَ هذا) یعنی: یہ فقیر، پہلے شخص جیسے دنیا بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ [بخاری، مسلم] ماحصل یہ ہے کہ وقعت اور بے وقعتی کا معیار تقویٰ و طہارت ہے، نہ کہ ظاہری حسن و جمال، حسب و نسب اور مال و دولت کی فراوانی۔ ہم اسی کو معزز سمجھیں جو ظاہری طور پر نیک اور پارسا لگتا ہے۔

اداء الزكاة من تمام إسلام

زکاۃ کی ادائیگی اسلام کی تکمیل میں سے ہے

١٨٢١: عَنْ عِيسَى بْنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ كُلْثُوْمِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ جَدِّهِ كُلْثُوْمٍ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُمْ عَامَ (الْمُرَيْسِيعِ)

عیسیٰ بن حضرمی بن کلثوم بن علقمہ بن ناجیہ خزاعی اپنے دادا کلثوم سے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں، جب وہ مسلمان ہوئے تھے، غزوۂ مریسیع والے سال فرمایا:

حِيْنَ أَسْلَمُوْا: ((إِنَّ مِنْ تَمَامِ إِسْلَامِكُمْ أَنْ تُؤَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ)). [الصحيحة: ۳۲۳۲]

"مالوں کی زکاۃ دینے سے تمھارے اسلام کی تکمیل ہوگی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۳۲۔ابن ابی عاصم فی الآحاد و المثانی (۲۳۳۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۸)' البزار (الکشف ۸۷۶)

فوائد: زکوۃ اسلام کا اہم رکن ہے' زکوۃ جہاں اللہ تعالی کا فریضہ ہے' وہاں یہ مال کو پاک کر دیتی ہے اور صاحبِ مال کو بخل کی رذالت اور گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔شریعت کے بیسیوں مقامات پر نماز اور زکوۃ کو ایک اندازِ فرضیت میں ذکر کیا گیا۔آپ ﷺ نے زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو مختلف احادیث میں مختلف قسم کے عذابوں کی وعیدیں سنائیں۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق ﷛ کرسیٔ خلافت پر متمکن ہوئے تو بعض قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار دیا' آپؓ نے ان سے قتال کا ارادہ کیا' لیکن حضرت عمر ﷛ نے آڑے آنے کی کوشش کی' سیدنا ابوبکر صدیق ﷛ نے انھیں کہا: واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکاۃفان الزکاۃ حق المال ۔ واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونھا الی رسول اللہ ﷺ لقاتلتھم علی منعھا۔ یعنی: اللہ کی قسم! جس آدمی نے نماز اور زکوۃ میں فرق کیا میں اس سے ضرور بضرور لڑوں گا' کیونکہ یہ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر لوگ بکری کا جو بچہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے' اگر آج انھوں نے ادا نہ کیا تو میں ان سے قتال کروں گا۔ یہ سن کر سیدنا عمر ﷛ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اللہ تعالی نے ابوبکر ﷛ کا سینہ قتال کے لئے کھول دیا ہے' سو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہی حق ہے۔[بخاری' مسلم] سیدنا جریر بن عبداللہ ﷛ کہتے ہیں: میں نے ان امور پر نبی کریم ﷺ کی بیعت کی کہ میں نماز قائم کروں گا' زکوۃ ادا کروں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔ [بخاری] زکوۃ کی ادائیگی کے بغیر اسلام نامکمل اور ادھورا ہے۔

باب: هدايا المشركين

۱۸۲۲: عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدٌ أَحَبَّ رَجُلٍ فِي النَّاسِ إِلَيَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا تَنَبَّأَ وَخَرَجَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ شَهِدَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ الْمَوْسِمَ، وَهُوَ كَافِرٌ فَوَجَدَ حِلَّةً لِذِي يَزَنُ تُبَاعُ، فَاشْتَرَاهَا بِخَمْسِيْنَ دِيْنَارًا، لِيُهْدِيَهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَدِمَ بِهَا عَلَيْهِ الْمَدِيْنَةَ، فَأَرَادَهُ عَلَى قَبْضِهَا هَدِيَّةً، فَأَبَى۔ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّا لَا نَقْبَلُ شَيْئًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ)) وَلٰكِنْ إِنْ شِئْتَ أَخَذْنَاهَا بِالثَّمَنِ، فَأَعْطَيْتُهُ حِيْنَ أَبَى عَلَى الْهَدِيَّةِ۔[الصحيحة: ۱۷۰۷]

باب: مشرکین کے تحائف کا بیان

حکیم بن حزام کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھے عہدِ جاہلیت میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ جب آپ نے نبوت کا دعوی کیا اور مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے اور حکیم بن حزام' جبکہ وہ کافر تھے' حج کے موسم میں مکہ میں آئے اور دیکھا کہ ذی یزن کی ایک عمدہ پوشاک فروخت کی جا رہی تھی' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دینے کے لئے وہ خرید لی اور مدینہ میں پہنچ گئے۔ جب انھوں نے یہ پوشاک بطورِ ہدیہ آپ ﷺ کے حوالے کرنا چاہی تو آپ نے انکار کر دیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم مشرکین سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے' ہاں اگر آپ دینا ہی چاہتے ہیں تو ہم قیمت کے بدلے خرید لیتے ہیں۔" جب آپ نے ہدیہ

قبول کرنے سے انکار کیا تو میں نے (قیمت کے بدلے) دے دیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۰۷۔احمد (۳/ ۴۰۲' ۴۰۲' ۴۰۳)' حاکم (۳/ ۴۸۴' ۴۸۵)' طبرانی فی الکبیر (۳۱۲۵)

فوائد: بعض احادیث کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ آپ ﷺ مشرکوں سے تحفے اور ہدیے قبول کرتے تھے' مثلاً آپ ﷺ نے کسریٰ (ایران کے بادشاہ)' قیصر (روم کے بادشاہ) اور مختلف بادشاہوں کے ہدیے قبول کئے۔ [ترمذی] دومۃ الجندل کے سردار نے آپ ﷺ کو ایک ریشمی جبہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ [بخاری] یہودی عورت نے آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کا ہدیہ دیا' جو آپ ﷺ نے قبول کیا۔ [بخاری' مسلم] ان روایات کے برعکس سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے حالت شرک میں آپ ﷺ کو ایک اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی' لیکن آپ ﷺ نے پوچھا کہ آیا مسلمان ہو گئے ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے مشرکین کی میل کچیل قبول کرنے سے منع کیا گیا۔ [ابوداود' ترمذی] اور اس موضوع پر مزید دوسری احادیث بھی موجود ہیں۔ مذکورہ بالا احادیث میں ظاہری طور پر تعارض نظر آ رہا ہے۔ ائمۂ اسلام اور محدثین نے درج ذیل تطبیقات پیش کی ہیں: (۱) جس غیر مسلم کے بارے میں یہ امید تھی کہ وہ مسلمان ہو جائے گا' اس کے ہدیے قبول کر لئے گئے' لیکن جو غیر مسلم اپنے ہدیے کے ذریعے محض دوستی چاہتا تھا' اس کے تحفے رد کر دیئے گئے۔ (۲) ممانعت کی احادیث منسوخ ہو چکی ہے۔ (۳) موقع و محل کو مدنظر رکھ کر ہدایا قبول نہ کر کے متعلقہ آدمی کو قبولیت اسلام کی رغبت دی گئی۔ (۴) جب دل میں مشرک کی محبت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو تحفے رد کر دیئے جائیں گے۔

ترغيب الانفاق

خرچ کرنے کی ترغیب کا بیان

۱۸۲۳: قَالَ ﷺ: ((أَنْفِقْ بِلَالُ! وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا)) وَرَدَمِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَبِلَالُ بْنِ رَبَاحٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَائِشَةَ۔ [الصحيحة: ٢٦٦١]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! خرچ کیا کرو اور عرش والے سے مفلسی سے نہ ڈرا کرو۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا بلال بن رباح' سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۶۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۲۴)' القطیعی فی جزء الالف دینار (۳۳۲)' طبرانی (۱۰۹۸)' البزار (الکشف ۳۶۵۳)' قضاعی فی مسند الشهاب (۷۴۹)' محمد بن الحسین الحرانی فی الفوائد (ق ۲۹/ ۱)

فوائد: ہر کس و ناکس کے پاس جو کچھ ہے' وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے' کسی کی ذاتی صلاحیت و قابلیت کا نتیجہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عطا کر کے پھر بطور قرض لینے کا مطالبہ کیا' جس کا اظہار نبی کریم ﷺ نے یوں فرمایا' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ما نقصت صدقة من مال۔) یعنی: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔ [مسلم] صدقہ و خیرات کی برکات کا اندازہ صرف اس بندۂ خدا کو ہو سکتا ہے' جو اس عظیم صفت سے متصف ہے' اس کو قلبی اطمینان نصیب ہوتا ہے' مال و دولت میں غیر محسوس انداز میں بھرپور برکت ہوتی ہے' کئی بلائیں ٹل جاتی ہیں اور دنیا میں اگرچہ کچھ بھی نہ ملے تو صدقہ کے عوض آخرت میں ملنے والی جنت و بہشت اور اجر و ثواب کی قدر و قیمت کا بھی کوئی اندازہ نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مئة حبة والله يضاعف لمن يشاء والله واسع عليمO﴾ [سورۂ بقرہ: ۲۶۱] یعنی: ''جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں

سو (۱۰۰) دانے ہوں' اور اللہ تعالی جسے چاہے بڑھا چڑھا دے اور اللہ تعالی کشادگی والا اور علم والا ہے۔'' لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں کچھ نہ کچھ مقدار خرچ کرتے رہیں اور کبھی بھی اس کی وجہ سے مال و دولت میں کمی ہو جانے کا نہ سوچیں۔

باب: عدد مفاصل الانسان وما علیها من الصدقات

باب: انسان کے جوڑوں' اور ان کے ذمہ صدقات کا بیان

۱۸۲٤: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّهُ خَلَقَ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِئَةِ مَفْصَلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ، وَهَلَّلَ اللّٰهَ، وَسَبَّحَ اللّٰهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ، وَعَزَلَ حَجَراً عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكاً أَوْ عَظْماً عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ، وَأَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ، عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ وَالثَّلَاثِ مِئَةِ سُلَامَى فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنو آدم میں سے ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی' پس جس نے ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہا ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہا ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰه'' کہا' راستے سے کوئی پتھر ہٹایا' یا کوئی کانٹا یا ہڈی راستے سے دور کر دی' یا کسی نیکی کا حکم دیا' یا کسی برائی سے روکا۔ (یعنی) تین ساٹھ جوڑوں کی تعداد میں یہ مذکورہ کام کرے تو وہ اس دن اس حالت میں شام کرتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو جہنم کی آگ سے دور کر لیا ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۱۷۔ مسلم (۱۰۰۷)' ابو الشیخ فی العظمۃ (۱۰۶۲)' ابو الشیخ (۱۰۶۵)' وابو یعلٰی (۴۵۸۹)' عن طریق آخر عنها۔

فوائد: انسان کا مکمل وجود اللہ تعالی کا عطیہ ہے۔ اس وجود میں ہڈیوں کے جوڑوں کی جو اہمیت ہے' وہ کسی بیوقوف سے بھی مخفی نہیں ہے۔ اگر کسی انسان کے وجود میں سرے سے ہڈیاں نہ ہوں یا ہڈیاں ہوں' لیکن ان میں کوئی جوڑ نہ ہو تو اس کی زندگی کا کیا بنے گا؟ وہ کس قدر دوسروں کا محتاج رہے گا؟ وہ اپنی زندگی سے کس حد تک لطف اندوز ہوگا؟ لیکن اللہ تعالی نے اس نعمتِ عظمیٰ کا صرف یہ تقاضا کیا ہے کہ انسان ہر روز معمولی معمولی تین سو ساٹھ (۳۶۰) نیکیاں کر دے' نتیجتاً اللہ تعالی اس کے وجود کو جہنم سے آزاد کر دے گا' لیکن جو آدمی ہر روز یہ کام نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالی کا دن بدن مقروض ہوتا جائے گا۔ یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز ضحیٰ کی کم از کم دو رکعات کو تین سو ساٹھ جوڑوں سے صدقہ ادا کرنے کے لئے کافی قرار دیا ہے' لہٰذا جو آدمی دو رکعت نماز ضحیٰ (نماز اشراق) ادا کر لے اس کا وجود ان شاء اللہ تعالی آزاد ہو جائے گا۔

اعطاء المال لتألف

تالیف قلبی کے لیے مال دینا

۱۸۲۵: عَنْ أَنَسٍ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشاً أَتَأَلَّفُهُمْ، لِأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قریش کی تالیف قلبی کے لئے دیتا ہوں' کیونکہ انھوں نے حال ہی میں زمانہ جاہلیت کو ترک کیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۹۰۔ بخاری (۳۱۴۶)' مسلم (۱۳۳/ ۱۰۵۹)' ترمذی (۳۹۰۱)

فوائد: اللہ تعالی نے زکوۃ کے مصارف میں ایک مصرف "والمؤلفة قلوبهم" کا ذکر کیا ہے، جو تین قسم کے لوگوں کو شامل ہے: (۱) وہ کافر جو اسلام کی طرف میلان رکھتے ہوں اور یہ امید کی جاتی ہو کہ مالی امداد کی وجہ سے وہ مشرف باسلام ہو جائیں گے۔ (۲) وہ نومسلم افراد جن کی امداد کر کے ان کو اسلام پر ڈٹ جانے کی ترغیب دینا مقصود ہو۔ (۳) وہ غیر مسلم افراد جن کے بارے میں یہ امید ہو کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے، نیز وہ کمزور مسلمانوں کا کسی نہ کسی انداز میں تحفظ کریں گے۔ خلیفۂ وقت اسی غرض و غایت کو سامنے رکھ کر مال غنیمت کی تقسیم بھی کر سکتا ہے، اس حدیث میں اسی چیز کو بیان کیا جا رہا ہے کہ نومسلموں کی زیادہ سے زیادہ دلجوئی کی جائے تا کہ وہ اسی احسان کے عوض ایمان و ایقان پر ڈٹ جائیں اور اسلام کے سچے محافظ بن جائیں۔

۱۸۲۶: **عَنْ** عَمْرِو بْنِ تَغْلِبٍ، قَالَ: أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَوْماً، وَمَنَعَ آخَرِيْنَ، فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((**إِنِّي أُعْطِي قَوْماً أَخَافُ ظَلْعَهُمْ وَجَزْعَهُمْ، وَأَكِلُ أَقْوَاماً إِلَى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ [الْغِنٰى وَ] وَالْخَيْرِ [مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ]**)) فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ۔

[الصحيحة: ۳۵۹۱]

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو مال دیا اور بعضوں کو ترک کر دیا، جب اِنھوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں کیونکہ مجھے ان کی بے تابی اور بے صبری کا ڈر ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کو میں اس تونگری اور بھلائی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے۔ ان ہی لوگوں میں سے عمرو بن تغلب ہے۔'' عمرو بن تغلب کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس بات کے مقابلے میں سرخ اونٹ لینا بھی پسند نہیں ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۵۹۱۔ بخاری (۹۲۳، ۳۱۴۵)، احمد ۵/ ۶۹، بیہقی (۷/ ۱۸)

فوائد: حدیث نمبر ۱۸۱۱ میں وضاحت ہو چکی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض خاندانوں کے لوگ طبعی طور پر غنی اور ایثار کرنے والے ہوتے ہیں۔

باب: رد هدايا المشركين

باب: مشرکین کے تحائف واپس لوٹانا

۱۸۲۷: **عَنْ** عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ السُّلَمِيِّ: أَنَّ عَامِرَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جَعْفَرٍ۔ الَّذِي يُدْعٰى مُلَاعِبَ الْأَسِنَّةِ۔ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُشْرِكٌ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْإِسْلَامَ، فَأَبٰى أَنْ يُسْلِمَ وَأَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَدِيَّةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنِّي لَا أَقْبَلُ هَدِيَّةَ مُشْرِكٍ**))۔

[الصحيحة: ۱۷۲۷]

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک سلمی سے روایت ہے کہ عامر بن مالک بن جعفر، جسے "ملاعب الأسنة" یعنی تیروں سے کھیلنے والا کہا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس حال میں کہ وہ مشرک تھا، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا، لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ پیش کیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۲۷۔ البزار (الکشف ۱۹۳۳، ۱۹۳۴)، بیہقی فی الدلائل (۳/ ۳۴۳)

فوائد: حدیث نمبر ۱۸۲۲ کے تحت غیر مسلموں کا ہدیہ قبول کرنے یا نہ کرنے کی وضاحت ہو چکی ہے۔

فضل الاعتقاق

۱۸۲۸: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَغَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:(۱): ((أَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِماً كَانَ فَكَاكُهُ مِنَ النَّارِ، يُجْزِى كُلَّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنْهُ.(۲) وَأَيُّمَا امْرِىءٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ كَانَتَا فَكَاكُهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِئُ كُلَّ عُضْوٍ فِيهِمَا عُضْوًا مِنْهُ.(۳)وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً كَانَتْ فَكَاكَهَا مِنَ النَّارِ، يُجْزِئُ كُلَّ عُضْوٍ مِنهَا عُضْواً مِنهَا)).

[الصحيحة:٢٦١١]

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (۱)''جس مسلمان نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے آگ سے آزادی (کا سبب بنے گا)' اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کو کفایت کرے گا۔ (۲) جس مسلمان نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے آزادی (کا سبب) بنیں گی' ان دونوں کے ہر دو عضو آزاد کنندہ کے ہر عضو کو کفایت کریں گے۔(۳) جس مسلمان عورت نے مسلمان عورت کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے (آزادی کا سبب) بنے گی' اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کو کفایت کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۱۔ ترمذی (۱۵۴۷)' احمد (۴/ ۲۳۵)' ابو داؤد (۳۹۶۷) طیالسی (۱۱۹۸)' عن کعب بن مرۃ رضی اللہ عنہ۔

فوائد: عصرِ حاضر میں چونکہ حقیقی جہاد تقریباً مفقود ہے' اس لئے غلاموں کا تصور بھی ختم ہو چکا ہے۔ ان کی آزادی جہنم سے رہائی اور جنت میں داخلے کا بہت بڑا سبب ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا مقام مرد سے کم ہے کہ آزاد کرانے والے مرد کے حق میں ایک غلام مرد کو آزاد کرنے کا اجر و ثواب دو عورتوں کی آزادی کے برابر ہے۔ یہ اللہ تعالی کا فضل ہے' جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

من افضل الاعمال

۱۸۲۹: عَنْ أَبِي ذَرٍّ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ)) قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلَاهَا.وَفِي رِوَايَةٍ: أَكْثَرُهَا. ثَمَناً وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا)) قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تُعِيْنُ صَانِعاً، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)) قَالَ: فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى

افضل اعمال میں سے کچھ کا بیان

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔'' میں نے کہا: کون سا غلام (آزاد کرنا) افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے مالکوں کے نزدیک زیادہ قیمتی اور عمدہ ہو۔'' میں نے کہا: اگر میں ایسا (غلام آزاد) نہ کر سکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کاریگر کی مدد کر دو یا بے ہنر کا کام کر دو۔'' میں نے کہا: اگر میں یہ عمل بھی نہ کر سکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو اپنے شرّ سے بچا کر رکھو' یہ بھی

نَفْسِكَ)). [الصحيحة:٣٩٨٩]

"تمھارا اپنے نفس پر صدقہ ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۹۔ بخاری (۲۵۱۸)' مسلم (۸۴)' ابو عوانۃ (۱/ ۶۲)' ابن ماجہ (۲۵۲۳)' احمد (۵/ ۱۵۰)

فوائد: حدیث سے ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت و افضلیت واضح ہو رہی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عام غلام کی نسبت قیمتی غلام آزاد کرنا افضل عمل ہے۔ اسی طرح دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون بھی باعثِ اجر و ثواب عمل ہے۔ علاوہ ازیں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب بھی اجر میں صدقہ و احسان سے کم نہیں ہے۔

انفاق الجيد في سبيل الله

۱۸۳۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بِيرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (آل عمران:٩٢)﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ ـ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى ـ يَقُولُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِيرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ! وَقَدْ سَمِعْتُ مَاقُلْتَ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ)). [الصحيحة:٣٩٨٢]

عمدہ ترین مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصارِ مدینہ میں کھجور کے باغات کے اعتبار سے سب سے زیادہ دولت مند تھے اور انھیں اپنے مالوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ بیرحاء (نامی باغ) تھا' یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا' نبی ﷺ اس میں تشریف لاتے اور باغ میں موجود پاکیزہ پانی پیتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے' تا آنکہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو﴾ تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے' تا آنکہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو﴾ اور مجھے اپنے مالوں میں سے سب سے زیادہ محبوب بیرحاء (باغ) ہے' میں اسے اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کی اور اس کے پاس اس کے ذخیرہ ہونے کی امید رکھتا ہوں' پس آپ اللہ کی دی ہوئی سمجھ کے مطابق جہاں مناسب سمجھیں' اسے اپنے تصرف میں لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "واہ واہ' یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' تم نے جو کچھ کہا ہے' میں نے سن لیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۲۔ بخاری (۱۴۶۱)' مسلم (۹۹۸)' احمد (۳/ ۱۴۱)

فوائد: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کرنے والی آغوشِ نبوت کی پروردہ اور پاکیزہ ہستیاں تھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ

اور رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل کرنے کے نہ صرف سخت پابند تھے' بلکہ اسی میں اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ اللہ تعالی کا ایک فرمان سن کر اپنے بیش قیمت باغ کو اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ لیکن قربان جایئے محمد رسول اللہ ﷺ کی سخاوت اور حکمت پر کہ صلہ رحمی کی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنے قیمتی مال کو قرابتداروں کی خاطر واپس لوٹایا جا رہا ہے۔

تؤخذ صدقات المسلمين على مياههم

جانوروں کی زکاۃ مسلمانوں سے گھاٹ پر لی جائے

۱۸۳۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى مِيَاهِهِمْ)) يَعْنِي: مَوَاشِيَهِمْ۔ [الصحيحة:۱۷۷۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں سے (ان کے مویشیوں کی) زکوۃ پانی کے گھاٹ پر وصول کی جائے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۷۷۹- احمد (۲/ ۱۸۴)' ابو داؤد الطيالسی (۲۲۶۴)' بيهقی (۴/ ۱۱۰)

فوائد: مختلف قسم کے جانوروں کا نصاب زکوۃ اور شرح زکوۃ مقرر ہے' اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ کی وصولی کے لئے ایک عامل مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے اور مویشیوں کے مالکوں کے لئے اس میں آسانی ہے کہ پانی کے گھاٹوں پر زکوۃ وصول کی جائے۔

۱۸۳۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مَاتَرَكَ؟)) قَالُوْا: تَرَكَ دِيْنَارَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، قَالَ: ((تَرَكَ كَيَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَ كَيَّاتٍ)).
[الصحيحة:۳۴۸۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی کا جنازہ لایا گیا' آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھائی اور پوچھا: ''اس نے (اپنی میراث میں) کیا چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ دو یا تین دینار۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو داغنے کی جگہیں چھوڑ گیا ہے یا تین۔''

تخریج: الصحيحة ۳۴۸۳- ابن ابی شيبة (۳/ ۳۷۲)' احمد (۲/ ۴۲۹)' البزار (الكشف ۳۶۴۹)

فوائد: جہاں میراث کے قوانین مقرر ہیں' وہاں قریب المرگ آدمی کے لئے یہ حد بندی بھی کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے مال کے ایک تہائی حصہ سے زیادہ وصیت نہیں کر سکتا' اگر وہ اس مقدار سے زیادہ وصیت کرتا ہے تو اسے ردّ کر دیا جائے گا اور مال اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا' نیز شریعت کی روشنی میں کسی کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کے حق میں تقسیم کرے۔ مذکورہ بالا حدیث کا یہ مطلب قطعی طور پر نہیں کہ آدمی اپنی موت کے وقت سارا مال بطور صدقہ صرف کر دے' اس میں صرف ترغیب دلائی گئی ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی میں صدقہ کیا کرے' وہی ہے جو اس کے کام آئے گا' باقی ماندہ مال تو اس کے ورثاء کا حصہ ہے۔

الصدقة على اهل الأديان

مختلف دین والوں پر صدقہ کرنا

۱۸۳۳: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَصَدَّقُوْا إِلَّا عَلٰى أَهْلِ دِيْنِكُمْ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ تَعَالٰى: ﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ﴾ إِلٰى

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف اپنے دین والوں پر صدقہ کرو۔'' جب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: (ان کو ہدایت دینا آپ ﷺ کے ذمہ لازم نہیں ہے) سے لے

قَوْلِهِ: ﴿وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ﴾ (البقرة:٢٧٢) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوا عَلَى أَهْلِ الْأَدْيَانِ)).

کر ﴿اور تم جو مال خرچ کرو گے خیرات کے طور پر (قیامت کے دن) پورا بھر پاؤ گے﴾ تک (سورۂ بقرہ:۲۷۲) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام اہلِ ادیان پر صدقہ کر سکتے ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۶۔ ابن ابی شیبۃ (۳/ ۱۷۷)' مرسلاً' ابن ابی حاتم فی التفسیر (۲/ ۵۳۱)' عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ' ابن جریر (۳/ ۶۳)

فوائد: عام صدقہ وخیرات کے لئے تو مصلحت وضرورت کو مدنظر رکھ کر مسلم وغیر مسلم میں سے کسی ایک یا دونوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے' لیکن زکوۃ کی ادائیگی کی صورت میں غیر مسلم کا انتخاب صرف تالیفِ قلبی کی نیت سے کیا جا سکتا ہے۔

ترغيب صدقة الكثيرة

زیادہ صدقہ کرنے کی ترغیب

١٨٣٤: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقِي وَلَا تُوْعِي فَيُوْعَى عَلَيْكِ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَسْمَاءَ، وَعَائِشَةَ، وَلَفْظُ حَدِيْثِ أَسْمَاءَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ [وَكَانَتْ مُحْصِيَةً] قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِي مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَى الزُّبَيْرِ فَأَتَصَدَّقُ؟ قَالَ: ((تَصَدَّقِي وَلَا تُوْعِي فَيُوْعَى عَلَيْكِ)). [الصحيحة:٣٦١٧]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کیا کر اور (مال کو) محفوظ کر کے نہ رکھ دے' وگرنہ اللہ تعالی بھی تجھ سے محفوظ کر لے گا۔'' یہ حدیث سیدہ اسماء اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: (وہ مال کو بچا کر رکھتی تھیں)' وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال نہیں' مگر وہی جو (میرے خاوند) زبیر نے مجھے پہنچایا ہے' کیا میں صدقہ کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کیا کر اور محفوظ کر کے نہ رکھ دے' وگرنہ اللہ تعالی بھی تجھ سے محفوظ کر لے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۷۔ بخاری (۲۵۹۰)' مسلم (۱۰۲۹)' ابو داؤد (۱۶۹۹)' ترمذی (۱۹۶۰)' ابو داؤد (۱۷۰۰)' احمد (۶/ ۱۸۰)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ میں اللہ تعالی کے ایک اصول کا تذکرہ کیا گیا ہے اور وہ جزاء' جنسِ عمل سے دیتا ہے یعنی جیسا عمل ویسا ہی بدلہ۔ جب خرچ کرنے والا اللہ تعالی کی راہ میں بے حساب خرچ کرے گا تو بدلہ بھی بے حساب ہوگا۔ اگر کوئی گن گن کر خرچ کرے گا تو اجر وثواب کے وقت بھی اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا اور اگر سینت کر رکھو گے' خرچ نہ کرو گے' تو وہ بھی دینا بند کر دے گا۔ اس میں اللہ تعالی کی راہ میں خوب خرچ کرنے کی ترغیب اور بخل اور امساک پر سخت وعید وتہدید ہے۔

تفسير القيراط

قیراط کے وزن کی وضاحت

١٨٣٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الدِّيْنَارُ كَنْزٌ وَالدِّرْهَمُ كَنْزٌ، وَالْقِيْرَاطُ كَنْزٌ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمَّا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دینار خزانہ ہے' درہم خزانہ ہے اور قیراط خزانہ ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: ہم دینار اور درہم کو تو پہچانتے ہیں' قیراط سے کیا مراد ہے؟

الدِّينَارُ وَالدِّرْهَمُ فَقَدْ عَرَفْنَا هُمَا، فَمَا الْقِيرَاطُ؟
قَالَ: ((نِصْفُ دِرْهَمٍ، نِصْفُ دِرْهَمٍ، نِصْفُ دِرْهَمٍ)). [الصحيحة:۷۲۱]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نصف درہم' نصف درہم' نصف درہم۔''

تخریج: الصحیحة ۷۲۱- طحاوی فی شرح المشکل (۲/ ۱۰۷)' ابن ابی حاکم فی العلل (۲۱۹۸' ۲۲۰)

فوائد: دینار و درہم سے مراد کویت اور دوبئی کی موجودہ کرنسی نہیں ہے' بلکہ سونے اور چاندی کی ایک مقدار کا نام ہے' جس کی تفصیل یہ ہے:

درہم = 21/80 تولہ چاندی = 3 ماشے اور 1/5- 1 رتی = 3.061.8 گرام

دینار = 4 ماشہ' 4 رتی سونا (ساڑھے چار ماشے) = 4.374 گرام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۝﴾ [سورۂ توبہ] یعنی: ''اور جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔'' اس آیتِ مبارکہ میں مال و دولت کو خزانہ رکھنے یعنی ''کَنز'' کرنے کی وعید و تہدید کا بیان ہے۔ کسی بھی ملک کی کرنسی' سونے اور چاندی کے حکم میں داخل ہے' لیکن جب کسی نوعیت کے مال کی زکوۃ ادا کر لی جائے تو اسے خزانہ اور ''کَنز'' نہیں کہا جا سکتا' جیسا کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں سونے سے تیار کردہ پازیب پہنتی تھی۔ ایک دن میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی خزانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَابَلَغَ أَنْ تُؤَدّٰى زَكَاتُهٗ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)). یعنی: ''جو (زیور) زکاۃ کے نصاب کو پہنچے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ نہیں رہتا۔'' [صحیحہ: ۵۵۹] معلوم ہوا کہ متن میں مذکورہ بالا حدیث کا تعلق اس سونے اور چاندی سے ہے' جس کی زکوۃ ادا نہیں کی جاتی۔

تعجيل الصدقة

صدقہ جلدی کرنے کی ترغیب

۱۸۳۶: عَنْ عُقْبَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ، فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَاءِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَرَأَى أَنَّهُمْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ فَقَالَ: ((ذَكَرْتُ [وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ] شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ [مِنَ الصَّدَقَةِ] عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي (وَفِي رِوَايَةٍ: أَنْ يُمْسِيَ. أَوْ يَبِيتَ. عِنْدَنَا) فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ)).
[الصحيحة:۳۵۹٤]

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نمازِ عصر پڑھی' آپ نے سلام پھیرا' جلدی جلدی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے ایک بیوی کے گھر میں داخل ہو گئے۔ لوگ آپ کی سرعت پر تعجب کرنے لگ گئے' (اتنے میں) آپ ﷺ واپس آ گئے اور دیکھا کہ لوگوں کو آپ کی جلدی پر تعجب ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے سونے یا چاندی کی زکوۃ کی ایک ڈلی یاد آئی' جو ہمارے پاس تھی۔ میں نے ناپسند کیا کہ وہ مجھے روک لے (اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہمارے ہی پاس شام کرے یا رات گزارے) اس لئے میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۹۴- بخاری (۸۵۱' ۱۲۲۱' ۱۴۳۰)' نسائی (۱۳۶۶)' احمد (۴/ ۸۰۷)

فوائد: مسلمان خیر و بھلائی کے جن امور کو سرانجام دینا چاہتا ہے' اسے چاہئے کہ وہ پہلی فرصت میں سرانجام دے۔

الزکاۃ من اربعۃ

چار چیزوں میں زکاۃ ہے

۱۸۳۷: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: إِنَّمَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الزَّكَاةَ فِي هٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ: الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيْرِ، وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ)).

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان چار اصناف میں زکوۃ نافذ کی: گندم' جو' منقی اور کھجور۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۷۹۔ دارقطنی (۲/ ۹۶)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر درج ذیل بحث کی ہے: یہ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' لیکن اس کی سند میں محمد بن عبید اللہ عزرمی ''متروک'' ہے' لیکن اس کی متابعت موجود ہے' جسے امام دارقطنی رحمہ اللہ اور امام حاکم نے روایت کیا کہ موسی بن ابوطلحہ نے کہا: عندنا کتاب معاذ بن جبل عن النبی ﷺ انہ انما اخذ الصدقۃ من الحنطۃ۔ یعنی: آپ ﷺ نے صرف گندم ...... میں زکوۃ وصول کی ہے۔ امام حاکم نے کہا: موسی بن طلحہ عظیم تابعی ہیں اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے زمانے کو ان کے پانے کا انکار نہیں کیا گیا۔ لیکن ابن عبد البر نے کہا کہ موسی بن طلحہ' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو نہ ملے ہیں اور نہ ان کو پایا ہے۔ لیکن امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ اس کا یہ شاہد ذکر کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لاتاخذوا الا من ھذہ الاربعۃ ......) یعنی: صرف ان چار اصناف میں زکوۃ وصول کرو۔ ان احادیث کی روشنی میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ' امام حسن بصری اور امیر صنعانی وغیرہ کا یہ مسلک ہے کہ زرعی پیداوار کی تمام اقسام میں سے صرف گندم' جو' کھجور اور منقی پر زکوۃ فرض ہے۔ جبکہ بعض علمائے کرام کا یہ مسلک ہے کہ زمین سے پیدا ہونے والی ہر قسم کی زرعی پیداوار پر عُشر یعنی زکوۃ فرض ہے' انھوں نے اپنے حق میں درج ذیل عام آیات پیش کی ہیں: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وآتوا حقہ یوم حصادہ﴾ [سورۂ انعام: ۱۴۲] یعنی: ''کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کر دو۔'' نیز فرمایا: ﴿مما اخرجنا لکم من الارض﴾ [سورۂ بقرہ: ۲۶۷] یعنی: ''اس چیز میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی۔'' نیز بعض احادیث بھی اس عموم پر دلالت کرتی ہیں۔

ترغیب امور الاخراۃ فی الدنیا

دنیا کے مقابلہ میں آخرت کے کاموں کی ترغیب دلانا

۱۸۳۸: عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ الضُّمَرِيِّ، أَنَّ أُمَّ الْحَكَمِ أَوْ ضُبَاعَةَ ابْنَتَيِ الزُّبَيْرِ ابْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ حَدَّثَتْهُ، عَنْ إِحْدَاهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبْيًا، فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَانَحْنُ فِيْهِ، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَّأْمُرَلَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَكُنَّ يَتَامٰى بَدْرٍ،

فضل بن حسن ضمری' ام حکم یا ضباعہ' جو دونوں زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹیاں ہیں' سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے' میں' میری بہن اور فاطمہ آپ ﷺ کے پاس گئیں' آپ کے سامنے اپنی مشکلات کی شکایت رکھی اور مطالبہ کیا کہ ہمارے لئے کچھ قیدیوں کا فیصلہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدر کے یتیم لوگ تم سے سبقت لے گئے ہیں' لیکن میں تمھیں ایسی چیز بتلاتا ہوں جو تمھارے لئے قیدیوں سے بہتر

وَلٰكِنَّ سَأَدُلُّكُنَّ عَلٰى مَاهُوَ خَيْرٌ لَّكُنَّ مِنْ ذٰلِكَ: تُكَبِّرْنَ اللّٰهَ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةٍ، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)). [الصحيحة:۱۸۸۲]

ہے' (اور وہ یہ کہ) ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہنا' تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه" کہنا' تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہنا اور (ایک دفعہ) "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" (نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) کہنا۔"

تخریج: الصحيحة ۱۸۸۲- ابو داؤد (۲۹۸۷' ۵۰۶۶)' طحاوی فی معانی الآثار (۳/ ۲۹۹)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے دنیاوی سہولت کی فراہمی کی بجائے اخروی منفعت کی طرف رہنمائی فرمائی۔

شر الصفات شح هالع و جبن خالع

زیادہ کنجوسی اور سخت بزدلی بدترین صفات ہیں

۱۸۳۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((شَرُّمَا فِي رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ)). [الصحيحة: ٥٦٠]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سخت کنجوسی اور سخت بزدلی بدترین صفات ہیں جو آدمی میں پائی جاتی ہیں۔"

تخریج: الصحيحة ۵۶۰- ابو داؤد (۲۵۱۱)' احمد (۲/ ۳۰۲' ۳۲۰)' ابن حبان (۳۲۵۰)

فوائد: کنجوسی اور بزدلی' انسان کی کمینگی پر دلالت کرنے والی گھٹیا صفات ہیں۔ ایسی صفات دنیا چاہنے والوں کو دنیا میں بھی ذلیل کر دیتی ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم رہیں گے۔

باب: فضل صدقة السر

باب: پوشیدہ صدقہ کرنے کی فضیلت

۱۸٤٠: قَالَ ﷺ: ((صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِي غَضَبَ الرَّبِّ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ أُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ حِيْدَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ [الصحيحة:١٩٠٨]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مخفی صدقہ رب کے غضب کو مٹا دیتا ہے۔" یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن جعفر' سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا عمر بن خطاب' سیدنا عبداللہ بن مسعود' سیدہ ام سلمہ' سیدنا ابوامامہ' سیدنا معاویہ بن حیدہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۹۰۸- طبرانی فی الاوسط (۷۷۵۷)' والصغیر (۲/ ۹۵' ۹۶)' العسکری فی کتاب النسر ائر (۱۷۹/ ۱-۲) ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۱۹/ ۱۲۳)' مفولاً۔ ابن ابی الدنیا فی قضماء الحوائج (۶)' ابو بکر الذکوان فی اثنا عشر مجلساً (۹/ ۲) مطولاً' قضاعی فی مسند الشهاب (۱۰۰)' طبرانی فی الاوسط (۶۰۸۲) مطولاً' طبرانی فی الکبیر (۸۰۱۴)' طبرانی فی الاوسط (۹۴۷)' قضاعی فی مسند الشهاب (۱۰۲)' ترمذی (۶۶۴)' ابن حبان (۳۳۰۹)' قضاعی (۱۰۵)

فوائد: جن اعمال و افعال کو خفیہ طور پر سرانجام دینا ممکن ہو' ان کے بارے میں شریعت کی رائے یہ ہے کہ انھیں مخفی طور پر ہی

سرانجام دیا جائے، کیونکہ یہی واحد انداز ہے جو اعمالِ صالحہ کی قبولیت کا سبب بنتا ہے اور بندۂ خدا کے خلوص اور للّٰہیت پر دلالت کرتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قیامت والے دن اپنے سائے تلے جگہ دے گا، (ان میں سے ایک وہ ہے جو) کوئی صدقہ کرتا ہے اور اسے چھپاتا ہے، حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم بھی نہیں ہوتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا کچھ خرچ کیا۔ [بخاری، مسلم] اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کو اس عمل کی خبر نہیں ہونے دیتا۔

الصدقة على كل عضو

ہر عضو پر صدقہ ہے

۱۸٤۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((عَلٰى كُلِّ عُضْوٍ مِّنْ أَعْضَاءِ بَنِي آدَمَ صَدَقَةٌ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنو آدم کے اعضا میں سے ہر عضو پر صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۴۔ احمد (۲/ ۳۹۵)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر احسان کرتے ہوئے اس کے جسم میں کئی صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں۔ مختلف اعضاء تشکیل دیئے ہیں اور اسے خوبصورت اور دلکش وجود سے نوازا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس عظیم نعمت کی بنا پر ایک تقاضا کیا ہے کہ اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے روزانہ ہر عضو کی طرف سے صدقہ کیا جائے، پہلے یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ انسانی وجود میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ ہیں اور ہر روز کوئی نہ کوئی نیکی کر کے اس کی طرف سے صدقہ ادا کیا جائے، جیسے سُبْحَانَ اللّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا وغیرہ وغیرہ، لیکن اگر کوئی آدمی نمازِ ضحیٰ کی دو رکعت نماز ادا کر لے تو اس کے تمام وجود کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور اس کا وجود آزاد ہو جاتا ہے۔

باب: لا زكاة على غير المؤمن

باب: زکاۃ صرف مومنوں پر واجب ہے

۱۸٤۲: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كَلَالٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ مُعَافِرٍ وَهَمْدَانَ: ((عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي صَدَقَةِ الثِّمَارِ. أَوْ مَالِ الْعِقَارِ. عُشْرُ مَا سَقَتِ الْعَيْنُ وَمَاسَقَتِ السَّمَاءُ وَعَلٰى مَايُسْقٰى بِالْغَرْبِ نِصْفُ الْعُشْرِ)). [الصحیحۃ:۱٤۲]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اہل یمن یعنی حارث بن عبد کلال اور اس کے معافری اور ہمدانی ساتھیوں کی طرف خط لکھا کہ: ''اگر زمین چشموں سے یا بارش سے سیراب ہوئی ہو تو اس کے پھلوں کی پیداوار یا مال پر دسواں حصہ زکوۃ ہے اور جن کو ڈول (وغیرہ کے ذریعے کھینچ کر) پانی پلایا جائے، ان کی (پیداوار پر) بیسواں حصہ زکوۃ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۲۔ ابن ابی شیبۃ (۳/ ۱۴۵، ۱۴۶)، دارقطنی (۲/ ۱۳۰)، بیہقی (۴/ ۱۳۰)

فوائد: زمین سے فصلیں پیدا کر کے انسان کو رزق مہیا کرنا اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس احسان کا بدلہ یوں طلب کیا ہے کہ زرعی پیداوار کا دسواں یا بیسواں حصہ بطورِ زکوۃ اس کی راہ میں دیا جائے، جو پیدا ہونے والی کل فصل کے مقابلے میں انتہائی کم مقدار ہے۔ مذکورہ بالا اور اس موضوع پر دوسری احادیث سے یہ مسئلہ عیاں ہوتا ہے کہ اگر زمین کسی ایسے ذریعے سے سیراب ہوتی ہو جس میں مشقت نہ ہو یا کم مشقت ہو مثلاً بارش، شبنم، اولے، زمینی نمی و رطوبت اور چشموں وغیرہ سے تو اس میں دسواں حصہ زکوۃ نکالنا

ضروری ہے، لیکن اگر کسی مشقت طلب ذریعے سے سیراب کی جاتی ہو مثلاً اونٹ، بیل یا آدمی پانی لا کر سیراب کرے یا کنوؤں یا ٹیوب ویل سے پانی لا کر یا پانی خرید کر سیراب کیا جائے یا جیسے آجکل معین رقم ادا کر کے نہری پانی سے فصلوں کو سیراب کیا جاتا ہے، تو ان سب صورتوں میں بیسواں حصہ زکوۃ ہو گی۔ واضح رہے کہ کسی بھی فصل میں زکوۃ کو لاگو کرنے کے لئے ضروری ہے وہ پانچ وسق (15 من اور 30 کلوگرام) ہو، اس کو نصاب زکوۃ کہتے ہیں۔ اگر صاع ڈھائی کلو کا ہو تو وزن 18 من 30 کلو بنتا ہے۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے صاع کا وزن 1/2 2 کلو ہی اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام میں تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم

ترغیب ذبح الفرع فی سبیل اللّٰہ

(اونٹنی یا بکری کے) پہلے بچے کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کی ترغیب

۱۸۴۳: عَنْ عَبْدِ الْمَزَنِيِّ مَرْفُوْعاً: ((فِي الْإِبِلِ فَرَعٌ، وَفِي الْغَنَمِ فَرَعٌ)).

سیدنا عبد مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹ میں بھی فرع ہے اور بکریوں میں بھی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۹۶۔ طبرانی فی الاوسط (۳۳۶)، والکبیر (۱۳/ ۱۴۷)، بیھقی (۹/ ۳۰۳)، تعلیقاً۔

فوائد: دور جاہلیت میں اونٹنی کے پہلے بچے کو معبودانِ باطلہ کیلئے ذبح کیا جاتا تھا۔ اس کو ''فرع'' کہتے تھے۔ اسلام نے اس شرکیہ عمل کو باطل قرار دیا، ہاں یہ گنجائش رکھی کہ اگر کوئی آدمی اپنی اونٹنی اور بکری کے پہلے بچے کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے، بلکہ اس کا یہ عمل پسندیدہ اور افضل ہے۔

ترغیب الصدقة فی الفطر والاضحیٰ

عید الفطر اور اضحیٰ کے دن صدقہ کرنے کی ترغیب دینا

۱۸۴۴: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلَاةً وَسَلَّمَ قَامَ [قَائِماً] [عَلٰى رِجْلَيْهِ] فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ [بِوَجْهِهِ] وَهُمْ جُلُوْسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ، فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ، أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا)) وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے موقع پر نکلتے اور نماز سے ابتداء کرتے، جب نماز سے سلام پھیرتے تو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے، لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور وہ آپ کے سامنے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے۔ اگر آپ کو کوئی لشکر بھیجنے کی ضرورت یا کوئی اور حاجت ہوتی تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرتے اور اسے پورا کرنے کا حکم دیتے، نیز فرماتے: ''صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو۔'' زیادہ تر صدقہ کرنے والی عورتیں ہوتی تھیں۔ پھر آپ واپس چلے جاتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۸۔ مسلم (۸۸۹)، نسائی (۱۵۷۷)، وفی الکبری (۱۷۸۵)، ابن ماجه (۱۲۸۸)، ابن حبان (۳۳۱۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ عیدین کے روز مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنا چاہئے تاکہ فقراء و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں بلا امتیاز شامل ہو سکیں۔

من انواع الصدقة

۱۸۴۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ: يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيْطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ)).

صدقہ کی اقسام

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' لوگوں کے ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ کرنا (واجب) ہے۔ (اور صدقہ صرف مال کا خرچ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ) دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دینا بھی صدقہ ہے' کسی آدمی کو اس کی سواری پر بٹھانے میں یا اس کا سامان اٹھا کر اس پر رکھوانے میں بھی صدقہ ہے' اچھی بات کرنا صدقہ ہے' ہر اس قدم میں' جس سے چل کر وہ نماز کی طرف جائے' صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۲۵۔ بخاری (۲۹۸۹)' مسلم (۱۰۰۹)' احمد (۲/ ۳۱۲' ۳۱۶)

فوائد: اس سے قبل یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ بندۂ خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کے احسانات کا تقاضا پورا کرتے ہوئے اپنے وجود کے جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا کرے' جس کی تفصیل اس حدیث میں بیان کر دی گئی ہے۔

على الخيل و الرقيق صدقة الفطر فقط

۱۸۴۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ زَكَاةٌ إِلَّا زَكَاةَ الْفِطْرِ فِي الرَّقِيْقِ)). [الصحيحة:۲۱۸۹]

گھوڑے اور غلام پر صرف صدقہ الفطر ہے

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے اور غلام پر زکوۃ نہیں ہے' البتہ غلام پر صدقۂ فطر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۸۹۔ ابو داؤد (۱۵۹۴)' بیھقی (۴/ ۱۱۷)' بھذا اللفظ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ گھوڑوں اور غلاموں میں ایک سال کے گزر جانے کے بعد فرض ہونے والی زکوۃ نہیں ہے' البتہ غلام کے مالک پر یہ ضروری ہے کہ وہ عید الفطر کے موقع پر اس کی طرف سے ایک صاع (2 کلو 100 گرام) صدقۂ فطر ادا کرے۔

شرح الزكاة

۱۸۴۷: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِّنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ، وَلَا فِي الْأَرْبَعِ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا فَفِيْهَا شَاةٌ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعاً

زکاۃ کی وضاحت کا بیان

سیدنا ابو سعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سے کم اونٹوں پر کوئی زکوۃ نہیں اور نہ چار اونٹوں پر زکوۃ ہے' جب ان کی تعداد پانچ سے نو تک ہو تو ایک بکری' جب دس سے چودہ تک ہو تو دو بکریاں' جب پندرہ سے انیس تک ہو تو

فَإِذَا بَلَغَتْ عَشْراً، فَفِيهَا شَاتَانِ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ عَشَرَةَ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعَ عَشَرَةَ، فَإِذَا بَلَغَتْ عِشْرِينَ، فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ إِلَى أَن تَبْلُغَ أَرْبَعاً وَعِشْرِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْساً وَعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِذَا لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَسَبْعِين، فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً فَفيهَا بتننا لبنون إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعِينَ فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ عِشْرِينَ وَمِئَةً ثُمَّ فِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتِ لَبُونٍ)).

[الصحيحة: ۲۱۹۲]

تین بکریاں اور بیس سے چوبیس تک چار بکریاں زکوۃ میں دی جائیں گی۔ جب اونٹوں کی تعداد پچیس سے بڑھ کر پینتیس ہو جائے تو اس تعداد پر ایک سالہ اونٹنی' اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر دو سالہ نر بچہ' جب چھتیس سے تعداد بڑھ کر پینتالیس تک پہنچ جائے تو دو سالہ اونٹنی' اگر تعداد چھیالیس ہو جائے تو ساٹھ تک ایک تین سالہ اونٹنی' اگر تعداد اکسٹھ ہو جائے تو پچھتر تک چار سالہ اونٹ' اگر اس سے تعداد بڑھ جائے تو نوے تک دو' دو سالہ اونٹنیاں' اگر اس سے تعداد بڑھ جائے تو ایک سو بیس تک دو' تین سالہ اونٹنیاں۔ (ایک سو بیس کی تعداد) کے بعد ہر پچاس پر تین سالہ اونٹنی اور ہر چالیس پر دو سالہ اونٹنی زکوۃ میں دی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۲۔ ابن ماجه (۱۷۹۹)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ میں اونٹوں کی زکوۃ کے نصاب اور شرح کی مکمل تفصیل بیان کی گئی ہے۔

من انواع الصدقة

صدقہ کی کچھ اقسام

۱۸٤۸: عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ مَرْفُوعاً: ((مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ، فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ)).

[الصحيحة: ٤٥٢]

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے آپ کو کھلانا تیرے لئے صدقہ ہے' تیرا اپنے بیٹے کو کھلانا تیرے لئے صدقہ ہے' تیرا اپنی بیوی کو کھلانا تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا اپنے خادم کو کھلانا تیرے لئے صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۵۲۔ احمد (۴/ ۱۳۱)' الادب المفرد (۸۲/ ۱۹۵)' نسائی فی الکبریٰ (۹۱۸۵)

فوائد: اسلام میں ہر نیکی کی بنیاد نیت پر ہے' کسی نے کیا خوب کہا: ''رب عمل كبير تصغره النية ورب عمل صغير تعظمه

النیۃ۔" یعنی: کتنے ہی عظیم اعمال ہیں' جنھیں نیت کم تر بنا دیتی ہے اور کتنے ہی معمولی معمولی نیک اعمال ہیں کہ جن کو نیت عظیم تر بنا دیتی ہے۔ اگر کوئی آدمی خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کر رہا ہے تو وہ بے شمار اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے' لیکن اگر اسی صدقہ و خیرات کی بنیاد ریاکاری اور نمود و نمائش ہو تو ایسی "نام نہاد نیکی" اس کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ اس موقع پر خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول ذکر کرنا انتہائی مناسب ہے۔ وہ کہتے ہیں: لا تکن ممن یتبع الحق اذا وافق ھواہ ویخالفہ اذا خالف ھواہ۔ فأذا انت لا تثاب علی ما وافقتہ من الحق و تعاقب علی ما ترکتہ منہ لانک انما اتبعت ھواک فی الموضعین۔ [شرح العقیدۃ الطحاویہ/ ابن ابی العز الحنفی] ماحصل یہ ہے کہ مسلمان جب اپنے آپ پر' اپنے اہل و عیال پر اور اپنے نوکروں چاکروں پر خرچ کرے تو سب سے پہلے شریعت کی روشنی میں اپنی نیت کو درست کرے کہ وہ یہ رقم کیوں خرچ کر رہا ہے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی ذمہ داری لگائی' یا کن کن آیات اور احادیث کا مصداق بن رہا ہے۔

ما ادی زکاتہ لیس بکنز

جس کی زکوۃ ادا کر دی گئی وہ خزانہ نہیں ہے

۱۸۴۹: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْ ضَاحاً مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ أَكَنْزٌ هُوَ؟ قَالَ: ((مَابَلَغَ أَنْ تُؤَدّٰى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)). [الصحیحۃ: ۵۵۹]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سونے سے تیار کردہ پازیب پہنتی تھی' ایک دن میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی خزانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو (زیور) زکاۃ کے نصاب کو پہنچے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ نہیں رہتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۹۔ ابو داؤد (۱۵۶۴)' حاکم (۱/ ۳۹۰)' دار قطنی (۲/ ۱۰۵)' بیہقی (۴/ ۸۳)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم﴾ [سورۂ توبہ] یعنی: "اور جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔" خزانے کو عربی میں "کنز" کہتے ہیں' آیتِ مبارکہ میں "کنز" کی مذمت کی جا رہی ہے' لیکن یہ وعید اس صورت میں ہے جب سونا چاندی جمع کرنے والے سال کے بیت جانے کے بعد بھی ان کی زکوۃ ادا نہ کریں' اگر وہ زکوۃ ادا کرتے رہیں تو مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں ان کو موردِ طعن نہیں بنایا جائے گا۔

قلیل المال خیر من الکثیر لاہٖ

تھوڑا مال زیادہ غافل کر دینے والے مال سے بہتر ہے

۱۸۵۰: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعاً: ((مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ، إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ، إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمُّوا إِلٰى رَبِّكُمْ، فَإِنَّ مَاقَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهٰى وَلَا آبَتْ شَمْسٌ قَطُّ، إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں' وہ جن و انس کے علاوہ زمین والوں کو سناتے ہوئے اعلان کرتے ہیں: لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ کفایت کرنے والا قلیل مال' غافل کر دینے والے کثیر مال سے بہتر ہوتا ہے۔ اسی طرح جب بھی سورج غروب ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں

أَهْلَ الْأَرْضِ، إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً، وَأَعْطِ مُمْسِكاً مَالاً تَلَفاً)).

پر دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو جن و انس کے علاوہ اہل زمین کو سناتے ہوئے نداء دیتے ہیں: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کے حصے میں ہلاکت کر۔"

تخریج: الصحيحة ۴۴۳۔ احمد (۵/ ۱۹۷)' ابن حبان (۶۸۶)' ابو داؤد الطيالسی (۹۷۹)

فوائد: مال و دولت اللہ تعالی کا بہت بڑا احسان ہے' لیکن اگر کوئی آدمی اس احسان کے نتیجہ میں اسلام کے احکام و مسائل سے غافل ہو جاتا ہے' تو یہی مال و دولت اس کے لئے زحمت کا سامان بن جاتا ہے' لہٰذا اگر اللہ تعالی نے کسی مسلمان پر رزق کی فراوانی کر رکھی ہے تو وہ عاجزی و انکساری اختیاری کرے' نہ کہ بغاوت و ہٹ دھرمی۔ اسے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی در در کی ٹھوکریں کھانے اور ایک ایک دمڑی کا محتاج کر سکتا تھا' لیکن اس نے احسان کیا اور اسے رزق کے وسائل براہِ راست عطا کر دیئے۔

الجواز الأكل من الحائط فی جوع

بھوک کی وجہ سے باغ سے کچھ کھا لینے کی اجازت کا بیان

۱۸۵۱: عَنْ عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ، قَالَ: أَصَابَتْنِي سَنَةٌ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَفركت سنبلاً فَأَكَلْتُ وَحَمَلْتُ فِي ثَوْبِي فَجَاءَ صَاحِبُهُ، فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((مَا عَلِمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلاً وَلَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ سَاغِبًا أَوْ جَائِعًا)) وَأَمَرَهُ فَرَدَّ عَلَيَّ ثَوْبِي وَأَعْطَانِي وَسْقاً أَوْ نِصْفَ وَسْقٍ مِّنْ طَعَامٍ۔ [الصحيحة:۴۵۳]

سیدنا عباد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں قحط سالی میں مبتلا ہو گیا' میں مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوا' ایک بالی کو ملا اور اس سے دانے نکالے۔ کچھ دانے کھا لئے اور کچھ کپڑے میں نے اٹھا لئے' اتنے میں باغ کا مالک آ گیا تو اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور ساری بات بتائی) آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "وہ جاہل تھا تو نے اسے تعلیم نہیں دی اور وہ بھوکا تھا تو نے اسے کھلایا نہیں۔" پھر آپ نے اسے حکم دیا' اس نے میرا کپڑا مجھے واپس کر دیا اور مجھے اسے وسق یا نصف وسق کھانے کا بھی دیا۔

تخریج: الصحيحة ۴۵۳۔ابو داؤد (۲۶۲۰)' نسائی (۵۴۱۱)' ابن ماجه (۲۲۹۸)' احمد (۱/ ۱۶۶' ۱۶۷)

فوائد: ایک "صاع" 2 کلو 100 گرام کے برابر ہوتا ہے اور ایک وسق میں 60 صاع ہوتے ہیں۔

فضل انفاق الزوجين فی سبيل الله

اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرنے کی فضیلت

۱۸۵۲: عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: لَقِيْتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثْنِي قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ

صعصعہ بن معاویہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہ مجھے کوئی حدیث بیان کرو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں' رسول ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان بندہ ہر مال میں سے ایک ایک جو

كُلِّ مَالٍ لَهُ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حُجْبَةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلَى مَاعِنْدَهُ قُلْتُ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: إِنْ كَانَتْ إِبِلًا فَبَعِيرَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَيْنِ)).

اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے اور اسے اپنی طرف والی نعمتوں کی طرف بلائیں گے۔" میں نے کہا: (ہر مال میں سے ایک ایک جوڑا) اس کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اونٹ ہیں تو دو اونٹ اور اگر گائیں ہیں تو دو گائیں (علی ہذا القیاس)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۶۷۔ نسائی (۳۱۸۷)' دارمی (۲۴۰۸)' ابن حبان (۴۶۴۳)' احمد (۵/ ۱۵۱)

دعاء الملك للمنفق و على المسك

فرشتہ کی خرچ کرنے والے کے لیے دعا اور نہ کرنے والے کے لیے بددعا

١٨٥٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ: اَللّٰهُمَّ! أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)). [الصحيحة: ٩٢٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر دن' جس میں بندے صبح کرتے ہیں' دو فرشتے اترتے ہیں' ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے (مال) کو ضائع فرما دے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۹۲۰۔ بخاری (۱۴۴۲)' مسلم (۱۰۱۰)

فوائد: انفاق فی سبیل اللہ سے دنیا میں بھی مال و دولت میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔ اجر و ثواب کا اندازہ تو سابقہ حدیث سے لگایا جا سکتا ہے اور برکت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس کے مطابق فرشتے بہترین متبادل کا سوال کرتے ہیں۔

مال ابی بکر انفع للدین

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مال دین کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہے

١٨٥٤: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَفَعَنَا مَالُ [أَحَدٍ] مَانَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ)). [الصحيحة: ٢٧١٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر کے مال نے ہمیں جو نفع دیا' وہ کسی کے مال نے نہیں دیا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۸۔ ابن راھویہ فی مسندہ (۴/ ۸۰/ ۱)' حمیدی (۲۵۰)' ابو یعلی (۴۹۰۲)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۲۳۰)

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مالاحد عندنا يد الا وقد كافيناه ما خلا ابا بكر فان له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيامة۔) [ترمذی] یعنی: "سوائے ابوبکر کے ہم نے تمام کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے اور ان کے ہم پر ایسے احسانات ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو روزِ قیامت بدلہ دیں گے۔" ان میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے۔

شدة الصدقة على الشيطان

١٨٥٥: عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعاً: ((مَا يَخْرُجُ رَجُلٌ صَدَقَتَهُ حَتَّى يَفُكَّ بِهَا لِحَيَىْ سَبْعِيْنَ شَيْطَاناً)). [الصحيحة:١٢٦٨]

شیطان پر صدقہ کے سخت ہونے کا بیان

ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب (مسلمان) بندہ صدقہ کرتا ہے تو وہ (اپنے سامنے روڑے اٹکانے والے) ستر شیطانوں کے جبڑے توڑ کر صدقہ کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۶۸۔ (ابن خزیمہ (۲۴۵۷)، احمد (۵/ ۳۵۰)، حاکم (۱/ ۴۱۷)، بیہقی (۴/ ۱۸۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ بندے کو کنجوسی اور بخیلی جیسی رذیل صفات سے متصف کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ صدقہ و خیرات کرنے سے اس کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ربّ کے حکم کی پیروی کر کے اسے خوش کرتے ہوئے اور اپنے ابدی دشمن شیطان کو ستاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا کریں۔

تعدی فی الزكاة ظلم

١٨٥٦: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ بَيْنَمَا هُوَ فِي بَيْتِهَا وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُوْنَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ صَدَقَةُ كَذَا وَكَذَا مِنَ التَّمْرِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَا وَكَذَا مِنَ التَّمْرِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ فُلَاناً تَعَدّٰى عَلَيَّ فَأَخَذَ مِنِّي كَذَا وَكَذَا، فَازْدَادَ صَاعاً؟ فَقَالَ ﷺ: ((فَكَيْفَ إِذَا سَعٰى عَلَيْكُمْ مَنْ يَتَعَدّٰى عَلَيْكُمْ أَشَدَّ مِنْ هٰذَا لِتَعَدّٰى؟)) فَخَاضَ النَّاسُ وَبهرهم الْحَدِيْثُ، حَتّٰى قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ كَانَ رَجُلاً غَائِباً عَنْكَ فِي إِبِلِهِ وَمَاشِيَتِهِ وَزَرْعِهِ وَأَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ فَتَعَدّٰى عَلَيْهِ الْحَقُّ فَكَيْفَ يَصْنَعُ وَهُوَ غَائِبٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ، طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ يُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، لَمْ يَغِبْ شَيْئاً مِنْ مَالِهِ، وَأَمَّا الصَّلَاةَ، وَأَدّٰى الزَّكَاةَ فَتَعَدّٰى عَلَيْهِ الْحَقُّ فَأَخَذَ سَلَاحَهُ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيْدٌ)).

زکوٰۃ زیادہ لینا ظلم ہے

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس کچھ صحابۂ کرام بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور پوچھا: اتنی کھجوروں پر کتنی زکوۃ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اتنی کھجوریں۔“ وہ کہنے لگا: فلاں آدمی نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور اتنی کھجوریں لی ہیں، یعنی ایک صاع (تقریباً 2.100 کلوگرام) زیادہ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت کیا ہوگا جب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو تم پر اس سے کہیں زیادہ زیادتی کریں گے۔“ لوگ غور و خوض میں پڑ گئے اور اس حدیث نے انھیں حیران کر دیا، حتی کہ ایک آدمی یوں کہہ اٹھا: اے اللہ کے رسول! اگر ایک آدمی آپ سے غائب اپنے اونٹوں، مویشیوں اور کھیتی میں فروکش ہے اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہے، لیکن اس پر زیادتی کی جاتی ہے، اب وہ کیا کرے اور وہ ہے بھی آپ سے دور؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کی، اس حال میں کہ اس کا نفس راضی تھا اور وہ اللہ کی رضامندی اور یوم آخرت کا متلاشی تھا، اس نے اپنے مال کا کوئی حصہ نہیں چھپایا، اور نماز قائم کی اور زکاۃ ادا کی، لیکن اس پر زیادتی کی گئی، جس کی وجہ

[الصحيحة:٢٦٥٥] سے اس نے اپنا اسلحہ پکڑا' لڑنا شروع کر دیا اور قتل ہو گیا تو وہ شہید ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٦٥٥۔ ابن خزيمه (٢٣٣٦)' ابن حبان (٣١٩٣)' حاكم (١/ ٤٠٤' ٤٠٥)' بيهقى (٤/ ١٣٧)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ وصول کرنے والے عامل کو زیادتی نہیں کرنی چاہیے' اگر وہ ایسا کرتا ہے تو صاحب مال اپنے مال کے دفاع میں لڑ سکتا ہے' لیکن سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا اتاكم المصدق فلا يفارقنكم الا عن رضى۔) [ترمذی] یعنی: جب تم لوگوں کے پاس زکوۃ وصول کرنے والا عامل آئے تو وہ راضی ہو کر تم سے جدا ہو' (یعنی تم اسے راضی کر دو)۔ امام سیوطیؒ نے کہا: اس حدیث کا یہ معنی ہے لوگ اس کی اطاعت کریں اور اسے اچھے انداز میں مرحبا کریں' یہ معنی نہیں کہ وہ اسے وہ مال دے دیں جو ان پر واجب نہیں ہوتا۔ جبکہ امام بیہقیؒ کہتے ہیں: اگر عامل مقدار سے زیادہ زکوۃ وصول کر کے ظلم بھی کرے تو اسے راضی کرنا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ ان کی زیادتی پر لوگوں کو صبر کرنا چاہیے۔

أهمية الإستعاذ بالله

اللہ کی پناہ مانگنے کی اہمیت

١٨٥٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْطُوهُ)). [الصحيحة: ٢٥٣]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے' اس کو پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر سوال کرے تو اس کو دو۔''

تخریج: الصحيحة ٢٥٣۔ ابو داؤد (٥١٠٨)' احمد (١/ ٢٥٠)' ابو يعلٰى (٢٥٣٦)

١٨٥٨: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((مَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللّٰهِ، فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ، فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ [وَمَنِ اسْتَجَارَ بِاللّٰهِ، فَأَجِيرُوهُ] وَمَنْ أَتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفاً فَكَافِئُوهُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فَادْعُوا اللّٰهَ لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ)).

[الصحيحة:٢٥٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو تم سے اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے' اسے پناہ دے دو اور جو تم سے اللہ کے نام پر مانگے تو اسے دو' اور جو تمھیں دعوت دے' تو اسے قبول کرو اور جو تم سے اللہ کے واسطے سے مدد کا مطالبہ کرے تو اس کی مدد کرو اور جو تمھارے ساتھ احسان کرے تو تم اس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کی طاقت نہ پاؤ تو اس کے لئے دعائے خیر کرو (اور اتنی دعاء کرو کہ) تمھیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کو بدلہ دے دیا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٥٤۔ ابو داؤد (٥١٠٩)' نسائى (٢٥٦٨)' الادب المفرد (٢١٦)' احمد (٢/ ٦٨' ٩٩)

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔ [بخاری] چونکہ کسی کو ہدیہ دینا بھی اس کے ساتھ ایک قسم کی نیکی کرنا ہے' اس لئے آپ ﷺ ہدیہ قبول فرما کر اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

باب: فضل انظار المعسر

باب: تنگ دست کو قرض میں مہلت دینے کی فضیلت

۱۸۵۹: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ)) قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ)) ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ))؟ قَالَ: ((لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنَ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة:٨٦]

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اسی (مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ کو یوں فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) کے دوگنا ثواب ملے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے آپ کو پہلے یوں فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اسی (مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اور پھر یوں: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) کے دوگنا ثواب ملے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کی ادائیگی سے پہلے تک اسے ہر روز (اتنی ہی مقدار میں) صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا' اور جب (وعدے کے مطابق) قرض واجب الادا ہوا تو اس نے پھر مہلت دی' (ایسی صورت میں) اسے (اس مقدار) سے دوگناہ زیادہ ثواب ملے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۸۶۔ احمد (۵/ ۳۶۰)' حاکم (۲/ ۲۹)' طحاوی فی شرح المشکل (۳۸۱۰)' ابو یعلی فی المعجم (۲۵۱)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے قرضے کو ایک قسم کا صدقہ قرار دیا ہے۔ کسی کو قرضہ دے کر اس کی ضرورت پوری کرنا شریعت کی نظر میں بہت بڑا احسان ہے' یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں بے شمار اجر وثواب کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

فضل انفاق الزوجين في سبيل الله

اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرنے کی فضیلت

۱۸۶۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا تو اسے جنت (کے دروازوں سے) یوں پکارا جائے گا: اے اللہ کے بندے یہ دروازہ بہتر ہے۔ پس جو شخص نمازیوں میں سے ہو گا' اسے باب الصلوۃ (نمازیوں کے مخصوص دروازے) سے پکارا جائے گا' جو جہاد کرنے والوں میں سے ہو گا' اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا' جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہو گا' اسے باب الصدقہ سے

قَالَ أَبُوبَكْرِ الصِّدِّيقِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عَلَى أَحَدٍ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)). [الصحيحة:٢٨٧٩]

پکارا جائے گا اور جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا' اسے باب الریان سے پکارا جائے گا۔'' ابوبکر صدیق نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس کو ان دروازوں میں سے (کسی ایک دروازے سے) پکارا جائے گا' اس کے لئے کوئی نقصان اور خسارہ نہیں (کیونکہ مقصود جنت میں داخلہ ہے)' لیکن کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو بھی ان ہی میں سے ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۹۔ بخاری (۱۸۹۷' ۲۸۴۱)' مسلم (۱۰۲۷)' ترمذی (۳۶۷۵)' نسائی (۲۴۴۱)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ کہ جس آدمی کے نامۂ اعمال میں جس نیک عمل کی کثرت ہوگی' اسی مناسبت سے اسے جنت کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' یہ مفہوم نہیں ہے کہ جہاد کی کثرت سے مراد نمازوں میں غفلت ہے یا نماز کی کثرت سے مراد رمضان کے روزوں میں سستی ہے۔ نیز سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ثابت ہو رہی ہے کہ ان کا نام جنت کے ہر دروازے پر ہوگا۔

ما اتصل اليك في غير مسألة فاقبله

جو چیز بغیر سوال کیے تجھ کو مل جائے اس کو قبول کر لے

١٨٦١: عَنْ خَالِدِ بْنِ عَدِيٍّ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ جَاءَ مِنْ أَخِيْهِ مَعْرُوْفٌ مِّنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، وَلَا بِإِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ، وَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ)). [الصحيحة:١٠٠٥]

سیدنا خالد بن عدی جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر کسی کو اپنے بھائی کی طرف کوئی چیز موصول ہوتی ہے' حالانکہ اس نے نہ سوال کیا تھا اور نہ حرص و طمع رکھی تھی' تو وہ قبول کر لے' کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۰۵۔ احمد (۴/ ۲۲۰' ۲۲۱)' ابن حبان (۳۴۰۴)' حاکم (۲/ ۶۲)' ابن سعید (۴/ ۳۵۰)

فوائد: انسان کو حریص اور لالچی نہیں ہونا چاہئے۔ اگر حرص و طمع کے بغیر اللہ تعالیٰ رزق کے اسباب پیدا کر دیتا ہے' تو وہ قبول کر لینے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

باب: من المبشرات حسن الخاتمة

باب: انسان کا حسن خاتمہ باعث خوشخبری ہے

١٨٦٢: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي مَرَضِهِ فَرَأَيْتُهُ يُهِمُّ بِالْقُعُوْدِ وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَهُ يَمِيْدُ يَعْنِي مِنَ النُّعَاسِ۔ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاأَرٰى [illegible] سَاهَرَكَ فِي لَيْلَتِهِ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بیمار تھے' میں آپ کے پاس گیا' میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھنا چاہتے ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اونگھ کی وجہ سے ڈانواڈول ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ رات کو

هٰذِهٖ أَفَلَا أُدْنُوْمِكَ؟ قَالَ: عَلِيٌّ أَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنْكَ فَدَنَا مِنْهُ عَلِيٌّ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ فَسَانِدُهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ خَتَمَ لَهٗ بِإِطْعَامِ مُسْكِيْنٍ مُحْتَسِباً عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. دَخَلَ الْجَنَّةَ مَنْ خَتَمَ لَهٗ بِصَوْمِ يَوْمٍ مُحْتَسِباًعَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ، مَنْ خَتَمَ لَهٗ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحْتَسِباً عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

[الصحيحة :١٦٤٥]

جاگتے رہے تو اب میں آپ کو (سہارا دینے کے لئے) آپ کے قریب نہ ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی تیری نسبت اس خدمت کا زیادہ حقدار ہے۔'' چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ میں نے آپ کو فرماتے سنا: ''جس کا خاتمہ ہوا اور اس نے اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی امید میں کسی مسکین کو کھانا کھلا رکھا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا' جس کی (زندگی) کا خاتمہ ہوا اور اس نے اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی امید میں روزہ رکھا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کا اختتام اس صورت میں ہوا کہ اس نے اللہ تعالی سے ثواب کی امید میں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' پڑھا ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۵۔ ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۱/ ۲۱۸' ۲۱۹)' المخلص فی فوائد المنتقاۃ (۲۳/ ۲)' احمد (۵/ ۳۹۱)' بیهقی فی الاسماء (ص ۳۰۳)

فوائد: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی منقبت ثابت ہو رہی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ نیز مسکین کو کھانا کھلانے' روزہ رکھنے اور لا الہ الا اللہ پڑھنے کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

منع فضل الماء وغیرہ جرم

زائد پانی اور دوسری زائد چیزوں سے روکنا جرم ہے

١٨٦٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو كَتَبَ إِلٰى عَامِلٍ لَهٗ عَلٰى أَرْضٍ لَهٗ، أَنْ لَّاتَمْنَعْ فَضْلَ مَائِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَنَعَ فَضْلَ مَائِهٖ أَوْ فَضْلَ كَلَئِهٖ مَنَعَهُ اللّٰهُ فَضْلَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:١٤٢٢]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی زمین کے عامل کی طرف لکھا کہ زائد پانی کو نہیں روکنا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جس نے (اپنی ضرورت سے) زائد پانی یا گھاس روک لی تو روزِ قیامت اللہ تعالی اس سے اپنے فضل کو روک لے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۲۲۔ احمد (۲/ ۱۷۹' ۲۲۱)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۳۷)' عقیلی الضعفاء (۴/ ۱۵۱)

فوائد: شریعتِ مطہرہ میں اجتماعی فائدے کو سامنے رکھا جاتا ہے' نہ کہ فردِ واحد کے فائدے کو۔ اس حدیث میں یہی قانون بیان کیا گیا ہے۔ پانی اور گھاس اللہ تعالی کے ایسے عطیے ہیں' کہ جن کے حصول میں کسی کی قابلیت کو کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا سب لوگوں کو ان کے استعمال کا حق حاصل ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نهى رسول الله ﷺ عن بيع فضل الماء۔ [مسلم] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی بیع سے منع فرمایا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتمنعوا فضل الماء لتمنعوا به الكلأ۔) [بخاری' مسلم] یعنی: تم زائد پانی کو اس لئے نہ روکو کہ اس کے ذریعے تم گھاس کو روک لو۔ اس کی

صورت یہ ہے کہ کسی شخص کے پانی کے قریب گھاس اگ آئی ہو۔ لوگوں کے مویشی وہاں پانی پینے آئیں تو گھاس بھی چرنے لگ جائیں' یہ بات مالک کو ناگوار گزرے اور وہ گھاس بچانے کے لیے پانی روک دے۔

اهمية صدقة الماء

پانی کے صدقہ کرنے کی اہمیت

١٨٦٤: عن أنس: أن سعداً أتى النبي ﷺ فقال: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَلَمْ تُوْصِ أَفَيَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَعَلَيْكَ بِالْمَاءِ)). [الصحيحة: ٢٦١٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ وصیت کئے بغیر فوت ہوگئی ہیں' تو کیا اب میرا ان کی طرف سے صدقہ کرنے سے ان کو نفع ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' (لیکن اگر تو صدقہ کرنا چاہتا ہے تو لوگوں کو) پانی (مہیا کرنے کا اہتمام کر)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۵۔ طبرانی فی الاوسط (۸۰۵۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ اولاد اپنے والدین کی طرف سے کسی قسم کا بھی صدقہ و خیرات کر سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں پانی کا صدقہ کرنے کی تلقین کی ہے' یعنی عامۃ الناس کے استفادے کے لئے کوئی کنواں وغیرہ کھدوا دیں' عصرِ حاضر میں لوگوں کو پانی کی سہولت مہیا کرنے کے بہت سے وسائل موجود ہیں' موقع محل کے مطابق ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ اگر کسی علاقے میں پانی کی فراوانی ہو تو والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے کسی اور خیراتی کام کا انتخاب کیا جائے۔

نفقة الرجل على اهله صدقة

آدمی کا اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

١٨٦٥: عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى أَهْلِهِ [يَحْتَسِبُهَا] صَدَقَةٌ)). [الصحيحة: ٩٨٢]

سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا ثواب کی نیت سے اپنے اہل پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۲۔ بخاری (۴۰۰۶)' ترمذی (۱۹۶۵)' احمد (۵/ ۲۷۳)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے گھر کے سربراہ پر اہل و عیال کی کفالت کرنا اور ان پر خرچ کرنے کو فرض قرار دیا ہے' لہٰذا جب آدمی یہ ذمہ داری ادا کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر سرانجام دے' نہ کہ کسی اور مجبوری کو مدنظر رکھ کر۔

ويل للمكثرين البخلاء

زیادہ مال دار بخیلوں کے لیے تباہی ہے

١٨٦٦: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((وَيْلٌ لِلْمُكْثِرِيْنَ، إِلاَّ مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا أَرْبَعٌ: عَنْ يَمِيْنِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ قُدَّامِهِ وَمِنْ وَّرَائِهِ)). [الصحيحة: ٢٤١٢]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت دولتمندوں کے لئے ہلاکت ہے' مگر جس نے اپنے مال کو اس اس طرح کیا اور اس طرح کیا اور اس طرح کیا اور اس طرح کیا۔ یعنی چاروں (اطراف) دائیں طرف اور بائیں طرف اور آگے اور پیچھے (میں خوب صدقہ و خیرات کیا)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۲۔ ابن ماجه (۴۱۲۹)' احمد (۲/ ۳۱' ۵۲)' ابو یعلی (۱۰۸۳)' باختلاف یسیر۔

فوائد: چشم فلک شاہد ہے کہ مال و دولت کی کثرت نے لوگوں کو اخروی فکر سے غافل کئے رکھا' الا ماشاء اللہ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو پندرہویں صدی جاری ہے' اس لمبے دورانیے میں جن جن لوگوں نے کسی نہ کسی انداز میں اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کی' ان کی بھاری اکثریت کا تعلق غریب یا معتدل آمدنی والے لوگوں سے ہے۔ رزق کی فراوانی اللہ تعالی کا بہت بڑا احسان ہے' بشرطیکہ اس کے تقاضے پورے کئے جائیں' وگرنہ وہ رحمت کی بجائے زحمت بن جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس حدیثِ مبارکہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دولتمند لوگ ہلاکت اور خسارے میں جا رہے ہیں' ہاں جو اس نعمت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کثرت سے صدقہ و خیرات کرتا ہے' اس کے لئے ایسا رزق نعمتِ عظمی اور جنت میں لے جانے کا بہت بڑا سبب ہے۔ یہی وہ وصف تھا' جس کی وجہ سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو رہتی دنیا تک "غنی" کے لقب سے نوازا گیا۔ صدقہ و خیرات کے فضائل پہلے گزر چکے ہیں۔

باب: من سأل وله اربعون درهما فهو المحلف

باب: چالیس درہم ہونے کے باوجود سوال کرنے والا ہی محلف (چمٹ کر سوال کرنے والا) ہے

۱۸۶۷: عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي أَسَدٍ، أَنَّهُ قَالَ: نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَقَالَتْ لِي أَهْلِي: اذْهَبْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاسْأَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ، وَجَعَلُوْا يَذْكُرُوْنَ مِنْ حَاجَاتِهِمْ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يَقُوْلُ ﷺ: ((**لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيْكَ**)) فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضِبٌ وَهُوَ يَقُوْلُ: لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَّا أَجِدُ مَا أُعْطِيْهِ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوْقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا**)) قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ لِلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِّنْ أُوْقِيَةٍ۔ قَالَ مَالِكٌ: وَالْأُوْقِيَةُ أَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا۔ قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ بِشَعِيْرٍ وَزَبِيْبٍ فَقَسَّمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى أَغْنَانَا اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ [الصحیحة:۱۷۱۹]

بنو اسد قبیلے کا ایک آدمی کہتا ہے: میں نے اپنے اہل سمیت بقیع الغرقد میں پڑاؤ ڈالا' میرے اہل نے مجھے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور کھانے کے لئے کوئی چیز مانگ کر لائیں' پھر وہ اپنی ضروریات کا تذکرہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس بیٹھا سوال کر رہا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: "تجھے دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔" وہ آدمی غصے کی حالت میں یہ کہتے ہوئے چل دیا: میری عمر کی قسم! آپ جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ مجھ پر اس لیے ناراض ہو رہا ہے کہ اسے دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے' حالانکہ تم میں سے جس آدمی نے سوال کیا اور اس کے پاس ایک اوقیہ (40 درہم) یا اس کے برابر کوئی چیز ہو تو اس نے ضد اور اصرار کے ساتھ سوال کیا۔" (جب اُس) اسدی نے (یہ بات سنی تو) کہا: ہماری اونٹنی اوقیہ سے تو بہتر ہے۔ سو میں لوٹ آیا اور آپ ﷺ سے سوال نہیں کیا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جو اور منقہ لایا گیا' آپ ﷺ ہم کو دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی

نے ہمیں غنی کر دیا۔ مالک کہتے ہیں کہ ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۹۔ مالك فی الموطا (۲/ ۹۹۹)' ابوداؤد (۱۶۲۷)' نسائی (۲۵۹۸)۔

فوائد: اس حدیث میں دو اہم قوانین بیان کئے گئے ہیں: (۱) یہ عقل مندی نہیں کہ غصے ہونے والے کے ساتھ برابر کا برا سلوک کیا جائے' بلکہ دانش مندی یہ ہے کہ اس کے جذبات کو سمجھ کر اس کے غیظ و غضب کے اسباب پر غور کیا جائے۔ غور فرمائیں کہ ایک عام آدمی رسول اللہ ﷺ پر غصے ہو رہا ہے اور غصے کی حالت میں اعتراض بھی کئے جا رہا ہے' لیکن آپ ﷺ اس کے غصے کو برداشت کر رہے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جو جذبات لے کر آیا تھا' وہ پورے نہ ہوئے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اگر کوئی آدمی ہم پر غصے کا اظہار کر رہا ہے تو انا کا مسئلہ نہ بناتے ہوئے اس کی وجوہات کی کھوج لگا کر ان کی وضاحت کر دی جائے۔ (۲) جس کے پاس چالیس درہم ہوں وہ لوگوں سے سوال مت کرے۔ یہ قانون علی الاطلاق نہیں' بلکہ مقید ہے' یعنی جس آدمی کی زندگی کے اخراجات چالیس درہموں کے ساتھ پورے ہو سکتے ہوں' وہ کسی صورت میں سوال نہ کرے' مثلاً ایک مزدور جو روزانہ آٹھ نو درہم کماتا ہے اور اس کے پاس چالیس درہم موجود بھی ہوں تو وہ لوگوں سے بھیک نہیں مانگ سکتا' یہی معاملہ چھابڑی فروشوں اور معمولی درجے کے دوکانداروں کا ہے۔ لیکن ایک آدمی کے پاس رہنے کے لئے گھر اور دودھ کے لئے بکری موجود ہے' لیکن ان دو چیزوں سے اس کے گھر کے اخراجات کا سلسلہ تو جاری نہیں رہ سکتا' حالانکہ اسے چالیس درہم سے زیادہ مال کی ملکیت حاصل ہے' لہٰذا وہ لوگوں سے سوال کر سکتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ جس کی زندگی کے معمولات چالیس درہم یا اتنی قیمت کے مال سے چل سکتے ہوں' وہ دوسروں کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلا سکتا اور اتنے مال سے جس کے روز مرہ کے معمولات کا انتظام نہیں ہو سکتا ہے تو وہ حالات کی بہتری تک لوگوں سے مال و دولت کا سوال کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب: آداب کریمة

۱۸۶۸: عَنْ أَبِي جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا مِنْ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَعَلِّمْنَا شَيْئًا يَنْفَعُنَا اللّٰهُ۔ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ بِهِ قَالَ: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي وَلَوْ أَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَوَجْهُكَ إِلَيْهِ مُنْبَسِطٌ وَإِيَّاكَ وَتَسْبِيْلَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، وَالْخُيَلَاءُ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. وَإِنِ امْرُؤٌ سَبَّكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تَسُبَّهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ، فَإِنَّ أَجْرَهُ لَكَ، وَوَبَالُهُ عَلَى مَنْ

باب: بیش قیمت آداب

ابو جری ہجیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جنگل میں رہنے والے لوگ ہیں' آپ ہمیں کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ ہمیں نفع دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی کے کسی کام کو حقیر مت سمجھنا' اگرچہ وہ پانی مانگنے والے کے ڈول میں پانی ڈالنے کی صورت میں ہو یا اپنے بھائی کے ساتھ خندہ روئی کے ساتھ کلام کرنے کی صورت میں۔ اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچ' کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ عزوجل تکبر کو پسند نہیں کرتے۔ اگر کوئی آدمی تیرے عیب کو سامنے رکھ کر تجھے برا بھلا کہے تو تو اس کے کسی عیب' جسے تو جانتا ہے' کی بنا پر اسے گالی گلوچ نہ

قَالَهُ)). [الصحيحة:۱۳۵۲] دے کیونکہ اس چیز کا اجر تیرے لئے ہوگا اور وبال کہنے والے پر۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۵۲۔ احمد (۵/ ۶۳)' ابن حبان(۵۲۲)' نسائی فی الکبری (۹۶۹۶)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اس حدیثِ مبارکہ میں ہمیں انتہائی بیش قیمت چند نصیحتیں فرمائی ہیں' ہر نصیحت اپنی جگہ پر واضح ہے' ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے زندگی کے معمولات کا ان پند و نصائح سے موازنہ اور تقابل کیا جائے' عصرِ حاضر میں ہمارے معاشرے میں سب سے بڑی خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ حسنِ سلوک اور بدسلوک اور نیکی و برائی کے لیے مخصوص شخصیات کا انتخاب کر لیا جاتا ہے۔ یعنی جس نے ہمارے ساتھ نیکی کی' اس کے ساتھ ہم نیکی کریں گے اور جو ہمارے ساتھ بداخلاقی کے ساتھ پیش آیا' تو یہ ناممکن ہے کہ ہم اس کے ساتھ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے ہیں' بدی کا بدلہ بدی سے دیا جا رہا ہے' تحائف و ہدایا ان ہی کے لئے خاص ہو گئے ہیں جنھوں نے ہم کو یاد رکھا اور نفرتوں کے مقابلے میں نفرتیں پیش کی جا رہی ہیں۔ اگر کوئی ہم کو ہماری بشری غلطیوں کی وجہ سے موردِ طعن ٹھہراتا ہے تو ہم اس کے پورے کنبے کی توہین کر دیتے ہیں۔ قارئین کرام! نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کا گہرا مطالعہ کریں اور انانیت کے جذبات کو ہوا دینے کے بجائے فرموداتِ نبوی کو عملی طور پر فروغ دیں۔ اس حدیث میں یہ مسئلہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ وہ اپنی چادروں اور شلواروں کو ٹخنوں سے اوپر رکھیں' جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماأسفل من الکعبین من الازار فی النار۔) [بخاری] یعنی: ٹخنوں کا جو حصہ ازار میں (چھپا) ہوگا' وہ جہنم میں ہوگا۔ اس موضوع پر کئی ایک احادیث ہیں' جن میں مردوں کے لئے ٹخنوں کو چھپانا حرام قرار دیا گیا ہے۔ بعض لوگ یہ بہانہ کرتے ہیں کہ ہم تکبر اور ناز کی وجہ سے نہیں کرتے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ان کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ ایسا کرنا بذات خود تکبر کی علامت ہے۔

اطعام المساكين مما تاكلون
مسکینوں کو وہ کھلانا جو تم خود کھاتے ہو

۱۸۶۹: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ضَبٌّ فَلَمْ يَأْكُلْهُ، قَالَتْ: عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نُطْعِمُهُ الْمَسَاكِيْنَ؟ قَالَ: ((**لَاتُطْعِمُوْهُمْ مِمَّا لَاتَأْكُلُوْنَ**)).

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ کو ضب (گوہ) بطورِ ہدیہ پیش کی گئی لیکن آپ نے نہیں کھائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم مساکین کو یہ کھلا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو چیز تم خود نہیں کھاتے وہ کسی کو مت کھلاؤ۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۶۔ احمد (۲/ ۱۰۵'۱۴۴)' طبرانی فی الاوسط (۵۱۱۲)' بیھقی (۹/ ۳۲۵'۳۲۴)۔

ذنب منع شئ فضلا
زائد چیز سے روکنے کا گناہ

۱۸۷۰: عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ [مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ] مَرْفُوْعاً: ((**لَا يَأْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْأَلُهُ فَضْلًا عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي**

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی اپنے آزاد شدہ غلام (یا کسی رشتہ دار) کے پاس آ کر اس سے زائد از ضرورت چیز کا سوال کرتا ہے' لیکن وہ نہیں دیتا تو روزِ قیامت

مَنَعَ)). [الصحيحة:٢٤٣٨]

اس کیلئے ایک سانپ لایا جائے گا جو اس کی روکی ہوئی زائد از ضرورت چیز کو منہ میں پھرائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۳۸- ابو داؤد (۵۱۳۹)' نسائی فی الکبری (۲۳۴۷)' احمد (۵/ ۵۳)-

فوائد: اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہمارے مال و دولت میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ جب کوئی آدمی ہم سے زائد از ضرورت چیز کا سوال کرے تو اسے دے دینی چاہئے۔

ذم المسئلة

۱۸۷۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَايَفْتَحُ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ، يَأْخُذُ الرَّجُلُ حَبْلَهُ فَيَعْمِدُ إِلَى الْجَبَلِ فَيَحْتَطِبُ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَأْكُلُ بِهِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ مُعْطًى أَوْ مَمْنُوعًا)). [الصحيحة: ٢٥٤٣]

سوال کرنے کی مذمت

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی اپنے لئے (لوگوں سے) سوال کرنے کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالی اس پر فقیری کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اگر آدمی رسی پکڑے' کسی پہاڑ (جنگل) میں چلا جائے' لکڑیاں اکٹھی کرکے اٹھا کر لائے اور ان کے ذریعے اپنے کھانے کے سامان کا اہتمام کرے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے' اسے کچھ دیا بھی جائے یا نہ دیا جائے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۵۴۳- احمد (۲/ ۴۱۸)' ابن حبان (۳۳۸۷)' قضاعی فی مسند الشهاب (۸۲۱)-

فوائد: جہاں لوگوں سے سوال کرنا بہت بڑی توہین ہے' وہاں بہت بڑا جرم بھی ہے' افسوس کہ جس مذہب نے گداگری کو اتنا بڑا جرم قرار دیا' اس مذہب کے ماننے والوں میں گداگری عام ہے' مسلمانوں کی اسلامی تعلیمات سے بے خبری اور بے نیازی قابل صد افسوس اور لائق ہزار مذمت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں سے مال میں اضافہ کرنے کے لئے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارے کا سوال کرتا ہے (اسے اختیار ہے کہ) وہ کم طلب کرے یا زیادہ طلب کرے۔ [مسلم] لہذا انسان کو چاہئے کہ وہ خود کفیل بننے کی ہر ممکن کوشش کرے' مزدوری کرنے میں قطعاً جھجک محسوس نہ کرے تاکہ سوال کرنے کی ذلت سے محفوظ رہ سکے۔

الضرب للتأديب

۱۸۷۲: عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْذَرَ أَبَا بَكْرٍ مِنْ عَائِشَةَ، وَلَمْ يَظُنَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنَالَ مِنْهَا بِالَّذِي نَالَ مِنْهَا، فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ يَدَهُ فَلَطَمَهَا وَصَكَّ فِي صَدْرِهَا، فَوَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((يَا أَبَابَكْرٍ! مَا أَنَا بِمُسْتَعْذِرِكَ مِنْهَا بَعْدَ

ادب کے لیے مارنے کا جواز

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ کے سلسلے میں ابو بکر سے عذر خواہی کی' نبی ﷺ کو یہ علم نہیں تھا کہ ابو بکر' عائشہ کے معاملے میں وہ کچھ کر سکتے ہیں جو وہ خود کر سکتے ہیں۔ ابو بکر نے ہاتھ اٹھایا اور عائشہ کو تھپڑ دے مارا اور ان کے سینے پر بھی زور سے ضرب لگائی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بات محسوس

هٰذَا أَبَدًا)) [الصحيحة: ٢٩٠٠]

کی اور فرمایا: ''ابوبکر! آئندہ میں کبھی بھی تجھ کو عذر خواہی نہیں کروں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۰۔ ابن حبان (۴۱۸۵)' عبدالرزاق (۲۰۹۲۳)۔

فوائد: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا مقام و مرتبہ تھا' وہ شاید ہی کسی کے نصیبے میں آیا ہو۔ اسی احترام و اکرام کا لحاظ تھا کہ ان سے اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی قابل اعتراض بات برداشت نہ ہو سکی اور انھوں نے ان کو تھپڑ دے مارا۔ درج ذیل حدیث کی روشنی میں اس نقطے کو سمجھنا آسان ہو جائے گا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمر بن عوف کے مابین صلح کروانے کے لئے تشریف لے گئے' اُدھر نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو موجود نہیں' اس لیے آپ ہی نماز پڑھا دیں۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ اقامت کہی گئی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کی' اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور ابوبکر کی قیادت میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے امام کو متنبہ کرنے کے لئے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ ابوبکر نماز میں کسی خارجی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب کثرت سے لوگوں نے تالیاں بجائیں تو انھوں نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قیادت میں کھڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی طرف اشارہ کیا کہ آپ نماز پڑھانا جاری رکھیں' لیکن وہ پیچھے ہٹ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے پوچھا کہ میں نے جو اشارہ کر کے حکم دیا کہ نماز کی امامت جاری رکھیں' تم نے وہ حکم تسلیم کیوں نہیں کیا؟ انھوں نے کہا: ابن ابو قحافہ (ابوبکر) کو زیب نہیں دیتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مقتدیوں سے فرمایا کہ نماز میں کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے تو مردوں کو ''سبحان اللہ'' کہنا چاہئے' تالی تو عورت بجاتی ہے۔ [مسلم]

تكرار اللفظ ثلاثا لتفهيم

لفظ کو تین مرتبہ سمجھانے کے لیے دھرانا

١٨٧٣: عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو ذَرٍّ: يَا ابْنَ أَخِي! كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ آخِذًا بِيَدِهِ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا وَفِضَّةً أُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمُوتُ يَوْمَ أَمُوتُ فَأَدَعُ مِنْهُ قِيرَاطًا قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! قِنْطَارًا؟ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! أَذْهَبُ إِلَى الْأَقَلِّ وَتَذْهَبُ إِلَى الْأَكْثَرِ؟ أُرِيدُ الْآخِرَةَ وَتُرِيدُ الدُّنْيَا؟ قِيرَاطًا)) فَأَعَادَهَا عَلَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

[الصحيحة: ٣٤٩١]

عبید اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھتیجے! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوذر! اگر مجھے احد پہاڑ بھر سونا یا چاندی مل جائے تو میں اسے اللہ کے راستے میں خرچ کر دوں گا۔ میں جس دن بھی مروں یہ نہیں چاہوں گا کہ اس میں سے ایک قیراط بھی باقی ہو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آپ کیا کہہ رہے ہیں) ایک قنطار؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر! میں قلیل کی طرف جاتا ہوں اور تو کثیر کی طرف؟ میں آخرت کا ارادہ رکھتا ہوں اور تو دنیا کا؟ آپ نے قیراط' قیراط' قیراط۔'' یہ الفاظ تین دفعہ دوہرائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۱۔ البزار (البحر الزخار: ۳۸۹۹)' و (الکشف: ۳۶۵۷)' احمد (۵/ ۱۴۹)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ یہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت کے وصف سے بدرجۂ اتم متصف تھے

آپ ﷺ نے عملاً بھی اس وصف کو ثابت کیا اور اس خواہش کا اظہار بھی کیا۔ غور فرمائیں کہ آپ ﷺ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو صرف اس بات سرزنش کی کہ انھوں نے قیراط کی بجائے قنطار سمجھا‘ جس کی مقدار زیادہ ہے۔

قیراط= 255.1 ملی گرام۔ قنطار: اس کے دو معانی ہیں: (۱) مالِ کثیر‘ (۲) ایک مقدار وزن جو مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے‘ مصر میں قنطار 100 رطل کے برابر ہوتا ہے اور رطل 393.660 گرام کے برابر ہوتا ہے۔

باب: الجود بالمال علی الناس والنفس

باب: اپنی جان اور لوگوں پر سخاوت کرنے کا بیان

١٨٧٤: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مَرْفُوعاً: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ابْتَاعُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ مَالِ اللّٰهِ فَإِنْ بَخِلَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُعْطِيَ مَالَهُ لِلنَّاسِ فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَلْيَتَصَدَّقْ عَلٰى نَفْسِهِ، فَلْيَأْكُلْ وَلْيَكْتَسِ مِمَّا رَزَقَهُ اللّٰهُ.عَزَّوَجَلَّ)).

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اللہ تعالیٰ سے اس کے دیئے ہوئے مال کے بدلے اپنے نفسوں کو خرید لو‘ اگر کوئی بخل کرے اور لوگوں کو اپنا مال نہ دے تو اپنے آپ سے شروع کرے اور اپنے نفس پر صدقہ کرے (اور وہ اس طرح کہ) اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھائے اور پہنے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۶۔ خرائطی فی مکارم الاخلاق (۳۲۰)‘ تقدم برقم (۱۴۲۳)۔

فوائد: بنی آدم کے پاس مال و دولت کی جتنی صلاحیتیں موجود ہیں‘ ان کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے‘ وہی ہے جو آقاؤں کو گدا اور گداؤں کو آقا بنا دیتا ہے۔ یہ حقیقت بھی بڑی تعجب انگیز ہے کہ اس نے جو مال و دولت عطا کیا‘ اس کا کچھ حصہ واپس لے کر ہمارے وجود کو آزاد کرنا چاہتا ہے۔ ایسے اس وقت ہوگا جب آدمی سخاوت کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک کلیہ پیش کیا ہے کہ اگر کوئی اپنا روپیہ پیسہ کسی پر خرچ کرنے سے گریز کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے آغاز کرے‘ شاید اسی وجہ سے اسے دوسروں پر خرچ کرنے کی عادت پڑ جائے۔

باب: اخذه صلى الله عليه وسلم زكاة الحلي وتزيعه اياها

باب: نبی کریم ﷺ کا زیورات کی زکاۃ لینے اور اسے تقسیم کرنے کا بیان

١٨٧٥: عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ بِطَوْقٍ فِيهِ سَبْعُونَ مِثْقَالاً مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! خُذْ مِنْهُ الْفَرِيضَةَ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ، قَالَتْ: فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ مِثْقَالاً وَثَلَاثَةَ أَرْبَاعِ مِثْقَالٍ، فَوَجَّهَهُ قَالَتْ: فَقُلْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! خُذْ مِنْهُ الَّذِي جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ، قَالَتْ: فَقَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلٰى هٰذِهِ الْأَصْنَافِ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ہار لے کر آئی‘ اس میں ستر (۷۰) مثقال سونا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس میں سے اللہ کا مقرر کردہ فریضہ (زکوۃ) لے لیں۔ آپ ﷺ نے ایک اور تین چوتھائی مثقال لے لیا اور باقی واپس کر دیئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ وہ حصہ لیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ مال ان چھ اصناف اور ان کے علاوہ دوسروں پر تقسیم کیا

السُّنَّةِ، وَعَلٰی غَیْرِهِمْ، فَقَالَ: ((یَا فَاطِمَةُ! إِنَّ الْحَقَّ [عَزَّوَجَلَّ] لَمْ یُبْقِ لَكَ شَیْئًا)) [قَالَتْ] قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!رَضِیْتُ لِنَفْسِی مَارَضِیَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ بِهٖ وَرَسُوْلُهٗ۔

اور فرمایا: ''فاطمہ! بیشک حق تعالی تیرے لئے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں اپنے لئے اسی چیز پر راضی ہوں گی جس پر اللہ اور اس کا رسول راضی ہوں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۸۔ ابو الشیخ فی جزئه 'انتقاء ابن مردوی'' (ص:۸۳ برقم:۳۰)۔

فوائد: مثقال= 4.374 گرام

باب: المعاصی ھی سبب القحط والجور وغیرھا من المصائب

باب: نافرمانیاں قحط، ظلم و جور وغیرہ مصائب کا سبب بنتی ہیں

۱۸۷۶: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((یَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِیْنَ! خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِیْتُمْ بِهِنَّ وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ: لَمْ تَظْهَرُ الْفَاحِشَةُ فِی قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰی یُعْلِنُوْا بِهَا إِلَّا فَشَا فِیْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِی لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِی أَسْلَافِهِمُ الَّذِیْنَ مَضَوْا، وَلَمْ یَنْقُصُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِیْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَیْهِمْ، وَلَمْ یَمْنَعُوْا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ لَمْ یُمْطَرُوْا وَلَمْ یَنْقُضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ، إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَیْرِهِمْ، فَأَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِی أَیْدِیْهِمْ، وَمَالَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَیَتَخَیَّرُوْا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَیْنَهُمْ)). [الصحیحة: ۱۰۶]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''مہاجرو! پانچ (آزمائشیں) ہیں جن میں تم مبتلا ہو گے اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ: (۱) جب کسی قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اور وہ اعلانیہ اس کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان میں طاعون اور مختلف بیماریاں، جو ان کے اسلاف میں نہیں تھیں، پھیل جاتی ہیں۔ (۲) جب لوگ ماپ تول میں کمی کرتے ہیں تو انھیں قحط سالیاں، سخت تکلیفیں اور بادشاہوں کے ظلم دبوچ لیتے ہیں۔ (۳) جب لوگ زکوۃ ادا کرنے سے رک جاتے ہیں تو آسمان سے بارش کا نزول بند ہو جاتا ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نازل نہ ہوتی۔ (۴) جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کا عہد و پیمان توڑتے ہیں تو اللہ تعالی ان پر ان کے دشمنوں، جن کا تعلق ان کے غیروں سے ہوتا ہے، کو مسلط کر دیتا ہے جو ان سے ان کے بعض اموال چھین لیتے ہیں۔ اور (۵) جب مسلمانوں کے حکمران اللہ تعالی کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اور اس کے نازل کردہ قوانین کو ترجیح نہیں دیتے تو اللہ تعالی ان کو آپس میں لڑا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۔ ابن ماجه (۴۰۱۹)، ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۳۳۲، ۳۳۳)، حاکم (۴/ ۵۴۰)۔

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں جن پانچ برائیوں کی وجہ سے مختلف قسم کے عذابوں اور آزمائشوں کی نشاندہی کی گئی ہے، عصرِ حاضر میں

ان کی حقیقت واضح ہے۔ یہ اور اس قسم کی احادیث نبی کریم ﷺ کے فرمودات کی حقانیت کا ٹھوس ثبوت ہیں۔

باب: وجوب التعاون بالمال فی الظروف الطارئة

باب:

۱۸۷۷: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَّغْزُوَ فَقَالَ: ((يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ! إِنَّ مِنْ أُخْوَانِكُمْ قَوْماً لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَعَلٰى عَشِيْرَةٍ فَلْيَضُمَّ أَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوِ الثَّلَاثَةَ)) قَالَ جَابِرٌ: فَمَا لِأَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةٍ۔ يَعْنِي أَحَدُهُمْ۔ فَضَمَمْتُ إِلَى اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ۔ قَالَ:مَالِي إِلَّا عَقَبَةٌ كَعَقَبَةِ أَحَدِهِمْ مِنْ حُمْلِي۔ [الصحيحة:۳۰۹]

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوے کا ارادہ کیا اور فرمایا: ”مہاجرو اور انصاریو! تمھارے بعض بھائی ایسے ہیں کہ نہ ان کے پاس مال ہے اور نہ وہ رشتہ داروں کے ہمراہ ہیں، تم میں سے (بعض لوگ) ان میں سے دو دو یا تین تین افراد اپنے ساتھ ملا لیں۔“ جابر ؓ کہتے ہیں: ہم میں سے ہر ایک کے پاس سواری نہیں تھی، بس ان کی باری کی طرح ہماری بھی سوار ہونے کی ایک باری تھی، تو میں نے دو یا تین افراد اپنے ساتھ ملا لئے۔ وہ کہتے ہیں: ان کی باری کی طرح میرے لئے بھی اپنے اونٹ پر سواری کی ایک باری تھی (یعنی اونٹ میرا تھا لیکن سب کی باریاں برابر کی تھیں)۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۔ ابوداؤد (۲۵۳۴)، احمد (۳/ ۳۵۸)، حاکم (۲/ ۹۰)، بیہقی (۹/ ۱۷۲)۔

فوائد: جب مہاجرین اپنے گھروں کو الوداع کہہ کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصاریوں نے ایثار کا ثبوت دیتے ہوئے دل کھول کر ان کے ساتھ تعاون کیا۔ ایثار کے ان جذبوں کے بعد غزوات کے مواقع پر مہاجرین اور انصار دونوں نے اپنے منصب کو برقرار رکھا اور مشکلات برداشت کر کے تنگ دست بھائیوں کا دست و بازو بننے کی ہر ممکن کوشش کی۔

ترغيب الصدقة قبل الموت

موت سے پہلے صدقہ کرنے کا بیان

۱۸۷۸: عَنْ بِسْرِ بْنِ جُحَاشٍ الْقُرَشِيِّ، قَالَ: تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ. أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ كَلَّا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ (المعارج:۳۶-۳۹)﴾ ثُمَّ بَزَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى كَفِّهِ فَقَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ: يَا ابْنَ آدَمَ أَنّٰى تُعْجِزُنِيْ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هٰذِهِ حَتّٰى

سیدنا بسر بن جحاش قرشی ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: ﴿(تو اے پیغمبر!) ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے۔ دائیں اور بائیں طرف سے جٹ کے جٹ تیری طرف دوڑتے آتے ہیں۔ کیا ان میں سے ہر کوئی یہ امید رکھتا ہے کہ وہ آرام کے باغ (بہشت) میں جائے گا۔ یہ تو کبھی ہونا نہیں، وہ جانتے ہیں جس چیز سے ہم نے ان کو بنایا۔﴾ سورۂ معارج: ۳۶-۳۹) پھر آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور فرمایا: ”اللہ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو مجھے عاجز کرنا چاہتا ہے، میں نے تجھے اس جیسے

إِذَا سَوَّيْتُكَ وَعَدَلْتُكَ مَشَيْتَ بَيْنَ بُرْدَتَيْنِ، وَلِلْأَرْضِ مِنْكَ وَئِيْدٌ، يَعْنِي شُكْوَى. فَجَمَعْتَ وَمَنَعْتَ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِي قُلْتَ: أَتَصَدَّقُ وَأَنَّى أَوَانُ الصَّدَقَةِ؟!)). [الصحيحة:١١٤٣]

(پانی) سے پیدا کیا' حتی کہ جب میں نے ٹھیک طور سے (تیرے سب اعضاء درست کیے) اور خوبصورتی کے ساتھ بنایا یہاں تک کہ جب تو دو دھاری دار چادروں میں چلنے لگ گیا اور تجھے زمین میں وقار ملا تو تو نے مال جمع کرنا اور اسے روک کر رکھنا شروع کر دیا' اور جب جان ہنسلیوں میں آ گئی تو تو نے کہنا شروع کر دیا: (اب) میں صدقہ کرتا ہوں۔ لیکن اب کہاں ہے صدقے کا وقت؟''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۳- ابن ماجه (۲۷۰۷)' احمد (۴/ ۲۱۰)' حاکم (۲/ ۵۰۲)-

فوائد: انسان کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی بنیاد کیا ہے؟ وہ کیسے پروان چڑھا؟ اس کی زندگی کا کیا مقصد ہے؟ کس نے اس کو مال و دولت عطا کیا اور اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کی ابتداء و انتہاء کیا ہے؟ اس کا انجام و عاقبت کیا ہے؟ اگر کوئی آدمی ان امور پر مثبت انداز میں غور و فکر کرے اس کے لیے اپنی اصلاح کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا۔ لیکن انسان کے طرزِ حیات کی شہادت تو یہ ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کا اس پر کوئی احسان نہیں' وہ اپنی اصلیت کو بھول چکا ہے اور اگر چند سکے اس کے ہاتھ لگ جائیں تو پھر تو اس کی گردن خم ہونے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتی اور وہ ان تمام نعمتوں کو اپنی صلاحیتوں کا نتیجہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو صحت و عافیت کے زمانے میں صدقہ و خیرات کا انتخاب کرنا چاہیے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ کون سا صدقہ ہے جس کا اجر و ثواب عظیم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو تندرست ہو' مال کی حرص بھی ہے' فقیری کا اندیشہ بھی ہو' امیری کی لالچ بھی ہو تو اس وقت صدقہ کرنا افضل ہے اور صدقہ کرنے میں دیر نہ کر (اور ایسا نہ ہونے پائے کہ) جب تیری روح تیرے حلق تک پہنچے تو تو یہ کہنا شروع کر دے کہ فلاں کے لئے اتنا (مال و دولت) اور فلاں کے لئے اتنا۔ اب تو وہ (تیرے) دوسرے ورثاء کا ہو چکا ہے اور (تیرا اختیار ختم ہو چکا ہے)۔ [بخاری' مسلم] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ موت کا پیغام وصول کرنے سے پہلے صدقہ و خیرات کر لیں۔

یکون کنز احدکم شجاعًا اقرع

تمہارا خزانہ گنجے سانپ کی شکل دھارے گا

۱۸۷۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، وَيَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ، وَيَطْلُبُهُ وَيَقُوْلُ: أَنَا كَنْزُكَ قَالَ: وَاللّٰهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمُهَا فَاهُ))۔ [الصحيحة: ٥٥٨]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا خزانہ (جس کی زکوۃ ادا نہ کی گئی) روزِ قیامت (زہریلے) گنجے سانپ کا روپ دھار لے گا' اس کا مالک اس سے بھاگے گا' لیکن وہ اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہے گا: میں تیرا خزانہ (ہی) ہوں۔ اللہ کی قسم! وہ اس کا تعاقب کرتا رہے گا' یہاں تک کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلائے گا اور وہ اسے اپنے منہ کا لقمہ بنا لے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۸- احمد (۲/ ۳۱۶)' بغوی (۱۵۶۱)' بخاری (۷۹۵۷)-

فوائد: اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو اپنے مال و دولت پر سانپ بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔

(۱۴) الزِّوَاجُ، وَالْعَدْلُ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَتَرْبِيَةُ الْأَوْلَادِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ وَتَحْسِينُ أَسْمَائِهِمْ

شادی، بیویوں کے مابین انصاف، اولاد کی تربیت، ان کے درمیان انصاف اور ان کے اچھے نام

۱۸۸۰: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعاً: ((آمِرُوا الْيَتِيمَةَ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). [الصحيحة: ٦٥٦]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنواری بچی سے (اس کے نکاح کے بارے میں) خود اس سے مشورہ کرو اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہوگی۔“

تخریج: الصحیحة ٦٥٦۔ لم اجده بهذا اللفظ احمد (۴/ ۳۹۴)، ابو یعلی (۷۲۲۹، ۷۳۳۲)، دارمی (۲۱۸۵)، بالفاظ مختلفة۔

فوائد: ولی کی رضامندی کی طرح لڑکی کی اجازت بھی نکاح کا بنیادی جزو ہے، شریعت نے اولیا پر پابندی لگائی ہے کہ وہ اپنی ماتحت بچیوں کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر مت کریں۔ چونکہ کنواری لڑکی شرم و حیا کی پیکر ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب اس سے نکاح کی اجازت طلب کی جاتی ہے تو عموماً وہ بول کر رضامندی کا اظہار نہیں کر سکتی۔ ایسی صورت میں شریعت نے اس کی خاموشی کو رضامندی کی علامت قرار دیا ہے۔

اگر کوئی ولی اپنی کم سن نابالغ بچی کا نکاح کر دیتا ہے، تو وہ نکاح اس بچی کے بالغ ہونے کے بعد اجازت دینے تک معلق رہے گا، اگر بچی بالغ ہو کر رضامندی کا اظہار کرتی ہے تو نکاح مکمل ہو جائے گا اور اگر وہ انکار کر دے تو نکاح فسخ ہو جائے۔ بعض لوگ اپنی بچیوں کو اپنی خواہشات کے مطابق نکاح کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں، ان کے ایسے رویے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کیا ہے اور وہ ناپسند کرتی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اسے اختیار دے دیا۔ [ابوداود]

حق الزوجة

بیوی کے حقوق

۱۸۸۱: عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي [مُعَاوِيَةَ بْنُ حِيدَةَ] قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! نِسَاؤُنَا مَانَأْتِي مِنْهُنَّ وَمَانَذَرُ؟ قَالَ: ((ائْتِ حَرْثَكَ أَنَّى شِئْتَ، وَأَطْعِمْهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَاكْسُهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تُقَبِّحِ الْوَجْهَ، وَلَا

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم عورت کے پاس کہاں سے آئیں اور کہاں سے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی کھیتی میں آ، جیسے چاہے اور جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا اور جب تو پہنے تو اسے بھی پہنا اور چہرے

تَضْرِبْ)). [الصحيحة:٦٨٧]

کو برا کہہ نہ اس پر مار۔“

تخریج: الصحیحۃ ٦٨٧۔ ابوداود (٢١٤٣)' نسائی فی الکبری (٩١٦٠)' احمد (٥/ ٣'٥)۔

فوائد: اس میں عورت کے حقوق کا بیان ہے' ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [سورۂ نساء: ١٩] یعنی: ”اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ معاشرت اختیار کرو۔“

عورت سب سے زیادہ خاوند کے حسنِ اخلاق کی محتاج ہے' مختلف احادیث میں اس کی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے' علاوہ ازیں عورت کا کھانے پینے' لباس اور رہائش کے اخراجات کا ذمہ دار خاوند ہے۔

اتيان النساء في ادبارهن حرام

عورتوں سے غیر فطرتی جماع کرنا حرام ہے

١٨٨٢: عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِ هِنَّ حَرَامٌ)). [الصحيحة: ٨٧٣]

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں سے غیر فطری جماع کرنا (یعنی عورت کو پشت سے استعمال کرنا) حرام ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ٨٧٣۔ نسائی فی الکبری (٨٩٩٥)' بهذا اللفظ' احمد (٥/ ٢١٣)' ابن ماجه (١٩٢٤)' حمیدی (٤٣٦) من طریق آخر عنه بالفاظ متقاربة۔

باب: توجيه العزيزة الجنسية

باب:

١٨٨٣: عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي أَصْحَابِهِ، فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ، قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ كَانَ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((أَجَلْ مَرَّتْ بِي فُلَانَةُ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي شَهْوَةُ النِّسَاءِ، فَأَتَيْتُ بَعْضَ أَزْوَاجِي، فَأَصَبْتُهَا، فَكَذٰلِكَ فَافْعَلُوْا فَإِنَّهُ مِنْ أَمَاثِلِ أَعْمَالِكُمْ إِتْيَانُ الْحَلَالِ)). [الصحيحة:٢٣٥]

سیدنا ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' (اچانک) اندر چلے گئے اور غسل کر کے باہر تشریف لائے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں' فلاں عورت میرے پاس سے گزری تو میرے دل میں عورت کی طلب پیدا ہوئی' اس لئے میں اپنی ایک بیوی کے پاس گیا اور اپنی حاجت پوری کی۔ تم بھی ایسے ہی کیا کرو' حلال چیز کو استعمال کرنا افضل عمل ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ٢٣٥۔ احمد (٤/ ٢٣١)' طبرانی فی الاوسط (٣٢٧٥)' وفی الکبیر (٢٢/ ٣٣٩)' بخاری فی التاریخ (٦/ ١٣٩)۔

فوائد: شادی شدہ افراد کو بدکاری کے فتنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے شریعت نے قانون بنایا کہ اگر ان کے دلوں عورت کی طلب پیدا ہوتی ہے تو وہ گھر جا کر وظیفۂ زوجیت ادا کریں۔

احب الاسماء إلى الله

اللہ کے نزدیک پسندیدہ نام

١٨٨٤: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ: عَبْدِاللّٰهِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ وَالْحَارِثِ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(یہ تین) نام اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ہیں: عبد اللہ' عبد

[الصحيحة:٩٠٤] الرحمٰن اور حارث۔“

تخريج: الصحيحة ۹۰۴۔ ابن عدی فی الکامل (۱/ ۲۸۲)، ابو یعلی (۲۷۷۹)۔

حس الصبيان إلى ذباب فوعة العشاء

رات کی ابتدائی تاریکی جانے تک بچوں کو روکے رکھنا

١٨٨٥: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((احْبِسُوْا صِبْيَانَكُمْ حَتّٰى تَذْهَبَ فَوْعَةُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ تَخْتَرِقُ فِيْهَا الشَّيَاطِيْنُ)). [الصحيحة:٩٠٥]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(رات شروع ہوتے ہی) اپنے بچوں کو پابند کر لیا کرو، یہاں تک کہ رات کی ابتدائی تاریکی کا وقت گزر جائے، کیونکہ اس گھڑی میں شیطان منتشر ہوتے ہیں۔“

تخريج: الصحيحة ۹۰۵۔ حاکم (۴/ ۲۸۴)، احمد (۳/ ۳۶۲)، بھذا اللفظ الادب المفرد (۱۲۳۱)، ابو یعلی (۱۷۷۱)۔

فوائد: اس میں بچوں کی روح کی حفاظت کی تلقین کی گئی ہے، جو والدین کی سب سے اہم ذمہ داری ہے، لیکن آج کل ہر باپ کا ہدف عصری تعلیم کا حصول ہے۔ والدین اور خاندانوں کے سربراہان بچوں کی روحانی تربیت سے غافل ہیں۔ نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر اذکار، سونے اور بیدار ہونے کی دعائیں، کھانے پینے کے آداب اور حسن اخلاق کے سلسلے میں ان کی کوئی نگرانی نہیں کی جاتی۔ ایسے والدین تو عنقا بن چکے ہیں جو کہیں کہ بیٹا! پانی پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھو، بیٹھ کر پیو، دائیں ہاتھ سے پیو، تین سانس لو اور برتن کے اندر سانس نہ لو، کیونکہ یہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات ہیں۔ بس ہر ایک اس تمنا کا ہو کر رہ گیا ہے کہ اس کا بچہ تہذیب نو اور جدت پرستی میں ڈھلا ہوا ہو، جدید علوم و معارف سے آراستہ ہو، اعلی عہدے پر فائز ہو، کم سنی میں ہی انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

قارئینِ کرام! آپ کی تمناؤں میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اگر یہی خواہشات بچوں کا مقصودِ زندگی بنا دی جائیں تو کسی پہلو میں خیر نہیں رہتی۔ نیز اس حدیث کا اہم تقاضا یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت بچوں کو گھر میں بحفاظت رکھا جائے، تاکہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ شیطانوں کے شرّ سے محفوظ رہ سکیں۔

تزويج بغير ذي خلق و دين فتنة

اچھے اخلاق اور دین والوں کے علاوہ شادی کرنا فتنہ ہے

١٨٨٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِيْنَهُ فَزَوِّجُوْهُ إِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ)). [الصحيحة:١٠٢٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب (رشتہ لینے کے لئے) تمھارے پاس ایسا آدمی آئے جس کے اخلاق اور دین کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں وسیع پیمانے پر فتنہ و فساد برپا ہو

جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۲۲۔ ترمذی (۱۰۸۴)' ابن ماجه (۱۹۶۷)' حاکم (۲/ ۱۶۴)' ۱۶۵)۔

فوائد: فتنہ وفساد سے مراد یہ ہے کہ اخلاق وکردار میں بگاڑ آ جائے گا' زنا اور بدکاری عام ہو جائے گی' نوجوانوں کے اعلی جذبات سفلی جذبات کا رخ دھار لیں گے' غیرت وحمیت پر وھن اور بزدلی غالب آ جائے گی۔ اگر آج کے دور' جہاں شادی کے سلسلے میں مال و دولت کو ہی ترجیح دی جاتی ہے' کا جائزہ لیا جائے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی حقانیت عیاں ہو جائے گی۔

قارئین کرام! میری گزارشات قصۂ پارینہ نہیں ہیں' میں جدید تہذیب کی عکاسی کر رہا ہوں۔ کیا کبھی آپ نے ایسے والدین دیکھے ہیں جو اپنی بیٹی کے لئے محض نیک گھرانے کی تلاش میں ہوں' جنھوں نے امانت و دیانت اور شرافت وصداقت کو معیار بنایا ہو' جنھوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی لاج رکھنے کی کوشش کی ہو' جنھوں نے انتخاب کرتے وقت ''نیک' پارسا' متقی اور پرہیزگار'' جیسی خصوصیات کا مطالبہ کیا ہو' جنھوں نے مشورہ کرتے وقت رشتہ طے کرنے سے متعلقہ احادیث کے بارے میں جاننے کی کوشش کی ہو؟

من عمل الكيس الجماع

سمجھداری کے کاموں میں سے جماع کرنا بھی ہے

۱۸۸۷: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَكَ فَاعْمَلْ عَمَلاً كَيِّسًا)) فَلَمَّا أَتَيْتُ أَهْلِي، قُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَكَ فَاعْمَلْ عَمَلاً كَيِّساً)) قَالَتْ: دُونَكَ۔

جابر ؓ کہتے ہیں کہ میں سفر سے واپس لوٹا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے اہل کے پاس جائے تو عقلمندانہ سا اقدام کرنا۔'' جب میں اپنے اہل خانہ کے پاس گیا تو انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے اہل کے پاس جائے تو عقلمندانہ سا کام کرنا۔'' وہ کہنے لگی: تو پھر کرو۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۹۰۔ خطیب فی تاریخ بغداد (۱۲/ ۲۹۵'۲۹۶) بھذا اللفظ' بخاری (۲۰۹۷'۵۲۴۵)' مسلم (الرضاع ۵/ ۷۱۵)' احمد (۳/ ۲۹۸)۔

فوائد: عقلمندانہ اقدام سے مراد وظیفۂ زوجیت ادا کرنا ہے۔

اتى المرأة اذا دعا الزوج للحاجة

جب شوہر ضرورت کے لیے بلائے تو عورت کو آنا چاہیے

۱۸۸۸: عَنْ طَلْقٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ مِنِ امْرَأَتِهِ حَاجَةً فَلْيَأْتِهَا وَلَوْ كَانَتْ عَلَى تَنُّورٍ)). [الصحيحة:۱۲۰۲]

سیدنا طلق ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے اپنی بیوی کو بلائے تو وہ اپنے خاوند کے پاس پہنچے اگرچہ وہ تنور پر ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۲۔ ترمذی (۱۱۶۰)' احمد (۴/ ۲۲'۲۳)'ابن حبان (۴۱۶۵)' بیہقی (۷/ ۲۹۲)۔

فوائد: بیوی پر شوہر کی فرمانبرداری کرنا فرض ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مرد اپنی

بیوی کو بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے پھر وہ مرد ساری رات اس سے ناراض رہے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ [بخاری، مسلم]

اس موضوع پر مزید روایات اسی باب میں آئیں گی۔ لہٰذا بیویوں کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوندوں کے سامنے زبان درازی نہ کیا کریں، ان کی گستاخی نہ کیا کریں اور ان کا ہر حال میں شکریہ ادا کیا کریں۔

تستأذن المرأة للتزويج

عورت سے شادی کرنے کے لیے اجازت لی جائے گی

۱۸۸۹: عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَن يُزَوِّجَ ابْنَتَهُ فَلْيَسْتَأْذِنْهَا)). [الصحيحة: ١٢٠٦]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب آدمی اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہے تو اس سے اجازت لے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۲۰۶۔ ابو يعلى والطبرانى كما فى المجمع (۴/ ۲۷۹)۔

فوائد: اس باب کی پہلی حدیث میں یہ بحث کی جا چکی ہے کہ ولی اپنی ماتحت بچی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔

شابة الولد فى اى رجل

بچے کا کسی بھی مرد کے مشابہ ہو جانا

۱۸۹۰: عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ. جَلَّ ذِكْرُهُ. أَن يَخْلُقَ النَّسَمَةَ فَجَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، طَارَ مَاؤُهُ فِي كُلِّ عِرْقٍ وَعَصَبٍ مِنْهَا، فَإِذَا كَانَ يَوْمَ السَّابِعِ، أَحْضَرَ اللّٰهُ لَهُ كُلَّ عِرْقٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ آدَمَ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ (الْاِنْفِطَار ٨)﴾)) [الصحيحة: ٣٣٣٠]

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو مرد اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے، اس کا مادۂ منویہ عورت کی ہر رگ اور پٹھے میں پھیل جاتا ہے، جب ساتواں دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے مابین تمام رگوں کو حاضر کر دیتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿جس صورت میں اس نے چاہا تجھ کو جوڑ دیا﴾ (سورۂ انفطار: ۸)۔''

تخريج: الصحيحة ۳۳۳۰۔ يعقوب الفسوى فى المعرفة (۱/ ۳۴۲)، طبرانى فى الكبير (۱۹/ ۲۹۰)، والاوسط (۱۶۳۶)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کے ذکر کردہ اس روایت کے شاہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ضروری نہیں کہ بچہ اپنے باپ یا ماں کے ہی مشابہ ہو بلکہ اس بچے سے حضرت آدم علیہ السلام تک، اس کے نسب نامے میں جتنے لوگ آتے ہیں، ان میں سے کسی ایک کے مشابہ ہو سکتا ہے۔

لاباس بنظر المراة المخطوبة

عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس کو منگنی کا پیغام بھیجا گیا ہے

۱۸۹۱: عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أُلْقِيَ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةُ امْرَأَةٍ، فَلَا بَأْسَ

سیدنا سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کے جی میں کسی عورت سے منگنی کرنے کی

أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا)). [الصحيحة:۹۸]

خواہش پیدا ہو تو وہ اسے دیکھ لے اس میں کوئی حرج نہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۹۸۔ سعید بن منصور فی سننه (۵۱۹)' ابن ماجه (۱۸۶۴)' احمد (۴/ ۲۲۵)۔

فوائد: یہ شرعی حکم ہے، جس سے کئی قباحتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

أجر الصدقة للمرأة و الخازن ايضًا

بیوی اور خزانچی کو بھی صدقہ کا اجر ملتا ہے

۱۸۹۲: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَايَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا)). [الصحيحة: ۷۳۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے خرچ کرتی ہے، بشرطیکہ ضائع کرنے والی نہ ہو، تو اسے خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے۔ خاوند کو کمانے کی وجہ سے اجر ملتا ہے اور خزانچی کو بھی اسی طرح ثواب ملتا ہے، کوئی کسی کے اجر و ثواب میں کمی نہیں کر سکتا۔"

تخریج: الصحیحة ۷۳۰۔ بخاری (۱۴۲۵)' مسلم (۱۰۲۴)' ابوداؤد (۱۶۸۵)' نسائی (۲۵۴۰)' ترمذی (۶۷۲)' ابن ماجه (۲۲۹۴)۔

فوائد: یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مال و دولت میں تصرّف نہیں کر سکتی۔

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے سال اپنے خطبہ میں فرمایا: (لاتنفق امرأة شيئا من بيت زوجها الا باذن زوجها۔) قيل: يارسول الله! ولاالطعام؟ قال: (ذلك من افضل اموالنا۔) [ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔ کسی نے کہا: اے اللہ رسول! کسی کو کھانا بھی نہیں دے سکتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہمارے افضل (اور قیمتی) اموال میں سے ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، لَمْ تُجِزْ عَطِيَّتَهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ۔ [صحیحہ: ۸۲۵] یعنی: جب مرد (بذریعۂ نکاح) کسی عورت کا مالک بن جاتا ہے تو خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا عطیہ دینا جائز نہیں ہوتا۔

سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ليس للمرأة أن تنتهك شيئا من مالها الا باذن زوجها۔) [صحیحہ: ۷۷۵] یعنی: عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتی۔

لہٰذا عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کے صلاح و مشورے کے بعد کسی کو کوئی چیز دے، لیکن جس چیز کے بارے میں عورت کو علم ہو کہ اگر اس کو خرچ کر بھی دیا جائے تو خاوند کچھ نہیں کہے گا یا موجود ہونے کی صورت میں وہ اجازت دے دے گا، تو ایسا مال خرچ کرنے کی اسے اجازت ہوگی۔ متن میں مذکورہ، بعد میں آنے والی اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث کا یہی معنی و مفہوم ہے۔
خاوند حضرات کو چاہئے کہ وہ اپنی بیویوں کو معقول حد تک مالی تصرف کرنے کی اجازت دے دیں، تا کہ وہ اس جرم سے محفوظ رہیں۔

الرخصة بالصدقة من غير اذن زوج

شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے کی رخصت

۱۸۹۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر خرچ کرتی ہے

نِصْفُ أَجْرِهِ)). [الصحيحة:۷۳۱]

تو اسے نصف اجر ملتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۷۳۱- بخاری (۵۱۹۲)، مسلم (۱۰۲۶)- ابوداؤد (۱۶۸۷)' احمد (۲/ ۳۱۶)۔

فوائد: یہ حدیثِ مبارکہ ان معمولی چیزوں سے متعلق ہے جو عام طور پر صدقہ کی جاتی ہیں یا جن کے بارے میں بیوی کو یہ ظن غالب ہوتا ہے کہ خاوند بھی رضامند ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس سے پہلے والی حدیث کی شرح سے معلوم ہوتا ہے۔

اقامة عند البكر سبعًا

کنواری لڑکی کے پاس شادی کے بعد سات دن تک رہنا

۱۸۹٤: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا)). [الصحيحة: ۱۲۷۱]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی بیوہ (یا مطلقہ) عورت کی موجودگی میں کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے پاس سات دن ٹھہرے اور اگر کنواری کی موجودگی میں بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۱- بیہقی فی السنن (۷/ ۳۰۲)' خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۳۰۶) ابوعوانة۔

فوائد: بیوہ یا مطلقہ کے پاس تین دن اور کنواری کے پاس سات ٹھہرنے کے بعد باریاں مقرر کی جائیں گی۔

استكمال الدين بالتزوج

شادی کرنے کے ساتھ دین کے مکمل ہو جانے کا بیان

۱۸۹٥: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ دِيْنِهِ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِيْمَا بَقِيَ)). [الصحيحة:٦٢٥]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی شادی کرتا ہے تو اس کا نصف ایمان مکمل ہو جاتا ہے' اب اسے چاہئے کہ بقیہ ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔"

تخریج: الصحیحة ۶۲۵- طبرانی فی الاوسط (۷۶۴۳)' بیہقی فی الشعب (۵۴۸۶)' خطیب فی الموضح (۲/ ۸۴)۔

فوائد: زیادہ تر لوگ غلط شہوات اور جنسی ہیجان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں' اسی بنا پر ان کی آنکھوں' زبانوں' کانوں اور دوسرے اعضا کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ لیکن شادی کرنے سے وہ ان تمام برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے' اسی کو نصف دین کہا گیا۔

لاجناح بنظر المرأة المخطوبة

منگنی کا پیغام بھیجی لڑکی دیکھنے میں کوئی حرج نہیں

۱۸۹٦: عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا إِذَا كَانَ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا لِخِطْبَتِهِ، وَإِنْ كَانَتْ لَا تَعْلَمُ)).

سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی کسی کو منگنی کا پیغام بھیجے' تو اسے دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں' بشرطیکہ وہ منگنی کی وجہ سے دیکھ رہا ہو' اگرچہ اس عورت کو علم نہ بھی ہو۔"

تخریج: الصحیحة ۹۷۔ احمد (۵/ ۴۲۴)'طحاوی (۳/ ۱۴)' طبرانی فی الاوسط (۹۱۵)۔

فوائد: یہ بہت بڑی مصلحت ہے' اگر متعلقہ آدمی کو وہ عورت پسند نہیں آتی تو وہ ابھی سے اپنا ارادہ ترک کر دے۔ اگر ایسے نہ کیا جائے تو ممکن ہے کہ نکاح کے بعد اس عورت کی شکل وصورت نفرت کا باعث بنے اور معاملہ طلاق تک جا پہنچے۔

الترغيب بنظر المراة المخطوبة

منگنی کا پیغام بھیجی گئی لڑکی کو دیکھنے کی ترغیب

۱۸۹۷: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوْهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی کسی عورت کو منگنی کا پیغام بھیجے تو وہ اس کے جس وصف کی بنا پر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے' اسے دیکھ لے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۹۔ ابو داؤد (۲۰۸۲)' احمد (۳/ ۳۳۴)' حاکم (۲/ ۱۶۵)' بیہقی (۷/ ۸۴)۔

اطاعة الرجل واجب على المراة على كل حال

ہر حال میں مرد کی اطاعت عورت پر فرض ہے

۱۸۹۸: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَعَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلْتُجِبْ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرِ قَتَبٍ)). [الصحيحة:۱۲۰۲]

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی بیوی کو بلائے تو وہ (فوراً) جواب دے' اگرچہ وہ پالان کی پیٹھ پر ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۳۔ البزار (الکشف: ۱۴۷۲)' طبرانی فی الأوسط (۷۴۲۹)۔

فوائد: بیوی پر خاوند کی اطاعت فرض ہے' بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے بعد اپنے خاوند کو راضی رکھنا ہے۔ پہلے بھی اس موضوع پر بحث ہو چکی ہے۔

سقاية الرجل امرأته صدقة

مرد کا عورت کو پانی پلانا بھی صدقہ ہے

۱۸۹۹: عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سقى الرجلُ امرأته الْمَاءَ أُجِرَ)) فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَسَقَيْتُهَا وَأَخْبَرْتُهَا بِمَا سَمِعْتُ۔ [الصحيحة: ۲۷۳۶]

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اجر دیا جاتا ہے۔'' میں یہ حدیث سن کر اٹھا' اپنی بیوی کو پانی پلایا اور اسے یہ حدیث سنائی۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۳۶۔ بخاری فی التاریخ (۳/ ۱۶۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۵۹)' وفی الاوسط (۸۵۸)' احمد (۴/ ۱۲۸)۔

فوائد: عورت کے حقوق' جن کا ذکر اس باب کی دوسری حدیث میں ہو چکا ہے' خاوند پر فرض ہیں' اس لئے اللہ تعالی ان کی ادائیگی پر اجر وثواب عطا کرتا ہے۔

باب: امساك الصبيان عن الخروج بعد الغروب

باب: غروب آفتاب کے بعد بچوں کو باہر نکلنے سے روکنے کا بیان

١٩٠٠: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ يَنْتَشِرُ فِيْهَا الشَّيَاطِيْنُ)). [الصحيحة:١٣٦٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب سورج غروب ہو جائے تو بچوں کو پابند کر لیا کرو، کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہو رہے ہوتے ہیں۔“

تخريج: الصحيحة ۱۳۶۶- طبرانی فی الکبیر (۱۱۰۹۴)-

فوائد: حدیث نمبر ۱۸۸۵ میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

باب: من الحقوق المهجورة تجاه الزوجة

باب:

١٩٠١: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَدِمَ أَحَدُكُمْ لَيْلًا فَلَا يَأْتِيَنَّ أَهْلَهُ طُرُوْقًا حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ، وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ)). [الصحيحة:٣٩٨٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی رات کو (کسی سفر وغیرہ سے) واپس آئے تو وہ رات کو اپنی بیوی کے پاس اس وقت تک نہ آئے جب تک وہ استرا استعمال نہ کر لے اور پراگندہ بالوں والی کنگھی نہ کر لے۔“

تخريج: الصحيحة ۳۹۸٦- مسلم (الامارة:۱۸۳/ ۹۷۱۵)، نسائی فی الکبری (۱۳٦)، احمد (۳/ ۲۹۸، ۳۵۵)، بخاری (۵۲۴۳، ۵۲۴۵، ۵۲۴۷)-

فوائد: میاں بیوی کے مابین تعلقات کا خوشگوار ہونا مطلوبِ شریعت ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے شریعت نے عورت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ خاوند کے لئے زینت و آرائش اختیار کرے۔ اس حدیث کا مقصد نفرت کا باعث بننے والے اسباب کو ختم کرنا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے سے مدینہ واپس پہنچ کر جب اپنے گھروں کو جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ، تاکہ تمہاری بیویاں پراگندہ بالوں میں کنگھی کر لیں اور فاضل بالوں کی صفائی کر لیں۔ [بخاری، مسلم]

اس کے برعکس کچھ خواتین اپنے گھر میں سادہ ملبوسات پر اکتفا کرتی ہیں اور صفائی کا بھی کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا، لیکن جب وہ کسی کے گھر جاتی ہیں تو حسن و جمال کے جو انداز اختیار کئے جاتے ہیں، ان کے سامنے دلہن بھی شرما جائے۔ ایسا کرنا مقصودِ شریعت نہیں ہے۔

لا تجوزا الصدقة إلا بإذن الزوج

شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ جائز نہیں

١٩٠٢: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ لَمْ تَجْزِ عَطِيَّتُهَا إِلَّا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدمی (بذریعۂ نکاح) کسی عورت کا مالک بن جاتا ہے تو

بإذنه)). [الصحيحة:۲۵۷۱]

اس کا عطیہ خاوند کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہوتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۱- ابو داؤد الطیالسی (۲۲۶۷)' تقدم برقم (۱۸۰۵)۔

فوائد: اسی باب میں سیر حاصل بحث ہو چکی ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر مالی تصرف نہیں کر سکتی' ہاں معمولی قیمت کی چیزیں' جن کے بارے میں خاوند اجازت دے دیتا ہو' خرچ کر دینا درست ہے۔

باب: في المرأة الصالحة والمسكن الواسع

باب: نیک بیوی اور کشادہ مکان کا بیان

المرأة الصالحه من امور السعادة

نیک بیوی نیکی بختی والے امور میں سے ہے

۱۹۰۳: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ مِّنَ السَّعَادَةِ: الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ، وَأَرْبَعٌ مِّنَ الشَّقَاءِ: الْجَارُ السُّوْءِ، وَالْمَرْأَةُ السُّوْءِ،وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ، وَالْمَسْكَنُ الضَّيِّقُ)) [الصحيحة:۲۸۲]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چار چیزیں سعادت ہیں: نیک بیوی' وسیع گھر' نیک ہمسایہ اور پر سکون سواری۔

اور چار چیزیں بدبختی ہیں: برا ہمسایہ' بری عورت' بری سواری اور تنگ گھر۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۲- ابن حبان (۴۰۳۲)' خطیب فی التاریخ (۱۲/ ۹۹)' احمد (۱/ ۱۶۸)۔

فوائد: یہی چار چیزیں ہیں جو آدمی کو خوش وخرم رہنے کا موقع فراہم کرتی ہیں یا رنج والم میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

كيف اذن البكر

کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہے

۱۹۰٤: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((اسْتَأْمِرُوْا النِّسَاءَ فِي أَبْضَاعِهِنَّ. قِيْلَ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَحْيِ أَنْ تَكَلَّمَ؟ قَالَ: سُكُوْتُهَا إِذْنُهَا)).

[الصحيحة:۳۹۸]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں سے ان کے جسموں (یعنی ان کا نکاح کرنے) کے بارے میں مشورہ کرو۔" کہا گیا کہ کنواری عورت تو بات کرنے سے شرماتی ہے (اس سے مشورہ کیسے کیا جائے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸- نسائی (۳۲۶۸)' احمد (۶/ ۴۵'۲۰۳)' بھذا اللفظ' بخاری (۶۹۴۶)' مسلم (۱۴۲۰) بمعناہ۔

فوائد: پہلے بحث ہو چکی ہے کہ ولی اپنی ماتحت بچی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا ہے۔

الخالة بمنزلة الأم

خالہ ماں کے قائم مقام ہے

١٩٠٥: عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ فَنَادَتْ: يَاعَمِّ يَا عَمِّ! فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَنَاوَلْتُهَا فَاطِمَةَ قُلْتُ: دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اخْتَصَمْنَا فِيهَا أَنَا وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتُهَا عِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِجَعْفَرٍ: **((أَشْبَهْتَ خُلُقِي وَخَلْقِي))** وَقَالَ لِزَيْدٍ: **((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا))** وَقَالَ لِي: **((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، اِدْفَعُوْهَا إِلَى خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ أُمٌّ))** فَقُلْتُ: أَلَا تَزَوَّجُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: **((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ))**.

[الصحيحة:١١٨٢]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مکہ سے نکلے' سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہمارے پیچھے چل پڑی اور آواز دی: میرے چچا جان! میرے چچا جان! میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا' اسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا اور کہا: یہ تیرے چچا کی بیٹی ہے' اس کو اپنی نگرانی میں رکھ۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو اس کے بارے میں' سیدنا زید رضی اللہ عنہ اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جھگڑنے لگ گئے۔ میں نے کہا: میں اس کو لے کر آیا اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے' زید نے کہا: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (فیصلہ دیتے ہوئے) جعفر سے فرمایا: ''تو پیدائشی اور اخلاقی اوصاف میں میرے مشابہ ہے۔'' زید سے فرمایا: ''تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔'' اور مجھے فرمایا: ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اس طرح کرو کہ یہ بچی اس کی خالہ کے حوالے کر دو' کیونکہ خالہ ماں ہی ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ١١٨٢۔ ابو داؤد (٢٢٨٠)' احمد (١/ ٨٨'١١٥)' حاکم (٣/ ١٢٠) واللفظ لہ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ماں کی عدم موجودگی میں خالہ بچے کی زیادہ مستحق ہوتی ہے۔

جواز تشهير النكاح بالطبال

بڑے ڈھول کے ساتھ نکاح کی تشہیر کا جواز

١٩٠٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هَبَّارِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ زَوَّجَ بِنْتاً لَهُ، وَكَانَ عِنْدَهُمْ كُبَرٌ وَغَرَابِلُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ الصَّوْتَ، فَقَالَ: مَاهٰذَا فَقِيْلَ: زَوَّجَ هُبَارُ ابْنَتَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((أَشِيْدُوْا النِّكَاحَ أَشِيْدُوْا النِّكَاحَ، هٰذَا النِّكَاحُ، لَا السِّفَاحُ))** قَالَ: قُلْتُ: فَمَا الْكُبَرُ قَالَ: **((الطَّبْلُ الْكَبِيْرُ))** وَالْغَرَابِيْلُ الصُّنُوْجُ۔ [الصحيحة:١٤٦٣]

عبداللہ بن ابو عبداللہ بن ہبار بن اسود اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سیدنا ہبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی بیٹی کی شادی کی اور ان کے پاس یک رخا ڈھول اور ایک باجہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نکلے اور آوازیں سنیں' آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے (یعنی یہ آوازیں کیوں آ رہی ہیں)؟ کہا گیا کہ ہبار نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''نکاح کی تشہیر کرو' نکاح کی تشہیر کرو۔ یہ نکاح ہے' زنا نہیں ہے۔'' ایک راوی کہتا ہے: میں نے کہا کہ ''کبر'' کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا بڑے ڈھول

کو کہتے ہیں۔ اور ایک قسم کے سارنگی جیسے باجے کو "غَرَابل" کہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۶۳۔ ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۱۸، ۲) طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۴/ ۲۹۰) ومن طریقه وغیره' ابو نعیم فی المعرفة (۶۵۷۷، ۶۵۷۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نکاح کے موقع پر ایسا کرنا درست ہے۔

علامة الرضاء المرأة للنكاح

عورت کے نکاح کے لیے راضی ہونے کی نشانی

۱۹۰۷: عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيِّ الْكِنْدِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((أَشِيْرُوْا عَلَى النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ، فَقَالَ: إِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَحْيٰ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا، وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صُمَاتُهَا)). [الصحيحة: ١٤٥٩]

عدی بن عدی کندی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں سے ان کے نفسوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔" کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو شرماتی ہے (اس سے مشورہ کیسے کیا جائے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بیوہ تو اپنے بارے میں خود وضاحت کرتی ہے اور کنواری کی رضامندی اس کا خاموش ہو جانا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۵۹۔ احمد (۴/ ۱۹۲) طحاوی فی شرح المعانی (۴/ ۳۶۹) بھذا اللفظ' ابن ماجه (۱۸۷۲) بیہقی (۱۸۷۲)' بیہقی (۷/ ۱۲۳) مختصراً۔

فوائد: نکاح کے معاملے میں جو جھجک کنواری بچی کو ہوتی ہے' یقیناً وہ بیوہ یا مطلقہ عورت کو نہیں ہوتی' اس حدیث میں یہی فرق بیان کیا گیا ہے۔

كراهة العزل

عزل کی ناپسندیدگی کا بیان

۱۹۰۸: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ: أَصَبْنَا سَبْياً يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَكُنَّا نَلْتَمِسُ فِدَاءَ هُنَّ، فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: ((اِصْنَعُوْا مَا بَدَالَكُمْ، فَمَا قَضَى اللّٰهُ فَهُوَ كَائِنٌ، فَلَيْسَ مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ)). [الصحيحة: ١٤٦٢]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے غزوۂ حنین والے دن کچھ قیدی حاصل کئے اور ہم انھیں بیچنا بھی چاہتے تھے' سو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا (تاکہ قیدی عورتیں حاملہ نہ ہو جائیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کرتے رہو جب تک مناسب سمجھو' جو فیصلہ اللہ نے کر دیا ہے وہ تو ہو کر رہے گا' یہ بات نہیں کہ ہر پانی (مادۂ منویہ) سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۶۲۔ مسلم (۱۴۳۸، ۱۳۳)' احمد (۳/ ۲۶، ۴۷)' واللفظ له' ابن ابی عاصم فی السنة (۳۶۴، ۳۶۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ "عزل" جائز ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کنا نعزل علی عهد رسول الله ﷺ والقرآن ینزل۔ [بخاری' مسلم] یعنی: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے اور قرآن اس وقت نازل ہو رہا تھا۔ (یعنی ہمیں منع نہیں کیا

گیا، اگر عزل حرام ہوتا تو یقیناً منع کر دیا جاتا۔)

ترغيب العدل بين الأولاد

بچوں میں عدل کرنے کی ترغیب کا بیان

۱۹۰۹: عَنِ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ مَرْفُوْعاً: ((اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ اَعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، اَعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ)). [الصحيحة: ١٢٤٠]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کے مابین انصاف کرو، اپنی اولاد کے مابین انصاف کرو، اپنی اولاد کے مابین انصاف کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۰۔ بخاری فی التاریخ (۳/ ۷۳)، ابو داؤد (۳۵۴۴)، نسائی (۳۷۱۷)، احمد (۴/ ۲۸۸،۲۷۵)۔

فوائد: والدین کسی ایک بچے کے ساتھ کسی اعتبار سے امتیازی سلوک نہیں کر سکتے، کچھ والدین کو دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے ہمیشہ ان کے غیظ و غضب اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنتے ہیں اور بعض لاڈ پیار کے مستحق ٹھہرتے ہیں، اسی طرح جب بچوں پر خرچ کرنے کی باری آتی ہے تو پھر اسی امتیاز کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ ایسا کرنا ضلالت و گمراہی اور نبوی منہج سے بھٹک جانے کی علامت ہے۔ بچوں اور بچیوں کی شادیوں پر بھی مساوات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

استقبال الولد المتوفى بأبوى على باب الجنة

فوت شدہ بچے کا جنت کے دروازے پر اپنے والدین کا استقبال کرنا

۱۹۱۰: عَنْ مُعَاوِيَةَ بِنِ قُرَّةَ عَنْ عَمِّهِ،[أخِي قُرَّةَ بْنِ إِيَاسَ] أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ بِابْنِهِ فَيَجْلِسُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((تُحِبُّهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ حُبًّا شَدِيْداً، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ الْغُلَامَ مَاتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَأَنَّكَ حَزِنْتَ عَلَيْهِ؟)) قَالَ: أَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((أَفَمَا يَسُرُّكَ إِذَا أَدْخَلَكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ أَنْ تَجِدَهُ عَلٰى بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِهَا فَيَنْفَتِحُهُ لَكَ)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((فَإِنَّهُ كَذٰلِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) [الصحيحة: ٢٥٧٧]

معاویہ بن قرہ اپنے چچا [یعنی قرہ بن ایاس کے بھائی] سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آتے اور اسے اپنے سامنے بٹھا لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا: بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔ (اللہ کا کرنا کہ) وہ بچہ فوت ہو گیا، نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''آپ کو غم تو ہو گا؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کے رسول!۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس بات پر خوش ہو جائے گا کہ جب تجھے اللہ تعالی جنت میں داخل کرے تو تو اس بچے کو جنت کے دروازے پر پائے اور وہ تیرے لئے جنت کا دروازہ کھولے؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو اسی طرح ہو گا، ان شاء اللہ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۷۔ ابن سعد (۷/ ۳۲،۳۳)، نسائی (۲۰۹۰)، احمد (۳/ ۴۳۶)، من طریق معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ۔

فوائد: بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے بچے نہ صرف خود جنتی ہیں، بلکہ اپنے مسلمان والدین کا جنت میں داخل ہونے کا بہت بڑا سبب بھی ہیں۔ اگر ایک اعتبار سے اللہ تعالی نے والدین کو غم و الم میں مبتلا کیا ہے تو دوسری طرف آخرت کی خوشیاں ان کا مقدر بنا دی ہیں۔

بيان رجال الجنة

۱۹۱۱: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ فِي الْجَنَّةِ؟ النبی فی الجنة والصديق فی الجنة والشهيد فی الجنة والمولود فی الجنة ! وَالرَّجُلُ يَزُوْرُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمِصْرِ. لَا يَزُوْرُهُ إِلَّا لِلّٰهِ. فِي الْجَنَّةِ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِنِسَائِكُمْ فِي الْجَنَّةِ؟ كُلُّ وَدُوْدٍ وَلُوْدٍ إِذَا غَضِبَتْ أَوْ أُسِيَ إِلَيْهَا [أَوْ غَضِبَ زَوْجُهَا] قَالَتْ: هٰذِهِ يَدِي فِي يَدِكَ لَا أَكْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰى تَرْضٰى)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ۔

[الصحيحة: ۳۳۸۰]

جنتی افراد کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں جنتی مردوں کی خبر نہ دوں؟ نبی جنت میں جائے گا' صدیق جنت میں داخل ہوگا' شہید جنتی ہوگا' (نابالغ) بچہ جنتی ہوگا اور وہ آدمی جنت میں جائے گا جو شہر کے کنارے میں بسنے والے بھائی سے اللہ تعالی کے لئے ملاقات کرنے کے لئے جاتا ہے۔ اب کیا میں تمھیں جنتی عورتوں کی خبر نہ دوں؟ ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جنم دینے والی خاتون' کہ جب اس پر غصے ہوا جاتا ہے یا اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے یا اس کا خاوند اس پر غصے ہوتا ہے تو وہ (اپنے خاوند سے) کہتی ہے: یہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے' میں اس وقت تک سوؤں گی نہیں جب تک تو راضی نہیں ہوتا۔'' یہ حدیث سیدنا انس' سیدنا ابن عباس اور سیدنا کعب بن عجرہ ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۰- (۱) انس: طبرانی فی الاوسط (۱۷۶۴)' والصغیر (۱/ ۴۶)- (۲) ابن عباس: نسائی فی الکبری (۹۱۳۹)' وقد تقدم برقم (۲۷۲)- (۳) کعب بن عجرة ﷺ: طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۱۴۰)' والاوسط (۵۶۴۴)-

فوائد: اس میں ان لوگوں کے جنتی ہونے کا بیان ہے:
نبی' صدیق' شہید' نابالغ بچہ' اللہ تعالی کے لئے دوسروں کی زیارتیں کرنے والا' زیادہ بچوں کی ماں جو خاوند کو راضی رکھنے والی ہو۔

مداخلة الرجل بين المرأة والزوج

۱۹۱۲: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: جَاءَ أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَمِعَ عَائِشَةَ وَهِيَ رَافِعَةٌ صَوْتَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِﷺ؟ فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ، فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أُمِّ رُوْمَانَ۔ وَتَنَاوَلَهَا۔ أَتَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِﷺ؟ قَالَ: فَحَالَ النَّبِيُّ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ جَعَلَ النَّبِيُّ يَقُوْلُ لَهَا۔ يَتَرَضَّاهَا۔ ((أَلَا تَرِيْنَ أَنِّي قَدْ حُلْتُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَكِ)) قَالَ: ثُمَّ

کسی شخص کا عورت اور مرد کے درمیان (صلح کے لیے) مداخلت کرنا

سیدنا نعمان بن بشیر ﷺ کہتے ہیں: سیدنا ابوبکر ﷺ آئے اور نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور انھوں نے سنا کہ سیدہ عائشہ ﷺ رسول اللہ ﷺ پر اپنی آواز بلند کر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے انھیں اجازت دی اور وہ اندر آ گئے اور کہا: ام رومان کی بیٹی۔ اور انھیں پکڑنا چاہا۔ کیا تو اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ پر بلند کرتی ہے؟ لیکن نبی ﷺ دونوں کے درمیان حائل ہو گئے۔ جب ابوبکر ﷺ چلے گئے تو نبی ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو راضی کرتے ہوئے فرمایا: ''تو دیکھتی نہیں کہ میں تیرے اور ایک آدمی کے

جَاءَ أَبُوبَكْرٍ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ يُضَاحِكُهَا، فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوبَكْرٍ يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَشْرِكَانِي فِي سِلْمِكُمَا، كَمَا أَشْرَكْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا۔ [الصحيحة: ٢٩٠١]

درمیان حائل ہو گیا۔'' ابوبکرؓ پھر آ گئے اور اجازت طلب کی اور سنا کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہؓ کو ہنسا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے انھیں اجازت دی' سو وہ اندر آ گئے۔ ابوبکرؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے امن و صلح والے ماحول میں بھی شریک کرو' جس طرح اپنی لڑائی میں کیا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۱۔ احمد (۴/ ۲۷۱، ۲۷۲)' ابوداؤد (۴۹۹۹)' نسائی فی الکبری (۹۱۵۵)۔

فوائد: اس میں درج ذیل امور کا بیان ہے:

(۱) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اپنی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت سے زیادہ تھی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کو سیدہ عائشہؓ سے شدید محبت تھی کہ آپ ﷺ سیدنا ابوبکر کی زد و کوب کے سامنے حائل ہو گئے۔ نیز اس محبت کو برقرار رکھنے کے لئے آپ ﷺ کوشش بھی کرتے تھے۔

(۳) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے کے خوشگوار ماحول کے خواہش مند تھے۔

العدل فی التقبیل

بوسہ لینے میں عدل کرنا

١٩١٣: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ ابْنٌ لَهُ فَأَخَذَهُ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ أَجْلَسَهُ فِي حُجْرِهِ، وَجَاءَتِ ابْنَةٌ لَهُ، فَأَخَذَهَا إِلَى جَنْبِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا)) يَعْنِي: بَيْنَ ابْنِهِ وَبِنْتِهِ فِي تَقْبِيلِهِمَا۔

[الصحيحة: ٢٨٨٣، ٢٩٩٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اس کے پاس اس کا بیٹا آیا' اس نے اس کا بوسہ لیا اور اسے اپنی گود میں بٹھا لیا' اس کے بعد اس کی بیٹی آئی' اس نے اسے اپنے پہلو کے ساتھ بٹھا لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ان کے درمیان انصاف کیوں نہیں۔'' یعنی بیٹے کا بوسہ لیا اور بیٹی کا نہیں لیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۳' ۲۹۹۴۔ البزار (الکشف: ۱۸۹۳)' ابن الاعرابی فی المعجم (۱۸۴۴)' بیھقی فی الشعب (۸۷۰۰)۔

فوائد: یہ اولاد کے مابین مساوات کا معیار ہے کہ محبت کے ظاہری تقاضوں میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ ممکن ہے کہ والدین کے دل میں کسی ایک بیٹے کا لحاظ یا اس کی محبت دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں' کیونکہ یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔

کراھة ضربا الشدید للمرأة

عورت کو زیادہ مارنے کی کراہت کا بیان

١٩١٤: عَنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا عَسَى أَحَدُكُمْ أَنْ يَضْرِبَ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْأَمَةِ! أَلَا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ))

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ' ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی لونڈی کی طرح اپنی بیوی کی پٹائی کرے۔ خبردار' تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۷۸۔ البزار (الکشف: ۱۴۸۴) و (البحر الزخار: ۹۸۴)۔

فوائد: خاوند کے حسن اخلاق کی سب سے زیادہ مستحق اس کی بیوی ہے' وہ اس کے حقوق کا ذمہ دار ہے' کسی جرم کی بنا پر خاوند اپنی بیوی کو اولاد کی طرح سزا دے سکتا ہے' جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿واهجروهن في المضاجع واضربوهن﴾ [سورۂ نسا: ۳۴] یعنی: ''اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو۔''

لیکن یہ تادیبی کارروائی کرتے وقت عورت کی تربیت کرنا مقصود ہو' نہ کہ اپنے غصے کا اظہار کرنا یا عورت کو تنگ کرنا اور دوسری صحیح روایات کے مطابق خاوند چہرے پر مار سکتا ہے ایسی مار کہ جس سے زخم اور گہرے نشانات بن جائیں۔

اهمية العدل بين الاولاد

۱۹۱۵: عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ: تَصَدَّقَ أَبِي عَلَيَّ بِصَدَقَةٍ، فَقَالَتْ عُمْرَةُ بِنْتِ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضَى حَتّٰى تَشْهَدُ عَلَيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَتٰى بَشِيْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى ابْنِي بِصَدَقَةٍ فَقَالَتْ عُمْرَةُ بِنْتَ رَوَاةٍ لَا أَرْضَى حَتّٰى تَشْهَدَ عَلَيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ؟ فَقَالَ: ((أَلَكَ بَنُوْنَ غَيْرُهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَهَا أَعْطَيْتُ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((هٰذَا جَوْرٌ فَلَا تُشْهِدْنِي عَلَيْهِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، كَمَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَبَرُّوْكُمْ)).

[الصحيحة:٣٩٤٦]

بچوں میں عدل کی اہمیت کا بیان

عامر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا نعمان بن بشیر ﷺ سے سنا' جبکہ وہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے: میرے باپ نے مجھ پر صدقہ کیا' سیدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تو رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہیں بنائے گا۔ بشیر ﷺ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں نے اپنے بیٹے پر صدقہ کیا ہے اور عمرہ بنت رواحہ نے مجھے کہا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تو رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہیں بنائے گا' آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا اس کے علاوہ تیرے اور بیٹے بھی ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ان سب کو وہ چیز دی ہے جو ایک کو دی؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ظلم ہے' مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ' اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی اولاد کے مابین انصاف کرو' جیسا کہ تم پسند کرتے ہو کہ وہ سب تم سے (برابر کا) حسنِ سلوک کریں۔''

تخریج: الصحيحة ٣٩٤٦- طبراني في الكبير كما في الجامع الصغير للسيوطي (۱۲۲)' بحشل في تاريخ واسط (۲۲۳'۲۲۵)' مسلم (۱۷/ ۱۶۲۳)' ابو داؤد (۳۵۴۳)۔

اى النساء خير

۱۹۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِﷺ: أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا، وَتُطِيْعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهِ وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ)).

کون سی عورتیں سب سے بہتر ہیں

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورتیں بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(وہ عورت بہتر ہے کہ) جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے' جب اسے حکم دے تو وہ فرمانبرداری کرے اور اپنے نفس اور مال میں

[الصحیحة: ١٨٣٨] ایسے انداز میں اس کی مخالفت نہ کرے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ١٨٣٨۔ نسائی (٣٢٣٣)، احمد (٢/ ٢٥١، ٤٣٢)، حاکم (٢/ ١٦١)۔

فوائد: یہ اچھی خاتون کی صفات ہیں، جو اللہ تعالی کے بعد اپنے خاوند کو راضی کرنے کے درپے ہے۔ ”جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ خوش کر دے“ کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنی وضع قطع، بول چال، رہن سہن اور خاوند کی خدمت کرنے میں ایسا انداز اختیار کرتی ہے کہ خاوند دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا ہے۔ نیز اس کی یہ صفت بھی ہے کہ وہ اپنے مال میں بھی ایسا تصرف نہیں کرتی، جو خاوند کی ناراضگی کا سبب بنے۔

جو عورتیں اپنے روزگار کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے خود کفیل ہو جاتی ہیں، وہ اپنے آپ کو خاوند سے مستغنی سمجھ کر اس کی اطاعت کی پروا نہیں کرتیں اور بسا اوقات اپنی آمدنی کا طعنہ دیتے ہوئے اس کا اظہار بھی کر دیتی ہیں۔ ایسی عورتوں کا یہ رویہ شریعت کی نظر میں نہایت نامناسب ہے۔ خاوند کے مقابلے بیوی ہزار گنا مالدار سہی، لیکن اس کا عہدہ بیوی کا ہی رہے گا اور اخروی کامیابی و کامرانی کے لئے اسے خاوند کی اطاعت کرنا پڑے گی۔

عائشة زوجة رسول اللّٰه فی الدنیا والآخرة

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دنیا اور آخرت کی بیوی ہے

١٩١٧: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ قَالَتْ: فَتَكَلَّمْتُ أَنَا فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضِيْنَ أَنْ تَكُوْنِي زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ قُلْتُ: بَلٰى قَالَ: فَأَنْتِ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تو میں نے کچھ کلام کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو؟“ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سو تو دنیا و آخرت میں میری بیوی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ٢٢٥٥۔ حاکم (٤/ ١٠)، ابن حبان (٧٠٩٥)۔

فوائد: اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و منقبت کا بیان ہے کہ وہ دنیا میں بھی ام المؤمنین تھیں اور آخرت میں بھی زوجۂ رسول ہوں گی۔ اغیار ذہن نشین کر لیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو یہ مژدہ اس وقت سنایا، جب انھوں نے بتقاضۂ بشریت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر جارحانہ کلام کی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو آئندہ ایسا نہ کرنے کی تلقین کی اور ساتھ ہی ان کے مقام کی وضاحت کر دی۔

باب: مال الولد لابیه اذا احتاجه

باب: بیٹے کا مال باپ کا ہے جب وہ ضرورت مند ہو جائے

١٩١٨: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ يَسْتَعْدِيْ عَلٰى وَالِدِهٖ، قَالَ: إِنَّهٗ أَخَذَ مَالِي

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے باپ کے خلاف رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کی اور کہا: اس نے

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ وَمَالُكَ مِنْ كَسْبِ أَبِيْكَ؟)). [الصحيحة:۱۵۴۸]

میرا مال لے لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں کہ تو اور تیرا مال اپنے باپ کی کمائی ہو؟''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۴۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۳۴۵)' البزار (الکشف: ۱۳۵۹)۔

فوائد: اولاد کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے حقوق ادا کریں اور اگر ان کو کوئی مالی ضرورت پڑے تو پوری کریں۔
پہلے اس حدیث کی وضاحت ہو چکی ہے کہ جب والدین کا مقصد محض اپنے بیٹے کے مال پر قبضہ کرنا ہو' جس کی مثالیں موجود ہیں' تو وہ اپنا مال روک سکتا ہے' پھر بھی ان کی ضروریات کا خیال رکھے۔

فرح ابليس بالتفريق المرأة والزوج

میاں بیوی کی جدائی پر ابلیس کا خوش ہونا

۱۹۱۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ إِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ. وَفِي طَرِيْقٍ: الْبَحْرِ. ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ: مَاصَنَعْتَ شَيْئًا ثُمَّ يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَاتَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ: نِعْمَ أَنْتَ! قَالَ اَعْمَشُ: أُرَاهُ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ)). [الصحيحة:۳۲۶۲]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابلیس پانی پر (ایک روایت کے مطابق سمندر پر) اپنا تخت رکھتا ہے' پھر (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے) اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ سب سے بڑا فتنہ برپا کرنے والا منزلت میں اس سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ ایک واپس آ کر کہتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے کیا۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا۔ ایک اور آ کر کہتا ہے: میں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے مابین جدائی ڈال دی۔ وہ اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: واہ! تیری کیا بات ہے!'' اعمش راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال کہ میرے شیخ نے یہ الفاظ بھی نقل کئے: ''پھر وہ اسے گلے لگا لیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۲۔ مسلم (۲۸۱۳)' احمد (۳/ ۳۱۴)' عبد بن حمید (۱۰۳۱)۔

فوائد: اس میں بلا وجہ طلاق دینے کی قباحت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کا آپس میں قطع رحمی کرنا ابلیس کا پسندیدہ گناہ ہے' کیونکہ شراب کی طرح قطع رحمی بھی کئی گناہوں کا سبب بنتی ہے۔

الطلاق من أعظم الذنوب

طلاق بڑے گناہوں میں سے ایک ہے

۱۹۲۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوْبِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهُ مِنْهَا طَلَّقَهَا وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا، وَرَجُلٌ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً فَذَهَبَ بِأُجْرَتِهِ وَآخَرُ يَقْتُلُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی ایک عورت سے شادی کرے' اس سے اپنی حاجت پوری کرے' پھر اسے طلاق دے دے اور حق مہر بھی لے لے۔ (مزید دو قسم کے آدمی بھی سب سے

دَابَّةً عَبَثًا)). [الصحيحة:٩٩٩]

بڑے گنہگار ہیں' ان میں ایک وہ ہے) جس نے ایک آدمی کو مزدوری پر لگایا اور اس کی اجرت ہڑپ کر گیا (اور دوسرا وہ ہے) جس نے کسی چوپائے کو بے فائدہ قتل کر دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۹۹۔ حاکم (۲/ ۱۸۲)۔

غيرة الله ان ياتي المؤمن ماحرم عليه

مومن کا حرام کام کو کرنا۔ اللہ کی غیرت ہے

١٩٢١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللهَ يُغَارُ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يُغَارُ، وَغَيْرَةُ اللهِ: أَنْ يَّأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَاحَرَّمَ عَلَيْهِ)).

[الصحيحة:٣٥١٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بھی غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مومن اس کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۱۵۔ بخاری (۵۲۲۳)' مسلم (۲۷۶۱)' ترمذی (۱۱۶۸)' احمد (۲/ ۳۴۳)۔

فوائد: غیرت: (آدمی کے حق میں): اپنی محبوب یا محترم شے پر کسی کی دست درازی کے خلاف جوش اور ناگواری کو غیرت کہتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے حق میں): مومن کا اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرنا۔ یعنی جب کوئی مومن کسی حرام کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر غصہ آتا ہے۔

وصية الخير بالنساء

عورتوں کے متعلق خیر کی نصیحت کا بیان

١٩٢٢: عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ يُوْصِيْكُمْ بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ، إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ وَمَايَعْلِقُ يَدَاهَا الْخَيْطَ فَمَا يَرْغَبُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَنْ صَاحِبِهِ [حَتّٰى يَمُوْتَا هَرَمًا]))

[الصحيحة:٢٨٧١]

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں عورتوں سے حسنِ سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہے' کیونکہ وہ تمھاری مائیں' بیٹیاں اور خالائیں ہیں۔ اہل کتاب کا ایک آدمی ایک عورت' جو کم عمر اور فقیر ہوتی ہے' سے شادی کرتا ہے' پھر ان میں سے کوئی دوسرے سے بے رغبتی نہیں کرتا' حتی کہ عمر رسیدہ ہو کر مر جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۱۔ طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۷۴)' ابن عساکر (۶۷/ ۲۰۳)' والحارث فی مندہ (بغیۃ الباحث: ۴۹۵)۔

فوائد: اس حدیث میں صحابہ کرام کو براہِ راست اور ہمیں بالواسطہ عورتوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر عورت بیٹی' ماں' بہن' بیوی' خالہ اور پھوپھو جیسے مقدس رشتوں میں ڈھلتی ہے۔ اگر ایک آدمی اپنے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا

تو اسے سوچنا چاہئے کہ یہ بھی کسی کی بیٹی ہے' کسی کی ماں ہے' کسی کی بہن ہے' لہٰذا اسے بھی اس کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ کرنا چاہئے۔ ہمارے معاشرے میں بطورِ ضرب المثل کہا جاتا ہے: مائیں بہنیں سب کی مشترکہ ہوتی ہیں۔ حدیث کے ابتدائی حصے کا یہی مفہوم ہے۔

اس حدیث میں اہل کتاب کا عمل بطورِ اسوۂ حسنہ پیش کیا گیا' حالانکہ ان کی حالیہ صورتحال تو ناگفتہ بہ ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپ ﷺ کی بیان کردہ مثال کا تعلق اس وقت سے ہے جب اہل کتاب اپنے دین اور خُلق پر تھے' اگرچہ وہ مسخ شدہ دین ہی کیوں نہ ہو۔ رہا مسئلہ موجودہ زمانے کا تو اب تو وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ طلاق کی صورتوں کو حرام سمجھتے ہیں اور زنا اور لواطت جیسی قباحتوں کو اعلانیہ جائز قرار دیتے ہیں۔ [صحیحہ: ۱۷۲۸ کے تحت]

تكلف المرأة بالثياب والصيغ هلاكة

۱۹۲۳: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَوْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ خَطَبَ خُطْبَةً فَأَطَالَهَا، وَذَكَرَ فِيْهَا أَمْرَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، فَذَكَرَ ((أَنَّ أَوَّلَ مَاهَلَكَ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّ امْرَأَةَ الْفَقِيْرِ كَانَتْ تُكَلِّفُهُ مِنَ الثِّيَابِ أَوِ الصِّيَغِ. أَوْ قَالَ: مِنَ الصِّيْغَةِ مَاتُكَلِّفُ امْرَأَةُ الْغَنِيِّ فَذَكَرَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي اسْرَائِيْلَ كَانَتْ قَصِيْرَةً، وَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ أَوْ جَسِيْمَتَيْنِ، فَبَعَثُوْا إِنْسَانًا يَتْبَعُهُمْ فَعَرَفَ الطَّوِيْلَتَيْنِ، وَلَمْ يُعْرَفْ صَاحِبَةُ الرِّجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ)). [الصحيحة: ۵۹۱]

عورتوں کا کپڑوں اور زیورات میں تکلف ہلاکت ہے

سیدنا ابوسعید اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ لمبا خطبہ دیا' دنیوی و اخروی امور کا تذکرہ کیا اور فرمایا: ''سب سے پہلے بنو اسرائیل یوں ہلاک ہوئے کہ ایک غریب آدمی کی بیوی کپڑوں یا زیورات کے بارے میں اپنے خاوند کو مالدار آدمی کی بیوی کی طرح تکلیف دیتی تھی' پھر آپ ﷺ نے بنو اسرائیل کی ایک عورت' جو کوتاہ قد تھی' کا تذکرہ کیا' اس نے لکڑی کے جوتے (کھڑاؤں) تیار کروائے اور ایک انگوٹھی بنوائی' اس میں ایک خلا تھا اور اس پر ایک ڈھکن تھا' اس نے اس خلا میں کستوری بھری اور دو دراز قد یا بھاری بھر کم عورتوں کے ہمراہ نکلی۔ انھوں نے ان کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا' اس نے لمبے قد والی دو عورتوں کو تو پہچان لیا لیکن لکڑی کی جوتیوں والی عورت کو نہ پہچان سکا۔''

تخريج: الصحيحة ۵۹۱۔ ابن خزيمة في التوحيد (ص:۲۰۴)' مسلم (۲۲۵۲)' احمد (۳/ ۴۶)۔

فوائد: عورتوں کا بے جا تکلف بنو اسرائیل کی ہلاکت کا سبب بنا۔ موجودہ دور میں شادی بیاہ کے موقع پر یا بازاروں میں جاتے وقت عورتوں کی طرف سے ملبوسات' زیورات' اونچی ہیل والی جوتیاں' بناؤ سنگھار' حسن و جمال اور مال و دولت کا اظہار کرنے کے لئے جو انداز اختیار کر کے وڈیو فلمیں بنوائی جاتی ہیں' یقیناً بنو اسرائیل کی عورتوں کو شکست ہو چکی ہو گی۔ بعض عورتوں کی ''سادگی'' اور ''غیرت'' کا کیا کہنا کہ جب وہ بطورِ دلہن بیوٹی پارلر میں ہوتی ہیں تو اس وقت بھی ہو رہی ہوتی ان کی وڈیو فلم تیار ہے' پھر اسی دلہن کو مرد و زن کے مجمع میں سب کے سامنے سٹیج پر بٹھا دیا جاتا ہے (میرے اللہ! تیری پناہ) بخدا! یہ امتِ مسلمہ کی زبوں حالی ہے ان تکلفات کے جتنے مفاسد منظرِ عام پر آئے' ان کا ادراک کرنے کے لئے اسلامی غیرت و حمیت سے مزین دماغوں کی ضرورت ہے۔

اولاد هبة الله

اولاد اللہ کی طرف سے تحفہ ہے

١٩٢٤: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللّٰهِ لَكُمْ ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ إِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ (الشوری ٤٩)﴾ فَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ لَكُمْ إِذَا احْتَجْتُمْ إِلَيْهَا)). [الصحيحة:٢٥٦٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ نے تمھیں تمھاری اولادیں ہبہ کی ہیں' ﴿وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔﴾ (سورۂ شوریٰ: 49) وہ اوران کے اموال تمھارے لئے ہیں' جب بھی تمھیں ضرورت پڑے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۶۴۔ حاکم (۲/ ۲۸۴)' وعنہ البیھقی (۷/ ۴۸۰)۔

فوائد: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد کو والدین کی ضروریات پوری کرنی چاہئیں۔

جواز الایلاء

ایلاء کے جائز ہونے کا بیان

١٩٢٥: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آلَى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا۔ أَوْ رَاحَ۔ فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّكَ حَلَفْتَ أَلَّا تَدْخُلَ شَهْرًا؟! فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا)). حَدِيْثٌ مُتَوَاتِرٌ جَاءَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ۔ [الصحيحة:٣٥٠٥]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینے کے لئے ایلاء کیا (یعنی قریب نہ آنے کی قسم اٹھائی)' جب انتیس دن گزرے تو بوقت صبح یا شام آ گئے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ ایک مہینہ کے لئے (اپنی بیویوں کے پاس) داخل نہیں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مہینہ انتیس دنوں کا ہوتا ہے۔'' یہ حدیث متواتر ہے' جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۰۵۔ بخاری (۱۹۱۰'۵۲۰۲)' مسلم (۱۰۸۵)' ابن ماجہ (۲۰۶۱)' احمد (۶/ ۳۱۵)' عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا۔

فوائد: ایلاء: شوہر کا قسم اٹھانا کہ وہ کچھ خاص مدت تک اپنی اہلیہ سے ہم بستر نہیں ہوگا' ایلاء کہلاتا ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چار ماہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ تک ایلاء کیا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی مہینہ ۲۹ دنوں کے ہوتا ہے اور ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہ آنے کی صورت میں ۳۰ دنوں کا ہوتا ہے۔

منع من الاسماء المکروهة

ناپسندیدہ ناموں سے روکنے کا بیان

١٩٢٦: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنْ عِشْتُ. إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. زَجَرْتُ أَنْ يُّسَمّٰى: بَرَكَةٌ وَنَافِعًا، وَأَفْلَحَ فَلَا أَدْرِيْ قَالَ: أَفْلَحَ أَوْلَا، فَقَبَضَ النَّبِيُّ وَلَمْ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر میں ان شاءاللہ زندہ رہا تو ان ناموں سے روک دوں گا: برکت' نافع اور افلح۔'' مجھے یہ علم نہیں کہ آپ ﷺ نے ''افلح'' کہا تھا یا نہیں' پھر آپ ﷺ فوت ہو گئے اور ان ناموں

يَزْجُرُ عَنْ ذٰلِكَ))۔ [الصحيحة: ۳۲۷۱]

سے منع نہیں کیا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۷۱۔ ابن حبان (۵۸۳۹)' احمد (۳/ ۳۳۶)' الادب المفرد (۸۳۳)' ابوداؤد (۴۹۶۰)' من طریق آخر عنه واخرجه مسلم (۲۱۳۸) بنحوہ۔

فوائد: یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی لاعلمی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں سے مستقل طور پر منع نہیں کیا تھا' کیونکہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لاتسم غلامك رباحا ولا افلح ويسار ولانجيح۔ يقال: اثم هو؟ فيقال: لا۔) [مسلم] یعنی: اپنے بچے کا نام رباح' افلح' یسار اور نجیح نہ رکھو' کیونکہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ جوابًا کہا جاتا ہے: نہیں۔

ان ناموں کے معانی یہ ہیں: رباح: نفع۔ افلح: فلاح پانے والا۔ یسار: خوشحالی۔ نجیح: کامیاب ہونے والا

امام مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: لوگ نیک فال لینے کے لئے یہ نام رکھتے تھے' کیونکہ ان اسماء کے الفاظ اور معانی دونوں میں حسن اور برکت پایا جاتا ہے۔ لیکن انھی ناموں کی وجہ سے وہ بدفالی کا شکار ہو جاتے تھے۔ وہ اس طرح کہ جب پوچھا جاتا ہے کہ آیا یہاں (گھر میں) یسار یا نجیح ہے؟ جب جوابًا ''نہیں'' کہا جاتا تو لوگ اس سے بدفال مراد لیتے تھے اور خوشحالی سے ناامید ہو جاتے تھے۔ لوگوں کو اس سوئے ظن اور خیر و برکت سے ناامیدی سے بچانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نام رکھنے سے ہی منع کر دیا۔ [تحفة الاحوذی]

العدل بين الاول سبب بر

اولاد کے ساتھ عدل والدین کے ساتھ نیکی کا سبب ہے

۱۹۲۷: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ نَحْلًا، فَأَرَادَ أَنْ يُشْهِدَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((كُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ كَمَا نَحَلْتَهُ؟)) فَقَالَ: لَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَ وَلَدِكَ كَمَا عَلَيْهِمْ، مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَبَرُّوكَ))۔ [الصحيحة: ۲۸۴۷]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا' پھر اس نے ارادہ کیا کہ نبی ﷺ اس پر گواہی دیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اس کی طرح اپنے تمام بچوں کو عطیے دیئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تجھ پر حق ہے کہ تو اپنی اولاد کے مابین عدل کرے' جیسا کہ ان پر فرض ہے کہ وہ تجھ سے (برابر کا) حسنِ سلوک کریں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۴۷۔ ابوداؤد الطیالسی (۷۸۹) واللفظ له' مسلم (۱۶۲۳)' الادب المفرد (۱۶)' ابن ماجه (۲۳۷۵)۔

فوائد: پہلے بحث ہو چکی ہے کہ بچوں اور بچیوں میں مساوات کا خیال رکھنا فرض ہے۔ ظاہری طور پر کسی بچے کو کسی احسان کے ساتھ خاص نہیں کرنا چاہیے۔

قضاء الاب لحفاظة ابنة دينها

بیٹی کے دین کی حفاظت کے لیے فیصلہ کرنا

۱۹۲۸: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ حَدَّثَ: أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ

علی بن حسین سے روایت ہے کہ مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں: جب لوگ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید بن

عِنْدِ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، مَقْتَلِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ۔ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَا قَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِي سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيْهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَداً حَتَّى تَبْلُغَ نَفْسِي، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ، فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هٰذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ ۔ فَقَالَ: ((**إِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِنِّي، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا**)) قَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ صِهْراً لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: ((**حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالاً، وَلَا أُحِلُّ حَرَاماً وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَابْنَةُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَاناً وَاحِداً أَبَداً وَفِي رِوَايَةٍ: عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَداً**)). [الصحيحة: ٣٥٣٤]

معاویہ کے پاس سے مدینہ میں پہنچے' تو میں علی بن حسین کو ملا اور کہا: کیا آپ کو میری کوئی ضرورت ہے' (اگر ہے تو) حکم دیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار دے دیں گے' کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ آپ سے چھین نہ لیں اور اللہ کی قسم! اگر آپ نے مجھے دے دی تو اس وقت تک اس تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا جب تک مجھے قتل نہ کر دے۔ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کو پیغام نکاح بھیجا' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ اس مسئلہ پر لوگوں سے خطاب کر رہے تھے اور میں اس وقت بالغ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں دین کے معاملے میں کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے داماد' جو بنوعبد شمس قبیلے سے تھا' کا ذکر کیا اور اس کی دامادی کی خوب تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''اس نے مجھ سے جو گفتگو کی اسے سچا کر کے دکھایا اور جو عہد و پیان کیا اسے پورا کیا۔ اور (یاد رہے کہ) میں نہ حلال کو حرام کرتا ہوں اور نہ حرام کو حلال' لیکن (اتنی بات ضرور ہے کہ) نبی کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مقام پر (ایک روایت کے مطابق: ایک خاوند کے گھر) کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۳۴۔ بخاری (۳۱۱۰'۳۷۲۹'۳۷۶۷)' مسلم (۲۴۴۹)' ابو داؤد (۲۰۶۹)' ابن ماجہ (۱۹۹۹)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ نے خود وضاحت فرما دی کہ آپ ﷺ حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتے' یعنی شرعی قوانین کی روشنی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا حلال ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے بحیثیت باپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رو رعایت رکھتے ہوئے اور ان کے دین کی حفاظت کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

العوج فی تخلیق المرأة

ٹیڑھا پن عورت کی تخلیق میں ہے

١٩٢٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلَى طَرِيْقَةٍ، فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا،**

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے' یہ کسی طریقے سے بھی تیرے لئے سیدھی نہیں ہو گی۔ پس اگر تو اس سے فائدہ اٹھائے تو اسی کجی

اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ، وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا)).

کی حالت میں ہی فائدہ اٹھا' اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ ڈالے گا اور اس کا توڑ دینا اس کو طلاق دینا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۱۷۔ بخاری (۳۳۳۱٬۵۱۸۴)' مسلم (الرضاع: ۵۹/ ۱۵)' ترمذی (۱۱۸۸)' احمد (۲/ ۴۴۹)۔

فوائد: جیسے ہزار بار کوشش کے باوجود پسلی سیدھی نہیں ہوگی' اسی طرح وعظ و نصیحت یا زدوکوب کی کثرت سے عورت کے مزاج میں فرق نہیں آئے گا اور وہ زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر اس کا ثبوت فراہم کر دے گی۔ ہاں جیسے ہر کوئی ٹیڑھی پسلیوں کو سیدھا کئے بغیر ان سے استفادہ کر رہا ہے' اسی طرح عورت کے ساتھ رہنا ممکن ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ورایت النار فاذا اکثر اهلها النساء یکفرن۔) میں نے جہنم کی آگ دیکھی' وہاں عورتوں کی کثرت تھی' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کرتی ہیں۔

پوچھا گیا کہ کیا وہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان ۔ لو احسنت الی احداهن الدهر ثم رأت منك شیئا قالت: مارأیت منك خیرا قط۔) [بخاری' مسلم] وہ خاوندوں کے (احسانات کا) کفر کرتی ہیں' آپ چاہے کسی عورت کے ساتھ عرصۂ دراز تک احسان کرتے رہیں۔ لیکن اگر اسے کوئی قابل اعتراض بات نظر آ گئی تو (فوراً) بول اٹھے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی پائی ہی نہیں۔

كل شرط يخالف كتاب الله فهو باطل

ہر وہ شرط جو اللہ کی کتاب کے خلاف ہے وہ باطل ہے

۱۹۳۰: عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ أُمَّ مُبَشِّرٍ بِنْتَ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ، فَقَالَتْ: إِنِّي اشْتَرَطْتُ لِزَوْجِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ بَعْدَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا لَا يَصْلُحُ)).

[الصحيحة:٦٠٨]

سیدہ ام مبشر انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ام مبشر بنت براء بن معرور کو نکاح کا پیغام بھیجا' انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے خاوند سے شرط لگائی تھی کہ اس کے بعد شادی نہیں کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شرط صحیح نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۰۸۔ طبرانی فی الصغیر (۲/ ۱۳۸)' وفی الکبیر (۱۱۸۶)۔

فوائد: چونکہ اللہ تعالی نے مرد کو ایک سے زائد شادیاں کرنے اور معقول عذر کی بنا پر طلاق دینے کا حق دیا ہے' اس لئے نکاح کے کسی عقد کے موقع پر ان امور پر پابندی نہیں لگائی سکتی' اگر ایسی شرط لگائی جاتی ہے تو وہ باطل اور بے اثر ہوگی۔

اجتماع العدتين

دو عدتوں کے اکٹھا ہو جانے کا بیان

۱۹۳۱: عَنْ مَسْرُوقٍ وَعَمْرِو بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّهُمَا كَتَبَا إِلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ يَسْأَلَانِهَا عَنْ أَمْرِهَا؟ فَكَتَبَتْ إِلَيْهِمَا: أَنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ

مسروق اور عمرو بن عتبہ نے سیدہ سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی طرف خط لکھ کر ان سے اس کے معاملے کی وضاحت طلب کی۔ انھوں نے جواباً لکھا: میرے خاوند کی وفات کے پچیس دن

زَوْجِهَا بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ [لَيْلَةً] فَتَهَيَّأَتْ تَطْلُبُ الْخَيْرَ، فَمَرَّ بِهَا أَبُوالسَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، فَقَالَ: قَدْ أَسْرَعْتِ اِعْتَدِّي، آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَغْفِرْلِي، قَالَ: وَفِيْمَ ذَاكِ؟ فَأَخْبَرْتُهُ [الْخَبَرَ] فَقَالَ: ((إِنْ وَجَدْتِ رِجَالاً صَالِحاً فَتَزَوَّجِي)). [الصحيحة: ٢٧٢٢]

بعد میرا بچہ پیدا ہوا' میں دوسری شادی کے لئے تیار ہوئی۔ میرے پاس سے ابوسنابل بن بعکک گزرے اور کہا: تو جلدی کر رہی ہے' تو دونوں مدتوں میں سے طویل مدت یعنی چار ماہ اور دس دن عدت میں رہ۔ میں نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے بخشش طلب کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کس لئے؟'' جب میں نے ساری تفصیل بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی نیک آدمی مل جائے تو اس سے شادی کر لے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٧٢٢۔ ابن ماجه (٢٠٢٨)' ابن راهويه (٥٩٥)' طبراني في الكبير (٢٤/ ٢٩٣)' بخاري (٣٩٩١)' مسلم (١٣٨٤)' من طريق آخر مطولاً۔

فوائد: بیوہ کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے' لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہو گی۔ وہ جلدی پوری ہو جائے یا بدیر' جیسا کہ اس حدیث کے مطابق پچیس دنوں میں عورت کی عدت پوری ہو گئی۔

باب: استحباب النظر الى المرأة قبل خطبتها

باب: پیغام نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنے کے استحباب کا بیان

١٩٣٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً أَرَادَ أَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((انْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئاً)) يَعْنِي: الصِّغَرَ۔ [الصحيحة: ٩٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے شادی کرنا چاہی' آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اسے دیکھ لے' کیونکہ انصاریوں کی آنکھیں (عموماً چھوٹی) ہوتی ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ٩٥۔ (١٤٢٤)' سعيد بن منصور (٥٢٣)' نسائي (٣٢٣٩)۔

فوائد: شادی کے مقدمات میں ہی مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی متوقع بیوی کو دیکھ لے' تاکہ قابلِ اعتراض چیز کی صورت میں معاملہ وہیں روک دیا جائے۔

١٩٣٣: عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)). [الصحيحة: ٩٦]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو شادی کا پیغام بھیجا۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اسے دیکھ لو' کیونکہ زیادہ ممکن ہے کہ (اس بناء پر) تمھارے درمیان محبت ڈال دی جائے۔''

تخريج: الصحيحة ٩٦۔ سعيد بن منصور (٥١٥'٥١٨)' نسائي (٣٢٣٧)' ترمذي (١٠٨٧)' ابن ماجه (١٨٦٦)۔

الزوج جنة المرأة والنار

شوہر ہی بیوی کی جنت اور دوزخ ہے

١٩٣٤: عَنْ حُصَيْنِ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ عَمَّةٍ لَهُ

حصین بن محصن اپنی پھوپھو' جن کا نام اسماء بتایا جاتا ہے' سے

[يُقَالُ: اسْمُهَا أَسْمَاءَ] أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِبَعْضِ الْحَاجَةِ فَقَضٰى حَاجَتَهَا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَذَاتَ زَوْجٍ أَنْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟ قَالَتْ: مَا آلُوْهُ، إِلَّا مَاعَجَزْتُ عَنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُنْظُرِيْ أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ)). [الصحيحة: ۲٦۱۲]

روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس کسی کام کے لئے گئیں، آپ ﷺ نے ان کا کام کیا اور پوچھا: ”کیا تو شادی شدہ ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”تیرا اس کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟“ انھوں نے کہا: میں اس کے حق میں کوئی کوتاہی نہیں برتتی، مگر جو میرے بس میں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دیکھ لے تیرا اس کے ہاں کیا مقام ہے؟ کیونکہ وہی تیری جنت ہے اور وہی تیری جہنم۔“

تخریج: الصحیحة ۲٦۱۲۔ نسائی فی الکبری (۸۹٦۳)' احمد (۴/ ۳۴۱)' حاکم (۲/ ۱۸۹)' الحمیدی (۳۵۵)۔

فوائد: عورت پر خاوند کی اطاعت ضروری ہے' بلکہ اس کی کامیابی و کامرانی اور ناکامی و نامرادی کا انحصار خاوند کی رضامندی اور ناراضگی پر ہے۔

النساء شقائق الرجال
عورتیں مردوں کی طرح ہیں

۱۹۳۵: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ، وَأَنَسٍ وَفِيْهِ قِصَّةٌ۔ [الصحيحة: ۲۸٦۳]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتیں مردوں کی مانند ہیں۔“ یہ حدیث سیدہ عائشہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اس میں ایک قصہ بھی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸٦۳۔ (۱) عائشة: ابوداؤد (۲۳٦)' ترمذی (۱۱۳)' احمد (٦/ ۲۵٦)۔ (۲) انس ﷛: دارمی (۷۷۰)۔

فوائد: اس حدیث کا پس منظر یہ ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا' جس (کی شلوار یا چادر) پر تری کے اثرات موجود ہیں' لیکن احتلام کا اسے کوئی خیال نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ غسل کرے گا۔ پھر اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس کا خیال ہے کہ احتلام ہوا ہے لیکن تری کی صورت میں (اس کی کوئی علامت) نظر نہیں آ رہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر کوئی غسل نہیں۔ سیدہ ام سلیم نے کہا: کیا عورت کا بھی اسی قسم کا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نعم' انما النساء شقاق الرجال۔) یعنی: ہاں' عورتیں مردوں کی مانند ہیں۔ [صحیحہ: ۲۸٦۳ کے تحت]

باب: المطلقة ثلاثا لاسكن لها ولا نفقة
باب: مطلقہ عورت کے لیے مکان ونفقہ نہیں ہے

۱۹۳٦: عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: أَنَا بِنْتُ آلِ خَالِدٍ وَإِنَّ زَوْجِي فُلَانًا أَرْسَلَ إِلَيَّ بِطَلَاقِي، وَإِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَهُ النَّفَقَةَ وَالسُّكْنَى، فَأَبَوْا عَلَيَّ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میں آلِ خالد کی بیٹی ہوں' میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے' میں نے اس کے قرابتداروں سے نفقہ اور رہائش کا مطالبہ کیا' انھوں نے انکار کر دیا اور (رسول اللہ ﷺ کو

إِنَّهُ قَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهَا بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنُ لِلْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةَ)). [الصحيحة: ۱۷۱۱]

کر بتلایا کہ) اُس نے اِس کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خاوند عورت کے نفقہ و رہائش کا ذمہ دار اس وقت ہوتا ہے جب اسے رجوع کا حق حاصل ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۱۱۔ نسائی (۳۴۳۲)' احمد (۶/ ۴۷۳' ۴۱۵)۔

فوائد: جس عورت کو تین طلاقیں دے دی جائیں' اس کی رہائش اور رہن سہن کے اخراجات خاوند کی ذمہ داری نہیں ہوتی' کیونکہ اس کے ساتھ اس کا رجوع نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں ''تین طلاقیں'' دینے کا ذکر ہے' اس کا یہ معنی نہیں کہ سیدہ فاطمہؓ کے خاوند نے اسے بیک وقت تین طلاقیں دیں تھیں' یہ طلاقیں مختلف اوقات میں دی گئی تھیں' جیسا کہ دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے۔

لای قال مریم یاخت هارون

مریم کو ہارون کی بہن کیوں کہا؟

۱۹۳۷: عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُونِي، فَقَالُوا: إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ: ﴿يَاأُخْتَ هَارُونَ﴾ وَمُوسَى قَبْلَ عِيسَى بِكَذَا وَكَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ وَمُوسَى قَبْلَ عِيسَى بِكَذَا وَكَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ)). [الصحيحة: ۳۵۸۸]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ جب میں نجران آیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ تم لوگ (سیدہ مریم علیہا السلام کو) ﴿اے ہارون کی بہن﴾ (سورہ مریم: 28) کہتے ہو' حالانکہ (ہارون کے بھائی) حضرت موسی علیہ السلام تو حضرت عیسی علیہ السلام سے اتنا عرصہ پہلے تھے (تو سیدہ مریم علیہا السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی بہن کیسے ہوئیں)؟ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس بارے میں پوچھا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنے انبیاء اور سلف صالحین کے ناموں پر نام رکھتے تھے (یعنی سیدہ مریم علیہا السلام کے بھائی کا نام بھی ہارون تھا)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۸۸۔ مسلم (۲۱۳۵)' ترمذی (۳۱۵۵۰)' نسائی فی الکبری (۱۱۳۱۵)' احمد (۴/ ۲۵۲)۔

فوائد: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا اور دوسرے قرآنی مقامات میں حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسی علیہ السلام کا بھائی بتلایا گیا اور حضرت موسی اور حضرت مریم کے مابین تقریبا گیارہ بارہ صدیوں کا فاصلہ ہے' تو حضرت مریم' حضرت ہارون کی بہن کیسے ہوئیں؟

جواب یہ دیا گیا کہ اس وقت کے لوگ اپنے بچوں کے نام انبیاء کے نام پر رکھتے تھے' اسی عادت کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت مریم کے بھائی کا نام بھی ہارون رکھا گیا' کہ حضرت مریم کو جن کی بہن کہا گیا۔

التخويف من حق اليتيم والمرأة

عورت اور یتیم کے حقوق کے متعلق ڈرانا

۱۹۳۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دو

اللہ ﷺ: ((إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: الْيَتِيمُ وَالْمَرْأَةُ)). [الصحيحة: ۱۰۱۵]

ضعیفوں یعنی عورت اور یتیم کے حق کو ممنوع وحرام قرار دیتا ہوں۔"

تخریج: الصحيحة ۱۰۱۵- ابن ماجه (۳۶۷۸)' احمد (۲/ ۴۳۹)' ابن حبان (۵۵۶۵)' حاكم (۱/ ۶۳)

فوائد: ہر مسلمان کا حق بالعموم اور عورت اور یتیم کا حق بالخصوص دوسرے مسلمانوں پر حرام ہے۔

تخيير أزواجه

آپ کا اپنی بیویوں کو اختیار دینا

۱۹۳۹: عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ، بَدَأَبِي فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا، فَلَا عَلَيْكِ أَنْ تَسْتَعْجِلِي، حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ)) قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ: ﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ...... (الأحزاب: ۲۸ - ۲۹)﴾ إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: فَفِي أَيِّ شَيْءٍ أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟! فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ۔ [الصحيحة: ۳۵۹۳]

زوجہ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا: "میں تیرے سامنے ایک بات رکھتا ہوں' تو نے جلدی نہیں کرنی' بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرنا ہے۔" اور آپ ﷺ کو علم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ ﷺ سے جدا ہونے کا حکم نہیں دے سکتے' پھر آپ ﷺ نے دو آیات کی تلاوت کی ﴿اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے دوں اور اچھی طرح تم کو رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو جو تم میں سے نیکو کار ہیں اللہ تعالی نے ان کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔﴾ (سورہ احزاب: 28، 29) میں نے کہا: میں کس چیز میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ' اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں۔

تخریج: الصحيحة ۳۵۹۳- بخاری (۴۷۸۵)' مسلم (۱۴۷۵)' ترمذی (۳۲۰۴)' نسائی (۳۴۶۹)' ابن ماجه (۲۰۵۳)۔

فوائد: فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے سے کچھ بہتر ہوگئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی نان ونفقہ میں اضافے کا مطالبہ کیا' جس پر آپ ﷺ سادگی پسند ہونے کی وجہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی' جو ایک ماہ تک جاری رہی۔ پھر اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائیں' جن میں ازواج مطہرات کو آپ ﷺ کے عقد میں رہنے یا طلاق لینے کا اختیار دیا گیا' آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ آیات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائیں۔

یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت ہے کہ انھوں نے دنیوی ساز وسامان سے بے رخی اختیار کی اور آپ ﷺ کو ترجیح دی۔

كيف يكفرن النساء

عورتیں کفر کیسے کرتی ہیں؟

۱۹۴۰: عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: مَرَّبِي النَّبِيُّ وَأَنَا فِي جَوَارٍ أَتْرَابٍ لِي، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنَعَّمِينَ! فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا كُفْرُ الْمُنَعَّمِينَ؟ قَالَ: لَعَلَّ إِحْدَاكُنَّ تَطُوْلُ أَيْمَتُهَا مِنْ أَبَوَيْهَا، ثُمَّ يَرْزُقُهَا اللّٰهُ زَوْجاً، وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ وَالِداً، وَفَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَكْفُرُ فَتَقُوْلُ: مَارَأَيْتُ مِنْكَ مِنْ خَيْرٍ قَطُّ)). [الصحيحة:۸۲۳]

سیدہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اپنی ہم عمر لڑکیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوشحال لوگوں کی طرح ناشکری کرنے سے بچنا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول خوشحال لوگوں کی ناشکری کیا ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ممکن ہے کہ تم عرصہ دراز تک اپنے والدین کے پاس بے شوہر کی زندگی گزارتی رہو، پھر اللہ تعالی تمھیں خاوند عطا کرے اور (اس کے ذریعے) اولاد کی نعمت بھی دے دے، لیکن تم کسی دن غصے میں آ کر (خاوند کو) یہ کہہ دو کہ میں نے تیرے پاس کوئی خیر و بھلائی دیکھی ہی نہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۸۲۳۔ الادب المفرد (۱۰۴۸)، احمد (۶/ ۴۵۲)، حمیدی (۳۶۶)۔

فوائد: یقین مانیئے کہ اگر بیوی اپنی اولاد کو اللہ تعالی کی نعمت سمجھتی ہے تو یہ نعمت اللہ تعالی نے اسے اس کے خاوند کے ذریعے عطا کی، جس کی وہ ناشکری کر رہی ہے۔ اسی طرح اگر خاوند اپنی اولاد کو زندگی کی خوشیوں کا پیغام سمجھتا ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالی نے اسے اس کی بیوی کے ذریعے سے یہ نعمت عطا کی ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔

الايم احق نبفسها
بیوہ اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے

۱۹۴۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). [الصحيحة:۱۲۱۶]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ عورت اپنے لئے (خاوند کا انتخاب کرنے میں) اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی جائے گی اور اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہوگی۔“

تخریج: الصحیحة ۱۲۱۶۔ مالك فی الموطا (۲/ ۵۲۴)، مسلم (۱۴۲۱)، ابوداؤد (۲۰۹۸)، نسائی (۳۲۶۲)، ترمذی (۱۱۰۸)، ابن ماجه (۱۸۷۰)۔

فوائد: حدیثِ مبارکہ کے پہلے جملے کا یہ مفہوم لینا غلط ہے کہ شوہر دیدہ عورت خود اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث دونوں میں کنواری عورت کی طرح بیوہ یا مطلقہ عورت بھی اپنے اولیا کے ماتحت ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ولا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن﴾[] یعنی: ”اگر وہ عورتیں (پہلی اور دوسری طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد) اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنا چاہیں تو تم انھیں مت روکو۔“

اس آیت میں مطلقہ عورتوں، جن کی عدت گزر چکی ہو کے اولیاء کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تو اولیا کو چاہئے کہ وہ نکاح کر دیا کریں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی عورت کو بھی اولیاء روک سکتے ہے۔ نیز بخاری کی روایت کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ایک بھائی نے اپنی ایسی ہی بہن کا دوبارہ نکاح کرنے سے

انکار کر دیا تھا' جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے دوبارہ نکاح کروا دیا۔ امام بخاری نے اس آیت کے شانِ نزول پر "لانکاح الا بولی" کا باب قائم کیا۔ سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لا نکاح الا بولی) [ابوداود' ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں۔

اس حدیث میں لفظ "احق" میں مشارکت پائی جاتی ہے' یعنی نکاح میں شوہر دیدہ کا حق بھی ہے اور ولی کا بھی اور عورت کے حق کی زیادہ اہمیت ہے' بہرحال دونوں کا متفق ہونا ضروری ہے۔ نیز درج ذیل حدیث سے "احق بنفسها" کے معنی کی وضاحت ہوتی ہے۔

سیدنا عدی کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أَشِيْرُوْا عَلَى النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ، فَقَالَ: إِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَحْيٰ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا، وَالْبِكْرَ رِضَاهَا صُمَاتُهَا۔) [صحیحہ: ۱۴۵۹] یعنی: ''عورتوں سے ان کے نفسوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو شرماتی ہے (اس سے مشورہ کیسے کیا جائے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیوہ تو اپنے بارے میں خود وضاحت کرتی ہے اور کنواری کی رضامندی اس کا خاموش ہو جانا ہے۔''

تبدیل الاسماء المکروهة — ناپسندیدہ ناموں کو تبدیل کرنے کا بیان

۱۹٤۲: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: شِهَابٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَلْ أَنْتَ هِشَّامٌ)). [الصحيحة: ۲۱۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی' جسے شہاب کہا جاتا تھا' کا تذکرہ کیا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو ہشام ہے (شہاب نہیں)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۵۔ الادب المفرد (۸۲۵)' احمد (۶/ ۷۵)' ابو نعیم فی المعرفة (۳۸۴۶)' حاکم (۴/ ۲۷۷)۔

فوائد: ان اسماء کے معانی یہ ہیں:

شہاب: آگ کا دہکتا ہوا انگارہ' شعلۂ روشن اور چمکدار ستارہ' آزمودہ کار اور ماہر آدمی' آتشیں تیز نیرک' نیزے کا پھلکا۔

ہشام: سخاوت

لفظ ''شہاب'' کے مختلف معانی ہیں۔ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نامناسب معانی کا خیال کر کے نام بدل کر ''ہشام'' رکھ دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

تخییر أطیب من النساء للنکاح — نکاح کے لیے عمدہ ترین عورتوں کا انتخاب کرنا

۱۹٤۳: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((تُخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ فَانْكِحُوْا الْأَكْفَاءَ، وَأَنْكِحُوْا إِلَيْهِمْ)). [الصحيحة: ۱۰٦۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے نطفوں کے لئے (اچھی عورتوں کا) انتخاب کرو' ہم پلہ عورتوں سے نکاح کرو اور ہم پلہ مردوں کو (اپنی بیٹیوں وغیرہ کا) نکاح دو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۶۷۔ ابن ماجه (۱۹۶۸)' دار قطنی (۳/ ۲۹۹)' حاکم (۲/ ۱۶۳)۔

فوائد: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار اسباب کی بنا پر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے: (۱) اس کے مال کی وجہ سے (۲) حسب و نسب کی وجہ سے (۳) حسن و جمال کی وجہ سے اور (۴) دین کی وجہ سے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فاظفر بذات الدین) [بخاری' مسلم] یعنی: تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیاب ہو جا۔

امام البانی ؒ لکھتے ہیں: دوسرے متابعات اور طرق کی بنا پر حدیث تو صحیح ہے' لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ مرد و زن میں یکسانیت و برابری کا دارو مدار دین اور اخلاق پر ہے۔[صحیحہ: ۱۰۶۷ کے تحت]

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا حدیث میں "اکفاء" یعنی ہم پلہ سے مراد دیندار لوگ ہیں۔

باب: كراهة تحديد النسل او تنظيمه والنهي عن الرهبانية

۱۹٤٤: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعاً: ((تَزَوَّجُوْا فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَاتَكُوْنُوْا كَرُهْبَانِيَّةِ النَّصَارٰى)). [الصحيحة:۱۷۸۲]

باب: خاندانی منصوبہ بندی کی کراہت اور رہبانیت کی ممانعت کا بیان

سیدنا ابو امامہ ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شادیاں کرو' کیونکہ میں روزِ قیامت تمھاری بنا پر باقی امتوں سے کثرت و زیادتی تعداد میں مقابلہ کروں گا' عیسائیوں کی رہبانیت کی طرح نہ ہو جاؤ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۸۲۔ بیہقی (۷/ ۷۸)' ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۱۴۷)۔

فوائد: دنیا اور اس کی نعمتوں اور اہل و عیال سے کنارہ کشی کر کے گوشہ نشینی اختیار کرنا رہبانیت کہلاتا ہے' جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ آپ ﷺ نے شادیاں کرنے کی بھرپور ترغیب دلائی ہے' جن کی وجہ سے دین بھی محفوظ رہتا ہے اور آپ ﷺ کی امت میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

باب: مسابقته صلى الله عليه وسلم لاهله

۱۹٤٥: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍوَهِيَ جَارِيَةٌ[قَالَتْ: لَمْ أَحْمِلِ اللَّحْمَ وَلَمْ أَبْدُنْ] فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((تَقَدَّمُوْا)) [فَتَقَدَّمُوْا] ثُمَّ قَالَ: ((تَعَالَيْ أُسَابِقْكِ)) فَسَابَقْتُهُ، فَسَبَقْتُهُ عَلٰى رِجْلَيَّ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَكَتَ عَنِّي حَتّٰى إِذَا حَمَلْتُ اللَّحْمَ وَبَدُنْتُ وَنَسِيْتُ۔ خَرَجْتُ مَعَهُ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((تَقَدَّمُوْا)) [فَتَقَدَّمُوْا] ثُمَّ قَالَ: ((تَعَالَيْ أُسَابِقْكِ)) وَنَسِيْتُ الَّذِي كَانَ، وَقَدْ حَمَلْتُ اللَّحْمَ فَقُلْتُ:

باب: رسول اللہ ﷺ کا اپنی زوجہ محترمہ سے دوڑ میں مقابلہ کرنا

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھی' اس وقت میں (کم سن) لڑکی ہی تھی اور موٹے بدن والی نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ آگے نکل جاؤ۔ وہ آگے نکل گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''آؤ' میں تجھ سے (دوڑ میں) مقابلہ کرتا ہوں۔'' میں نے آپ ﷺ سے مقابلہ کیا اور آگے نکل گئی۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے' بعد میں میں موٹے بدن والی ہو گئی اور اس واقعہ کو بھول گئی۔ آپ ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلی' آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ آگے نکل جاؤ۔'' وہ آگے نکل گئے۔ پھر مجھے فرمایا: ''آؤ' میں تم سے (دوڑ میں) مقابلہ کرتا ہوں۔'' میں پہلے والے مقابلے کو بھول چکی تھی'

كَيْفَ أُسَابِقُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنَا عَلٰى هٰذَا الْحَالِ؟ فَقَالَ: ((لَتَفْعَلَنَّ)) فَسَابَقْتُهُ، فَسَبَقَنِي [جَعَلَ يَضْحَكُ] قَالَ: ((هٰذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ)) [الصحيحة: ۱۳۱]

چونکہ میرا بدن بھاری ہو چکا تھا اس لئے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میری یہ حالت ہے، میں آپ سے کیسے مقابلہ کروں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے ضرور ضرور کرنا ہوگا۔'' میں نے مقابلہ کیا اور آپ ﷺ مجھ سے آگے بڑھ گئے۔ آپ ﷺ مسکرانے لگ گئے اور فرمایا: ''یہ اُس (سابقہ) فتح کے مقابلے میں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۱۔ ابوداؤد (۲۵۷۸)، نسائی فی الکبری (۸۹۴۲)، ابن ماجہ (۱۹۷۹)، احمد (۶/ ۳۹، ۲۶۴)۔

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خوش طبعی کا اظہار تھا۔

نكاح المرأة بدينها ظفر

عورت سے نکاح اس کے دین کی وجہ سے کامیابی ہے

۱۹۴۶: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى إِحْدٰى خِصَالٍ ثَلَاثَةٍ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى مَالِهَا وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى جَمَالِهَا، وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى دِيْنِهَا، فَخُذْ ذَاتَ الدِّيْنِ وَالْخُلُقِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ)). [الصحيحة: ۳۰۷]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین خصائل میں کسی ایک کی بناء پر عورت سے شادی کی جاتی ہے: عورت سے اس کے مال کی بنیاد پر شادی کی جاتی ہے یا عورت سے اس کے جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے یا عورت سے اس کے دین کی بناء پر شادی کی جاتی ہے۔ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، دین اور اخلاق والی عورت کا انتخاب کر لینا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۷۔ احمد (۳/ ۸۰، ۸۱)، ابن حبان (۴۰۳۷)، حاکم (۲/ ۱۶۱)۔

فوائد: پہلے یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ اسلام نے دین اور حسنِ اخلاق سے مزین عورت سے نکاح کرنے کو ترجیح دی ہے۔

باب: من لا يستجاب له

باب: جن کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں

۱۹۴۷: عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثَةٌ يَدْعُوْنَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ: رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا، وَرَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ آتٰى سَفِيْهاً مَالَهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ (النساء: ۵)﴾ [الصحيحة: ۱۸۰۵]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمی دعا تو کرتے ہیں لیکن ان کی دعا قبول نہیں ہوتی: وہ آدمی جس کی بیوی برے اخلاق والی ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے، وہ آدمی جس نے کسی سے قرضہ لینا ہے لیکن اس پر کوئی گواہ نہ بنایا گیا ہو اور وہ آدمی جس نے بیوقوف (یعنی مال کے انتظام کی صلاحیت نہ رکھنے والے چھوٹے بچے یا ناتجربہ کار) آدمی کو مال دے دیا ہو، حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿اپنے اموال بیوقوفوں کے حوالے نہ کر دو۔﴾ (سورہ نساء: ۵)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۵۔ ابن شاذان فی شیخۃ الصغری (۵۷/ ۱)، حاکم (۲/ ۳۰۲)، بیھقی (۱۰/ ۱۴۶)۔

فوائد: اگرچہ طلاق ایک مکروہ فعل ہے' لیکن جب بداخلاق بیوی کی وجہ سے گھر کے ماحول میں بگاڑ اور فساد پیدا ہو رہا ہو' آئے دن جھگڑا لگا رہتا ہو' خاوند کی ذہنی صلاحیتیں مفقود ہو رہی ہوں اور اولاد کی پریشانیوں میں اضافہ ہو رہا ہو تو ایسے میں خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر کی مصلحت کو ترجیح دیتے ہوئے طلاق دے دے۔

كيف اذن البكر

کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہے؟

١٩٤٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا أَبُوْهَا فِي نَفْسِهِ وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). [الصحيحة:١٨٠٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت (اپنے خاوند کے انتخاب کے بارے میں) اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کا باپ اجازت لے گا اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۷۔ مسلم (۶۸/ ۱۴۲۱)' ابوداؤد (۲۰۹۹)' نسائی (۳۲۶۶)' احمد (۱/ ۲۱۹)۔

فوائد: اس حدیث کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

التكريم

بیوی کی سہیلیوں کی تکریم کرنا بھی اچھے ایمان کی دلیل ہے

١٩٤٩: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ عَجُوْزٌ إِلَى النَّبِيِّ وَهُوَ عِنْدِيْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ((مَنْ أَنْتِ؟)) قَالَتْ: أَنَا جُثَامَةُ الْمُزَنِيَّةُ، فَقَالَ: ((بَلْ أَنْتِ حُسَّانَةُ الْمُزَنِيَّةُ، كَيْفَ أَنْتُمْ؟ كَيْفَ حَالُكُمْ؟ كَيْفَ كُنْتُمْ بَعْدَنَا؟)) قَالَتْ: بِخَيْرٍ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمَّا خَرَجَتْ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُقْبِلُ عَلَى هٰذِهِ الْعَجُوْزِ هٰذَا الْإِقْبَالَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهَا كَانَتْ تَأْتِيْنَا زَمَنَ خَدِيْجَةَ وَإِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيْمَانِ)).

[الصحيحة:٢١٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بڑھیا عورت نبی ﷺ کے پاس آئی' جبکہ آپ ﷺ میرے پاس تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا: میں جثامہ مزنی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو (جثامہ نہیں) حسانہ مزنی ہے' تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم کیسے رہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' خیرو عافیت کے ساتھ۔ جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ اس بڑھیا پر اس قدر توجہ دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خدیجہ کے زمانے میں ہمارے پاس آتی تھی اور (اس قسم کے آدمی کا) اچھا خیال رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۶۔ ابن الاعرابی فی المعجم (۴۷۴)' قضاعی فی مسند الشھاب (۹۷۱)' حاکم (۱/ ۱۲۱۵)۔

فوائد: آپ ﷺ نے جثامہ نام کو حسانہ میں تبدیل کر دیا۔ ان ناموں کے معانی یہ ہیں:
جَثَّامَہ: سست' کاہل' نکھٹو
حُسَّانَہ: حسینہ وجمیلہ۔

امام البانیؒ کہتے ہیں: ''قبیح معانی والا' تزکیہ پر دلالت کرنے والا اور گالی کا معنی ادا کرنے والا نام رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ ایسے نام اعلام ہو سکتے ہیں کہ جن میں معنی کا خیال نہیں رکھا جاتا' لیکن کراہت کی وجہ یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نام سننے والا یہ گمان کرنے لگے کہ یہ حقیقت میں اس آدمی کی صفت ہے' اس لئے آپ ﷺ ایسے اسماء تبدیل کر کے جو نیا نام رکھتے تھے وہ مسمّی کی حقیقی صفت پر دلالت کرتا تھا۔''
اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ پرانے تعلقات کا لحاظ کر کے لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہئے۔

خیارکم خیارکم لاھلہ — تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو بیوی بچوں کے ساتھ اچھے ہیں

۱۹۵۰: عَنْ أَبِي كَبْشَةَ مَرْفُوعاً: ((خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِأَهْلِهِ)). [الصحيحة:۱۸۳۵]

سیدنا ابو کبشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیوی کے لئے بہترین ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۵- طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۴۱)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۶/ ۲۸'۵۵/ ۱۷۵)۔

فوائد: چونکہ شادی کے بعد آدمی کا سب سے زیادہ تعلق اپنی بیوی سے ہوتا ہے' میاں بیوی دونوں ایک خاندان کی بنیاد بن رہے ہوتے ہیں' ان کے آپس کے تعلقات سے ان کی اولاد شدید متأثر ہوتی ہے' اس لئے خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ انتہائی حسنِ سلوک سے پیش آئے۔

خیر الاسماء — بہترین ناموں کا بیان

۱۹۵۱: عَنْ عَبْدِالْوَهَّابِ بْنِ بَخْتٍ مَّرْفُوعاً: ((خَيْرُ الْأَسْمَاءِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ، وَأَصْدَقُ الْأَسْمَاءِ هَمَّامٌ وَحَارِثٌ وَشَرُّ الْأَسْمَاءِ حَرْبٌ وَمُرَّةٌ)). [الصحيحة:۱۰۴۰]

سیدنا عبدالوھاب بن بخت ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے بہترین اور ہمام اور حارث سب سے سچے اور حرب اور مرہ سب سے بدترین نام ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۰- عبدالله بن وهب فی الجامع (۴۶)' مرسلاً' ابوداؤد (۴۹۵۰)' نسائی (۳۵۶۵)' الادب المفرد (۸۱۴)' احمد(۴/ ۳۴۵)' عن ابی وهب الجشمی ؓ۔

فوائد: ان اسماء کے معانی یہ ہیں:

عبداللہ: اللہ کا بندہ
عبدالرحمٰن: رحمٰن کا بندہ
ہمام: ارادے کا پکا' بڑا باہمت' صاحب عزم و ہمت' کام کو کر گزرنے والا۔
حارث: اچھی طرح معاملہ کرنیوالا' کھیتی کرنے والا' کمائی کرنیوالا' جمع کرنے والا' ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا۔
حرب: لڑائی' جنگ۔
مرہ: کڑوا' تلخ۔

باب: خیر النساء — باب: بہترین عورتوں کا بیان

١٩٥٢: عَنْ أَبِي أُذَيْنَةَ الصَّدَفِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَائِكُمُ الْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ، الْمُوَاتِيَةُ، الْمُوَاسِيَةُ، إِذَا تَقَيْنَ اللّٰهَ، وَشَرُّ نِسَائِكُمُ الْمُتَبَرِّجَاتُ الْمُتَخَيِّلَاتُ، وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ إِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْأَعْصَمِ)). [الصحيحة: ١٨٤٠]

سیدنا ابو اذینہ صدفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری بہترین بیویاں وہ ہیں جو محبت کرنے والی' زیادہ بچے جننے والی' ہم نوائی کرنے والی اور ہمدردی کرنے والی ہوں' بشرطیکہ اللہ تعالی سے ڈریں۔ اور بدترین عورتیں وہ ہیں جو غیر شوہر کے سامنے زیبائش کرنے والی اور اکڑ کر چلنے والی ہوں' ایسی عورتیں منافق ہیں' ان میں سے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہو گی مگر سرخ چونچ اور سرخ پیر والے کوے کی طرح بہت کم۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۴۰۔ بیہقی (۷/ ۸۲)۔

فوائد: جس طرح سرخ چونچ اور سرخ پنجوں والے کوے تعداد میں دوسرے کووں کی بہ نسبت بہت کم ہوتے ہیں' یہی معاملہ مذکورہ بالا عورتوں کا ہے۔

اى النكاح خير

کون سا نکاح بہتر ہے؟

١٩٥٣: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ)). [الصحيحة: ١٨٤٢]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین نکاح وہ ہے' جو سب سے زیادہ آسان ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۴۲۔ ابوداود (۲۱۱۷)' ابن حبان (۴۰۷۲)' قضاعی فی مسند الشھاب (۱۲۲۶)۔

فوائد: سب سے بہتر نکاح وہ ہے جس میں نکاح کرنے والے کے حق میں آسانیاں ہوں' مثلا حق مہر کا کم ہونا' غیر ضروری شرائط کا نہ ہونا' غیر شرعی رسم ورواج کا نہ ہونا۔

ذكر الخير من صاحبه بعد الموت

اپنے ساتھی کا مرنے کے بعد بھی ذکر خیر کرنا

١٩٥٤: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ)). [الصحيحة: ١١٧٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہترین ہو' جب تمھارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کا (تذکرہ شر) ترک کر دیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۷۴۔ دارمی (۲۲۶۵)' ترمذی (۳۸۹۵)' ابن حبان (۴۱۷۷)۔

فوائد: جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کرنا منع ہے۔ ہاں اس کے خصائل حمیدہ کا تذکرہ کرنا چاہئے' جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

١٩٥٥: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہترین ہے اور میں اپنے اہل کے لئے سب سے بہترین ہوں۔ جب تمھارا کوئی

فَدَعُوْهُ)). [الصحيحة:٢٨٥]

ساتھی فوت ہو جائے تو اس کا (برا تذکرہ) نہ کیا کرو۔“

تخریج: الصحيحة ٢٨٥۔ انظر احديث السابق۔

باب: من غيرة النساء وعدله صلى الله عليه وسلم فيهن

باب: عورتوں کی غیرت اور ان کے مابین رسول اللہ ﷺ کا عدل کرنا

١٩٥٦: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا عَلِمْتُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ إِذْنٍ، وَهِيَ غَضْبٰى، ثُمَّ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَسْبَكَ إِذَا قَلَّبَتْ لَكَ بُنَيَّةُ أَبِي بَكْرٍ ذُرَيْعَتَيْهَا؟ ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ، فَأَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دُوْنَكِ فَانْتَصِرِيْ)) فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى رَأَيْتُهَا وَقَدْ يَبِسَ رِيْقُهَا فِي فِيْهَا مَاتَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئًا، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ۔ [الصحيحة:١٨٦٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے تب پتہ چلا جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بغیر اجازت کے اندر آ گئیں اور وہ غصے میں تھیں۔ وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول کیا ابوبکر کی اس بیٹی کا اپنے بازوؤں کو پھیلانا ہی آپ کے لئے کافی ہے؟ پھر مجھ پر متوجہ ہوئیں (اور باتیں کرنے لگ گئیں)' میں اعراض کرتی رہی (اور کوئی جواب نہ دیا)' حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مقابل کو اس کا بدلہ دے۔“ پھر میں اس طرح برس پڑی کہ اس کی تھوک خشک ہوگئی اور وہ میرا کوئی جواب نہ دے سکی۔ پھر میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ ان کا چہرہ چمک رہا تھا۔

تخریج: الصحيحة ١٨٦٢۔ الادب المفرد (٥٥٧)' ابن ماجه (١٩٨١)' احمد (٦/ ٩٣)۔

فوائد: اس حدیث میں عورت کے فطرتی مزاج کا ذکر ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے بے جا اعتراض کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

فوقية الأبكار للنكاح

نکاح کے لیے کنواری لڑکیوں کو اہمیت دینا

١٩٥٧: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَالِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ، فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهًا، وَأَنْتَقُ أَرْحَامًا وَأَرْضٰى بِالْيَسِيْرِ)). [الصحيحة:٦٢٣]

عبدالرحمن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم کنواری عورتوں سے شادی کیا کرو کیونکہ وہ شیریں زبان' بہت بچے جننے والی اور معمولی مال پر راضی ہو جانے والی ہوتی ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ٦٢٣۔ ابن امجه (١٨٦١)' طبرانی فی الکبیر (١٧/ ١٤١)' تمام الرازی فی الفوائد (١١٣/ ٢)' بیهقی (٧/ ٨١) من طريق آخر۔

فوائد: جہاں تک ممکن ہو سکے کنواری لڑکی کو ترجیح دینی چاہئے' ہاں اگر بیوہ یا مطلقہ سے شادی کرنے میں کوئی بڑی مصلحت نظر آ رہی ہو تو اس کا انتخاب کرنا چاہئے۔ جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کنواری کی بجائے بیوہ سے شادی کی تھی۔

۱۹۵۸: عَنْ عَائِشَةَ۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَیْتَ لَوْ نَزَلَ وَادِیًا وَفِیْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُکِلَ مِنْهَا وَوَجَدتُّ شَجَرًا لَمْ یُؤْکَلْ مِنْهَا، فِی أَیِّهَا کُنْتَ تَرْتَعُ بَعِیْرَكَ؟ قَالَ: ((فِی الَّتِی لَمْ یُرْتَعْ مِنْهَا)) یَعْنِی: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَتَزَوَّجْ بِکْرًا غَیْرَهَا۔ [الصحیحة: ۳۱۰۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ایسی وادی میں نازل ہوں جہاں ایک درخت کو کھایا جاتا رہا اور ایک درخت سالم ہے' آپ اپنے اونٹ کو کس درخت پر چرنے کے لئے چھوڑیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر جس کو بطورِ چارہ استعمال نہیں کیا گیا۔'' اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۰۵۔ بخاری (۵۰۷۷)' ابن حبان (۴۲۳۱)۔

فوائد: سالم درخت سے مراد کنواری خاتون ہے اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ کنواری تھیں' باقی تمام امہات المؤمنین بیوہ تھیں' جن کے لئے استعارۃً ''وہ درخت جس کو کھایا جاتا رہا'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔

تحریم السجدة لغیر الله

غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنا حرام ہے

۱۹۵۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ کَانَ لَهُ فَحْلَانِ فَاغْتَلَمَا فَأَدْخَلَهُمَا حَائِطًا فَسَدَّ عَلَیْهِمَا الْبَابَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَأَرَادَ أَنْ یَدْعُوَ لَهُ، وَالنَّبِیُّ ﷺ قَاعِدٌ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! إِنِّی جِئْتُ فِی حَاجَةٍ وَإِنَّ فَحْلَیْنِ لِی اغْتَلَمَا فَأَدْخَلْتُهُمَا حَائِطًا، وَسَدَدتُّ الْبَابَ عَلَیْهِمَا، فَأُحِبُّ أَنْ تَدْعُوَ لِی أَنْ یُسَخِّرَ هُمَا اللّٰهُ لِی! فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((قُوْمُوْا مَعَنَا)) فَذَهَبَ حَتّٰی أَتَی الْبَابَ فَقَالَ: ((افْتَحْ)) فَفُتِحَ الْبَابُ، فَإِذَا أَحَدُ الْفَحْلَیْنِ قَرِیْبٌ مِنَ الْبَابِ، فَلَمَّا رَأَی النَّبِیَّ ﷺ سَجَدَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((ائْتِنِی بِشَیْءٍ أَشُدُّ بِهِ رَأْسَهُ، وَأُمَکِّنُكَ مِنْهُ)) فَجَاءَ بِخِطَامٍ، فَشَدَّ بِهِ رَأْسَهُ وَأَمْکَنَهُ مِنْهُ۔ ثُمَّ مَشَیَا إِلَی أَقْصَی الْحَائِطِ إِلَی الْفَحْلِ الْآخَرِ، فَلَمَّا رَآهُ،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی کے دو طاقتور سانڈ تھے' وہ دونوں مستی میں آ گئے۔ اس نے ان کو ایک باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا' پھر دعا کروانے کے لئے نبی ﷺ کے پاس آیا۔ نبی ﷺ چند صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آ کر کہا: اے اللہ کے نبی میں ایک ضرورت کے پیشِ نظر آپ کے پاس آیا ہوں۔ میرے دو سانڈ ہیں' وہ دونوں مستی میں آ گئے ہیں۔ میں نے ان کو ایک باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا' اب میں چاہتا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالی ان کو میرے لئے مسخر کر دے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''اٹھو (چلتے ہیں)۔'' آپ چلے یہاں تک کہ باغ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دروازہ کھولو۔'' اس نے دروازہ کھول دیا۔ ایک سانڈ دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا' جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو آپ کو سجدہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی (رسی وغیر) لاؤ تا کہ میں اس کا سر باندھ کر اس کو تیرے لئے مسخر کروں۔'' وہ لگام لے کر آیا' آپ ﷺ نے اس کا سر باندھا اور

وَقَعَ لَهُ سَاجِداً، فَقَالَ لِلرَّجُلِ: ((اِئْتِنِي بِشَيْءٍ أَشُدُّ بِهِ رَأْسَهُ)) فَشَدَّ رَأْسَهُ، وَأَمْكَنَهُ مِنْهُ وَقَالَ: ((اِذْهَبْ فَإِنَّهُمَا لَايَعْصِيَانِكَ)) فَلَمَّا رَأَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ ذٰلِكَ، قَالُوا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَانِ فَحْلَانِ لَايَعْقِلَانِ سَجَدَا لَكَ أَفَلَانَسْجُدُلَكَ؟ قَالَ: ((لَا آمُرُ أَحَداً أَن يَّسْجُدَ لِأَحَدٍ وَلَوْ أَمَرْتُ أَحَداً أَن يَّسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَن تَّسْجُدَ لِزَوْجِهَا)).

[الصحيحة: ۲٤۹۰]

اسے اس کے لئے مسخر کر دیا۔ پھر دوسرے سانڈ کو پکڑنے کے لئے دونوں باغ کے دوسرے کنارے کی طرف گئے۔ جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ بھی سجدے میں گر گیا۔ آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا: ''کوئی (رسی وغیرہ) لاؤ تا کہ میں اس کا سر باندھ دوں۔'' آپ ﷺ نے اس کا سر باندھا اور اس کی تسخیر میں دے دیا اور فرمایا: ''جاؤ' اب یہ تیری بغاوت نہیں کریں گے۔'' جب صحابہ نے (سجدے کرنے کا) منظر دیکھا تو کہا: اے اللہ کے رسول یہ دو سانڈ' جو غیر عاقل ہیں' آپ کو سجدہ کرتے ہیں' کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا' اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۰۰۳)۔

فوائد: خاوند کی فرمانبرداری کرنا بیوی پر فرض ہے۔ کسی کو سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے انتہائی عاجزی وانکساری اور اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا جائے۔ اگر یہ انداز اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز ہوتا تو وہ صرف بیوی ہوتی جو اپنے خاوند کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتی۔

تحويل اسماء المكروهة

ناپسندیدہ ناموں کو تبدیل کرنے کا جواز

۱۹۶۰: عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ، قَالَ: ((كَانَ إِذَا أَتَاهُ الرَّجُلُ وَلَهُ اسْمٌ لَا يُحِبُّهُ حَوَّلَهُ)).

[الصحيحة: ۲۰۹]

سیدنا عتبہ بن عبد السلمی ﷺ کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی آپ ﷺ کے پاس آتا اور اس کا نام آپ کو ناپسند ہوتا تو اسے تبدیل کر دیتے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۱۱۹)' وفی الشامیین (۱۹۴۷)' ابو نعیم فی المعرفة (۵۳۵۲)۔

فوائد: جیسے ''جثامہ'' کا نام ''حسانہ''، ''برہ'' کا نام ''زینب''، ''عاصیہ'' کا نام ''جمیلہ''، ''حزن'' کا نام ''سہل'' اور ''شہاب'' کا نام ''ہشام'' رکھا۔

سؤال المنكح من المرأة للتزويج

شادی کے لیے نکاح پڑھانے والے کا عورت سے پوچھنا

۱۹۶۱: ((كَانَ إِذَا أَرَادَ أَن يُّزَوِّجَ بِنْتاً مِّنْ بَنَاتِهِ جَلَسَ إِلَى خِدْرِهَا فَقَالَ: إِنَّ فُلَاناً

جب رسول اللہ ﷺ کسی بیٹی کی شادی کرتے تو اس کے پردے کے پاس بیٹھ کر (اجازت لینے کے لئے) فرماتے: ''فلاں آدمی۔ اس

يَذْكُرُوا فُلَانَةَ. يُسَمِّيهَا وَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي يَذْكُرُهَا. فَإِنْ هِيَ سَكَتَتْ، زَوَّجَهَا، أَوْ إِنْ كَرِهَتْ نَقَرَتِ السِّتْرَ فَإِذَا نَقَرَتْهُ لَمْ يُزَوِّجْهَا))

رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ: عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [الصحيحة:۲۹۷۳]

کا نام لیتے- فلاں عورت- اس کا نام لیتے- کا تذکرہ کر رہا تھا' اگر وہ خاموش رہتی تو اس کے ساتھ اس کی شادی کر دیتے اور اگر وہ ناپسند کرتی تو پردہ گرا دیتی تھی' جب وہ پردہ گراتی تو آپ ﷺ شادی نہ کرتے تھے۔ یہ حدیث سیدہ عائشہ' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۳۔ (۱) عائشۃ: احمد (۶/ ۷۸)' ابو یعلی (۴۸۸۳)۔ (۲) ابوھریرۃ: بیھقی (۷/ ۱۲۳)' البزار (الکشف: ۱۴۲۱)۔ (۳) ابن عباس: طبرانی فی الکبیر (۱۱۹۹۹)۔ (۴) انس ﷺ: طبرانی فی الاوسط (۷۱۰۹)۔

فوائد: یہ کنواری کی موافقت یا عدم موافقت کا ایک انداز تھا۔

بدل النبیؐ اسماء المکروھه

نبیؐ نے ناپسندیدہ نام تبدیل کیے

۱۹۶۲: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا سَمِعَ اسْماً قَبِيحاً غَيَّرَهُ، فَمَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا: عَفْرَةَ، فَسَمَّاهَا: خَضْرَةَ)).

[الصحيحة:۲۰۸]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کوئی قبیح نام سنتے تو اسے تبدیل کر دیتے' آپ ﷺ ایک گاؤں' جسے عُفرہ کہا جاتا تھا' کے پاس سے گزرے اور اس کا نام خُضرہ رکھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۸۔ طبرای فی الصغیر (۱/ ۱۲۶)' طحاوفی فی شرح المعانی (۲/ ۳۴۴)۔

فوائد: ان ناموں کے معانی یہ ہیں:

عفرہ: مٹیالہ پن' خاکستری رنگ۔

خضرہ: ہرا رنگ' سبز ترکاری' نری و تازگی۔

''خضرہ'' کے معانی میں حسن اور نیک فال پائی جاتی ہے۔

۱۹۶۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ اسْمُ زَيْنَبَ بَرَّةَ [فَقِيلَ: تُزَكِّي نَفْسَهَا] فَسَمَّاهَا النَّبِيُّ ا زَيْنَبَ)) [الصحيحة: ۲۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ زینب کا نام بَرّہ تھا [کہا جاتا تھا کہ یہ اپنے آپ کو پاک کرتی ہے] نبی ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۱۔ بخاری (۶۱۹۲)' مسلم (۲۱۴۱)' ابن ماجہ (۳۷۳۲)' احمد (۲/ ۴۳۰)۔

فوائد: ''بَرّہ'' کے معانی نیکی یا نیک و صالح کے ہیں۔

اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ سیدہ جویریہ کا نام بَرّہ تھا' آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے: آپ بَرّہ یعنی نیکی کے پاس سے نکلے ہیں۔ [مسلم]

نیز ایسے نام سے منع کرنے کی ایک وجہ مذکورہ بالا حدیث کے متن میں بیان کی گئی ہے کہ ایسا نام نہیں ہونا چاہیے جو نام والے کی نیکی یا اس کے نیک ہونے پر دلالت کرے' وہ حقیقت میں ایسا ہو یا نہ ہو۔

باب: من ملاطفته ﷺ للاطفال

۱۹٦٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدلع لِسَانَهُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَيَرٰى الصَّبِيُّ حُمْرَةَ لِسَانِهِ، فَيَهَشُّ إِلَيْهِ)).

باب: بچوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا خوش طبعی کرنا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی زبان باہر نکالتے، جب بچہ زبان کی سرخی دیکھتا تو وہ خوش ہوتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۔ ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۹۰)، بغوی فی شرح السنۃ (۳۶۰۳)، وفی الانوار فی الشمائل (۳۱۳)۔

باب: جواز الطلاق دون تدخل القاضی

۱۹٦٥: عَنْ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا)). [الصحيحة:۲۰۰۷]

باب:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کو طلاق دی، پھر رجوع کر لیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۰۷۔ تقدم برقم (۱۶۴۸)۔

إخراج النساء للعیدین

۱۹٦٦: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ يَأْمُرُ بَنَاتَهُ وَنِسَاءَهُ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ)). [الصحيحة:۲۱۱۵]

عیدین کے لیے عورتوں کو نکالنا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو حکم دیتے کہ وہ عیدین کے لئے نکلا کریں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۱۵۔ احمد (۱/ ۲۳۱)، ابن ابی شیبۃ (۲/ ۱۸۲)، ابن ماجہ (۱۳۰۹)، بیہقی (۳/ ۳۰۷)۔

فوائد: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:(أخرجوا العواتق وذوات الخدور، فليشهدن العيد ودعوة المسلمين وليعتزل الحيض مصلى المسلمين)۔[صحیحہ:۲۰۰]

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:''۔جواں عمر اور پردہ نشیں عورتوں کو نکالو انھیں چاہئے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حائضہ عورتیں مسلمانوں کی جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔

عیدین کے نمازیں اسلام اور اہل اسلام کا عظیم شعار ہیں، عام طور پر عورتوں کا گھر نماز پڑھنا افضل ہے، اگرچہ مسجد میں آنا جائز ہے لیکن عیدین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے تمام عورتوں کو میدان میں آنے کا خاص حکم ارشاد فرمایا، بلکہ جو عورتیں ایام ماہواری میں نماز و روزہ سے بھی مستثنی ہوتی ہیں، انھیں بھی عیدگاہ میں پہنچنے کی تلقین کی، ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب یہ عذر پیش کیا گیا کہ اگر کوئی عورت چادر نہ ہونے کی وجہ سے نماز عید کے لئے نہ جا سکے تو آیا اس پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی کوئی سہیلی اسے چادر دے دے۔ بس انھیں چاہئے کہ وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔

معلوم نہیں کہ بعض لوگ ان واضح نصوص کے باوجود عورتوں کو عیدگاہ میں جانے سے کیوں روکتے ہیں؟

باب: تفسیره صلى الله عليه وسلم للاسماء والقبيحة

باب: نبی ﷺ کا برے وقبیح ناموں کو تبدیل کرنے کا بیان

۱۹۶۷: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ إِلَى الْاِسْمِ الْحَسَنِ)). [الصحيحة: ٢٠٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیح نام کو اچھے نام میں تبدیل کر دیتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۷- ترمذی (۲۸۳۹)' ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۷۰۲)۔

تغير الاسماء بالتلطف

شفقت کی وجہ سے نام میں معمولی تبدیلی کا جواز

۱۹۶۸: عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَا يُلَاعِبُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ: يَا زُوَيْنَبُ! يَازُوَيْنَبُ، مِرَارًا)). [الصحيحة: ٢١٤١]

سیدنا انس ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھیلتے تھے اور کئی دفعہ (پیار کرتے ہوئے) فرماتے: زوینب! زوینب!۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۴۱- الضياء فی المختارة (۱۷۳۳)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ بچوں اور بچیوں کے ساتھ خوش طبعی کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شفقت کرتے ہوئے ناموں میں معمولی تبدیلی کرنا جائز ہے' جیسے اس حدیث میں ''زینب'' کا ''زوینب'' کہا گیا اور اسی طرح آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ کو ''عائش'' کہا۔

تحويل الاسماء

ناموں کے تبدیل کرنے کا بیان

۱۹۶۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اِسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَن يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ)). [الصحيحة:٢١٢]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ سیدہ جویریہ کا نام برّہ تھا' آپ ﷺ نے تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے: آپ برّہ کے پاس سے نکلے ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۲- مسلم (۲۱۴۰)' الادب المفرد (۸۳۱)' احمد (۱/ ۲۵۸)۔

فوائد: چونکہ ''برہ'' کے معانی نیکی اور نیک وصالح کے ہیں' اس لئے آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ کہا جائے کہ آپ ﷺ برہ یعنی نیکی کے پاس سے نکل گئے ہیں۔

النكاح احب من الامور

نکاح امور محبت میں سب سے زیادہ محبت والا امر ہے۔

۱۹۷۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰہﷺ: ((لَمْ یُرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلَ النِّکَاحِ)). [الصحیحة:٦٢٤]

فرمایا: ’’نکاح کی وجہ سے دو محبت کرنے والوں کی مثال نہیں ملتی۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۶۲۴۔ ابن ماجه (۱۸۴۷)، حاکم (۲/ ۱۶۰)، بیهقی (۷/ ۷۸)۔

فوائد: شادی سے پہلے کسی کو کسی جوڑے کا علم نہیں ہوتا، لیکن نکاح کے بعد وہی جوڑا شفقت و محبت اور پاس ولحاظ میں اپنی مثال آپ پیش کرتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ بیوی کی محبت خاوند کو والدین کی محبت سے محروم نہ کر دے۔

التاکید اداء حق الزوج

شوہر کے حق ادا کرنے کی تاکید

۱۹۷۱: عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّ مُعَاذاً قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! أَرَأَیْتَ أَھْلَ الْکِتَابِ یَسْجُدُوْنَ لِأَسَاقِفَتِھِمْ وَبَطَارِقَتِھِمْ أَفَلَا نَسْجُدُ لَکَ؟ قَالَ: ((لَوْکُنْتُ آمِراً أَحَداً أَنْ یَّسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَۃَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا، وَلَا تُؤَدِّی الْمَرْأَۃُ حَقَّ زَوْجِھَا، حَتّٰی لَوْ سَأَلَھَا نَفْسَھَا عَلٰی قَتَبِ الْأَعْطَتْہُ)). [الصحیحة:٣٣٦٦]

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ نے دیکھا ہو گا کہ اہل کتاب اپنے پادریوں اور عالموں کو سجدہ کرتے ہیں، کیا ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور بیوی تو اس وقت تک اپنے خاوند کے حق سے عہدہ برآ ہو ہی نہیں سکتی، جب تک ایسا نہ ہو کہ وہ اس سے اس کے نفس کا سوال کرے تو وہ اس کی بات مان لے، اگرچہ وہ پالان پر ہو۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۳۳۶۶۔ طبرانی فی الکبیر (۵۱۱۶)۔

فوائد: خاوند کی فرمانبرداری بیوی پر فرض ہے، اس حدیث میں دو مثالیں بیان کر کے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

لا طلاق ولاعناق فیما لا یملك

جن چیزوں کا مالک نہیں ان میں طلاق اور آزادی کا اختیار نہیں ہے

۱۹۷۲: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((لَیْسَ عَلٰی رَجُلٍ طَلَاقٌ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ وَلَا عِتَاقٌ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ، وَلَا بَیْعٌ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ)). [الصحیحة: ٢١٨٤]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی کسی عورت کا مالک ہی نہ ہو، وہ اسے طلاق نہیں دے سکتا۔ جو آدمی کسی غلام کا مالک ہی نہ ہو، وہ اسے آزاد نہیں کر سکتا اور جو شخص کسی مال کا مالک ہی نہ ہو وہ اسے فروخت نہیں کر سکتا۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۲۱۸۴۔ احمد (۲/ ۱۸۹، ۱۹۰)، نسائی (۳۶۱۶)، مختصراً۔ طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۲۸۱) وللحدیث طرق والفاظ۔

فوائد: طلاق، آزادی اور کسی چیز کی فروخت کی بنیاد ملکیت پر ہے۔ موجودہ دور میں تاجر لوگ ایسی چیز فروخت کر دیتے ہیں جو ان کے پاس نہیں ہوتی اور وہ اس خیال کے بندے ہوتے ہیں کہ بعد میں خرید کر مہیا کر دیں گے۔ شریعت نے ایسی تجارت سے منع کر دیا ہے۔

ليس على ولد الزنا في وزر ابويه شيء

۱۹۷۳: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ عَلَى وَلَدِ الزِّنَادِ مِن وِزْرِ أَبَوَيْهِ شَيْءٌ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى (فاطر ۱۸)﴾ [الصحيحة: ۲۱۸٦]

زنا کی اولاد پر والدین کے گناہ کا کوئی وزن نہیں ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زنا کی اولاد پر اپنے والدین کے گناہ کا کوئی وبال نہیں' (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ﴿(اور قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا﴾ (سورہ فاطر: 18)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۸٦۔ حاکم (۴/ ۱۰۰)۔

فوائد: زنا سنگین جرم ہے' لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی اولاد بے قصور ہے' ایسے بچوں کو ان کے والدین کے جرم کا کبھی طعنہ نہیں دینا چاہیے۔

لا تنفق المراة إلا باذن زوجها

۱۹۷٤: عَنْ وَاثِلَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَنْتَهِكَ شَيْئاً مِنْ مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)). [الصحيحة: ۷۷٥]

عورت اپنے شوہر کی اجازت سے ہی خرچ کرے گی

سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتی۔''

تخریج: الصحیحة ۷۷٥۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۲۰٦)' ومن طریقه ابن عساکر (سد۱۲/ ۱۰۷)' طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۸٥)۔

فوائد: حدیث نمبر ۱۸۹۲ میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر مالی تصرف نہیں کر سکتی۔

احراز الولد أو الوالد للعصبته

۱۹۷٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رِئَابَ بْنَ حُذَيْفَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ غِلْمَةٍ، فَمَاتَتْ أُمُّهُمْ، فَوَرِثُوهَا رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَصَبَةَ بَنِيهَا، فَأَخْرَجَهُمْ إِلَى الشَّامِ، فَمَاتُوا فَقَدِمَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَمَاتَ مَوْلًى لَهَا، وَتَرَكَ مَالًا فَخَاصَمَهُ إِخْوَتُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ أَوِ الْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ)). [الصحيحة: ۲۲۱۳]

لڑکے یا والد کا مال کو جمع کرنا عصبہ کے لیے ہے

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رئاب بن حذیفہ نے ایک عورت سے شادی کی' اس سے اس کے تین بچے پیدا ہوئے۔ جب ان کی ماں فوت ہوئی تو انھوں نے خاوند کو اس کی جائداد کے چوتھائی حصے اور اس کے آزاد کردہ غلاموں کی ولاء کا وارث بنایا۔ عمرو بن عاص اس کے بیٹوں کے عصبہ تھے' انھوں نے ان کو شام کی طرف بھیجا' وہ وہیں فوت ہو گئے' جب عمرو بن عاص آئے تو اس عورت کا غلام کچھ مال چھوڑ کر مر گیا۔ اس کے بھائی جھگڑا لے کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ سیدنا عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ یا باپ جو کچھ جمع کرے گا وہ اس کے عصبہ کو ملے گا' وہ کوئی بھی ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۱۳۔ ابو داؤد (۲۹۱۷)' ابن ماجه (۲۷۳۲)' نسائی فی الکبری (۶۳۴۸)' احمد (۱/ ۲۷)۔

فوائد: اس حدیث کا تعلق علم میراث سے ہے۔

عصبہ: میت کے وہ قرابتدار جو اصحاب الفروض سے بچا ہوا مال اور ان کی عدم موجودگی میں سارے مال کے وارث بنتے ہیں۔ ان کی تین اقسام ہیں: (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ لغیرہ (۳) عصبہ بغیرہ۔

ان کی تفصیل علم میراث کی کسی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اعطاء الرجل امرأته صدقه

مرد کا اپنی بیوی کو دینا بھی صدقہ ہے

۱۹۷٦: عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ مَرْفُوْعاً: ((مَا أَعْطَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ)).

[الصحيحة: ١٠٢٤]

سیدنا عمرو بن امیہ ﷛ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنی بیوی کو جو کچھ دے گا وہ صدقہ ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۲۴۔ احمد (۴/ ۱۷۹)' ابو داؤد الطیالسی (۱۳۶۴)' البزار (الکشف: ۱۵۰۷)۔

فوائد: بیوی کے کھانے پینے' لباس اور رہائش کا بندوبست کرنا خاوند پر فرض ہے' یہ فرض ادا کرنے میں اسے ثواب ملتا ہے' اسی بنا پر بیوی کے اخراجات پورا کرنے کو صدقہ کہا گیا۔

ایما امرأة تقدم ثلاثا من الولد دخلت الجنة

جس عورت کے تین بچے فوت ہوئے وہ جنت میں داخل ہوگی

۱۹۷۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: جَاءَ نِسْوَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَانَقْدِرُ عَلَيْكَ فِي مَجْلِسِكَ مِنَ الرِّجَالِ، فَوَاعِدْنَا مِنْكَ يَوْماً نَأْتِيكَ فِيهِ، قَالَ((مَوْعِدُ كُنَّ بَيْتَ فُلَانٍ)) وَأَتَاهُنَّ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَلِذٰلِكَ الْمَوْعِدِ، قَالَ: فَكَانَ مِمَّا قَالَ لَهُنَّ: ((مَامِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثاً مِنَ الْوَلَدِ تَحْتَسِبُهُنَّ إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ، قَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ: أَوِاثْنَانِ)).

[الصحيحة: ٢٦٨٠]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ کچھ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: ''اے اللہ کے رسول جب آپ مردوں کی مجالس میں بیٹھے ہوتے ہیں' ہم وہاں نہیں آ سکتیں' آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر کر دیں' ہم اس دن آ جائیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں کے گھر میں (فلاں دن) پہنچ جانا۔'' آپ ﷺ وعدے کے مطابق اسی دن تشریف لائے اور انھیں جو کچھ فرمایا (اس کا ایک اقتباس) یہ ہے: ''جس عورت کے تین بچے فوت ہو جاتے ہیں اور وہ ثواب کی توقع کے ساتھ صبر کرتی ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔'' ایک عورت نے کہا: اگر دو ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بھی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۸۰۔ احمد (۲/ ۲۴۶)' الادب المفرد (۱۴۸)' نسائی فی الکبری (۵۸۹۸)' مسلم (۱۵۱/ ۲۶۳۲)۔ بالفاظ متقاربة۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اسلام کے مبلغین عورتوں کے لئے مخصوص اجتماعات کا اہتمام کر سکتے ہیں' بہر حال کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔

صبر کرنے کا یہ مطلب ہے کہ عورت "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن" پڑھے' نوحہ اور واویلا نہ کرے' زبان سے ناشکری اور بے صبری والا کوئی کلمہ نہ کہے' تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے۔ یاد رہے کہ غمی کے موقع پر رونا جائز ہے' بلکہ وہ دل کے نرم ہونے کی دلیل ہے۔ البتہ رونے اور نوحہ کرنے میں فرق کرنا چاہئے۔

مس الشیطان من الولد

شیطان کا بچوں کو چھونا

۱۹۷۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُوْدٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ، غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا)) ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: ﴿وَإِنِّي أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ [الصحیحۃ:۲۷۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''حضرت مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسی) کے علاوہ بنو آدم کا ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے' اس وجہ سے وہ زور سے چلاتا ہے۔'' پھر ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿اور میں اس (مریم) کو اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے بچانے کے لئے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔﴾

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۱۔ بخاری (۳۴۳۱، ۴۵۴۸)' مسلم (۲۳۶۶)' احمد (۲/ ۲۳۳، ۲۷۴)۔

فوائد: اس میں حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے حضرت عیسی علیہ السلام کی عظمت و منقبت کا بیان ہے۔ حدیث میں مذکورہ آیت حضرت مریم کی والدہ کی دعا ہے' جو انھوں نے اپنی بیٹی اور نواسوں کے حق میں کی تھی۔

فضل احسن البنات

بچیوں کے ساتھ احسان کرنے کی فضیلت

۱۹۷۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَامِنْ مُسْلِمٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَاصَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ)).

[الصحیحۃ:۲۷۷۶]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کی دو بیٹیاں پیدا ہوں اور جب تک اس کے ساتھ رہیں' وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا رہے' تو وہ ان کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۷۶۔ الادب المفرد (۷۷)' ابن ماجہ (۳۶۷۰)' احمد (۱/ ۲۳۵)' حاکم (۴/ ۱۷۸)۔

فوائد: بیٹیاں اللہ تعالی کی رحمت ہیں' ان کے رحمت ہونے کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی حسنِ صحبت کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کروا دیتی ہیں۔ بلا شک وشبہ ہر معاشرے میں اور ہر دور میں بیٹوں کی تمنائیں کی جاتی رہیں' لیکن اگر ان خواہشات کی تکمیل نہ ہوسکے تو اللہ تعالی کے فیصلے کو اپنی تمنا سے زیادہ حکمت و دانائی والا سمجھ کر بیٹیوں پر مکمل رضامندی کا اظہار کیا جائے۔ اور ان کی ایسی اعلیٰ تربیت کی جائے کہ وہ بیٹیاں نیکی و پارسائی اور تقویٰ وطہارت میں اپنی مثال آپ ہوں۔

فضل لمن مات الولد الثلاث

جس کے تین بچے فوت ہوئے اس کی فضیلت

۱۹۸۰: عَنْ حَبِيْبَةَ۔ أَوْ أُمِّ حَبِيْبَةَ۔ قَالَتْ: كُنَّا فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

سیدہ حبیبہ یا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیٹھی تھیں' رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے

((مَامِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ لَهُمَا ثَلَاثَةُ أَطْفَالٍ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُنْثَ، إِلَّا جِيَ بِهِمْ حَتّٰى وَقَفُوْا عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُمْ: أُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُوْنَ: أَنَدْخُلُ وَلَمْ يَدْخُلْ أَبَوَانَا؟ فَيُقَالُ لَهُمْ. فَلَا أَدْرِي فِي الثَّانِيَةِ: أُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَآبَاءَ كُمْ، قَالَ: فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ قَالَ: نَفَعَتِ الْآبَاءَ شَفَاعَةُ أَوْلَادِهِمْ)). [الصحيحة: ٣٤١٦]

اور فرمایا: ''جن دو مسلمانوں (یعنی میاں بیوی) کے تین بچے' جو بالغ نہ ہوئے ہوں' فوت ہو جائیں' ان بچوں کو جنت کے دروازے پر لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے: کیا ہم اپنے والدین کے بغیر جنت میں داخل ہوں؟ ان سے کہا جائے گا: تم اور تمھارے آباء جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہی ہے اللہ تعالی کا فرمان: ﴿پس (ان کافروں کو) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہیں دے گی۔﴾ آباء کو ان کی اولاد کی سفارش نفع دے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۶۔ اسحاق بن راھویہ (۶۲۲)' ابن سعد (۸/ ۴۴۶)' طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۲۴)۔

فوائد: اگر اللہ تعالی کی رحمتوں کو مدنظر رکھا جائے تو نابالغ بچوں کی وفات پر والدین مبارکباد کے مستحق ہوتے ہیں' نہ کہ افسوس کے۔ بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے بچے نہ صرف جنت کے وارث ہوں گے بلکہ اپنے والدین کو جنت میں داخل کرنے کا بہت بڑا سبب بنیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ والدین کا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہو اور وہ اپنے بچوں کی وفات پر مکمل صبر کا مظاہرہ کریں' ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن'' پڑھیں اور صبر کے دوسرے تقاضے بھی پورے کریں۔

١٩٨١: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النِّسَاءَ فَقَالَ لَهُنَّ: ((مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ يَمُوْتُ لَهَا ثَلَاثَةٌ، إِلَّا أَدْخَلَهَا اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. الْجَنَّةَ، فَقَالَتْ أَجهلن امْرَأَةٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَصَاحِبَةُ الْاِثْنَيْنِ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: وَصَاحِبَةُ الْاِثْنَيْنِ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ٣٤٤١]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے خطاب کیا اور فرمایا: ''تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں گے' اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل کرے گا۔'' ان میں سے ایک عمر رسیدہ عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول فوت ہونے والے دو بچوں کی ماں بھی جنت میں جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو بچوں والی بھی جنت میں جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۴۱۔ احمد (۱/ ۴۲۱)' البزار (البحر الزخار: ۱۷۲۹)' ابو یعلی (۵۰۸۵)۔

باب: متعة الطلاق لابد منها

باب:

١٩٨٢: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: لَمَّا طَلَّقَ حَفْصُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ امْرَأَتَهُ فَاطِمَةَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِزَوْجِهَا: ((مَتِّعْهَا)) قَالَ: لَاأَجِدُمَا أُمَتِّعُهَا، قَالَ ((فَإِنَّهُ لَابُدَّمِنَ الْمَتَاعِ)) قَالَ: ((مَتِّعْهَا وَلَوْ نِصْفَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ کو طلاق دی' تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور (ساری بات کی وضاحت کی)۔ آپ ﷺ نے اس کے خاوند کو فرمایا: ''اس کو کچھ مال وغیرہ دے کر رخصت کرو۔'' اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی ایسی چیز نہیں کہ اسے دے سکوں۔

صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ)). [الصحيحة:٢٢٨١]

آپ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچانا تو ضروری ہے۔“ پھر فرمایا: ”تو اس کو مال وغیرہ دے کر رخصت کر، اگرچہ وہ نصف صاع کھجور ہی کیوں نہ ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۲۲۸۱۔ بیهقی (۷/ ۲۵۸)، خطیب فی التاریخ (۳/ ۷۱،۷۴)۔

فوائد: ایک صاع تقریباً 2 کلو 100 گرام کے برابر ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وللمطلقات متاع بالمعروف حق على المتقين﴾ [سورۂ بقرہ: ۲۴۱] یعنی: ”طلاق والیوں کو اچھی طرح فائدہ دینا ہے، ایسا کرنا پرہیزگاروں پر لازم ہے۔“
یہ حکم عام ہے، جو ہر مطلقہ کو شامل ہے۔ اس میں تفریق کے وقت حسن سلوک اور تطییبِ قلوب کا اہتمام کرنے کی تاکید کی گئی ہے، جس کے بیشار معاشرتی فوائد ہیں۔

ابتلاء من البنات ستر من النار

بچیوں کی وجہ سے مشکل جہنم سے بچاؤ ہے

١٩٨٣: عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، فَسَأَلَتْنِي، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَأَخَذَتْهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ، فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ [هٰذِهِ] الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ [هٰذِهِ] الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)).

[الصحيحة:٣١٤٣]

زوجہ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ دو بچیوں کے ہمراہ ایک عورت آئی اور مجھ سے سوال کیا، اس کے لئے میرے پاس صرف ایک کھجور تھی، میں نے وہ اسے دے دی۔ اس نے پکڑی اور دو بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہ کھائی اور بیٹیوں کو لے کر چلی گئی۔ نبی ﷺ میرے پاس آئے اور میں نے ساری بات ان کو بتلائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کو ان بیٹیوں کے ذریعے آزمایا جائے اور وہ ان سے حسنِ سلوک سے پیش کرے تو وہ اس کے لئے جہنم سے آڑ ثابت ہوں گی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۴۳۔ بخاری (۱۴۱۸، ۵۹۹۵)، والادب المفرد (۱۳۲)، مسلم (۲۶۲۹)، ترمذی (۱۹۱۶، ۱۹۱۸)۔

فوائد: اگر اللہ تعالیٰ کسی جوڑے کے حق میں بیٹیوں کا فیصلہ کر دے، تو وہ اسی میں سعادت سمجھیں اور ان کی تعلیم و تربیت پر مکمل توجہ دیں۔

ذنب اتيان النساء في أعجازهن

غیر فطری جماع کرنے کا گناہ

١٩٨٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَتَى النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ فَقَدْ كَفَرَ)).

[الصحيحة:٣٣٧٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عورتوں سے غیر فطری جماع کیا، اس نے کفر کیا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۳۷۸۔ طبرانی فی الاوسط (۹۱۷۵)' نسائی فی الکبری (۹۰۱۸'۹۰۱۹) بمعناه۔

باب: فضل الاستعفاف و الاستغناء عن السؤال

باب: سوال کرنے سے رکنے اور بچنے کی فضیلت

۱۹۸۵: عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، أَنَّهُ قَالَتْ لَهُ أُمُّهُ: أَلَا تَنْطَلِقُ فَتَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ كَمَا يَسْأَلُهُ النَّاسُ؟ فَانْطَلَقْتُ أَسْأَلُهُ، فَوَجَدْتُهُ قَائِماً يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُولُ: ((مَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ عَدْلُ خَمْسِ أَوَاقٍ، فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافاً)) فَقُلْتُ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي: لَنَاقَةٌ لَهُ هِيَ خَيْرٌ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ وَلَغُلَامُهُ نَاقَةٌ أُخْرٰى هِيَ خَيْرٌ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ۔ [الصحيحة: ٢٣١٤]

مزنی قبیلے کے ایک آدمی کو اس کی ماں نے کہا: کیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں جاتا' تاکہ ان سے کچھ مانگ لائے' جیسا کہ لوگ ان سے سوال کرتے رہتے ہیں؟ میں کچھ مانگنے کے لئے چلا گیا' میں نے دیکھا کہ آپ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''جس نے پاکدامنی اختیار کی تو اللہ تعالی اسے پاکدامن کر دے گا اور جس نے (لوگوں سے) بے نیاز ہونا چاہا' اللہ اسے بے نیاز کر دے گا۔ (یاد رکھو کہ) جس کے پاس پانچ اوقیے ہوں اور وہ پھر بھی سوال کرے تو اس کا سوال اصرارً ا ہوگا۔'' میں نے اپنے دل میں ہی کہا: ہماری اونٹنی پانچ اوقیوں سے تو بہتر ہے اور ایک اونٹنی میرے غلام کی بھی ہے وہ بھی پانچ اوقیوں سے بہتر ہے۔ اس بناء پر میں لوٹ آیا اور آپ ﷺ سے کچھ نہ مانگا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۱۴۔ احمد (۷/ ۱۳۸)' طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۲۰۴'۲۰۵) وفی شرح المعانی (۴/ ۳۷۲)۔

فوائد: جس کے پاس دوسو درہم ہوں وہ لوگوں سے سوال مت کرے۔ یہ قانون علی الاطلاق نہیں' بلکہ مقید ہے' یعنی جس آدمی کی زندگی کے اخراجات دوسو درہموں کے ساتھ پورے ہو سکتے ہوں' وہ کسی صورت میں سوال نہ کرے' مثلاً ایک مزدور جو روزانہ آٹھ نو درہم کماتا ہے اور اس کے پاس دوسو درہم موجود بھی ہوں تو وہ لوگوں سے بھیک نہیں مانگ سکتا' یہی معاملہ چھابڑی فروشوں اور معمولی درجے کے دوکانداروں کا ہے۔ لیکن ایک آدمی کے پاس رہنے کے لئے گھر اور دودھ کے لئے بکری موجود ہے' مگر ان دو چیزوں سے اس کے گھر کے اخراجات کا سلسلہ تو جاری نہیں رہ سکتا' حالانکہ اسے دوسو درہم سے زیادہ مال کی ملکیت حاصل ہے' لہٰذا وہ لوگوں سے سوال کر سکتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ جس کی گزر اوقات دوسو درہم یا اتنی قیمت کے مال سے ہو سکتی ہو' وہ دوسروں کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلا سکتا اور اتنے مال سے جس کے روزمرہ کے معمولات کا انتظام نہیں ہو سکتا تو وہ حالات کی بہتری تک لوگوں سے مال و دولت کا سوال کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ پانچ اوقیے دوسو درہم بنتے ہیں۔

من اماثل اعمالكم اتيان الحلال

حلال چیز کو استعمال کرنا تمہارے افضل اعمال میں سے ہے

۱۹۸۶: عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، قَالَ: كَانَ

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِساً فِي أَصْحَابِهِ، فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ كَانَ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((أَجَلْ مَرَّتْ بِي فُلَانَةٌ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي شَهْوَةُ النِّسَاءِ، فَأَتَيْتُ بَعْضَ أَزْوَاجِي، فَأَصَبْتُهَا، فَكَذٰلِكَ فَافْعَلُوا فَإِنَّهُ ((مِنْ أَمَاثِلِ أَعْمَالِكُمْ إِتْيَانُ الْحَلَالِ)). [الصحيحة:٤٤١]

تشریف فرما تھے۔ آپ گھر چلے گئے اور غسل کر کے باہر تشریف لائے۔ ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کچھ ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جب فلاں عورت میرے پاس سے گزری تو میرے دل میں عورتوں کی طلب پیدا ہوئی۔ اس لئے میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اپنی حاجت پوری کی۔ تم بھی ایسے کیا کرو، کیونکہ حلال چیز کو استعمال کرنا افضل عمل ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۴۱۔ احمد (۴/ ۲۳۱)، ابو نعیم فی الحلیة (۲/ ۲۰)، بخاری فی التاریخ (۶/ ۱۳۹)۔

ذنب الخب

بھڑکانے کا گناہ

١٩٨٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَبَّبَ خَادِمًا عَلٰى أَهْلِهَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلٰى زَوْجِهَا، فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحة:٣٢٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی خادم کو اس کے مالکوں کے خلاف بھڑکایا، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے کسی خاوند کے حق میں اس کی بیوی کو بگاڑا، وہ بھی ہم سے نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۔ احمد (۲/ ۳۹۷)، ابو داؤد (۵۱۷۰)، ابن حبان (۵۶۸)، من طریق آخر۔

فوائد: حدیث میں جن دو گناہوں کی نشاندہی کی گئی ہے، وہ کسی گھرانے میں فساد ڈالنے کے لئے کافی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ کسی شادی شدہ عورت کے ساتھ مل کر اس کے خاوند پر ناقدانہ بحث نہ کریں، تاکہ اس کے دل میں خاوند کا احترام برقرار رہے۔

فضل اغنياء اليتيم

یتیم کو غنی کرنے کی فضیلت

١٩٨٨: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ ضَمَّ يَتِيماً لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ حَتّٰى يُغْنِيَهُ اللّٰهُ عَنْهُ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)). [الصحيحة:٢٨٨٢]

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے یا کسی دوسرے آدمی کے یتیم بچے کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اسے غنی کر دیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۲۔ طبرانی فی الاوسط (۵۳۴۱) بهذا للفظ، ابن المبارك فی الزهد (۵۷۵)، احمد (۴/ ۳۴۴) عن عمرو بن مالك رضی اللہ عنہ۔

فوائد: یتیم کی کفالت کرنا باعث اجر و ثواب عمل ہے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انا وكافل اليتيم فى الجنة هكذا...... واشار بالسبابة والوسطى وفرّج بينهما۔ [بخاری] یعنی: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان میں فاصلہ کیا۔

فضل عيالة البنات و أخوات

بہنوں بیٹیوں کی پرورش کرنے کی فضیلت

١٨٨٩: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، أَوْ أُخْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ أَخَوَاتٍ، حَتّٰى يَمُتْنَ (وَفِي رِوَايَةٍ وَفِي أُخْرٰى: يَبْلُغْنَ) أَوْ يَمُوْتَ عَنْهُنَّ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ، وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ السَّبَابَةُ وَالْوُسْطٰى)). [الصحيحة:٢٩٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو یا تین بیٹیوں یا دو یا تین بہنوں کی پرورش کی، حتی کہ وہ فوت ہو گئیں (اور ایک روایت میں ہے: حتی کہ وہ دور ہو گئیں اور ایک روایت ہے: حتی کہ وہ بالغ ہو گئیں) یا وہ خود فوت ہو گیا، تو میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۶۔ احمد ۳۰/ ۱۴۷، ۱۴۸)، ابن حبان (۴۴۷)، ابن ابی الدنیا فی العیال (۱۱۰)۔

باب: فضل اعالة البنات

باب: بچیوں کی پرورش کرنے کی فضیلت

١٩٩٠: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ عَالَ ثَلَاثاً مِنْ بَنَاتٍ يَكْفِيْهِنَّ وَيَرْحَمُهُنَّ، وَيَرْفُقُ بِهِنَّ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٤٩٢]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین بیٹیوں کی پرورش اس طرح کی کہ انھیں کفایت کرتا رہا، ان پر رحم کرتا رہا اور ان کے ساتھ نرمی کرتا رہا تو وہ جنت میں ہوگا۔''

تخریج: الصحيحة ۲۴۹۲۔ ابو یعلی (۲۲۱۴)، ابن ابی شیبة (۸/ ۳۶۲)، احمد (۳/ ۳۰۳)، الادب المفرد (۷۸)، البزار (الکشف: ۱۹۰۸)۔

١٩٩١: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ)). [الصحيحة:٢٩٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو بچیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، تو میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے قربت کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۷۔ مسلم (۲۶۳۱)، ترمذی (۱۹۱۴)، الادب المفرد (۸۹۴)، ابن ابی شیبة (۸/ ۳۶۴)۔

باب: فضل تربية البنات والاحسان اليهن

باب: بچیوں کی تربیت اور ان سے اچھا سلوک کرنے کی فضیلت

١٩٩٢: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ كَانَ لَهُ أُخْتَانِ أَوِ ابْنَتَانِ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ، كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ، وَقَرَنَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ)). [الصحيحة: ١٠٢٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی دو بہنیں یا دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں، تو میں اور وہ اس طرح جنت میں (ایک دوسرے کے قریب) ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے اپنی دو انگلیوں کو ملایا۔

تخریج: الصحيحة ۱۰۲۶۔ خطیب فی تاریخه (۸/ ۲۸۴، ۲۸۵)، ابن ابی شیبة (۸/ ۳۶۳) من طریق آخر۔

باب: فضل تربية البنات

باب: بچیوں کی پرورش کی فضیلت

١٩٩٣: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَّتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَاباً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٩٤]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر صبر کرے اور محنت وکوشش کر کے ان کو کھلائے' پلائے اور انھیں پہنائے' تو وہ روزِ قیامت اس کے لئے آگ سے آڑ ثابت ہوں گی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۔ ابن ماجه (۳۶۶۹)' الادب المفرد (۷۵)' احمد ۴/ ۱۵۴۔

١٩٩٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيْهِنَّ وَيُكْفِيْهِنَّ وَيَرْحَمُهُنَّ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ أَلْبَتَةَ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَعْضِ الْقَوْمِ: وَثِنْتَيْنِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: وَثِنْتَيْنِ)).

[الصحيحة: ١٠٢٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں' وہ ان کی رہائش کا بندوبست کرے' ان کی ضروریات پوری کرے اور ان پر رحم و کرم کرے تو اس کے لئے ہر صورت میں جنت واجب ہو جائے گی۔'' کسی ایک آدمی نے کہا: اور دو بیٹیاں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بھی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۲۷۔ الادب المفرد (۷۸)' احمد (۳/ ۳۰۳)' تقدم برقم (۱۹۹۰)۔

١٩٩٥: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَاتَّقَى اللّٰهَ وَأَقَامَ عَلَيْهِنَّ، كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَوْمَى بِالسَّبَاحَةِ وَالْوُسْطٰى))

[الصحيحة:٢٩٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور ان کی نگہداشت کرتا رہے تو میں اور وہ جنت میں اس طرح (قریب) ہوں گے۔'' پھر آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۔ ابو یعلی (۳۴۴۸)' احمد (۳/ ۱۵۶)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۸۴'۸۳)۔

١٩٩٦: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيْهِنَّ وَيَرْحَمُهُنَّ وَيَكْفُلُهُنَّ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ أَلْبَتَةَ. قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنْ كَانَتْ اِثْنَتَيْنِ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَتِ اثْنَتَيْنِ، قَالَ: فَرَأَى بَعْضُ الْقَوْمِ أَنْ لَوْ قَالُوْا لَهُ: وَاحِدَةً؟ لَقَالَ: وَاحِدَةٌ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی رہائش کا انتظام کرے' ان پر رحم کرے اور ان کی کفالت کرے تو اس کے لئے حتما جنت واجب ہو جائے گی۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ دو ہوں۔'' بعض لوگوں کو یہ خیال تھا کہ اگر آپ سے ایک بیٹی کے بارے میں

[الصحيحة: ٢٦٧٩]

پوچھا جاتا تو آپ فرمادیتے: اگرچہ ایک ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۹۔ احمد (۳/ ۳۰۳)' تقدم برقم (۱۹۹۰'۱۹۹۴)۔

فضل بعض الاعمال

کچھ اعمال کی فضیلت کا بیان

۱۹۹۷: عَنْ أَبِی أُمَامَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِیِّ قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثْنَا حَدِیْثاً سَمِعْتَهُ مِن رَّسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ فِیْهِ انْتِقَاصٌ وَلَا وَهْمٌ،قَالَ: سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: ((١. مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ فِی الْإِسْلَامِ فَمَاتُوْا قَبْلَ أَن یَّبْلُغُوْا الْحِنْثَ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ إِیَّاهُمْ. ٢. وَمَنْ شَابَ شَیْبَةً فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ، کَانَتْ لَهُ نُوْرٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.٣.وَمَنْ رَمٰی بِسَهْمٍ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. بَلَغَ بِهِ الْعَدُوَّ أَصَابَ أَوْ أَخْطَاءَ کَانَ لَهُ کَعَدْلِ رَقَبَةٍ. ٤.وَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِّنْهَا عُضْواً مِنْهُ مِنَ النَّارِ. ٥. وَمَنْ أَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. فَإِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِیَةَ أَبْوَابٍ یُدْخِلُهُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. مِنْ أَیِّ بَابٍ شَاءَ مِنْهَا الْجَنَّةَ)).[الصحيحة: ٢٤٩١]

ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی ﷺ سے کہا: مجھے کوئی حدیث' جس میں کمی ہو نہ وہم' بیان کریں' جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''(۱) اسلام میں جس کے تین بچے پیدا ہوں اور وہ بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں تو اللہ ایسے آدمی کو ان پر رحمت کرنے کے سبب جنت میں داخل کرے گا۔ (۲) جو اللہ کے راستے میں بوڑھا ہو گیا تو یہ عمل اس کے لئے روزِ قیامت نور ثابت ہو گا۔ (۳) جس نے اللہ کے راستے میں کوئی تیر پھینکا' وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے تو یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے ثواب کے برابر ہو گا۔ (۴) جس نے مسلمان غلام آزاد کیا' اللہ تعالیٰ (آزاد شدہ کے) ہر ایک عضو کے بدلے (آزاد کنندہ کے) ہر ایک عضو کو آگ سے آزاد کر دے گا۔ (۵) جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (مال کی کسی قسم سے) ایک جوڑا خرچ کیا تو وہ جنت' جس کے آٹھ دروازے ہیں' کے جس دروازے سے چاہے' اللہ تعالیٰ اسے داخل کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۹۱۔ احمد (۴/ ۳۸۶)' سعید بن منصور (۲۴۱۹) بتمامه۔

فوائد: جوڑا خرچ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر اونٹوں کا صدقہ کریں تو دو اونٹ اور اگر گائیوں کا صدقہ کریں تو دو گائیوں کا صدقہ کرے۔ علی ہذا القیاس۔

لا یجتمع الملاعنان ابدًا

دو لعان کرنے والے کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے

۱۹۹۸: قَالَ ﷺ: ((اَلْمُتَلَاعِنَانِ إِذَا تَفَرَّقَا لَا یَجْتَمِعَانِ أَبَداً)) وَرَدَ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ۔ [الصحيحة :٢٤٦٥]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعان کرنے والے (میاں بیوی) جب جدا ہو جائیں گے تو کبھی (نکاح میں) جمع نہیں ہو سکیں گے۔'' یہ حدیث سیدنا ابن عمر' سیدنا سہل بن سعد' سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا علی بن ابو طالب ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۶۵۔ (۱) ابن عمر: بیهقی (۷/ ۴۰۹) تعلیقاً۔ (۲) کهل بن سعد: ابو داؤد (۲۲۵۰)' بیهقی (۷/ ۴۴۰)۔ (۳) ابن مسعود و علی ﷺ: عبدالرزاق (۱۲۴۳۴' ۱۲۴۳۳' ۱۲۴۳۶)' بیهقی (۷/ ۴۱۰)۔

فوائد: لعان: اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے' جبکہ اس کی بیوی انکار کرنے پر مصر ہو' تو پھر ایسا شوہر عدالت میں چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوا تو اس پر اللہ کی لعنت ہو' پھر جواباً بیوی چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ ایسی صورت میں وہ دونوں زنا کی حدّ سے بچ جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے' ان کے مابین کبھی رجوع نہ ہو سکے گا۔

كراهة الخلعة

خلع لینے کی کراہت کا بیان

۱۹۹۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْمُخْتَلِعَاتُ وَالْمُنْتَزِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ)). [الصحيحة:٦٣٢]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(خاوندوں سے) خلع لینے والی اور الگ ہونے والی عورتیں منافق ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۶۳۲۔ نسائی (۳۴۶۱)' احمد (۲/ ۴۱۴)' بیهقی (۷/ ۳۱۶)۔

فوائد: منافق سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بظاہر خاوند کا مطیع ثابت کرتی ہے' لیکن اندرونِ خانہ نافرمان ہے۔

خلع: عورت کا مہر میں وصول کی ہوئی رقم شوہر کو واپس کر کے اس سے علیحدگی اختیار کرنا خلع کہلاتا ہے۔

شریعت نے جہاں مرد کو طلاق کا حق دیا' وہاں ناسازگار حالات کا خیال رکھتے ہوئے عورت کو خلع کا حق دیا' لیکن یہ تنبیہ بھی کر دی کہ جو عورتیں کسی معقول وجہ کے بغیر خاوند سے علیحدہ ہونے کا مطالبہ کرتی ہیں' ان پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔ [ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ]

المراة احق بولدها مالم تزوج

عورت جب تک شادی نہ کرے بچے کی زیادہ حق دار ہے

۲۰۰۰: عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ امْرَأَةً خَاصَمَتْ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمَرْأَةُ أَحَقُّ بِوَلَدِهَا مَالَمْ تَزَوَّجْ)). [الصحيحة:٣٦٨]

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنے بچے کے بارے میں اپنے خاوند سے جھگڑا کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت اس بچے کی زیادہ حقدار ہے' جب تک (آگے نئی) شادی نہ کر لے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۶۸۔ دارقطنی (۳/ ۳۰۵)' ابو داؤد (۲۲۷۶)' احمد (۲/ ۱۸۲' ۲۰۳)' حاکم (۲/ ۲۰۷)۔

فوائد: جب میاں بیوی میں جدائی ہو جائے اور ان کی اولاد بھی ہو تو بچوں کے سن تمیز تک پہنچنے سے پہلے اگر عورت دوسرا نکاح نہیں کرتی تو وہی بچوں کی مستحق ہو گی۔ جب بچے سن شعور اور سن تمیز کو پہنچیں گے تو انھیں ماں باپ کے درمیان اختیار دیا جائے گا' اگر اختیار

ممکن نہ ہو تو ماں باپ کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا۔

المرأة عورة

۲۰۰۱: عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ [بْنِ عُمَرَ] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، وَإِنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَإِنَّهَا لَاتَكُوْنُ أَقْرَبَ إِلَى اللّٰهِ مِنْهَا فَعْرِبَيْتِهَا)).

[الصحيحة:۲٦۸۸]

عورت چھپانے کی چیز ہے

سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت پردہ ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو اس پر شیطان جھانکتا ہے اور یہ اس وقت اللہ کے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گوشہ نشینی میں ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۸۸۔ طبرانی فی الاوسط (۲۹۱۱)۔

فوائد: عورت کو چاہئے کہ وہ اشد ضرورت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔

المراة تكون بأخر الزوج في الآخرة

۲۰۰۲: عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: خَطَبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ أُمَّ الدَّرْدَاءِ فَأَبَتْ أَنْ تَزَوَّجَهُ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَرْأَةُ فِي آخِرِ أَزْوَاجِهَا أَوْ قَالَ: لِآخِرِ أَزْوَاجِهَا)) أَوْ كَمَا قَالَتْ۔ وَلَسْتُ أُرِيْدُ بِأَبِي الدَّرْدَاءِ بَدَلًا۔ [الصحيحة: ۱۲۹۱]

عورت اپنے آخری شوہر کے ساتھ ہوگی آخرت میں

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام درداء کو نکاح کا پیغام بھیجا، انھوں نے ان سے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: میں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سنا اور انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت (جنت میں) اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہوگی۔'' اور میں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے عوض کسی کو نہیں چاہتی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۹۱۔ ابو علی الحرانی فی تاریخ الرقۃ (۳/ ۳۹/ ۲)، ابو الشیخ فی الطبقات (۸۰۶)، طبرانی فی الاوسط (۳۱۵۴)۔

فوائد: اگر ایک عورت اپنی زندگی میں بعض وجوہات کی بنا پر ایک سے زائد شادیاں کرتی ہیں تو وہ جنت میں اپنے آخری خاوند کے ساتھ رہے گی۔

احتياط التكلم بالنساء

۲۰۰۳: عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: ((نَهَى ﷺ عَنْ أَنْ تَكَلَّمَ النِّسَاءُ (يَعْنِي: فِي بُيُوْتِهِنَّ) إِلَّا بِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ)).

[الصحيحة:٦٥٢]

عورت سے کلام کرنے میں احتیاط کرنا

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خاوندوں کی اجازت کے بغیر عورتوں سے (ان کے گھروں میں) گفتگو کرنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۵۲۔ الخرائطی فی مکارم الاخلاق (۸/ ۲۳۰/ ۲)، احمد (۴/ ۱۹۸)، ترمذی (۲۷۷۹)، من طریق آخر وفیہ ذکر دخول علی النساء۔

فوائد: اگر شادی شدہ عورتوں سے کوئی گفتگو کرنی ہو تو پہلے ان کے خاوندوں کو آگاہ کر کے ان سے اجازت لی جائے۔

باب: تحريم متعة النكاح الى الابد

۲۰۰۴: عَنِ الرُّبَيِّعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: ((نَهٰى ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ [زَمَانَ الْفَتْحِ مُتْعَةَ النِّسَاءِ] وَقَالَ: أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

باب: نکاح متعہ کا ہمیشہ کے لیے حرام ہونے کا بیان

ربیع بن سبرہ جہنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کے دوران عورتوں سے) نکاح متعہ کرنے سے منع کیا اور فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ! یہ آج سے روزِ قیامت تک حرام ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۰۱۰۔ مسلم (۱۴۰۶)' الباغندى فى سند عمر (ص:۱۲)۔

فوائد: کسی عورت سے ایک مقررہ مدت تک نکاح کر لینے کو متعہ کہتے ہیں۔ جو ابتدائے اسلام میں جائز تھا' لیکن فتح مکہ کے موقع پر روزِ قیامت تک حرام ہو گیا۔

باب: تحريم متعة النكاح الى الابد

۲۰۰۵: عن الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَالَ: ((أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِن يَّوْمِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَانَ أَعْطٰى شَيْئًا، فَلَا يَأْخُذُهُ)).

[الصحيحة:۳۸۱]

باب:

ربیع بن سبرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع کیا اور فرمایا: ''خبردار! یہ آج سے قیامت کے دن تک حرام ہے اور جو کوئی (اس نکاح کے لئے کسی عورت کو جو کچھ) دے چکا ہے' وہ واپس نہ لے۔''

تخريج: الصحيحة ۳۸۱۔ انظر الحديث السابق۔

تحريم محاشي النساء

۲۰۰۶: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: ((نَهٰى ﷺ عَنْ مَحَاشِي النِّسَاءِ)).

عورتوں سے غیر فطرتی جماع کی حرمت کا بیان

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے غیر فطری جماع کرنے سے منع فرمایا۔

تخريج: الصحيحة ۲۳۹۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۷۱۸)۔

باب: الامر بالزواج اذا استطاع والابالصوم

۲۰۰۷: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، وَتَزَوَّجُوا، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ

باب: استطاعت ہونے کی صورت میں شادی کا حکم یا پھر روزے رکھنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح میری سنت ہے' جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تم لوگ شادیاں کرو' میں تمھاری تعداد کی بناء پر

بِكُمُ الْأُمَمَ، وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ، وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ)). [الصحيحة:٢٣٨٣]

سابقہ امتوں سے کثرت و زیادتی تعداد میں مقابلہ کروں گا۔ جس کے پاس وسعت ہو وہ نکاح کر لے اور جس کے پاس وسعت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑ دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۳۔ ابن ماجه (۱۸۴۶) وللحدیث شواهد۔

فوائد: جہاں نفلی روزہ عظیم اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے وہاں اس سے شادی کی خواہش میں کمی آجاتی ہے اور بندہ بے راہ روی کا شکار نہیں ہوتا۔

باب: تحريم متعة النكاح

باب: نکاح متعہ کی حرمت کا بیان

۲۰۰۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ لَمَّا خَرَجَ نَزَلَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، فَرَأَى مَصَابِيحَ، وَسَمِعَ نِسَاءً يَبْكِيْنَ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نِسَاءٌ كَانُوْا تَمَتَّعُوْا مِنْهُمْ أَزْوَاجُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَدَمَ. أَوْ قَالَ: حَرَّمَ. الْمُتْعَةَ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ)).

[الصحيحة:٢٤٠٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نکلے تو ثنیۃ وداع میں پڑاؤ ڈالا۔ آپ نے کچھ چراغ دیکھے اور بعض عورتوں کے رونے کی آواز سنی اور پوچھا: "یہ کیا ہے؟" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول یہ عورتیں ہیں جن سے ان کے خاوندوں نے نکاح متعہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نکاح، طلاق، عدت اور میراث نے متعہ کو منہدم یا حرام قرار دیا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۲۔ ابن حبان (۴۱۴۹)، دارقطنی (۳/ ۲۵۹)، بیهقی (۷/ ۲۰۷)۔

باب: امره ﷺ ازواجه بلزوم البيت بعد حجتهن معه

باب: امہات المؤمنین کے لیے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کے بعد گھروں میں رہنے کا حکم

۲۰۰۹: قَالَ ﷺ: ((هٰذِهِ ثُمَّ ظُهُوْرُ الْحُصْرِ، قَالَهُ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔[الصحيحة: ٢٤٠١]

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں سے فرمایا: "یہ حج ہے، پھر (گھروں میں) اپنی چٹائیوں پر (بیٹھ جانا ہے)۔" یہ حدیث سیدنا ابو واقد لیثی، سیدنا ابو ہریرہ، سیدہ زینب بنت جحش، سیدہ سودہ بن زمعہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۱۔ (۱) ابوواقد: ابوداؤد (۱۷۲۲)، احمد (۵/ ۲۱۹۲۱۸)۔ (۲) ابوهریرة (احمد (۲/ ۴۴۶)، ابن سعد (۸/ ۵۵)۔ (۳) زینب بنت جحش وسودة: احمد (۶/ ۳۲۴)، ابن سعد (۸/ ۲۰۸۲۰۷)۔ (۵) ام سلمة: ابو یعلی (۶۸۸۵)۔ (۶) ابن عمر رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الاوسط (۷۹۳۶)، ابن حبان (۳۷۰۶)۔

باب: وجوب احسان صحبة الزوجة

باب: بیوی کے ساتھ اچھی صحبت رکھنے کا وجوب

۲۰۱۰: عَنْ حَجَرِ بْنِ قَيْسٍ۔ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ۔ قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۔ فَقَالَ: ((هِيَ لَكَ عَلَى أَنْ تُحْسِنَ صُحْبَتَهَا)).

[الصحيحة:١٦٦]

حجر بن قیس ۔جنھوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا- کہتے ہیں: سیدنا علی ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرے لئے ہے' بشرطیکہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۶۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۷۰)' البزار (۱۴۰۶' الکشف)' ابن سعد (۸/ ۱۹'۲۰)' عقیدلی فی الضعفاء (۴/ ۱۶۵) باختلاف۔

فوائد: ویسے بھی حسن سلوک بیوی کا حق ہے' آپ ﷺ نے مزید تاکید فرما دی۔

مسابقة الزوجين فى الامور الأخرة و فضل الجهاد

میاں بیوی کے درمیان امور آخرت میں مقابلہ بازی اور جہاد کی فضیلت کا بیان

۲۰۱۱: عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللَّهِ! اِنْطَلَقَ زَوْجِي غَازِيًا وَكُنْتُ أَقْتَدِي بِصَلَاتِهِ إِذَا صَلَّى، وَيَفْعَلُهُ كُلَّهُ، فَأَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يَبْلُغُنِي عَمَلَهُ حَتَّى يَرْجِعَ؟ فَقَالَ لَهَا: ((أَتَسْتَطِيعِينَ أَنْ تَقُومِي وَلَا تَقْعُدِي، وَتَصُومِي وَلَا تُفْطِرِي وَتَذْكُرِي اللَّهَ. تَبَارَكَ وَ تَعَالَى. وَلَا تَفْتُرِي حَتَّى يَرْجِعَ؟)) قَالَتْ: مَا أُطِيقُ هٰذَا يَارَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ طُوِّقْتِيهِ، مَا بَلَغْتِ الْعُشْرَ مِنْ عَمَلِهِ حَتَّى يَرْجِعَ)).

[الصحيحة:٣٤٥٠]

سہل بن معاذ بن انس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خاوند جہاد کے لئے روانہ ہو گیا ہے اور میں نماز میں اور اس کے تمام (اچھے) افعال میں اس کی اقتداء کرتی تھی' اب آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے اس کے عمل (کے درجے) تک پہنچا دے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو طاقت رکھتی ہے کہ قیام کرتی رہے اور (اسے ترک کر کے) آرام ہی نہ کرے اور روزہ رکھتی رہے اور (کسی دن) افطار نہ کرے اور اللہ کا ذکر کرتی رہے اور (کبھی) اس سے سست نہ پڑے' یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میں اس عمل کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھے یہ اعمال کرنے کی طاقت دے بھی دی جائے تو تو اس کے عمل کے دسویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکے گی۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۵۰۔ احمد (۳/ ۴۳۹)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۹۶)' حاکم (۲/ ۷۳)۔

فوائد: اس میں مجاہد کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے' مسلسل قیام' روزے اور ذکر اس کے عمل کے دسویں حصے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

باب: الزوجة المؤذية ودعاء الحور العين

باب: تکلیف دینے والی بیوی اور اس پر حور عین کی بددعاء

۲۰۱۲: عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا، إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ: لَاتُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا)). [الصحيحة:۱۷۳]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے تو موٹی آنکھوں والی (جنتی) حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے' اس کو تکلیف نہ دے' یہ تو تیرے پاس مہمان ہے' قریب ہے کہ یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس پہنچ جائے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۷۳۔ ترمذی (۱۱۷۴)' ابن ماجه (۲۰۱۴)' احمد (۵/ ۲۴۲)۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت کی ہر حور کو علم ہے کہ کون جنت میں داخل ہو کر بحیثیتِ خاوند اس کے حصے میں آئے گا۔ نیز خاوند کے لئے تکلیف کا باعث بننے والی عورت کے لیے اس میں وعید پائی جاتی ہے۔

لا تسأل المراة طلاق اختها

عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے

۲۰۱۳: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِيَ مَافِي صَحْفَتِهَا فَإِنَّمَا رِزْقُهَا عَلَى اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.)). [الصحيحة: ۲۸۰۵]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت اپنی کسی بہن کے برتن کو انڈیلنے (یعنی گھر برباد کرنے) کے لئے اس کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے اور (یاد رکھے کہ) اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۸۰۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۲۵۳)۔

فوائد: کسی کو طلاق پر ابھارنا شیطانی عمل ہے' جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابلیس پانی پر (ایک روایت کے مطابق سمندر پر) اپنا تخت رکھتا ہے' پھر (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے) اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ سب سے بڑا فتنہ برپا کرنے والا منزلت میں اس سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ ایک واپس آ کر کہتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے کیا۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا۔ ایک اور آ کر کہتا ہے: میں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے مابین جدائی ڈال دی۔ وہ اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: واہ! تیری کیا بات ہے! پھر اسے گلے لگا لیتا ہے۔[صحیحہ:۳۲۶۲]

لہٰذا ہر عورت کو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ کسی کا گھر اجاڑنے سے حالات نہیں سنورتے' بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ سے ہونے سے دلی سکون ملتا ہے

لا تكلف المرأة الزوج إلاسعته

عورت مرد کو اس کی طاقت بقدر کی تکلیف دے

۲۰۱۴: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: دَخَلَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ...... الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ : وَالنَّبِيُّ جَالِسٌ حَوْلَهُ نِسَاؤُهُ يَسْأَلْنَهُ النَّفَقَةَ، وَنُزُوْلَ قَوْلِهِ. تَعَالَىٰ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْراً عَظِيْمًا﴾ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْراً، أُحِبُّ أَن لَّاتَعْجَلِي فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَشِيْرِيْ أَبَوَيْكِ)). قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَتَلَا عَلَيْهَا الآيَةَ، قَالَتْ: أَفِيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ! أَسْتَشِيْرُ أَبَوَيَّ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ وَأَسْأَلُكَ أَنْ لَاتُخْبِرِامْرَأَةً مِّنْ نِسَائِكَ بِالَّذِي قُلْتُهُ، قَالَ: قَالَ: ((لَا تَسْأَلُنِي اِمْرَأَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا أَخْبَرْتُهَا، إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي معنتاً وَلَا مُتَعَنِّتاً وَلٰكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّماً مُيَسِّرًا)). [الصحيحة: ۳۰ ۳۵]

اندر آنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی......الخ۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ بیٹھے ہوئے تھے' آپ کی بیویاں ارد گرد بیٹھے نان نفقہ کا سوال کر رہی تھیں۔ یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے دوں اور اچھی طرح تم کو رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو جو تم میں سے نیکو کار ہیں اللہ تعالی نے ان کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔﴾ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ میں تیرے سامنے ایک چیز رکھنے کا ارادہ کرتا ہوں' میں چاہوں گا کہ تو والدین سے مشورہ کر اور عجلت سے کام نہ لے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے ان پر یہ آیت تلاوت کی۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو پسند کروں گی اور آپ سے مطالبہ کروں گی کہ میں نے آپ سے جو کچھ کہا' اپنی کسی دوسری بیوی کو نہ بتلانا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو عورت بھی مجھ سے سوال کرے گی' میں اسے بتاؤں گا' اللہ تعالی نے مجھے تکلیف و مشقت میں ڈالنے والا اور پریشان کرنے والا بنا کر نہیں' بلکہ تعلیم دینے والا اور آسانیاں پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۳۰۔ مسلم (۱۴۷۸)' احمد (۳/ ۳۲۸)' بیہقی (۷/ ۳۸)۔

فوائد: فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے سے کچھ بہتر ہوگئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواجِ مطہرات نے بھی نان نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کیا' جس پر آپ ﷺ سادگی پسند ہونے کی وجہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی جو ایک ماہ تک جاری رہی' پھر اللہ تعالی نے سورۂ احزاب کی مذکورہ آیات نازل کیں اور بیویوں کے سامنے دو چیزیں رکھیں کہ نبی علیہ السلام کے ساتھ رہ کر اخروی زندگی کی بہتری چاہتی ہو یا دنیا کی زندگی اور اس کی رونق۔

آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ آیات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے تلاوت کیں' جنھوں نے دنیوی زندگی پر اخروی زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے آپ ﷺ کے عقد میں رہنا پسند کیا۔ حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے خواہ مخواہ تکلف میں پڑنے کی ضرورت نہیں' اگر کوئی بیوی سیدہ عائشہ کی بابت پوچھے گی تو میں اس پر معاملہ واضح کر دوں گا۔

لا إكراه على البنات

بچیوں پر زبردستی نہیں ہے

۲۰۱۵: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ)). [الصحيحة:۳۲۰۶]

سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیٹیوں کو مجبور نہ کرو' کیونکہ وہ دل بہلانے والی اور اہمیت کی حامل ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۶۔ احمد (۴/ ۱۵۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۱۰)' ابن الجوزی فی العلل (۱۰۴۹)' تمام الرازی فی الفوائد (۱۳۰۱)۔

فوائد: معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نکاح کے معاملے میں ان کی پسند کا بھی لحاظ کرو۔ پہلے بحث کی جا چکی ہے کہ نکاح کرتے وقت ولی اور اس کے ماتحت لڑکی دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔

رخصة الكذب لسرور المرأة

عورت کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولنے کی رخصت

۲۰۱۶: عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَكْذِبَ [عَلٰى] أَهْلِي؟ قَالَ: ((لَا، فَلَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْكَذِبَ)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَسْتَصْلِحُهَا وَأَسْتَطِيْبُ نَفْسَهَا، قَالَ: ((لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ)). [الصحيحة:۴۹۸]

سیدنا عطا بن یسار ﷺ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا مجھے اپنی بیوی سے جھوٹ بولنے سے گناہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ نہیں بولنا' اللہ تعالی جھوٹ کو پسند نہیں کرتا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میں (جھوٹ بول کر) اس سے صلح چاہتا ہوں اور اس کے نفس کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کوئی گناہ نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۴۹۸۔ الحمیدی (۳۲۹) مرسلاً مسلم (۲۶۰۵)' الادب المفرد (۳۸۵)' احمد (۶/ ۴۰۳'۴۰۴)' ام کلثوم بنت عقبة ﷞۔

فوائد: قاضی عیاض کہتے ہیں: ممکن ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے اپنی اپنی محبت کا دعوی کریں' اگرچہ حقیقت حال اس کے برعکس ہو' تاکہ ان میں مزید اصلاح اور محبت پیدا ہو۔

امام البانی ؒ کے نزدیک اس سے مراد ایسی غلط بیانی نہیں کہ بعد میں جس کا جھوٹ واضح ہو جانے کا خطرہ ہو' کیونکہ ایسی صورت میں اصلاح کی بجائے فساد ہوگا۔ [صحیحہ: ۴۹۸ کے تحت]

بہرحال اس چیز کا فیصلہ میاں بیوی میں سے ہر کوئی خود کرے گا' مثلاً بیوی نے خاوند سے کوئی مطالبہ کیا' لیکن وہ کسی مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کر سکا اور اس کی بیوی کا مزاج اس کو معذور سمجھنے کے لئے تیار نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ کوئی معقول بہانہ' جو اگرچہ خلاف حقیقت ہو' کر سکتا ہے۔

لا تنفق المرأة إلا باذن زوجها

عورت اپنے شوہر کی اجازت سے ہی خرچ کرے گی

۲۰۱۷: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰہِﷺ : ((لَایَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ عَطِیَّةٌ [فِی مَالِهَا] إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)) [الصحیحة:۸۲۵]

فرمایا: ''خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کا اپنے مال سے عطیہ دینا جائز نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۸۲۵۔ ابو داؤد (۳۵۴۷)' نسائی (۳۷۸۷)' احمد (۲/ ۱۸۴٬۱۷۹)۔

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مالی تصرف نہیں کر سکتی۔

ذم عدم الشکر المرأۃ

عورت کے شکر نہ کرنے کی مذمت

۲۰۱۸: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِﷺ : ((لَایَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰی امْرَأَةٍ لَاتَشْكُرُ لِزَوْجِهَا، وَهِیَ لَاتَسْتَغْنِیْ عَنْهُ)). [الصحیحة:۲۸۹]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس عورت کی طرف (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھتا جو اپنے خاوند کا شکریہ ادا نہیں کرتی' حالانکہ وہ اس سے بے نیاز بھی نہیں ہو سکتی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۔ نسائی فی الکبری (۹۱۳۵)' حاکم (۲/ ۱۹۰)' بیہقی (۷/ ۲۹۴)۔

فوائد: کوئی بیوی یہ نہیں چاہتی کہ وہ اپنے خاوند کا گھر چھوڑ کر چلی جائے' لیکن وہ خاوند کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتی۔ مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ اپنے کردار میں ایسے تضاد کو پناہ نہ دیں' وگرنہ وہ اللہ تعالی کی نظرِ رحمت سے محروم ہو جائیں گی۔

باب: الحض علی الزوج بالبکر الالمصلحة بالصغار

باب: دوشیزہ سے شادی کی ترغیب الا یہ کہ چھوٹی بچیوں کی پرورش کی مصلحت ہو

۲۰۱۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِﷺ: ((یَاجَابِرُ! أَلَكَ امْرَأَةٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَثَیِّبًا نَكَحْتَ أَمْ بِكْرًا؟)) قَالَ: قُلْتُ لَهُ: تَزَوَّجْتُهَا وَهِیَ وَتَرَكَ جَوَارِیَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَضُمَّ جَارِیَةً كَإِحْدَاهُنَّ، فَتَزَوَّجْتُ ثَیِّبًا تَقْصَعُ قَمْلَةَ إِحْدَاهُنَّ، وَتَخِیطُ دِرْعَ إِحْدَاهُنَّ إِذَا تَخَرَّقَ! قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِﷺ: ((فَإِنَّكَ نِعْمَ مَا رَأَیْتَ)).

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جابر کیا تیری بیوی ہے؟''، میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ سے شادی کی یا کنواری سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی نوعمر لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی؟'' میں نے کہا: آپ کے ساتھ فلاں غزوے میں میرے والد شہید ہو گئے تھے' ان کی بچیاں تھیں' میں نے یہ ناپسند کیا کہ ان کی طرح کی ایک لڑکی سے نکاح کروں۔ میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی تاکہ (میری بہنوں) کی جوئیں مارے اور ان کی پھٹی پرانی قمیصوں کی سلائی کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بہت اچھا سوچا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۵۸۔ احمد (۳/ ۳۵۸)' ابن ابی شیبة (۴/ ۳۱۷)۔

فوائد: شریعت نے کنواری لڑکی سے شادی کرنے کو ترجیح دی ہے' لیکن اگر کسی بیوہ یا مطلقہ عورت سے شادی کرنے کی کوئی مصلحت

واضح ہو تو اسے اپنا لینا چاہئے۔

نظر المرأة باللعب

۲۰۲۰: عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُونَ، فَقَالَ لِي: ((يَاحُمَيْرَاءُ! أَتُحِبِّينَ أَنْ تَنْظُرِي إِلَيْهِمْ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، وَجِئْتُهُ، فَوَضَعْتُ ذَقَنِي عَلَى عَاتِقِهِ، فَأَسْنَدْتُ وَجْهِي إِلَى خَدِّهِ، قَالَتْ: وَمِنْ قَوْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ: أَبَاالْقَاسِمِ طَيِّبًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَسْبُكِ؟!)) فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ لَاتَعْجَلْ فَقَامَ۔ لِي، ثُمَّ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟!)) فَقُلْتُ: لَاتَعْجَلْ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَتْ: وَمَالِي حُبُّ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ وَلٰكِنِّي أَحْبَبْتُ أَن يَّبْلُغَ النِّسَاءَ مَقَامُهُ لِي، وَمَكَانِي مِنْهُ۔ [الصحيحة:۳۲۷۷]

عورت کا کھیل کو دیکھنے کا جواز

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''حمیراء کیا تو ان کو (کھیلتا) دیکھنا چاہتی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ دروازے پر کھڑے ہو گئے' میں آئی اور اپنی ٹھوڑی آپ کے کندھے پر رکھی اور اپنا چہرے کو آپ کے رخساروں کا سہارا دیا۔ وہ لوگ اس دن بار بار یہ کلمہ دوہراتے تھے: ''أَبَا الْقَاسِمِ طَيِّبًا۔'' آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اب کافی ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول جلدی نہ کریں۔ آپ کھڑے رہے اور (کچھ دیر کے بعد) پھر فرمایا: ''اب کافی ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول جلدی نہ کریں۔ مجھے ان لوگوں کی طرف دیکھنا اتنا پسند نہیں تھا' میں تو چاہتی تھی کہ عورتوں کو پتہ چل جائے کہ آپ کے نزدیک میرا اور میرے نزدیک آپ کا کیا مقام ہے۔

تخريج: الصحيحة ۳۲۷۷۔ نسائی فی الکبری (۸۹۵۱)' طحاوی فی المشکل الآثار (۱/ ۱۱۷)۔

باب: لارهبانية في الاسلام

۲۰۲۱: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ الَّذِي كَانَ مَنْ تَرَكَ النِّسَاءَ، بَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَاعُثْمَانُ! إِنِّي لَمْ أُومَرْ بِالرَّهْبَانِيَةِ، أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي؟!)) قَالَ: لَايَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ مِنْ سُنَّتِي إِنْ أُصَلِّي وَأَنَامُ، أَصُومُ وَأَطْعَمُ، وَأَنْكِحُ وَأُطَلِّقُ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، يَا عُثْمَانُ، إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)). قَالَ سَعْدٌ: فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ كَانَ أَجْمَعَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّ رَسُولَ

باب: اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

سیدنا سعد بن ابو وقاص ﷺ کہتے ہیں: جب سیدنا عثمان بن مظعون ﷺ کا عورتوں کو ترک کرنے کا معاملہ پیش آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا: ''عثمان! مجھے رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا' کیا تو نے میری سنت سے بے رغبتی کی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا طریقہ یہ ہے کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں اور طلاق بھی دیتا ہوں' جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ عثمان تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے اور تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے۔'' سعد کہتے ہیں: اگر رسول اللہ ﷺ عثمان کو اس کی

اللّٰہﷺ إِنْ هُوَ أَقَرَّ عُثْمَانُ عَلٰى مَاهُوَ عَلَيْهِ أَنَّ نَخْتَصِيَ فَتَبَتَّلِ۔[الصحيحة: ٣٩٤]

حالت پر برقرار رکھتے تو مسلمان یہ عزم کر چکے تھے کہ وہ خصی ہو کر اللہ تعالی کی عبادت کے لئے ہر شے سے یکسو ہو جائیں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۴۔ دارمی (۲۱۷۵)۔

فوائد: دنیا اور اس کی نعمتیں ترک کر دینا اور اپنے اہل وعیال سے علیحدہ ہونا رہبانیت ہے' جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام نے مرد و زن کی روح اور جسم' ہر دو کے جائز تقاضوں کو پورا کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ مثلاً نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نیند کے ذریعے جسم کو راحت پہنچائی جائے' جہاں روح کی غذا کو روزے کے ذریعے پورا کیا جائے وہاں روزہ ترک کر کے جسم کا تقاضا پورا کیا جائے۔ علی ہذا القیاس۔

بيان العقيقة

عقیقہ کا بیان

٢٠٢٢: عن عبدالمزني، أَنَّ النَّبِيَّﷺ قَالَ: ((يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ ولايمسُّ رأسه بِدَمٍ)).
[الصحيحة:٢٤٥٢]

سیدنا عبد مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے گا اور اس کے سر پر خون نہیں لگایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۵۲۔ ابن ماجه (۳۱۶۶)' طبرانی فی الاوسط (۳۳۵)' ابن مندی فی المعرفۃ (۲/ ۳۵/ ۱)۔

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دورِ جاہلیت میں جب لوگ عقیقہ کرتے تھے تو روئی کا ٹکڑا جانور کے خون میں لت پت کر کے اسے بچے کے بال مونڈنے کے بعد اس کے سر پر لگاتے تھے' آپ ﷺ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا: (اجعلوا مکان الدم خلوقا۔) [ابن حبان' بحوالہ صحیحہ: ۲۴۵۲ کے تحت] یعنی: خون کی بجائے (سر پر) خلوق خوشبو لگایا کرو۔
اس حدیث میں جاہلیت کی اسی رسم سے منع کیا گیا ہے۔

(۱۵) السَّفَرُ وَالْجِهَادُ وَالغَزْوُ وَالرِّفْقُ بِالْحَيَوَانِ

یہ باب جہاد' سفر' لڑائی اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے کے بارے میں ہے

فضل الضعفاء

۲۰۲۳: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَبْغُوْنِي الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ)).

[الصحيحة:۷۷۹]

کمزور لوگوں کی فضیلت

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ضعفاء کو میرے لئے تلاش کر کے لاؤ' بیشک تم لوگ انہی کمزوروں کی وجہ سے رزق دیئے اور مدد کئے جاتے ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۷۹۔ ابوداؤد (۲۵۹۴)' نسائی (۳۱۸)' ترمذی (۱۷۰۲)' احمد (۵/ ۱۹۸)۔

فضل اهل البدر

۲۰۲۴: عَنْ رُفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: ((أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ فِيْنَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ)).

[الصحيحة:۲۵۲۸]

اہل بدر کی فضیلت

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: تم اہل بدر کو اپنے اندر کیسا شمار کرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب مسلمانوں میں افضل۔'' اس نے کہا: ایسے ہی وہ فرشتے (افضل ہیں) جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۸۔ ابن ابی خیثمۃ فی التاریخ (۹۹۴)' بخاری (۳۹۹۲'۳۹۹۳)۔

۲۰۲۵: عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: ((اِتَّقُوْا اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوْهَا، صَالِحَةً، وَكُلُوْا صَالِحَةً)).

[الصحيحة:۲۳]

سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے' جس کی پشت (اس کی لاغری کی وجہ سے) اس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرو۔ پس تم ان پر سواری بھی اس حال میں کرو کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت بھی ان

کے تندرست ہونے کی صورت میں کھاؤ۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۔ ابو داؤد (۲۵۴۸)' احمد (۳/ ۱۸۰'۱۸۱)' ابن حبان (۵۴۵)۔

نشد الشعر فى المسجد

۲۰۲۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانِ وَهُوَ يَنْشُدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَحَظَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَنْشُدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ، أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَجِبْ عَنِّي، اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)).

مسجد میں شعر کہنے کا جواز

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ' حسان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں بآواز بلند اشعار پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے اسے گھورا' لیکن انھوں نے کہا: میں مسجد میں اس وقت بھی اشعار پڑھتا تھا' جب آپ سے بہتر ہستی (یعنی نبی ﷺ) مسجد میں موجود ہوتی تھی۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "(حسان!) تم میری طرف سے (اشعار کی صورت میں) جواب دو۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعے اس کی مدد فرما۔"

تخریج: الصحیحة ۹۳۳۔ مسلم (۲۴۸۵)' ابو داؤد (۵۰۱۳'۵۰۱۴)' احمد (۲/ ۲۶۹)' الطیالسی (۲۳۰۹)۔

كراهة الغزو بامرأة

۲۰۲۷: عَنْ أُمِّ كَبْشَةَ امْرَأَةٍ مِّنْ قُضَاعَةَ: أَنَّهَا اسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ أَنْ تَغْزُوَ مَعَهُ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُدَاوِي الْجَرِيحَ، وَأَقُومُ عَلَى الْمَرِيضِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اجْلِسِي، لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَغْزُو بِامْرَأَةٍ)).

عورت کو جنگ پر لے جانے کی کراہت

سیدہ ام کبشہ رضی اللہ عنہا' جن کا تعلق قضاعہ قبیلے سے تھا' نے نبی ﷺ سے جہاد کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(میں تجھے اجازت) نہیں (دیتا)۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں زخمیوں کی دوا دارو اور مریضوں کی دیکھ بھال کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم رہنے دو' کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ﷺ) عورتوں کو جہاد پر لئے جاتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۷۔ ابن سعد (۸/ ۲۲۵'۲۲۶)' ابن ابی عاصم فی الآحاد (۳۴۷۳)' ابو نعیم فی المعرفة (۸۰۲۹)' و؟ برقم: ۲۱۲۵۔

اخراج المشركين من جزيرة العرب

۲۰۲۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصَى بِثَلَاثَةٍ، فَقَالَ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ

جزیرۂ عرب سے مشرکوں کو نکالنے کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وصیتیں فرمائیں: "مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو' وفود سے وہی سلوک کرو جو میں کرتا ہوں۔" ابن عباس کہتے ہیں کہ

مَاكُنْتُ أُجِيْزُهُمْ)) ثُمَّ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ، أَوْ قَالَ فَأُنْسِيْتُهَا۔

تیسری چیز سے خاموشی اختیار کی یا فرمایا کہ مجھے بھلا دی گئی۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۳۔ بخاری (۳۰۵۳٬۴۴۳۱)٬ مسلم (۱۶۳۷)٬ ابو داؤد (۳۰۲۹)٬ احمد (۱/ ۲۲۲)۔

۲۰۲۹: عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: آخِرُ مَاتَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخرجوا ايهود أهل الحجاز و أهل نجران من جزيرة العرب٬ واعلموا أن شرار الناس الذين اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد)). [الصحيحة:۱۱۳۲]

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری بات٬ جو نبی ﷺ نے ارشاد فرمائی٬ یہ تھی: ''حجازی اور نجرانی یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور جان لو کہ بدترین لوگ وہ ہیں جو اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۲۔ احمد (۱/ ۱۹۵)٬ الحمیدی (۸۵)٬ الطیالسی (۲۲۹)٬ دارمی (۲۴۹۸)٬ ابو یعلی (۸۷۲)۔

استحباب السفر بالليل

رات کو سفر کرنے کا استحباب

۲۰۳۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَخْصَبَتِ الْأَرْضُ فَانْزِلُوْا عَنْ ظَهْرِكُمْ، وَأَعْطُوْهُ حَقَّهُ مِنَ الْكَلَاءِ، وَإِذَا أَجْدَبَتِ الْأَرْضُ فَامْضُوْا عَلَيْهَا، وَعَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ)).

[الصحيحة:٦٨٢]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سرسبز و شاداب زمین آ جائے تو سواری سے نیچے اتر آیا کرو اور اسے چرنے دیا کرو اور جب قحط زدہ زمین آ جائے تو سوار ہو جایا کرو اور رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کو زمین کی مسافت مختصر ہو جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۸۲۔ طحاوی فی المشکل (۱/ ۳۱)٬ بیہقی (۵/ ۲۵۶)٬ خطیب فی التاریخ (۸/ ۴۲۹)۔

ای الخیل خیر

کون سا گھوڑا بہتر ہے

۲۰۳۱: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَغْزُوَ، اِشْتَرِ فَرَسًا أَدْهَمَ، أَغَرَّ، مُحَجَّلاً، مُطْلَقَ الْيُمْنٰى، فَإِنَّكَ تَغْنَمُ وَتَسْلَمُ)).

[الصحيحة:٣٤٤٩]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر جہاد کرنے کا ارادہ ہے تو ایسا گھوڑا خرید کر رکھو جس کا رنگ کالا ہو٬ پیشانی اور ٹانگوں میں بیڑی کی جگہ سفید ہو اور اس کی ایک یا دونوں ٹانگوں میں سفید حلقہ نہ ہو۔ (اگر ایسا گھوڑا ہوا تو) تو مالِ غنیمت پاؤ گے اور سالم رہو گے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۴۹۔ حاکم (۲/ ۹۲)٬ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۹۳)۔

اذا اسلم الرجل احق بأرضه

جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے٬ تو وہ اپنی زمین کا

زیادہ حق دار ہے

۲۰۳۲: عَنْ صَخْرِ بْنِ عِيْلَةَ: إِنَّ قَوْماً مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَرُّوا عَنْ أَرْضِهِمْ حِيْنَ جَاءَ الْإِسْلَامُ، فَأَخَذْتُهَا فَأَسْلَمُوا، فَخَاصَمُوْنِي فِيْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: ((إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ فَهُوَ أَحَقُّ بِأَرْضِهِ وَمَالِهِ)). [الصحيحة: ۱۲۳۰]

سیدنا صخر بن عیلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو بنو سلیم کے کچھ لوگ اپنی زمینیں چھوڑ کر بھاگ گئے' میں نے ان پر قبضہ کر لیا اور وہ مسلمان ہو (کر واپس آ) گئے اور اس بارے میں نبی ﷺ تک جھگڑا لے گئے۔ آپ ﷺ نے انھیں زمینیں واپس دلا دیں اور فرمایا: ''جب کوئی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے تو وہ اپنی زمین اور مال کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۳۰- احمد (۴/ ۳۱۰)' ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (۳/ ۱۲)' ابن سعد (۶/ ۳۱)' بخاری فی التاریخ (۴/ ۳۱۰'۳۱۱)' دارمی (۱۶۷۳) من طریق آخر عنہ۔

۲۰۳۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَمْنَعَانِكَ مِنْ مَخْرَجِ السُّوْءِ، وَإِذَا دَخَلْتَ إِلَى مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَمْنَعَانِكَ مِنْ مَدْخَلِ السُّوْءِ)). [الصحيحة: ۱۳۲۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز ادا کر لیا کر' کیونکہ یہ تجھے برے نکلنے سے روک لیں گی اور جب تو اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کر' یہ تجھے برے داخلے سے روک لیں گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۳- المخلص فی حدیثہ کما فی المنتقی منہ (۱۲/ ۶۹/ ۱)' البزار (الکشف:۷۴۶)و (البحر الزخار: ۸۵۶۷)' بیہقی فی الشعب (۳۰۷۸)۔

الرفق بالحيوان

جانوروں کے ساتھ نرمی کرنا

۲۰۳٤: عَنْ سَوَادَةَ بْنِ الرُّبَيِّعِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ؟ فَأَمَرَلِي بِذَوْدٍ، ثُمَّ قَالَ لِي: ((إِذَا رَجَعْتَ إِلَى بَيْتِكَ فَمُرْهُمْ، فَلْيُحْسِنُوْا غِذَاءَ رِبَاعِهِمْ وَمُرْهُمْ فَلْيُقَلِّمُوْا أَظْفَارَهُمْ وَلَايُبَطِّلُوْا بِهَا ضُرُوْعَ مَوَاشِيْهِمْ إِذَا حَلَبُوْا)). [الصحيحة:۳۱۷]

سیدنا سوادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے میرے لئے کچھ اونٹنیوں کا حکم دیا اور مجھے فرمایا: ''جب تو اپنے گھر پہنچے تو انھیں کہنا کہ موسم بہار میں پیدا ہونے والے ان کے بچوں کو اچھی غذا دیں' نیز انھیں کہنا کہ وہ اپنے ناخن تراش لیں تا کہ دودھ دوہتے وقت مویشیوں کے تھنوں کو تکلیف نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۷- احمد (۳/ ۴۸۴)' ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (۲/ ۴۸۶)' بیہقی (۸/ ۱۴)۔

باب: فتنة الامة المال

باب: اس امت کا فتنہ مال و دولت ہے

۲۰۳٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ [خَزَائِنُ] فَارِسِ وَالرُّوْمِ أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ؟ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: نَقُوْلُ كَمَا أَمَرَنَا اللّٰهُ. قَالَ ﷺ: أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ تَتَنَافَسُوْنَ ثُمَّ تَتَحَاسَدُوْنَ، ثُمَّ تَتَدَابَرُوْنَ، ثُمَّ تَتَبَاغَضُوْنَ، أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ ثُمَّ تَنْطَلِقُوْنَ فِي مَسَاكِنِ الْمُهَاجِرِيْنَ، فَتَجْعَلُوْنَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ)). [الصحيحة: ٢٦٦٥]

نے فرمایا: ”جب فارس (ایران) اور روم کے خزانے تمھارے لئے فتح کر لئے جائیں گے تو تم اس وقت کس قسم کے لوگ ہو گے؟“ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم وہی بات کہیں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی اور بات بھی ہے؟ پہلے تو تم بڑھ چڑھ کر حصہ لو گے پھر ایک دوسرے سے حسد کرو گے پھر باہم قطع تعلق ہو کر ایک دوسرے سے دشمنی کرو گے پھر ایک دوسرے سے منافرت رکھو گے اور اس قسم کی (قبیح عادتیں) اپناؤ گے اور پھر مہاجروں کے گھروں پر حملہ بول دو گے اور ان کو ایک دوسرے سے لڑا دو گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۶۵۔ مسلم (۲۹۶۲)، ابن ماجہ (۳۹۹۶)۔

همية الإمامة

امامت کی اہمیت

٢٠٣٦: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً [فِي سَفَرٍ] فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ)). [الصحيحة: ٣٩٧٩]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تین آدمی سفر پر ہوں تو ان میں سے ایک دوسروں کو امامت کروائے اور اس کا حقدار وہی ہو گا جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہو گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۷۹۔ مسلم (۶۷۲)، ابن حبان (۲۱۳۲)، نسائی (۷۸۳)، احمد (۳/ ۳۴)۔

صرار السريع بأرض المهلكة

ہلاکت والی زمین کے پاس سے جلدی گزرنا

٢٠٣٧: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ عَلٰى أَرْضٍ قَدْ أُهْلِكَتْ بِهَا أُمَّةٌ مِّنَ الْأُمَمِ، فَأَغِذُّوا السَّيْرَ)). [الصحيحة: ٣٩٤١]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم ایسی زمین سے گزرو جہاں کسی امت کی ہلاکت ہوئی ہو تو تیز چلا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۴۱۔ ابوالشیخ فی الطبقات (۱۷۱)، وابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۳۹)، طبرانی فی الکبیر (۸۰۶۹، ۸۲۰۸)۔

فضل من اهل دمشق

اہل دمشق کی فضیلت کا بیان

٢٠٣٨: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا وَقَعَتِ الْمَلَاحِمُ بَعَثَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب گھمسان کی جنگیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ دمشق سے مخلص

اللّٰهُ بَعْثًا مِّنَ الْمَوَالِي [مِنْ دِمَشْقَ] هُمْ أَكْرَمُ الْعَرَبِ فَرَسًا وَأَجْوَدُهُ سَلَاحًا يُؤَيِّدُ اللّٰهُ بِهِمُ الدِّيْنَ)). [الصحيحة:٢٧٧٧]

لوگوں کو بھیجے گا‘ وہ تمام عربوں میں عمدہ ترین شہسوار اور آلاتِ حرب کی مہارتِ تامہ رکھنے والے ہوں گے۔ اللہ ان کے ذریعے اپنے دین کو محکم کرے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۷۷۔ ابن ماجہ (۴۰۹۰)‘ حاکم (۴/ ۵۴۸)‘ ابن عساکر (۱/ ۱۹۸، ۱۹۹)۔

الرحمة على الدواب

جانوروں پر آسانی کرنے کا بیان

٢٠٣٩: عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((ارْكَبُوا هٰذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً، وَايْتَدِعُوْهَا سَالِمَةً، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِيَّ)). [الصحيحة:٢١]

سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان جانوروں پر سوار ہو اس حال میں کہ یہ صحت مند ہوں اور ان کو صحت و سالمیت کی حالت میں ہی چھوڑ دیا کرو اور ان کو کرسیاں نہ بنالو (یعنی خواہ مخواہ ان پر نہ بیٹھے رہو)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۔ احمد (۳/ ۴۴۰)‘ حاکم (۱/ ۴۴۴)‘ بیہقی (۵/ ۲۲۵)۔

فضل الرمي

تیراندازی کی فضیلت

٢٠٤٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَوْمٍ يَرْمُوْنَ، فَقَالَ: ((ارْمُوْا [بَنِي إِسْمَاعِيْلَ] فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا)). [الصحيحة:١٤٣٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ صحابہ کی ایک جماعت‘ جو تیراندازی کر رہی تھی‘ کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ”اے اولادِ اسماعیل! تم تیراندازی کرو‘ اس لئے کہ تمہارا باپ بھی تیرانداز تھا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۳۹۔ احمد بن محمد الزعفرانی فی فوائد ابی شعیب (۸۲/ ۱)‘ حاکم (۲/ ۹۴)‘ ابن حبان (۴۶۹۳)‘ من طریق آخر عنه۔

باب: من تعاليمه ﷺ كيفية المشي في السفر الطويل

باب: تعلیمات نبوی ﷺ میں طویل سفر کے لیے روانگی کی کیفیت کا بیان

الاستعانة بالنسل

تیز چلنے کے ساتھ مدد طلب کرو

٢٠٤١: عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ، ثُمَّ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ الْمَشَاةُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَصَفُّوْا لَهُ، وَقَالُوْا: نَتَعَرَّضُ لِدَعَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: اشْتَدَّ عَلَيْنَا السَّفَرُ، وَطَالَتِ الشُّقَّةُ، قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَعِيْنُوْا بِالنَّسَلِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال نکلے‘ صحابہ آپ کے پاس جمع ہوئے‘ صف بنا کر کھڑے ہوئے پیادہ گئے اور کہنے لگے: ہم رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے درپے ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا: سفر دشوار ہو گیا ہے اور مسافت لمبی ہے (کیا کریں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیز چلنے کی

فَإِنَّهُ يَقْطَعُ عَنْكُمُ الْأَرْضَ تُخْفُوْنَ لَهُ)) فَفَعَلْنَا ذٰلِكَ وَخِفْنَا لَهُ، وَذَهَبَ مَاكُنَّا نَجِدُ۔

[الصحيحة: ٢٥٧٤]

صورت میں مدد طلب کرو' اس طرح سفر بھی جلدی ہوگا اور تم لوگ آسانی بھی محسوس کرو گے۔" ہم نے ایسے ہی کیا ہمیں آسانی محسوس ہوئی اور جس چیز کا ہمیں احساس ہو رہا تھا وہ ختم ہوگئی۔

تخريج: الصحيحة ۲۵۷۴۔ ابن خزيمة (۲۵۳۶)' ابو يعلى (۱۸۸۱)۔

فضل الحراسة

چوکیداری کرنے کی فضیلت کا بیان

٢٠٤٢: عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، أَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَأَطْنَبُوْا حَتّٰى كَانَتْ عَشِيَّةٌ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتّٰى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَشَائِهِمْ اجْتَمَعُوْا إِلٰى حُنَيْنٍ، فتبسم رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((**تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ. غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.**)) ثُمَّ قَالَ: ((**مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟**)) قَالَ: أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدِ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: فَارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ، فَجَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰى تَكُوْنَ فِي أَعْلَاهُ وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ**)) فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلٰى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَحْسَسْنَاهُ، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّي يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ، حَتّٰى إِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((**أَبْشِرُوْا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ**)) فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتّٰى

سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حنین والے دن صحابہ' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے' دیر تک چلتے رہے' حتی کہ شام ہوگئی۔ نماز کا وقت آ گیا۔ ایک گھوڑ سوار آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا اور فلاں فلاں پہاڑ کو عبور کرتا گیا' حتی کہ صبح سویرے ہوازن قبیلے تک پہنچ گیا' ان کے آباء اپنی بیویوں' اونٹوں اور بھیڑ بکریوں سمیت حنین میں جمع ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: "یہ مال تو کل مسلمانوں کی غنیمت بننے والا ہے' ان شاء اللہ تعالی۔" پھر فرمایا: "آج رات کون پہرہ دے گا؟" انس بن ابو مرثد غنوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سوار ہو جا۔" وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس گھاٹی کی طرف چلنا شروع کر دے اور اس کی بلند چوٹی تک پہنچ جا' ہمیں آج رات تیری سمت سے کوئی دھوکا نہیں دیا جانا چاہیے۔" جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ جائے نماز کی طرف نکلے' دو رکعت سنتیں پڑھیں اور پوچھا: "کیا تم نے اپنے گھوڑ سوار کو محسوس کیا؟" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں تو محسوس نہیں ہوا۔ پھر اقامت کہی گئی' رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھانا شروع کی اور نماز میں ہی اس گھاٹی کی طرف متوجہ ہوتے رہے' یہاں تک کہ نماز مکمل کی اور سلام پھیرا۔ پھر فرمایا: "خوش ہو جاؤ' تمھارا گھوڑ سوار آ گیا ہے۔" ہم نے گھاٹی کے درختوں کے بیچ سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اچانک وہ پہنچ گیا' رسول اللہ ﷺ کے

وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ أَرَ أَحَداً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ: لَا إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَلَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا)). [الصحيحة:۳۷۸]

سامنے کھڑا ہوا، سلام کیا اور کہا: رسول اللہ کے حکم کے مطابق میں گیا اور گھاٹی کی چوٹی تک پہنچ گیا، جب صبح ہوئی تو میں نے دو گھاٹیوں کو عبور کیا، لیکن کوئی آدمی مجھے نظر نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو رات کو اپنی سواری سے اترا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، مگر نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کرنے کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو نے (اپنے لئے جنت کو) واجب کر دیا ہے، آج کے بعد اگر عمل نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۷۸۔ ابو داؤد (۲۵۰۱)، نسائی فی الکبری (۸۸۷)، حاکم (۲/ ۸۳، ۸۴)، ابن خزیمة (۴۸۷)۔

باب: من ادبه ﷺ عند التوديع

باب: رخصت کرتے وقت کے آداب نبوی ﷺ

۲۰۴۳: عَنْ قَزَعَةَ، قَالَ: أَرْسَلَنِي ابْنُ عُمَرَ فِي حَاجَةٍ فَقَالَ: تَعَالَ حَتَّى أُوَدِّعَكَ كَمَا وَدَّعَنِي رَسُولُ اللّٰهِ، وَأَرْسَلَنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَقَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ)). [الصحيحة:۱٤]

قزعہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجنا چاہا اور کہا: ادھر آؤ، تاکہ میں تجھے الوداع کہوں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے الوداع کہہ کر اپنے ضرورت کے لئے بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں تیرے دین کو، تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۔ احمد (۲/ ۲۵، ۳۸)، ابو داؤد (۲۶۰۰)، حاکم (۲/ ۹۷)، ترمذی (۳۴۴۲، ۳۴۴۳)۔

دعاء استبداع

الوداع کرنے کی دعا

۲۰٤٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْخَطَمِيِّ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ، قَالَ: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ)).

سیدنا عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی لشکر کو الوداع کہنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ''میں تیرے دین کو، تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۔ ابو داؤد (۲۶۰۱)، ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۵۰۴)، نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۵۰۷)۔

۲۰٤٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا وَدَّعَ أَحَداً قَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کسی کو الوداع کہتے تو فرماتے: ''میں تیرے دین کو، تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۔ احمد (۲/ ۳۵۸) بھذا اللفظ، ابن ماجه (۲۸۲۵)، نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۵۰۸)، بلفظ

استوعكم الله الذی لا تضیع ودائعہ۔

ملعون من قتله رسولٌ

٢٠٤٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا هٰذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ حِيْنَئِذٍ يُشِيْرُ إِلٰى رُبَاعِيَتِهِ. اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). [الصحيحة: ١٤٦٠]

جس کو رسول قتل کریں وہ لعنتی ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے سامنے والے دانتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ان لوگوں پر اللہ تعالی سخت ناراض ہوا جنھوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا۔ اس آدمی پر بھی اللہ تعالی سخت غضبناک ہوتا ہے جس کو اللہ کا رسول، جو جہاد کر رہا ہو، قتل کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۶۰۔ بخاری (۴۰۷۳) و مسلم (۱۷۹۳) واللفظ لہ۔

بيان الخفين

٢٠٤٧: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَدَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: مَتٰى أَوْلَجْتَ خُفَّيْكَ فِي رِجْلَيْكَ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَهَلْ نَزَعْتَهُمَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((أَصَبْتَ السُّنَّةَ)). [الصحيحة:٢٦٢٢]

خفین کے مسائل کا بیان

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے شام سے مدینہ کی طرف جمعہ والے دن سفر شروع کیا۔ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انھوں نے پوچھا: تو نے اپنے پاؤں موزوں میں کب داخل کیے تھے؟ میں نے کہا: جمعہ کے دن۔ انھوں نے کہا: کیا ان کو اتارا بھی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: تو نے سنت کی موافقت کی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۲۔ طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۴۸)، دارقطنی (۱/ ۱۹۵، ۱۹۶)، حاکم (۱/ ۱۸۰، ۱۸۱)، بیہقی (۱/ ۲۸۰)۔

افضل الجهاد

٢٠٤٨: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((أَفْضَلُ الْجِهَادِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُلَقَّوْنَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَلَا يُلْفِتُوْنَ وُجُوْهَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلُوْا أُولٰئِكَ يَتَلَبَّطُوْنَ فِي الْغُرَفِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ، إِنَّ رَبَّكَ إِذَا ضَحِكَ إِلٰى قَوْمٍ فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ)). [الصحيحة: ٢٥٥٨]

افضل ترین جہاد

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے ہاں افضل جہاد ان لوگوں کا ہے، جو پہلی صف میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں اور پیچھے کو متوجہ نہیں ہوتے حتی کہ وہ شہید ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنت کے اعلی بالا خانوں میں داخل ہوں گے۔ ان کی طرف تیرا ربّ دیکھتا ہے اور تیرا ربّ جب کسی قوم پر ہنس دے تو ان پر کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۵۸۔ طبرانی فی الاوسط (۳۱۴۳)۔

باب: كلمة الحق

۲۰۴۹: قالﷺ: ((اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: حَقٍّ) عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي أُمَامَةَ وَطَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، وَجَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَالزُّهْرِيِّ مُرْسَلاً۔ [الصحيحة:٤٩١]

باب: کلمہ حق کہنے کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد، ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ عدل (یا کلمۂ حق) کہنا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابو سعید خدری، سیدنا ابو امامہ، سیدنا طارق بن شہاب اور سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے اور امام زہری سے مرسلاً مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۹۱۔ (۱) ابو سعید: ابوداؤد (۴۳۴۴)، ترمذی (۲۱۷۴)، ابن ماجہ (۴۰۱۱)۔ (۲) ابو امامۃ: ابن ماجہ (۴۰۱۲)، احمد (۵/ ۲۵۱،۲۵۶)۔ (۳) طارق بن شہاب: نسائی (۴۲۱۴)، احمد (۴/ ۳۱۵)۔ (۴) جابر ؓ: عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۳۲۶)۔ (۵) عمیر اللیثی ؓ: حاکم (۳/ ۶۳۲)۔

نوع آخر من افضل الجهاد

۲۰۵۰: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْفُوعاً: ((اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيْقَ دَمُهُ)). [الصحيحة:٥٥٢]

افضل جہاد کی ایک اور قسم

سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل جہاد اس آدمی کا ہے جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور اس کا خون بہا دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۲۔ احمد (۴/ ۳۸۵)، ابن ماجہ (۲۷۹۴)، عبد بن حمید (۳۰۱)۔

۲۰۵۱: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَفْضَلُ النَّاسِ (وَفِي رِوَايَةٍ: خَيْرُ النَّاسِ) رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ، ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللّٰهَ رَبَّهُ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)). [الصحيحة:١٥٣١]

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے افضل (یا بہتر) وہ آدمی ہے جو اللہ کے راستے میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ (اس کے بعد اس) مومن (کا درجہ ہے جو) کسی گھاٹی میں فروکش ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۳۱۔ بخاری (۲۷۸۶)، مسلم (۱۸۸۸)، ابوداؤد (۲۴۸۵)، ترمذی (۱۶۶۰)، نسائی (۳۱۰۷)، ابن ماجہ (۳۹۷۸)، احمد (۳/ ۱۶)۔

باب: من الرفق بالحيوان

۲۰۵۲: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيْثاً لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَداً بِهِ أَحداً مِنَ النَّاسِ،

باب: جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن جعفر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور میرے ساتھ رازداری سے ایک بات کی جو میں کسی سے بیان نہیں کروں گا اور رسول اللہ ﷺ کو

وَكَانَ أَحَبُّ مَااسْتَتَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ النَّخْلِ، فَدَخَلَ حَائِطاً لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ، [فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَمَسَحَ سِرَاتَهُ إِلَى سَنَامِهِ وَذُفْرَاهُ فَسَكَنَ]فَقَالَ: ((مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟)) فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: لِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَلَاتَتَّقِي اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبُهَيْمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللّٰهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ)). [الصحيحة: ۲۰]

قضائے حاجت کے لئے کسی اونچی چیز (دیوار، ٹیلہ وغیرہ) یا کھجور کے جھنڈ کے ساتھ پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ سو آپ ﷺ ایک انصاری آدمی کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا۔ پس جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو بلبلایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ نبی ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کی کوہان اور کان کے عقبی حصے پر ہاتھ پھیرا تو اس کو قرار آ گیا۔ آپ نے پوچھا: "اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟" پس ایک نوجوان انصاری آپ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو اس جانور کے بارے میں، جس کا اللہ نے تجھ کو مالک بنایا ہے، اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیونکہ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور (مشقت زیادہ لے کر) تھکا دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۰۔ ابوداؤد (۲۵۴۹)، احمد (۱/ ۲۰۴، ۲۰۵)، حاکم (۲/ ۹۹، ۱۰۰)، ابو یعلی (۶۷۸۷)، مسلم (۳۴۲، ۲۴۲۹) مختصراً بدون القصة۔

۲۰۵۳: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَةِ شَاةٍ، وَهُوَ يَحُدُّ شَفْرَتَهُ، وَهِيَ تَلْحَظُ إِلَيْهِ بِبَصَرِهَا، فَقَالَ: ((أَفَلَا قَبْلَ هٰذَا؟ أَتُرِيْدُ أَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ؟!)). [الصحيحة: ٢٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جو اپنا پاؤں بکری کے پہلو پر رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور وہ اسے کن آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کام پہلے کیوں نہیں کر لیا؟ کیا تو اسے دو دفعہ ذبح کرنا چاہتا ہے؟"

تخریج: الصحیحة ۲۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۹۱۶)، والاوسط (۳۶۱۴)، بیہقی (۹/ ۲۳۱، ۲۳۳)۔

لا يعدل العمل بالجهاد

جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں ہے

۲۰۵٤: عَنْ فُضَالَةَ، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ، مَا أَقْرَبُ الْعَمَلِ إِلَى الْجِهَادِ؟ قَالَ: ((أَقْرَبُ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. اَلْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلَا يُقَارِبُهُ شَيْءٌ، [إِلَّا مَنْ كَانَ مِثْلَ هٰذَا، وَأَشَارَ النَّبِيُّ

سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے، (ذرا بتائیں کہ) جہاد کے قریب ترین عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب عمل اس کے راستے میں جہاد کرنا ہے اور اس جیسا کوئی عمل نہیں ہے، ہاں جو اس طرح کا آدمی ہو۔"

ﷺ إِلَى قَائِمٍ لَا يَفْتُرُ مِنْ قِيَامٍ وَلَا صِيَامٍ)) [الصحيحة: ۳۹۳۸]

پھر نبی ﷺ نے قیام کرنے والے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جو نہ قیام کرنے سے سست پڑتا ہے اور نہ روزے میں رکھنے میں غفلت برتتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۳۸۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۱۵۲)۔

فضل الحراسة

چوکیداری کی فضیلت

۲۰۵۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ وَرُبَّمَا لَمْ يَرْفَعْهُ۔ قَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِلَيْلَةٍ أَفْضَلَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؟ حَارِسُ الْحَرَسَ فِي أَرْضِ خَوْفٍ لَعَلَّهُ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ))۔ [الصحیحة: ۲۸۱۱]

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا (بسا اوقات وہ اس حدیث کو آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے): ''کیا میں تمھیں ایسی رات کے بارے میں بتلاؤں جو شب قدر سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے؟ (وہ رات جس میں) آدمی ایسی سرزمین میں پہرہ دے رہا ہو، جہاں خوف و دہشت ہو اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ شاید وہ اپنے گھر والوں کی طرف نہ لوٹ سکے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۱۱۔ الرویانی فی مسنده (۱۴۲۰)، حاکم (۲/ ۸۰، ۸۱)، بیھقی (۹/ ۱۴۹)۔

یساق الی الجنة فی امتی رجال فی السلال

میری امت کے کچھ افراد کو زنجیروں میں جکڑ کر داخل کیا جائے گا

۲۰۵۶: عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اسْتَغْرَقَ ضِحْكاً ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تَسْأَلُوْنِي مِمَّا ضَحِكْتُ؟ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّا ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ نَاساً مِنْ أُمَّتِي يُسَاقُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلَاسِلِ، مَا أَكْرَهَهَا إِلَيْهِمْ! قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: قَوْمٌ مِّنَ الْعَجَمِ يَسْبِيْهِمُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَيُدْخِلُوْنَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ))۔ [الصحیحة: ۲۸۷٤]

سیدنا ابو طفیل ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور بہت مسکرائے، پھر فرمایا: ''کیا تم مجھ سے میری مسکراہٹ کے بارے میں دریافت کرو گے؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی امت کے کچھ لوگ دیکھے، جنھیں زنجیروں میں جکڑ کر جنت کی طرف لے جایا جا رہا ہے، وہ جنت انھیں بڑی ہی ناپسند ہے!'' ہم نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عجمی لوگ ہیں، مہاجروں نے انھیں قیدی بنا کر اسلام میں داخل کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۷۴۔ ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۹۸)، البزار (الکشف: ۱۷۳۰) و (البحر: ۲۷۸۰)، الدولابی فی الکنی (۲/ ۱۰۲)۔

باب: من اعلام نبوته ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی

۲۰۵۷: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ حِيْنَ أَجْلَى الْأَحْزَابَ [يَعْنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ] عَنْهُ: ((اَلْآنَ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَلْيَوْمَ) نَغْزُوْهُمْ (يَعْنِي: مُشْرِكِي مَكَّةَ الَّذِيْنَ انْهَزَمُوْا فِي غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ) وَلَا يَغْزُوْنَا، [نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ])). [الصحيحة:۳۲۴۳]

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب غزوۂ خندق والے دن لشکروں کو بھگا دیا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اب ہم (غزوۂ خندق میں شکست سے دوچار ہونے والے مشرکینِ مکہ سے) سے لڑنے کے لئے ان کے علاقے میں گھسیں گے' وہ ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے' اب ہم ان کی طرف پیش قدمی کریں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۳۔ بخاری ۴۱۰۹'۴۱۱۰' احمد (۴/ ۲۶۲)' طبرانی فی الکبیر (۶۴۸۴'۶۴۸۵)۔

دعاء النوم

سونے کی دعا

۲۰۵۸: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ! [أَنْتَ] خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْلَهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ**)). فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عُمَرَ؟ فَقَالَ: مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ! مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ [الصحيحة: ۳۹۹۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر لیٹے تو کہے: اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا اور تو ہی اس کو فوت کرے گا' تیرے لئے ہی اس کا مرنا اور زندہ رہنا ہے۔ اگر تو اس کو زندگی عطا کرے تو اس کی حفاظت کرنا اور اگر مار دے تو بخش دینا۔ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اس آدمی نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا: کیا تو نے یہ کلمات اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے سنے ہیں؟ انھوں نے کہا: عمر سے اعلی شخصیت یعنی رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۸۔ مسلم (۲۷۱۲)' احمد (۲/ ۷۹)' ابن حبان (۵۵۴۱)۔

باب: من هديه صلى الله عليه وسلم في الجهاد و اقتداء الصحابة في المعارك واستبسالهم فيها

باب: جہاد کے متعلق طریقہ نبوی ﷺ اور صحابہ کا لڑائیوں کی اس کی پیروی کرنا اور اس میں جان دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا

۲۰۵۹: عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، قَالَ: (أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ قَالَ لِلْهُرْمُزَانِ: أَمَا إِذْ فُتِّنِي بِنَفْسِكَ فَانْصَحْ لِي۔ وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَالَ لَهُ: ((تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ)) فَأَمَّنَهُ، فَقَالَ الْهُرْمُزَانُ: نَعَمْ، إِنَّ فَارِسَ

زیاد بن جبیر بن حیہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد گرامی نے بتایا بلاشبہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کو کہا کہ جب تم نے مجھے اپنے مقابلہ میں کمزور جان ہی لیا ہے تو ہمیں کوئی نصیحت کرو اور اس کو یہ بھی کہا کہ جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو تم پر کوئی حرج نہیں اور تمھیں امان بھی دی جاتی ہے۔ ہرمزان نے کہا ٹھیک ہے۔ فارس

الْيَوْمَ رَأْسٌ وَجَنَاحَانِ۔ قَالَ: فَأَيْنَ الرَّأْسُ؟ قَالَ: نَهَاوَنْدُ مَعَ بُنْدَارٍ، قَالَ: فَإِنَّ مَعَهُ أَسَاوِرَةَ كِسْرٰى وَأَهْلَ أَصْفَهَانَ۔ قَالَ: فَأَيْنَ الْجَنَاحَانِ؟ فَذَكَرَ الْهُرْمُزَانُ مَكَانًا نَسِيْتُهُ، فَقَالَ الْهُرْمُزَانُ: اِقْطَعِ الْجَنَاحَيْنِ تُوْهِنِ الرَّأْسَ فَيَقْطَعُهُ اللّٰهُ، فَإِذَا قَطَعَهُ اللّٰهُ عَنِّي انْقَطَعَ عَنِّي الْجَنَاحَانِ۔ فَأَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَّسِيْرَ إِلَيْهِ بِنَفْسِهِ، فَقَالُوْا: نُذَكِّرُكَ اللّٰهَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْ تَسِيْرَ بِنَفْسِكَ إِلَى الْعَجَمِ، فَإِنْ أُصِبْتَ بِهَا لَمْ يَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ نِظَامٌ، وَلٰكِنِ ابْعَثِ الْجُنُوْدَ۔ قَالَ: فَبَعَثَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ وَبَعَثَ فِيْهِمْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَبَعَثَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ، وَكَتَبَ إِلٰى أَبِي مُوْسٰى الْأَشْعَرِيِّ أَنْ سِرْ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَكَتَبَ إِلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ يَمَانٍ أَنْ سِرْ بِأَهْلِ الْكُوْفَةِ، حَتّٰى تَجْتَمِعُوْا بِنَهَاوَنْدَ جَمِيْعًا، فَإِذَا اجْتَمَعْتُمْ فَأَمِيْرُكُمُ النُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ الْمُزَنِيُّ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا بِنَهَاوَنْدَ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ بُنْدَارُ [الْعِلْجُ] أَنْ أَرْسِلُوْا إِلَيْنَا يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ رَجُلًا مِنْكُمْ نُكَلِّمُهُ فَاخْتَارَ النَّاسُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ أَبِي: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ أَشْعَثُ أَعْوَرُ، فَأَتَاهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَيْنَا سَأَلْنَاهُ؟ فَقَالَ لَنَا: إِنِّي وَجَدْتُ الْعِلْجَ قَدِ اسْتَشَارَ أَصْحَابَهُ فِي أَيِّ شَيْءٍ تَأْذَنُوْنَ لِهٰذَا الْعَرَبِيِّ؟ أَبِشَارَتُنَا وَبَهْجَتُنَا وَمُلْكُنَا؟ أَوْ نَتَقَشَّفُ لَهُ فَنُزَهِّدُهُ عَمَّا فِي أَيْدِيْنَا؟ فَقَالُوْا: بَلْ نَأْذَنُ لَهُ بِأَفْضَلِ مَا يَكُوْنُ مِنَ الشَّارَةِ وَالْعِدَّةِ، فَلَمَّا رَأَيْتُمْ رَأَيْتُ تِلْكَ الْحِرَابَ وَالدَّرَقَ يَلْمَعُ مِنْهَا الْبَصَرُ،

والوں کے آج ایک سر اور دو بازو ہیں۔ (عمر رضی اللہ عنہ نے) پوچھا: سر کہاں ہے؟ اس نے کہا: بندار کے ساتھ نہاوند ہے اور اس کے ساتھ بصریٰ کے پرانے عجمی بھی ہیں اور اہل اصفہان بھی۔ انھوں نے پوچھا: بازو کہاں ہیں۔ ہرمزان نے جگہ کے بارے میں بتایا تھا لیکن میں بھول گیا۔ ہرمزان نے یہ بھی کہا کہ آپ ان کے بازوؤں کو کاٹ دیں۔ سر کمزور ہو جائے گا۔ عمرؓ نے کہا: اللہ کے دشمن تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہم سر کا ارادہ کریں گے تو اللہ اس کو کاٹ دے گا تو جب اللہ سر کو کاٹ دے گا تو بازو خود بخود کٹ جائیں گے۔ عمرؓ نے اس جنگ میں خود جانے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن صحابہ کرامؓ نے اللہ کا واسطہ دے کر عجم کی طرف جانے سے منع کر دیا اور کہا کہ اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو مسلمانوں کا نظام نہیں چلے گا۔ بلکہ آپ لشکروں کو بھیج دیں تو انہوں نے مدینہ والوں کو بھیجا جن میں عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ تھے اور انصار و مہاجرین بھی۔ ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم اہل بصریٰ کو لے کر چلو اور حذیفہ بن یمان کو لکھا کہ تم اہل کوفہ کو لے کر چلو۔ یہاں تک کہ تم سب نہاوند کے مقام پر جمع ہو جانا تو جب تم جمع ہو جاؤ تمہارا امیر نعمان بن مقرن المزنی ہو گا۔ جب وہ نہاوند میں جمع ہوئے تو ان کی طرف بندار (کافر تھا یا ایلچی) کو بھیجا کہ اے عرب کی جماعت ہماری طرف اپنے ایک آدمی کو بھیجو۔ ہم اس سے کلام کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے (اس کے جواب میں) مغیرہ بن شعبہ کو پسند کیا۔ میرے والد نے بیان کیا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایسا پراگندہ، کمزور آدمی ہے تو وہ جب ان کے پاس آنے کے بعد ہمارے پاس واپس لوٹا۔ ہم نے اس سے پوچھا تو اس نے ہمیں بتایا کہ میں نے علج (ایلچی یا کافر) کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہوئے پایا کہ تم نے اس عربی کو اپنے پاس کیوں بلایا ہے؟ کیا ہماری زیب و زینت، حسن و جمال اور ملک دکھانے کے لیے

وَرَأَيْتُهُمْ قِيَاماً عَلَى رَأْسِهِ، فَإِذَا هُوَ عَلَى سَرِيرٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَعَلَى رَأْسِهِ التَّاجُ، فَمَضَيْتُ كَمَا أَنَا وَنَكَسْتُ رَأْسِي لِأَقْعُدَ مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ، فَقَالَ: فَدُفِعْتُ نُهِرْتُ فَقُلْتُ: إِنَّ الرُّسُلَ لَايُفْعَلُ بِهِمْ هٰذَا فَقَالُوا لِي: إِنَّمَا أَنْتَ كَلْبٌ، أَتَقْعُدُ مَعَ الْمَلِكِ؟ فَقُلْتُ: لَأَنَا أَشْرَفُ فِي قَوْمِي مِنْ هٰذَا فِيكُمْ، قَالَ: فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ اجْلِسْ۔ فَجَلَسْتُ فَتُرْجِمَ لِي قَوْلُهُ؟ فَقَالَ: يَامَعْشَرَ الْعَرَبِ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَطْوَلَ النَّاسِ جُوعاً، وَأَعْظَمَ النَّاسِ شِقَاءً، وَأَقْذَرَ النَّاسِ قَذَراً، وَأَبْعَدَ النَّاسِ دَاراً، وَأَبْعَدَهُ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ، وَمَاكَانَ مَنَعَنِي أَنْ آمُرَ هٰذِهِ الْأَسَاوِرَةَ حَوْلِي أَنْ يَّنْتَظِمُوكُمْ بِالنُّشَابِ إِلَّا تَنْجِيساً لِجِيَفِكُمْ لِأَنَّكُمْ أَرْجَاسٌ، فَإِنْ تَذْهَبُوا يُخَلَّى عَنْكُمْ، وَإِنْ تَأْبَوْا نُبَوِّئْكُمْ مَصَارِعَكُمْ۔ قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا أَخْطَأْتَ مِنْ صِفَتِنَا وَنَعْتِنَا شَيْئًا، إِنْ كُنَّا لَأَبْعَدَ النَّاسِ دَاراً، وَأَشَدَّ النَّاسِ جُوعاً، وَأَعْظَمَ النَّاسِ شِقَاءً، وَأَبْعَدَ النَّاسِ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ، حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا رَسُولاً فَوَعَدَنَا بِالنَّصْرِ فِي الدُّنْيَا، وَالْجَنَّةِ فِي الْآخِرَةِ، فَلَمْ نَزَلْ نَتَعَرَّفُ مِنْ رَّبِّنَا۔ مُذْ جَاءَ نَا رَسُولُهُ ﷺ۔ الْفَلَاحَ وَالنَّصْرَ حَتّٰى أَتَيْنَاكُمْ، وَإِنَّا وَاللّٰهِ نَرٰى لَكُمْ مُلْكاً وَعَيْشاً لَا نَرْجِعُ إِلٰى ذٰلِكَ الشَّقَاءِ أَبَداً حَتّٰى نَغْلِبَكُمْ عَلٰى مَافِي أَيْدِيكُمْ أَوْ نُقْتَلَ فِي أَرْضِكُمْ فَقَالَ: أَمَّا الْأَعْوَرُ فَقَدْ صَدَقَكُمُ الَّذِي فِي نَفْسِهِ۔ فَقُمْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ وَاللّٰهِ أَرْعَبْتُ الْعِلْجَ جَهْدِي،

یا ہم اس کی تنگی کو دیکھیں۔ تاکہ جو ہمارے پاس ہے۔ ہم اس سے بے نیاز ہو جائیں تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم نے زیب و زینت اور فوجی تعداد دکھانے سے بھی بڑھ کر مقصد کے لیے بلایا ہے تو جب میں نے ان کو ان کی برچھیوں اور ڈھالوں کو دیکھا تو ان کی وجہ سے ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور وہ اس کے سر کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اپنے سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر تاج تھا تو میں ایسے ہی چلا گیا اور میں نے بیٹھنے کے لیے اپنا سر جھکایا تاکہ اس کے ساتھ بیٹھ جاؤں تو مجھے روک لیا گیا اور ڈانٹ دیا گیا تو میں نے کہا کہ قاصدوں کے ساتھ ایسا تو نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے مجھے کہا: کہ تو تو کتا ہے۔ بادشاہ کے ساتھ بیٹھتا ہے؟ میں نے کہا تمہارے بادشاہ سے بھی میری قوم میں میری عزت زیادہ ہے تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور کہا بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ اس کی گفتگو میرے لیے ترجمہ کی گئی تو اس نے کہا۔ اے عرب تم لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکے تھے اور سب سے زیادہ بدبخت تھے اور سب سے زیادہ گندے تھے۔ گھر بھی تمہارے دور تھے اور ہر اچھائی سے بھی دور تھے اور یہ جو پرانے عجمی میرے اردگرد بیٹھے ہیں' ان کو حکم دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ تمہیں تیروں سے سیدھا کریں اور تمہاری لاشوں کو لٹکا دیں۔ اس لیے کہ تم پلید ہو۔ تو اگر تو تم چلے جاؤ تمہارا راستہ چھوڑ دیا جائے گا اور اگر انکار کرو گے تو تمہاری قبروں کو ہم تیار کریں گے۔ مغیرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور میں نے کہا کہ تو نے ہماری صفات اور تعریف میں کوئی کمی نہیں کی۔ ہم گھر کے اعتبار سے لوگوں سے دور تھے۔ معیشت بھی ہماری کمزور تھی۔ سختی بھی ہم پر بہت تھی۔ خیر میں بھی ہم لوگوں سے دور تھے۔ حتیٰ کہ اللہ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا کہ جس نے دنیا میں (اللہ کی) مدد اور آخرت میں جنت کا ہم سے وعدہ کیا۔ اپنے

فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا الْعِلَجَ: إِمَّا أَنْ تَعْبُرُوا إِلَيْنَا بِنَهَا وَنَدَ وَإِمَّا أَنْ نَعْبُرَ إِلَيْكُمْ۔ فَقَالَ النُّعْمَانُ: اعْبُرُوا فَعَبَرْنَا۔ فَقَالَ أَبِي: فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّ الْعُلُوْجَ يَجِيئُوْنَ كَأَنَّهُمْ جِبَالُ الْحَدِيْدِ، وَقَدْ تَوَاثَقُوْا أَنْ لَا يَفِرُّوْا مِنَ الْعَرَبِ، وَقَدْ قُرِنَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى كَانَ سَبْعَةٌ فِي قِرَانٍ، وَأَلْقَوْا حَسَكَ الْحَدِيْدِ خَلْفَهُمْ وَقَالُوْا: مَنْ فَرَّ مِنَّا عُقِرَهُ حَسَكُ الْحَدِيْدُ۔ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حِيْنَ رَأَى كَثْرَتَهُمْ: لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ قَتِيْلًا إِنَّ عَدُوَّنَا يَتْرُكُوْنَ أَنْ يَتَنَامُوْا، فَلَا يُعْجَلُوْا، أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْأَمْرَ إِلَيَّ لَقَدْ أَعْجَلْتُهُمْ بِهِ۔ قَالَ: وَكَانَ النُّعْمَانُ رَجُلًا بَكَّاءً، فَقَالَ: قَدْ كَانَ۔ جَلَّ وَعَزَّ۔ يُشْهِدُكَ فَلَا يُحْزِنُكَ وَلَا يُعِيْبُكَ مَوْقِفُكَ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُنَاجِزَهُمْ إِلَّا لِشَيْءٍ شَهِدْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: **((كَانَ إِذَا غَزَا فَلَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ لَمْ يُعَجِّلْ حَتَّى تَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ، وَتَهُبَّ الْأَرْوَاحُ، وَيَطِيْبَ الْقِتَالُ))** ثُمَّ قَالَ النُّعْمَانُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُقِرَّ عَيْنِي بِفَتْحٍ يَكُوْنُ فِيْهِ عِزُّ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ، وَذُلُّ الْكُفْرِ وَأَهْلِهِ۔ ثُمَّ اخْتِمْ لِي عَلَى إِثْرِ ذٰلِكَ بِالشَّهَادَةِ، ثُمَّ قَالَ: أَمِّنُوْا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ۔ فَأَمَّنَّا وَبَكَى فَبَكَيْنَا۔ فَقَالَ النُّعْمَانُ: إِنِّي هَازٌّ لِوَائِي فَتَيَسَّرُوْا لِلسِّلَاحِ، ثُمَّ هَازُّهَا الثَّانِيَةَ، فَكُوْنُوْا مُتَيَسِّرِيْنَ لِقِتَالِ عَدُوِّكُمْ بِإِزَائِكُمْ، فَإِذَا هَزَزْتُهَا الثَّالِثَةَ فَلْيَحْمِلْ كُلُّ قَوْمٍ عَلَى مَنْ يَلِيْهِمْ مِنْ عَدُوِّهِمْ عَلَى بَرَكَةِ اللّٰهِ، قَالَ فَلَمَّا حَضَرَتِ

رب کے اس وعدے کو ہم ہمیشہ پرکھتے رہے ہیں۔ کامیابی اور مدد کی صورت میں جب سے اس کا رسولؐ ہمارے پاس آیا ہے۔ (اسی لیے) تمہارے پاس بھی آ گئے ہیں اور اللہ کی قسم ہم تمہارے ملک اور عیاشی کو دیکھ رہے ہیں۔ اس شقاوت کی طرف نہیں لوٹیں گے بلکہ جو تمہارے پاس ہے۔ اس پر غلبہ حاصل کریں گے یا پھر تمہاری زمین میں شہید ہو جائیں گے تو اس کافر نے کہا کہ اس کمزور آدمی نے اپنے دل کی بات کہہ دی ہے۔ میں اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا۔ میری ہمت پر علج بھی ڈر گیا تھا تو اس نے علج کو ہماری طرف بھیجا کہ تم نہاوند میں آ کر ہمارا مقابلہ کرنا چاہتے ہو یا ہم تمہارا مقابلہ کرنے کے لیے آئیں (اس کے جواب میں) نعمانؓ نے کہا: چلو۔ ہم لڑائی کے لیے چل دیے (میرے والد نے بیان کیا) ایسی سخت لڑائی میں نے کبھی بھی نہیں دیکھی تھی۔ کافر اس طرح آتے تھے۔ گویا لوہے کے پہاڑ ہیں اور وہ ایک دوسرے سے بندھے ہوئے تھے تا کہ عربوں سے ڈر کر بھاگ نہ جائیں اور ایک رسی میں سات سات افراد ملے ہوئے تھے اور ان کے پیچھے لوہے کے تیز دھار کانٹے پھینکے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا کہ جو بھی ہم سے بھاگا تو اس کو لوہے کے کانٹے مار دیں گے۔ مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ میں نے جب ان کی کثرت دیکھی تو میں نے اتنے مقتول بھی کبھی نہ دیکھے تھے۔ ہمارے دشمنوں کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں اور وہ جلدی بھی نہیں کر پا رہے تھے۔ اللہ کی قسم اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں ان پر جلدی حملہ کر دیتا لیکن نعمان بڑے ہی رونے (نرم دل) والے شخص تھے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ان کی طرح شہادت دے گا۔ نیز اس جنگ میں انتظار کرنا تجھے پریشان نہ کرے اور بلاشبہ اللہ کی قسم ان کا مقابلہ کرنے میں مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ جو میں نے رسول اللہ کے عمل کا مشاہدہ کیا۔ آپؐ جب جہاد کے لیے

الصَّلَاةُ وَهَبَتِ الْأَرْوَاحُ كَبَّرَ وَكَبَّرْنَا۔ وَقَالَ: رِيحُ الْفَتْحِ وَاللّٰهِ إِنْ شَا اللّٰهُ، وَإِنِّي مُقْرِنٍ فَسُجِّيَ عَلَيْهِ ثَوْباً وَأَخَذَ اللِّوَاءَ، فَتَقَدَّمَ ثُمَّ قَالَ: تَقَدَّمُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، فَجَعَلْنَا نَتَقَدَّمُ لَأَرْجُوأَنْ يَسْتَجِيبَ اللّٰهُ لِي، وَأَنْ يَفْتَحَ عَلَيْنَا، فَهَزَّ اللِّوَاءَ فَتَيَسَّرُوا، ثُمَّ هَزَّهَا الثَّانِيَةَ، ثُمَّ هَزَّهَا الثَّالِثَةَ، فَحَمَلْنَا جَمِيعًا كُلُّ قَوْمٍ عَلَى مَنْ يَلِيهِمْ، وَقَالَ النُّعْمَانُ: إِنْ أَنَا أُصِبْتُ فَعَلَى النَّاسِ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَإِنْ أُصِيبَ حُذَيْفَةُ فَفُلَانٌ، فَإِنْ أُصِيبَ فُلَانٌ [فَفُلَانٌ] حَتّٰى عَدَّ سَبْعَةَ آخِرُهُمُ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، قَالَ أَبِي: فَوَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَحَداً يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ حَتّٰى يُقْتَلَ أَوْ يَظْفَرَ، فَثَبَتُوا لَنَا، فَلَمْ نَسْمَعْ إِلَّا وَقْعَ الْحَدِيدِ عَلَى الْحَدِيدِ، حَتّٰى أُصِيبَ فِي الْمُسْلِمِينَ عِصَابَةٌ عَظِيمَةٌ۔

فَلَمَّا رَأَوْا صَبَرْنَا وَرَأَوْنَا لَانُرِيدُ أَنْ نَرْجِعَ انْهَزَمُوا، فَجَعَلَ يَقَعُ الرَّجُلُ فَيَقَعُ عَلَيْهِ سَبْعَةٌ فِي قِرَانٍ فَجَعَلْنَا نُقَدِّمُ اللِّوَاءَ فَنَقْتُلُهُمْ، وَنَهْزِمُهُمْ، فَلَمَّا رَأَى النُّعْمَانُ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ وَرَأَى الْفَتْحَ، جَاءَتْهُ نُشَابَةٌ فَأَصَابَتْ خَاصِرَتَهُ، فَقَتَلَتْهُ فَجَاءَ أَخُوهُ مَعْقِلُ بْنُ مُقْرِنٍ فَسَجّٰى عَلَيْهِ ثَوْباً وَأَخَذَ اللِّوَاءَ، فَتَقَدَّمَ ثُمَّ قَالَ: تَقَدَّمُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، فَجَعَلْنَا نَتَقَدَّمُ فَنَهْزِمُهُمْ وَنَقْتُلُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْنَا وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالُوا: أَيْنَ الْأَمِيرُ؟ فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ فَنَهْزِمُهُمْ وَنَقْتُلُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْنَا وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالُوا: أَيْنَ الْأَمِيرُ؟ فَقَالَ مَعْقِلٌ: هٰذَا أَمِيرُكُمْ قَدْ

نکلتے تو شروع دن میں لڑائی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی جلدی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نمازوں کا وقت ہو جاتا اور ہوائیں چل پڑتیں اور لڑائی بھی آسان ہو جاتی۔ پھر اس کے بعد نعمان نے دعا کی۔ اے اللہ اس فتح کے ساتھ میری آنکھوں کو ٹھنڈک دے کہ جس سے مسلمانوں کو عزت ملے اور کافر ذلیل ہو جائیں پھر اس جنگ کے اختتام پر مجھے شہادت عطا فرما۔ اپنے ساتھیوں سے کہا تم اس پر آمین کہو' اللہ تم پر رحم کرے' تو ہم نے آمین کہی۔ وہ بھی رو پڑے اور ہم بھی رو پڑے۔ اس کے بعد نعمان نے کہا کہ میں اپنا جھنڈا لہراؤں گا تو تم اسلحہ کو تیار کر لینا اور جب دوبارہ لہراؤں گا تو تم لڑنے کے لیے تیار ہو جانا اپنے سامنے والے دشمنوں کے ساتھ۔ اور جب میں تیسری بار لہراؤں تو ہر شخص اللہ کی توفیق کے ساتھ اپنے قریب والے دشمن کے اوپر حملہ کر دے۔ تو جب نماز کا وقت ہو گیا' ہوا چل پڑی۔ اس نے بھی اور ہم نے بھی اللہ اکبر کہا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم یہ کامیابی والی ہوا ہے انشاء اللہ اور بلاشبہ مجھے اپنی فتح کی امید ہے دعا کی قبولیت کی تو اس نے جھنڈا لہرایا' لوگ مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔ پھر دوسری مرتبہ لہرایا' پھر تیسری مرتبہ لہرایا تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنے سامنے والے کافر پر حملہ کر دیا۔ نیز نعمان نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں شہید کر دیا جاؤں تو لوگ حذیفہ بن یمان کو امیر بنالیں اور اگر وہ بھی شہید کر دیے جائیں تو لوگ فلاں کو امیر بنائیں اگر وہ بھی شہید کر دیے جائیں تو فلاں کو یہاں تک کہ انہوں نے سات افراد کا نام لیا اور ان میں آخری مغیرہ بن شعبہؓ تھے۔ میرے والد نے بیان کیا کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی کامیابی یا شہادت کے بغیر اپنے گھر کی طرف جانا پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ (کافر) بھی ہمارے مقابلہ میں ڈٹے رہے تو ہم بس لوہے پر لوہے کے گرنے کی آواز ہی سن رہے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت شہید

أَقَرَّاللّٰهُ عَيْنَهُ بِالْفَتْحِ، وَخَتَمَ لَهُ، بِالشَّهَادَةِ۔ فَبَايَعَ النَّاسُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ۔ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ بِالْمَدِينَةِ يَدْعُو اللّٰهَ، وَيَنْتَظِرُ مِثْلَ صَيْحَةِ الْحُبْلٰى، فَكَتَبَ حُذَيْفَةُ إِلٰى عُمَرَ بِالْفَتْحِ مَعَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ قَالَ: أَبْشِرْيَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِفَتْحٍ أَعَزَّ اللّٰهُ فِيهِ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ وَأَذَلَّ فِيهِ الشِّرْكَ وَأَهْلَهُ۔ وَقَالَ: النُّعْمَانُ بَعَثَكَ؟ قَالَ: اَحْتَسِبِ النُّعْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَبَكٰى عُمَرُ وَاسْتَرْجَعَ، فَقَالَ: وَمَن و يحَكِ؟ قَالَ: فُلَانٌ وَفُلَانٌ۔ حَتّٰى عَدَّ نَاسًا۔ ثُمَّ قَالَ: وَآخَرِينَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَاتَعْرِفُهُمْ، فَقَالَ عُمَرُ۔ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ وَهُوَ يَبْكِي: لَايَضُرُّهُمْ أَن لَّايَعْرِفَهُمْ عُمَرُ، لٰكِنِ اللّٰهُ يَعْرِفُهُمْ)۔ [الصحيحة: ٢٨٢٦]

ہوچکی تھی۔ لیکن جب انہوں نے ہمارا صبر اور نہ ٹوٹنے کا عزم دیکھا تو وہ شکست کھا گئے۔ جب ان کا ایسا ایک آدمی گرتا تھا تو ساتوں اس پر گرتے تھے اور ساتوں ہی قتل ہوجاتے تھے اور پیچھے سے لوہے کے کانٹے بھی ان کو قتل کا سبب بن رہے تھے۔ نعمانؓ نے کہا جھنڈے کو آگے لاؤ تو ہم نے جھنڈے کو آگے بڑھایا ہم ان کو قتل کررہے تھے اور ان کو شکست دے رہے تھے۔

نعمان نے دعا کی قبولیت اور فتح دیکھی تو اچانک ایک تیر آیا اور ان کی کوکھ میں لگا۔ جس نے اس کو شہید کردیا تو اس کا بھائی معقل آیا۔ ان پر کپڑا ڈال دیا اور جھنڈا پکڑ کر آگے بڑھا اور لوگوں کو کہا۔ اللہ تم پر رحم کرے آگے بڑھو تو ہم آگے بڑھتے چلے گئے اور شکست دیتے اور قتل کرتے گئے۔ جب ہم جنگ سے فارغ ہوگئے۔ لوگ جمع ہوگئے۔ انہوں نے کہا امیر کہاں ہے؟ تو معقل نے کہا: یہ تمہارا امیر ہے کہ جس کی آنکھوں کو اللہ نے فتح کے ساتھ ٹھنڈا کیا ہے اور شہادت کے ساتھ اس کا خاتمہ کیا ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے حذیفہ بن یمان کی بیعت کی۔ راوی نے بیان کیا (کہ دوسری جانب) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں اللہ سے دعائیں کررہے تھے اور چیخنے والی حاملہ کی طرح انتظار کررہے تھے (یعنی سخت بے صبری سے) حذیفہؓ نے ایک مسلمان شخص کے ذریعہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فتح کا خط لکھا تو جب وہ اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا: امیر المؤمنین فتح مبارک ہو۔ اللہ نے آج بھی اسلام اور مسلمانوں کو عزت دی ہے‘ شرک اور مشرکوں کو آج بھی ذلیل کیا ہے۔ (عمرؓ) نے پوچھا: تجھے نعمان نے بھیجا ہے؟ اس نے جواب دیا: امیر المؤمنین نعمان رضی اللہ عنہ شہید ہوچکے ہیں۔ تو عمرؓ رو پڑے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پوچھا۔ ہائے تجھ پر افسوس! اور کون کون اس نے جواب دیا کہ فلاں‘ فلاں (شہید ہوگئے ہیں) یہاں تک کہ اس نے کئی لوگوں کا نام لیا اور

کچھ لوگوں کے بارے میں کہا کہ امیر المؤمنین آپ ان کو نہیں جانتے تو عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے جواب دیا کہ عمرؓ کا نہ جاننا ان کے لیے نقصان کا باعث نہیں بن سکتا۔ جبکہ اللہ تو ان کو پہچانتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۶۔ ابن جریر الطبری فی التاریخ (۲/ ۲۳۵،۲۳)' ابن حبان (۴۷۵۶)' بخاری (۳۱۵۹،۳۱۶۰) مختصراً۔

الأكل بالجمع

۲۰۶۰: عَنْ أَبِي مُوسٰى، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)).

[الصحيحة:۳۵۰٤]

اکٹھا کر کے کھانا

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اشعری حضرات' جب جہاد (کے سفر) میں زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے' یا مدینے میں (حالتِ قیام میں) ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے' تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے' سب ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں اور پھر اس کو برتنوں میں مساوی طور پر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں' پس یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۰۴۔ بخاری (۲۴۸۶)' مسلم (۲۵۰۰)' بیہقی (۱۰/ ۱۳۲)' بغوی (۲۱۵۶)۔

حفاظة الله علی من خرج فی سبیله

۲۰۶۱: عَنْ حُمَيْدٍ (يَعْنِي: ابْنَ هِلَالٍ) قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الطُّفَاوَةِ طَرِيقُهُ عَلَيْنَا فَأَتَى عَلَى الْحَيِّ فَحَدَّثَهُمْ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي عِيرٍ لَنَا، فَبِعْنَا بَضَاعَتَنَا (الْأَصْلَ: بياعتنا) ثُمَّ قُلْتُ: لَأَنْطَلِقَنَّ إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فَلَآتِيَنَّ مَنْ بَعْدِي بِخَبَرِهِ، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا هُوَ يُرِينِي بَيْتاً، قَالَ: ((إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ فِيهِ (يَعْنِي: بَيْتاً فِي الْمَدِينَةِ) فَخَرَجَتْ فِي سَرِيَّةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وتركت ثِنْتَيْ عَشَرَةَ عَنْزاً لَهَا وَصِيصَتَهَا، كَانَتْ تَنْسُجُ بِهَا، قَالَ: فَفَقَدَتْ عَنْزاً مِنْ غَنَمِهَا وَصِيصَتَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَبِّ

جو اللہ کی راہ میں نکلے اس کی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے

سیدنا حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: طفاوہ قبیلے کا ایک آدمی' جو ہمارے پاس سے گزرتا تھا' اپنے قبیلے کے پاس آیا اور کہا: ہم اپنے سامانِ تجارت والے قافلے میں مدینہ آئے اور اپنا سامان فروخت کیا۔ پھر میں نے کہا: میں تو اس آدمی (رسول اللہ ﷺ) کے پاس ضرور جاؤں گا اور پچھلوں کو بھی آپ کے حالات سے آگاہ کروں گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا' آپ نے مجھے ایک گھر دکھایا اور فرمایا: ''ایک عورت اس گھر میں رہائش پذیر تھی' وہ بارہ بکریاں اور کاتنے کا تکلا' جس کے ساتھ وہ بننے کا کام کرتی تھی' چھوڑ کر مسلمانوں کے ایک فوجی دستے میں ان کے ساتھ چلی گئی۔ (جب وہ واپس آئی تو دیکھا کہ) ایک بکری اور تکلا گم ہو گیا ہے۔ اس نے کہا: اے میرے ربّ! تو نے اپنے راستے میں نکلنے

إِنَّكَ قَدْ ضَمِنْتَ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِكَ أَنْ تَحْفَظَ عَلَيْهِ، وَإِنِّي قَدْ فَقَدْتُ عَنْزاً مِنْ غَنَمِي وَصِيصَتِي وَإِنِّي أَنْشُدُكَ عَنْزِي وَصِيصَتِي، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ يَذْكُرُهُ شِدَّةَ مَنَاشَدَتِهَا لِرَبِّهَا تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَأَصْبَحَتْ عَنْزُهَا وَمِثْلُهَا، وَصِيصَتُهَا وَمِثْلُهَا، وَهَاتِيكَ فَأْتِهَا فَاسْأَلْهَا إِنْ شِئْتِ)).

تخريج: الصحيحة ۲۹۳۵۔ احمد (۵/ ۶۷)۔

والے کی حفاظت کی ضمانت دی ہے اور میری تو ایک بکری اور تکلا گم ہو گیا ہے۔ اب میں تجھے قسم کے ساتھ واسطہ دے کر تجھ سے اپنی بکری اور تکلا طلب کرتی ہوں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ رب سے اس کے مطالبے کی شدت کا تذکرہ کرنے لگے اور فرمایا: ''اس کی بکری اور اس کی مثل ایک اور بکری اور اس کا تکلا اور اس کی مثل ایک اور تکلا اسے مل گیا۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس کے پاس چلا جا اور اس سے پوچھ لے۔''

اول شئ يقض يوم القيامة عليه

۲۰۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ: رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ. قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ. قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قال: فَمَا عَمِلْتَ فيها؟ قال: ما تَرَكْتُ من سَبِيلٍ تُحِبُّ أَن يُنْفَقَ فِيهَا

جس چیز کا قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ ہو گا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا (وہ یہ ہیں:) (۱) وہ آدمی جو شہید ہوا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالی اپنی نعمتوں کا تعارف کروائے گا اور وہ اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالی پوچھے گا: تو نے کون سا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر لڑائی کی، حتی کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو تو اس لئے لڑا تھا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے، وہ تو کہا جا چکا ہے، پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) وہ آدمی، جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالی اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کروائیں گے، وہ اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالی پوچھے گا: کون سا عمل کر کے آیا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے تو علم اس لئے حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن مجید پڑھا، تا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (۳) وہ آدمی، جسے

إِلَّاأَنْفَقْتُ فِيهَا، لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنْ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيلَ. ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ)).

اللہ تعالیٰ نے رزق میں فراوانی دی اور ہر قسم کا مال عطا کیا۔ اس کو لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا تعارف کروائیں گے' وہ اقرار کرلے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے ہر اس مصرف میں مال خرچ کیا جہاں خرچ کرنا تجھے پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے' تو نے تو اس لئے کیا تھا تاکہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۱۸۔ مسلم (۱۹۰۵)' نسائی (۳۱۳۹)' احمد (۲/ ۳۲۲)۔

ذكر الهجرة الحبشة

۲۰۶۳: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا ضَاقَتْ عَلَيْنَا مَكَّةُ، وَأُوْذِيَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَفُتِنُوا، وَرَأَوْامَايُصِيبُهُمْ مِنَ الْبَلَاءِ وَالْفِتْنَةِ فِي دِيْنِهِمْ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺلَايَسْتَطِيْعُ دَفْعَ ذٰلِكَ عَنْهُمْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَنَعَةٍ مِّنْ قَوْمِهِ وَعَمِّهِ لَايَصِلُ إِلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّايَكْرَهُ، مِمَّا يَنَالُ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ مَلِكاً لَايُظْلَمُ أَحَدٌ عِنْدَهُ، فَالْحِقُوْا بِبِلَادِهِ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجاً وَمَخْرَجاً مِمَّا أَنْتُمْ فِيْهِ)) فَخَرَجْنَا إِلَيْهَا أَرْسَالاً حَتّٰى اجْتَمَعْنَا وَنَزَلْنَا كَذَا فِي ((السُّنَنِ)) وَقَدْ سَاقَهُ بِطُوْلِهِ فِي أَرْبَعِ صَفْحَاتٍ۔

[الصحيحة: ۳۱۹۰]

ہجرت حبشہ کا بیان

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب مکہ (کی سرزمین) ہم پر تنگ ہو گئی' اصحابِ رسول کو تکالیف دی گئیں اور انھیں آزمایا گیا اور انھوں نے دیکھا کہ ہم اپنے دین کی وجہ سے جن آزمائشوں اور فتنوں میں مبتلا ہیں' (فی الحال) رسول اللہ ﷺ ان کو رفع دفع نہیں کر سکتے اور خود رسول اللہ ﷺ کو اپنی قوم اور چچا کی وجہ سے طاقت و عزت حاصل تھی' اس لئے آپ مکروہات' جن میں عام صحابہ مبتلا تھے' سے محفوظ تھے۔ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''حبشہ میں ایک بادشاہ ہے' اس کی سلطنت میں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا' تم لوگ اس سے جا ملو' حتی کہ اللہ تعالیٰ ان مصائب سے کشادگی اور راہِ فرار کی کوئی صورت پیدا کر دے۔'' ہم (نے اس تجویز پر عمل کیا اور) گروہوں کی شکل میں (مکہ سے) نکل پڑے اور ایک بہترین مقام پر اور بہترین پڑوسی کے پاس اکٹھے ہو گئے' اس نے ہم کو ہمارے دین پر امان دی اور ہمیں اس کی طرف سے کسی قسم کے ظلم کا اندیشہ نہ رہا...... راوی نے طویل حدیث ذکر کی' اسی طرح یہ روایت سنن میں ہے اور چار صفحات میں مکمل روایت بیان کی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۹۰۔ بیہقی فی السنن (۹/ ۹)، وفی الدلائل (۲/ ۳۰۱)، احمد (۱/ ۲۰۱، ۲۰۳)۔

تقرير الشعار

٢٠٦٤: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ بُيِّتُّمْ فَلْيَكُنْ شِعَارُكُمْ: ﴿حٰمٓ﴾ لَا يُنْصَرُوْنَ)). [الصحيحة:٣٠٩٧]

خاص علامت پہچان کے لیے مقرر کرنا

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر تم پر رات کو اچانک حملہ کر دیا جائے تو تمھارا شعار (تعارف کرانے کے لئے نشانِ خاص) "حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْن" (حم۔ کافروں کی مدد نہیں کی جائے گی۔) ہونا چاہیے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۷۔ ابوداؤد (۲۵۹۷)، ترمذی (۱۶۸۲)، ابن الجارود (۱۰۶۳)، حاکم (۲/ ۱۰۷)۔

افضل الجهاد ان تجاهد بنفسك

٢٠٦٥: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ: ((أَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ وَهَوَاكَ فِي ذَاتِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.)).

[الصحيحة:١٤٩٦]

اپنے نفس سے جہاد کرنا افضل جہاد ہے

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کی ذات کی خاطر تیرا اپنے نفس اور خواہش سے جہاد کرنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۶۔ ابن ملہ فی الامالی (۳/ ۲)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۲/ ۲۴۹)، دیلمی (۱/ ۱/ ۱۲۷)۔

عدم الاستعانة من المشرك

٢٠٦٦: عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ أُحُدٍ، حَتّٰى إِذَا جَاوَزَثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ إِذَا هُوَ بِكَتِيبَةٍ خَشْنَاءَ، فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالُوْا: هذا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ [ابن] سَلُوْلَ فِي سِتِّ مِئَةٍ مِّنْ مَوَالِيْهِ مِنَ الْيَهُوْدِ مِنْ أَهْلِ قَيْنُقَاعَ، وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: وَقَدْ أَسْلَمُوْا؟ قَالُوْا: لَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ: ((قُوْلُوْا لَهُمْ فَلْيَرْجِعُوْا، فَإِنَّا لَانَسْتَعِيْنُ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ)). [الصحيحة: ١١٠١]

مشرک سے مدد طلب نہ کرنا

سیدنا ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بروز اتوار نکلے اور ثنیہ وداع کو عبور کر گئے۔ آپ کو ہتھیاروں سے لیس ایک لشکر نظر آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' صحابہ نے کہا: یہ اپنے چھ سو قینقاع کے یہودی رفقاء، جو عبد اللہ بن سلام کا قبیلہ ہیں، سمیت عبداللہ بن ابی بن سلول بن سلول ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''آیا یہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے کہو کہ لوٹ جاؤ، میں مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد طلب نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۰۱۔ ابن سعد (۲/ ۴۸)، حاکم (۲/ ۱۲۲)، طحاوی فی شرح المشکل (۳/ ۲۴۱)۔

باب: من الشهداء حكما

باب: اعزازی شہداء کا بیان

٢٠٦٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَاتَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ؟)) قَالُوْا: الَّذِي يُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يُقْتَلَ قَالَ: ((إِنَّ الشَّهِيْدَ فِي أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيْلٌ. الْقَتِيْلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ، وَالطَّعِيْنُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ، وَالْغَرِيْقُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ، وَالْخَارُّ عَنْ دَابَّتِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ، وَالْمَجْنُوْبُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ)). قَالَ: مُحَمَّدٌ (يَعْنِي: اِبْنَ إِسْحَاقَ) اَلْمَجْنُوْبُ: صَاحِبُ الْجَنْبِ۔

[الصحيحة: ١٦٦٧]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم کن کو شہید شمار کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جو اللہ کی راہ میں لڑتا ہے اور قتل کر دیا جاتا ہے (وہ شہید ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب تو میری امت میں شہداء کم ہوں گے (بلکہ بات یوں ہے کہ) اللہ کے راستے میں قتل ہونے والا شہید ہے' اللہ کے راستے میں نیزہ زدہ آدمی شہید ہے' ڈوب کر مر جانے والا شہید ہے' اللہ کے راستے میں اپنی سواری سے گر کر مر جانے والا شہید ہے اور اللہ کے راستے میں نمونیا سے مرنے والا آدمی شہید ہے۔'' محمد (یعنی ابن اسحاق) نے کہا: ''مَجْنُوْب'' سے مراد ''صَاحِبُ الْجَنْب'' ہے۔

تخریج: الصحیحة ١٦٦٧۔ احمد (٢/ ٤٤١)' ابن ابی شیبة (٥/ ٣٣٢)' بیھقی فی الشعب (٩٨٨١)۔

باب: وجوب الوفاء بالنذر المباح

باب: مباح نذر پوری کرنا واجب ہے

٢٠٦٨: عَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي بَعْضِ مَغَازِيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، جَاءَ تْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِماً أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنّٰى، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلاَّ فَلاَ)) فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ، فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ

سیدنا بریدہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوے کے لئے نکلے۔ جب واپس آئے تو ایک سیاہ رنگ کی لڑکی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی نے آپ کو عافیت و سلامتی کے ساتھ لوٹایا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے (واقعی) نذر مانی ہے تو دف بجا لے' وگرنہ نہیں۔'' اس نے دف بجانا شروع کر دیا۔ سیدنا ابوبکر ﷺ تشریف لائے وہ دف بجاتی رہی' پھر سیدنا علی ﷺ تشریف لائے وہ بجاتی رہی' پھر سیدنا عثمان ﷺ تشریف لائے وہ بجاتی رہی۔ پھر سیدنا عمر ﷺ تشریف لائے تو اس نے اپنے سرین کے نیچے دف رکھ لیا اور اس پر بیٹھ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! شیطان تجھ سے ڈرتا ہے' میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجاتی رہی' ابوبکر آئے یہ بجاتی رہی' پھر علی آئے یہ بجاتی رہی' پھر عثمان آئے یہ بجاتی رہی۔ عمر! جب تم داخل ہوئے تو اس نے دف رکھ دیا۔''

يَا عُمَرُ أَلْقِ الدُّفَّ)). [الصحيحة: ٢٢٦١]

تخریج: الصحیحة ۲۲۶۱- ترمذی (۳۶۹۰)' ابن حبان (۴۳۸۶)' احمد (۵/ ۳۵۳)' بیهقی (۱۰/ ۷۷)۔

نبض المومن شيطانه

٢٠٦٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُنْضِي شَيَاطِيْنَهُ، كَمَا يُنْضِي أَحَدُكُمْ بَعِيْرَهُ فِي السَّفَرِ)).

[الصحيحة:٣٥٨٦]

مومن کا شیطان کو تھکا دینا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مومن اپنے شیطانوں کو اس طرح تھکا دیتا ہے' جس طرح تم میں سے ایک آدمی سفر میں اپنے اونٹ کو تھکا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۶)۔ احمد (۲/ ۳۸۰)' ابن ابی الدنیا فی مکائد الشیطان (۲۰)۔

باب: جهاد اللسان

٢٠٧٠: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَاأَنْزَلَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَأَنَّ مَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ)). [الصحيحة:١٦٣١]

باب: زبان کا جہاد

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: بیشک اللہ تعالی نے اشعار کے بارے میں جو کچھ نازل کیا' وہ نازل کیا (تو اب شعروں کے بارے میں کیا خیال ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ مومن اپنی تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو کچھ تم انھیں زبان سے کہتے ہو (یعنی شعروں کے ذریعے دشمنوں کی مذمت کرتے ہو) وہ ان پر تیروں کے برسنے کی طرح (اثر کرتا ہے)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۱- احمد (۶/ ۳۸۷)' طبرانی (۱۹/ ۷۶)' بیهقی (۱۰/ ۲۳۹)' من طریق آخر عنه۔

باب: دوام الهجرة والجهاد

٢٠٧١: عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: أَنَّ رِجَالاً مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَاخْتَلَفُوْا فِي ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُنَاسًا يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْهِجْرَةَ

باب: ہجرت اور جہاد کے باقی رہنے کا بیان

سیدنا جنادہ بن ابوامیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہجرت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے' اس بارے میں ان کی آراء میں اختلاف نظر آنے لگا۔ میں نبیٔ کریم ﷺ کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہجرت منقطع ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک جہاد باقی ہے' ہجرت کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔''

لَاتَنْقَطِعُ مَاكَانَ الْجِهَادُ)). [الصحيحة: ١٦٧٤]

تخریج: الصحيحة ۱۶۷۴۔ احمد (۴/ ۶۲'۵/ ۳۷۵)' طحاوی فی مشكل الآثار (۳/ ۲۵۷)۔

انتداب الله لمن خرج في سبيله

٢٠٧٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيْلِهِ. لا يَخْرُجُ إِلَّا جِهَاداً فِي سَبِيْلِي، وَإِيْمَاناً بِي، وَتَصْدِيْقاً بِرَسُوْلِي. فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أُرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلاً مَانَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَامِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كُلِمَ، لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيْحُهُ رِيْحُ مِسْكٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، مَاقَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَبَداً، وَلٰكِنِّي لَا أَجِدُ سِعَةً فَيَتَّبِعُوْنِي، وَلَا تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ فَيَتَخَلَّفُوْنَ بَعْدِي: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلَ)). [الصحيحة:٣٤٩٨]

جو اللہ کی راہ میں نکلے اس کی ضمانت کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی نے اس آدمی کی ضمانت اٹھائی ہے جو اس کے راستے میں نکلتا ہے اور (اللہ تعالی کہتا ہے کہ) جب یہ آدمی صرف میرے راستے میں جہاد کرنے' مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسول کی تصدیق کرنے کی وجہ سے نکلتا ہے تو میں بھی ضمانت دیتا ہوں کہ اسے جنت میں داخل کروں گا یا اس کو اجر یا غنیمت' جو بھی اس نے حاصل کیا' سمیت اس کے گھر لوٹا دوں گا۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو زخم بھی اللہ کے راستے میں لگتا ہے تو زخمی جس حالت میں زخمی ہوا تھا' اسی حالت میں روزِ قیامت آئے گا' زخم سے بہنے والے خون کا رنگ تو وہی ہوگا جو خون کا ہوتا ہے' لیکن اس کی خوشبو کستوری کی طرح کی ہوگی۔ اس ذات کی قسم کا بیان جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے' اگر مسلمانوں پر گراں نہ گزرتا تو میں کبھی بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے لشکر سے پیچھے نہ رہتا' لیکن میرے پاس (اسباب کی) وسعت نہیں کہ وہ سب میرے ساتھ آسکیں اور مجھ سے پیچھے رہنا وہ پسند نہیں کرتے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں' پھر (زندہ ہو کر) جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں' پھر (زندہ ہو کر) جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں۔“

تخریج: الصحيحة ۳۴۹۸۔ بخاری (۳۶)' مسلم (۱۸۷۶)' ابوعوانة (۵/ ۲۴)' احمد (۲/ ۲۳۱'۳۸۴)۔

مثل اعانة القوم على غير حق

٢٠٧٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ

قوم کی ناحق مدد کرنے والے کی مثال

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا' آپ

وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ ـ قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ: مِنْ أَدَمٍ۔ فِي نَحْوٍ مِّنْ أَرْبَعِيْنَ رَجُلاً فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ مَفْتُوْحٌ عَلَيْكُمْ، مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ،فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعِيْنُ قَوْمَهُ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ كَمَثَلِ بَعِيْرٍ رَدِيٍّ فِي بِئْرٍ فَهُوَ يُنْزَعُ مِنْهَا بِذَنْبِهِ)). [الصحيحة: ١٣٨٣]

(چمڑے کے) سرخ خیمے میں تھے اور آپ کے پاس تقریباً چالیس آدمی بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں فتوحات نصیب ہوں گی، تمھاری مدد کی جائے گی اور تم غنیمتیں حاصل کرو گے۔ جو آدمی ایسا زمانہ پالے وہ اللہ تعالی سے ڈرے، نیکی کا حکم دے، برائی سے رک جائے اور صلہ رحمی کرے۔ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کرے۔ وہ آدمی جو اپنی قوم کی غیر حق بات پر مدد کرتا ہے، اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو کسی کنویں میں گرا دیا گیا اور پھر دم سے پکڑ کر کھینچا گیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۸۳۔ احمد (۱/ ۴۰۱)، ابو یعلی (۵۳۰۴)، ابو داؤد (۵۱۱۸)، ترمذی (۲۲۵۷)، مختصراً ببعضه۔

اعتباب في الخيل

گھوڑوں کے متعلق ڈانٹنے کا بیان

٢٠٧٤: عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رُؤِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ، فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((إِنِّي عُوْتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ)). [الصحيحة: ٣١٨٧]

یحی بن سعید (مرسلاً) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا گیا کہ آپ اپنے گھوڑے کا چہرہ اپنی چادر سے پونچھ رہے تھے، جب آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''گزشتہ رات مجھے گھوڑوں کے بارے میں ڈانٹا گیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۸۷۔ مالك فی الموطا (۲/ ۴۶۸)، من یحیی بن سعید مرسلاً او معضلاً مسدد فی مسنده كما فی المطالب العالیة (۱۹۲۹)، سعید بن منصور (۳۴۳۸)، الطیالسی (۱۰۵۹)، ابوداؤد فی المراسیل (۲۹۱) من طرق مرسلة۔

شدة الوفاء بالعهد

عہد کو پورا کرنے کی شدت کا بیان

٢٠٧٥: عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: بَعَثَنِي قُرَيْشٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُلْقِيَ فِي قَلْبِيَ الْإِسْلَامُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَداً. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أَخِيْسُ بِالْعَهْدِ، وَلَا أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰكِنِ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ)).

[الصحيحة: ٧٠٢]

سیدنا ابو رافع ﷺ کہتے ہیں کہ مجھے قریشیوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ان کے پاس لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ خیانت کرتا ہوں۔ تم لوٹ جاؤ اور اگر دل میں وہی (قبولیتِ اسلام کی چاہت) رہی، جواب ہے تو لوٹ آنا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۲- ابوداؤد (۲۷۵۸)' نسائی فی الکبری (۸۶۷۳)' احمد (۶/ ۸)' حاکم (۳/ ۵۹۸)۔

الوصية رسول بأمور الخير

خیر کے کاموں کے متعلق رسول ﷺ کی وصیت کا بیان

۲۰۷٦: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلاً جَاءَهُ فَقَالَ: أَوْصِنِي، فَقَالَ: سَأَلْتُ عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَبْلِكَ: ((أُوْصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ، وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ الْإِسْلَامِ، وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ رُوْحُكَ فِي السَّمَاءِ وَذِكْرُكَ فِي الْأَرْضِ)). [الصحيحة:٥٥٥]

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا: مجھے کوئی وصیت کریں۔ میں نے کہا: تو نے جو سوال مجھ سے کیا ہے' میں نے تجھ سے پہلے یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا (اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا): ''میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی بنیاد ہے۔ جہاد کو لازم پکڑو کہ وہ اسلام کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالی کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیا کرو کیونکہ وہ آسمان میں تیرے لئے باعثِ رحمت اور زمین میں تیرے لئے باعث تذکرہ ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۵۵۵- احمد (۳/ ۸۲)' ابن المبارك فی الزهد (۸۴۰)' ابن ابی عاصم فی الزهد (۴۳) مختصراً ابو یعلی (۱۰۰۰) من طریق عنه باختلاف یسیر۔

يغض للشهيد الا الدين

قرض کے علاوہ شہید کو معاف کر دیا جاتا ہے

۲۰۷۷: عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ مَرْفُوعاً: ((أَوَّلُ يُهْرَاقُ دَمِ الشَّهِيدِ يُغْفَرُلَهُ ذَنْبُهُ كُلُّهُ إِلاَّ الدَّيْنُ)). [الصحيحة: ١٧٤٢]

سیدنا سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جونہی شہید کے خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں' ماسوائے قرض کے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۴۲- طبرانی فی الکبیر (۵۵۵۲)' حاکم (۲/ ۱۹۱)' بیهقی (۹/ ۱۶۳'۱۶۴)۔

رخصة الصوم فی السفر

سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت کا بیان

۲۰۷۸: عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: ((أَيُّ ذٰلِكَ عَلَيْكَ أَيْسَرُ فَافْعَلْ)).

[الصحيحة:٢٨٨٤]

سیدنا حمزہ بن عمرو ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزوں کے بارے میں سوال کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(سفر میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے میں سے) جس چیز میں تیرے لئے آسانی ہو' وہ اختیار کر لے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۴- تمام الرازی فی الفوائد (۱۰۲۶)' طبرانی فی الکبیر (۲۹۸۸)' ابو نعیم فی المعرفة (۱۸۳۹)۔

لا تكلف الحيوان إلا بالضرورة

ضرورت کے بغیر جانور کو تکلیف نہ دی جائے

۲۰۸۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِيَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ .

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی سواریوں کی پیٹھوں کو منبر سمجھ کر (ان پر) بیٹھے ہی نہ رہو' کیونکہ اللہ

تَعَالٰی. إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتَبْلُغَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ، وَجَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ، فَعَلَيْهَا فَاقْضُوا حَاجَاتِكُمْ)).
[الصحيحة:٢٢]

تعالیٰ نے ان کو تمھارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ یہ تمھیں ایسے شہر میں پہنچا دیں جہاں تم بغیر آدھی جان کے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے زمین بنائی ہے، اس پر اپنی حاجتیں پوری کیا کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۲۲۔ ابوداود (۲۵۶۷)، وعنه بغوی (۲۶۸۳) و البیهقی (۵/ ۲۵۵)، وفی الآداب (۹۳۴)، وفی شعب الایمان (۱۱۰۸۳)، من غیر طریق ابی داؤد۔

باب: فضل الرمي والشيب في سبيل الله والعتق وغيره

باب:

٢٠٨٠: عَنْ أَبِي طَيْبَةَ، أَنَّ شُرَحْبِيلَ بْنَ السِّمْطِ دَعَا عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ السُّلَمِيَّ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَسَةَ هَلْ أَنْتَ مُحَدِّثِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ أَنْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ لَيْسَ فِيهِ تَزَيُّدٌ وَلَا كَذِبٌ، وَلَا تُحَدِّثْنِيهِ عَنْ آخَرَ سَمِعَهُ مِنْهُ غَيْرَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. فَبَلَغَ مُخْطِئًا أَوْ مُصِيبًا فَلَهُ مِنَ الْأَجْرِ كَرَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ. ٢. وَأَيُّمَا رَجُلٍ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ نُورٌ. ٣. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَكُلُّ عُضْوٍ مِنَ الْمُعْتَقِ بِعُضْوٍ مِنَ الْمُعْتِقِ فِدَاءٌ لَهُ مِنَ النَّارِ. ٤. وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً، فَكُلُّ عُضْوٍ مِنَ الْمُعْتَقَةِ بِعُضْوٍ مِنَ الْمُعْتِقَةِ فِدَاءٌ لَهَا مِنَ النَّارِ. ٥. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ قَدَّمَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. مِنْ صُلْبِهِ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، أَوِ امْرَأَةٍ فَهُمْ لَهُ سُتْرَةٌ مِنَ النَّارِ. ٦. وَأَيُّمَا رَجُلٍ قَامَ إِلٰى وَضُوءٍ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَأَحْصَى الْوَضُوءَ

ابوطیبہ بیان کرتے ہیں کہ شرحبیل بن سمط نے سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا: ابن عبسہ! کیا تو ایسی حدیث بیان کر سکتا ہے جو تو نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، نہ اس میں زیادتی ہو اور نہ کوئی جھوٹ اور تو نے وہ کسی واسطے سے نہیں بلکہ نبی ﷺ سے براہِ راست سنی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "(۱) جس آدمی نے اللہ کے راستے میں تیر پھینکا، وہ نشانے پر لگا یا نہ لگا، اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (۲) جو آدمی اللہ کے راستے میں بوڑھا ہو گیا تو یہ عمل اس کے لئے نور ہو گا۔ (۳) جس مسلمان مرد نے کسی مسلمان مرد کو آزاد کیا تو آزاد شدہ کے ہر ایک عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو آگ سے آزاد ہو جائے گا۔ (۴) جس مسلمان عورت نے کسی معلمان عورت کو آزاد کیا تو آزاد شدہ عورت کے ہر عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو جہنم سے آزاد ہو جائے گا۔ (۵) جس مسلمان مرد یا عورت نے اپنی اولاد میں سے تین نابالغ بچے آگے بھیج دیے (یعنی فوت ہو گئے) تو وہ اس کے لئے آگ کے سامنے آڑ بن جائیں گے (یعنی وہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا)۔ (۶) جو آدمی نماز کے ارادے سے وضو کرنے کے لئے اٹھا اور وضو میں پانی کو اس کی جگہ تک پہنچایا تو وہ

إِلَى أَمَاكِنِهِ، سَلَّمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَوْ خَطِيئَةٍ لَهُ، فَإِنْ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِماً)). [الصحيحة:١٧٥٦]

ہر گناہ یا خطا سے پاک ہو جائے گا۔ اب اگر وہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرے گا اور اگر ویسے ہی بیٹھ جاتا ہے تو (گناہوں سے) پاک ہو کر بیٹھے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۵۶۔ احمد (۴/ ۳۸۶)' عبد بن حمید (۳۰۴) بهذا التمام۔

فضل شرب الماء بالحيوان العاطش

پیاسے جانور کو پانی پلانے کی فضیلت

٢٠٨١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، إِذِ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْراً، فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ وَخَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ، فَمَلَأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْراً؟ فَقَالَ: فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)). [الصحيحة:٢٩]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک وقت میں ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی' اس نے ایک کنواں پایا' پس اس میں اتر کر اس نے پانی پیا' پھر باہر نکل آیا' وہیں ایک کتا تھا جو پیاس کے مارے زبان باہر نکالے (ہانپتے ہوئے) کیچڑ چاٹ رہا تھا' پس اس آدمی نے (دل میں) کہا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس نے ستایا ہے جس طرح میں اس کی شدت سے بے حال ہو گیا تھا' چنانچہ وہ (دوبارہ) کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا' اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل اور جذبے کی قدر کی اور اسے معاف کر دیا۔ (یہ سن کر) صحابہ﷡ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لئے چوپایوں (پر ترس کھانے) میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "(ہاں) ہر تر جگر والے (جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال) میں اجر ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۹۔ مالك فی موطا (۲/ ۹۲۹'۹۳۰)' بخاری (۲۳۶۳)' والادب المفرد (۳۷۸)' مسلم (۲۲۴۴)' ابو داؤد (۲۵۵۰)۔

٢٠٨٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((بَيْنَمَا كَلْبٌ يَطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا، فَاسْتَقَتْ لَهَا بِهِ فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ، فَغُفِرَلَهَا بِهِ)).

[الصحيحة:٣٠]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک وقت ایک کتا کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا' اسے پیاس مارے دے رہی تھی' کہ اچانک اسے بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک بدکار عورت نے دیکھا' پس اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کے ذریعے سے اس نے اس کے لئے (کنویں سے) پانی کھینچا اور اسے پلا دیا' پس اس کے اس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۔ بخاری (۳۳۶۷)' مسلم (۱۵۵'۲۲۴۵)' احمد (۲/ ۵۰۷)۔

فتوح المسلمين

۲۰۸۳: عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ)).

[الصحيحة: ٣٢٤٦]

مسلمانوں کی فتوحات کا بیان

سیدنا نافع بن عتبہ بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم جزیرۂ عرب کے باسیوں سے لڑائی کرو گے' اللہ تعالی فتح نصیب فرمائے گا' پھر فارس سے لڑائی ہو گی' وہ بھی فتح ہو جائے گا' پھر روم سے لڑائی ہو گی اللہ تعالی فتح دے گا اور پھر تم دجال سے لڑائی کرو گے' اس پر بھی اللہ تعالی فتح سے ہمکنار کرے گا۔''

ثلاث دعوات مستجابات

۲۰۸٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَاشَكَّ فِيْهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ)). [الصحيحة: ٥٩٦]

تین دعائیں مقبول ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں مقبول ہیں' ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: باپ کی دعا' مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔''

ثلاثة يحبهم الله

۲۰۸۵: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. وَيَضْحَكُ إِلَيْهِمْ، وَيَسْتَبْشِرُ بِهِمْ، الَّذِي إِذَا انْكَشَفَتْ فِئَةٌ، قَاتَلَ وَرَاءَ هَا بِنَفْسِهِ لِلّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ فَإِمَّا أَنْ يُقْتَلَ وَإِمَّا أَنْ يَنْصُرَهُ اللّٰهِ وَيَكْفِيْهِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: انْظُرُوْا إِلَى عَبْدِي كَيْفَ صَبَرَ لِي نَفْسَهُ؟ وَالَّذِي لَهُ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ، وَفِرَاشٌ لَيِّنٌ حَسَنٌ فَيَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ [يَقُوْلُ] يَذَرُ شَهْوَتَهُ، فَيَذْكُرُنِي وَيُنَاجِيْنِي، وَلَوْشَاءَ رَقَدَ! وَالَّذِي يَكُوْنُ فِي سَفَرٍ، وَكَانَ مَعَهُ رَكْبٌ، فَسَهَرُوْا وَنَصَبُوْا، ثُمَّ هَجَعُوْا، فَقَامَ مِنَ السَّحَرِ فِي

تین قسم کے آدمیوں سے اللہ محبت کرتا ہے

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی تین قسم کے آدمیوں سے محبت کرتا ہے' ان پر ہنستا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے: (۱) وہ آدمی کہ (اس کی جماعت) فرار ہو گئی' لیکن وہ ان کے بعد اللہ کے لئے لڑتا رہا' قتل ہو گیا یا اللہ تعالی نے اس کی مدد کی اور اسے کفایت کی' اللہ تعالی (ایسے آدمی کے بارے میں) کہتا ہے؟ میرے بندے کی طرف دیکھو' وہ اپنے آپ سے کیسے صبر کروا رہا ہے؟ (۲) وہ آدمی کہ جس کی بیوی خوبصورت اور اس کے پاس بہترین نرم بستر ہے' لیکن وہ قیام کرنے کے لئے رات کو کھڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کہتا ہے: (میرے بندے نے) اپنی شہوت کو ترک کر دیا ہے اور میرا ذکر کر رہا ہے اور مجھ سے سرگوشی کر رہا ہے' اگر یہ چاہتا تو سو بھی سکتا تھا۔ اور (۳) وہ

سَرَّآءَ أَوْ ضَرَّآءَ)). [الصحيحة: ٣٤٧٨]

آدمی جو قافلے سمیت سفر پر ہو' وہ رات کو کچھ حصہ جاگنے (اور چلنے) کی وجہ سے) چُور ہو گئے ہوں اور (بالآخر) سو گئے ہوں' لیکن وہ خوشی و ناخوشی میں سحری کے وقت اٹھ کھڑا ہو (اور نماز پڑھنا شروع کر دے)۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۸۔ حاکم (۱/ ۲۵)' بیہقی فی الاسماء والصفات (ص: ۴۷۱' ۴۷۲)' والسیاق له۔

باب: سبب النهي عن السير وحده

باب: اکیلے سفر سے ممانعت کا سبب

٢٠٨٦: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ خَيْبَرَ، فَتَبِعَهُ رَجُلَانِ، وَرَجُلٌ يَتْلُوْهُمَا يَقُوْلُ: ((اِرْجِعَا)) حَتّٰى أَدْرَكَهُمَا فَرَدَّهُمَا، ثُمَّ لَحِقَ الْأَوَّلَ [قَالَ: إِنَّ هٰذَيْنِ شَيْطَانَانِ [وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتّٰى رَدَدْتُهُمَا عَنْكَ، فَإِذَا أَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ] فَاقْرَأْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ السَّلَامَ، وَأَعْلِمْهُ أَنَا فِي جَمْعِ صَدَقَاتِنَا، [وَ] لَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ بَعَثْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ [الرَّجُلُ] عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ، فَنَهٰى عِنْدَ ذٰلِكَ عَنِ الْخَلْوَةِ۔ [الصحيحة: ٢٦٥٨]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی خیبر سے نکلا' دو آدمی اس کے پیچھے چل پڑے اور ایک ان دونوں کے پیچھے۔ (آخری آدمی) ان دو سے کہتا رہا: لوٹ آؤ۔ حتی کہ ان کو پا لیا اور واپس لوٹا دیا' پھر پہلے کو جا ملا اور اسے کہا: یہ دو شیطان تھے میں ان کو پھسلاتا رہا' حتی کہ ان کو واپس کر دیا۔ جب تو رسول اللہ ﷺ کے پہنچے تو آپ کو میرا اسلام دینا اور بتلانا کہ میں ادھر زکوۃ جمع کر رہا ہوں' اگر وہ آپ کے لئے مناسب ہے تو ہم بھیج دیں گے۔ جب وہ آدمی نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو سارا واقعہ بیان کیا' اس وقت آپ ﷺ نے خلوت سے منع کر دیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۸۔ حاکم (۲/ ۱۰۲)' بیہقی فی الدلائل (۷/ ۱۱۲)' البزار (الکشف: ۲۰۲۲)۔

٢٠٨٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُ مِئَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ أَرْبَعَةُ الْآفٍ، وَلَا يُغْلَبُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفاً مِنْ قِلَّةٍ)). [الصحيحة: ٩٨٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین ساتھی چار ہیں' بہترین (چھوٹا) لشکر سو افراد کا ہے بہترین (بڑا) لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار افراد کا لشکر محض تعداد کی قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو گا۔"

تخریج: الصحیحة ۹۸۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تصحیح سے رجوع کر لیا ہے۔ ضعیف سنن ابی داؤد (۱۰/ ۳۲۵)' الصحیحه (۲/ ۶۸۲'۶۸۲)۔

خير الناس في الفتن

فتنوں کے دور میں بہترین آدمی کا بیان

٢٠٨٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ النَّاسِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے

فِي الْفِتَنِ رَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ أَوْ قَالَ: بِرَسَنِ فَرَسِهِ. خَلْفَ أَعْدَاءِ اللّٰهِ يُخِيفُهُمْ وَيُخِيفُونَهُ، أَوْ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي بَادِيَتِهِ يُؤَدِّي حَقَّ اللّٰهِ الَّذِي عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ٦٩٨]

فرمایا: ''فتنوں کے زمانے میں بہتر آدمی وہ ہوگا جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر اللہ کے دشمنوں کے تعاقب میں رہے گا' وہ انھیں ڈرائے گا اور وہ اس کو خوفزدہ کریں گے یا وہ آدمی جو کسی ویرانے میں فروکش ہوگا اور اپنے اوپر عائد ہونے والے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۹۸۔ حاکم (۴/ ۴۴۶)' ابو عمر والدانی فی الفتن (ق:۱۵۳/ ۱)۔

خير الناس منزلة

مقام ومرتبہ کے اعتبار سے بہترین شخص

۲۰۸۹: عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ تَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ مَنْزِلَةً: رَجُلٌ عَلَى مَتْنِ فَرَسِهِ، يُخِيفُ الْعَدُوَّ وَيُخِيفُونَهُ)). [الصحيحة:٣٣٣٣]

سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مقام ومنزلت کے اعتبار سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی کمر پر سوار ہو' وہ اپنے دشمنوں کو خوفزدہ کر رہا ہو اور وہ اسے ڈرا رہے ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۳۔ بیہقی فی الشعب (۴۳۹۱)' طبرانی فی الکبیر (۲۵/ ۱۰۴)' من طریق آخر۔

باب: فضل الرباط في سبيل الله

باب: اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

۲۰۹۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ قِيَامِ رَجُلٍ وَصِيَامِهِ فِي أَهْلِهِ شَهْراً)). [الصحيحة:١٨٦٦]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن سرحدی محاذ پر پہرہ دینا گھر میں رہ کر ایک مہینے کے قیام کرنے اور اس کے روزے رکھنے سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۶۔ ابو حزم احمد بن یعقوب الحنبلی فی الفروسیۃ (۱/ ۸/ ۱)' ابن ماجہ (۲۷۷۰) بلفظ آخر۔

الراكب شيطان

ایک مسافر شیطان ہوتا ہے

۲۰۹۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ))۔ [الصحيحة:٦٢]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسافر شیطان ہوتا ہے' دو مسافر بھی شیطان ہوتے ہیں' تین مسافر ہوں تو قافلہ بنتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۲۔ مالک فی الموطا (۲/ ۹۷۸)' ابو داؤد (۲۶۰۷)' ترمذی (۱۶۷۴)' احمد (۲/ ۱۸۶)۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ایک یا دو مسافروں کو شیطان نقصان پہنچا سکتا ہے۔

السفر صحة

سفر صحت مندی ہے

۲۰۹۲: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَافِرُوا تَصِحُّوا

نبی ﷺ نے فرمایا: ''سفر کیا کرو تندرست رہو گے اور جہاد کیا کرو

وَاغْزُوْا تَسْتَغْنُوْا)). جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مُرْسَلاً۔ [الصحيحة:۳۳۵۲]

بے نیاز ہو جاؤ گے۔'' یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا ابوسعید ﷺ اور زید بن اسلم سے مرسلاً مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۵۲- (۱) ابوھریرۃ: احمد (۲/ ۳۲۸۰)- (۲) ابن عمر: طبرانی فی الاوسط (۷۲۹۶)' بیھقی (۷/ ۱۰۲)- (۳) ابن عباس: بیھقی (۷/ ۱۰۲)- (۴) ابو سعید خدری ﷺ: ابن عدی فی الکامل (۳/ ۱۲۹۴)۔

باب: امراة افقه من الرجل

۲۰۹۳: عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبِ الْبَصْرِيِّ، أَنَّ أَبَا طَلِيْقٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ اِمْرَأَتَهُ أُمَّ طَلِيْقٍ أَتَتْهُ فَقَالَتْ لَهُ: حَضَرَ الْحَجُّ يَا أَبَا طَلِيْقٍ! وَكَانَ لَهُ جَمَلٌ وَنَاقَةٌ، يَحُجُّ عَلَى النَّاقَةِ، وَيَغْزُوْ عَلَى الْجَمَلِ، فَسَأَلَتْهُ أَنْ يُعْطِيَهَا الْجَمَلَ تَحُجُّ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمِي أَنِّي حَبَسْتُهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَتْ: إِنَّ الْحَجَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَعْطِنِيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ! قَالَ: مَا أُرِيْدُ أُعْطِيْكِ، قَالَتْ: فَأَعْطِنِي نَاقَتَكَ وَحُجَّ أَنْتَ عَلَى الْجَمَلِ۔ قَالَ: لَا أُوْثِرُكِ بِهَا عَلَى نَفْسِي۔ قَالَتْ: فَأَعْطِنِي مِنْ نَفَقَتِكَ قَالَ: مَاعِنْدِيْ فَضْلٌ عَنِّي وَعَنْ عِيَالِي مَا أَخْرُجُ بِهِ وَمَا أَتْرُكُ (الْأَصَلَ: أُنْزِلَ) لَكُمْ، وَقَالَتْ: إِنَّكَ لَوْ أَعْطَيْتَنِي أَخْلَفَكَهَا اللّٰهُ۔ قَالَ: فَلَمَّا أَبَيْتُ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَإِذَا أَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْرِءْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ بِالَّذِي قُلْتُ لَكَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْرَأْتُهُ مِنْهَا السَّلَامَ، وَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَتْ أُمُّ طُلَيْقٍ، قَالَ: ((**صَدَقَتْ أُمُّ طُلَيْقٍ، لَوْ أَعْطَيْتَهَا الْجَمَلَ كَانَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلَوْ أَعْطَيْتَهَا نَاقَتَكَ كَانَتْ وَكُنْتَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَوْ أَعْطَيْتَهَا مِنْ نَفَقَتِكَ أَخْلَفَكَهَا اللّٰهُ**)) قَالَ:

باب: آدمی سے زیادہ سمجھ دار عورت کا بیان

طلق بن حبیب بصری سے روایت ہے کہ سیدنا ابوطلیق ﷺ نے ان کو بیان کیا کہ میری بیوی ام طلیق رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی اور کہا: ابوطلیق! حج کی تیاری کرو۔ میرے پاس ایک اونٹ اور ایک اونٹنی تھی۔ اونٹنی کو حج کے لئے اور اونٹ کو جہاد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس نے مجھ سے اونٹ کا مطالبہ کیا تا کہ وہ حج کر سکے۔ میں نے کہا: کیا تو جانتی نہیں کہ میں نے اسے اللہ کی راہ کے لئے وقف کر دیا ہے؟ اس نے کہا: حج بھی اللہ کی راہ میں آتا ہے' بس تو مجھے دے دے' اللہ تجھ پر رحم کرے۔ میں نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ تجھے دوں۔ اس نے کہا: تو پھر مجھے اونٹنی دے دو اور خود اونٹ پر حج کر لو۔ میں نے کہا: میں تجھے خود پر ترجیح نہیں دوں گا۔ اس نے کہا: تو پھر کوئی خرچ وغیرہ ہی دے دو۔ میں نے کہا: میرے پاس اتنا مال ہے ہی نہیں جو میری اور میرے اہل و عیال کی ضروریات سے زائد ہو۔ اس نے کہا: اگر تو مجھے دے گا تو اللہ تعالی تجھے بہتر بدلہ عطا کرے گا۔ جب میں نے اس کا بھی انکار کیا تو اس نے کہا: جب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے تو آپ کو میرا اسلام دینا اور میں نے جو کچھ تجھے کہا' آپ کو بتلا دینا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا' آپ کو اس کا سلام پہنچایا اور اس کی ساری باتیں بتلا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام طلیق سچی ہے' اگر تو اسے اونٹ دے دیتا تو وہ اللہ کی راہ میں ہی ہوتا اور اگر اونٹنی دیتا تو تم دونوں اللہ کی راہ میں ہوتے اور اگر تو اسے کوئی

إِنَّهَا تَسْأَلُكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَايَعْدِلُ الْحَجَّ مَعَكَ]؟ قَالَ: ((عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ)) [الصحيحة: ٣٠٦٩]

خرچ وغیرہ دے دیتا تو اللہ تجھے بہترین بدل عطا کرتا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آپ سے یہ سوال کر رہی تھی کہ کون سا عمل آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ کرنا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۶۹۔ الدولابی فی الکنی (۱/ ۴۱)' ابو یعلی کما فی المطالب العالیة (۱۰۷۴)' طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۲۳۴)' البزار (الکشف: ۱۱۵۱)۔

وضع الانفال عند الأمير

امیر کے پاس مال غنیمت رکھ دینا

۲۰۹۴: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَرْقَمِ بْنِ أَبِي الْأَرْقَمِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((ضَعُوْا مَاكَانَ مَعَكُمْ مِنَ الْأَنْفَالِ)) فَرَفَعَ أَبُو أُسَيْدِ السَّاعِدِيُّ سَيْفَ ابْنِ عَائِذِ الْمَرْزُبَانِ، فَعَرَفَهُ الْأَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ، فَقَالَ: هَبْهُ لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ [الصحيحة:٢٩٠٣]

عثمان بن ارقم بن ابو ارقم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن فرمایا: ''تمھارے پاس جو مال غنیمت ہے' وہ رکھ دو۔'' ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے ابن عائذ مرزبان کی تلوار رکھ دی' ارقم بن ابو ارقم نے اسے پہچان لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول یہ مجھے دے دیں۔ آپ ﷺ نے اسے دے دی۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۳۔ حاکم (۳/ ۵۰۴)' طبرانی فی الکبیر (۹۰۹)' والاوسط (۶۰۳۳)' ابو نعیم فی المعرفته (۲۴؟۵)۔

حبس الهرة عذاب

بلی کا روکنا عذاب کا سبب ہے

۲۰۹۵: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَاهِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هُوَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ)). [الصحيحة:٢٨]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا' اس نے اسے قید کر دیا تھا حتی کہ وہ مر گئی' پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ نہ اس نے اسے کھلایا پلایا جب کہ اس نے اسے قید کر رکھا تھا اور نہ اسے اس نے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۔ بخاری (۲۳۶۵)' الادب المفرد (۳۷۹)' مسلم (۲۲۴۲)' احمد (۲/ ۵۰۷)۔

بيان قصر الجنة

جنت کے محلات کا بیان

۲۰۹۶: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عُرِضَ عَلَيَّ مَاهُوَ مَفْتُوْحٌ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھ پر میری امت کے مفتوحہ علاقے پیش کئے گئے تو

لِأُمَّتِي بَعْدِي، فَسَرَّنِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى. ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى﴾ (الضُّحٰى: ۴) ﴿ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَتَرْضٰى﴾ أَعْطَاهُ اللّٰهُ فِي الْجَنَّةِ أَلْفَ قَصْرٍ مِّنْ لُؤْلُؤٍ، تُرَابُهَا الْمِسْكُ فِي كُلِّ قَصْرٍ مَا يَنْبَغِي لَهُ)). [الصحيحة: ۲۷۹۰]

میں بڑا خوش ہوا۔ اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: ﴿اور آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے۔ اور تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (وخوش) ہو جائے گا۔﴾ (سورۂ ضحیٰ: ۴، ۵) اللہ تعالی نے آپ کو موتیوں کے ایک ہزار محلات دیئے، جن کی مٹی کستوری ہے اور ہر ایک محل میں وہی کچھ ہے جو اسے جچتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۹۰۔ طبرانی فی الاوسط (۵۷۶)، والکبیر (۱۰۶۵۰)، بیھقی فی الدلائل (۷/ ۶۱)۔

فضل الصوم والهجرة والسجدة

روزہ۔ ہجرت اور سجدہ کی فضیلت

۲۰۹۷: عَنْ أَبِي فَاطِمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَإِنَّ لَامِثْلَ لَهَا، عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَامِثْلَ لَهُ، عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ، فَإِنَّكَ لَاتَسْجُدُ اللّٰهَ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَادَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً)).

سیدنا ابوفاطمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو ضرور ہجرت کر، اس کی کوئی مثال نہیں۔ تو روزوں کا اہتمام کر، وہ بے مثال عبادت ہے اور سجدے کیا کر، کیونکہ جب بھی تو سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالی تیرا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۳۷۔ طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۲۲)، وفی الشامیین (۱۲۱۰)، بھذا اللفظ، ابن ماجه (۱۴۲۲)، نسائی (۳۱۷۲)، وفی الکبری (۸۶۹۸) مفرقاً۔

باب: الامر بالجهاد

باب: جہاد کرنے کا حکم

۲۰۹۸: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوعاً: ((عَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. تَبَارَكَ وَ تَعَالَى. فَإِنَّهُ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَذْهَبُ اللّٰهُ بِهِ الْهَمَّ وَالْغَمَّ)).

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تبارک وتعالی کے راستے میں جہاد کرو، کیونکہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ (باب الجہاد) ہے اور اللہ تعالی اس کے ذریعے غم والم اور مصیبت و پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۴۱۔ احمد (۵/ ۳۱۹)، حاکم (۲/ ۷۴، ۷۵)، الھیثم بن کلیب فی مسنده (۱۱۷۴)، الضیاء فی المختارة (۸/ ۲۹۱)۔

عليكم بالدلجة

رات کو سفر اختیار کیا کرو

۲۰۹۹: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم رات کو سفر کیا کرو، کیونکہ رات کو زمین سکڑ جاتی ہے (یعنی اس کی مسافت مختصر ہو جاتی ہے)۔''

تخریج: الصحیحة ۶۸۱۔ ابوداؤد (۲۵۷۱)، حاکم (۲/ ۱۱۴)، بیھقی (۵/ ۲۵۶)۔

الرمی خیر لعب

تیر اندازی بہترین کھیل ہے

۲۱۰۰: عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ [بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ] عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعاً: ((عَلَيْكُمْ بِالرَّمْيِ، فَإِنَّهُ خَيْرُ لَعِبِكُمْ)).

مصعب بن سعد بن ابو وقاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم تیر اندازی کیا کرو، کیونکہ یہ بہترین کھیل و تفریح ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۲۸۔ ابو حفص المودب فی المنتقی من حدیث ابن مخلد وغیرہ (۲۲۵/ ۲)، خطیب فی الموضع (۲/ ۳۰)، طبرانی فی الاوسط (۲۰۷۰)، البزار (الکشف: ۱۷۰۱)۔

باب: کیف المشی فی السفر

باب:

۲۱۰۱: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: شَكَا نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الْمَشْيَ، فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالنَّسَلَانِ)) فَنَسَلْنَا فَوَجَدْنَاهُ أَخَفَّ عَلَيْنَا)).

سیدنا جابر ﷺ کہتے ہیں: لوگوں نے نبی ﷺ سے پیدل چلنے کی شکایت کی، آپ ﷺ نے انھیں بلایا اور فرمایا: ''تیز چلا کرو۔'' ہم نے تیز چلنا شروع کر دیا، اس میں ہمیں خفت محسوس ہوئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۵۔ ابن خزیمۃ (۲۵۳۷)، حاکم (۱/ ۴۴۳، ۲/ ۱۰۱)، ابو نعیم فی الطب (۲/ ۸/ ۱)۔

الاسلام قبل العمل

عمل کرنے سے پہلے اسلام قبول کرنا

۲۱۰۲: عَنِ الْبَرَاءِ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ [مِّنَ الْأَنْصَارِ] مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: (([لَا، بَلْ] أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ)) فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَمِلَ هٰذَا قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا)). [الصحیحۃ: ۲۹۳۲]

سیدنا براء ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی ہتھیاروں سے لیس ہو کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں لڑوں یا اسلام قبول کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اسلام قبول کر پھر جہاد کرنا۔'' وہ مسلمان ہو گیا، پھر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے بہت تھوڑا عمل کیا اور بہت زیادہ اجر و ثواب حاصل کر لیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۳۲۔ بخاری (۲۸۰۸)، احمد (۴/ ۲۹۱، ۲۹۳)، مسلم (۱۹۰۰) من طریق آخر باختلاف۔

ذنب الصرافۃ

کہانت کا گناہ

۲۱۰۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((الْعِرَافَةُ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَآخِرُهَا نَدَامَةٌ وَالْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحیحۃ: ۱۹۸۲]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہانت (ایسا پیشہ ہے کہ اس) کے شروع میں ملامت ہوتی ہے، آخر میں ندامت و پشیمانی اور روزِ قیامت عذاب ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۸۲۔ ابو داؤد الطیالسی (۲۵۲۶)، ابو العباس الاصم فی حدیثہ (۳۰۱)، بیہقی (۱۰/ ۹۷)۔

تفسیر الآیۃ ولا تلقوا بایدیکم إلی .

ولا تلقوا ......کی تفسیر

التهلكة

٢١٠٤: قَالَ أَسْلَمُ أَبُو عِمْرَانَ: ((غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نُرِيْدُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةَ [وَعَلٰى أَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ] وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، وَالرُّوْمُ مُلْصِقُوْ ظُهُوْرَهُمْ بِحَائِطِ الْمَدِيْنَةِ، فَحَمَلَ رَجُلٌ [مِنَّا] عَلَى الْعَدُوِّ، فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ! اَلآيَةُ هٰكَذَا أَنْ حَمَلَ رَجُلٌ يُقَاتِلُ يَلْتَمِسُ الشَّهَادَةَ، أَوْ يُبْلِي مِنْ نَفْسِهِ! إِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِيْنَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، لَمَّا نَصَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ، وَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ، قُلْنَا [بَيْنَنَا خَفِيًّا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ] هَلُمَّ نُقِيْمُ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى. ﴿وَأَنْفِقُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرة:١٩٥)﴾ فَالْإِلْقَاءُ بِالْأَيْدِي إِلَى التَّهْلُكَةِ: أَنْ نُقِيْمَ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا وَنَدَعُ الْجِهَادَ، قَالَ: أَبُوْ عِمْرَانَ: فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ أَيُّوْبَ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى دُفِنَ بِالْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ)). [الصحيحة:١٣]

اسلم ابوعمران نے کہا: ہم جہاد کی نیت سے مدینہ سے نکلے' قسطنطنیہ کا ارادہ تھا' اس وقت سیدنا عقبہ بن عامر ؓ مصر کے گورنر' عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید لشکر کے امیر تھے۔ رومی شہرِ پناہ کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ ہمارے ایک آدمی نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا: رک جا' رک جا' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (بڑا تعجب ہے) یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ نے کہا: ایک آدمی شہادت کی آرزو لے کر جہاد کرتا ہے یا وہ (اللہ کی راہ میں) پوری بہادری کا مظاہرہ کرتا ہے اور تم لوگ اسے اس آیت کا مصداق بنا کر روکتے ہو۔ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی اور اسلام کو ظہور بخشا' تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دور ایک نجی مجلس میں کہا: آؤ اب اپنے مال مویشی میں رہ کر ان کی اصلاح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۹۵) ہاتھوں کو ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ ہم مال مویشیوں میں رہ کر ان کی اصلاح کرنے میں مگن ہو جائیں اور جہاد ترک کر دیں۔ ابوعمران کہتے ہیں: اس کے بعد ابو ایوب انصاری اللہ کے راستے میں جہاد کرتے رہے' حتی کہ قسطنطنیہ میں دفن ہوئے۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۔ ابوداؤد (۲۵۱۲)' حاکم (۲/ ۲۷۵)' بیہقی (۶/ ۹'۴۰۵/ ۹۹)۔

الغزو غزوان

جنگ کی دو قسمیں ہیں

٢١٠٥: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَأَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ، وَأَطَاعَ الْإِمَامَ، وَأَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَتَنَبُّهَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْراً

سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''غزوے کی دو قسمیں ہیں: (۱) جس نے (جہاد کر کے) اللہ کی رضامندی تلاش کی' حکمران کی اطاعت کی' عمدہ مال خرچ کیا اور فساد سے اجتناب کیا تو اس کا سونا اور جاگنا سب عبادت ہے اور

وَرِيَاءً وَسُمْعَةً، وَعَصَى الإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِكَفَافٍ)).
[الصحيحة: ۱۹۹۰]

(۲) جس نے فخر کرتے ہوئے، ریاکاری کرتے ہوئے اور شہرت کے حصول کے لئے (جہاد کیا)، حکمران کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد برپا کیا تو وہ برابر سرابر بھی نہیں لوٹے گا (بلکہ برائیوں کا بوجھ لے کر آئے گا)۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۹۰- ابوداؤد (۲۵۱۵)، نسائی (۴۲۰۰)، وفی الکبری (۴۳۹۷)، ابن ابی عاصم فی الجهاد (۳۳؟)۔

اجتناب قتل المرأة والعسيف

عورت اور غلام کے قتل کرنے سے بچنا

۲۱۰۶: عَنْ عَبَّادِ بْنِ رُبَيْعٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ فِي غَزْوَةٍ، فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَى شَيْءٍ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: اُنْظُرْ عَلَامَ اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: امْرَأَةٌ قَتِيلٌ: فَقَالَ: ((مَا كَانَتْ هٰذِهِ لِتُقَاتِلَ!)) قَالَ: وَعَلَى الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: ((قُلْ لِخَالِدٍ: لَا يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا)).
[الصحيحة: ۷۰۱]

سیدنا رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے، آپ نے کچھ لوگوں کو ایک چیز پر ہجوم کئے دیکھا اور ایک آدمی کو بھیجا کہ (جاؤ اور) دیکھ کر آؤ کہ لوگ کس چیز پر جمع ہیں؟ اس نے واپس آ کر کہا: مقتولہ عورت پر جمع ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اس کو تو قتل نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔" اس وقت ہراول دستے کے کمانڈر خالد بن ولید تھے، آپ نے ایک آدمی کے ذریعے پیغام بھیجا کہ: "خالد کو کہو کہ وہ عورت کو قتل کرے نہ کسی نوکر چاکر کو۔"

تخریج: الصحیحة ۷۰۱- ابوداؤد (۲۶۶۹)، نسائی فی الکبری (۸۶۲۵)، ابن ماجه (۲۸۴۲)، احمد (۳/ ۴۸۸)، حاکم من طریق آخر بمعناه۔

مشي بعد صلاة الصبح قليلا

صبح کی نماز کے بعد تھوڑا سا چلنا

۲۱۰۷: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((كَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ فِي سَفَرٍ مَشَى عَنْ رَاحِلَتِهِ قَلِيلًا)). [الصحيحة: ۲۰۷۷]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں نماز فجر ادا کرتے تو سواری سے اتر کر کچھ دیر چلتے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۷- ابو عثمان البخیرمی (۲/ ۴/ ۲)، ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۱۸۰)، بیهقی (۵/ ۲۵۵)، طبرانی فی الاوسط (۲۹۴۷)۔

جرح واصبع رسول الله

رسول اللہ کی انگلی کے زخم کا بیان

۲۱۰۸: عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ قَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ:

سیدنا جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی ایک اجتماع میں تھے، جبکہ آپ کی انگلی خون آلود تھی، آپ نے فرمایا: "تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اور اللہ کے

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

راستے میں اس تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۸۲۔ بخاری (۲۸۰۲)، مسلم (۱۷۹۶)، نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۶۲۰)۔

لون لواء رسول الله

رسول کے جھنڈے کے رنگ کا بیان

۲۱۰۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((كَانَ لِوَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبْيَضُ، وَرَايَتُهُ سَوْدَاءَ)). [الصحيحة:۲۱۰۰]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا (بڑے لشکر کا) جھنڈا سفید اور (چھوٹے لشکر کا) جھنڈا سیاہ ہوتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۰۔ ترمذی (۱۶۸۱)، ابن ماجه (۲۸۱۸)، حاکم (۲/ ۱۰۵)۔

استحباب النهض عند زوال الشمس

زوالِ شمس کے وقت دشمن سے مقابلہ کرنے کا استحباب

۲۱۱۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: ((كَانَ يُحِبُّ أَن يَنْهَضَ إِلَى عَدُوِّهِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ)). [الصحيحة:۲۱۲۶]

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زوالِ آفتاب کے وقت دشمن سے مقابلہ کرنے کو پسند کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۲۶۔ احمد (۴/ ۳۵۶)، بخاری (۲۹۶۵)، مسلم (۱۷۴۲)، من طریق آخر عنه بمعناه۔

استحباب القتال تحت راية القوم

قوم کے جھنڈے کے نیچے لڑنے کا استحباب

۲۱۱۱: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ جَدِّ أَبِيْهِ الْمَخَارِقِ، قَالَ: لَقِيْتُ عَمَّاراً يَوْمَ الْجَمَلِ، وَهُوَ يَبُوْلُ فِي قَرْنٍ فَقُلْتُ: أُقَاتِلُ مَعَكَ فَأَكُوْنُ مَعَكَ؟ فَقَالَ: قَاتِلْ تَحْتَ رَايَةِ قَوْمِكَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : ((كَانَ يَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُقَاتِلَ تَحْتَ رَايَةِ قَوْمِهِ)). [الصحيحة: ۳۱۱۶]

عقبہ بن مغیرہ اپنے پردادا مخارق سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں جنگِ جمل والے دن سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو ملا اور وہ سینگ میں پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے کہا: اگر میں نے آپ کے ساتھ لڑنا ہے تو آپ کے ساتھ ہو جاتا ہوں؟ انھوں نے کہا: اپنے قوم کے جھنڈے کے نیچے لڑ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ آدمی کی اس بات کو پسند کرتے تھے کہ وہ اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے لڑے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۶۔ احمد (۴/ ۲۶۳)، ابو یعلی (۱۶۴۱)، البزار (۱۷۰۰)، حاکم (۲/ ۱۰۵،۱۰۶)۔

باب: استحباب السفر يوم الخميس

باب: جمعرات کو سفر کرنے کا استحباب

۲۱۱۲: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مَرْفُوْعاً: ((كَانَ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

يَسْتَحِبُّ يَوْمَ الْخَمِيسِ أَنْ يُسَافِرَ)).

جمعرات کو سفر کرنا پسند کرتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۱۲۸۔ ابو الشيخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۲۶۲)' طبرانی (۲۳/ ۲۶۰،۲۵۹)' ابن عدی فی الكامل (۳/ ۸۷۹)' بخاری (۲۹۵۰)' مسلم (۲۷۶۹)' من حديث كعب بن مالك رضی اللہ عنہ۔

۲۱۱۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((كَانَ يُضَمِّرُ الْخَيْلَ يُسَابِقُ بِهَا)). [الصحيحة:۲۱۳۳]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑوں کی دوڑ کرانے کے لئے ان کی تضمیر کرتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۱۳۳۔ ابوداؤد (۲۵۷۶)' ابن ماجه (۲۸۷۷)' بنحوه احمد (۲/ ۸۶)۔

اخراج اليهود و النصارىٰ من جزيرة العرب

جزیرۂ عرب سے یہود ونصاریٰ کو نکالنے کا بیان

۲۱۱٤: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوعاً: ((لَئِنْ عِشْتُ لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، حَتّٰى لَا أَتْرُكَ فِيهَا إِلَّامُسْلِماً)). [الصحيحة: ۱۱۳٤]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں زندہ رہا تو یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا اور یہاں صرف مسلمانوں کو رہنے دوں گا۔“

تخريج: الصحيحة ۱۱۳۴۔ مسلم (۱۷۶۷)' ابوداؤد (۳۰۳۱)' ترمذی (۱۶۰۶) و قد تقدم برقم (۱۶۵۴)۔

ذكر بني قريظة

بنوقریضہ والوں کا بیان

۲۱۱٥: عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَكَمَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ أَنْ يُقْتَلَ مَنْ جَرَتْ عَلَيْهِ الْمُوسُ، وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ وَذَرَارِيُّهُمْ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ حَكَمَ فِيهِمْ [الْيَوْمَ] بِحُكْمِ اللّٰهِ الَّذِي حَكَمَ بِهِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ))

عامر بن سعد بن ابو وقاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنوقریظہ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ جن (مردوں) کے زیر ناف بال نکل آئے ہیں' انھیں قتل کر دیا جائے اور ان کے مالوں اور بیوی بچوں کو تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(سعد) نے ان کے بارے میں آج وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالی نے سات آسمانوں کے اوپر کیا ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۲۷۴۵۔ نسائی فی الكبری (۸۲۲۳)' ابن سعد (۳/ ۴۲۶)' حاكم (۲/ ۱۲۴)' طحاوی (۳/ ۲۱۶)۔

باب: من مناقب علی رضی اللہ عنہ

باب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

۲۱۱٦: عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ مَرْيَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ قَالَ: فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَاالنَّاسُ! فَقَدْ فَارَقَكُمْ أَمْسِ رَجُلٌ مَاسَبَقَهُ

ہبیرہ بن مریم کہتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا: لوگو! کل ایسے آدمی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نے تم کو داغ مفارقت دیا ہے' کہ پہلے لوگ جس سے سبقت نہ لے جا سکے اور

الْأَوَّلُوْنَ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخَرُوْنَ۔ ((لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَبْعَثُهُ الْبَعْثَ فَيُعْطِيْهِ الرَّايَةَ، فَمَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهِ، وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِهِ، يَعْنِي عَلِيًّا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)) مَا تَرَكَ بَيْضَاءَ وَلَا صَفْرَاءَ إِلَّا سَبْعَ مِئَةِ دِرْهَمٍ فَضَلَتْ مِنْ عَطَائِهِ أَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا خَادِمًا۔ [الصحيحة:٢٤٩٦]

بعد والے لوگ جس (کے مقام) کو نہ پا سکیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کوئی لشکر بھیجتے تو انھیں جھنڈا تھماتے تھے' وہ اس وقت تک نہ لوٹتے جب تک فتح نہ ہو جاتی' ان کی دائیں جانب جبریل ہوتے تھے اور بائیں جانب میکائیل۔ ان کی مراد ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے درہم چھوڑا ہے نہ دینار' سوائے سات سو دراہم کے اور وہ بھی اس طرح بچ گئے کہ وہ ایک خادم خریدنا چاہتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۹۶۔ احمد (۱/ ۱۹۹)' نسائی فی الکبری (۸۴۰۸)' ابن حبان (۶۹۳۶)' طبرانی (۲۷۱۷)۔

فضل قيام ساعة فی سبيل اللّٰه

اللہ کی راہ میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرنے کی فضیلت

٢١١٧: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((لِقِيَامِ رَجُلٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ [سَاعَةً] أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً)). [الصحيحة:١٩٠١]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا کچھ دیر کے لئے اللہ کے راستے میں ٹھہرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۰۱۔ عقیل فی الضعفاء (۱/ ۸۶)' خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۲۹۵)' حاکم (۲/ ۶۸)' بیہقی (۹/ ۱۶۱) من طریق آخر عنہ۔

فضل انفاق فی سبيل اللّٰه

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

٢١١٨: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ النَّاقَةُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ: ((لَكَ بِهَا سَبْعُ مِئَةِ نَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٦٣٤]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نکیل شدہ اونٹنی لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹنی اللہ کے راستے میں جہاد کیلئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لئے اس کے بدلے جنت میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی' سب کی سب مہار والی ہوں گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۳۴۔ ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۱۱۶)' حاکم (۲/ ۹۰)' تنبیہ: مستدرک حاکم میں قدیم وجدید مطبوعہ نسخوں میں عن ابی مسعود (عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) لیکن حافظ ابن حجر اتحاف المہرۃ (۱۰/ ۱۲۶۰۸)' میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لائے ہیں۔ اور (۱۱/ ۱۴۰۰۷)' میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں دیگر مصادر ذکر کیے ہیں لیکن حاکم کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم! ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مشہور ہے۔ دیکھئے مسلم (۱۸۹۲) نسائی (۳۱۸۹)' احمد (۴/ ۱۲۱) وغیرہ۔

اجر الغازی و الجاعل

لڑنے والے اور بنانے والے کے اجر کا بیان

٢١١٩: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

مَرْفُوعاً : ((لِلْغَازِي أَجْرُهُ، وَلِلْجَاعِلِ أَجْرُهُ وَأَجْرُ الْغَازِيّ)). [الصحيحة:٢١٥٣]

ﷺ نے فرمایا: ''غازی کو اس کا اجر ملے گا اور بنانے والے کو اپنا اور غازی کا (یعنی دو) اجر ملتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۵۳۔ ابو داؤد (۲۵۲۶)' احمد (۲/ ۱۷۴)' ابو عوانة (۵/ ۱۲۰)' بیہقی (۹/ ۲۸)۔

احلت لنا الغنائم

غنیمتیں ہمارے لیے حلال کی گئیں ہیں

٢١٢٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لأَحَدٍ سُودِ الرُّوسِ مِنْ قَبْلِكُمْ، كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَتَأْكُلُهَا)) فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَقَعُوا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ لَهُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (الْأَنفَال:٦٨)﴾۔

[الصحيحة:٢١٥٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے کسی انسان کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا' آسمان سے آگ نازل ہوتی اور مالِ غنیمت جلا دیتی تھی۔'' جس دن بدر کا معرکہ ہوا' لوگ غنیمتوں کے حلال ہونے سے پہلے ان کے حصول کے لئے ان پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں تمھیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔﴾ (سورۂ انفال: ۶۸)

تخریج: الصحیحة ۲۱۵۵۔ ترمذی (۳۰۸۵)' نسائی فی الکبری (۱۱۲۰۹)' ابن حبان (۴۸۰۶)' بیہقی (۶/ ۲۹۰'۲۹۱)۔

٢١٢١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِمَنْ كَانَ قَبْلَنَا، ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ رَأَى ضُعْفَنَا وَعِجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا)).

[الصحيحة:٢٧٤٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سے پہلے لوگوں کے لیے غنیمتیں حلال نہیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور بے بسی کی بنا پر ان کو ہمارے لئے حلال کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۴۲۔ احمد (۲/ ۳۱۷)' السلمی فی صحیفة همام (۸۷)' بیہقی (۶/ ۲۹۰)' عبدالرزاق (۹۴۹۲)۔

شجاعة الانصار للبدر

جنگ بدر کے لیے انصار کی بہادری کا بیان

٢١٢٢: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((لَمَّا سَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بَدْرٍ، خَرَجَ فَاسْتَشَارَ النَّاسَ، فَأَشَارَ عَلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. ثُمَّ اسْتَشَارَهُمْ فَأَشَارَ عَلَيْهِ عُمَرُ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَسَكَتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّمَا يُرِيدُ فَقَالُوا: [تَسْتَشِيرُنَا] يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ وَاللّٰهِ لَا نَقُولُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى عَلَيْهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف چلے تو نکلے اور لوگوں سے مشورہ کیا' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مشورہ دیا۔ آپ ﷺ نے پھر مشورہ کیا' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مشورہ دیا' آپ خاموش ہو گئے۔ ایک انصاری نے کہا: (انصاریو!) نبی ﷺ تم سے مشورہ لینا چاہتے ہیں' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے مشورہ لینا چاہتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

السَّلَامُ. ﴿اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلاً إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُوْنَ (المائدہ:۲۴)﴾ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَوضَرَبْتَ أَكْبَادَ الْإِبِلِ حَتّٰى تَبْلُغَ بَرَكَ الْغِمَادِ، لَكُنَّا مَعَكَ)). [الصحيحة: ٣٣٤٠]

﴿(موسیٰ!) تو اور تیرا رب، تم دونوں جاؤ اور لڑو، ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۲۴) اللہ کی قسم! اگر آپ برک الغماد تک سواریوں کو چلاتے رہیں تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔

تخريج: الصحيحة ۳۳۴۰۔ نسائی فی الکبریٰ (۸۵۸۰، ۱۱۴۱)، احمد (۶/ ۱۰۵، ۱۸۸)، ابو یعلی (۲۷۲، ۳۸۰۳۴)، ابن حبان (۴۷۲۱)۔

ترهيب من ظلم البهائم

جانوروں پر ظلم سے ڈرانا

٢١٢٣: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْغُفِرَلَكُمْ مَاتَأْتُوْنَ إِلَى الْبَهَائِمِ لَغُفِرَلَكُمْ كَثِيْراً)). [الصحيحة: ٥١٤]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو تم چوپائیوں سے (ظلم) کرتے ہو، اگر وہ بخش دیا جائے، (تو سمجھ لو کہ) بہت کچھ معاف کر دیا گیا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۵۱۴۔ احمد (۶/ ۴۴۱)، بیهقی فی الشعب (۵۱۸۸)، عبدالله بن احمد فی الزایادات (۶/ ۴۴۱)، موقوفاً علی ابی الدرداء۔

ترهيب من السفر فى الليل وحده

رات کو اکیلے سفر کرنے سے ڈرانے کا بیان

٢١٢٤: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ [أَبَداً])). [الصحيحة: ٦١]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ تنہائی (کے کیا نقصانات) ہیں تو رات کو کوئی مسافر اکیلا سفر پر نہ نکلے۔''

تخريج: الصحيحة ۶۱۔ بخاری (۲۹۹۸)، ترمذی (۱۶۷۳)، ابن ماجه (۳۷۶۸)، احمد (۲/ ۲۳، ۲۴)۔

كراهة خروج النساء للجهاد

عورتوں کے جہاد میں جانے کی کراہت کا بیان

٢١٢٥: عَنْ أُمِّ كَبْشَةَ۔ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي عَذْرَةَ۔ أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِيْذَنْ لِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ جَيْشِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ((لَا)) قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَنْ لَا أُرِيْدَالْقِتَالَ، إِنَّمَا أُرِيْدُ أَنْ أُدَاوِيَ الْجَرْحٰى وَأَقُوْمَ عَلَى الْمَرْضٰى قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ تَكُوْنَ سُنَّةً يُقَالُ: خَرَجَتْ فُلَانَةٌ، لَأَذِنْتُ لَكِ، وَلٰكِنِ اجْلِسِيْ فِي بَيْتِكِ)).

سیدہ ام کبشہ رضی اللہ عنہا، جو بنوعذرہ قبیلے کی خاتون ہیں، کہتی ہیں: اے اللہ کے رسول! مجھے (جہاد کے لئے) فلاں لشکر میں نکلنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں لڑنا نہیں چاہتی، میرا ارادہ ہے کہ میں زخمیوں کی دوادارو اور بیماروں کی دیکھ بھال کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس طرح کی رخصت ایک عام طریقہ بن جانے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ فلاں نکل گئی ہے تو میں تجھے اجازت دے دیتا، بس تو اپنے

[الصحیحۃ: ۲۲٤۰]

گھر میں بیٹھی رہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۰۔ طبرانی فی الاوسط (۴۴۳۰)، ابن مهنده فی المعرفة (۲/ ۳۶۲/ ۳)، ابن ابی شیبة (۱۲/ ۵۶۲)، وانظر ما تقدم برقم (۲۰۲۷)۔

ذهاب الأجير للغزوة

۲۱۲٦: عَنْ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ، قَالَ: آذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْغَزْوِ، وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ، لَيْسَ لِي خَادِمٌ، فَالْتَمِسُ أَجِيْراً يَكْفِيْنِي، وَأُجْرِي لَهُ، سَهْمَهُ، فَوَجَدتُّ رَجُلاً فَلَمَّا دَنَا الرَّحِيْلَ أَتَانِي فَقَالَ: مَاأَدْرِي مَاالسَّهْمَانِ وَمَا يَبْلُغُ سَهْمِي؟ فَسَمِّ لِي شَيْئًا، كَانَ السَّهْمُ أَوْ لَمْ يَكُنْ فَسَمَّيْتُ لَهُ ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ، فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيْمَتُهُ، أَرَدتُّ أَنْ أُجْرِيَ لَهُ سَهْمَهُ فَذَكَرْتُ الدَّنَانِيْرَ فَجِئْتُ النَّبِيَّ فَذَكَرْتُ لَهُ أَمْرَهُ، قَالَ: ((مَا أَجِدُ لَهُ فِي غَزْوَةِ هٰذِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا دَنَانِيْرَةَ الَّتِي سَمَّى)). [الصحیحۃ:۲۲۳۳]

جنگ کے لیے غلام لے جانے کا بیان

سیدنا یعلی بن منیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا اعلان کیا۔ میں بوڑھا آدمی تھا اور میرا کوئی خادم بھی نہیں تھا۔ میں نے ایک ایسا مزدور تلاش کیا، جو مجھے کفایت کر سکے اور اسے اس کا حصہ دے دیا جائے۔ مجھے ایک آدمی مل گیا، جب کوچ کا وقت قریب آیا تو وہ میرے پاس آیا اور کہا: میں نہیں جانتا کہ دو حصے کیا ہوتے ہیں اور میرا حصہ کتنا بنے گا؟ آپ میرے لئے (میرے حصے کا) تعین کر دیں، حصہ ملے یا نہ ملے۔ میں نے اس کے لئے تین دیناروں کا تعین کر دیا۔ جب غنیمت کی تقسیم ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کا حصہ اسے دے دوں، اچانک مجھے دینار یاد آ گئے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے نزدیک دنیا و آخرت میں اسے اس غزوے میں سے کچھ نہیں ملے گا، ماسوائے دیناروں کے، جن کا تعین کیا گیا تھا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۳۔ ابوداؤد (۲۵۲۷)، حاکم (۲/ ۱۱۲)، بیهقی (۶/ ۳۳۱)، احمد (۴/ ۲۲۳)۔

ترك الجهاد عذاب

۲۱۲۷: عَنْ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَرَكَ قَوْمٌ الْجِهَادَ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْعَذَابِ)). [الصحیحۃ:۲٦٦۳]

جہاد ترک کرنا عذاب کا سبب ہے

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگ جہاد ترک کر دیتے ہیں، اللہ تعالی ان پر عام عذاب بھیج دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۶۳۔ طبرانی فی الاوسط (۳۸۵۱)۔

باب: فضل الغباء في سبيل الله

۲۱۲۸: عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ مُكَاتَباً لَهَا دَخَلَ عَلَيْهَا

باب: اللہ کی راہ میں پڑنے والے گرد و غبار کی فضیلت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرا مکاتب اپنی مکاتبت کا

بِبَقِيَّةِ مُكَاتَبَتِهِ، فَقَالَتْ لَهُ: أَنْتَ غَيْرُ دَاخِلٍ عَلَيَّ غَيْرَ مَرَّتِكَ هٰذِهِ، فَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**مَاخَالَطَ قَلْبُ امْرِئٍ رَهْجٌ، فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ**)). [الصحيحة:۲۲۲۷، ۲۰۰٤]

بقیہ حصہ لے کر میرے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا: اس دفعہ کے بعد تو میرے ہاں نہیں آ سکتا (کیونکہ تو اب آزاد ہو چکا ہے)۔ تو اللہ کے راستے میں جہاد کر' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس مسلمان کے دل پر اللہ کے راستے میں غبار لگ جاتا ہے' اللہ تعالی اس پر آگ کو حرام قرار دیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۲۷٬۲۵۵۴۔ احمد(۶/ ۸۵)' ابن ابی عاصم فی الجهاد (۱۲۲)' طبرانی فی الاوسط (۹۴۱۹)۔

فوائد: مکاتبت: آقا اور غلام کے درمیان ایک معاہدے کا نام ہے جس کے تحت غلام مقررہ رقم کی آخری قسط ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے۔

۲۱۲۹: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**مَاعَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ، وَلَهَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ، تُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَلَهَا الدُّنْيَا إِلَّا الْقَتِيْلُ [فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ] فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ فَيُقْتَلُ مَرَّةً أُخْرَى**)). [الصحيحة:۲۲۲۸]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر جو انسان بھی پایا جاتا ہے' جب وہ مرتا ہے اور اللہ کے ہاں اس کے لئے بہتر (انجام یعنی جنت) ہوتی ہے تو وہ واپس آنا پسند نہیں کرتا' اگر چہ اسے پوری دنیا ملتی ہو' ماسوائے اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کے' کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ لوٹ جائے اور اسے دوبارہ شہید کر دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۲۸۔ نسائی (۳۱۶۱)' احمد (۵/ ۳۱۸٬۳۲۲)' عبدالرزاق (۹۵۳۵)۔

باب: فضل الجهاد و اقراء الضيف

باب: جہاد اور مہمان نوازی کی فضیلت

۲۱۳۰: عَنْ حَبِيْبِ بْنِ شِهَابٍ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: أَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّي، فَلَقِيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ عِنْدَ بَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمَا؟ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: انْطَلِقَا إِلَى نَاسٍ عَلَى تَمْرٍ وَمَاءٍ، إِنَّمَا يَسِيْلُ كُلُّ وَادٍ بِقَدَرِهِ، قَالَ: قُلْنَا كَثِيْرٌ خَيْرُكَ، اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَاسْتَأْذَنَ لَنَا فَسَمِعْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ تَبُوْكَ فَقَالَ: ((**مَافِي النَّاسِ مِثْلُ رَجُلٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فَيُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ**

حبیب بن شہاب عنبری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا دوست سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' ہمیں ابن عباس کے دروازے پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے۔ انھوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ ہم نے اپنا تعارف کروایا۔ انھوں نے کہا: تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جو کھجوروں اور پانی پر ہیں' (یہاں تو) ہر آدمی کا بمشکل اپنا گزارا ہو رہا ہے۔ ہم نے کہا: تیرے خزانے زیادہ ہوں' بس ہمارے لئے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کیجئے۔ انھوں نے اجازت طلب کی' ہم نے ابن عباس کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے تبوک والے دن خطاب کیا اور فرمایا: ''جو آدمی

اللّٰہِ، وَیَجْتَنِبُ شُرُوْرَالنَّاسِ وَمِثْلَ رَجُلٍ بَادٍ فِی غَنَمِہِ، یُقْرِی ضَیْفَہُ، وَیُؤَدِّی حَقَّہُ)) قَالَ: قُلْتُ: أَقَالَھَا؟ قَالَ: قَالَھَا: قُلْتُ: أَقَالَھَا؟ قَالَ: قَالَھَا۔ فَکَبَّرْتُ اللّٰہَ، وَحَمِدتُّ اللّٰہَ وَشَکَرْتُہُ۔

[الصحیحۃ:۲۲۵۹]

اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور لوگوں کی شرور سے شرارتوں سے بچتا ہے، وہ لوگوں میں بے مثال ہے۔ جو آدمی ایک ویرانے میں فروکش ہو کر اپنی بھیڑ بکریاں پالتا ہے، مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے۔'' میں نے کہا: واقعی آپ ﷺ نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں؟ انھوں نے کہا: (جی ہاں) ارشاد فرمائیں۔ میں نے پھر کہا: واقعی آپ نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں؟ انھوں نے کہا: (جی ہاں) فرمائیں۔ میں نے پھر کہا: واقعی آپ ﷺ نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں؟ انھوں نے کہا: (جی ہاں) فرمائیں۔ میں نے ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۹۔ احمد (۱/ ۳۱۱)، حاکم (۲/ ۶۷)، طبرانی (۱۲۹۲۴)، ابن ابی عاصم فی الجھاد (۵۴؟؟)۔

حفظۃ النبیّ فی الخیانۃ

نبیؐ کا خیانت کرنے سے محفوظ ہونا

۲۱۳۱: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ أَنْ یَغُلَّ (آل عمران:۱۶۱)﴾ قال: ما کان لنبی أن یتھمہ أصحابہ[الصحیحۃ:۲۷۸۸]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ﴿ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہو جائے﴾ (سورۂ آلِ عمران: ۱۶۱) تو کسی نبی کے صحابہ اس پر الزام نہیں لگا سکتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۸۸۔ البزار الکشف:۲۱۹۷) بھذا اللفظ، ابن جریر طبری (۴/ ۱۰۲)، طبرانی (۱۲۰۴۸، ۱۲۰۲۹)، ابوداؤد (۳۹۷۱)، ترمذی (۱۲)۔

ذکر أساری ھوازن

ھوازن کے قیدیوں کا بیان

۲۱۳۲: عَنِ ابْنِ جَرْوَلٍ زُھَیْرِ بْنِ صُرَدٍ الْجُشَمِیِّ قَالَ: لَمَّا أَسَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ حُنَیْنٍ۔ یَوْمَ ھَوَازِنَ۔ وَذَھَبَ یُفَرِّقُ الشُّبَّانَ وَالسَّبِیَّ أَنْشَدْتُّہُ ھذَا الشِّعْرَ:

أُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ کَرَمٍ
فَإِنَّکَ الْمَرْءُ نَرْجُوْہُ وَنَنْتَظِرُ
اُمْنُنْ عَلٰی بَیْضَۃٍ قَدْ عَاقَھَا قَدَرٌ
مُعَرَّقًا شَمْلَھَا فِی دَھْرِھَا غَیَرَ

ابوجرول زہیر بن صرد جشمی کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں غزوۂ حنین (ہوازن) کے دن قیدی بنایا، تو آپ نے نوجوانوں اور عورتوں کو علیحدہ علیحدہ تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اس وقت یہ اشعار پڑھے:

اے اللہ کے رسول! ہم پر احسان کرو، مہربانی ہو گی آپ ایسی شخصیت ہیں، جن سے ہمیں امید ہے اور (اپنی درخواست پوری ہونے کا) انتظار ہے۔
باعصمت عورتوں پر احسان کرو، جنھیں تقدیر نے پابند کر دیا ہے

أَبْقَتْ لَنَا الدَّهْرُ هَتَافاً عَلَى حَزَنٍ
عَلَى قُلُوبِهِمُ الْغَمَاءُ وَالْغُمَرُ
إِنْ لَمْ تُدَارِكْهُمُ نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا
يَا أَرْجَحَ النَّاسِ حِلْماً حِينَ يَخْتَبِرُ
اُمْنُنْ عَلَى نِسْوَةٍ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهَا
وَإِذْ يَزِينُكَ مَا يَأْتِي وَمَا تَذَرُ
لَاتَجْعَلَنَّ كَمَنْ شَالَتْ نُعَامَتَهُ
فَاسْتَبْقِ مِنَّا فَإِنَّا مَعْشَرٌ زَهَرُ
إِنَّا لَنَشْكُرُ لِلنُّعْمَاءِ إِذْ كَفَرَتْ
وَعِنْدَنَا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ مُدَّخَرٌ
فَأَلْبِسِ الْعَفْوَ مَنْ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعَهُ
مِنْ أُمَّهَاتِكَ إِنَّ الْعَفْوَ مُشْتَهَرُ
يَاخَيْرَ مَنْ مَرَحَتْ كُمْتُ الْجِيَادِ بِهِ
عِنْدَ الْهِيَاجِ إِذَا مَا اسْتَوْقَدَ الشَّرُّ
إِنَّا نُؤَمِّلُ عَفْواً مِنْكَ نَلْبَسُهُ
هَادِيُ الْبَرِيَّةِ إِذْ تَعْفُوَ وَتَنْتَصِرُ
فَاعْفُ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا أَنْتَ رَاهِبَةٌ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذْ يَهْدِي لَكَ الظَّفَرُ

فَلَمَّا سَمِعَ هٰذَا الشِّعْرَ، قَالَ: ((**مَاكَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَهُوَلَكُمْ**)) وَقَالَتْ قُرَيْشٌ: مَاكَانَ لَنَا، فَهُوَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ، وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: مَاكَانَ لَنَا، فَهُوَ لِلّٰهِ ولرسوله۔

[الصحيحة:۳۲۵۲]

جن کی شیرازہ بندی زمانے میں بکھر چکی ہے۔
زمانے نے ہمیں غمگین ہو کر چلانے پر مجبور کر دیا ہے
ہمارے دلوں پر سختی و مصیبت چھائی ہوئی ہے۔
اگر ان پر احسان نہیں کریں گے تو وہ بکھر جائیں گی
اے وہ ہستی جو کٹھن مرحلے میں بھی بردباری میں راجح ترین ہوتی ہے۔
ان عورتوں پر رحم کرو کہ جن کا تم دودھ پیتے تھے وہ تمھیں اس وقت مزین کر رہی تھیں جب کچھ چیزیں اختیار کی جاتی ہیں اور کچھ کو ترک کر دیا جاتا ہے۔
تم ان کو اس طرح نہ کر دو کہ جن کا شیرازہ بکھر چکا ہوتا ہے تم ہم پر احسان کرنے میں ہم سے سبقت لے جاؤ' ہم تو ایک ہی قوم ہیں۔
جن نعمتوں کی ناشکری کی جاتی ہے' ہم ان کا شکریہ ادا کریں گے
اور ہم آج کے بعد آپ کے احسان مند ہوں گے۔
ان کو معاف کر دو کہ جن کا تم دودھ پیتے تھے
یعنی اپنی ماؤں کو' بیشک اس معافی کو شہرت ملے گی۔
اے وہ بہترین شخصیت کہ سیاہ و سرخ گھوڑوں (کے سوار حفاظت کے لئے) جن کو گھیر لیتے ہیں اس وقت جب (جنگ میں) جوش و خروش اور چنگاریاں اٹھ رہی ہوتی ہیں۔
تم سے معافی (کے لباس) کی امید رکھتے ہیں' ہم وہ پہنیں گے
اے مخلوق کے ہادی! جب تم معاف کرو گے اور بازی مار جاؤ گے۔
تم معاف کر دو' اللہ تمھارے لئے وہ امور معاف کر دے جن سے ڈرتے ہو روز قیامت' جب کامیابی تمھارے ہمرکاب ہوگی۔
جب آپ ﷺ نے یہ شعر سنا تو فرمایا جو میرا اور عبدالمطلب کا ہے وہ تمہارا ہی ہے۔ قریش نے کہا جو ہمارا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے' انصار نے بھی یہی کہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۲۔ طبرانی فی الکبیر (۵۳۰۳)، والاوسط (۴۶۲۷)، والصغیر (۱/ ۲۳۶، ۲۳۷)۔

الكبر تنقص الحكمة

تکبر حکمت کو کم کر دیتا ہے

٢١٣٣: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ آدَمِيٍّ إِلَّا فِي رَأْسِهِ حِكْمَةٌ بِيَدِ الْمَلَكِ، فَإِذَا تَوَاضَعَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ: ارْفَعْ حِكْمَتَهُ وَإِذَا تَكَبَّرَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ: ضَعْ حِكْمَتَهُ)). [الصحيحة:٥٣٨]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی کے سر میں قدر و منزلت، جو فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، پائی جاتی ہے۔ جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ اس کی قدر و منزلت کو بلند کر دے اور جب وہ تکبر کرتا ہے تو فرشتے کو کہا جاتا ہے کہ اس کی قدر و منزلت کو پست کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۹۳۹)، بیہقی فی الشعب (۸۱۴۳)، البزار (الکشف: ۳۵۸۲) و (البحر: ۷، ۸۴۷)

باب: المصائب كفارات

باب: مصیبتیں اور پریشانیاں گناہوں کے کفارے کا باعث ہیں

٢١٣٤: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ رَجُلٍ يَجْرَحُ فِي جَسَدِهِ جَرَاحَةً فَيَتَصَدَّقُ بِهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَ مَاتَصَدَّقَ بِهِ)). [الصحيحة:٢٢٧٣]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب کوئی آدمی زخمی ہو جاتا ہے اور اسے معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالی اس کی معافی کے بقدر (اس کے گناہوں کو) مٹا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۳۔ احمد (۵/ ۳۱۶، ۳۲۹) ابن جریر فی تفسیرہ (۶/ ۰ نسائی فی الکبری (۱۱۱۴۶)، الضیاء فی المختارۃ (۸/ ۲۹۹)۔

كم يجد الشهيد من مس القتل

شہید قتل سے کتنی تکلیف محسوس کرتا ہے؟

٢١٣٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَايَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ)). [الصحيحة:٩٦٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید، قتل سے اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۶۰۔ نسائی (۳۱۶۳)، ترمذی (۱۶۶۸)، ابن ماجہ (۲۸۰۲)، بیہقی (۹/ ۱۶۴)۔

فضل الجهاد فی سبیل الله

جہاد کی فضیلت کا بیان

٢١٣٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار اور قیام

الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِی لَایَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ، وَلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ)). [الصحيحة:٢٨٩٦]

کرنے والے آدمی کی طرح ہے جو نماز سے تھکتا ہے نہ روزے سے یہاں تک کہ مجاہد اپنے گھر لوٹ آئے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۶۔ مالك فی الموطا (۳/ ۴۴۳)' احمد (۲/ ۴۵۶)' ابن حبان (۴۶۲۱)' بخاری (۲۷۸۵)' مسلم (۱۸۷۸)' من طریق آخر عنه بمعناہ۔

خبر بفتح الحيرة

حیرہ کے فتح کی خبر کا بیان

٢١٣٧: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُثِّلَتْ لِيَ الْحِيْرَةُ كَأَنْيَابِ الْكِلَابِ، وَإِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَهَا)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: هَبْ لِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنَةَ بَقِيْلَةَ فَقَالَ: ((هِيَ لَكَ)) فَأَعْطَوْهَا إِيَّاهُ فَجَاءَ أَبُوْهَا فَقَالَ: أَتَبِيْعُنِيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: بِكَمْ؟ قَالَ: احْتُكُمْ مَاشِئْتُ، قَالَ: بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهَا فَقِيْلَ: لَوْقُلْتَ ثَلَاثِيْنَ أَلْفًا؟ قَالَ: وَهَلْ عَدَدٌ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفٍ؟ [الصحيحة:٢٨٢٥]

سیدنا عدی بن حاتم ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے لئے حیرہ (مقام) کو کتوں کی کچلیوں سے تشبیہ دی گئی اور عنقریب اسے فتح کر لو گے۔" ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بنت بقیلہ مجھے عطا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اسے دے دو۔" اس کے باپ نے آکر کہا: "کیا تو مجھے فروخت کر دے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ اس نے پوچھا: کتنی قیمت میں؟ اس نے کہا: من مانی کروں گا' ایک ہزار درہم قیمت میں۔ اس نے کہا: میں نے خرید لی ہے۔ کہا گیا کہ اگر میں تیس ہزار کہتا تو؟ اس نے کہا: بھلا ہزار سے بڑا کوئی عدد ہے؟

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۵۔ ابن حبان (۶۶۷۴)' ابن ابی عاصم فی الآحاد و المثانی (۲۴۹۰)' طبرانی (۱۷/ ۸۱)۔

الخيل معقود في نواصيها الخير

گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر بندھی ہوئی ہے

٢١٣٨: عَنْ سَوَادَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمَرَ لِي بِذَوْدٍ قَالَ لِي: ((مُرْ بَنِيْكَ أَنْ يُقَصُّوْا أَظَافِرَهُمْ عَنْ ضُرُوْعِ إِبِلِهِمْ وَمَوَاشِيْهِمْ)) وَقُلْ لَهُمْ: ((فَلْيَحْتَلِبُوْا عَلَيْهَا سِخَالَهَا، لَاتُدْرِكُهَا السَّنَةُ وَهِيَ عِجَافٌ)) قَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، لِي مَالِي وَخَيْلٌ وَرَقِيْقٌ۔ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالْخَيْلِ، فَارْتَبِطْهَا، الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ)). [الصحيحة:١٩٣٦]

سیدنا سوادہ بن ربیع ﷺ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ نے میرے لئے کچھ اونٹوں کا حکم دیا اور مجھے فرمایا: "اپنے بیٹوں کو حکم دینا کہ اپنے ناخن کاٹ دیں تا کہ اونٹنیوں اور دوسرے مویشیوں کے تھنوں کو تکلیف نہ ہو' اور انھیں یہ بھی کہنا کہ وہ دودھ دوہیں اور ان کے بچوں کے لئے بھی چھوڑیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ قحط سالی کی وجہ سے وہ لاغر و کمزور ہو جائیں۔" پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "تیرے پاس کوئی مال ہے؟" میں نے کہا: جی ہاں' میرے پاس مال' گھوڑے اور غلام ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں کو پالنے کا اہتمام کئے رکھ' ان کو سرحدی حفاظت کے لئے تیار رکھ۔ گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر وابستہ ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۶۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۴/ ۱۸۴)، طبرانی فی الکبیر (۶۴۸۰)، البزار (۱۶۸۸)۔

معية الملائكة بابي بكر و عليؓ

۲۱۳۹: عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ وَلِأَبِي بَكْرٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- يَوْمَ بَدْرٍ: ((مَعَ أَحَدِكُمَا جِبْرِيْلُ وَمَعَ الْآخَرِ مِيكَائِيْلُ، وَإِسْرَافِيْلُ مَلَكٌ عَظِيْمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ، أَوْ قَالَ: يَشْهَدُ الصَّفَّ)) [الصحيحة:۳۲٤۱]

ابوبکرؓ و علیؓ کے ساتھ فرشتوں کی معیت

سیدنا علی ؓ کہتے ہیں کہ مجھے اور سیدنا ابوبکر ؓ کو نبی ﷺ نے بدر والے دن فرمایا: ”تم میں ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل بھی بہت بڑا فرشتہ ہے جو جنگ میں (یا جنگ کی صف) میں شریک ہوتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۴۱۔ احمد (۱/ ۱۴۷)، ابن ابی شیبۃ (۱۲/ ۲۱۶)، حاکم (۳/ ۶۸)، ابو یعلی (۳۴۰)۔

مقام احدكم فى سبيل الله خير فى ستين سنة

۲۱٤۰: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَرَّ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةُ مَاءٍ عَذْبٍ، فَأَعْجَبَهُ طِيبُهُ، فَقَالَ: لَوْ أَقَمْتُ فِي هٰذَا الشِّعْبِ فَاعْتَزَلْتُ النَّاسَ، وَلَا أَفْعَلُ حَتّٰى أَسْتَأْمِرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاةِ سِتِّيْنَ عَامًا خَالِيًا، أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اُغْزُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)). [الصحيحة:۹۰۲]

جہاد کے لیے کھڑا ہو جانا ہی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

اصحاب رسول میں سے ایک آدمی ایک گھاٹی، جس میں میٹھے پانی کا چھوٹا سا چشمہ تھا، کے پاس سے گزرا، اس کی خوشبو اسے بڑی اچھی لگی۔ وہ (دل میں) کہنے لگا: اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اسی گھاٹی میں فروکش ہو جاؤں تو...... لیکن میں پہلے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کروں گا۔ جب اس نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے نہیں کرنا، کیونکہ اللہ کے راستے میں تمہارا ٹھہرنا ساٹھ سالوں کی انفرادی نماز سے بہتر ہے۔ کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیں اور تمہیں جنت میں داخل کر دیں؟ اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جس نے اللہ کے راستے میں اونٹنی کے دو بار دوہنے کی درمیانی مدت کے لئے جہاد کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۲۔ ترمذی (۱۶۵۰)، احمد (۲/ ۵۲۴)، حاکم (۲/ ۶۸)، بیہقی (۹/ ۱۶۰)۔

أجر الفرس للاطراق

۲۱٤۱: عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، أَنَّهُ أَتَى رَجُلًا فَقَالَ: أَطْرِقْنِي مِنْ فَرَسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ

جفتی کے لیے گھوڑا دینے کے اجر کا بیان

سیدنا ابو کبشہ انماری ایک آدمی کے پاس آئے اور کہا: مجھے جفتی کے لئے عاریۃً گھوڑا دو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَطْرَقَ فَرَسَهُ مُسْلِماً كَانَ لَهُ كَأَجْرِ سَبْعِيْنَ فَرَساً حَمَلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَإِنْ لَمْ تَعْقُبْ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ فَرَسٍ يُحْمَلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). [الصحيحة: ۲۸۹۸]

''جس نے جفتی کے لئے کسی مسلمان کو عاریۃً گھوڑا دیا تو اسے اللہ کے راستے میں دیئے جانے والے ستر گھوڑوں کے ثواب جتنا اجر ملے گا۔ اگر اس جفتی کی وجہ سے اولاد نہ ہو تو اللہ تعالی کے راستے میں دیئے جانے والے ایک گھوڑے کے ثواب کے برابر اجر ملے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۸۔ احمد (۴/ ۲۳۱)' ابن حبان (۴٦٧۹)' طبرانی (۲۲/ ۳۴۱)۔

اجر اغبار القوم فی سبیل اللّٰه

اللہ کی راہ میں غبار آلود قدم کا اُجر

۲۱٤۲: عَنْ عِبَايَةَ بْنِ رُفَاعَةَ، قَالَ: أَدْرَكَنِي أَبُوْ عَبْسٍ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: [أَبْشِرْ، فَإِنَّ خُطَاكَ هٰذِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ] سَمِعْتُ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)). [الصحيحة: ۲۲۱۹]

عبایہ بن رفاعہ کہتے ہیں: میں جمعہ کی نماز کے لئے جا رہا تھا' مجھے سیدنا ابو عبس رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے کہا: خوش ہو جا' تیرے یہ قدم اللہ کے راستے میں ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس آدمی کے قدم اللہ کے راستے میں خاک آلود ہوں گے' اللہ تعالی اسے آگ پر حرام کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۹۔ بخاری (۹۰٧)' ترمذی (۱٦۳۲)' نسائی (۳۱۱۸)' احمد (۳/ ۴٧۹)۔

فضل جرح فی سبیل اللّٰه

اللہ کی راہ میں لگنے والے زخم کی فضیلت

۲۱٤۳: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَرَحَ جَرْحًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رِيْحُهُ رِيْحُ الْمِسْكِ، وَلَوْنُهُ لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ، عَلَيْهِ طَابِعُ الشُّهَدَاءِ، مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ، مُخْلِصاً أَعْطَاهُ اللّٰهُ أَجْرَ شَهِيْدٍ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ)). [الصحيحة: ۲۵۵٦]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے اللہ کے راستے میں کوئی زخم لگا تو وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس (زخم سے بہنے والے خون کی) بو کستوری کی طرح کی اور رنگ زعفران کی طرح کا ہو گا' اس پر شہداء کی مہر ہو گی۔ جس نے اللہ تعالی سے خلوص دل سے شہادت کا سوال کیا تو اللہ تعالی اسے شہید کے اجر سے نواز دے گا' اگرچہ وہ بستر پر ہی مر جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۵٦۔ ابن حبان (۱۹۱د۳)' ابوداؤد (۲۵۴۱)' نسائی (۳۱۴۳)' ترمذی (۱٦۵٧)' باختلاف یسیر۔

اجر تجهیز الغازی

غازی کو تیار کرنے کا اجر

۲۱٤٤: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، وَمَنْ خَلَفَ غَازِياً فِي سَبِيْلِ

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں تیار کیا (یعنی اسے جہاد کا ساز و سامان دیا)' اسے (اس غازی کے ثواب) جتنا اجر ملے گا

اللّٰهِ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، وَأَنْفَقَ [عَلَى أَهْلِهِ] فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ)). [الصحيحة:٣٥٥٦]

اور جس نے کسی مجاہد کی اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کی یا اس کے اہل و عیال پر خرچ کیا تو اسے بھی (مجاہد کے اجر جتنا) ثواب ملے گا۔"

تخریج: الصحیحة ٣٥٥٦۔ طبرانی فی الکبیر (٥٢٣٤)، ابن ابی عاصم فی الاحاد (٢٥٥٣)، بھذا اللفظ بخاری (٢٨٤٣)، مسلم (١٨٩٥)، ابوداؤد (٢٥٠٩)، ترمذی (١٦٢٨)، من طریق آخر عنه بمعناه۔

٢١٤٥: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، وَأَنْفَقَ [عَلَى أَهْلِهِ] فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ)). [الصحيحة:٢٦٩٠]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کے راستے میں کسی غازی کو تیار کیا، تو اسے اتنا ہی اجر ملے گا (جو غازی کو ملتا ہے) اور جس نے کسی مجاہد کی اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کی یا اس کے اہل و عیال پر خرچ کیا تو اسے بھی (مجاہد کے اجر جتنا) ثواب ملے گا۔"

تخریج: الصحیحة ٢٦٩٠۔ طبرانی فی الاوسط (٧٨٧٩)، وانظر الحدیث السابق۔

اجر من خرج للعمل ولم يفعل

جو کسی عمل کے لیے نکلا لیکن اس کو کر نہ سکا اس کے اجر کا بیان

٢١٤٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ الْحَاجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِراً فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ الْمُعْتَمِرِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ أَجْرَ الْغَازِيِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٥٥٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو حج کرنے کے لئے نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن تک حج کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے، جو عمرہ کی ادائیگی کے لئے نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ اس کے لئے قیامت کے دن تک عمرہ کرنے والے کا اجر لکھ دیتا ہے اور جو غازی اللہ کے راستے میں نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن تک غازی کا اجر لکھ دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ٢٥٥٣۔ ابویعلی (٦٣٥٠)، طبرانی فی الاوسط (٥٣١٧)، بیہقی (٥/ ٢٦٢) و (٤١٠٠)۔

اصابة المسك بقدر الغبار

غبار کے بقدر کستوری ملنے کا بیان

٢١٤٧: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ مِسْكاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٢٣٣٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلا تو جتنا غبار اس پر پڑے گا، اسی کے بقدر اسے قیامت کے دن کستوری ملے گی۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۸۔ ابن ماجه (۲۷۷۵)، طبرانی فی الاوسط (۱۳۸۱)، الضیاء فی المختارة (۲۱۹۲)۔

امساك من الطيرة شرك

برے شگون کی وجہ سے رکنا شرک ہے

۲۱۴۸: عَنْ فُضَالَةَ بِنِ عُبَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ: ((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ، فَقَدْ قَارَفَ الشِّرْكَ))۔ [الصحيحة:١٠٦٥]

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی برے شگون کی وجہ سے (کسی کام سے) رک جاتا ہے، وہ شرک سے آلودہ ہو جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۶۵۔ عبدالله بن وهب فی الجامع (۶۵۶، ۶۵۷)، احمد (۲/ ۲۲۰)، ابن السنی فی عمل الیوم و اللیلة (۲۹۳)، عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما۔

فضل الرمی فی سبیل الله

اللہ کی راہ میں تیر پھینکنے کی فضیلت

۲۱۴۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ [الصحيحة:٢٥٥٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر پھینکا تو یہ روزِ قیامت اس کے لئے نور ہو گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۵۔ البزار (الکشف: ۱۷۰۷)، بیہقی (۹/ ۱۶۱)، وفی الشعب (۴۳۴۱)، عن ابی نجیح رضی اللہ عنہ۔

ذم الرمی باللیل

رات کو تیر پھینکنے کی مذمت

۲۱۵۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ رَمَانَا بِاللَّيْلِ فَلَيْسَ مِنَّا))۔ [الصحيحة:٢٣٣٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رات کو ہم پر تیر پھینکا، وہ ہم میں سے نہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۹۔ احمد (۲/ ۳۲۱)، الادب المفرد (۱۲۷۹)، ابن حبان (۵۶۰۷)۔

باب: افضل الشهداء

باب: افضل شہداء کا بیان

۲۱۵۱: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: ...... قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَيُّ الشُّهَدَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سُفِكَ دَمُهُ، وَعُقِرَ جَوَادُهُ))۔ [الصحيحة:١٥٠٤]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کون سے شہداء افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا خون بہا دیا اور اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۵۰۴۔ احمد (۵/ ۲۶۵)، طبرانی فی الکبیر (۷۸۷۱)، مطولاً ابوداؤد (۱۴۴۹)، نسائی (۲۵۲۸)، عن عبدالله بن حبشی رضی اللہ عنہ۔

نوع فی الشهداء

شہداء کی اقسام کا بیان

۲۱۵۲: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ صُرِعَ عَنْ دَابَّتِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَهُوَ شَهِيْدٌ)) [الصحيحة: ٢٣٤٦]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ کے راستے میں اپنی سواری سے گر کر فوت ہو گیا، وہ شہید ہو گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۴۶۔ الرویانی فی مسنده (۱۵۲)‘ ابو یعلی (۱۷۵۲)‘ طبرانی (۱۷/ ۳۲۳)‘ ابن ابی عاصم فی الجهاد (۲۳۷) من طریق آخر عنه۔

الرفق علی الطير

۲۱۵۳: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ فِي سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَةٍ، فَرَأَيْنَا حُمَرَةً مَعَهَا فَرْخَان، فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَ تِ الْحُمَرَةُ فَجَعَلَتْ تَفَرَّشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا)) وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَقْنَاهَا، فَقَالَ: ((مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟)) قُلْنَا: نَحْنُ، قَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ)). [الصحيحة:٢٥]

پرندوں پر نرمی کا بیان

عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں‘ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ اپنی بشری حاجت کے لئے تشریف لے گئے‘ ہم نے (چڑیا کی طرح کا) ایک سرخ پرندہ دیکھا‘ اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے‘ ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ (ان کے گرد منڈلانے اور اپنے بازو پھڑ پھڑانے لگا‘ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے رنج پہنچایا ہے؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو اور آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا‘ تو آپ نے پوچھا: یہ بستی کس نے جلائی ہے؟ ہم نے جواب دیا: ہم نے (جلائی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آگ کا عذاب دینا تو آگ کے ربّ کو ہی سزاوار ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۔ الادب المفرد (۳۸۲)‘ ابوداؤد (۲۶۷۵)‘ حاکم (۴/ ۲۳۹)۔

ذم الذی لا یجاهد

۲۱۵۴: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَن لَّمْ يَغْزُ، أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا، أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللّٰهُ. سُبْحَانَهُ. بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).[الصحيحة:٢٥٦١]

جو جہاد نہیں کرتا اس کی مذمت کا بیان

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے جہاد نہیں کیا‘ یا کسی غازی کو جہاد کا سامان دے کر تیار نہیں کیا یا کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر دیکھ بھال نہیں کی‘ تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی بڑی مصیبت یا حادثے سے دوچار کرے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۶۱۔ ابوداؤد (۲۵۰۳)‘ ابن ماجه (۲۷۶۲)‘ بیهقی (۹/ ۴۸)۔

باب: فضل الرباط وقیام لیلة القدر فی المسجد الحرام

باب: پہرہ دینے اور مسجد حرام میں لیلۃ القدر میں قیام کرنے کی فضیلت

۲۱۵۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ فِي الرِّبَاطِ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سرحدی پہرہ دے رہا تھا‘

فَفَزِعُوا، فَخَرَجُوا إِلَى السَّاحِلِ، ثُمَّ قِيلَ: لَا بَأْسَ، فَانْصَرَفَ النَّاسُ وَأَبُوهُرَيْرَةَ وَاقِفٌ، فَمَرَّ بِهِ إِنْسَانٌ، قَالَ: مَايُوقِفُكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ)). [الصحيحة:١٠٦٨]

(اچانک) لوگ گھبرا گئے اور ساحل کی طرف نکل پڑے۔ پھر کہا گیا کہ کوئی بات نہیں ہے۔ لوگ پلٹ آئے اور سیدنا ابو ہریرہ ؓ کھڑے رہے' ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا اور کہا: ابو ہریرہ! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اللہ کے راستے میں کچھ وقت ٹھہرنا حجرِ اسود کے پاس شبِ قدر کا قیام کرنے سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۸۔ عباس الترقفی فی حدیثہ (۴۱/ ۲)' ابن حبان (۵۶۰۳)' ابن عساکر فی اربعین الجھاد (۱۸)۔

النصر مع الصبر

مدد صبر کے ساتھ ہوتی ہے

٢١٥٦: عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ: ((النَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ، وَالْفَرَجُ مَعَ الْكَرْبِ، وَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً وَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً)). [الصحيحة:٢٣٨٢]

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدد صبر کے ساتھ ہوتی ہے' کشادگی' رنج وغم کے ساتھ ہوتی ہے اور بلاشبہ تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے اور بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۲۔ خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۲۸۷)' دیلمی فی مسند الفردوس (۶۹۰۳)'ابن عساکر فی اربعین الجھاد (۱۸)۔

باب: سبب نزول (ومن يخرج في بيته مهاجرا)

باب: آیت (جو اپنے گھر سے مہاجر ہو کر نکلا) کا شان نزول

٢١٥٧: عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: ((هَاجَرَ خَالِدُ بْنُ حِزَامٍ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَنَهَشَتْهُ حَيَّةٌ فِي الطَّرِيقِ فَمَاتَ فَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِراً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَحِيماً(النساء:١٠٠)﴾ قَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ: وَكُنْتُ أَتَوَقَّعُهُ وَأَنْتَظِرُ قُدُومَهُ وَأَنَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَمَا أَحْزَنَنِي شَيْءٌ حُزْنَ وَفَاتِهِ حِينَ بَلَغَنِي، لِأَنَّهُ قَلَّ أَحَدٌ مِمَّنْ هَاجَرَ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا مَعَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ أَوْ

سیدنا زبیر بن عوام ؓ کہتے ہیں: خالد بن حرام نے حبشہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کی' راستے میں ایک سانپ نے اسے ڈسا اور وہ فوت ہو گیا' پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہوا' پھر اسے موت نے آ پکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالی کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔﴾ (سورۂ نساء: ۱۰۰) زبیر بن عوام کہتے ہیں کہ مجھے ان کی توقع تھی اور حبشہ میں میں ان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا' جب مجھے ان کی وفات کی خبر ملی تو میں رنج وغم میں مبتلا ہو گیا' کیونکہ جو بھی قریش سے ہجرت کر کے گیا' اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی بیوی بچہ یا رشتہ دار ہوتا تھا اور میرے

ذِی رَحِمِہٖ، وَلَمْ یَکُنْ مَعِیَ أَحَدٌ مِنْ بَنِی أَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِیزِ وَلَا أَرْجُوْ غَیْرَہٗ))۔

[الصحیحۃ: ۳۲۱۸]

ساتھ بنو اسد بن عبدالعزی قبیلے کا کوئی آدمی نہ تھا اور نہ مجھے اس کے علاوہ کسی کی امید تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۱۸۔ ابن ابی حاتم فی التفسیر (۳/ ۱۰۵۰)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۲۴۶۵)' ابن سعد (۴/ ۱۱۹)۔

اهمية ذم الأعداء بالشعر

شعروں کے ساتھ دشمنوں کی مذمت کی اہمیت

۲۱۵۸: عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ یُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَکَأَنَّمَا تَنْضَحُوْنَھُمْ بِالنَّبْلِ فِیْمَا تَقُوْلُوْنَ لَھُمْ مِنَ الشِّعْرِ))۔ [الصحیحۃ:۱۹٤۹]

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (دشمنوں کی مذمت کرتے ہوئے) تم جو شعر کہتے ہو یہ (ان پر) تیر برسانے کی طرح ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۹۔ احمد (۳/ ۴۵۶)' بیہقی (۱۰/ ۲۳۹٬۲۳۷)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۷۶)۔

باب: فضل السعي على نفسه وعياله

باب: اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے روزی کمانے کی فضیلت

۲۱۵۹: عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: بَیْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ إِذْ طَلَعَ شَابٌّ مِّنَ الثَّنِیَّۃِ، فَلَمَّا رَأَیْنَاہُ رَمَیْنَاہُ بِأَبْصَارِنَا، فَقُلْنَا: لَوْ أَنَّ ھٰذَا الشَّابَّ جَعَلَ شُبَابَہٗ وَنَشَاطَہٗ وَقُوَّتَہٗ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ! فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَقَالَتَنَا فَقَالَ: ((وَمَا سَبِیْلُ اللّٰہِ إِلَّا مَنْ قُتِلَ؟ مَنْ سَعٰی عَلٰی وَالِدَیْہِ فَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَمَنْ سَعٰی عَلٰی عِیَالِہٖ فَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ [وَمَنْ سَعٰی عَلٰی نَفْسِہٖ لِیُعِفَّھَا فَھُوَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ] وَمَنْ سَعٰی مُکَاثِرًا فَفِی سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ، وَفِی رِوَایَۃٍ:سَبِیْلُ الشَّیْطَانِ))۔

[الصحیحۃ: ۲۲۳۲]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' اچانک ایک نوجوان پہاڑی راستے کو عبور کرتا ہوا آ رہا تھا' جب ہم نے اسے (ایک دفعہ) دیکھا تو پھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے۔ ہم نے کہا: کاش یہ نوجوان اپنی نوجوانی' مستعدی اور قوت کو اللہ کے راستے میں صرف کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہماری یہ بات سنی اور فرمایا: ''کیا اللہ کا راستہ یہی ہے کہ آدمی شہید ہو جائے؟ (نہیں' بلکہ) جس نے والدین کی خدمت کی وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے' جس نے اپنے اہل وعیال کو پالا پوسا وہ بھی اللہ کی راہ میں ہے اور جس نے اپنے آپ کو پاکدامن رکھنے کے لئے کوشش کی وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جس نے مقابلہ بازی کے لئے کوشش کی تو وہ طاغوت (شیطان) کے راستے پر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۲۔ البزار (الکشف: ۱۸۷۱)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۶/ ۱۹۶٬۱۹۷)' بیہقی (۹/ ۲۵)۔

كراهة في عريف

سردار بننے کی کراہت کا بیان

٢١٦٠: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَابُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عَرِيْفٍ وَالْعَرِيْفُ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:١٤١٧]

سیدنا انس بن مالک ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے لئے سردار ہونا ضروری ہے، (لیکن) سردار ہوتا جہنم میں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۷۔ ابوالشیخ فی الطبقات (۴۴) تعلیقاً، ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۴۸)، ابو یعلی (۴۱۳۶) من طریق آخر عنہ۔

كراهة الوسم بالتحريق

جلا کر نشان لگانے کی کراہت کا بیان

٢١٦١: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْعَبَّاسُ يَسِيْرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى بَعِيْرٍ قَدْ وَسَمَهُ فِي وَجْهِهٖ بِالنَّارِ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا الْمِيْسَمُ يَاعَبَّاسُ؟!)) قَالَ: مِيْسَمٌ كُنَّا نَسِمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: فَقَالَ: ((لَاتَسِمُوْا بِالْحَرِيْقِ)). [الصحيحة: ٣٠٥]

سیدنا عبداللہ بن عباس ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عباس ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک اونٹ پر جا رہے تھے، انھوں نے اس اونٹ کے چہرے کو داغ کر خاص نشان ڈالا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''عباس! یہ کون سی علامت ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم جاہلیت میں یہ علامت لگاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''داغ کر علامت نہ لگایا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۹۸۳)، ولہ شاھد عند ابی یعلی (۶۶۹۵)، من حدیث العباس ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ۔

ذم الجلجل

گھونگھرو کی مذمت

٢١٦٢: عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُوْسٰى، قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَمَرَّتْ رِفْقَةٌ لِأُمِّ الْبَنِيْنَ فِيْهَا أَجْرَاسٌ، فَحَدَّثَ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رَكْبًا مَعَهُمْ جَلْجَلٌ)) فَكَمْ تَرٰى فِي هٰؤُلَاءِ مِنْ جَلْجَلٍ؟ [الصحيحة:١٨٧٣]

ابوبکر بن موسی کہتے ہیں کہ میں سالم بن عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا، ام البنین کا ایک قافلہ گزرا، اس سے گھنٹیوں کی آواز آ رہی تھی۔ سالم نے اپنے باپ سیدنا عبداللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس کے ساتھ گھونگرو (اور چھوٹی گھنٹیاں) ہوں۔'' ان لوگوں (کے قافلے) میں بہت سارے گھونگرو ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۷۳۔ نسائی (۵۲۲۳)، احمد (۲/ ۲۷)، ابو یعلی (۵۴۴۷)۔

الدعوة قبل القتال

لڑائی سے پہلے دعوت دینے کا بیان

٢١٦٣: عَنْ يَحْيٰى بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ عَلِيًّا بَعَثَ خَلْفَهُ رَجُلًا فَقَالَ: اتَّبِعْ عَلِيًّا، وَلَا تَدْعُهُ مِنْ وَرَائِهٖ، وَلٰكِنِ اتَّبِعْهُ وَخُذْهُ بِيَدِهٖ وَقُلْ لَهُ: قَالَ

یحیی بن اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا علی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کو بھیجا تو ان کے پیچھے ایک اور آدمی بھیجا اور اسے فرمایا: ''اس کے پیچھے چلتا رہ اور اس کے پیچھے ہی رہنا ہے (بلکہ) تو اس کا تعاقب کر، اس کو پکڑ لے اور کہہ کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَقِمْ حَتّٰی یَأْتِیَكَ)) قَالَ: فَأَقَامَ حَتّٰی جَاءَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: ((لَاتُقَاتِلْ قَوْماً حَتّٰی تَدْعُوْهُمْ)). [الصحیحة: ٢٦٤١]

اللہ ﷺ فرما رہے ہیں: ”ٹھہر جا‘ یہاں تک آپ ﷺ آ جائیں۔“ وہ ٹھہر گئے‘ حتی کہ رسول اللہ ﷺ آئے اور فرمایا: ”اس وقت تک کسی قوم سے نہیں لڑنا‘ جب تک (اسلام کی) دعوت نہ پہنچا دے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۶۴۱۔ عبدالرزاق (۹۴۲۴)‘ مرسلاً او معضلاً وصله ابن ابی شیبة (۱۲/ ۳۶۳)‘ عن علی رضی اللہ عنہ ولد طریق آخر عن علی رضی اللہ عنہ البخاری فی التاریخ (۳/ ۳۷۷)‘ طبرانی فی الاوسط (۸۴۶۱)‘ عن انس رضی اللہ عنہ۔

اطاعة الرسول واجب فی کل امر

ہر معاملہ میں اطاعت رسولؐ واجب ہے

٢١٦٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ: أَنَّهُ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِی مَسِیْرِلَّهُ، فَقَالَ لَهُ: ((یَا ابْنَ رَوَاحَةَ! اُنْزِلْ، فَحَرِّكِ الرِّکَابَ)) فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ تَرَکْتُ ذَاكَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اسْمَعْ وَأَطِعْ قَالَ: فَرَمٰی نَفْسَهُ وَقَالَ:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَکِیْنَةً عَلَیْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَیْنَا

[الصحیحة: ٣٢٨٠]

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”ابن رواحہ! نیچے اترو اور سواریوں کو بھگاؤ۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو یہ کام ترک کر چکا ہوں۔ (یہ سن کر) سیدنا عمر نے کہا: سن اور اطاعت کر۔ اس نے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا اور کہا:

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے
نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے......
ہم پر سکینت نازل کر دے
اور جب (دشمنوں سے) آمنا سامنا ہو جائے تو ثابت قدم رکھنا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۸۰۔ نسائی فی الکبریٰ (۸۲۵۱)‘ بیهقی (۱۰/ ۲۲۷)‘ نسائی فی الکبری (۸۲۵۰)‘ الضیاء فی المختارة (۲۶۴)‘ من حدیث عمر رضی اللہ عنہ وهوالصواب۔

باب: من بطولات الصحابیات

باب:

٢١٦٥: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُمَّ سُلَیْمٍ کَانَتْ مَعَ أَبِی طَلْحَةَ یَوْمَ حُنَیْنٍ، فَإِذَا مَعَ أُمِّ سُلَیْمٍ خَنْجَرٌ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: مَا هٰذَا مَعَكِ یَا أُمَّ سُلَیْمٍ؟ فَقَالَتِ: اتَّخَذْتُهُ، إِنْ دَنَا مِنِّی أَحَدٌمِّنَ الْکُفَّارِ أَبْعَجُ بِهِ بَطْنَهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! أَلَا تَسْمَعُ مَاتَقُوْلُ أُمُّ سُلَیْمٍ؟ تَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا فَقُلْتُ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حنین والے دن ام سلیم‘ ابوطلحہ کے ساتھ تھیں‘ ام سلیم کے پاس ایک خنجر بھی تھا‘ ابوطلحہ نے پوچھا: ام سلیم! یہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے یہ اٹھایا ہوا ہے کہ اگر کوئی کافر میرے قریب ہوا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ کر آنتیں نکال دوں گی۔ ابوطلحہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ ام سلیم کی بات سن رہے ہیں؟ وہ ایسے ایسے کہہ رہی ہے۔ میں

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْتُلُ مِنْ بَعْدِنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوْا بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. قَدْ كَفَانَا وَأَحْسَنَ)). [الصحيحة: ٣٢٦٠]

نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب وہ شکست کھا جائیں گے تو جو آدمی اپنے لشکر سے ادھر ادھر ہوگا' میں اسے قتل کردوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلیم! بیشک اللہ عز وجل نے ہمیں کفایت کیا ہے اور کیا خوب کیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۰۔ احمد (۳/ ۲۸۶)' ابن راھویہ فی مسندہ (۴/ ۱۵/ ۱)' مسلم (۱۸۰۹)' ابو عوانۃ (۴/ ۳۱۷)۔

٢١٦٦: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مُهَاجِراً اسْتَأْذَنَتْ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرُّبَيْعِ زَوْجَهَا أَنْ تَذْهَبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ إِنَّ أَبَا الْعَاصِ لَحِقَ بِالْمَدِيْنَةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا: أَنْ خُذِي لِي أَمَاناً مِنْ أَبِيْكِ فَخَرَجَتْ فَأَطْلَعَتْ بِرَأْسِهَا مِنْ بَابِ حُجْرَتِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الصُّبْحِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِنِّي قَدْ أَجَرْتُ أَبَا الْعَاصِ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسِ إِنِّي لَمْ أَعْلَمْ بِهٰذَا حَتّٰى سَمِعْتُمُوْهُ، أَلَا وَإِنَّهُ يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَدْنَاهُمْ)). [الصحيحة: ٢٨١٩]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے (مدینہ) چلے گئے تو آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابو العاص بن ربیع سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی' اس نے اجازت دے دی۔ وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئیں' پھر ابو العاص بھی مدینہ پہنچ گئے اور سیدہ زینب کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے والد محترم سے میرے لئے امان حاصل کرو۔ میں نکلی اور اپنے حجرے سے جھانکا' تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے کہا: لوگو! میں زینب بنت رسول اللہ ہوں' میں نے ابو العاص کو پناہ دے دی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''لوگو! مجھے اس بات کا پتہ نہیں تھا' حتی کہ تم نے خود سن لی۔ آگاہ ہو جاؤ! کم سے کم درجہ مسلمان بھی کسی کو مسلمانوں پر پناہ دے سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۱۹۔ طبرانی فی الاوسط (۲۸۱۹)' وفی الکبیر (۲۳/ ۴۲۵)' حاکم (۴/ ۴۵)۔

تمني الشهيد بعد الشهادة

شہادت کے بعد شہید کی خواہش

٢١٦٧: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاجَابِرُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. أَحْيَا أَبَاكَ فَقَالَ لَهُ: تَمَنَّ عَلَيَّ، فَقَالَ: أُرَدُّ إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلُ مَرَّةً أُخْرٰى! فَقَالَ: إِنِّي قَضَيْتُ الْحُكْمَ: أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُوْنَ؟)). [الصحيحة: ٣٢٩٠]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جابر! کیا تجھے خبر نہیں ہوئی کہ اللہ تعالی نے تیرے باپ کو زندہ کر دیا ہے؟ (وہ اس طرح کہ) اللہ تعالی نے تیرے باپ سے کہا: کوئی آرزو کرو (میں پوری کروں گا)۔ تیرے باپ نے کہا: مجھے دنیا میں واپس لوٹا دیا جائے' دوبارہ قتل ہونا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالی نے کہا: بیشک میں ایک فیصلہ کر چکا ہوں کہ (ایک دفعہ مر جانے والوں کو) دنیا کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۰۔ احمد (۳/ ۳۶۱)، حاکم (۲/ ۱۱۹، ۱۲۰)، ابو یعلی (۲۰۰۲)، الحمیدی (۱۲۶۵)۔

سبب نزول (ومنهم من يقول إئذن لي......)

۲۱۶۸: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَاجُدُّ! هَلْ لَكَ فِي جِلَادِ بَنِي الْأَصْفَرِ؟)) قَالَ جُدٌّ: أَوَ تَأْذِنُ لِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنِّي رَجُلٌ أُحِبُّ النِّسَاءَ وَإِنِّي أَخْشَى إِنْ أَنَا رَأَيْتُ بَنَاتَ بَنِي الْأَصْفَرِ أَنْ أُفْتَنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ وَهُوَ مُعْرِضٌ عَنْهُ۔ ((قَدْ أَذِنْتُ لَكَ)) فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا(التَّوْبَة:٤٩)﴾ [الصحيحة:٢٩٨٨]

ان میں سے کچھ کہتے ہیں مجھے اجازت دے دیجیے۔ کا شان نزول

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جُدّ بن قیس! کیا بنوالاصفر کے جلاد پر تیرا وار چل سکتا ہے؟'' جد نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے (وہاں جانے کی) اجازت دے دیں گے، (لیکن یہ بات یاد رہے کہ) میں عورتوں سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ بنوالاصفر کی بیٹیوں کو دیکھ کر میں فتنے میں نہ پڑ جاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کرتے ہوئے اسے فرمایا: ''میں نے تجھے اجازت دے دی ہے۔'' اس وقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: ﴿اور ان میں سے کوئی تو کہتا ہے: مجھے اجازت دیجئے، مجھے فتنے میں نہ ڈالیے۔ آگاہ ہو جاؤ وہ تو فتنے میں پڑ چکے ہیں﴾ (سورۂ توبہ:۴۹)۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۸۸۔ ابن ابی حاتم فی التفسیر (۵/ ۱۸۰۹)، ابن اسحاق فی السیرۃ (ابن ہشام (۴/ ۱۶۹، ۱۷۰)، ابن جریر فی التفسیر (۱۰/ ۱۰۴)، بیہقی فی الدلائل (۵/ ۲۱۳، ۲۱۴)۔

فوائد: بنوالاصفر: ایشائے کوچک اور قسطنطنیہ وغیرہ میں رہنے والے رومی باشندوں کا لقب ہے۔

(١٦) السِّيْرَةُ النَّبَوِيَّةُ وَفِيْهَا الشَّمَائِلُ

سیرت نبوی اور شمائل النبی ﷺ کا بیان

٢١٦٩ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ، قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ: عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَيَحْيٰى بْنُ

انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا، وہ گدھے سے بڑا، خچر سے چھوٹا سفید رنگ کا لمبا جانور ہے، وہ اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہاں اُس کی نگاہ پہنچتی ہے، میں اُس پر سوار ہوا حتیٰ کہ بیت المقدس تک پہنچا اور میں نے اُس کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس حلقہ سے دوسرے پیغمبر باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں نکلا تو حضرت جبریل علیہ السلام ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لے کر آئے، چنانچہ میں نے دودھ کو پسند کیا، جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے، پھر ہمیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا، اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا کہ کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں، کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا انہیں بلایا گیا ہے؟ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو میں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ کہا جبریل! فرشتوں نے پوچھا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ! فرشتوں نے کہا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا انہیں بلایا گیا ہے، چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ تو

زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ. ثُمَّ عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ ﷺ: إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَالِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ، فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ ﷺ، فَرَحَّبَ وَدَعَالِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى ﷺ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ

میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ ابن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو دیکھا، اُن دونوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے بھلائی کی دعا کی، پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا ۔فرشتوں نے کہا کون......؟ کہا جبریل۔ فرشتوں نے کہا تیرے ساتھ کون ہے ......؟ کہا محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں! انہیں بلایا گیا ہے، چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں میں نے حضرت یوسف ﷺ کو دیکھا، جبکہ وہ خوبصورتی کا آدھا حصہ دیئے گئے تھے۔ اُنہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے بھلائی کی دعا کی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا کون......؟ کہا جبریل۔ پوچھا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا ہاں اُنہیں بلایا گیا ہے، تو دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اور ہم نے ادریس کا مقام ومرتبہ بلند کیا۔ پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا کون؟ کہا جبریل! کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا ہے ہاں انہیں بلایا گیا ہے، چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ہارون ﷺ کو دیکھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور چھٹے آسمان پر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا کون؟ کہا جبریل ۔ کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ! پھر پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں! چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں میں نے حضرت موسیٰ ﷺ کو دیکھا اُنہوں نے خوش آمدید کہا

لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ مُسْنِداً ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَيَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَايَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَاغَشِيَ، تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَن يَّنْعَتَهَا، مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَاأَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: مَافَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ ؟ قُلْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي، فَقُلْتُ: يَارَبِّ ! خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْساً فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْساً قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْراً، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ يُكْتَبْ شَيْئاً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهٗ، فَقَالَ ارْجِعْ إِلٰى

اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور دروازہ کھولنے کامطالبہ کیا۔ پوچھا گیا کون؟ کہاجبریل؟ کہا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمدﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟، جبریل نے کہا: ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ تو فرمایا دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے حضرت ابراہیم ﷺ کو دیکھا ۔وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اور بیت المعمور میں ہرروز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں اور پھر وہ اُس کی طرف کبھی نہیں لوٹتے۔ پھر جبریل مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ اور اُس کا پھل مٹکوں کی مانند۔ پھر جب اُسکو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اُس کا حال ایسا ہوگیا کہ مخلوق میں سے کوئی اُس کا حسن بیان نہیں کرسکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی جو میری طرف کرنا تھی۔ اور ہر دن رات میں مجھ پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اُتر کر موسیٰ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ موسیٰ نے کہا: اپنے پروردگار کی طرف لوٹ اور کمی کا سوال کر۔ تیری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا اور اُن کا امتحان لیا، آپ ﷺ نے کہا: میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹا اور کہا اے میرے پروردگار میری امت کے لیے نمازوں میں کمی فرما۔ چنانچہ پانچ کم کردی گئیں۔ پھر میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور کہا مجھ سے پانچ نمازیں کم کردی گئی ہیں، انہوں نے کہا: تیری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ اپنے رب کی طرف لوٹ اور اس سے کمی کا سوال کر۔ آپ نے فرمایا: میں اسی طرح اپنے پروردگار اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! وہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز میں دس کا ثواب ہے۔ تو وہی پچاس نمازیں ہوگئیں۔ اور جس نے نیکی

رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ)). [الصحيحة:٣٩٥٦]

کا ارادہ کیا اور کی نہیں اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اُس نے وہ نیکی کر لی تو اُس کے لیے دس گنا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اُس کو کیا نہیں، اُس کے لیے کچھ نہیں لکھا جاتا۔ اگر اُس نے برائی کر لی تو اُس کے لیے ایک برائی لکھ دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نیچے اترا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور اُن کو بتلایا۔ انہوں نے کہا اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جاؤ اور اُس سے مزید کمی کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا: بے شک میں اپنے پروردگار کی طرف بار بار لوٹا ہوں یہاں تک کہ مجھے اُس سے شرم آ گئی۔

تخریج: الصحيحة ٣٩٥٦- مسلم (١٦٢)' ابو عوانة (١/ ١٢٦'١٢٧)' احمد (٣/ ١٤٨)' بخاری (٣٥٧٠)' من طريق آخر۔

انتخاب تزويج عائشه لنبى من عندالله

نبی کی شادی عائشہؓ سے انتخاب اللہ نے کیا

٢١٧٠- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، وَرَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يُمْضِهِ)). [الصحيحة:٣٩٨٧]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو مجھے خواب میں دو مرتبہ دکھلائی گئی، اور ایک آدمی نے تجھے ریشم کے ٹکڑے میں اٹھایا اور کہہ رہا تھا یہ تمہاری بیوی ہے۔ میں نے کہا اگر یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری بیوی ہے تو وہ اُس کو میری بیوی بنا دے گا۔"

تخریج: الصحيحة ٣٩٨٧- بخاری (٣٨٩٥'٥٠٧٨)' مسلم (٢٤٣٨)' احمد (٦/ ٤١'١٦١)' واللفظ له۔

سؤال هرقل من ابى سفيان بالشام

شام میں ہرقل کے سوال ابوسفیان سے کا بیان

٢١٧١- عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَكَانُوا تُجَّاراً بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ، فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ، وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا

عبیداللہ ﷺ بن عبداللہ ﷺ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس ﷺ نے اُن کو خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے اُن کو بتلایا کہ ہرقل نے ان کے پاس قریش کے قافلے میں ایک آدمی کو بلانے بھیجا اور اس وقت یہ تجارت کے لیے ملک شام گئے ہوئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور ابوسفیان سے ایک وقتی معاہدہ کیا ہوا تھا، جب ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس مقامِ ایلیا میں پہنچے جہاں ہرقل نے

بِتَرْجُمَانِهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَباً بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَباً فَقَالَ: أَدْنُوهُ مِنِّي، وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُمْ: إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا الرَّجُلَ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ، فَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ، ثُمَّ كَانَ أَوَّلُ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قَالَتْ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ:لَا قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُ هُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيدُونَ، قَالَ: فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌمِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ قُلْتُ: لَاقَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ، لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَانَدْرِي مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيهَا؟ قَالَ: وَلَمْ تُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئاً غَيْرَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ، قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا، وَنَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُولُ: اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَاتُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً، وَاتْرُكُوا مَايَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ، فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ،

دربار طلب کیا تھا۔ اس کے گرد روم کے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلوایا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص مدعی رسالت کا زیادہ قریبی عزیز ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کردو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس (حضرت محمد ﷺ) کے متعلق پوچھتا ہوں۔ اگر یہ مجھ سے کسی بات میں جھوٹ بولے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کردینا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ غیرت نہ آتی کہ یہ لوگ میرا جھوٹ پھیلائیں گے تو میں آپ ﷺ کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا۔ خیر پہلی بات جو ہرقل نے مجھ سے پوچھی وہ یہ کہ اس شخص کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ تو بڑے اونچے عالی نسب والے ہیں۔ کہنے لگا اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگا: اچھا اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا، بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟ میں نے کہا نہیں کمزوروں نے۔ پھر کہنے لگا، اس کے ماننے والے آئے دن بڑھتے ہیں یا اُن میں سے کوئی منحرف بھی ہوجاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا، کیا اپنے اس دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی اس نے جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا کیا وہ وعدہ خلافی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اور اب ہمارا اس سے ایک وقتِ مقررہ تک عہد ہے، معلوم نہیں وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔ میں اس بات کے سوا اور کسی بات میں کوئی کلمہ شامل نہ کرسکا۔ ہرقل نے کہا۔ کیا تمہاری اس سے کبھی جنگ بھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ بولا پھر تمہاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوتا ہے؟ میں نے کہا

فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ۔ فَذَكَرْتَ أَن لَّا فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلْتُ: رَجُلٌ يَأْتَسِي بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ : هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَذَكَرْتَ أَن لَّا، قُلْتُ: فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُولَ مَا قَالَ: فَذَكَرْتَ أَن لَّا فَقَدْ اعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، وَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ، وَسَأَلْتُكَ: أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَ هُمُ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الْإِيمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ: أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيهِ؟ فَذَكَرْتَ أَن لَّا وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ؟ فَذَكَرْتَ أَن لَّا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَاتَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ: بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَ الصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَانْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي اخْلُصُ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ۔ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ

''لڑائی ڈول کی طرح ہے۔ کبھی وہ ہم سے جیت لیتے ہیں اور کبھی ہم ان سے جیت لیتے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا، وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا، وہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پرہیزگاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ یہ بات تمہارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی، تو تم نے جواب دیا نہیں، تب میں نے کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے جو پہلے کہی جاچکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گذرا ہے، تم نے کہا نہیں۔ تو میں نے کہا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو کہہ دوں گا کہ وہ شخص اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک حاصل کرنا چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے سے پہلے تم نے کبھی اس کو دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے؟ تم نے کہا نہیں۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے لوگ اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی۔ تم نے کہا کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے، تو یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں، تم نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ کامل ہوجاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص اس کے دین

اللّٰهِ الَّذِي بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ، فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ......((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ: إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، أَمَّا بَعْدُ : فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ: أَسْلِمْ تَسْلَمْ: يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ، وَ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ، وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ! إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا أَنَّهُ سَيَظْهَرُ، حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُورِ۔ صَاحِبُ إِيلِيَاءَ۔ وَهِرَقْلُ أُسْقُفًّا عَلَى نَصَارَى الشَّامِ يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِينَ قَدِمَ إِيلِيَاءَ أَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيثَ النَّفْسِ، فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ: قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُورِ: وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُومِ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ۔ حِينَ نظرتُ فِي النُّجُومِ۔ مَلِكُ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَخْتَتِنُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟ قَالُوا: لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا الْيَهُودُ، فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ، وَاكْتُبْ إِلَى مَدَائِنِ مُلْكِكَ،

سے ناخوش ہوکر مرتد بھی ہوجاتا ہے۔تم نے کہا نہیں، تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے جن کے دلوں میں اس کی مسرت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں۔تم نے کہا نہیں۔ پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے، وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے تو تم نے بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں۔نماز سچ بولنے اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہوجائے گا جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ آنے والا ہے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملاقات کے لیے میں ہر تکلیف برداشت کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا۔ پھر اس کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا: اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے یہ خط ہے، شاہ روم کے لیے اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد میں آپ کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ اسلام لے آئیں تو سلامتی نصیب ہوگی۔ اللہ آپ کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر آپ روگردانی کریں گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ ہی پر ہوگا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں

فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ، أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ، قَالَ: اذْهَبُوْا فَانْظُرُوْا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا؟ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ، فَحَدَّثُوْهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ ﷺعنقريب غالب هو عَنِ الْعَرَبِ؟ فَقَالَ: هُمْ يَخْتَتِنُوْنَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ، ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُوْمِيَّةَ، وَكَانَ نَظِيْرَهُ فِي الْعِلْمِ، وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتّٰى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّوْمِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ، ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ! هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ، فَتُبَايِعُوْا هٰذَا النَّبِيَّ؟ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ، وَأَيِسَ مِنَ الْإِيْمَانِ قَالَ: رُدُّوْهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا، أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوْا لَهُ وَرَضُوْا عَنْهُ، فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ۔))

[الصحيحة:٣٦٠٧]

سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے۔ پھر اگر وہ اہل کتاب منہ موڑ لیں تو تم ان سے کہہ دو کہ ہم تو ایک اللہ کے عبادت گزار ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں: جب ہرقل نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا۔ تو اس کے اردگرد بہت شور بپا ہوگیا۔ بہت سی آوازیں بلند ہوئیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ تب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابوکبشہ کے بیٹے کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا۔ اس سے بنی اصفر کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہوگیا کہ رسول آ کر رہیں گے حتیٰ کہ اللہ نے مجھے مسلمان کردیا۔ ابن ناطور ایلیاء کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا بڑا پادری بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیاء آیا، ایک دن صبح کو افسردہ حال اٹھا تو اس کے درباریوں نے پوچھا کہ آج ہم آپ کی حالت بدلی ہوئی پاتے ہیں، ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل نجومی تھا، علم نجوم میں وہ پوری مہارت رکھتا تھا۔ اس نے اپنے ہم نشینوں کو بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ہمارے ملک پر غالب آ گیا ہے۔ اس زمانہ میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا۔ سو ان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجئے کہ وہاں جتنے یہودی ہوں سب قتل کردیئے جائیں وہ لوگ انہی باتوں میں مشغول تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا۔ جسے شاہ غسان نے بھیجا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کئے۔ جب ہرقل نے سن لیے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں؟ انہوں نے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کیا ہوا ہے۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں۔ تب ہرقل نے کہا محمد ﷺ اس امت کے بادشاہ ہیں۔ جو پیدا ہوچکے ہیں۔ پھر اس نے اپنے

ایک دوست کو رومیہ خط لکھا اور وہ بھی علم نجوم میں ہرقل کی طرح دسترس رکھتا تھا پھر وہاں سے ہرقل حمص چلا گیا۔ ابھی حمص سے نکلا نہیں تھا کہ اس کے دوست کا خط آ گیا۔ اس کی رائے بھی محمد ﷺ کی بعثت کے متعلق ہرقل کے مطابق تھی کہ محمد ﷺ رسول ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنے حمص کے محل میں طلب کیا اور اس کے حکم سے محل کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر وہ باہر آیا اور کہا: ''اے رومیو! کیا تم میں ہدایت اور کامیابی کی طلب ہے؟ اگر تم اپنی سلطنت کی بقاء چاہتے ہو تو پھر اس نبی کی بیعت کر لو اور مسلمان ہو جاؤ۔'' پھر وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے، مگر انہیں بند پایا۔ آخر جب ہرقل نے ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان سے ناامید ہو گیا تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔ تو اس نے کہا میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمہاری دینی استقامت کی آزمائش تھی، وہ میں نے دیکھ لی۔ تب وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے راضی ہو گئے۔ یہ ہرقل کی آخری کیفیت تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۷۔ بخاری (۷، ۵۱)، مسلم (۱۷۷۳)، ترمذی (۲۷۱۷)، نسائی فی الکبری (۱۱۰۶۴)، احمد (۱/ ۲۶۳)۔

صفات النبیؐ فی الانجیل

نبیؐ کی انجیل میں بیان کردہ صفات

۲۱۷۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ فِي الْإِنْجِيْلِ: لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيْظٌ وَلَا سَخَّابٌ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يُجْزِئُ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، بَلْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ))۔ [الصحيحة:۲۴۵۸]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے متعلق انجیل میں لکھا گیا ہے: آپ بدخلق تھے نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے اور نہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرماتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۵۸۔ حاکم (۲/ ۶۱۴)، ابن عساکر (۳/ ۲۱۹)، بیہقی فی الدلائل (۱/ ۳۷۷، ۳۷۸)۔

كل شيءٍ يعلم اني رسول الله

ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں

۲۱۷۳۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةً

حضرت عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرہ اپنے باپ سے اور اُن کے باپ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے

اَشْیَآءَ مَارَآھَا اَحَدٌ قَبْلِي: أ۔ کُنْتُ مَعَهُ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ، فَمَرَّ عَلَى ابْنَةٍ مَعَهَا ابْنٌ لَّهَا بِهِ لَمَمٌ، مَارَأَيْتُ لَمَماً أَشَدَّ مِنْهُ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! ابْنِي هٰذَا كَمَا تَرٰى؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ لَهُ)) فَدَعَا لَهُ، ثُمَّ مَضٰى ب۔ فَمَرَّ عَلَيْهِ بَعِيْرٌ مَادٌّ جِرَانَهُ يَرْغُوْ،فَقَالَ((عَلَيَّ بِصَاحِبِ هٰذَا)) فَقَالَ: ((هٰذَا يَقُوْلُ: نُتِجْتُ عِنْدَهُمْ وَاسْتَعْمَلُوْنِي، حَتّٰى إِذَا كَبِرْتُ أَرَادُوْا أَنْ يَنْحَرُوْنِي)) ثُمَّ مَضٰى ج۔ فَرَأٰى شَجَرَتَيْنِ مُتَفَرِّقَتَيْنِ، فَقَالَ لِي: ((اذْهَبْ فَمُرْهُمَا، فَلْتَجْتَمِعَا)) فَاجْتَمَعَتَا، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، وَقَالَ: ((اذْهَبْ فَقُلْ لَهُمَا يَفْتَرِقَا)) ثُمَّ مَضٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ مَرَّ عَلَى الصَّبِيِّ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ وَقَدْ هَيَّأَتْ لَهُ أُمُّهُ سِتَّةَ أَكْبُشٍ، فَأَهْدَتْ لَهُ كَبْشَيْنِ، وَقَالَتْ: مَا عَادَ إِلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ اللَّمَمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((مَامِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَعْلَمُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا كَفَرَةُ أَوْ فَسَقَةُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ)).[الصحيحة: ٣٣١١]

حضور ﷺ میں تین چیزیں ایسی دیکھی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیکھیں (۱) میں حضور ﷺ کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا تو آپ ایک لڑکی کے پاس سے گزرے۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جسے آسیب تھا، میں نے ایسا سخت آسیب کبھی نہیں دیکھا تو اس لڑکی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے اس بیٹے کا حال تو آپ دیکھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہتی ہے تو میں اس کے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمادی پھر تشریف لے گئے۔ (۲) پھر آپ ﷺ کے قریب سے ایک اونٹ گزرا جس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ بلبلا رہا تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا اس کے مالک کو میرے پاس لے کر آؤ (جب وہ آیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ میں اس مالک کے پاس ہی پیدا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے خوب استعمال کیا یہاں تک کہ جب میں بوڑھا ہوگیا تو انہوں نے مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا تو آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے۔ (۳) پھر آپ ﷺ نے دو علیحدہ علیحدہ درخت دیکھے تو مجھے فرمایا کہ جاؤ ان دونوں درختوں کو کہو کہ جڑ جائیں تو وہ دونوں مل گئے پھر آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں درختوں کو کہو کہ علیحدہ علیحدہ ہوجائیں تو آپ ﷺ تشریف لے چلے پھر جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو اسی بچے کے پاس سے آپ کا گزر ہوا وہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور اس کی ماں نے اس کے لیے ۶ مینڈھے پال رکھے تھے تو آپ ﷺ کو ان میں سے دو مینڈھے ہدیۃً پیش کیے اور عرض کیا کہ اس کو بالکل آسیب نہیں ہوا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے کافروں یا فرمایا سوائے فاسق جنوں اور انسانوں کے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۱۱۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳۲/ ۲۶۱)' بیہقی فی الدلائل (۶/ ۲۲)۔

الدعا عندالطعام و الشراب

کھانے اور پینے کے وقت کی دعا

٢١٧٤۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ: ((كَانَ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقٰى، وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا)) [الصحيحة:٧٠٥]

ابوایوب انصاری ؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب کھاتے یا پیتے تو یہ دعا پڑھتے ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقٰى، وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا﴾ تمام تعریفیں اُس ذات کیلئے جس نے کھلایا اور پلایا اور کھانے کو خوشگواری کے ساتھ حلق سے اتارا اور اُسکے نکلنے کی جگہ بنائی۔

تخریج: الصحیحة ۷۰۵۔ ابوداؤد (۳۸۵۱)' ابن حبان (۵۲۲۰)' ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۴۶۴)۔

جلس الاحتباء

گوٹھ مار کر بیٹھنا

٢١٧٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: ((كَانَ ﷺ إِذَا جَلَسَ احْتَبٰى)) [الصحيحة:٨٧٢]

ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ گوٹھ مار کر بیٹھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۸۲۷۔ ابوداؤد (۴۸۴۶)' ترمذی فی الشمائل (۱۳۸)' بیهقی (۳/ ۲۳۸)۔

حالة غضب النبيّ

نبیؐ کے غصہ کی حالت کا بیان

٢١٧٦۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ ((كَانَ ﷺ إِذَا غَضِبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ)) [الصحيحة:٢٠٧٩]

ابن مسعود ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں جب آپ ﷺ غصے میں آتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۹۔ ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۶۸)' طبرانی فی الکبیر (۹۷۱)۔

باب: من شمائله ﷺ

باب: شمائل نبوی کا بیان

٢١٧٧۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ)). [الصحيحة:٢٠٨٥]

ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں: آپ ﷺ جب کسی چیز کو ناپسند کرتے تھے تو ہم اُس چیز کی ناپسندیدگی آپ ﷺ کے چہرے سے پہچان لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۸۵۔ بخاری (۳۵۶۲)' والادب المفرد (۵۹۹)' مسلم (۲۳۲۰)' ابوداؤد الطیالسی (۲۲۲۲)۔

كيفية مشي النبيّ

نبیؐ کے چلنے کی کیفیت کا بیان

٢١٧٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ((كَانَ ﷺ إِذَا مَشٰى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ)). [الصحيحة:٢٠٨٣]

انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب چلتے تو ایسے محسوس ہوتا گویا کہ آپ ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۸۳۔ ابوداؤد (۴۸۶۳)' حاکم (۴/ ۲۸۱)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۹۸)' ترمذی (۱۷۵۴)' مطولاً من طریق آخر عنه۔

كان النبي اذا مشى لم يلتفت
آپؐ جب چلتے تھے تو التفات نہیں کرتے تھے

۲۱۷۹۔ عَنْ جَابِرٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا مَشَى لَمْ يَلْتَفِتْ)) [الصحيحة:۲۰۸٦]

جابر ؓ سے روایت ہے، آپ چلتے تو التفات نہیں کرتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۰۸٦۔ حاكم (۴/ ۲۹۲)' ابن سعد (۱/ ۳۷۹)' ابن ابی حاتم فی العلل (۲/ ۲۴۸)۔

ذكر حالة نزول الوحي
وحی کے نزول کی حالت کا بیان

۲۱۸۰۔عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ: ((كَانَ إِذَا نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ ﷺ ثَقُلَ لِذٰلِكَ، وَتَحَدَّرَ جَبِينُهُ عَرَقاً كَأَنَّهُ الْجُمَانُ، وَإِنْ كَانَ فِي الْبَرْدِ)).

سہل بن سعد سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے زید بن ثابت سے سنا وہ کہہ رہے تھے جب آپ ﷺ پر وحی اترتی تو وہ آپ ﷺ پر بڑی بھاری ہوتی آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہتا گویا موتی ہیں اگرچہ وحی کا نزول سردی میں ہوتا

تخريج: الصحيحة ۲۰۸۸۔ ابو نعيم الدلائل (۷۳)' طبرانی فی الكبير (۴۷۸۷)۔

ذكر عجز النبيؐ
نبی کی عاجزی کا بیان

۲۱۸۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُئِلَتْ: مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ ((كَانَ بَشَراً مِنَ الْبَشَرِ: يُفْلِي ثَوْبَهُ، وَيَحْلِبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ)). [الصحيحة: ٦٧١]

عائشہ ؓ سے روایت ہے، کہتی ہیں ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کاج کیا کرتے تھے؟ عائشہ ؓ نے کہا: آپ انسانوں میں سے ایک انسان تھے، اپنے کپڑوں میں سے کپڑے وغیرہ خود تلاش کرلیتے ، اپنی بکری کا دودھ دھو لیتے اور اپنی خدمت خود کرتے۔

تخريج: الصحيحة ٦٧١۔ احمد (٦/ ۲۵٦)' الادب المفرد (۵۴۱)' ترمذی فی الشمائل (۳۳۵)' ابن حبان (۵٦۷۵)۔

ذكر جسم النبيؐ والاخلاق
نبیؐ کے جسم اور اخلاق کا بیان

۲۱۸۲۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَوَفِي، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنْ خَاتِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((كَانَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ فِي ظَهْرِهِ بَضْعَةً نَاشِزَةً)). [الصحيحة: ۲۰۹۳]

ابو نضرہ عوفی ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے ابوسعید خدری ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر کے متعلق سوال کیا ،انہوں نے کہا آپ ﷺ کی نبوت والی مہر آپ کی پشت مبارک میں ابھرا ہوا گوشت کا ایک ٹکڑا تھا۔

تخريج: الصحيحة ۲۰۹۳۔ ترمذی فی الشمائل (۲۱)' بخاری فی التاريخ (۴/ ۴۴)' احمد (۳/ ٦۹)' بيهقی فی الدلائل (۱/ ۲٦۵) من طريق آخر عنه۔

باب: من الشمائل المحمدية
باب: نبی کریم ﷺ کے شمائل کا بیان

۲۱۸۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْيَضَ، كَأَنَّمَا صِيغَ مِنْ فِضَّةٍ رَجِلِ الشَّعْرِ)). [الصحيحة: ۲۰۵۳]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کا رنگ ایسا سفید تھا گویا چاندی سے آپ کو بنایا گیا تھا۔ اور آپ کے بال تھوڑے گھنگریالے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۵۳۔ نبی کریم ﷺ کے شمائل کا بیان۔

ذكر جسم النبيّ والاخلاق

نبیؐ کے جسم اور اخلاق کا بیان

۲۱۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ ﷺ شَبْحَ الذِّرَاعَيْنِ، أَهْدَبَ أَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، يُقْبِلُ جَمِيْعاً، وَيُدْبِرُ جَمِيْعاً لَمْ يَكُنْ فَاحِشاً وَلَا مُتَفَحِّشاً، وَلَا صَخَّاباً فِي الْأَسْوَاقِ)). [الصحيحة: ۲۰۹۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آپ ﷺ لمبے بازوؤں والے اور لمبی پلکوں والے اور آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا۔ پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوا کرتے تھے اور پورے وجود کے ساتھ اعراض فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ بدخلق تھے نہ ہی بدزبان تھے اور نہ آپ ﷺ بازاروں میں چیختے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۵۔ احمد (۲/ ۳۲۸، ۴۴۸)، ابن سعد (۱/ ۴۱۴)، طیالسی (۲۳۱۳)، بیہقی (۱/ ۱۸۱)۔

۲۱۸۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: ((كَانَ ﷺ لَهُ حِمَارٌ يُقَالُ لَهُ: عُفَيْرٌ)). [الصحيحة: ۲۰۹۸]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کا ایک گدھا تھا، اُس کو عفیر کہا جاتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۸۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۴۷۸)، ابن سعد (۱/ ۴۹۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۰۲۷۴)۔

۲۱۸۶۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ((كَانَ لَا يُرَاجِعُ بَعْدَ ثَلَاثٍ)) [الصحيحة: ۲۱۰۸]

زیاد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دفعہ سے زیادہ مرتبہ دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۰۸۔ عبدالباقی بن تانع فی معجم الصحابۃ (۳۸۳) مرسلاً۔ احمد (۳/ ۴۲۳) مطولاً عن ابن ابی حدرد الد سلمی رضی اللہ عنہ۔

۲۱۸۷۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَجْلِسُ الْقُرْفُصَاءَ)). [الصحيحة: ۲۱۲٤]

ابوامامہ حارثی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرفصا بیٹھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۲۴۔ طبرانی فی الکبیر (۷۹۴)، ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۶۷)۔

باب: عصمته ﷺ من الناس

باب:

۲۱۸۸۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يُحْرَسُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ فَأَخْرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ، فَقَالَ لَهُمْ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ تمہیں لوگوں سے بچائے گا'' (اس آیت کے نزول کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر خیمے سے نکالا اور صحابہ سے فرمایا

انْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِيَ اللّٰهُ)).

[الصحيحة: ٢٤٨٩]

چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔

تخریج: الصحيحة ۲۴۸۹۔ ترمذی (۲/ ۳۱۳)' ابن جرير (۶/ ۱۹۹)۔

كيفية مشي النبي

نبیؐ کے چلنے کی کیفیت کا بیان

٢١٨٩- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ يَمْشِي مَشْياً يُعْرَفُ فِيْهِ أَنَّهُ لَيْسَ بِعَاجِزٍ وَلَا كَسْلَانَ)). [الصحيحة: ٢١٠٤]

ابن عباس ؓ کہتے ہیں، آپ ﷺ کی چال سے پہچان لیا جاتا کہ آپ ﷺ عاجز یا سست نہیں ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۰۴۔ المخلص فی الفوائد المنتقاة (۱۱/ ۵۸/ ۲)' ابو الحسن الحربی فی الحربيات (۲/ ۴۷/ ۲)۔

ذكر أيمان رسول الله

رسول اللہ کی قسم کا بیان

٢١٩٠- عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَتْ أَكْثَرُ أَيْمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ)).

[الصحيحة: ٢٠٩٠]

ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر قسمیں ان الفاظ کے ساتھ ہوتیں: ﴿لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ﴾ نہیں اور دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۹۰۔ ابن ماجه (۲۰۹۲)' نسائی (۳۷۹۳)' بنحوه۔

قوة جبرئيل

جبرائیل کی طاقت کا بیان

٢١٩١- عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ جِبْرِيْلُ بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ)). [الصحيحة: ٣٤٨٧]

حضرت ابن بریدا اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبریل نے اپنی انگلی سے اشارہ کر کے پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اُس کے ساتھ باندھ دیا۔

تخریج: الصحيحة ۳۴۸۷۔ ترمذی (۳۱۳۲)' ابن حبان (۴۷)' حاكم (۲/ ۳۶۰)۔

ذكر المعراج

واقعہ معراج کا بیان

٢١٩٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ فَظِعْتُ بِأَمْرِي، وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ فَقَعَدَ مُعْتَزِلاً حَزِيْناً. قَالَ: فَمَرَّ عَدُوُّ اللّٰهِ أَبُوْ جَهْلٍ، فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْهِ،

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا اور میں نے صبح مکہ میں کی مجھے خوف ہوا کیونکہ میں جانتا تھا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے، تو آپ علیحدہ پریشان ہو کر بیٹھ گئے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا گذر آپ پر ہوا اور وہ آیا اور آپ

فَقَالَ لَهُ. كَالْمُسْتَهْزِئِ. هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَعَمْ قَالَ: مَاهُوَ؟ قَالَ: إِنَّهُ أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ. قَالَ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَ انَيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَلَمْ يَرَ أَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مُخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَهُ الْحَدِيْثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَاحَدَّثْتَنِي؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ. فَقَالَ: هَيَّا مَعْشَرَ بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! فَانْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاءُ وا حَتّٰى جَلَسُوْا إِلَيْهِمَا، قَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثْتَنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي أُسْرِيَ بِي اللَّيْلَةَ قَالُوْا: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالُوْا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَ انَيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مُتَعَجِّباً لِلْكَذِبِ، زَعَمَ! قَالُوْا: وَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ. وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلَى ذٰلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ، فَمَا زِلْتُ أَنْعَتُ حَتّٰى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ. قَالَ: فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتّٰى وُضِعَ دُوْنَ دَارَ عِقَالٍ. أَوْعَقِيْلٍ. فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ. قَالَ: وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ. قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ، فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ أَصَابَ)).

[الصحيحة:۳۰۲۱]

ﷺ کے قریب بیٹھ گیا اور آپ سے بطور استہزاء کہا کہ کیا کوئی بات پیش آئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ کہنے لگا کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے رات کو سفر کروایا گیا ہے۔ ابوجہل بولا کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس تک۔ ابوجہل نے کہا پھر آپ نے ہمارے درمیان صبح کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تو ابوجہل نے اس وقت تکذیب نہیں کی اس خوف سے کہ جب ابوجہل اپنی قوم کو جمع کرے گا تو ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی یہ بات ان کے سامنے کہنے سے انکار کردیں۔ ابوجہل بولا کہ اگر میں آپ کی قوم کو بلاؤں کیا آپ ان کو بھی یہ بات سنائیں گے، جو مجھے سنائی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں چنانچہ ابوجہل نے آواز دی اے بنی کعب بن لوئی کی جماعت تو لوگ آ کر ان دونوں کے پاس جمع ہوگئے اور بیٹھ گئے پھر ابوجہل نے حضور ﷺ سے کہا کہ اپنی قوم کو بھی وہ بات سنائیں جو آپ نے مجھے سنائی ہے تو آپ نے فرمایا مجھے رات سفر کروایا گیا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہاں کا سفر؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس کا تو لوگوں نے پوچھا کہ پھر آپ ﷺ نے صبح ہمارے درمیان کرلی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان میں سے بعض تالیاں پیٹنے لگے اور بعضوں نے تعجب میں جھوٹ سمجھتے ہوئے اپنے سروں پر ہاتھ رکھ لیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے لیے مسجد اقصیٰ کا وصف بیان کرسکتے ہیں اور قوم میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو وہاں کا سفر کر چکے تھے اور مسجد کو دیکھ چکے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کے سامنے مسجد کا وصف بیان کیا تو درمیان میں مجھے کچھ مشکل سی پیش آئی تو مسجد کو لایا گیا اور میں دیکھتا تھا حتیٰ کہ عقال یا فرمایا عقیل کے گھر کے قریب مسجد رکھ دی گئی۔ میں نے اسے دیکھتے ہوئے اس کا وصف بیان کردیا، ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس وقت اس حدیث کے ساتھ مسجد اقصیٰ کا وصف بھی تھا

مجھے یاد نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قوم کہنے لگی کہ نقشہ تو اللہ کی قسم! انہوں نے بالکل ٹھیک کھینچا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۱۔ نسائی فی الکبری (۱۱۲۸۵)' احمد (۱/ ۳۰۹)' ابن ابی شیبة (۱۱/ ۴۶۱)۔

عجز النبیؐ

نبیؐ کی عاجزی کا بیان

۲۱۹۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: کُنَّا فِی غَزْوَۃِ بَدْرٍ کُلُّ ثَلَاثَۃٍ مِنَّا عَلٰی بَعِیْرٍ، کَانَ عَلِیٌّ وَأَبُوْ لُبَابَۃَ: زَمِیْلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: فَإِذَا کَانَ عِقْبَۃُ النَّبِیِّ ﷺ قَالَا: اِرْکَبْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! حَتّٰی نَمْشِیَ عَنْکَ فَیَقُوْلُ: ((مَا أَنْتُمَا بِأَقْوٰی عَلَی الْمَشْیِ مِنِّی، وَمَا أَنَا بِأَغْنٰی عَنِ الْأَجْرِ مِنْکُمَا))۔ [الصحیحة:۲۲۵۷]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں ہم غزوہ بدر میں تھے ہم میں سے ہر تین آدمی ایک اونٹ پر تھے۔ علی اور ابولبابہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے والے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کی پیدل چلنے کی باری ہوتی تو یہ دونوں کہتے، یا رسول اللہ ﷺ آپ سوار ہوں آپ کی بجائے ہم پیدل چلیں گے، تو آپ ﷺ فرماتے کہ تم دونوں مجھ سے چلنے میں زیادہ قوت والے نہیں ہو اور نہ میں تم سے ثواب کا کم محتاج ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۵۷۔ احمد (۱/ ۴۱۱'۴۱۸)' ابن حبان (۴۷۳۳)' حاکم (۳/ ۲۰)۔

ما النبی الا خازن

نبیؐ صرف خزانچی ہیں

۲۱۹۴۔ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَا أُوْتِیْکُمْ مِنْ شَیْءٍ وَمَا أَمْنَعُکُمُوْہُ إِنْ أَنَا إِلَّا خَازِنٌ: أَضَعُ حَیْثُ أُمِرْتُ))۔ [الصحیحة:۲۲۲۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں کوئی خبر دیتا ہوں نہ کسی چیز سے محروم رکھتا ہوں۔ میں تو ایک خزانچی ہوں، ہر چیز کو وہاں رکھتا ہوں جہاں مجھے حکم دیا گیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۲۱۔ ابوداؤد (۲۹۴۹)' احمد (۲/ ۳۱۴)' ابن حبان (۴۷۳۳)' حاکم (۳/ ۲۰)۔

شدة الایذاء علی النبی

نبی پر تکلیفوں کی سختی کا بیان

۲۱۹۵۔ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ أَبِیْہِ رَفَعَہُ: ((مَا أُوْذِیَ أَحَدٌ مَا أُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ. عَزَّوَجَلَّ)) [الصحیحة: ۲۲۲۲]

ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے: جس قدر مجھے اللہ کی راہ میں ستایا گیا اتنا کسی کو نہیں ستایا گیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۲۲۔ دیلمی فی مسند الفردوس (۶۲۹۵)' ابو نعیم فی الحلیة (۶/ ۳۳۳) عن انس رضی اللہ عنہ' ترمذی (۲۴۷۳)' ابن ماجه (۱۵۱) عن بمعناه۔

۲۱۹۶۔ عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: ((مَاتُوُفِّیَ حَتّٰی أَحَلَّ اللّٰہُ لَہٗ أَنْ یَّتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ))۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں، نبی ﷺ کی وفات سے پہلے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی کہ جتنی چاہیں،

[الصحيحة: ٣٢٢٤]

عورتوں سے نکاح کریں، سورہ احزاب میں جو پابندی لگائی گئی تھی وہ اٹھالی گئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۲۴۔ نسائی (۳۲۰۷)' احمد (۶/ ۱۸۰)' حاکم (۲/ ۴۳۷)' بیہقی (۷/ ۵۴)۔

باب: من خلقه ﷺ

باب: اخلاق نبوی ﷺ کا بیان

۲۱۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَاضَرَبَ بِيَدِهِ خَادِماً قَطُّ وَلَا امْرَأَةً، وَلَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِيَدِهِ شَيْئاً قَطُّ، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلَا خُيِّرَبَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَيْهِ أَيْسَرُهُمَا، حَتّٰى يَكُوْنَ إِثْماً فَإِذَا كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ الْإِثْمِ، وَلَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ مِنْ شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَيَكُوْنَ هُوَ يَنْتَقِمُ لِلّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ))۔

[الصحيحة:٥٠٧]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی خادم کو مارا نہ ہی عورت کو۔ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ کو جب بھی دو باتوں کے درمیان اختیار دیاجاتا تو آپ دونوں میں سے آسان حکم کو پسند فرماتے۔ بشرطیکہ وہ آسانی گناہ نہ ہو۔ اور وہ گناہ ہوتا تو آپ لوگوں میں سے سب سے زیادہ گناہ سے دور رہنے والے تھے۔ اور آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا تھا۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمات کو پامال کیا گیا ہو۔ تو ایسی صورت میں آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انتقام لیتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۰۷۔ احمد (۶/ ۲۳۲)' عبدالرزاق (۱۷۹۴۲)' بخاری (۳۵۶۰)' مسلم (۲۳۲۸)' ابوداؤد (۴۷۸۶)' الروایات مطولۃ و مختصرۃ۔

۲۱۹۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: ((مَرَّالْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: وَعِنْدَهُ صُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ، وَعَمَّارٌ، وَخَبَّابٌ، وَنَحْوُهُمْ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالُوْا: يَامُحَمَّدُ! اطْرُدْهُمْ، أَرَضِيْتَ هٰؤُلَاءِ مِنْ قَوْمِكَ، أَفَنَحْنُ نَكُوْنُ تَبَعاً لِهٰؤُلَاءِ؟! أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا؟ فَلَعَلَّكَ إِنْ طَرَدْتَّهُمْ أَنْ نَأْتِيَكَ! قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ مَاعَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، قریش کے سردار رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ کے پاس صہیب، بلال، عمار، خباب اور ان جیسے کمزور مسلمانوں میں سے کچھ افراد بیٹھے ہوئے تھے، قریش کے سرداروں نے کہا: اے محمد! ان کو دھتکار دے، کیا تو اپنی قوم میں سے ان پر راضی ہوگیا ہے......؟ کیا ہم ان لوگوں کے پیروکار ہوں گے......؟ کیا ہمارے درمیان میں سے اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کیا ہے......؟ اگر تو ان کو دھتکار دے تو شاید ہم تیرے پاس آیا کریں۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''جو صبح شام اللہ کی خوشنودی کے لیے اُسے پکارتے ہیں اُن کو مت دھتکاریئے۔ اُن کے حساب میں سے نہ کچھ آپ کے ذمہ ہے اور نہ آپ کے

)) [الصحيحة:٣٢٩٧]

حساب میں سے کچھ اُن کے ذمہ ہے۔ اگر آپ نے اُن کو دھتکارا تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔''

باب: قصة فتح مكة الرائعة واسلام ابی سفيان فی اكمل رواية صحيحه

باب:

٢١٩٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ أَبَارُهْمٍ كُلْثُوْمَ بْنَ حُصَيْنٍ الْغِفَارِيَّ، وَخَرَجَ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ، فَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ، حَتّٰى إِذَا كَانَ (الْكَدِيْدُ) مَابَيْنَ (عُسْفَانَ) وَ(أَمَجَ أَفْطَرَ)) ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى نَزَلَ (مَرَّالظَّهْرَانِ) فِي عَشَرَةِ آلَافٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ مُزَيْنَةَ وَسُلَيْمٍ، وَفِي كُلِّ الْقَبَائِلِ عُدَدٌ وَإِسْلَامٌ، وَأَوْعَبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ، فَلَمْ يَتَخَلَّفْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (مَرَّ الظَّهْرَانِ) وَقَدْ عَمِيَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ قُرَيْشٍ، فَلَمْ يَأْتِهِمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ خَبَرٌ وَلَا يَدْرُوْنَ مَاهُوَ فَاعِلٌ؟ خَرَجَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ، وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَتَحَسَّسُوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ، هَلْ يَجِدُوْنَ خَبَرًا أَوْ يَسْمَعُوْنَ بِهِ؟ وَقَدْ كَانَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ وَقَدْ كَانَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَدْ لَقِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ [ـأَيْضًاـ] فِيْمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَالْتَمَسَا الدُّخُوْلَ عَلَيْهِ، فِيْهِمَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْنُ عَمِّكَ وَابْنُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پر ابورھم کلثوم بن حصین الغفاری کو نائب مقرر فرمایا، آپ رمضان کی بیس تاریخ کو نکلے آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ روزہ رکھا جب آپ (کدید) پہنچے جو عسفان اور اَمج کے درمیان ہے تو روزہ افطار فرمایا۔ آپ چلے یہاں تک کہ مرالظھران میں نزول فرمایا' دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ جو قبیلہ مزینہ اور سلیم میں سے تھے اور ہر قبیلے میں سامان حرب اور اسلام تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سارے مہاجرین اور انصار بھی تھے ان میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہا تھا، پس جب آپ مرالظھران پر اترے تو قریش کو آپ کی خبر نہیں تھی۔ ان کے پاس رسول اللہ کی کوئی خبر نہیں پہنچی تھی اور وہ نہ یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ کیا کریں گے۔ اس رات ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نکلے کہ حقیقت حال معلوم کریں اور دیکھیں آپ کے بارے میں کوئی خبر ملتی ہے تو وہ سنیں۔ اور عباس بن عبدالمطلب حضور سے راستہ میں ہی آ ملے تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ بھی مکہ اور مدینہ کے درمیان آئے اور حضور سے ملاقات کرنے کی کوشش کی۔ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کے بارے میں حضور سے بات کی۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے چچا کا بیٹا اور آپ کی پھوپھی کا بیٹا اور داماد ...... رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں ہے، میرے چچا کے بیٹے نے میری گستاخی کی ہے اور میرے داماد نے مجھے مکہ میں کہا جو

عَمَّتِكَ وَصِهْرُكَ قَالَ: لَاحَاجَةَ لِي بِهِمَا، أَمَّا ابْنُ عَمِّي فَهَتَكَ عِرْضِي وَأَمَّا ابْنُ عَمَّتِي وَصِهْرِي فَهُوَ الَّذِي قَالَ لِي بِمَكَّةَ مَا قَالَ فَلَمَّا أُخْرِجَ إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ وَمَعَ أَبِي سُفْيَانَ بَنِيٌّ لَهُ۔ فَقَالَ:وَاللّٰهِ لَيَأْذَنَنَّ لِي أَوْ لَآخُذَنَّ بِيَدِ ابْنِي هٰذَا، ثُمَّ لَنَذْهَبَنَّ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى نَمُوتَ عَطِشًا وَجُوعاً، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهُمَا،ثُمَّ أَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا وَأَسْلَمَا، فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (مَرَّالظَّهْرَانِ) قَالَ الْعَبَّاسُ: وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ! وَاللّٰهِ لَئِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْمِنُوهُ، إِنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ قَالَ: فَجَلَسْتُ عَلَى بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْضَاءِ،فَخَرَجْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى جِئْتُ الْأَرَاكَ فَقُلْتُ: لَعَلِّي أَلْقٰى بَعْضَ الْحَطَّابَةِ، أَوْ صَاحِبَ لَبَنٍ، أَوْ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِي مَكَّةَ لِيُخْبِرَهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ لِيَخْرُجُوا إِلَيْهِ، فَيَسْتَأْمِنُونَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا عَلَيْهِمْ عُنْوَةً، قَالَ: فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسِيرُ عَلَيْهَا وَأَلْتَمِسُ مَاخَرَجْتُ لَهُ، إِذَا سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِي سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، وَأَبُو سُفْيَانَ يَقُولُ: مَارَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ نِيرَانًا وَلَا عَسْكَرًا قَالَ: يَقُولُ بُدَيْلٌ هٰذِهِ۔ وَاللّٰهِ۔ نِيرَانُ خُزَاعَةَ حَمَشَتْهَا الْحَرْبُ، قَالَ: يَقُولُ أَبُو سُفْيَانَ: خُزَاعَةُ وَاللّٰهِ أَذَلُّ وَأَلْأَمُ مِنْ أَنْ تَكُونَ هٰذِهِ نِيرَانُهَا وَعَسْكَرُهَا۔ قَالَ: فَعَرَفْتُ صَوْتَهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَنْظَلَةَ! فَعَرَفَ صَوْتِي فَقَالَ: أَبُو الْفَضْلِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: مَالَكَ فِدَاكَ

کہا۔ جب ان کو آپ کی یہ بات پہنچائی گئی۔ ابوسفیان کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بیٹا بھی تھا۔ ابوسفیان بولا کہ اللہ کی قسم یا تو مجھے حضور اجازت دیں اگر نہیں تو میں اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لوں گا اور ہم صحرا میں نکل جائیں گے حتیٰ کہ ہم بھوک اور پیاس سے مرجائیں، جب حضور کو اس کی یہ بات پہنچی تو آپ ان کے لیے نرم ہوگئے، پھر انہیں اجازت دے دی وہ دونوں داخل ہوئے اور سلام کیا۔ جب رسول اللہ مرالظہران اترے تو عباس نے کہا ہائے قریش کی ہلاکت، اللہ کی قسم اگر رسول اللہ مکہ میں قریش کے امن طلب کرنے سے قبل زبردستی داخل ہوگئے تو یہ قریش کی ہمیشہ کے لیے ہلاکت ہوگی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پس میں حضور کے سفید خچر پر بیٹھا اور نکل پڑا یہاں تک کہ میں الاراک کے مقام تک پہنچ گیا میں نے سوچا کہ شاید میں کسی لکڑیاں کاٹنے والی جماعت یا گوالہ یا کسی ضرورت مند کو ملوں جو مکہ جائے اور ان کو حضور کے آنے کی خبر دی تاکہ وہ ان کے پاس آئیں اور پناہ مانگ لیں اس سے پہلے کہ حضور فاتحانہ انداز میں داخل ہوں۔ حضرت عباس فرماتے ہیں خدا کی قسم میں اسی فکر میں چلا جارہا تھا اور اپنی مراد ڈھونڈ رہا تھا کہ اچانک میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کو آپس میں بات چیت کرتے ہوئے سنا۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا کہ میں نے آج تک اتنی بڑی آگ اور لشکر نہیں دیکھا۔ حضرت عباس نے فرمایا کہ بدیل کہہ رہا تھا خدا کی قسم یہ خزاعہ کی آگ ہے جس کو جنگ نے بھڑکا دیا ہے۔ حضرت عباس کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا خزاعہ تو خدا کی قسم ذلیل اور کمزور ہیں اتنی زیادہ آگ اور لشکر ان کا نہیں ہوسکتا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی آواز پہچان لی تو میں نے کہا اے ابوحنظلہ اس نے میری آواز پہچان لی اور کہا کہ ابوالفضل؟ میں نے کہا جی ہاں! ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، کیا بات ہے؟

أَبِي وَأُمِّي؟ فَقُلْتُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ، وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ! قَالَ: فَمَا الْحِيلَةُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي؟! قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ لَئِنْ ظَفِرَ بِكَ لَيَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ فَارْكَبْ مَعِي هٰذِهِ الْبَغْلَةَ حَتّٰى آتِيَ بِكَ رَسُولَ اللّٰهِ أَسْتَأْمِنُهُ لَكَ۔ قَالَ: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبَاهُ، فَحَرَّكْتُ بِهِ، كُلَّمَا مَرَرْتُ بِنَا مِنْ نِيرَانِ الْمُسْلِمِينَ قَالُوا: مَنْ هٰذَا؟ فَإِذَا رَأَوْا بَغْلَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا: عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ عَلٰى بَغْلَتِهِ حَتّٰى مَرَرْتُ بِنَارِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ وَقَامَ إِلَيَّ فَلَمَّا رَأٰى أَبَا سُفْيَانَ عَلٰى عَجُزِ النَّاقَةِ قَالَ: أَبُو سُفْيَانَ عَدُوُّ اللّٰهِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَمْكَنَ مِنْكَ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ، ثُمَّ خَرَجَ يَشْتَدُّ نَحْوَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَكَضْتُ الْبَغْلَةَ، فَسَبَقْتُهُ بِمَا تَسْبِقُ الدَّابَّةُ الْبَطِيئَةُ الرَّجُلَ الْبَطِيءَ، فَاقْتَحَمْتُ عَنِ الْبَغْلَةِ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَدَخَلَ عُمَرُ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا أَبُو سُفْيَانَ قَدْ أَمْكَنَ اللّٰهُ مِنْهُ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ، فَدَعْنِي فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ، قَالَ: قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ لَا يُنَاجِيهِ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ دُونِي فَلَمَّا أَكْثَرَ عُمَرُ فِي شَأْنِهِ، قُلْتُ: مَهْلًا يَا عُمَرُ! وَاللّٰهِ لَوْكَانَ مِنْ رِجَالِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ مَا قُلْتَ هٰذَا وَلٰكِنَّكَ عَرَفْتَ أَنَّهُ رَجُلٌ مِنْ رِجَالِ بَنِي عَبْدِمَنَافٍ! فَقَالَ: مَهْلًا يَا عَبَّاسُ! فَوَاللّٰهِ لَإِسْلَامُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ، وَمَابِي إِلَّا أَنِّي قَدْ

میں نے کہا ابوسفیان تیرا ناس ہو یہ اللہ کے رسول علیہ السلام لوگوں کے ساتھ ہیں، واللہ ہائے قریش کی بری صبح۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان تو پھر بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت عباس فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم اگر وہ تم پر غالب آ گئے تو تمہاری گردن ماردیں گے، اس خچر پر میرے ساتھ سوار ہوجا۔ میں تجھے اللہ کے رسول کے پاس لے جاؤں اور تمہارے لیے امان طلب کرتا ہوں، حضرت عباس نے فرمایا وہ میرے پیچھے بیٹھ گیا اور اس کے دونوں ساتھی واپس لوٹ گئے، میں نے جانور کی باگ کھینچی اور جیسے ہی ہم مسلمانوں کی آگ کے پاس سے گزرے تو وہ کہتے یہ کون لوگ ہیں؟ جب اللہ کے رسول علیہ السلام کا خچر دیکھتے تو کہتے کہ رسول اللہ کے چچا ان کے خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں عمر کی آگ پر گزرا تو انہوں نے کہا یہ کون ہے؟ اور وہ میری طرف آئے اور جب ابوسفیان کو خچر کے پچھلے حصے پر دیکھا تو عمر نے کہا یہ تو اللہ کا دشمن ابوسفیان ہے۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عہد و پیمان کے اس کو ہماری گرفت میں دے دیا۔ پھر عمر تیزی سے حضور کی طرف گئے اور میں نے بھی جانور کو ایڑ لگائی میں عمر سے پہلے پہنچ گیا۔ جیسا کہ سست آدمی پر سست جانور بھی سبقت لے ہی جاتا ہے۔ میں خچر سے کود پڑا۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا اور عمر بھی فوراً پہنچ گئے۔ عمر جلدی سے بولے اور کہا یارسول اللہ! اللہ پاک نے بغیر کسی عہد و پیمان کے ابوسفیان کو ہماری گرفت میں دے دیا ہے، آپ جلدی اجازت مرحمت فرمادیں تاکہ میں اس کی گردن مار دوں۔ حضرت عباس کہتے ہیں میں نے کہا نہیں خدا کی قسم آج کی رات میرے علاوہ کوئی نبی ﷺ سے بات نہیں کرے گا۔ جب عمر نے اس معاملے پر اصرار کیا تو میں نے کہا عمر ٹھہر جا اور جلدی مت کر۔ خدا کی قسم اگر یہ بنوعدی بن کعب کا آدمی ہوتا تو تو ہرگز

عَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَكَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ[لَوْ أَسْلَمَ] فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ **اِذْهَبْ بِهِ إِلَى رَحْلِكَ يَا عَبَّاسُ! فَإِذَا أَصْبَحَ فَأْتِنِي بِهِ،** **فَذَهَبْتُ بِهِ** إِلَى رَحْلِي فَبَاتَ عِنْدِي، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ا فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: **وَيْحَكَ يَا أَبَاسُفْيَانَ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنْ لَّآإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟!** قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَاأَكْرَمَكَ [وَأَحْلَمَكَ] وَأَوْصَلَكَ! وَاللّٰهِ لَقَدْ ظَنَنْتُ أَنْ لَّوْ كَانَ مَعَ اللّٰهِ غَيْرُهُ، لَقَدْ أَغْنَى عَنِّي شَيْئاً [بَعْدَ] قَالَ: **وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانُ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟** قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَاأَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ! هٰذِهِ وَاللّٰهِ۔ كَانَ فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى الْآنَ قَالَ الْعَبَّاسُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! أَسْلِمْ وَاشْهَدْ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عُنُقُكَ قَالَ: فَشَهِدَ بِشَهَادَةِ الْحَقِّ وَأَسْلَمَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ، فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا۔ قَالَ: **نَعَمْ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ، فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ، فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَهُوَ آمِنٌ**.فَلَمَّاذَهَبَ لِيَنْصَرِفَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **يَا عَبَّاسُ! اَحْبِسْهُ بِمَضِيْقِ الْوَادِي عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ، حَتّٰى تَمُرَّ بِهِ جُنُوْدُ اللّٰهِ فَيَرَاهَا**. قَالَ فَخَرَجْتُ بِهِ حَتّٰى حَبَسْتُهُ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ أَحْبِسَهُ قَالَ: وَمَرَّتْ بِهِ

ایسا نہ کرتا مگر تجھے معلوم ہے کہ یہ قبیلہ بنوعبدمناف کا آدمی ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ اے عباس جلدی مت کر اللہ کی قسم آپ کا اسلام قبول کرنا جس دن آپ نے اسلام قبول کیا میرے نزدیک (اپنے باپ) خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا اگر وہ اسلام قبول کر لیتے اور اس کی کوئی خاص وجہ نہ تھی بلکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ کا اسلام قبول کرنا حضور کو خطاب کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ محبوب تھا۔ پھر حضور نے فرمایا اے عباس اس کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ اور جب صبح ہو تو اس کو میرے پاس لے آنا۔ میں ان کو اپنے خیمہ میں لے گیا اور انہوں نے میرے پاس رات گزاری۔ پس جب صبح ہوئی تو میں ان کو رسول اللہ کے پاس لے آیا۔ جب رسول اللہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ ابوسفیان تیرا بھلا ہو کیا ابھی یہ وقت نہیں آیا کہ تو گواہی دے کہ لا الہ الا اللہ؟ ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ بہت زیادہ کرم کرنے والے بڑے حلیم اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے جان لیا اگر اللہ کے علاوہ کوئی شریک ہوتا تو ضرور میری مدد کرتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تیرا ناس ہو، اے ابوسفیان کیا یہ وقت نہیں آیا کہ تو گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابوسفیان نے کہا میرے والدین آپ پر قربان آپ بڑے حلیم اور مہربان اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، اللہ کی قسم ابھی تک میں اس بارہ میں مطمئن نہیں ہوا۔ حضرت عباس نے فرمایا: اے ابوسفیان تیرا ناس ہو، اسلام قبول کر لے اور گواہی دے دے **لاالہ الا اللّٰہ محمدا رسول اللّٰہ** اس سے پہلے کہ تیری گردن تن سے جدا کردی جائے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں تو اس نے حق کی گواہی دی اور اسلام قبول کرلیا۔ میں نے کہا یارسول اللہ بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے۔ آپ ان کے لیے کوئی فخر کی چیز بنادیں، تو آپ نے

الْقَبَائِلُ عَلٰی رَایَاتِهَا، كُلَّمَا مَرَّتْ قَبِيْلَةٌ قَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُوْلُ: (سُلَيْمٌ) فَيَقُوْلُ: مَالِي (سَلِيْمٌ؟) قَالَ: ثُمَّ تَمُرُّ الْقَبِيْلَةُ، قَالَ: هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُوْلُ: (مُزَيْنَةُ) فَيَقُوْلُ: مَالِي وَ (مُزَيْنَةُ)؟ حَتّٰى نَفَذَتِ الْقَبَائِلُ لَاتَمُرُّ قَبِيْلَةٌ إِلَّا قَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُوْلُ: بَنُوْ فُلَانٍ فَيَقُوْلُ: مَالِي وَلِبَنِي فُلَانٍ؟ حَتّٰى مَرَّرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي كَتِيْبَتِهِ الْخُضْرَاءِ فِيْهَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ، لَايُرٰى مِنْهُمْ إِلَّا الْحَدَقُ مِنَ الْحَدِيْدِ] قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا عَبَّاسُ؟! قُلْتُ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، قَالَ:مَالِأَحَدٍ بِهٰؤُلَاءِ قِبَلٌ وَلَا طَاقَةٌ وَاللّٰهِ يَا أَبَا الْفَضْلِ! لَقَدْ أَصْبَحَ مُلْكُ ابْنِ أَخِيْكَ الْغَدَاةَ عَظِيْماً قُلْتُ: يَا أَبَا سُفْيَانَ! إِنَّهَا النُّبُوَّةُ، قَالَ: فَنَعَمْ إِذًا قُلْتُ: النَّجَاءَ إِلٰی قَوْمِكَ۔ قَالَ: فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا جَاءَ هُمْ، صَرَخَ بِأَعْلٰی صَوْتِهِ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ! هٰذَا مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَ كُمْ بِمَا لَاقِبَلَ لَكُمْ بِهِ، فَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ امْرَأَتُهُ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ، فَأَخَذَتْ بِشَارِبِهِ فَقَالَتْ: اقْتُلُوا الدَّسِمَ الْأَحْمَشَ قُبِّحَ مِنْ طَلِيْعَةِ قَوْمٍ! قَالَ: وَيْحَكُمْ لَاتَغُرَّنَّكُمْ هٰذِهِ مِنْ أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَ مَالَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ، فَهُوَ آمِنٌ، قَالُوْا: وَيْلَكَ وَمَاتُغْنِي دَارُكَ؟! وَإِلَى الْمَسْجِدِ))۔

[الصحيحة:۳۳٤۱]

فرمایا ہاں جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا اس نے امن پا لیا' جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ محفوظ ہوگیا اور جو مسجد میں داخل ہوگیا وہ امن میں آ گیا۔ جب وہ وہاں سے واپس جانے کے لیے اٹھا تو حضور نے فرمایا: اے عباس اس کو پہاڑ کی بلندی پر تنگ جگہ پر لے جاؤ یہاں تک کہ اللہ کی فوج اس کے سامنے سے گزرے اور وہ ان کو دیکھ لے پھر میں اس کو لے کر نکلا اور جہاں آپ نے حکم دیا تھا وہاں روک لیا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں تو اس کے سامنے سے قبائل اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزرے۔ جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان پوچھتا: یہ کون لوگ ہیں، میں کہتا یہ قبیلہ سلیم ہے، تو کہتا مجھے کیا سلیم سے۔ عباس نے فرمایا پھر کوئی قبیلہ گزرتا تو پوچھتا یہ کون لوگ ہیں؟ میں کہتا کہ قبیلہ (مزینہ) کے لوگ ہیں تو کہتا مجھے کیا مزینہ سے۔ یہاں تک کہ تمام قبائل گزر گئے۔ ہر قبیلہ کے گزرنے پر وہ مجھ سے سوال کرتا یہ کون لوگ ہیں؟ میں کہتا یہ بنوفلاں ہیں تو کہتا میں نے کیا کرنا ہے بنوفلاں کا۔ یہاں تک کہ حضور اقدس اپنے بہت بڑے لشکر جس میں مہاجرین اور انصار تھے اور وہ سب لوہے کے ہتھیاروں سے مسلح تھے، ان کی صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔ ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ! اے عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ علیہ السلام مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا نہ کوئی ان کے سامنے ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ خدا کی قسم! اے ابوالفضل بے شک تیرے بھتیجے کی بادشاہت تو بہت بڑی ہوگئی۔ میں نے کہا اے ابوسفیان یہ نبوت ہے۔ حضرت ابوسفیان نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ میں نے کہا کہ اپنی قوم کی طرف بھاگ کر جا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں پھر وہ جلدی سے نکلا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس پہنچ گیا اور بلند آواز سے چلایا۔ اے قریش کے گروہ یہ دیکھو محمد تمہارے سر پہ آ پہنچے

ایسی طاقت کے ساتھ جس کا تم مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا اس کو پناہ مل گئی۔ اس کے پاس اس کی بیوی ہند بنت عتبہ آئی اور اس کی مونچھ پکڑ کر کہنے لگی کہ اس چربی والے جسم اور باریک پنڈلیوں والے کو قتل کردو، یہ قوم کا بری اطلاع دینے والا ہے۔ حضرت ابوسفیان نے فرمایا: تم سب کا ناس ہو تم کو ہرگز یہ دھوکہ نہ دے تمہاری جانوں کے بارے میں، بے شک وہ ایسی طاقت کے ساتھ آئے ہیں، جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا اس نے پناہ پائی انہوں نے کہا تو برباد ہو تیرا گھر کیا نفع دے گا.......... اور مسجد کی طرف۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۱۔ ابن اسحاق فی الیسرۃ (ابن ھشام (۴/ ۲۴،۱۷)، طبرانی فی الکبیر (۷۲۶۴)، والیساق لہ طبری فی التاریخ (۳/ ۱۱۴)، حاکم (۳/ ۴۴،۴۳)، بیھقی فی الدلائل (۵/ ۳۲)۔

باب: نبینا صلی الله علیه وسلم اعدل الناس

باب: ہمارے نبی ﷺ سب لوگوں سے زیادہ انصاف کرنے والے تھے

٢٢٠٠۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ يُقَسِّمُ مَالاً إِذْ أَتَاهُ ذُوالْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَمِيْمٍ۔ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! اِعْدِلْ، فَوَاللّٰهِ مَاعَدَلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللّٰهِ لَاتَجِدُوْنَ بَعْدِي أَعْدَلَ عَلَيْكُمْ مِنِّي)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ عُمَرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَأْذَنُ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَاباً يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ...... الْحَدِيْث)). [الصحيحة:٦ ٢٤٠]

ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں، کہ ایک دن رسول اللہ جب مال تقسیم فرمارہے تھے، آپ کے پاس بنوتمیم کا ایک آدمی ذوالخویصرہ آیا اور اُس نے کہا اے محمد انصاف کر، اللہ کی قسم آج کے دن تو نے انصاف نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: اللہ کی قسم میرے بعد تم اپنے لیے مجھ سے زیادہ کوئی عدل والا نہیں پاؤ گے۔ حضرت عمر نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے اس کی گردن اتارنے کی اجازت دیں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس کے ایسے ساتھی ہیں، اُن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم میں سے ہر ایک اپنے نماز کو حقیر سمجھے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۰۶۔ احمد (۳/ ۶۵)، بھذا اللفظ واصلہ عند البخاری (۶۱۶۳) ومسلم (۱۰۶۴) بغیر ھذا اللفظ نسائی (۴۱۰۶)، حاکم (۲/ ۱۴۶)، وغیرہ عن ابی برزۃ الاسلمی ؓ۔

ذکر العام الذی ولد النبی فیه

اس سال کا ذکر کہ جس میں نبیؐ پیدا ہوئے ہیں

۲۲۰۱۔ ((وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفِيلِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَقَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ۔ [الصحيحة: ۳۱۵۲]

نبی کریم ﷺ عام الفیل والے سال پیدا ہوئے۔عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ اور قیس بن مخرمہ سے اس حدیث کو روایت کیا گیا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۲۔ (۱) ابن عباس: ابن سعد (۱/ ۱۰۱)' طبرانی (۱۲۴۳۲)' (۲) قیس بن مخرمۃ رضی اللہ عنہ : ابن اسحاق فی السیرۃ (۱/ ۱۷۱)' ترمذی (۳۶۲۳)' حاکم (۲/ ۶۰۳)۔

جواز أجر المرأة

عورت کے پناہ دینے کا جواز

۲۲۰۲۔ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِي فَأَدْخَلْتُهُمَا بَيْتاً وَأَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَاباً، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَفَلَّتَ عَلَيْهِمَا بِالسَّيْفِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَجِدْهُ، وَوَجَدْتُ فَاطِمَةَ، فَكَانَتْ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ زَوْجِهَا، قَالَتْ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْغُبَارِ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ هَانِئٍ! قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمِنَّا مَنْ أَمَّنْتِ)). [الصحيحة: ۲۰٤۹]

ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے، کہتی ہیں: جب فتح مکہ کا دن تھا میں نے اپنے سسرال میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی۔ اور اُن دونوں کو گھر میں داخل کیا اور انھیں دروازے کے اندر بند کردیا۔ چنانچہ میرا ماں جایا بھائی علی بن ابو طالب آیا، اُس نے اُن دونوں پر تلوار سونتی، کہتی ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ مجھے نہ ملے اور میں نے حضرت فاطمہ کو پایا۔ اور وہ اپنے خاوند سے زیادہ مجھ پر سخت تھیں۔ کہتی ہیں اچانک نبی ﷺ آئے، اور آپ پر غبار کے نشانات تھے۔ میں نے آپ کو بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی اُس کو ہم نے پناہ دی اور جس کو تو نے امن دیا اُس کو ہم نے امن دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۹۔ احمد (۶/ ۳۴۱'۳۴۳)' ترمذی (۱۵۷۹)' نسائی فی الکبری (۸۶۸۴)' بخاری (۳۱۷۱)' مسلم (صلاۃ المسافرین ۸۲/ ۳۳۶)' مختصراً۔

ترغيب دفع السيئة بالحسن

برائی کے جواب اچھے طریقے سے دینے کی ترغیب

۲۲۰۳۔ عَنْ رَبِيعَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدِمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي أَرْضًا، وَأَعْطَى أَبَابَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَتِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِي عِذْقِ نَخْلَةٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ هِيَ فِي حَدِّ أَرْضِي وَقُلْتُ أَنَا هِيَ فِي حَدِّ وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ لِي أَبُوبَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، وَنَدِمَ، فَقَالَ لِي: يَارَبِيعَةُ! رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتّٰى

ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا تو آپ نے مجھے زمین دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی زمین دی۔ ہم پر دنیا غالب آ گئی، تو ہم نے کھجور کے ایک درخت میں جھگڑا کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری زمین کی حد میں ہے اور میں نے کہا یہ میری حد میں ہے! میرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا' وہ بھی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے مجھے کہا اے ربیعہ مجھے

يَكُوْنَ قِصَاصاً قُلْتُ: لَاأَفْعَلُ: فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: لَتَقُوْلَنَّ، أَوْلَاسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَاأَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ -إِلَى النَّبِيِّ فَانْطَلَقْتُ أَتْلُوْهُ فَجَاءَ أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوْا: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَابَكْرٍ! فِي أَيِّ شَيْءٍ يَسْتَعْدِيْ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَهُوَ الَّذِيْ قَالَ لَكَ مَا قَالَ؟ فَقُلْتُ: أَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، وَهُوَ ثَانِيْ اثْنَيْنِ، وَهُوَ ذُوْ شَيْبَةِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِيَّاكُمْ يَلْتَفِتُ فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُوْنِيْ عَلَيْهِ فَيَغْضَبُ فَيَأْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَيَغْضَبُ لِغَضَبِهِ، فَيَغْضَبُ اللّٰهُ لِغَضَبِهِمَا، فَيَهْلِكُ رَبِيْعَةُ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوْا فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَبِعْتُهُ وَحْدِيْ وَجَعَلْتُ أَتْلُوْهُ، حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيْثَ كَمَا كَانَ فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((**يَا رَبِيْعَةُ! مَالَكَ وَلِلصِّدِّيْقِ؟**)) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ كَذَا وَكَانَ كَذَا فَقَالَ لِيْ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، فَقَالَ لِيْ: قُلْ كَمَا قُلْتُ لَكَ حَتّٰى يَكُوْنَ قِصَاصاً [فَأَبَيْتُ]؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ قُلْ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! وَزَادَ: [فَقُلْتُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَابَكْرٍ!**))] قَالَ: فَوَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ- رَحِمَهُ اللّٰهُ- وَهُوَ يَبْكِيْ-

[الصحيحة: ٣١٤٥]

یہی کلمہ کہوتا کہ بدلہ ہوجائے۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ ابوبکر ؓ نے کہا تجھے ضرور کہنا پڑے گا، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کروں گا میں نے کہا میں ایسا (جملہ) نہیں کہوں گا۔ ربیعہ کہتے ہیں ابوبکر زمین چھوڑ کر نبی ﷺ کی طرف چلے گئے میں بھی آپ کے پیچھے چل نکلا۔ بنواسلم قبیلہ کے چند لوگ آئے اور انہوں نے کہا ، اللہ ابوبکر ؓ پر رحم کرے، کس چیز کے متعلق تیرے خلاف وہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کریں گے۔ حالانکہ اُس نے کہا جو کچھ تجھ سے کہا۔ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ اور وہ غار میں آپ کے ساتھ دوسرے تھے۔ اور وہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں۔ پس تم بچو کہ وہ توجہ کریں اور دیکھ لیں کہ تم ان کے خلاف میری مدد کررہے ہو تو وہ ناراض ہوجائیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں۔ تو حضور ان کی ناراضی کی وجہ سے ناراض ہوجائیں۔ اور اُن دونوں کی ناراضی پر اللہ ناراض ہوجائے اور ربیعہ ہلاک ہوجائے۔ انہوں نے کہا، تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ کہا تم چلے جاؤ۔ ابوبکر ؓ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے اور میں بھی اکیلا آپ کے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ ابوبکر ؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور جیسی بات تھی ویسے ہی بیان کردی۔ آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: اے ربیعہ ؓ تیرے اور صدیق ؓ کے درمیان کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس اس طرح معاملہ تھا۔ تو ابوبکر ؓ نے مجھے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا اور انہوں نے مجھے کہا مجھے بھی اسی طرح کا کلمہ کہو تا کہ بدلہ ہوجائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، وہ جملہ تو اُس پر نہ لوٹا بلکہ کہہ، اے ابوبکر اللہ تجھے معاف کرے۔ چنانچہ میں نے کہا اے ابوبکر اللہ تجھے معاف کرے۔ چنانچہ ابوبکر روتے ہوئے چلے گئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۴۵۔ احمد (۴/ ۵۸،۵۹)، طبرانی فی الکبیر (۴۵۷۷)، حاکم (۲/ ۱۷۲،۱۷۳)۔

باب: تنبؤه ﷺ بوفاته بعد عام وكلمة في زيارة القبر

باب:

٢٢٠٤۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدِ السُّكُونِيِّ: أَنَّ مُعَاذاً لَمَّا بَعَثَهُ النَّبِيُّ خَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ يُوصِيهِ، وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ! إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَّا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا [أَ] وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي [هٰذَا أَ] وقَبْرِي)) فَبَكٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ جُشَعاً لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَبْكِ يَا مُعَاذُ! لَلْبُكَاءُ أَوْ إِنَّ الْبُكَاءَ مِنَ الشَّيْطَانِ)). [الصحيحة:٢٤٩٧]

عاصم بن حمید سکونی ﷺ سے روایت ہے، جب نبی ﷺ نے حضرت معاذ کو (یمن کی طرف) بھیجا تو وصیت کرتے ہوئے اُن کے ساتھ نکلے، حضرت معاذ سوار تھے، رسول اللہ ﷺ اُن کی سواری کے نیچے چل رہے تھے، جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا اے معاذ: شاید اس سال کے بعد تو مجھ سے ملاقات نہ کر سکے۔ اور شاید تو میری اس مسجد اور قبر کے پاس سے گزرے۔ حضرت معاذ رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی وجہ سے ہچکی باندھ کر رونا شروع ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ نہ رو، رونا شیطان کی طرف سے ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۷۔ احمد (۵/ ۲۳۵)، طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۲۱)، ابن حبان (۶۴۷)، البزار (۲۶۴۷)۔

(۱۷) الصیام و القیام

روزے اور قیام کا بیان

باب: فضل المفطر علی الصائم فی السفر

۲۲۰۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِطَعَامٍ وَهُوَ (بِمَرِّ الظَّهْرَانِ) فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: ((اُدْنُوَا فَكُلَا)) فَقَالَا: إِنَّا صَائِمَانِ. فَقَالَ: ((ارْحَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ! وَاعْمَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ!)). [الصحیحة: ۸۵]

باب: سفر میں افطار کرنے والے کی روزہ دار پر فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ مرالظہران مقام پر تھے۔ آپ نے ابوبکرو عمر سے کہا، قریب ہوکر دونوں کھاؤ، انہوں نے کہا، ہم روزے دار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھیوں کے لیے سواری پر کجاوہ باندھو اور اُن کے لیے کام کرو۔

تخریج: الصحیحة ۸۵۔ ابن ابی شیبة (۳/ ۱۵)، الفریانی فی الصیام (۴/ ۶۴/ ۱)، نسائی (۲۲۶۶)۔

اهمية احصاء شعبان

۲۲۰۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ، وَلَا تَخْلِطُوا بِرَمَضَانَ، إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذٰلِكَ صِيَامًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ، وَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ تُغْمَى عَلَيْكُمُ الْعِدَّةُ)). [الصحیحة: ۵۶۵]

شعبان کے دنوں کو شمار کرنے کی اہمیت کا بیان

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے لیے شعبان کے چاند کی گنتی کرو اور اُس کو رمضان کے ساتھ نہ ملاؤ۔ مگر یہ کہ وہ تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو۔ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر تم پر چاند ابر آلود ہو تو گنتی تم پر ابر آلود نہیں ہو سکتی۔

تخریج: الصحیحة ۵۶۵۔ دارقطنی (۲/ ۱۶۲)، حاکم (۱/ ۴۲۵)، بیہقی (۴/ ۲۰۶)، ترمذی (۶۸۷) باختصار۔

فوائد: رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے، اسلامی مہینے 29 دن کے ہوتے ہیں اور کبھی 30 دن کے۔ شعبان کی 29 تاریخ کو اگر موسم کی خرابی کی وجہ سے مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے 30 دن مکمل کرنے چاہئیں۔ شک کی بنا پر روزہ رکھنا منع ہے۔ اور ویسے بھی ماہِ شعبان اور ماہِ رمضان کی گنتی میں حد درجہ احتیاط کرنی چاہیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ

شَعْبَانَ مَالَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ رسول اللہ ﷺ جس قدر احتیاط و اہتمام سے ماہ شعبان کے دن شمار کیا کرتے تھے اور کسی ماہ کے نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح رمضان کو شعبان سے نہیں ملانا چاہیے، اگر منگل کو یکم رمضان ہے تو استقبال رمضان کے لیے سوموار کا روزہ رکھنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص پابندی سے سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھ رہا ہے تو اُس کے لیے سوموار کو روزہ رکھنا جائز ہے۔ یاد رہے! ماہِ رمضان کے چاند کے متعلق ایک دیانت دار مسلمان کی گواہی کافی ہے جس طرح کہ صحیح روایات اور آئمہ کرام کی تحقیق سے واضح ہوتا ہے۔

تصفيد الشياطين فى رمضان

رمضان میں شیطانوں کو جکڑنے کا بیان

۲۲۰۷۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ)).

[الصحيحة:۱۳۰۷]

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ۱۳۰۷۔ مسلم (۱۰۷۹)' نسائى (۲۰۹۹)' احمد (۲/ ۳۵۷'۳۷۸)' بخارى (۱۸۹۹)' باختلاف يسير۔

فوائد: یہ حدیث طیبہ ماہِ رمضان کی عزت و عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ اس ماہ میں جنت کے دروازے کھول کر جہنم کے دروازے کو بند کر دیا جاتا ہے۔ بعض حضرات اس حدیث کی مختلف توجیہات و تاویلات پیش کرتے ہیں کہ جنت کے دروازوں سے مراد رحمت و بخشش کے دروازے اور جہنم کے دروازوں سے مراد غضب کے دروازے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان میں رحمت و بخشش اور نوازشات کے تمام دروازے کھول دیتا ہے اور اپنے قہر و غضب کے تمام دروازے بند کر دیتا ہے۔ جبکہ صحیح اور حق یہی ہے کہ اس حدیث کو حقیقت پر ہی محمول کیا جائے کہ واقعۃً حقیقی جنت کے دروازوں کو کھولا جاتا ہے اور جہنم کے دروازوں کو بند کیا جاتا ہے اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنت و جہنم تیار ہو چکے ہیں، فَاتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مَخْلُوقَتَانِ مُوجُودَتَانِ الآنَ وَلَمْ يَزَلْ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى ذٰلِكَ (عقيده طحاويه:420)

صوم رمضان ثلاثين

رمضان کے تیس روزوں کا بیان

۲۲۰۸۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَصُمْ ثَلَاثِينَ، إِلَّا أَنْ تَرَى الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ)).

[الصحيحة:۱۳۰۸]

عدی بن حاتم ﷛ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آئے تو تیس روزے رکھ، الا یہ کہ تو چاند پہلے دیکھ لے۔

تخريج: الصحيحة ۱۳۰۸۔ طحاوى فى مشكل الآثار (۱/ ۲۱۰)' احمد (۴/ ۳۷۷)' طبرانى فى الكبير (۱۷/ ۷۸)۔

باب: الامساك عن الطعام قبل اذان

باب: صبح کی اذان سے قبل ہی کھانے سے ہاتھ روک

الصبح بدعة

لینا بدعت ہے

۲۲۰۹-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ))

[الصحيحة:١٣٩٤]

ابو ہریرہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک اذان سنے اور برتن اُس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اُس سے اپنی ضرورت پوری کرنے سے پہلے اُس کو نہ رکھے۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۴- ابوداؤد (۲۳۵۰)' ابن جریر فی التفسیر (۲/ ۱۰۲)' احمد (۲/ ۴۲۳)' حاکم (۱/ ۴۲۶)۔

فوائد: طلوع فجر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے، جس طرح غروب شمس سے قبل کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح طلوع فجر کے بعد ایک لقمہ کھانے سے بھی روزہ باقی نہیں رہتا۔ اس حدیث کے پیش نظر بعض احباب دورانِ اذان بلکہ اختتام اذان اور اس کے بعد تک سحری کھاتے رہتے ہیں جو کہ درست نہیں۔ اس حدیث کے متعلق چند اہم باتیں ذہن نشین رکھیں۔ (۱) اگرچہ شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے لیکن ایک رائے کے مطابق یہ حدیث ضعیف ہے۔ (۲) قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اِنْ صَحَّ هٰذَا يُحْمَلُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ عَلَى اَنَّهُ قَالَ حِيْنَ كَانَ الْمُنَادِيْ يُنَادِيْ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر یہ حدیث درست ہو تو جمہور کے ہاں اس کو اس معنی پر محمول کیا جائے گا یہ آپ کا فرمان اُس وقت ہے جب اذانِ فجر کہنے والا طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دے۔ (۳) بعض آئمہ فرماتے ہیں لَعَلَّ هٰذَا كَانَ فِيْ اَوَّلِ الْاَمْرِ ہوسکتا ہے یہ پہلے کی اجازت ہو۔ بہرصورت راجح یہی ہے کہ اپنے قریب اذان فجر سنتے ہی کھانا پینا چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اذانِ فجر طلوع فجر ہونے پر ہی کہی جاتی ہے۔ یاد رہے! حدیث میں کہیں بھی سحری یا رمضان المبارک کی اذانِ فجر کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے مراد غیر رمضان میں کسی بھی نماز کی اذان بھی ہوسکتی ہے کہ اذان ہوتے ہی کھانا نہیں چھوڑ دینا چاہیے بلکہ اپنی طلب کو پورا کر کے پھر نماز کی طرف نکلنا چاہیے۔

باب: متى يجوز صوم الفرض بنية النهار

باب:

۲۲۱۰- قَالَ ﷺ: ((أَذِّنْ فِي قَوْمِكَ أَوْفِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ: مَنْ [كَانَ] أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ [إِلَى اللَّيْلِ] وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَالرُّبَيِّعُ بِنْتِ مُعَوَّذٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ وَهِنْدِ بْنِ أَسْمَاءَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَرِجَالٌ لَّمْ يُسَمَّوْا مِنْ أَسْلَمَ، وَمَعْبَدِ الْقُرَشِيِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ مُرْسَلًا۔[الصحيحة:٢٦٢٤]

آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم میں یا لوگوں میں عاشورہ والے دن اعلان کردے جس نے کھایا ہو وہ بقیہ دن کا رات تک روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ بھی روزہ رکھے۔ یہ حدیث سلمہ بن اکوع، ربیع بنت معوذ، محمد بن سیفی، ہند بن اسماء، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے وارد ہے اور قبیلہ اسلم کے کئی آدمیوں سے کہ اُن کا نام نہیں لیا گیا اور معبد قرشی اور محمد بن سیرین سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۴۔ (۱) سلمۃ بن الاکوع: بخاری (۱۹۲۴)' مسلم (۱۱۳۵)' نسائی (۲۳۲۳)' احمد (۴/ ۵۰)۔ (۲) الربیع بنت معوذ: بخاری (۱۹۶۰)' مسلم (۱۱۳۶)۔ (۳) محمد بن صیفی: نسائی (۲۳۲۲)' ابن ماجہ (۱۷۳۵)۔ (۴) ھند بن اسماء: احمد (۳/ ۴۸۴)' طحاوی (۱/ ۳۳۶٬۳۳۵)۔ (۵) ابوھریرۃ: احمد (۲/ ۳۵۹)۔ (۶) عبداللہ بن عباس: احمد (۱/ ۲۳۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۱۸۰۴)۔ (۷) رجال لم یسموا من اسلم: نسائی فی الکبری (۲۸۵۸) وفیہ تصحیف۔ (۸) معبد القرشی ﷜: عبدالرزاق (۷۸۳۵)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۳۴۲)۔

باب: من تواضعه صلى الله عليه وسلم لربه: سجوده في ماء وطين

باب:

۲۲۱۱۔ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، وَأُرَانِي صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِيْنٍ)) قَالَ: فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ، فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْصَرَفَ، وَإِنَّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ عَلٰى جَبْهَتِهٖ وَأَنْفِهٖ۔ [الصحيحة:۳۹۸۵]

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ نے فرمایا: میں لیلۃ القدر دکھایا گیا پھر اُس کو بھلا دیا گیا اور میں نے اُس کی صبح دیکھا کہ میں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ راوی نے کہا کہ تیئسویں رات کو بارش ہوئی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی جب آپ واپس لوٹے تو کیچڑ کے نشانات آپ کی پیشانی اور ناک پر تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۵۔ مسلم (۱۱۶۸)' بیھقی (۴/ ۳۰۹)' احمد (۳/ ۴۹۵)۔

فوائد: حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اسی بات کا علم ہوتا تھا جو اللہ تعالیٰ آپ کو بتلا دیتے تھے۔ اور جس چیز کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ سے اٹھا لیتے وہ چیز آپ ﷺ کے لیے پھر نا معلوم ہو جاتی۔ جیسا کہ لیلۃ القدر کا واقعہ ہے۔ دیگر نصوص شرعیہ سے بھی یہی عقیدہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ کو ہر چیز کا علم نہیں تھا۔ اس لیے آپ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے' سب کا علم تھا' قطعاً درست نہیں۔

نسيان ليلة القدر والالتماس في العشر الفوابر

لیلۃ القدر کو بھولتے اور آخری عشرہ میں تلاش کرنے کا بیان

۲۲۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ أَيْقَظَنِي بَعْضُ أَهْلِي فَنَسِيتُهَا، فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ)). [الصحيحة: ۳۹۸۶]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی، پھر مجھے میری کسی بیوی نے بیدار کر دیا تو میں وہ بھلا دیا گیا، تم اُس کو آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۶۔ مسلم (۱۱۶۶)' نسائی فی الکبری (۳۳۹۲)' ابن حبان (۳۶۷۸)' بیھقی (۴/ ۳۰۸)۔

باب: من لطفه صلى الله عليه وسلم

باب:

وحسن معاشرته للاصحابه

٢٢١٣۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نَهْرِ مَاءٍ وَهُوَ عَلَى بَغْلٍ، وَالنَّاسُ صِيَامٌ، وَالْمُشَاةُ كَثِيرٌ، فَقَالَ: ((اشْرَبُوا)) فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((اشْرَبُوا فَإِنِّي أَيْسَرُكُمْ)) فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَحَوَّلَ وَرِكَهُ، فَشَرِبَ وَشَرِبَ النَّاسُ۔ [الصحيحة:٢٥٧٥]

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ پانی کی ایک نہر کے پاس سے گزرے اور آپ خچر پر سوار تھے، لوگوں نے روزہ رکھا تھا اور پیدل چلنے والے بہت زیادہ تھے، آپ نے فرمایا: پیو، وہ آپ کی طرف دیکھنا شروع ہوگئے، آپ نے فرمایا: پی لو میں تم سب سے زیادہ قوت والا ہوں۔ وہ پھر آپ کی طرف دیکھنا شروع ہوگئے، چنانچہ آپ نے اپنی پشت پھیری اور پانی پیا اور پھر صحابہ نے بھی پانی پی لیا۔

تخریج: الصحيحة ۲۵۷۵۔ ابو يعلى (۱۰۸۱)' احمد (۳/ ۴۶۲۱)'ابن حبان (۳۵۵۶)۔

٢٢١٤۔ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُطْلُبُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَإِنْ غُلِبْتُمْ فَلَا تُغْلَبُوْا عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي)). [الصحيحة:١٤٧١]

حضرت علی سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو، اگر اتنا نہ کرسکو تو آخری سات راتوں میں تو لازماً تلاش کرو۔

تخریج: الصحيحة ۱۴۷۱۔ عبدالله بن احمد فى زوائد المسند (۱/ ۱۳۳)' وله شاهد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عند مسلم (۲۰۸/ ۱۱۶۵)'احمد (۲/ ۴۴)' وغيرهما۔

فوائد: ہر عبادت گزار کو بالخصوص طاق راتوں کا قیام ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ دلائل کی رو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القد[ر] طاق راتوں میں سے کسی ایک میں بھی ہوسکتی ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان اس عظیم عبادت کی بجائے اس رات جشن ا[ور] چراغاں میں مصروف رہتے ہیں۔

افضل الصوم صوم داؤد

داؤد علیہ السلام کا روزہ سب سے بہترین روزہ ہے

٢٢١٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّوْمِ: صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْماً، وَيُفْطِرُ يَوْماً وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)). [الصحيحة: ٣٩٩٠]

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہترین روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا رو[زہ] ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے، اور جب وہ دشمن کا سامنا کرتے تو بھاگتے نہیں تھے۔

تخریج: الصحيحة ۳۹۹۰۔ ترمذى (۷۷۰)' احمد (۲/ ۱۶۴'۱۹۰)' بهذا اللفظ'بخارى (۳۴۱۹)' مسلم (۱۸۷/ ۱۱۵۹) من طريق آخر

اهمية اقامة الصفوف

صفوں کو سیدھا کرنے کی اہمیت کا بیان

٢٢١٦۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: أَقْبَلَ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ (ثَلَاثًا) وَاللّٰهِ لَتُقِيْمُنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ)). [الصحيحة:٣٢]

لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے تین دفعہ فرمایا ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو'' اللہ کی قسم البتہ تم ضرور ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کرو گے، یا لازماً اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا۔

تخريج: الصحيحة ٣٢۔ ابو داؤد (٦٦٢)' احمد (٤/ ٢٧٦)' ابن حبان (٢١٧٦)۔

باب: سنة متروكة يجب احياؤها

باب: مشروک سنت زندہ کرنا ضروری و واجب ہے

٢٢١٧۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ:((أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ، وَتَرَاصُّوْا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي)). [الصحيحة:٣١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نماز کھڑی کی گئی، رسول اللہ ﷺ نے اپنا رخ انور ہماری طرف کیا اور فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور باہم مل کر کھڑے ہو جاؤ، میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

تخريج: الصحيحة ٣١۔ بخاری (٧١٩)' احمد (٣/ ١٨٢)' نسائی (٨١٥)و مسلم (٤٣٤) مختصراً۔

باب: من الحزم الوتر قبل النوم

باب:

٢٢١٨۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ: أَتُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا تَزِيْدُ عَلَيْهَا يَا أَبَا إِسْحَاقَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((اَلَّذِي لَا يَنَامُ حَتّٰى يُوْتِرَ حَازِمٌ)). [الصحيحة:٢٢٠٨]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ عشا کی نماز مسجد نبوی میں ادا فرماتے، اور ایک وتر سے زائد نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ان کو کہا گیا اے ابو اسحاق تو ایک ہی وتر پڑھتا ہے، اس سے زائد نہیں پڑھتا۔ انہوں نے کہا ہاں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے کہ جو سونے سے پہلے وتر پڑھ لیتا ہے' وہ احتیاط کرنے والا دانش مند ہے۔

تخريج: الصحيحة ٢٢٠٨۔ تقدم برقم ٩٦٣۔

البركة في السحور والكيل

سحری اور ناپنے میں برکت ہے

٢٢١٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْبَرَكَةَ فِي السَّحُوْرِ وَالْكَيْلِ)). [الصحيحة:١٢٩١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے سحری اور ناپ میں برکت رکھی ہے۔

تخريج: الصحيحة ١٢٩١۔ مسلم (١٦٥/ ١١٥١)' نسائی (٢٢١٥/٢٢١٤)' احمد (٣/ ٥)' بهذا للفظ' بخاری (١٩٠٤' ٧٤٩٢)' بتقديم و تاخير۔

فضل الصوم

روزہ کی فضیلت کا بیان

۲۲۲۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. يَقُولُ: إِنَّ الصَّوْمَ لِي، وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ. إِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَيْنِ: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ اللّٰهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَاللهِ مِنْ رِّيحِ الْمِسْكِ)). [الصحيحة:۳۵۱٦]

ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ دونوں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے یقیناً روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ بلاشبہ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، جب وہ افطار کرتا ہے خوش ہوتا ہے، اور جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور وہ اُس کو بدلہ دے گا تو وہ خوش ہو جائے گا۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔

فوائد: دیگر اعمال کی جزاء بھی اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں، لیکن روزے کا بالخصوص ذکر کر کے اُس کی عظمت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ جب روزہ دار کے جسم سے نکلنے والا پسینہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر محبوب ہے تو روزہ دار کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر عظیم مرتبہ رکھتے ہوں گے.........سبحان اللہ

فضل المتسحرين

سحری کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

۲۲۲۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ)). [الصحيحة:۳۴۰۹]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۳۴۰۹- ابن حبان (۳۴٦۷)' طبرانی فی الاوسط (٦۴۳۰)' ابو نعیم فی الحلية (۸/ ۳۲۰)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت نازل فرماتا ہے، اُن کو عزت سے نوازتا ہے، اُن کو برکت عطا کرتا ہے اور اپنے بندوں کا تزکیہ کرتا ہے اور فرشتوں کے درود کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے ایسے بندے کے لیے رحمت وبخشش کی دعا کرتے ہیں۔

باب: فضل المتسحرين

باب: سحری کرنے والوں کی فضیلت

۲۲۲۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ)).

تخریج: الصحيحة ۱٦۵۴- انظر الحديث السابق۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

باب: التفريق بين الشيخ والشاب في

باب: روزے کے معاملے میں بوڑھے اور جوان کے

الصیام

درمیان فرق کا بیان

٢٢٢٣ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ شَابٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أُقَبِّلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَ: ((لَا)) فَجَاءَ شَيْخٌ فَقَالَ: أُقَبِّلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَنَظَرَ بَعْضُنَا إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْخَ يَمْلِكُ نَفْسَهُ)). [الصحيحة: ١٦٠٦]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کے پاس تھے، ایک نوجوان آیا اور کہا اے اللہ کے رسول کیا میں روزے کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر ایک بوڑھا آدمی آیا اور اُس نے کہا میں روزے کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ صحابی نے کہا: ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو رسول اللہ نے فرمایا: بوڑھا اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ١٦٠٦ـ احمد (٢/ ١٨٥، ٢٢١)، ابنب عبدالحكم فی فتوح مصر (ص:٢٦٥)، طبرانی فی الكبير (١٣/ ٣٩)، خطيب فی الفقيه والمتفقه (٢/ ١٩٣)ـ

الرخصة فی يوم عاشوراء

دس محرم کا روزہ رکھنے کی رخصت

٢٢٢٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَاشُوْرَا يَوْمٌ مِّنْ أَيَّامِ اللّٰهِ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)). [الصحيحة: ٣٥٣١]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، دورِ جاہلیت کے لوگ دس محرم کا روزہ رکھتے تھے، رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے بھی اس دن کا روزہ رکھا۔ جب رمضان فرض کر دیا گیا، آپ نے فرمایا: دس محرم کا دن اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے وہ اس دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

تخريج: الصحيحة ٣٥٣١ـ مسلم (١١٢٦)، احمد (٢/ ١٤٣)، ابن ابی شيبة (٣/ ٥٥)، بخاری (٤٥٠١) مختصراًـ

عزم النبی لصوم التاسع

نبی کا نویں محرم کا روزہ رکھنے کا عزم کرنا

٢٢٢٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِلٰى قَابِلٍ صُمْتُ التَّاسِعَ، مَخَافَةَ أَنْ يَفُوْتَنِي يَوْمُ عَاشُوْرَاءِ)). [الصحيحة: ٣٥٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے، آپ نے فرمایا: اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو محرم کا روزہ رکھوں گا اس ڈر سے کہ کہیں دس محرم کا روزہ فوت نہ ہو جائے۔

تخريج: الصحيحة ٣٥٠ـ

فوائد: بعض حضرات صرف 9 محرم کے روزے کے ہی قائل ہیں، جبکہ صرف نویں کا روزہ رکھنا لفظوں میں الجھنے والی بات ہے، احادیث طیبہ اور محدثین کرام کی فہم کے مطابق راجح یہی ہے کہ 9,10 محرم دونوں کا روزہ رکھا جائے گا بلکہ ایک صحیح موقوف روایت میں صراحت بھی موجود ہے جس سے سارے لفظی اشکالات حل ہو جاتے ہیں صُوْمُوْا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَالْخَالِفُ الْيَهُوْدَ 9,10 کا

روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔ (الفتح الربانی: 1/ 189) شارح بخاری امام ابن حجر فرماتے ہیں الاحْتِيَاطُ يَوْمُ الصَّوْمِيْنَ احتیاط اسی میں ہے کہ دونوں روزے رکھے جائیں۔ (فتح الباری، جلد 4 صفحہ 311) امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص 10 محرم کا روزہ رکھنا چاہے اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ 9 کا بھی روزہ رکھ لے۔ (السیل الجرار، جلد 2 صفحہ 148) نیز مفتیان دیار حرم کے نزدیک بھی افضل یہی ہے کہ دو روزے رکھے جائیں۔

قضاء الفضل ليس بواجب

٢٢٢٦۔ عَنْ أُمِّ هَانِي: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ شَرِبَ شَرَاباً فَنَاوَلَهَا لِتَشْرِبَ، فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ وَلٰكِنْ كَرِهْتُ أَنْ أَرُدَّ سُؤْرَكَ فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ قَضَاءٌ مِّنْ رَّمَضَانَ فَاقْضِيْ يَوْماً مَكَانَهُ، وَإِنْ كَانَ تَطَوُّعاً فَإِنْ شِئْتِ فَاقْضِيْ وَإِنْ شِئْتِ فَلَاتَقْضِيْ)). [الصحيحة:٢٨٠٢]

نفلی روزے کی قضاء لازم نہیں ہے

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے پانی پیا اور اسے بھی پینے کے لیے دیا۔ اُس نے کہا: میں روزے سے ہوں، لیکن میں ناپسند کرتی ہوں کہ آپ کا جوٹھا واپس لوٹاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ رمضان کے روزے کی قضا ہے تو اس کی جگہ دوسرے کسی دن قضا دے دینا اور اگر نفلی روزہ ہے تو اگر تو چاہتی ہے تو اس کی قضا دے وگرنہ رہنے دے۔

تخریج: الصحيحة ٢٨٠٢۔ احمد (٢/ ٣٤٣،٣٤٤)، نسائی فی الکبری (٣٣٠۵)، دارمی (١٧٣۵)، اطیالسی (١٦١٦)۔

باب: صوم ايام بيض

٢٢٢٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا، وَجَاءَ مَعَهَا بِأَدَمِهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَأْكُلْ، وَأَمْسَكَ أَصْحَابُهُ فَلَمْ يَأْكُلُوْا وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَايَمْنَعُكَ أَنْ تَأْكُلَ؟)) قَالَ إِنِّي أَصُوْمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، قَالَ: ((إِنْ كُنْتَ صَائِماً فَصُمْ أَيَّامَ الْغُرِّ يَعْنِي: الْأَيَّامَ الْبِيْضِ)).

[الصحيحة:١٥٦٧]

باب: ایام بیض کے روزوں کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا خرگوش لے کر آیا اور اُس کے ساتھ اُس کا سالن بھی لایا اور اُس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ رک گئے اور آپ نے نہ کھایا اور صحابہ بھی رک گئے، انہوں نے بھی نہ کھایا اور دیہاتی بھی رک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے کھانے سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ اُس نے کہا: میں مہینے میں تین دن کے روزے رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: اگر تو روزے رکھنا چاہتا ہے، تو ایام بیض کے روزے رکھا کر۔

تخریج: الصحيحة ١۵٦٧۔ نسائی (٢٤٢٣)، احمد (٢/ ٣٣٦،٣٤٦)، ابن حبان (٣٦۵٠)۔

فوائد: ایام بیض کی وضاحت سنن ابی داود کی ایک صحیح روایت میں موجود ہے، حضرت ملحان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُوْمَ الْبِيْضَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ قَالَ وَقَالَ هُنَّ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ "رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ زمانہ بھر کے روزوں کی مانند

ہے۔"

الإختيار صوم يوم عاشوراء

٢٢٢٨۔ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ: ((إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُوْمَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَلْيَتْرُكْهُ)).

دسویں محرم کے روزہ کا اختیار ہے

نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ﷠ نے اُن کو بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دس محرم کے روزے کے متعلق سنا۔ اس دن اہل جاہلیت روزہ رکھا کرتے تھے جو اس دن روزہ رکھنا پسند کرتا ہے وہ روزہ رکھے، اور جو نہ رکھنا چاہے نہ رکھے۔

تخریج: الصحيحة مسلم (١١٩/ ١١٦٢)' بيهقى (٢٩٠/٤)' بخارى (١٨٩٢'٤٥٠١)' من طريق آخر عنه وقد تقدم (٢٢٢٧)۔

التماس ليلة القدر فى الخمس ولسبع والتسع

٢٢٢٩۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجَ يُخْبِرُبِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ: ((إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَإِنَّهُ تَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرُفِعَتْ، وَعَسٰى أَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ، الْتَمِسُوْهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ)). [الصحيحة:٣٥٩٢]

لیلۃ القدر کو ۲۵، ۲۷، ۲۹ راتوں کو تلاش کرنا

سیدنا انس ﷜ سے روایت ہے کہتے ہیں مجھے عبادہ بن صامت ﷜ نے خبردی، رسول اللہ لیلۃ القدر کا بتلانے کے لئے نکلے۔ مسلمانوں میں سے دوآدمیوں نے جھگڑا کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں لیلۃ القدر کے متعلق بتلانے کے لیے نکلا تھا اور فلاں فلاں نے جھگڑا کیا تو وہ اٹھالی گئی۔ ہوسکتا ہے تمہارے لیے بہتری ہو۔ اس کو پچیس، ستائیس اور انتیس ویں رات میں تلاش کرو۔

تخریج: الصحيحة ٣٥٩٢۔ بخارى (٤٩'٢٠٢٣)' نسائى فى الكبرى (٣٣٩٣)' احمد (٥/ ٣١٣)۔

الاختيار فى صوم السفر

٢٢٣٠۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: ((أَيُّ ذٰلِكَ عَلَيْكَ أَيْسَرُ فَافْعَلْ)).

[الصحيحة:٢٨٨٤]

سفر کے روزے میں اختیار ہے

حمزہ بن عمرو ﷜ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: جو تیرے لیے آسان ہے وہ کرلے۔

تخریج: الصحيحة ٢٨٨٤۔ تقدم برقم (٢٠٧٨)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا نیکی وتقویٰ نہیں ہے۔ بلکہ مومن کو ہمیشہ آسان پہلو اختیار کرنا

چاہیے۔تاکہ دین اور جسم دونوں کے تقاضے پورے رہیں۔

باب: فضل صوم شعبان

۲۲۳۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ (وَلَمْ يَقُلِ النَّسَائِي: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَاكَ تَصُوْمُ فِي شَهْرٍ لَمْ أَرَكَ تَصُوْمُ فِي شَهْرٍ مِثْلَ مَاتَصُوْمُ فِيهِ؟ قَالَ: ((أَيُّ شَهْرٍ؟)) قُلْتُ: شَعْبَانَ، قَالَ: ((شَعْبَانُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ، يَغْفَلُ النَّاسُ عَنْهُ، تُرْفَعُ فِيْهِ أَعْمَالُ الْعِبَادِ، فَأُحِبُّ أَنْ لَا يُرْفَعَ عَمَلِي إِلَّا وَأَنَا صَائِمٌ)) قَالَ: أَرَاكَ تَصُوْمُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ فَلَاتَدَعُهُمَا؟ قَالَ: ((إِنَّ أَعْمَالَ الْعِبَادِ......))الحديث۔ [الصحيحة:١٨٩٨]

باب: شعبان کے روزے کی فضیلت

ابوہریرہ ،اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور امام نسائی نے ابوہریرہ کا نام ذکر نہیں کیا، وہ کہتے ہیں ،میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے آپ کو دیکھا ہے، آپ ایک مہینے میں روزے رکھتے ہیں کہ کسی اور مہینے میں اس طرح آپ کو روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: وہ کونسا مہینہ ہے؟ میں نے کہا شعبان۔ آپ نے فرمایا: شعبان رجب اور رمضان کے درمیان ہے، لوگ اُس سے غفلت کرتے ہیں ، اُس میں بندوں کے اعمال کو پیش کیا جاتا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں ہی پیش کیا جائے۔صحابی نے کہا میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں اور دونوں روزوں کو نہیں چھوڑتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دنوں میں بندوں کے اعمال کو پیش کیا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۹۸۔ نسائی (۲۳۵۹)، ؟ الطبری العباد فی الامالی (۳/ ۲)، ابن ابی شیبۃ (۳/ ۱۰۳)، الضیاء فی المختارۃ (۱۳۱۹،۱۳۲۰)۔

الاجتناب من الوصال

۲۲۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ. مَرَّتَيْنِ. قِيْلَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟! قَالَ: إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَاتُطِيْقُوْنَ)).

[الصحيحة:٣٦٠٤]

وصال کے روزوں سے اجتناب کرنا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے دو مرتبہ فرمایا: وصال سے بچو۔ کہا آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں رات اس حال میں گزارتا ہوں ، مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔تم عمل کی اُتنی ہی تکلیف برداشت کرو جتنی تم طاقت رکھتے ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۴۔ بخاری (۱۹۶۶)،مسلم (۱۱۰۳)، احمد (۲/ ۳۱۵)۔

فوائد: وصال یہ ہے کہ آدمی دو یا اُس سے زیادہ دن تک روزہ افطار نہ کرے، مسلسل روزہ رکھے۔ رات کو کچھ کھائے نہ سحری تناول کرے۔ اس عمل میں مشقت کا پہلو نمایاں ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے سختی کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو روزے میں وصال کرنے سے منع فرما دیا۔ جمہور اہل علم میں اسے نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت قرار دیا گیا ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام

شافعی رحمہم اللہ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سحری تک وصال کو جائز قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح بخاری میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وصال نہ کرو اور اگر تم میں سے کوئی وصال کرنا ہی چاہتا ہے تو سحری تک کر لے۔''

باب: من آداب الافطار والسحور

باب: سحری افطار کے آداب کا بیان

۲۲۳۳۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((بَكِّرُوْا بِالْإِفْطَارِ، وَاَخِّرُوْا السَّحُوْرَ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے: افطاری میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۳۔ ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۳۲۳)، دیلمی (۲۰۸۳)۔

تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الآواخر

آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا

۲۲۳۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)).

[الصحیحة: ۳۶۱۶]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۱۶۔ بخاری (۲۰۱۷)، احمد (۶۵/ ۴۳)، مسلم (۱۱۶۷)، ترمذی (۷۹۲) من طریق آخر عنها۔

اجتناب من صوم السبت وحدٰی

اکیلے ہفتہ کے روزہ سے اجتناب کرنا چاہیے

۲۲۳۵۔ عَنْ عُبَيْدِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ يَتَغَدَّى وَذٰلِكَ يَوْمُ السَّبْتِ فَقَالَ: ((تَعَالِي فَكُلِي)) فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ: لَهَا: ((أَصُمْتِ أَمْسِ؟)) فَقَالَتْ: لَا فَقَالَ: ((فَكُلِي، فَإِنَّ صِيَامَ يَوْمِ السَّبْتِ لَا لَكِ وَلَا عَلَيْكِ)).

[الصحیحة: ۲۲۵]

عبید اعرج سے روایت ہے، کہتے ہیں مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور آپ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے اور وہ ہفتے کا دن تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ کھانا کھاؤ۔ اُس نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: گزشتہ کل روزہ رکھا تھا......؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے کہا پھر کھانا کھاؤ۔ ہفتے والے دن کے روزے کا ثواب ہے نہ عذاب۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۵۔ احمد (۶/ ۳۶۸)۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

۲۲۳۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ ایک آدمی رسول

رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَخْتَصِيَ؟ فَقَالَ ﷺ: ((خِصَاءُ أُمَّتِي الصِّيَامُ وَالْقِيَامُ)). [الصحيحة: ١٨٣٠]

اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ مجھے خصی ہونے کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا خصی ہونا روزہ اور قیام ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۰۔ احمد (۲/ ۱۷۳) بغوی فی شرح السنۃ (۲۲۳۸)' ابن عدی (۲/ ۸۵۴۸۵۵)۔

رخصة الصوم في السفر

سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت کا بیان

۲۲۳۷۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ، فَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: ((صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ)). [الصحيحة: ١٩٤]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں بے شک حمزہ بن عمرو اسلمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، میں ایسا آدمی ہوں کہ ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں، کیا میں سفر میں روزہ رکھوں......؟ آپ نے فرمایا: اگر چاہتا ہے تو رکھ لے اور اگر چاہتا ہے تو افطار کرلے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۔ بخاری (۱۹۴۳)' مسلم (۱۱۲۱)' ابوداؤد (۲۴۰۲)' ترمذی (۷۱۱)' ابن ماجہ (۱۶۶۲)۔

باب: النهي عن صوم يوم الشك

باب: شک کے دن کے روزے کی ممانعت

۲۲۳۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوْا الرُّؤْيَتَهُ، فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابٌ أَوْ ظُلْمَةٌ أَوْ هَبْوَةٌ، فَأَكْمِلُوْا الْعِدَّةَ، لَاتَسْتَقْبِلُوْا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالًا وَلَا تَصِلُوْا رَمَضَانَ بِيَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ)). [الصحيحة: ١٩١٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اگر تمہارے اور چاند کے درمیان بادل، اندھیرا یا گردوغبار حائل ہوجائے تو پھر گنتی پوری کرو۔ مہینے کا استقبال نہ کرو اور نہ ہی رمضان کو شعبان کے دن کے ساتھ ملاؤ۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۷۔ ابو عبید فی غریب الحدیث (۵۹/ ۴۱)' نسائی (۲۱۳۱)' احمد (۱/ ۲۲۶)۔

بيان حين الصوم

روزے کے وقت کا بیان

۲۲۳۹۔ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((صُوْمُوْا مِنْ وَضَحٍ إِلَى وَضَحٍ)).

ابو ملیح بن اُسامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: روشنی سے روشنی تک روزہ رکھو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۸۔ طبرانی فی الاوسط (۲۹۲۱)' وفی الکبیر (۵۰۴)۔

باب: صوم النذر عن غير الوالدين

باب: نذر کے روزے والدین کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے رکھنے کا بیان

۲۲۴۰ ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّ أُخْتَهَا نَذَرَتْ أَنْ تَصُومَ شَهْرًا وَأَنَّهَا رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَمَاتَتْ وَلَمْ تَصُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صُومِي عَنْ أُخْتِكِ)). [الصحيحة:۱۹۴۶]

ابن عباس سے روایت ہے، ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اُس نے آپ سے ذکر کیا کہ اُس کی بہن نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی تھی ، اُس نے بحری سفر کیا اور وہ بغیر روزے رکھے مرگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی بہن کی طرف سے روزے رکھ۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۶۔

فضل صيام ثلاثة ايام من كل شهر

ہر مہینے تین روزے رکھنے کی فضیلت

۲۲۴۱ ۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِفْطَارُهُ)). [الصحيحة:۲۸۰۶]

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ماہ تین روزے رکھنا زمانہ بھر کے روزے اور افطار ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۰۶۔ احمد (۴/ ۱۹،۵/ ۳۴)' البزار (الکشف: ۱۰۵۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۲۶)۔

الصوم فى الشتاء الغنيمة الباردة

سردی میں روزے مفت کی غنیمت ہے

۲۲۴۲ ۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا: ((الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ الْغَنِيمَةُ الْبَارِدَةُ)).

[الصحيحة:۱۹۲۲]

عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، سردی میں روزے مفت کی غنیمت ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۲۲۔ احمد (۴/ ۳۳۵) ابو عبید فی الغریب (۹۵/ ۲): مرسلا ' ترمذی (۷۹۷)' بیھقی (۴/ ۲۹۶،۲۹۷) من طریق آخر عنہ۔

۲۲۴۳ ۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ، وَالْأَضْحَى يَوْمَ تُضَحُّونَ)). [الصحيحة:۲۲۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: روزہ اُس دن جس دن تم روزہ رکھتے ہو۔ اور عید الفطر اُس دن جس دن تم افطار کرتے ہو۔ اور عید الاضحیٰ جس دن تم قربانی کرتے ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۔ ترمذی (۶۹۷)' بیھقی (۴/ ۲۵۲)' بغوی فی شرح السنۃ (۱۷۲۶)۔

فضل السحور

سحری کھانے کی فضیلت

۲۲۴۴ ۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السَّحُورِ، فَإِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ)). [الصحيحة:۳۴۰۸]

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، سحری کا کھانا ضرور کھاؤ۔ کیونکہ وہ بابرکت کھانا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۰۸۔ نسائی (۲۱۶۶)' وفی الکبری (۲۴۷۳)' احمد (۴/ ۱۳۲)، طبرانی (۲۰/ ۲۷۱)۔

فوائد: سحری کے کھانے کو مبارک غذا کہا گیا ہے، اس لیے برکت والی غذا سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک فرامین میں سحری کھانے کی ترغیب دیتے ہوئے اُس کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے۔ سنن نسائی میں حضرت ارباز بن ساریہ ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿هَلُمُّوْا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ﴾ ''مبارک کھانے کی طرف آؤ'' اور صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی موجود ہے: ﴿فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ﴾ ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔'' یعنی اہل کتاب سحری تناول نہیں کرتے۔ اگر سحری کے وقت طبیعت کھانے پر آمادہ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لینے چاہئیں تاکہ آدمی سحری کھانے والوں کے اجروثواب میں شریک ہو جائے۔ مسند احمد میں روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿اَلسَّحُوْرُ أَكْلُهُ بَرَكَةٌ فَلَا تَدَعُوْهُ وَلَوْ أَنْ يَجْرَعَ أَحَدُكُمْ جَرْعَةً مِنْ مَاءٍ﴾ ''سحری کھانا بابرکت ہے اس سے محروم نہ رہو خواہ تم میں سے کوئی پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے۔''

فضل رمضان

رمضان کی فضیلت کا بیان

۲۲٤٥۔ عَنْ عُرْفُجَةَ، قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتٍ فِيْهِ عُتْبَةُ بْنُ فَرْقَدَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَ بِحَدِيْثٍ، وَكَانَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ كَأَنَّهُ أَوْلَى بِالْحَدِيْثِ مِنِّي فَحَدَّثَ الرَّجُلُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((فِي رَمَضَانَ تُفَتَّحُ فِيْهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ (وَفِي رِوَايَةٍ: الْجَنَّةُ) وَتُغْلَقُ فِيْهِ أَبْوَابُ النِّيْرَانِ، وَيُصَفَّدُ فِيْهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيْدٍ، وَيُنَادِيْ مُنَادٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: مَلَكٌ) كُلَّ لَيْلَةٍ: يَاطَالِبَ الْخَيْرِ هَلُمَّ وَيَاطَالِبَ الشَّرِّ أَمْسِكْ)).

[الصحيحة:١٨٦٨]

عرفجہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں ایک گھر میں تھا، وہاں عتبہ بن فرقد تھے، میں نے حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی تھا۔ گویا وہ حدیث بیان کرنے کا مجھ سے زیادہ حق دار تھا۔ پس آدمی نے نبی ﷺ سے حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رمضان میں آسمان ...... ایک روایت کے مطابق جنت ...... کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر سرکش شیطان کو اس مہینہ میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک اعلان کرنے والا فرشتہ ہر رات اعلان کرتا ہے اے نیکی کے طلب گار آگے بڑھ اور اے برائی کے طلبگار باز آجا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۸۔ نسائی (۲۱۱۰)' احمد (۴/ ۳۱۱'۳۱۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۱۳۲'۱۳۳)۔

ما قول النبي بالليل اذا تضور

جب نبی ﷺ کروٹ بدلتے تو کیا کہتے؟

۲۲٤٦۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا تَضَوَّرَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ)). [الصحيحة: ٢٠٦٦]

حضرت عائشہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب رات کو جاگ کر کروٹ بدلتے تو کہتے ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾ اکیلے قوت و غلبہ والے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، زمین و آسمان اور جو اُس کے درمیان ہے وہ اُس کا رب ہے، غالب معاف کرنے والا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۶۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص:۴۳)' حاکم (۱/ ۵۴۰)' ابن حبان (۵۵۳۰)۔

التسلیم بین کل رکعتین بالتھجد

تہجد کی ہر دو رکعت میں سلام پھیرنا

۲۲۴۷۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ)). [الصحیحۃ:۲۳٦۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ ﷺ جب تہجد پڑھتے تو دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳٦۵۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص:۱۱۱)' عن ابی ایوب الانصاری بحذف الاسناد فی المختصر' اخرجہ اسحاق بن راھویہ فی مسندہ: اخبرنا عیسی بن یونس ثنا واصل بن السائب عن ابی سورۃ عن ابی ایوب فذکرہ بلفظر المطالب العالیۃ المسندۃ للحافظ ابن حجر (۲/ ۱۹۸ ح۵۹۱/ ۱) وقال الحافظ: ھذا اسناد ضعیف احمد (۵/ ۴۱۷)' والطبرانی فی الکبیر (۴۰٦۷)' وعبد بن حمید (۲۱۹)' من طریق واصل بھذا الاسناد مطولاً وبلفظ "ویسلم بین کل رکعتین" وسندہ ضعیف جداً واصل ابو سورۃ ھما ضعیفان واخرجہ مسلم (۱۲۲/ ۷۳٦)' والبیھقی (۲/ ۴۸٦'۴۸۷)' من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا بمعناہ۔

باب: مراقبۃ غروب الشمس لتعجیل الافطار

باب: افطاری میں جلدی کے لیے غروب شمس کا خیال رکھنا

۲۲۴۸۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا كَانَ صَائِماً أَمَرَ رَجُلاً فَأَوْفَى عَلَى نَشْزٍ فَإِذَا قَالَ: قَدْ غَابَتِ الشَّمْسُ، أَفْطَرَ)).

[الصحیحۃ:۲۰۸۱]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ جب روزے کی حالت میں ہوتے ایک آدمی کو حکم دیتے وہ اونچی جگہ کے اوپر کھڑا ہوتا جب وہ کہتا کہ سورج غروب ہوگیا ہے آپ ﷺ روزہ افطار فرمالیتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۸۱۔ حاکم (۱/ ۴۳۴)'ابن خزیمۃ (۲۰٦۱)' ابن حبان (۳۵۱۰)۔

اھمیۃ الاعتکاف

اعتکاف کی اہمیت کا بیان

۲۲۴۹۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا كَانَ مُقِيْماً اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، وَإِذَا سَافَرَ اعْتَكَفَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ عِشْرِيْنَ)).

[الصحیحۃ: ۱۴۱۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب مقیم ہوتے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے، اور جب ان دنوں سفر کرتے تو آئندہ سال بیس دنوں کا اعتکاف کرتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۰۔ احمد (۳/ ۱۰۴)' ابن حبان (۳٦٦۲)' ترمذی (۸۰۳)' ابن خزیمۃ (۲۲۲٦) بمعناہ۔

فوائد: اعتکاف کا لغوی معنی ہے رُکے رہنا، اور شرعی اصطلاح میں ایک خاص کیفیت و آداب سے کسی شخص کا خود کو مسجد میں روک لینا اعتکاف کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پابندی کے ساتھ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ بوجہ مجبوری کسی رمضان آپ کا اعتکاف رہ جاتا تو آپ آئندہ رمضان بیس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ امتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ اعتکاف مسنون و مستحب ہے فرض نہیں۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اعتکاف ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا

قرب نصیب ہوتا ہے۔

استحباب الإفطار قبل المغرب

مغرب سے پہلے افطار کرنے کا استحباب

٢٢٥٠۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ لَا يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَهُوَ صَائِمٌ حَتَّى يُفْطِرَ، وَلَوْ عَلَى شَرْبَةٍ مِّنْ مَاءٍ)). [الصحيحة: ٢١١٠]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ روزہ کی حالت میں افطاری سے قبل نمازِ مغرب نہیں پڑھا کرتے تھے، افطاری اگرچہ پانی کے گھونٹ سے کر لیتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۰۔ ابن الاعرابی فی المعجم (۲۲۲۳)' طبرانی فی الاوسط (۸۷۸۸)' حاکم (۱/ ۴۳۲)۔

اهمية الصوم من ايام البيض

ایام البیض کے روزوں کی اہمیت

٢٢٥١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبِيضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، سفر وحضر میں آپ ﷺ ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۵۸۰۔ نسائی (۲۳۴۷)' الضیاء المقدسی (۱۰/ ۱۰۳' ۱۰۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۲۳۲۰) من طریق آخر عنه۔

المباشرة فی الصوم

روزہ کی حالت میں مباشرت کرنا

٢٢٥٢۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ: ((كَانَ ﷺ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ يَجْعَلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا ثَوْبًا، يَعْنِي: الْفَرْجَ)).

سیدہ عائشہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ لیٹتے تھے۔ اپنی اور بیوی کی شرمگاہ کے درمیان کپڑا رکھ لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۔ احمد (۶/ ۵۹)' ابن خزیمة (۱/ ۲۰۱/ ۲)' ولم اجده فی المطبوع ولم یعزه الحافظ ابن حجر فی اتحاف المهرة (۲۳۱۱۳) والله اعلم!

الافطار بالتمر

کھجور سے افطار کرنا

٢٢٥٣۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ يَبْدَأُ إِذَا أَفْطَرَ بِالتَّمْرِ)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب افطاری کرتے تو کھجور سے آغاز کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۷۔ نسائی فی الکبری (۳۳۱۸) الفریابی فی الصیام (۴/ ۶۲/ ۲)' الضیاء فی المختارة (۱۵۷۰)۔

الاجتهاد فی العشر الآواخر

آخری عشرہ میں خوب محنت کرنا

٢٢٥٤۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ)).

[الصحيحة: ٢١٢٣]

عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عام دنوں کی بہ نسبت آخری عشرہ میں (عبادت میں) خوب محنت وکوشش کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۲۳۔ مسلم (۱۱۷۵)' ترمذی (۷۹۶)' ابن ماجه (۱۷۶۷)' احمد (۶/ ۸۲' ۱۲۳)۔

رخصة الصوم في السفر

سفر میں روزہ کی رخصت

۲۲۵۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: ((كَانَ ﷺ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَيُفْطِرُ، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَايَدَعُهُمَا، يَقُولُ: لَايَزِيْدُ عَلَيْهِمَا يَعْنِي: الْفَرِيْضَةَ)). [الصحيحة:۸۹۱]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ سفر میں روزہ رکھتے بھی تھے اور نہ بھی رکھتے تھے اور دو رکعتیں پڑھتے اُن کو چھوڑتے نہیں تھے اور ابن مسعود فرماتے تھے کہ آپ ان دو فرض رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۸۹۱۔ احمد (۱/ ۴۰۲،۴۰۶،۴۰۷)' طحاوی فی شرح معانی الآثار (۱/ ۳۳۳)'ابو یعلی (۵۳۰۹)۔

۲۲۵۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ((كَانَ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلٰى تَمَرَاتٍ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ حَسَاحَسَوَاتٍ مِّنْ مَاءٍ))۔

[الصحيحة:۲۸٤۰]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجور سے روزہ افطار فرما لیتے۔ اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۴۰۔ ابوداؤد (۲۳۵۶)' مسلم (۱۱۰۶)' ابوداؤد (۲۳۸۲)' ترمذی (۷۲۹)' ابن ماجه (۱۶۸۴)۔

تقبيل الصائم بالاحتياط

احتیاط کے ساتھ روزے دار کا بوسہ لینے کا بیان

۲۲۵۷۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهٖ))۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں، آپ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور روزے کی حالت میں (اپنی بیوی کے ساتھ) لیٹ جاتے تھے اور آپ ﷺ اپنی خواہش پر تم سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے۔

تخریج: الصحیحة : ۲۲۰

۲۲۵۸۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ يُقَبِّلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأَنَا صَائِمَةٌ)). [الصحيحة:۲۱۹]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ ﷺ روزے کی حالت میں میرا بوسہ لیتے اور میں بھی روزے کی حالت میں ہوتی۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۔ ابوداؤد (۲۳۸۴)' احمد (۶/ ۱۷۹)'نسائی فی الکبری (۳۰۵۰) ابن خزیمة (۲۰۰۴)' من طریق آخر۔

باب: سبب نزول آية (ولقد علمنا المستقدمين منكم ولقد علمنا المستاخرين)

باب: آیت کا شان نزول

۲۲۵۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَتِ امْرَأَةٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہتے ہیں، ایک بہت ہی

تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ [حَسْنَاءُ مِّنْ]أَجْمَلِ النِّسَاءِ، فَكَانَ نَاسٌ يُصَلُّوْنَ فِي آخِرِ صُفُوْفِ الرِّجَالِ فَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهَا، فَكَانَ أَحَدُهُمْ يَنْظُرُ إِلَيْهَا مِنْ تَحْتِ إِبِطِهِ [إِذَا رَكَعَ] وَكَانَ أَحَدُهُمْ يَتَقَدَّمُ إِلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتّٰى لَايَرَاهَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾)) [الصحيحة:٢٤٧٢]

خوبصورت عورت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی اور کئی لوگ مردوں کی آخری صف میں نماز پڑھتے اور اُس کی طرف دیکھتے اُن میں سے کوئی جب رکوع کرتا تو اپنی بغل کے نیچے سے اُس کی طرف دیکھتا،اور اُن میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا جو پہلی صف میں آگے جا کرنماز پڑھتا تا کہ اُس کو نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیت نازل فرمادی ''ہم تم میں سے سبقت لے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں کو جانتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۷۲۔ ابوداؤد الطیالسی (۲۷۱۲)' ترمذی (۳۱۲۲)' نسائی (۸۷۱)' ابن ماجہ (۱۰۴۶)۔

باب: صفة الفجر الذي يوجب الامساك

باب: فجر کی کیفیت کہ جس کے بعد سحری کھانے سے رکنا ہے

٢٢٦٠ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ النُّعْمَانِ السُّحَيْمِيِّ، قَالَ: أَتَانِي قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ فِي رَمَضَانَ آخِرَ اللَّيْلِ بَعْدَ مَا رَفَعْتُ يَدِيْ مِنَ السُّحُوْرِ لِخَوْفِ الصُّبْحِ، فَطَلَبَ مِنِّي بَعْضَ الْإِدَامِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَاعَمَّاه! لَوْكَانَ بَقِيَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّيْلِ شَيْءٌ لَأَدْخَلْتُكَ إِلَى طَعَامٍ عِنْدِي وَشَرَابٍ، قَالَ: عِنْدَكَ؟ فَدَخَلَ فَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ثَرِيْدًا وَلَحْمًا وَنَبِيْذًا، فَأَكَلَ وَشَرِبَ، وَأَكْرَهَنِي فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ، إِنِّي لَوَجِلٌ مِنَ الصُّبْحِ، ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا يَهِيْدَنَّكُمُ السَّاطِعُ الْمُصْعِدُ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الْأَحْمَرُ)). [الصحيحة:٢٠٣١]

عبداللہ بن نعمان سحیمی سے روایت ہے، کہ میرے پاس قیس بن طلق رمضان میں رات کے آخری حصہ میں اُس وقت آئے جب میں نے صبح ہو جانے کے خوف سے اپنے ہاتھ سحری کھانے سے کھینچ لیے،تو قیس بن طلق نے مجھ سے کچھ کھانا مانگا میں نے اُس سے کہا اے میرے چچا اگر رات میں سے کچھ باقی ہے تو آپ میرے ساتھ کھانے اور پینے کے لئے تشریف لا یئے تو اس نے کہا تمہارے پاس آؤں تو وہ داخل ہوئے تو میں نے اُن کے قریب ثرید، گوشت اور نبیذ رکھی تو انھوں نے کھایا اور پیا اور مجھے بھی مجبور کیا ،اور میں نے بھی کھایا اور پیا، بے شک میں صبح ہوجانے سے خائف تھا،فرمایا: کہ قیس بن طلق نے مجھ سے فرمایا: کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم کھاؤ اور پیو ،بلند پھیلی ہوئی روشنی تمہیں گھبراہٹ میں نہ ڈالے۔ پس تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سرخ روشنی پھیل جائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۱۔ ابوداؤد (۲۳۴۸)' ابن خزیمۃ (۱۹۲۹)' ابن حبان (۲۰۸۵)۔

كراهة اكل الثوم والبصل

۲۲۶۱۔عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، حَدَّثَ: أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الثُّوْمُ وَالْبَصَلُ قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَشَدُّ ذٰلِكَ كُلِّهِ الثُّوْمُ، أَفَتُحَرِّمُهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((كُلُوْهُ وَمَنْ أَكَلَ مِنْكُمْ فَلَايَقْرَبْ هٰذَا الْمَسْجِدَ، حَتّٰى يَذْهَبَ رِيْحُهُ مِنْهُ)). [الصحيحة:۲۰۳۲]

لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت کا بیان

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے حدیث بیان کی، بے شک رسول اللہ ﷺ کے پاس لہسن اور پیاز کا ذکر کیا گیا، اور کہا گیا اے اللہ کے رسول اس میں سب سے زیادہ سخت (بو کے اعتبار سے) لہسن ہے۔کیا آپ اُس کو حرام قرار دیتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اُس کو کھاؤ اور جو تم میں سے اُسے کھائے وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے۔ یہاں تک کہ اُس سے اُس کی بو چلی جائے۔

فوائد: خوشبو اللہ، اُس کے ملائکہ اور اُس کے آخری حبیب حضرت محمد ﷺ کو بھی محبوب ہے، اُس کے مقابلہ میں بو ناگوار اور مکروہ ہے۔رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں جاتے وقت پیاز، لہسن وغیرہ کھانے سے اس لیے منع فرمایا کہ ان کو کچا کھانے کے بعد منہ میں عجیب قسم کی مکروہ بو پیدا ہوتی ہے، جس سے نمازیوں اور ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّوْمَ وَالْكُرَّاثَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ آدَمَ﴾ ''جو آدمی پیاز، لہسن اور گندنا (ایک بدبودار قسم کی سبزی) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لیے کہ فرشتے بھی ان چیزوں سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ نیز جہاں کہیں بھی لوگوں کا اجتماع ہو وہاں بدبو والی اشیاء کھانے سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیے۔سگریٹ، حقہ، بیڑی وغیرہ یہ تمام چیزیں حد درجہ مکروہ اور ان کا استعمال ناجائز ہے۔

اى ليلة ليلة القدر

۲۲۶۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَابِعَةٍ أَوْ تَاسِعَةٍ وَعِشْرِيْنَ، إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصٰى)). [الصحيحة:۲۲۰۵]

کون سی رات لیلۃ القدر کی ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، لیلۃ القدر ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے، کنکریوں کی تعداد سے زیادہ اس رات فرشتے زمین پر ہوتے ہیں۔

تخريج: الصحيحة ۲۲۰۵۔ ابوداؤد الطيالسی (۲۵۴۵)، احمد (۲/ ۵۱۹)، ابن خزيمة (۲۱۹۴)۔

اهمية قبول الرخصة

۲۲۶۳۔ عَنْ عَائِشَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ قَالَتْ: صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَمْراً فَتَرَخَّصَ فِيْهِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَاساً مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَكَأَنَّهُمْ كَرِهُوْهُ تَنَزَّهُوْا عَنْهُ! فَبَلَغَهُ ذٰكَ فَقَامَ خَطِيْباً، فَقَالَ: ((مَابَالُ رِجَالٍ

رخصت کو قبول کرنے کی اہمیت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کیا اور اُس میں رخصت پر عمل کیا، جب یہ خبر آپ ﷺ کے صحابہ کو پہنچی تو گویا انہوں نے اُس رخصت کو ناپسند کیا اور اُس سے پرہیز کیا۔ آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ خطبہ دیتے ہوئے کھڑے

بَلَغَهُمْ عَنِّي أَمْرٌ تَرَخَّصْتُ فِيْهِ، فَكَرِهُوْهُ وَتَنَزَّهُوْا عَنْهُ؟! فَوَاللّٰهِ لَأَنَا أَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ، وَأَشَدُّهُمْ خَشْيَةً لَّهٗ)). [الصحيحة:۳۲۸]

ہوئے اور فرمایا: کیا ہے اُن لوگوں کو میری طرف سے رخصت والا حکم پہنچا، تو انہوں نے اُس کو ناپسند کیا اور اُس سے پرہیز کیا۔ اللہ کی قسم میں اُن سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہے اور اُن سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۸۔ مسلم (۲۳۵۶)' احمد (۶/ ۱۸۱٬۴۵)' اسحاق بن راهويه (۱۳۶۰)' بھذا اللفظ' بخاری (۶۱۰۱٬۷۳۰۱) باختلاف یسیر۔

الامر بأكل السحور
سحری کھانے کا حکم

۲۲٦٤۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّصُوْمَ فَلْيَتَسَحَّرْ بِشَيْءٍ))[الصحيحة:۲۳۰۹]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے جو روزہ رکھنا چاہتا ہو تو وہ کسی چیز کے ساتھ سحری ضرور کرے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۹۔ احمد (۳/ ۳۷۹٬۳۶۷)' ابن ابی شیبة (۳/ ۸)'ابو یعلی (۱۹۳۰)۔

من ذرعه القيء فلا يقض
جس کو قے آئے وہ قضاء نہ دے

۲۲٦٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلَا يَقْضِ)). [الصحيحة:۹۲۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، جس کو قے آئے وہ قضا نہ دے۔

تخریج: الصحیحة ۹۲۳۔ ابواسحاق الربی فی غریب الحدیث (۵/ ۵۵/ ۱)' احمد (۲/ ۴۹۸)' ابوداؤد (۲۳۸۰)' ترمذی (۷۲۰)' ابن ماجه (۱۶۷۶)' من طریق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: اگر خود بخود قے آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے ہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر روزہ دار کو خود قے آجائے تو اس پر قضا نہیں اور اگر وہ جان بوجھ کر قے کرے تو قضا دے۔ امام شافعی، امام ثوری، امام احمد رحمہم اللہ سمیت اکثر آئمہ اسی کے قائل ہیں۔ بلکہ امام ابن مندہ اور امام ابن حزم رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

الأكل قبل خروج الفطر
عید الفطر کے لیے نکلنے سے پہلے کھانے کا بیان

۲۲٦٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَّطْعَمَ [يَوْمَ الْفِطْرِ] قَبْلَ أَنْ يَّخْرُجَ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ)). [الصحيحة: ۳۰۳۸]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: عید کے دن نکلنے سے پہلے کچھ کھانا سنت ہے، اگرچہ کھجور ہو۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۳۸۔ البزار (الکشف: ۶۵۱)' ابن ابی شیبة (۲/ ۱۶۰) طبرانی فی الکبیر (۱۱۲۹۶)' والاوسط (۳۵۴)' من طریق آخر عنه بمعناه۔

فضل صوم يوم في سبيل الله
اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنے کی فضیلت

۲۲٦٧۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ: ((مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَاللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِئَةِ عَامٍ)). [الصحيحة:٢٥٦٥]

فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے سو سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔

تخریج: الصحيحة ٢٥٦٥- نسائی (٢٢٥٦)' ابن ابی عاصم فی الجهاد (١٦٩)' طبرانی فی الكبير (١٧/ ٣٣٥)۔

٢٢٦٨- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَاللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِئَةِ عَامٍ)). [الصحيحة:٥٦٣]

ابوامامہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ اُس کے اور آگ کے درمیان خندق حائل کر دے گا' جس طرح زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

تخریج: الصحيحة ٥٦٣- ترمذی (١٦٢٤)' ابو حزم بن یعقوب الحنبلی فی کتاب الفروسية (١/ ٧/ ٢)' طبرانی (٧٩٢١)۔

التمر نعم سحور المؤمن

کھجور مومن کی بہترین سحری ہے

٢٢٦٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ)). [الصحيحة:٥٦٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ ''کھجور مومن کی بہترین سحری ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٥٦٢- ابوداؤد (٢٣٤٥)'ابن حبان (٣٤٣٥)' بیہقی (٤/ ٢٣٦'٢٣٧)۔

الصيام الممنوعه

ممنوعہ روزوں کا بیان

٢٢٧٠- عَنْ أَنَسٍ: ((نَهَى ﷺ عَنْ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنَ السَّنَةِ: ثَلَاثَةِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، وَيَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى، وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ مُخْتَصَّةً مِّنَ الْأَيَّامِ)). [الصحيحة:٢٣٩٨]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سال میں چھ دنوں کے روزے سے منع فرمایا۔ تین ایام تشریق کے' ایک یوم فطر اور ایک یوم اضحیٰ کا اور دنوں میں سے جمعے کے دن کو روزے کے لیے خاص کرنا۔

تخریج: الصحيحة ٢٣٩٨- ابوداؤد الطیالسی (٢١٠٥)' طحاوی (١/ ٤٢٩'٤٣٠)' مختصراً ابو یعلی (٤١١١' ٤١١٧)۔

فوائد: ١٢،١١ اور ١٣ ذوالحجہ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔

٢٢٧١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا فِي أَيَّامٍ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ)). [الصحيحة:١٠١٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے جمعے والے دن کے روزے سے منع فرمایا، الا کہ اُس سے پہلے یا چند دن بعد روزے رکھے۔

تخریج: الصحيحة ١٠١٢- طحاوی فی شرح معانی الآثار (١/ ٣٣٩)' احمد (٢/ ٤٠٧) من طريق آخر عنه ابن ابی شيبة (٣/ ٤٤)' نسائی فی الكبری (٢٧٥٧)' موقوفا علی ابی هريرة رضی اللہ عنہ۔

فضل رمضان

رمضان کی فضیلت کا بیان

۲۲۷۲ ۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هٰذَا رَمَضَانُ قَدْ جَاءَ كُمْ، تُفْتَحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُسَلْسَلُ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ)). [الصحيحة: ۳۵۷۰]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ رمضان تمہارے پاس آیا ہے اس میں جنت کے دروازوں کو کھولا جاتا ہے، جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے، شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ۳۵۷۰- نسائی (۲۱۰۵)' احمد (۳/ ۲۳۶)۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ سحری وافطاری میں کھجور کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اہل مدینہ اور دیگر عرب ممالک میں کھجور کو سب سے اعلیٰ اور عمدہ پھل تصور کیا جاتا ہے۔ یہ بدن کے لیے انتہائی نفع بخش ہوتی ہے۔ قوت میں اضافہ کرتی ہے، جسم کو شاداب بناتی ہے۔ توانائی اور غذایت کے لیے چند کھجوریں ہی کافی ہوتی ہیں۔ کھجور صحت کے لیے حد درجہ مفید اور اُس کا کھانا سنت نبوی ﷺ ہے۔

طعام السحور مبارك

سحری والا کھانا مبارک ہے

۲۲۷۳ ۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ، يَعْنِي: السَّحُوْرَ)). [الصحيحة: ۲۹۸۳]

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کے مبارک کھانے کی طرف آؤ۔

تخريج: الصحيحة ۲۹۸۳- نسائی (۲۱۶۷)' وفی الكبرى (۲۴۷۵)' مرسلاً' نسائی (۲۱۶۶)' واحمد (۴/ ۱۳۲)' موصولاً من طريق خالد بن معدان عن المقدام رضی اللہ عنہ۔

رخصة الصيام فى السفر

سفر میں روزوں کی رخصت کا بیان

۲۲۷۴ ۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَجِدُبِي قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَمَنْ أَخَذَبِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُوْمَ، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ۱۹۲]

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں، کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے......؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے، جس نے اس کو لیا اُس نے اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا پسند کیا' اُس پر کوئی گناہ نہیں۔

تخريج: الصحيحة ۱۹۲- مسلم (۱۰۷/ ۱۱۲۱)' نسائی (۲۳۰۵)' بیہقی (۴/ ۲۴۳)۔

تحريم صيام الدهر

پورے زمانے کے روزے رکھنے کی حرمت کا بیان

۲۲۷۵ ۔ عَنْ كَهْمَسٍ الْهِلَالِيِّ، قَالَ: أَسْلَمْتُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِإِسْلَامِي، فَمَكَثْتُ حَوْلًا وَقَدْ ضَمُرْتُ وَنَحَلَ جِسْمِي[ثُمَّ أَتَيْتُهُ]

حضرت کہمس ہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نے اسلام قبول کیا میں حضور نبی کریم کے پاس حاضر خدمت ہوا اور میں نے آپ کو اپنے اسلام کے بارے میں بتلایا، میں ایک سال

فَخَفَضَ فِيَّ الْبَصَرَ ثُمَّ رَفَعَهُ، قُلْتُ: أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: ((وَمَنْ أَنْتَ؟)) قُلْتُ: أَنَا كَهْمَسُ الْهِلَالِيُّ، قَالَ: ((فَمَا بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى؟)) قُلْتُ: مَا أَفْطَرْتُ بَعْدَكَ نَهَاراً، وَلَا نِمْتُ لَيْلاً فَقَالَ: ((وَمَنْ أَمَرَكَ أَنْ تُعَذِّبَ نَفْسَكَ؟ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَمِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْماً قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ: صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَمِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَيْنِ، قُلْتُ: زِدْنِي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَمِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)). [الصحيحة:٢٦٢٣]

ٹھہرا اور میں دبلا ہوگیا اور میرا جسم کمزور پڑ گیا (پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا) آپ نے نگاہ کو جھکایا اور پھر بلند کیا میں نے کہا کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں ہیں تو آپ نے فرمایا: (تم کون ہو) میں نے کہا میں کھمس ہلالی ہوں تو آپ نے فرمایا (تمہیں میں کس حال میں دیکھ رہا ہوں) میں نے کہا آپ کے پاس سے جانے کے بعد سے میں نے دن کو افطار کیا اور نہ ہی رات کو سویا تو آپ نے فرمایا تمہیں کس نے کہا تھا کہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو۔ تم صبر کے مہینے میں روزے سے رہو اور ہر مہینے میں سے ایک دن۔ تو میں نے کہا کچھ بڑھایئے تو آپ نے فرمایا تم صبر کے مہینے (رمضان) میں روزہ سے رہو اور ہر مہینے میں دو دن تو میں نے کہا مزید بڑھایئے مجھ میں استطاعت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم صبر کے مہینے میں روزہ سے رہو اور اس کے علاوہ ہر مہینے میں تین دن۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۳۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۲۳۸،۲۳۹)، ابو داؤد الطیالسی (۳۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۱۹۴)۔

٢٢٧٦۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَرْفُوعاً: ((الْوِتْرُ بِاللَّيْلِ)). [الصحيحة:٢٤١٣]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، وتر رات کی نماز ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۱۳۔ احمد (۳/ ۴)، ابو یعلی (۱۲۰۸) وعوانۃ (۲/ ۳۰۹)، بمعناہ۔

النهي عن صوم يوم الجمعة و حدها

اکیلے جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

٢٢٧٧۔ عَنْ بَشِيرٍ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: أَصُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلَا أُكَلِّمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ أَحَداً؟ قَالَ: ((لَاتَصُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا فِي أَيَّامٍ هُوَ أَحَدُهَا، وَأَمَّا أَنْ لَاتُكَلِّمَ أَحَداً، فَلَعَمْرِي لَأَنْ تَكَلَّمَ بِمَعْرُوْفٍ وَتَنْهَى عَنْ مُنْكَرٍ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَسْكُتَ)). [الصحيحة:٢٩٤٥]

حضرت بشیر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ سے پوچھا کہ میں جمعہ کے دن روزے سے رہوں اور اُس دن کسی سے بات نہ کروں گا، تو آپ نے فرمایا کہ تم جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ کئی دن کے روزے رکھو جن میں جمعہ کا دن بھی ہو اور رہا یہ کہ تم کسی سے بات نہیں کروگے مجھے میری جان کی قسم کہ تم خیر کی بات کرو اور برائی سے منع کرو۔ یہ تمہارے چپ رہنے سے بہتر ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۵۔ احمد (۵/ ۲۲۴،۲۲۵)، بیہقی (۱۰/ ۷۵،۷۶)، طبرانی فی الکبیر (۱۲۳۲)۔

النهي عن صوم السبت

صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

۲۲۷۸۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتَصُمْ يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِي فَرِيْضَةٍ وَلَوْ لَمْ تَجِدْ إِلَّا لِحَاءَ شَجَرَةٍ فَأَفْطِرْ عَلَيْهِ)).

ابوامامہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: فرضی روزے کے علاوہ ہفتے کو روزہ نہ رکھ۔ اگر تجھے درخت کی چھال ہی ملے اُس سے روزہ افطار کر لے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۰۱۔ طبرانی فی الکبیر (۷۷۲۲)۔

باب: من حق الزوج على الزوجة

باب: بیوی پر خاوند کے حق کا بیان

۲۲۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُ يَوْماً تَطَوُّعاً فِي غَيْرِ رَمَضَانَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ)). [الصحيحة:٣٩٥]

ابوہریرہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت کسی دن اپنے خاوند کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے بغیر رمضان کے علاوہ روزہ نہ رکھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۔ دارمی (۱۷۲۷)' بخاری (۵۱۹۲)' ابن ماجہ (۱۷۶۱)' ترمذی (۷۸۲)' من هذا الطريق بغير هذا اللفظ۔

فوائد: بیوی کے ذمہ خاوند کی اطاعت ضروری ہے، ازدواجی زندگی میں خوشگواری اُسی صورت میں پیدا ہوتی ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی حد درجہ فرمانبردار ہو۔

النهي عن صوم يوم الجمعة وحدها

صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

۲۲۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((لَاتَصُوْمُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَبْلَهُ يَوْمٌ أَوْ بَعْدَهُ يَوْمٌ)) [الصحيحة:٩٨١]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعے کے دن روزہ نہ رکھو، الا یہ کہ اُس سے ایک دن پہلے بھی روزہ رکھو یا اُس سے ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۱۔ ترمذی (۷۴۲)' ابن ماجہ (۱۷۲۳)' احمد (۲/ ۴۹۵)' بخاری (۱۹۸۵)' مسلم (۱۱۴۴)' بمعناہ۔

۲۲۸۱۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَاوِصَالَ فِي الصِّيَامِ)). [الصحيحة:٢٨٩٤]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے میں وصال نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۹۴۔ ابوداؤد الطيالسی (۱۷۶۵)' عبدالرزاق (۷۷۵۸)' بیہقی (۷/ ۳۱۹) من طريق آخر عنه۔

لا عدوى ولا طيرة

نہ بیماری متعدی ہوتی ہے اور نہ ہی نحوست ہے

۲۲۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَا يُعْدِي شَيْءٌ شَيْئاً لَايُعْدِي شَيْئاً ((ثَلَاثاً)) فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ النُّقْبَةَ تَكُوْنُ بِمِشْفَرِ الْبَعِيْرِ أَوْ بِعَجَبِهِ فَتَشْمَلُ الْإِبِلَ جَرْباً؟ قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً، فَقَالَ: مَاأَعْدَى الْأَوَّلَ ؟

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، نبی ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: بیماری متعدی نہیں ہے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اُس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ بے شک خارش، اونٹ کے ہونٹ یا اُس کی دم کی جڑ پر ہوتی ہے، پھر یہ خارش تمام اونٹوں میں پھیل جاتی ہے۔ ابوہریرہ نے کہا: آپ کچھ دیر کے لیے خاموش رہے

لَاعَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَاهَامَةَ خَلَقَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ فَكَتَبَ حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا وَمُصِيْبَاتِهَا وَرِزْقَهَا)). [الصحيحة:١١٥٢]

پھر فرمایا: پہلے کو کس سے خارش ہوئی......؟ نہ بیماری متعدی ہے نہ صفر کا مہینہ اور نہ اُلو کی آواز منحوس ہے، ہر جان کو اللہ نے پیدا کیا ہے پھر ہر ایک کی زندگی، موت، مصیبتیں اور رزق لکھ دیا ہے۔

تخریج: الصحيحة ١١٥٢- احمد (٢/ ٣٢٧)' واللفظ له طحاوی (٣/ ٣٧٨)' ابو یعلی (٦١١٢)-

❀❀❀❀❀

(۱۸) الطب والعيادة

طب اور عیادت کا بیان

تكتب في المرض عمل الصحة

مرض میں صحت والے عمل لکھے جاتے ہیں

۲۲۸۳۔ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى اَبِي حُصَيْنٍ نَعُوْدُهُ،وَمَعَنَا عَاصِمٌ قَالَ: قَالَ اَبُوْ حُصَيْنٍ لِعَاصِمٍ: تَذْكُرُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ مُخَيْمِرَةَ؟ قَالَ: قَالَ: نَعَمْ، اَنَّهُ حَدَّثَنَا يَوْماً عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اشْتَكَى الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ قَالَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ :اُكْتُبُوْالَهُ اَفْضَلَ مَاكَانَ يَعْمَلُ اِذَا كَانَ طَلْقاً، حَتّٰى اُطْلِقَهُ))

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں: ہم ابوحصین کے پاس ان کی بیمار پرسی کرنے کے لئے گئے' ہمارے ساتھ عاصم بھی تھے۔ ابوحصین نے عاصم سے کہا: کوئی حدیث یاد ہے' جو ہمیں قاسم بن مخیمرہ نے بیان کی ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں' انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان آدمی بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالی کاتبین سے کہتے ہیں: یہ بندہ اپنی صحتمندی میں جو بہترین اعمال کرتا تھا' انھی کے مطابق (اس کا اجر وثواب) لکھتے جاؤ' یہاں تک میں اسے شفا عطا کردوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۲۔ احمد (۲/ ۲۰۵)' ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۳۰۹)' البزار (الکشف: ۷۵۹)۔

فوائد: جہاں مختلف قسم کی آزمائشوں اور بیماریوں سے بندوں کو صبر آزما ساعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' وہاں ان کو اجر وثواب ملتا ہے' گناہوں کے اثرات زائل ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالی کا عظیم احسان ہے کہ جب بندہ بیماری کی وجہ سے وہ نفلی عبادات برقرار نہیں رکھ سکتا' جو وہ صحت وتندرستی کے زمانے میں سرانجام دیتا تھا' تو اللہ تعالی اس کی زائد عبادات کے اجر وثواب میں کمی نہیں آنے دیتا ہے' بلکہ اس کی نیت وارادے کے مطابق اس کے نامۂ اعمال میں اس کے عبادت والے سلسلے کا اندراج ہوتا رہتا ہے' حالانکہ وہ عمل کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔

اشتكار المؤمن تكفير للذنوب

مومن کی بیماری گناہوں کا کفارہ ہے

۲۲۸۴۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اشْتَكَى الْمُؤْمِنُ اَخْلَصَهُ اللّٰهُ كَمَا يُخَلِّصُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) [الصحيحة:۱۲۵۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالی اسے (گناہوں سے) یوں صاف کر دیتا ہے' جیسے دھونکنی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۷۔ الادب المفرد (۴۹۷)، ابن ابی الدنیا فی المرض والکفارات (۲۲۷)، ابن حبان (۲۹۲۵)، طبرانی فی الاوسط (۵۳۴۷)۔

فوائد: بیماری کا آدمی کے اختیار سے کوئی تعلق نہیں، وہ اللہ تعالی کے فیصلہ کے مطابق بندے پر طاری ہو جاتی ہے، اس میں بندے کا ذاتی کوئی دخل نہیں ہوتا، لیکن اس کے باوجود اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تکان، بیماری، فکر، غم اور تکلیف پہنچتی ہے، حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ [بخاری، مسلم]

ما یقال عند العیادۃ
عیادت کے وقت کیا کہا جائے گا

۲۲۸۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:((اِذَا جَاءَ الرَّجُلُ یَعُوْدُ مَرِیْضًا فَلْیَقُلْ: اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ یَنْکَأُلَکَ عَدُوًّا، اَوْ یَمْشِي لَکَ اِلٰی صَلَاۃٍ، وَفِيْ رِوَایَۃٍ: اِلٰی جَنَازَۃٍ)) [الصحیحۃ:۱۳۰۴]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی مریض کی تیمارداری کے لئے آئے تو ان الفاظ میں دعا کرے: اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے، تاکہ تیرے دشمن کا مقابلہ کرے یا تیری رضامندی کی خاطر نماز کے لئے جائے (ایک روایت میں ہے کہ نماز جنازہ کی طرف جائے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۰۴۔ ابوداؤد (۳۱۰۷)، احمد (۲/ ۱۷۲)، حاکم (۱/ ۳۴۴)، ابن حبان (۲۹۷۴)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عیادت کے وقت مریض کے حق میں یہ دعا پڑھنی چاہئے: اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ یَنْکَأُلَکَ عَدُوًّا، اَوْ یَمْشِي لَکَ اِلٰی صَلَاۃٍ۔

باب: من الطب النبوی
باب: طب نبوی کا بیان

۲۲۸۶۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا حُمَّ اَحَدُکُمْ فَلْیَسُنَّ عَلَیْہِ الْمَاءَ الْبَارِدَ ثَلَاثَ لَیَالٍ مِّنَ السَّحَرِ)). [الصحیحۃ:۱۳۱۰]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو بخار ہو جائے تو تین رات سحری کے وقت اس پر ٹھنڈا پانی بہایا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۱۰۔ حاکم (۴/ ۲۰۰، ۴۰۱)، ابو یعلی (۳۷۹۴)، الضیاء فی المختارۃ (۲۰۴۳)، نسائی فی الکبری (۷۶۱۲)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ کھجور کے ساتھ تربوز کھاتے اور فرماتے کہ ہم کھجور کی حرارت کے اثر کو تربوز کی برودت (ٹھنڈک) کے ذریعے اور تربوز کی برودت کے اثر کو کھجور کی حرارت کے ذریعے ختم کرتے ہیں۔ [صحیحہ: ۵۷] چونکہ بخار حرارت کا اثر رکھتا ہے، اس لئے پانی کے ذریعے اس پر قابو پانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ھریقوا علی من سبع قرب۔) [بخاری] یعنی: مجھ پر پانی کے سات مشکیزے بہاؤ۔

ان العین حق
بلاشبہ نظر لگ جانا حق ہے

۲۲۸۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: انْطَلَقَ عَامِرُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عامر بن ربیعہ اور سہل بن

بْنُ رَبِيْعَةَ وَسَهْلُ بْنُ حَنِيْفٍ يُرِيْدَانِ الْغُسْلَ قَالَ: فَانْطَلَقَا يَلْتَمِسَانِ الْخَمَرَ، قَالَ: فَوَضَعَ عَامِرٌ (كَذَا فِي ((الْمُسْنَدِ)) فِي ((الْمُسْتَدْرَكِ)): ((سَهْلٌ)) وَهُوَ الصَّوَابُ) جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ مِنْ صُوْفٍ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَأَصَبْتُهُ بِعَيْنِي، فَنَزَلَ الْمَاءَ يَغْتَسِلُ ، قَالَ: فَسَمِعْتُ لَهُ فِي الْمَاءِ قَرْقَعَةً، فَأَتَيْتُهُ فَنَادَيْتُهُ ثَلَاثاً فَلَمْ يُجِبْنِي، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَجَاءَ يَمْشِي فَخَاضَ الْمَاءَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ، قَالَ : فَضَرَبَ صَدْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: **((اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنْهُ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا)).** قَالَ: فَقَامَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيْهِ وَمِنْ نَفْسِهِ وَمِنْ مَالِهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيُبَرِّكْهُ، فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ)).**

[الصحيحة:۲۵۸۲]

حنیف دونوں غسل کرنے کے ارادے سے نکلے اور کوئی اوٹ تلاش کر رہے تھے۔ عامر (اور مستدرک کی روایت' جو کہ زیادہ درست ہے' کے مطابق سہل) نے اون کا جبہ اتارا' میں نے اسے دیکھا تو اسے میری نظر بد لگ گئی' وہ پانی میں اتر کر نہانے لگ گیا' میں نے پانی میں اس کے بڑبڑانے کی آواز سنی۔ میں اس کے پاس آیا' اسے تین دفعہ آواز دی' لیکن اس نے جواب نہ دیا۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور پانی میں داخل ہو گئے' گویا کہ میں اب بھی آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے اس کے سینے پر تین دفعہ ہاتھ مارا اور پھر یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس کی گرمی' ٹھنڈک اور بیماری و لاغری دور کر دے۔'' پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''جب کسی کو اپنے بھائی کا وجود یا کوئی مال پسند آئے تو اس کے لئے برکت کی دعا کرے' کیونکہ نظر لگ جانا حق ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۲۔ احمد (۴۴۷/۳)' حاکم (۴/ ۲۱۵)' نسائی فی الکبری (۷۵۱۱' ۱۰۰۳۹)' ابن ماجہ (۳۵۰۶) بنحوہ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نظر لگ جانا حق ہے' بسا اوقات اسی لمحے اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے' اپنے کسی بھائی کو اپنی نظر بد سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جب اس کی کوئی چیز پسند آئے تو فوراً اس کے لئے برکت کی دعا کی جائے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے متاثرہ آدمی کے سینے پر تین دفعہ ہاتھ مارا اور دعا پڑھی۔ لیکن نظر بد کا علاج یہ بھی ہے کہ جس کی نظر لگی ہے اس کو غسل کروا کر پانی ایک برتن میں جمع کیا جائے' پھر وہی پانی نظر زدہ شخص کے سر اور کمر پر ڈال دیا جائے اور ایک روایت میں تو یہ حکم بھی موجود ہے کہ جب تم سے غسل طلب کیا جائے تو تم غسل کرو۔ [مسلم]

باب: اصل الحجر الصحي وان الطاعون عذاب لقوم وشهادة لاخرين

باب: حفظان صحت کے اصول اور طاعون ایک قوم کے لیے عذاب دوسری کے لیے شہادت

۲۲۸۸۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ فِي أَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا [فِرَارًا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھیں پتہ چلے کہ فلاں علاقے میں طاعون کی بیماری پھیل گئی ہے' تو نہ اس کی طرف جاؤ اور نہ فرار ہوتے ہوئے اس سے نکلو۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اس

بِنْهُ] وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ هٰذَا الْوَجَعَ اَوِالسَّقَمَ رِجْزٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ،[اَوْطَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ]، ثُمَّ بَقِيَ بَعْدُ بِالْاَرْضِ ، فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ، وَيَاْتِي الْاُخْرٰى، فَمَنْ سَمِعَ بِهِ فِي اَرْضٍ فَلَا يَقْدِمُ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَقَعَ بِاَرْضٍ وَهُوَ بِهَا، فَلَايُخْرِجَنَّهُ الْفِرَارُ مِنْهُ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَسَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بن عوفٍ، وَغَيْرُهُمْ۔

[الصحيحة:٢٩٣١]

تکلیف یا بیماری کے ذریعے سابقہ امتوں یا بنو اسرائیل کے ایک گروہ کو عذاب دیا گیا' پھر یہ کسی نہ کسی طرح زمین میں باقی رہا' کبھی ختم ہو جاتا تھا اور کبھی آ جاتا تھا۔ اب جس آدمی کو اس کے بارے میں پتہ چلے کہ فلاں علاقے میں یہ بیماری آ گئی ہے تو وہ وہاں نہ آئے اور جو اسی علاقے میں ہو تو وہ وہاں سے فرار ہوتے ہوئے نہ نکلے۔'' یہ حدیث سیدنا اسامہ بن زید' سیدنا سعد بن ابو وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۱۔ (۱) اسامة بن زید: بخاری (۶۹۷۴)' مسلم (۲۲۱۸)' نسائی فی الکبری (۷۵۲۴)۔ (۲) سعد بن ابی وقاص: احمد (۱/ ۱۷۳'۱۷۵)۔(۳) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: بخاری (۵۷۲۹'۵۷۳۰'۲۷۳۰) مسلم (۲۲۱۹)' نسائی فی الکبری (۷۵۲۱)۔

فوائد: طاعون ایک وبائی بیماری ہے جس میں جلد میں پھوڑے کی طرح خطرناک ورم ہو جاتا ہے' اس سے انسان مر جاتا ہے۔ طاعون جس علاقے میں پھیل جائے' اس علاقے سے فرار اختیار کرنے سے اور دوسرے علاقوں کے لوگوں کو اس علاقے میں گھسنے سے منع کر دیا گیا۔ نیز آپ ﷺ کی امت کا جو فرد اس بیماری میں مبتلا ہو کر مرے گا' وہ شہید ہو گا۔

تداوی اذهاج الدم

بلڈ پریشر کا علاج

٢٢٨٩۔ عَنْ اَنَسٍ ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَاجَ بِاَحَدِكُمُ الدَّمُ فَلْيَحْتَجِمْ، فَاِنَّ الدَّمَ اِذَا تَبَيَّغَ بِصَاحِبِهٖ يَقْتُلُهُ)). [الصحيحة:٢٧٤٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خون بھڑکنے لگ جائے (یعنی بلڈ پریشر ہو جائے) تو وہ سینگی لگوائے' کیونکہ خون کے جوش مارنے سے آدمی مر سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۴۷۔ ابن جریر الطبری (۲/ ۱۰۶'۱۲۷۷)۔

فوائد: سینگی لگوانا آپ ﷺ کی قولی اور فعلی سنت ہے' اس سے جسم کا خراب اور فاسد خون خارج ہو جاتا ہے' جسم کو راحت ملتی ہے اور خون صاف ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں اس چیز کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے' دوبارہ اس کا احیاء ہونا چاہئے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الشفاء فی ثلاثة: فی شرطة محجم او شربة عسل او كية بنار او انهى امتى عن الكي۔) [بخاری] یعنی: شفا تین چیزوں میں ہے: سینگی لگوانے میں' شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں' مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔

باب: احادیث فی ان العین حق

باب: نظر لگنے کے حق ہونے سے متعلقہ احادیث

٢٢٩٠۔عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى فِي

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچی

بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ، فَقَالَ: ((اسْتَرْقُوْالَهَا، فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةُ))

[الصحيحة:١٢٤٧]

دیکھی، جس کا چہرہ سرخی مائل سیاہ تھا اور فرمایا: ''اسے دم کرواؤ' اس کو کسی کی نظر لگ گئی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٢٤٧- بخاري (۵۷۳۹)' واللفظ له مسلم (۲۱۹۷)۔

فوائد: اس میں نظرِ بد کے حق ہونے کے بیان ہے۔

۲۲۹۱۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سُئِلَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، الطِّيَرَةُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمُسْكِنِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرَّةِ؟ قَالَ: إِذًا أَقُوْلُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [مَالَمْ يَقُلْ؟! وَلٰكِنَّنِي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ]، يَقُوْلُ: ((أَصْدَقُ الطِّيَرَةُ الْفَالَ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ)).

[الصحيحة:٢٥٨٦]

محمد بن قیس سے روایت ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: فال تو تین چیزوں: گھر' گھوڑے اور بیوی میں ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا: (اگر میں ہاں میں جواب دوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ بات منسوب کر دی جو آپ نے نہیں فرمائی۔ البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا تھا: ''سب سے بہترین شگون اچھی فال ہے اور نظر لگ جانا بھی حق ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٥٧٦- احمد (٢/ ٢٨٩)' بخاري (۵۷۵۵)' مسلم (۲۲۲۳)' من طريق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: دورِ جاہلیت میں بعض چیزوں سے برا شگون لیا جاتا تھا' مثلاً جب کوئی آدمی صبح کو سفر کے لئے نکلتا اور اس کے سامنے سے الّو گزر جاتا تو وہ اس نیت سے سفر کا ارادہ ترک کر دیتا کہ یہ سفر منحوس ہوگا' آج کل اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دوکاندار علی الصبح پہلے گاہک سے برے یا اچھے شگون کی علامت لیتے ہیں اور کوئی ادھار لینے والا یا زیادہ بحث کرنے والا آ جائے تو دوکاندار سمجھتا ہے کہ آج کا دن کاروباری لحاظ سے اچھا نہیں رہے گا۔ شریعت نے بدشگونی کی اس توہم پرستی کو یکسر ردّ کر دیا' کوئی ایسی چیز مؤثر بالذات نہیں ہے' نفع ونقصان اور خیر وشرّ کا مالک اللہ تعالی ہے۔ اس باب میں اس موضوع پر احادیث آئیں گی۔ یہ بات یاد رہے کہ آدمی اچھی فال لے سکتا ہے' مثلاً آپ صبح کو کسی مقصد کے لئے نکلے' راستے میں چند نیک لوگوں سے ملاقات ہوئی' آپ نے اپنی روانگی کا مقصد بیان کیا' انھوں نے آپ کو خوب حوصلہ دیا اور برکت کی دعا کی۔ اس سے اپنے مقصد کے اچھا ہونے کا اندازہ لگانا درست ہے۔ اس کے باوجود انجام وعاقبت اللہ تعالی کے سپرد ہوگا۔

لكل داءٍ دواء

ہر بیماری کی دواء ہے

۲۲۹۲۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ مَرِيْضاً فَقَالَ: ((أَلَا تَدْعُوْ لَهُ طَبِيْباً؟)). قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَنْتَ تَامُرُنَا هٰذَا؟ قَالَ: فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَنْزِلْ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بیمار کی تیمار داری کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: ''تم لوگ اس کے لئے کوئی طبیب کیوں نہیں بلاتے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی ہم کو یہ حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ مَعَهُ دَوَاءً)) [الصحيحة:٢٨٧٣]

''اللہ تعالیٰ نے جو بیماری اتاری ہے اس کی دوا بھی نازل کی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٨٧٣- ابن الحمامي الصوفي في منتخب من سموعاته (٣٥/ ١)' احمد (٥/ ٣٧١)' من طريق آخر عن رجل من الانصار۔

فوائد: جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و دانائی کے تقاضے کے مطابق مختلف قسم کی بیماریاں نازل کی ہیں' وہاں اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے ان کے علاج کے اسباب بھی پیدا فرمائے ہیں۔ عصرِ حاضر میں مختلف بیماریوں کے مختلف قسم کے علاج کی تحقیقات سامنے آ رہی ہیں' جو سکون دہ بھی ہیں اور شافی بھی۔ معالج حضرات' ان کا تعلق حکمت سے ہو یا ایلوپیتھی سے یا ہومیوپیتھی سے' کو چاہئے کہ وہ مکمل تحقیق اور علم کے بعد میدان میں آئیں' تا کہ مناسب اور صحیح انداز میں انسانیت کی خدمت کر سکیں۔

لَحْمُ الْبَقَرِ دَاءٌ

گائے کا گوشت بیماری ہے

٢٢٩٣- عَنْ زُهَيْرٍ (يَعْنِي: ابْنَ مُعَاوِيَةَ)، عَنِ امْرَاتِهِ، اَنَّهَا سَمِعَتْ مُلَيْكَةَ بِنْتَ عَمْرٍو- وَذَكَرَ اَنَّهَا رَدَّتِ الْغَنَمَ عَلٰى اَهْلِهَا فِي اِمْرَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- اَنَّهَا وَصَفَتْ لَهَا مِنْ وَجَعٍ بِهَا سَمْنَ بَقَرٍ، وَقَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْبَانُهَا شِفَاءٌ، وَسَمْنُهَا دَوَاءٌ، وَلُحُوْمُهَا دَاءٌ)). [الصحيحة:١٥٣٣]

زہیر بن معاویہ اپنے بیوی سے روایت کرتے ہیں' اس نے ملیکہ بنت عمر' جس نے اسے کسی تکلیف (کے علاج) کے لئے گائے کا گھی استعمال کرنے کی تجویز دی تھی۔ انھوں نے یہ چیز بھی ذکر کی کہ اس نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بکریاں ان کے مالکوں کو واپس کر دی تھیں۔ اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گائیوں کا دودھ شفا ہے' ان کا گھی دوا ہے اور ان کا گوشت بیماری ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٣٣- بغوي في حديث عمل بن الجعد (٢٦٨٣)' ابوداود في المراسيل (٤٥٠)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک طرف تو آپ ﷺ نے گائے کے گوشت کو بیماری قرار دیا اور دوسری طرف گائے کی قربانی بھی کی۔ ممکن ہے کہ جواز پیش کرنے کے لئے یا کوئی دوسرا جانور میسر نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کیا ہو' کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ بیماری والی چیز پیش کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔ لیکن حلیمی نے کہا کہ حجاز میں یبوست (یعنی خشکی) ہے اور گائے کے گوشت میں بھی یبوست ہوتی ہے اور دودھ اور گھی میں رطوبت ہوتی ہے۔ علاقے کی وجہ سے آپ ﷺ نے (گائے کے گوشت کو بیماری یعنی مضرّ قرار دیا)۔ یہ ایک مستحسن تاویل ہے۔ زاد المعاد میں اس روایت کو انتہائی ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

كراهة ان يقال طبيب

طبیب (علاج کرنے والا) کہنے کی کراہت کا بیان

٢٢٩٤- عَنْ اَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ اَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ...... قَالَ: فَقَالَ لَهُ اَبِي: اَرِنِي هٰذَا الَّذِي بِظَهْرِكَ، فَاِنِّي رَجُلٌ طَبِيْبٌ، قَالَ: ((اَللّٰهُ الطَّبِيْبُ، بَلْ اَنْتَ رَجُلٌ رَفِيْقٌ، طَبِيْبُهَا الَّذِي

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس گیا' میرے باپ نے آپ ﷺ سے کہا: یہ چیز (یعنی مہرِ نبوت) جو آپ کی کمر پر ہے' مجھے دکھاؤ' میں طبیب ہوں (اس کا علاج کرتا ہوں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ طبیب ہے' تو تو

خَلَقَهَا)). [الصحيحة:۱۵۳۷]

شفیق ہے اس کا طبیب وہی ہے جس نے اس کو پیدا کیا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۵۳۷۔ ابوداؤد (۴۲۰۷)، احمد (۲/ ۲۲۶، ۲۲۷)، الحمیدی (۸۶۶)۔

فوائد: ابورمثہ کے باپ نے آپ ﷺ کی کمر جو چیز دیکھی وہ مہر نبوت تھی، نہ کہ کسی بیماری یا زخم کا نشان تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے انتہائی جامع جواب دیا کہ ہر بیماری کو دور کرنے والا اصل معالج تو اللہ تعالی ہے، اگر میری کمر پر کسی بیماری کے اثرات ہیں، جیسا کہ دیکھنے والے نے سمجھا ہے تو اللہ تعالی خود اس کا علاج کر لے گا۔ جو حقیقت میں علاج کی محتاج نہیں ہے، کیونکہ وہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

باب: تحريم التداوي بحرام

باب: حرام اشیاء سے علاج کی حرمت کا بیان

۲۲۹۵۔ عَنْ أَبُو الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، فَتَدَاوَوْا، وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ)). [الصحيحة: ۱٦۳۳]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالی نے بیماری اور اس کی شفا دونوں چیزیں نازل کی ہیں، سو تم علاج کیا کرو، لیکن حرام چیز کو بطور دوا استعمال نہ کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۳۔ الدولابی فی الکنی (۲/ ۳۸)، والطبرانی کما فی المجمع (۵/ ۸۶)، ابوداؤد (۴/ ۳۸۷) من طریق آخر عنه۔

اهمية لبن البقر

گائے کے دودھ کی اہمیت کا بیان

۲۲۹٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً إِلَّا الْهَرَمَ فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَرُمُّ مِنْ كُلِّ شَجَرٍ)). [الصحيحة:۵۱۸]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے بڑھاپے کے علاوہ ہر بیماری کا علاج نازل کیا ہے۔ گائیوں کا دودھ لازمی طور پر استعمال کیا کرو، کیونکہ یہ ہر قسم کا درخت چرتی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۵۱۸۔ ابوداؤد الطیالسی (۳۶۸)، حاکم (۴/ ۱۹۷)، البزار (الکشف: ۳۱۵۱)۔

فوائد: اگر بڑھاپے کی کیفیت کو دیکھا جائے تو یقیناً اسے بیماری سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ ایسی بیماری ہے، جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

لكل داءٍ دواء الا الموت

موت کے علاوہ ہر بیماری کی دواء ہے۔

۲۲۹۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً أَوْلَمْ يَخْلُقْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ أَوْ خَلَقَ لَهُ دَوَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ إِلَّا السَّامُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: الْمَوْتُ)). [الصحيحة: ۱٦۵۰]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالی نے جو بیماری نازل کی یا پیدا کی، اس کی دوا بھی پیدا کی، بعضوں کو اس کا علم ہو گیا اور بعضوں کو نہ ہو سکا، ماسوائے "سَام" کے۔" انھوں نے کہا: "سَام" کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "موت ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۰۔ حاکم (۴/ ۴۰۱) طبرانی فی الاوسط (۲۵۵۵)، البزار (الکشف: ۳۰۱۶)، ابی ابی شیبة (۸/ ۲)،

الروايات مطولة و مختصرة۔

فوائد: موت اللہ تعالی کا اٹل اور نا قابل تغیر فیصلہ ہے اس کا کسی کی صحت اور بیماری اور احتیاط و بے احتیاطی سے کوئی تعلق نہیں۔

الشفاء في العجوه

عجوہ کھجور میں شفاء ہے

۲۲۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءٌ، اَوْ اِنَّهَا تِرْيَاقٌ اَوَّلَ الْبُكْرَةِ)). [الصحيحة:۳۵۳۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بالائی علاقے کی عجوہ کھجور میں شفا ہے یا اگر یہ کھجور نہار منہ کھائی جائے تو تریاق (زہر کو بے اثر کرنے والی دوا) کا اثر رکھتی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۳۵۳۹۔ مسلم (۲۰۴۸)' احمد (۶/ ۱۰۵'۱۵۲)' نسائی فی الکبری (۷۵۵۹)۔

فوائد: عجوہ کھجور کی خاصیات کے بارے میں ماہرین مختلف تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔ اس سے سب سے زیادہ فائدہ اس کو ہوگا جو آپ ﷺ کی اس حدیث پر یقین رکھ کر کھائے گا۔

الشفاء في الاحتجام

سینگی لگوانے میں شفاء ہے

۲۲۹۹۔ عَنْ بُكَيْرٍ، اَنَّ عَاصِمَ بْنَ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ، اِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ، ثُمَّ قَالَ: لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ، فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ فِيْهِ شِفَاءً)).

[الصحيحة:۸٦٤]

بکیر کہتے ہیں کہ عاصم بن قتادہ نے انھیں بیان کیا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ ﷺ مقنع کی تیمارداری کے لئے گئے اور کہا: میں یہیں بیٹھا رہوں گا جب تک تو سینگی نہیں لگوائے گا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بیشک اس میں شفا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۸۶۴۔ بخاری (۵۶۸۳)' مسلم (۲۲۰۵)' احمد (۳/ ۳۳۵)' حاکم (۴/ ۲۰۸)۔

كراهة الكيّ

داغنے کی کراہت کا بیان

۲۳۰۰۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ شِفَاءٌ، فَفِي شُرْطَةِ مِحْجَمٍ، اَوْشَرْبَةِ عَسَلٍ، اَوْكَيَّةٍ تُصِيْبُ اَلَمًا، وَاَنَا اَكْرَهُ الْكَيَّ وَلَا اُحِبُّهُ)).

[الصحيحة:٤٠٣٥]

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں شفا ہوتی تو وہ سینگی لگوانے میں' شہد پینے میں یا داغنے میں ہوتی اور میں داغنے کو مکروہ سمجھتا ہوں اور اسے پسند نہیں کرتا۔''

تخريج: الصحيحة ۴۰۳۵۔ احمد (۴/ ۱۴۶)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۸۹۲۸۸)' وفی الاوسط (۹۳۳۵)' ابو یعلی (۱۷۶۵)۔

فوائد: داغ لگوانا مکروہ ہے' چونکہ آپ ﷺ نے بعض صحابہ کا علاج کرتے ہوئے ان کو داغا' اس لئے یہ جائز ہے۔ جابر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد بن معاذ ﷺ کے بازو کی ایک رگ میں دو مرتبہ داغ لگوایا۔ [ابن ماجہ] نیز

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طبیب کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ اس نے ان کی ایک رگ کاٹی' پھر انھیں داغ لگایا۔ [مسلم] رہا مسئلہ شہد سے علاج کرنے کا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾ کے وصف سے نوازا ہے اور آپ ﷺ نے اپنے عہدِ مبارک میں بطورِ علاج شہد استعمال کروایا ہے۔ سینگی لگوانا یعنی پچھنے لگوانے کے بارے میں بحث ہو چکی ہے' یہ بھی مسنون طریقہ علاج ہے۔

٢٣٠١۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَوْنَ بِهِ خَيْرٌ فَفِي الْحِجَامَةِ)). [الصحيحة: ٧٦٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں کو تم بطور علاج استعمال کرتے ہو' اگر ان میں کوئی بہتری ہوتی تو وہ سینگی لگوانے میں ہوتی۔''

تخریج: الصحيحة ٧٦٠- ابوداؤد (٣٨٥٧)' ابن ماجه (٣٤٧٦)' احمد (٣٤٢'٤٢٣)' حاكم (٤/ ٤١٠)۔

اهمية العسل و الاحتجام

سینگی لگوانے اور شہد کی اہمیت

٢٣٠٢۔ اِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ، ثُمَّ قَالَ: لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ، فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ، فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ ، اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ عَسَلٍ ، اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ ، وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ)). [الصحيحة: ٢٤٥]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مقنع کی بیمار پرسی کے لئے آئے اور کہا: میں یہیں بیٹھا رہوں گا جب تک تو پچھنے نہیں لگوائے گا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''اگر تمھاری دواؤں میں بہتری ہوتی تو وہ سینگی لگوانے میں یا شہد پینے میں یا داغنے میں ہوتی اور میں داغنے کو پسند نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحيحة ٢٤٥- بخاری (٥٦٨٣'٥٧٠٢)' مسلم (٧/ ٢٠٥)' احمد (٣/ ٣٤٣)' و قد تقدم برقم (٢٢٩٩)۔

بيان الشوم

نحوست کا بیان

٢٣٠٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اِنْ يَكُ مِنَ الشُّوْمِ شَيْءٌ حَقٌّ، فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ)). [الصحيحة: ٤٤٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں نحوست کا ہونا درست ہوتا تو وہ بیوی' گھوڑے اور گھر میں ہوتا۔''

تخریج: الصحيحة ٤٤٢- احمد (٢/ ٨٥)' مسلم (٧/ ٢٢٥)' بخاری (٥٧٥٣)' من طريق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: علامہ البانیؒ اس کی شرح میں رقمطراز ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ کسی چیز میں نحوست' بے برکتی اور بدشگونی نہیں ہوتی' کیونکہ معنی یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں یہ نحوست ثابت ہوتی تو ان تین میں ضرور ہوتی' لیکن وہ تو سرے سے کسی چیز میں قطعی طور پر نہیں ہے۔ بعض روایات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ''تین چیزوں میں نحوست ہے'' یا ''بے برکتی تو صرف تین چیزوں میں ہے''۔ دراصل یہ بعض راویوں کا اختصار اور تصرف ہے۔ واللہ اعلم۔

ماء زمزم مباركة و طعام

زمزم کا پانی مبارک بھی ہے اور کھانا بھی ہے

٢٣٠٤۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ. يَعْنِي: زَمْزَمَ)).

[الصحيحة: ٣٥٨٥]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ برکت والا ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد زمزم کا پانی تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۵۔ (۱) ابوذر: مسلم (۲۴۷۳)' احمد (۴/ ۱۷۴'۱۷۵)' ابن حبان (۷۱۳۳)۔ (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۱۱۱۶۷)' وفی الاوسط (۳۹۲۴) وقد تقدم (۱۵۵۰)۔

فوائد: نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماء زمزم لما شرب له۔) [ابن ماجہ] یعنی: زمزم کا پانی (جس نیت اور مقصد کو سامنے رکھ کر) پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زمزم کا پانی انتہائی مبارک ہے اور یہ واحد پانی ہے جو کھانے کی کمی بھی پوری کرتا ہے' نیز یہ پانی جس جسمانی اور روحانی بیماری کو دور کرنے کے لئے پیا جائے' اس سے شفا ہوگی۔

باب: من معجزاته ﷺ

باب: معجزات نبوی کا بیان

٢٣٠٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: ((تَفَلَ ﷺ فِي رِجْلِ عَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ، فَبَرَأَتْ)).

[الصحيحة: ٢٩٠٤]

عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ سیدنا عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ٹانگ کٹ گئی تھی' جب آپ ﷺ نے اس پر تھوکا تو وہ تندرست ہوگئی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۴۔ ابن حبان (۶۵۰۹)' ابو نعیم فی المعرفة (۵۱۱۸)۔

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا' جس کا اظہار غزوۂ خیبر کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کے علاج کے لئے بھی ہوا تھا۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

٢٣٠٦۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامُ)). [الصحيحة: ١٨١٩]

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کالے دانے یعنی کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۹۔ طبرانی فی الکبری (۴۹۱)۔

فوائد: مسلمانوں کے بہت ہی کم گھر ہوں گے جن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر بیماری سے شفا کا سبب بننے والی یہ نعمت موجود ہو۔ یہ ہماری مجموعی غفلت ہے۔ اگر فرمان نبوی ﷺ پر ایمان اور یقین ہو تو ہماری صحت بھی بہتر ہوگی اور ہمارا مال بھی ڈاکٹروں اور حکیموں کی دست برد سے محفوظ رہے گا۔

٢٣٠٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: يَا نَافِعُ! قَدْ تَبَيَّغَ بِي الدَّمُ، فَالْتَمِسْ لِي حَجَّاماً، وَاجْعَلْهُ رَفِيقاً إِنِ اسْتَطَعْتَ، وَلَا تَجْعَلْه شَيْخاً كَبِيْرًا، وَلَا صَبِياً

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نافع! میرے خون میں حدت پیدا ہوگئی ہے' کوئی سینگی لگانے والا آدمی تلاش کر کے لاؤ' کوشش کرنا کہ وہ کوئی نرمی والا آدمی ہو' نہ بوڑھا ہو اور نہ بچہ۔ میں نے رسول

صَغِيْرًا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيْقِ اَمْثَلُ،وَفِيْهِ شِفَاءٌ وَبَرَكَةٌ،وَتَزِيْدُ فِي الْعَقْلِ وَفِي الْحِفْظِ، فَاحْتَجِمُوْا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَاجْتَنِبُوْا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَالْجُمُعَةِ، وَالسَّبْتِ ، وَيَوْمَ الْاَحَدِ تَحَرِّيًا، وَاحْتَجِمُوْا الْاِثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ، فَإِنَّهُ الْيَوْمَ الَّذِي عَافَى اللّٰهُ فِيْهِ اَيُّوْبَ مِنَ الْبَلَاءِ، وَضَرَبَهُ بِالْبَلَاءِ يَوْمَاالْاَرْبِعَا ، فَإِنَّهُ لَايَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اَوْلَيْلَةَ الْاَرْبِعَاءِ)) [الصحيحة:٧٦٦]

اللہ ﷺ سے سنا: ''نہار منہ سینگی لگوانا افضل ہے' اس میں شفا اور برکت ہوتی ہے' عقل اور ضبط میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ کا نام لے کر جمعرات والے دن سینگی لگواؤ۔ بدھ' جمعہ' ہفتہ اور اتوار کو سینگی لگوانے سے بچو' سوموار اور منگل کو پچھنے لگوایا کرو' کیونکہ اللہ تعالی نے اس دن میں حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا دی تھی اور بدھ والے دن انھیں آزمائش میں مبتلا کیا تھا۔ کوڑھ پن اور پھلبہری تو بدھ والے دن یا رات کو ہی ظاہر ہوتی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۷۶۶۔ ابن ماجه (۳۴۸۷)' ابن عدى فى الكامل (۲/ ۷۱)' خطيب فى الفقيه والمتفقه (۲۲۴/ ۲)' حاكم (۴/ ۲۰۹)' من طريق آخر۔

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے' یہ اللہ تعالی کا نظام ہے' جس کی وضاحت آپ ﷺ نے فرما دی ہے' ہمیں یہی زیب دیتا کہ جن حقائق کو بیان کیا گیا ہے ان پر ایمان لائیں۔

باب: فضل الحجامة

باب: سینگی لگوانے کی فضیلت

۲۳۰۸۔عَنْ سَمُرَةَ مَرْفُوْعًا:((خَيْرُ مَاتَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ)). [الصحيحة:١٠٥٣]

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین چیز جس سے تم علاج کرتے ہو' وہ پچھنے لگوانا ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۱۰۵۳۔ احمد (۵/ ۱۵'۹)' حاكم (۴/ ۲۰۸)' ابوداؤد الطيالسى (۸۹۰)۔

۲۳۰۹۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ مَاتَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ،وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ، وَلَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ)). [الصحيحة:١٠٥٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین چیز جس سے تم علاج کرتے ہو' وہ سینگی لگوانا اور قسطِ بحری ہے۔ اپنے بچوں کو چوکا دے کر تکلیف نہ دو۔''

تخريج: الصحيحة ۱۰۵۴۔ احمد (۳/ ۱۰۷)' بخارى (۵۶۹۶)' مسلم (۱۵۷۷) مطولاً۔

فوائد: قسط: ہندوستان میں پیدا ہونے والی ایک خوشبودار لکڑی جو بطور دوا اور بطور بخور استعمال کی جاتی ہے۔

اگر بچے کے حلق کا کوا اتر جائے تو اسے انگلی سے چوکا دے کر اپنی جگہ پر نہ لایا جائے' کیونکہ اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کوئی دوا دے کر اس کا علاج کر لیا جائے۔

باب: فضل الحجامة و أيامها

۲۳۱۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((خَيْرُ يَوْمٍ تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ سَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ، وَمَا مَرَرْتُ بِمَلَإٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي إِلَّا قَالُوْا: عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ يَا مُحَمَّدُ!)). [الصحيحة:۱۸۴۷]

باب: سینگی لگوانے کی فضیلت اور اس کے دن

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں تمھیں سینگی لگوانی چاہئے، وہ (چاند کا) سترھواں، انیسواں اور اکیسواں دن ہے۔ میں معراج والی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرا، اس نے یہی کہا: اے محمد! سینگی لگوانے کا اہتمام ضرور کرنا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۸۴۷۔ ترمذی (۲۰۵۳)، احمد (۱/ ۳۵۴)، واللفظ له حاكم (۴/ ۲۰۹، ۲۱۰)۔

لكل داء شفاء

۲۳۱۱۔ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا بِهِ جُرِحَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُدْعُوْا لَهُ طَبِيْبَ بَنِي فُلَانٍ)). قَالَ: فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَيُغْنِي الدَّوَاءَ شَيْئاً؟ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَهَلْ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا جَعَلَ لَهُ شِفَاءً)).

ہر بیماری کی شفاء بھی ہے

ایک انصاری صحابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک زخمی کی بیمار پرسی کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اس کے لئے فلاں قبیلے کا طبیب بلاؤ۔'' انھوں نے اسے بلایا، وہ آ گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا دوا بھی کفایت کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! اللہ تعالی نے زمین میں جو بیماری نازل کی ہے، اس سے شفا حاصل کرنے لئے (دوا بھی) نازل کی ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۵۱۷۔ احمد (۵/ ۳۷۱)۔

باب: من الطب النبوى

۲۳۱۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((شِفَاءُ عِرْقِ النَّسَا إِلْيَةُ شَاةٍ أَعْرَابِيَّةٍ، تُذَابُ، ثُمَّ تُقَسَّمُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ يَشْرِبُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ عَلَى الرِّيْقِ، كُلَّ يَوْمٍ جَزَاءً)). [الصحيحة: ۱۸۹۹]

باب: طب نبوی کا بیان

سیدنا انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرق النسا سے شفا حاصل کرنے کے لئے جنگلی بکری کے چوتڑ کو پگھلایا جائے، پھر اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے اور مریض نہار منہ تین دن یعنی ہر روز ایک حصہ پیے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۸۹۹۔ ابن ماجه (۳۴۶۳)، حاكم (۴/ ۲۰۶)، ابن عساكر (۵۵/ ۲۴۱)، احمد (۳/ ۲۱۹)، من طريق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: ران سے شروع ہونے والا جوڑوں کے درد کو عرق النسا کہتے ہیں۔

باب: في الشؤم

۲۳۱۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)).

باب: نحوست کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھر، بیوی اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے۔''

[الصحيحة:١٨٩٧]

تخریج: الصحيحة ١٨٩٧۔ بخاری (۵۰۹۳)' والادب المفرد (۱۳۲)' مسلم (۲۲۲۵)' ابوداؤد (۳۹۲۲) وغیرھم۔

فوائد: حدیث نمبر ۲۳۰۳ کے تحت اس موضوع پر بحث ہو چکی ہے۔

باب في العسل شفاء

شہد میں شفاء ہے

٢٣١٤۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: اِنَّ اَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِسْقِيْهِ عَسَلاً۔ فَسَقَاهُ، ثُمَّ جَاءَ هُ فَقَالَ: اِنِّي سَقَيْتُهُ عَسَلاً، فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْطِلَاقاً۔ فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ، فَقَالَ: اِسْقِ عَسَلاً۔ فَقَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا ۔فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ)). فَسَقَاهُ فَبَرَاَ۔

[الصحيحة: ٢٤٣]

سیدنا ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس نے اسے شہد پلایا اور آ کر کہا: میں نے اسے شہد پلایا' لیکن اس وجہ سے اسہال میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ اسے یہی حکم دیا۔ وہ چوتھی دفعہ آ گیا' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس نے کہا: میں نے اسے شہد پلایا' لیکن دست کی بیماری میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھٹلا رہا ہے (یعنی تیرے بھائی کا پیٹ شفا قبول کرنے کے لئے تیار ہی نہیں تھا)۔'' اس نے جا کر پھر شہد پلایا' (اب کی بار) وہ تندرست ہو گیا۔

تخریج: الصحيحة ٢٤٣۔ مسلم (۲۲۱۷)' بخاری (۵۶۸۴)' حاکم (۴/ ۴۰۲)' جاختلاف يسير۔

فوائد: امام البانی ؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ادویہ کی مقدار اور کیفیت کا اعتبار کرنا اور مرض اور مریض کی قوت کو مدنظر رکھنا طب کے اہم قواعد میں سے ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ''اللہ تعالیٰ سچا ہے' دراصل تیرے بھائی کا پیٹ جھٹلا رہا ہے'' اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دوا بہر صورت نفع مند ہے اور بیماری کے باقی رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ دواء میں اس سے متعلقہ خاصیات نہیں پائی جاتی۔ حقیقت یہ تھی کہ اس کے پیٹ میں فاسد مادہ بہت زیادہ تھا' جس کی وجہ سے اسے بار بار دوا پلانے کا حکم دیا۔

باب: فضل الطاعون وسببه الذى يجهله الطب

باب: طاعون کی فضیلت اور اس کے سبب کا بیان جس سے طب ناواقف ہے

٢٣١٥۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِاُمَّتِي، وَخِزًا اَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْاِبِلِ، تُخْرِجُ بِالْاِبَاطِ وَالْمَرَاقِ، مَنْ مَاتَ فِيْهِ مَاتَ شَهِيْدًا، وَمَنْ اَقَامَ فِيْهِ[كَانَ] كَالْمُرَابِطِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور جنوں میں سے تمھارے دشمنوں کے لئے ندامت و پشیمانی ہے۔ اس کا زخم اونٹ کی غدود کی طرح ہوتا ہے' جو بغل اور پیٹ کے نرم حصہ پر نکلتا ہے۔ جو اس بیماری کی وجہ سے مر جائے تو شہید ہوگا اور جو (اسی

فَرَّمِنْهُ كَانَ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ)). [الصحيحة:١٩٢٨]

علاقے میں) ڈٹا رہا' وہ اللہ کے راستے میں سرحد پر مقیم رہنے والے کی طرح ہے اور جس نے راہ فرار اختیار کی' وہ جنگ سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے۔"

تخریج: الصحيحة ١٩٢٨ـ طبراني في الاوسط (٥٥٢٧)' ابو بكر بن خلاد في الفوائد (ق:٣٦/ ١) والسياق له۔

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں مکمل طور پر واضح ہے۔

باب: فضل عيادة المريض والجلوس عنده

باب: مریض کی عیادت اور اس کے پاس بیٹھنے کی فضیلت

٢٣١٦ـ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مَرْفُوْعاً: ((عَائِدُ الْمَرِيْضِ فِي مِخْرَفَةِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ)). [الصحيحة:١٩٢٩]

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مریض کی تیمارداری کرنے والا جنت کے باغ میں ہوتا ہے اور جب اس کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔"

تخریج: الصحيحة ١٩٢٩ـ البزار (الكشف: ٧٧٤) و (البحر الزخار: ١٠٣٦)' ابن عدى (٤/ ١٣٨٧)' بلفظ آخر بمعناه۔

فوائد: اس میں عیادت کی فضیلت کا بیان ہے' جو کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو مسلمان بوقتِ صبح دوسرے مسلمان کی تیمارداری کرتا ہے' ستر ہزار فرشتے شام تک اس کیلئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اگر وہ بوقتِ شام عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے نزولِ رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ [ترمذی] لیکن ہمارے ہاں بڑی مصیبت یہ ہے کہ تیمارداری اور عیادت جیسا عظیم حق ادا کرنے کے لئے ہم اللہ تعالیٰ' رسول اللہ ﷺ اور اسلام کو بنیاد نہیں بناتے' بلکہ اپنے ذاتی تعلقات اور شخصی مراسم کو سامنے رکھتے ہیں۔ ہم اس شخص کی تیمارداری کرنے کے لئے جائیں گے' جس کے ساتھ ہمارا کوئی دنیوی تعلق ہے یا جو ہماری عیادت کرنے کے لئے آیا تھا۔ ایسے تعلق کو مسکراہٹوں اور احسانات کا تبادلہ کہتے ہیں۔ بیچ میں للّٰہیت کا فقدان ہے۔ ایسے لوگ شاذ و نادر ہی ہیں جو اپنے بھائی کی تیمارداری کرنے کے لئے اسلام کو بنیاد بناتے ہیں۔

باب: الرقية بكتاب الله

باب: قرآن مجید کے ساتھ دم کرنے کا بیان

٢٣١٧ـ عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَامْرَاَةٌ تُعَالِجُهَا اَوْتَرْقِيْهَا، فَقَالَ: ((عَالِجِيْهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ)). [الصحيحة:١٩٣١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور ایک عورت میرا علاج کر رہی تھی یا دم کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی کتاب کے ساتھ اس کا علاج کرو۔"

تخریج: الصحيحة ١٩٣١ـ ابن حبان (٦٠٩٨)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کا کلام جسمانی اور روحانی بیماریوں کے لیے پیغامِ شفا ہے۔ عہدِ نبوی میں قرآن مجید کو بطورِ علاج دم کی شکل میں استعمال کیا گیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ جب ہم قرآن مجید سے علاج کریں تو نبوی طریقہ پر اکتفا کریں۔

فوائد الإثمد

اثمد سرمے کے فوائد کا بیان

۲۳۱۸۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُوْ الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ)). [الصحيحة:٧٢٤]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم سوتے وقت اِثمد سرمہ استعمال کیا کرو' کیونکہ وہ نظر کو جلا بخشتا ہے اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۲۴۔ ابن ماجه (۳۴۹۶)' القاضی الخلعی فی الفوائد (۲۰/ ۵۰/ ۱)' ترمذی فی الشمائل (۵۰) بغوی فی شرح السنة (۳۲۰۲) من طریق آخر عنه۔

فوائد: آجکل بھی سعودی عرب میں اثمد سرمہ پایا جاتا ہے' منگوا کر ضرور استعمال کرنا چاہئے۔

۲۳۱۹۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ مَرْفُوْعًا: ((عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ مُنْبِتَةٌ لِلشَّعْرِ مُذْهِبَةٌ لِّلْقَذٰى، مَصْفَاةٌ لِلْبَصَرِ)). [الصحيحة:٦٦٥]

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اثمد سرمہ لازمی طور پر استعمال کیا کرو' یہ بال اگاتا' آنکھ میں پڑنے والے تنکے یا ذرے کو نکال دیتا ہے اور آنکھ کی صفائی کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۶۵۔ بخاری فی التاریخ (۸/ ۴۱۲)'طبرانی (۱۸۳)' ابو نعیم فی الحلیة (۳/ ۱۷۸)۔

اهمية لبن البقر

گائے کے دودھ کی اہمیت کا بیان

۲۳۲۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((عَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَرُمُّ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ، وَهُوَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ)). [الصحيحة:١٩٤٣]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ گائیوں کا دودھ استعمال کیا کرو' کیونکہ یہ ہر قسم کا درخت کھاتی ہے' (اس کا دودھ) ہر بیماری سے شفا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۴۳۔ حاکم (۴/ ۴۰۳)۔

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے جتنی جڑی بوٹیاں اور درخت اگائے ہیں' ان میں ایسی خاصیات اور جواہر ہیں کہ وہ گائے کے دودھ میں شامل ہو کر ہر بیماری سے نجات دلانے کا سبب بنتے ہیں۔

الحبة السوداء شفاء من كل داءٍ الا الموت

کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے

۲۳۲۱۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((عَلَيْكُمْ هٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَإِنَّ فِيْهَا شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم کالے دانے یعنی کلونجی کا لازمی استعمال کرو' کیونکہ اس میں موت کے

اِلَّاالسَّامُ)). [الصحیحة:٨٦٣]

علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۸۶۳۔ ترمذی (۲۰۴۱)، احمد (۲/ ۲۴۱)، نسائی فی الکبری (۷۵۷۸)، مسلم (۸۸/ ۲۲۱۵)، ولم یسق لفظه۔

فوائد: ہمیں آپ ﷺ کے ارشاد پر ایمان وایقان رکھتے ہوئے چاہئے کہ اپنے روزانہ کے کھانوں میں کلونجی کا استعمال جاری رکھیں۔

باب: التداوی بالحبة السوداء

باب: کلونجی کے ساتھ علاج کرنا

٢٣٢٢۔ عَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، وَهِيَ الشُّوْنِيْزُ، فَإِنَّ فِيْهَا شِفَاءٌ)).

[الصحیحة:٢٣٠٥]

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم کلونجی، جسے شونیز کہتے ہیں، استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں شفا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۵۔ احمد (۵/ ۳۵۴)، ابو یعلی کما فی اتحاف الخیرة (۵۲۸۶)، ابن ابی شیبة (۸/ ۱۰)۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

٢٣٢٣۔ عَنْ أَبِي أُبَيِّ ابْنِ أُمِّ حَرَامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((عَلَيْكُمْ بِالسَّنٰى وَالسَّنُّوْتِ، فَإِنَّ فِيْهِمَا شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّاالسَّامُ. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: الْمَوْتُ)). [الصحیحة:١٧٩٨]

سیدنا ابو ابی بن ام حرام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "تم سَنا (مہندی کی طرح کی بوٹی) اور شہد کا استعمال لازمی طور پر کیا کرو، کیونکہ اس میں "سَام" کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔" کہا گیا کہ "سَام" کا کیا معنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "موت۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۸۔ ابن ماجه (۳۴۵۷)، حاکم (۴/ ۲۰۱)، ابو نعیم فی المعرفة (۶۶۹۰)۔

فوائد: "سُنُّوت" کا معنی زیرہ اور پنیر بھی کیا گیا ہے۔

باب: الامر بعیادة المرضی واتباع الجنائز

باب: مریض کی عیادت اور جنازے میں شمولیت کا حکم

٢٣٢٤۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((عُوْدُوْا الْمَرْضٰى، وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ، تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ)). [الصحیحة:١٩٨١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیماروں کی بیمار پرسی کیا کرو اور جنازوں کے پیچھے چلا کرو، تمھیں آخرت یاد آ جائے گی۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۸۱۔ ابویعلی (۱۱۲۰)، الادب المفرد (۵۱۸)، ابن حبان (۲۹۵۵)، ابن المبارك فی الزهد (۲۴۸)۔

فوائد: میت مکمل طور اخروی زندگی کے اوائل کی طرف منتقل ہو چکی ہوتی ہے۔ رہا مسئلہ مریض کا تو اس کی مرض، جس میں وہ اب مبتلا ہے، اس کی موت کا سبب بن سکتی ہے، نیز انسان کو اپنی صحت وتندرستی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اس لئے بیماروں کی بیمار پرسی اور میتوں کے پاس حاضری فکرِ آخرت کے احساسات پیدا کر سکتی ہے۔

نقصان العين

۲۳۲۵۔قال ﷺ: ((اَلْعَيْنُ تَدْخُلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ، وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ)). رُوِيَ حَدِيْثُ جَابِرٍ، وَأَبِي ذَرٍّ۔ [الصحيحة: ۱۲٤۹]

نظر بد کے نقصانات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نظر بد آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہانڈی میں داخل کر دیتی ہے۔“ یہ حدیث سیدنا جابر اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۹۔ ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۸۳۱)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۷/ ۹۰)' خطیب فی التاریخ (۹/ ۲۴۴)۔

فوائد: نظر بد کی حقیقت پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نظرِ بد سے بڑا سا بڑا نقصان ہو سکتا ہے' آدمی مر سکتا ہے اور اونٹ ذبح کے مرحلے تک پہنچ سکتا ہے۔

العين حق

۲۳۲٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ)). [الصحيحة: ۱۲٤۸]

نظر بد لگنا حق ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نظر لگ جانا حق ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۸۔ بخاری (۵۷۴۰) مسلم (۲۱۸۷)' ابو داؤد (۳۸۷۹)' احمد (۲/ ۳۱۸)۔

۲۳۲۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ، تَسْتَنْزِلُ الْحَالِقَ)). [الصحيحة: ۱۲۵۰]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نظر لگ جانا حق ہے' جو منحوس آدمی پر پڑتی ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۰۔ احمد (۱/ ۲۷۴)' حاکم (۴/ ۲۱۵)' طبرانی فی الکبیر (۱۲۸۳۳)۔

التداوي من العين

۲۳۲۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ، سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا)). [الصحيحة: ۱۲۵۱]

نظر بد سے علاج کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”نظر حق ہے' اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جاتی تو وہ نظر ہوتی' جب تم سے (نظر کے علاج کے لئے) غسل کرنے کے مطالبہ کیا جائے تو غسل کر دیا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۱۔ مسلم (۲۱۸۸)' ترمذی (۲۰۶۲) مختصراً نسائی فی الکبری (۷۶۲۰)۔

فوائد: یہ بھی نظرِ بد کا علاج ہے کہ جس آدمی کی نظر لگی ہوئی تو وہ غسل کرے اور اس کا پانی ایک برتن میں جمع کر کے نظر زدہ آدمی کے سر اور کمر پر ڈالا جائے۔

الحبة السوداء شفاء من كل داء إلا السام

کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے

۲۳۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهِ ﷺ : ((فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامُ)). [الصحيحة:۸۵۹]

''کالے دانے یعنی کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۵۹۔ بخاری (۵۶۸۸)' مسلم (۲۲۱۵)' ابن ماجه (۳۴۴۷)' ترمذی (۲۰۴۱) بمعناه۔

باب: فضل عجوة المدينة

باب: مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور کی فضیلت

۲۳۳۰۔عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ أَوَّلِ الْبُكْرَةِ عَلَى رِيْقِ النَّفْسِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ سِحْرٍ أَوْسَمٍّ)).

[الصحيحة: ۲۰۰۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بالائی علاقے کی عجوہ کھجور کا نہار منہ استعمال کرنا ہر قسم کے جادو اور زہر سے شفا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۰۔ احمد (۶/ ۷۷'۱۰۵)' مسلم (۲۰۴۸)' وقد تقدم برقم (۲۲۹۸) مختصراً۔

الفرار من الطاعون

طاعون سے بھاگنے کا بیان

۲۳۳۱۔ عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ قَيْسِ الْعَدَوِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْفِرَارُ مِنَ الطَّاعُوْنِ كَالْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ)).

[الصحيحة: ۱۲۹۲]

عمرہ بنت قیس عدویہ کہتی ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور طاعون سے فرار ہونے کے بارے میں سوال کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون سے فرار اختیار کرنا جنگ سے بھاگ جانے کے مترادف ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۲۔ ابن سعد (۸/ ۴۹۰)' ابن راھویه (۱۴۰۳)' ابو یعلی (۴۴۰۸)' احمد (۶/ ۸۳'۲۵۵)۔

اين يحتجم و في الأيام

سینگی کہاں لگوائی جائے گی اور کن دنوں میں

۲۳۳۲۔عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ يَحْتَجِمُ عَلَى الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ، وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَاحِدَى وَعِشْرِيْنَ)).

[الصحيحة: ۹۰۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گردن کی دونوں جانب دو پوشیدہ رگوں اور پیٹھ کے بالائی حصے پر سینگی لگواتے تھے اور (چاند کی) سترھویں' انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو پچھنے لگواتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۹۰۸۔ ترمذی (۲۰۵۱)' حاکم (۴/ ۲۱۰)' بغوی فی شرح السنة (۳۲۳۴)۔

۲۳۳۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ يَحْتَجِمُ فِي رَأْسِهِ، وَيُسَمِّيْهِ أُمَّ مُغِيْثٍ)). [الصحيحة: ۷۵۳]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر میں سینگی لگواتے تھے اور اسے ام مغیث کہتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۷۵۳۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۵۳)' خطیب فی التاریخ (۱۳/ ۹۵)' طبرانی فی الاوسط (۷۸۱۳)۔

۲۳۳۴۔عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے نظر

يَاْمُرُهَا اَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ)). [الصحيحة: ۲۵۲۱]

سے دم کروانے کا حکم دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۱۔ مسلم (۵۵/ ۲۱۹۵)' احمد (۶/ ۶۳)' بخاری (۵۷۳۸)' ابن ماجه (۳۵۱۲)' بنحوه۔

التداوی من العين

نظر بد کا علاج

۲۳۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يُؤْمَرُ الْعَائِنَ فَيَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِيْنَ)). [الصحيحة: ۲۵۲۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نظرِ بد لگانے والے کو وضو کرنے کا حکم دیتے اور اس پانی سے اس آدمی کو غسل کرنے کا حکم دیتے جسے نظر بد لگی ہوتی۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۲۔ ابوداؤد (۳۸۸۰)' بیهقی (۹/ ۳۵۱)' ابن ابی شیبة (۸/ ۵۹)۔

۲۳۳۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَتْ تَاْخُذُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْخَاصِرَةُ، فَاشْتَدَّتْ بِهِ جِدًّا، وَاَخَذَتْهُ يَوْمًا، فَاُغْمِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ قَدْ هَلَكَ عَلَى الْفِرَاشِ، فَلَدَدْنَاهُ، فَلَمَّا اَفَاقَ عَرَفْنَا قَدْ لَدَدْنَاهُ، فَقَالَ: كُنْتُمْ تَرَوْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ يُسَلِّطُ عَلٰى ذَاتِ الْجَنْبِ؟ مَاكَانَ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ لَهَا عَلَيَّ سُلْطَانًا، وَاللّٰهِ لَايَبْقٰى فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ اِلَّا لُدَّتُمُوْهُ اِلَّا عَمِّي الْعَبَّاسُ . قَالَتْ: فَمَا بَقِيَ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ اِلَّا لُدَّ، فَاِذَا مَرْاَةٌ مِّنْ بَعْضِ نِسَائِهِ تَقُوْلُ: اَنَاصَائِمَةٌ! قَالُوْا: تُرِيْنَ اَنَا نَدَعَكِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَايَبْقٰى اَحَدٌ فِي الْبَيْتِ اِلَّا لُدَّ؟! فَلَدَدْنَاهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ)). [الصحيحة: ۳۳۳۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کوکھ کا درد ہو جاتا تھا' ایک دن بہت سخت درد ہوا' حتی کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی اور ہم یہ گمان کر بیٹھے کہ آپ اپنے بستر پر ہی فوت ہو گئے ہیں۔ ہم نے آپ کی زبان ایک طرف کر کے دوسری طرف دوا ڈالی۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو پہچان لیا کہ ہم نے دوائی ڈالی اور فرمایا: ''تمھارا خیال تھا کہ اللہ تعالی مجھے نمونیا میں مبتلا کرے گا؟ اللہ تعالی بیماری کو میرے خلاف راہ نہیں دے گا۔ اللہ کی قسم! گھر میں ہر فرد کی زبان ایک طرف کر کے دوسری طرف دوائی ڈالو ماسوائے میرے چچا عباس کے۔'' سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: گھر میں موجود ہر فرد کے منہ میں دوا ڈالی گئی' آپ ﷺ کی ایک بیوی نے کہا: میں تو روزے دار ہوں۔ انھوں نے اسے کہا: دیکھ لے' ہم تو تجھے چھوڑ دیتے ہیں' لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''گھر میں کوئی نہ بچے مگر اسے دوا ڈالی جائے''؟ تو پھر ہم نے اسے دوائی ڈالی' اس حال میں کہ وہ روزے دار تھی۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۳۹۔ احمد (۲/ ۱۱۸)' ابن سعد۔۲/ ۲۳۵)' ابو یعلی (۴۹۳۶)' علقه البخاری تحت الحدیث (۴۴۶۸)۔

فوائد: جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو تادیبی طور پر سب کو وہ دوا کھلائی گئی' جو حاضرین نے آپ ﷺ کو دی تھی۔ چچا جان کا احترام و اکرام کرتے ہوئے ان کو مستثنی قرار دیا۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

التداوی من لدغ العقرب بماء ملح

٢٣٣٧ـ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لُدِغَتِ النَّبِيُّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ يُصَلِّي، فَلَمَّافَرَغَ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، لَاتَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ. ثُمَّ دُعَا بِمَاءٍ وَمِلْحٍ، وَجَعَلَ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَقْرَأُ. ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)).

[الصحيحة: ٥٤٨]

بچھو کے ڈسے کا علاج نمک اور پانی کے ساتھ کرنا

سیدنا علی ﷛ سے روایت ہے کہ ایک بچھو نے نبی ﷺ کو ڈنک مارا' اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اللہ تعالی بچھو پر لعنت کرے' یہ نمازی کو چھوڑتا ہے' نہ غیر نمازی کو۔ پھر پانی اور نمک منگوایا' وہ متاثرہ جگہ پر لگاتے رہے اور ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے رہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۸۔ طبرانی فی الصغیر (۲/ ۲۳)' ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۲۲۳)' ابو محمد الخلال فی فضائل "قل ھو اللہ احد" (ق:۲۰۲/ ۱)۔

فوائد: یہ بچھو کے ڈنک مارنے کا نبوی علاج ہے۔

النجاسات فحل بالشفاعة

٢٣٣٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ: ((لَوْلَا مَامَسَّهُ مِنْ أَنْجَاسِ الْجَاهِلِيَّةِ، مَامَسَّهُ ذُوْعَاهَةٍ إِلَّا شُفِيَ، وَمَا عَلَى الْأَرْضِ شَيْءٌ مِّنَ الْجَنَّةِ غَيْرِهِ)). [الصحيحة: ٢٦١٩]

گندگیاں شفاء کی راہ میں رکاوٹ ہیں

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر جاہلیت کی نجاستوں نے اس (حجر اسود) کو نہ چھوا ہوتا تو جب آفت والا آدمی اسے چھوتا تو وہ صحت یاب ہو جاتا اور زمین پر صرف یہی (حجر اسود) ہے جو جنت سے ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۹۔ بیھقی (۵/ ۷۸)' وفی الشعب (۴۰۳۳)' عندہ "عبداللہ بن عمر" واللہ اعلم۔ مسدد فی مسندہ کما فی المطالب العالیۃ المندۃ (۱۲۴۱) واتحاف الخیدۃ (۳۳۴۹)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حجر اسود جنت سے اتارا گیا۔ نیز یہ حدیث گناہوں کی سنگینی پر دلالت کر رہی ہے کہ جنت سے اترنے والا پتھر بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ لہذا ہمیں خیال کرنا چاہئے کہ ہم گناہوں میں اس قدر نہ لتھڑ جائیں کہ جنت ہمیں قبول ہی نہ کرے۔

لكل داءٍ دواء

٢٣٣٩ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((مَاأَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً، إِلَّاقَدْ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ)).

[الصحيحة: ٤٥١]

ہر بیماری کا علاج ہے

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷛ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے جو بیماری نازل کی اس کی دوا بھی اتاری' کسی کو اس کا علم ہو گیا اور کسی کو نہ ہو سکا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۵۱۔ احمد (۱/ ۳۷۷' ۴۱۳)' ابن ماجہ (۳۴۳۸)' مختصراً الحمیدی (۹۰)۔

بكاء الصبي من العين

نظر بد کی وجہ سے بچے کا رونا

۲۳٤۰۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ صَبِيٍّ يَبْكِي، فَقَالَ: ((مَالِصَبِيِّكُمْ هٰذَا يَبْكِي؟ فَهَلَّا اسْتَرْقَيْتُمْ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ؟)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ داخل ہوئے اور بچے کے رونے کی آواز سنی اور پوچھا: ''اس بچے کو کیا ہوا' یہ کیوں رو رہا ہے؟ تم نے اسے نظر کا دم کیوں نہیں کروایا؟''

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۸۔ احمد (۶/ ۷۲)' تفرد بهذا اللفظ وقد تقدم (۲۳۳۴)۔

يؤجر المؤمن من مصائبه

مومن کو اس کی مصیبتوں پر اجر دیا جاتا ہے

۲۳٤۱۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ، وَلَا نَصَبٍ، وَلَا نَصَبٍ، وَلَا سَقَمٍ، وَلَا حَزَنٍ حَتَّى الْهَمُّ يُهِمُّهُ، إِلَّا كَفَّرَ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ)). [الصحیحة:۲۵۰۳]

سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مسلمان کو جو بھی بیماری' تکان' تکلیف اور غم پہنچتا ہے' حتی کہ وہ فکر جس کے لئے وہ فکرمند ہوتا ہے' تو اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۰۳۔ مسلم (۲۵۷۳)' ترمذی (۹۶۶)' احمد (۳/ ۲۴۳)' بخاری (۵۶۴۱)' بنحوه۔

فوائد: اس موضوع پر اسی باب میں بحث ہو چکی ہے کہ یہ اللہ تعالی کا احسان ہے کہ وہ جب اپنے بندوں کو آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے تو اس وجہ سے ان کے درجات بلند کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

من ايام التحجيم فيه شفاء

سینگی کے شفاء والے دنوں کا بیان

۲۳٤۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدَى وَعِشْرِيْنَ، كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ)).

[الصحیحة:۶۲۲]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (چاند کی) سترھویں' انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو سینگی لگوائی' تو یہ اس کے لئے ہر بیماری سے شفا ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۶۲۲۔ ابوداؤد (۳۸۶۱)' بیہقی (۹/ ۳۴۰)' حاکم (۴/ ۲۱۰)۔

لا شفاء في الحرام

حرام میں شفا نہیں ہے

۲۳٤۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَدَوَّى بِحَرَامٍ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ فِيْهِ شِفَاءً)). [الصحیحة :۲۸۸۱]

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حرام چیز کے ساتھ علاج کیا' اللہ تعالی اس کے لئے اس میں شفا نہیں بنائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۱۔ ابو نعیم فی الطب (ق: ۱۴/ ۲)۔

فوائد: حرام چیز سے علاج کرنا منع ہے' اس موضوع پر اسی باب میں احادیث گزر چکی ہیں۔

جزء التطبب

زبردستی طبیب (ڈاکٹر) بننے کی سزا

٢٣٤٤۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يَعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ، فَهُوَ ضَامِنٌ)). [الصحيحة:٦٣٥]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (پوری واقفیت کے بغیر) علاج کیا اور وہ طب کے متعلق نہیں جانتا تھا تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔''

تخريج: الصحيحة ٦٣٥۔ ابو داؤد (۴۵۸۶)' نسائی (۴۸۳۴)' ابن ماجه (۳۴۶۶)' حاکم (۴/ ۲۱۲)۔

فوائد: کسی کا علاج کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے' جب تک کوئی معالج مکمل مہارت حاصل نہیں کر لیتا' اس وقت تک اسے کسی کا علاج نہیں کرنا چاہئے' وگرنہ نقصان کی صورت میں وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ یہ اللہ تعالی کے ہاں انسانیت کا احترام ہے کہ اگر کوئی کسی کا علاج کر کے اس کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہے تو انسانیت کو نقصان سے بچانے کے لئے اس میں یہ احسان کرنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہئے۔

اجر العيادة

عیادت کرنے کا ثواب

٢٣٤٥۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ فِي الرَّحْمَةِ حَتّٰى يَجْلِسَ، فَإِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا)). [الصحيحة: ٢٥٠٤]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مریض کی تیمار داری کرنے کے لئے جاتا ہے' وہ (اللہ کی) رحمت میں داخل ہوتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ بیٹھ جائے' اور جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٥٠٤۔ احمد (۳/ ۳۰۴)' ابن ابی شیبة (۳/ ۲۳۴)' بیہقی (۳/ ۳۸۰)۔

فوائد: اس میں مریض کی تیمارداری کی فضیلت بیان کی گئی' جو کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

باب: من الطب النبوى

باب: طب نبوی کا بیان

كراهة النظر الى المجذوم

کوڑی کی طرف دیکھنے کی کراہت

٢٣٤٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا تُدِيْمُوْا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُوْمِيْنَ)). [الصحيحة:١٠٦٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوڑھ زدہ مریضوں کی طرف زیادہ نہ دیکھا کرو۔''

تخريج: الصحيحة ١٠٦٤۔ بخاری فی التاريخ (۱/ ۱۳۸)' ابن ماجه (۳۵۴۳)' احمد (۱/ ۲۳۳)۔

فوائد: مقصودِ حدیث یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیکھنے والا کوڑھ زدہ مریض سے کراہت کرنا شروع نہ کر دے اور ایسے کرنا غلط ہے' کیونکہ وہ آزمائش اللہ تعالی کی طرف سے ہے' مریض کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ اس خیال سے بچانے کے لئے شریعت نے سرے سے دیکھنے سے یا زیادہ دیکھنے سے منع کر دیا۔

الحمّٰى تذهب خطايا بني آدم

۲۳۴۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ اَوْ اُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: مَالَكِ يَا اُمَّ السَّائِبِ اَوْ يَا اُمَّ تُزَفْزِفِيْنَ؟ قَالَتِ: الْحُمّٰى لَابَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا! فَقَالَ: ((لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)).

[الصحيحة: ۱۲۱۵]

بخار بنی آدم کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام میتب کے پاس گئے اور فرمایا: ''تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو کانپ رہی ہے۔'' اس نے کہا: بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو گالی نہ دے' کیونکہ یہ بنو آدم کے گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے' جیسے دھونکنی آگ کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۱۵۔ الادب المفرد (۵۱۶)' مسلم (۲۵۷۵)' ابن سعد (۸/ ۳۰۸)۔

فوائد: پہلے بھی یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ بیماریوں اور آزمائشوں کی وجہ سے تکلیف ضرور ہوتی ہے' لیکن یہ چیز تسلی بخش ہے کہ اللہ تعالی ان تکالیف کی وجہ سے خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ نیز اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ بخار وغیرہ میں آدمی کا کوئی دخل نہیں ہوتا' یہ تو محض منجانب اللہ ہوتا ہے' لہٰذا شکوہ شکایت کیے بغیر اللہ تعالی کے اس فیصلے پر راضی ہونا چاہیے۔

باب: نفي الشؤم واثبات اليمن

۲۳۴۸۔ عَنْ مُخَمَّرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَاشُؤْمَ، وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ)). [الصحيحة: ۱۹۳۰]

باب: نحوست کی نفی اور خیر و برکت کے اثبات کا بیان

سیدنا مخمر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کوئی نحوست نہیں' البتہ تین چیزوں یعنی بیوی' گھوڑا اور گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۳۰۔ ابن ماجه (۱۹۹۳)' ترمذی (۲۸۲۴)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۳۱۴)' طبرانی (۲۰/ ۳۳۶)۔

فوائد: اگر کسی آدمی کی بیوی نیک' صالح اور اس کی فرمانبردار ہو' سواری سرکش نہ ہو' بلکہ مطیع و منقاد ہو اور خیر و بھلائی پر مشتمل کھلا گھر ہو تو اسے ذہنی سکون ملتا ہے اور دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہترین نتائج موصول ہوتے ہیں۔

۲۳۴۹۔ عَنْ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنِي اَبِي مَرْفُوْعًا: ((لَاشَيْءَ فِي الْهَامِ وَالْعَيْنُ حَقٌّ، وَاَصْدَقُ الطَّيْرِ الْفَالُ)). [الصحيحة: ۲۹۴۹]

حیہ بن حابس تیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الو میں کوئی نحوست نہیں ہے' نظر لگ جانا برحق ہے اور سب سے اچھا شگون نیک فال ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۹۔ الادب المفرد (۹۱۴)' ترمذی (۲۰۶۱)' احمد (۴/ ۶۷)' ابو یعلی (۵۸۳)۔

فوائد: دورِ جاہلیت میں الو کو ناکامی و نامرادی اور بدقسمتی و بدنصیبی کی نشانی سمجھا جاتا ہے' مضرت و مفسدت کے سلسلے میں کوئی چیز بھی متاثر بالذات نہیں ہے۔

۲۳۵۰۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَا يُوْرَدُ الْمُمَرِّضُ عَلَى الْمُصِحِّ)). [الصحيحة:۹۷۱]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مریض کو صحتمند پر پیش نہ کیا جائے۔''

تخریج: الصحيحة ۹۷۱۔ بخاری (۵۷۷۰)، مسلم (۲۲۲۱)، ابو داؤد (۳۹۱۱)، ابن ماجه (۳۵۴۱)۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاعدوی) [مسلم] یعنی: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے۔سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاعدوی ...... وفر من المحذوم فرارك من الاسد۔) [بخاری] یعنی: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، ...... البتہ کوڑھ کے مریض سے اس طرح فرار اختیار کرو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔ایک آدمی نے ایک خارشی اونٹ کو یہ سوچ کر علیحدہ باندھ دیا کہ اس کی وجہ سے دوسرے اونٹوں کو خارش نہ لگ جائے۔آپ ﷺ نے اسے فرمایا: (فمن اعدی الاول؟) [بخاری، مسلم] یعنی: تو پھر پہلے اونٹ کو خارش کی بیماری کس نے لگائی؟ مذکورہ بالا چار احادیث میں بیماری کے متعدی ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے اور اسے ثابت بھی کیا گیا ہے۔بلاشبہ کوئی بیماری فی نفسہ متعدی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی، اللہ تعالی ہی ہے جو ابتداءً بھی بیماری لگاتا ہے اور کبھی کسی کی بیماری کو کسی کے لئے سبب بھی بنا دیتا ہے۔جن احادیث میں اس چیز کو ثابت کیا گیا، دراصل ان کے ذریعے ضعیف العقیدہ لوگوں کے عقیدہ کی حفاظت کی گئی، یعنی ایک آدمی عوام کے کہنے کے مطابق کسی متعدی بیماری میں مبتلا آدمی کی تیمارداری کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے اس کے پاس بیٹھتا ہے، اسی وقت میں اللہ تعالی اس کو بیمار کرنے کا فیصلہ کر دیتے ہیں، ایسے میں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس مریض کی وجہ سے مجھے بیماری لگی ہے۔اس کو اصطلاح میں ''باب سد الذرائع'' سے تعبیر کرتے ہیں۔بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کرنے والی احادیث کا تعلق مضبوط عقائد کے حاملین، جو ہر بیماری کو اللہ تعالی کی منسوب کرتے ہیں، سے ہے۔

التداوي بالنسيان
بھول کے علاج کا بیان

۲۳۵۱۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نِسْيَانَ الْقُرْآنِ، فَضَرَبَ صَدْرِيْ بِيَدِهِ، فَقَالَ: ((يَا شَيْطَانُ اُخْرُجْ مِنْ صَدْرِ عُثْمَانَ[فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ])). قَالَ عُثْمَانُ: فَمَا نَسِيْتُ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدُ، أَحْبَبْتُ أَنْ أَذْكُرَهُ۔ [الصحيحة:۲۹۱۸]

سیدنا عثمان بن ابو عاص ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید بھول جانے کی شکایت کی۔آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''او شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔'' (آپ ﷺ نے ایسے تین دفعہ کیا)۔عثمان کہتے ہیں: اس کے بعد مجھے کوئی لفظ نہ بھولا کہ جس کو یاد کرنا میں پسند کرتا تھا۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۱۸۔ طبرانی فی الکبیر (۸۳۴۷) بیهقی فی الدلائل (۵/ ۳۰۸)، ابن ماجه (۳۵۴۸)، من طريق آخر عنه۔

فوائد: معلوم ہوا کہ شیطان مسلمان کے اندر گھس کر بھی اسے اعمال صالحہ سے روکنے کی مذموم کوشش کرسکتا ہے۔

سلف انفع للضعيف
چقندر کمزوری کے لیے بہت مفید ہے

۲۳۵۲۔ عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسِ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَعَهُ عَلِيٌّ۔ عَلَيْهِ

سیدہ ام المنذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ سیدنا علی ﷺ، جو ابھی ابھی صحت یاب ہوئے تھے لیکن

السَّلَامُ، وَعَلِي نَاقِه وَلَنَا دَوَالِيٌّ مُعَلَّقَةٌ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأكُلُ مِنْهَا، وَقَامَ عَلِيٌّ لِيَأكُلَ، فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ: ((مَهْ، إِنَّكَ نَاقِهٌ))، حَتّٰى كَفَّ عَلِيٌّ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قُلْتُ: وَصَنَعْتُ شَعِيْرًا وَسِلْقًا، فَجِئْتُ بِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَلِيُّ! أَصِبْ مِنْ هٰذَا، فَهُوَ أَنْفَعُ لَكَ)). [الصحيحة :۵۹]

بیماری کی وجہ سے کمزور تھے کے ہمراہ میرے پاس آئے۔ کچھ نیم پختہ کھجوریں جو پک گئی تھیں لٹکی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کھانا شروع کر دیا اور سیدنا علی بھی کھانے کے لئے کھڑے ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں کہہ کر منع کرنا شروع کر دیا: ”رک جاؤ کیونکہ تم میں ابھی تک بیماری کی کمزوری باقی ہے۔“ آپ رک گئے۔ میں نے جو اور چقندر کا ایک کھانا تیار کیا اور آپ ﷺ کے پاس لے کر آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! یہ کھانا کھا یہ تیرے لئے زیادہ مفید ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۹۔ ابو داؤد (۳۸۵۶)' ترمذی (۲۰۳۷)' ابن ماجہ (۳۴۴۲)' احمد (۶/ ۳۶۴)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مریض کے لئے بعض کھانے نامناسب ہیں اور جبکہ بعض کھانوں کا استعمال مناسب ہے' اس سلسلے میں مریض کو اپنے معالج کے نصائح پر عمل کرنا چاہئے۔ کہاوت ہے کہ سو علاج سے ایک پرہیز بہتر ہے۔

(۱۹) اَلطَّهَارَةُ وَالْوُضُوْءُ

طہارت اور وضوء کا بیان

۲۳۵۳۔عَنْ زَيْدِبْنِ حَارِثَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: ((أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ أَوَّلِ مَاأُوْحِيَ إِلَيْهِ، فَعَلَّمَهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ، أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَّاءٍ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ)) [الصحيحة: ۸٤۱]

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، جب وحی شروع ہوئی، تو آغاز میں ہی جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھلایا جب وضو سے فارغ ہوئے، پانی کا ایک چلو لیا اور اس کے ساتھ اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔

تخريج: الصحيحة ۸۴۱۔ ابن ماجه (۴۶۳)' احمد (۴/ ۱۶۱)' حاكم (۳/ ۲۱۸)' بيهقى (۱/ ۱۶۱)۔

فوائد: سنن ابی داؤد، ابن ماجہ اور نسائی وغیرہ کی دیگر روایات میں صراحت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کے بعد چھینٹے مارنے کا معمول رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔ اس لیے وضو کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر چھینٹے مارنا مسنون ہے۔ نیز پیشاب کے قطرات وغیرہ کا وسوسہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اهمية إتمام الوضوء

مکمل وضوء کرنے کی اہمیت کا بیان

۲۳۵٤۔عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، وَيَزِيْدَبْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ، وَشُرَحْبِيْلِ بْنِ حَسَنَةَ، وَعَمْرِوبْنِ الْعَاصِ، كُلُّ هٰؤُلَاءِ سَمِعُوْا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَتِمُّوْا الْوُضُوْءَ، وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) [الصحيحة: ۸۷۲]

خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان، شرحبیل بن حسنہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم وضو پورا کرو، (خشک) ایڑھیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔

تخريج: الصحيحة ۸۷۲۔ ابن ماجه (۴۵۵)' ابن خزيمة (۲۶۵) مطولاً۔

فوائد: اس حدیث طیبہ سے واضح ہوا کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔ بعض لوگ وضو میں پاؤں پر مسح کرتے ہیں جو کہ قطعاً درست نہیں، قرآنی آیت کی حقیقی تفسیر احادیث نبویہ کی روشنی میں کی جائے تو یہ بات بالکل عیاں ہوتی ہے کہ پاؤں پر مسح نہیں بلکہ پاؤں اچھی طرح دھونا فرض ہے۔ بصورت دیگر وضو بھی نہیں ہوگا اور آدمی جہنم کی وعید کا مستحق ٹھہرے گا۔

مسائل المسح علی الخفین

خفین پر مسح کے مسائل

۲۳۵۵۔عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ ﷺ: ((إِذَا أَدْخَلَ أَحَدُكُمْ رِجْلَيْهِ فِي خُفَّيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ فَلْيَمْسَحْ عَلَيْهِمَا، ثَلَاثٌ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ)) [الصحيحة:۱۲۰۱]

ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک اس حال میں اپنے پاؤں موزوں میں داخل کرے کہ وہ دونوں پاک ہوں تو وہ اُن دونوں پر مسح کرے۔ تین دن مسافر کے لیے،ایک دن اور ایک رات مقیم کے لیے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۰۱۔ ابن ابی شیبۃ (۱/ ۱۲۳)۔

فوائد: موزوں پر مسح کرنا درست ہے۔موزے اگر باوضو پہنے ہوں تو وضوٹوٹنے کے بعد دوبارہ وضو کے لیے موزے اتارنا ضروری نہیں۔ بلکہ موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح کر لینا تکمیل وضو کے لیے کافی ہے۔مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کو تین دن تک موزوں پر مسح کی اجازت ہے اور یہاں یہ بات سمجھنا ازحد ضروری ہے کہ مسح کی ابتداء وضوٹوٹنے کے بعد پہلے مسح سے کی جائے گی۔مثلاً زید نے بروز جمعہ 9 بجے صبح وضو کر کے موزے پہنے اب اس کا وضو مغرب تک برقرار رہا تو وہ ہفتہ 9 بجے تک نہیں بلکہ مغرب تک مسح کر سکتا ہے کیونکہ مدت کا آغاز حدث سے ہوگا۔

جرابوں پر مسح: موزوں کی طرح جرابوں پر مسح کرنا بھی درست ہے۔ترمذی شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے روایت ہے کہ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ نبی نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔اس حدیث کو امام ترمذی اور امام البانی سمیت کثیر محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔حدیث سے معلوم ہوا کہ جرابوں اور جوتوں پر مسح جائز ہے۔نیز جوتوں پر مسح کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے جوتوں میں صرف تسمہ ہی لگا ہوا ہوتا تھا اور وہ جرابوں پر مسح کرنے میں رکاوٹ نہ تھا، جوتوں کی بناوٹ ہوائی چپل نما تھی، پاؤں کا اوپر والا حصہ تقریباً ننگا ہی رہتا تھا۔صحابہ کرام میں حضرت انس، براء بن عازب، ابوامامہ اور حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے بلکہ جرابیں موزوں کے مدلول میں ہی شامل ہیں۔علامہ دولابی رحمہ اللہ نے جید سند سے اپنی مشہور کتاب ''الکنی والاسماء'' میں نقل فرمایا ہے کہ جلیل القدر تابعی حضرت ارزق بن قیس کہتے ہیں، میں نے سیدنا انس کو دیکھا کہ اُن کا وضوٹوٹ گیا تو انہوں نے نیا وضو کرتے ہوئے اپنی اون کی جرابوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ بھی خفاف (یعنی موزے) ہے۔اگرچہ اون کے ہیں۔خادم رسول سیدنا انس ﷺ کی صراحت سے واضح ہوا کہ موزے صرف چمڑے ہی کے نہیں ہوتے بلکہ ہر اُس لفافے کو شامل ہیں جو اچھی طرح پاؤں کو ڈھانپ لے اور جرابیں لغوی و قیاسی لحاظ سے بھی موزوں کے مدلول سے خارج نہیں۔نیز یاد رہے! احناف کے نزدیک بھی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے مگر وہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ موٹی، مجلد یا منعل ہوں۔امام ابو یوسف، امام محمد فرماتے ہیں جرابوں پر مسح جائز ہے، جبکہ موٹی ہوں باریک نہ ہوں۔لیکن اُن کی یہ شرط خود ساختہ ہے جس کی دین میں کوئی حیثیت نہیں لہٰذا جس کو آپ جراب کہہ سکتے ہیں، اُس پر مسح کرنا جائز ہے۔واللہ یھدی الی الحق

اهمية الوتر فی الوضوء وغیرہ

وضوء وغیرہ میں طاق کی اہمیت کا بیان

۲۳۵۶۔عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعًا: ((إِذَا

ابوہریرہ ﷺ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، جب تم میں سے کوئی ایک

سْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا، وَإِذَا اسْتَنْثَرَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وِتْرًا)) [الصحيحة:١٢٩٥]

استنجا کرے تو وہ طاق استنجا کرے اور جب ناک جھاڑے تو طاق ناک جھاڑے۔

تخریج: الصحيحة ١٢٩٥- حميدى (٩٥٧)' ابو نعيم فى المستخرج (٥٦٠)' بهذا اللفظ' مسلم (٢٣٧) مختصراً۔

الإستنشار ثلاثاً

تین مرتبہ ناک جھاڑنے کا بیان

٢٣٥٧ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ، فَتَوَضَّأَ، فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ)) [الصحيحة:٣٩٦١]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو اپنی ناک کو تین دفعہ جھاڑے۔ کیونکہ شیطان اُس کی ناک کی ہڈی پر رات گزارتا ہے۔

تخریج: الصحيحة ٣٩٦١- بخارى (٣٢٩٥)' مسلم (٢٣٨)' ابو عوانة (١/ ٢٤٨)' نسائى (٩٠)۔

تطهير الثوب من دم الحيض

حیض کے خون سے کپڑا صاف کرنے کا بیان

٢٣٥٨ـعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، كَيْفَ تَصْنَعُ فِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ، ثُمَّ انْضَحِي فِي سَائِرِهِ) ثُمَّ لِتُصَلِّي فِيهِ)) [الصحيحة:٢٩٩]

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا، کیا فرمان ہے آپ کا ہم میں سے اُس عورت کے متعلق جس کے کپڑوں کو حیض کا خون لگے، وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کے کپڑے کو حیض کا خون لگے تو وہ اُس کو کھرچے پھر اُس کو پانی کے ساتھ دھوئے اور ایک روایت میں ہے اُس کو پانی کے ساتھ کھرچے اور پھر سارے کو پانی کے ساتھ دھولے اور پھر اُسی میں نماز پڑھ لے۔

تخریج: الصحيحة ٢٩٩- بخارى (٣٠٧)' مسلم (٢٩١)' ابوداؤد (٣٦١)' مالك فى الموطا (١/ ٦١)۔

فوائد: حیض کا خون نجس ہے۔ کپڑے پر لگا ہو تو اُس میں نماز پڑھنا درست نہیں بلکہ اُس جگہ کو اچھی طرح کھرچتے ہوئے دھولینا چاہیے، اگر کھرچنے اور دھونے کے بعد خون کی رنگت یا خون کا نشان کپڑے پر باقی رہے تو یہ قابل مواخذہ نہیں بلکہ اُس میں نماز پڑھنا درست ہے۔

الوضوء من مس فرجه

اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضوء کرنا

٢٣٥٩ـعَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ))

بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو لگائے تو وضو کرے۔

[الصحیحة:۱۲۳۵]

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۵۔ نسائی (۴۴۶)' حاکم (۱/ ۱۳۶)' بیهقی (۱/ ۱۳۲)' بهذا للفظ۔

فوائد: اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اختلاف کی وجہ ایک دوسری روایت ہے۔ مذکورہ حدیث میں تو یہی بیان ہے کہ وضو کرے لیکن سنن ابی داود، جامع ترمذی سنن نسائی سمیت دیگر کتابوں میں وارد صحیح حدیث کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت طلق ﷺ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ جس نے وضو کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھو لیا تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: هَلْ هُوَ إِلَّا بَضْعَةٌ مِنْكَ وہ تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔ مطلب یہ کہ وضو کے بعد اگر شرم گاہ کو ہاتھ لگ جائے تو دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ بہر حال ہمارے نزدیک ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق کی صورت یہی ہے کہ اگر شہوانی جذبات کے ساتھ ہاتھ لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، بصورت دیگر وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور امام البانی رحمہم اللہ سمیت فقہا الحدیث کا یہی موقف ہے۔ بلکہ مشہور امام اہل حدیث علامہ محمد حامد الفقی رئیس جمعية انصار السنة المحمدية مختصر سنن ابی داود: ۱/ ۱۳۵ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: وَالَّذِي تَطْمَئِنُّ إِلَيْهِ نَفْسُ الْفَقِيهِ أَنَّهُ لَا تَعَارُضَ بَيْنَ حَدِيثِ بُسْرَةَ وَحَدِيثِ طَلْقٍ وَذٰلِكَ أَنَّ لِلْفَرْجِ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ إِحْسَاسًا غَيْرَ إِحْسَاسِ بَقِيَّةِ الْأَعْضَاءِ فَمَنْ مَسَّهُ بِقَصْدِ إِيقَاظِ هٰذَا الْإِحْسَاسِ الْخَاصِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ فَمَنْ مَسَّهُ كَمَا يَمَسُّ أَيَّ عُضْوٍ آخَرَ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ دونوں متعارض احادیث میں جس تطبیق پر فقیہ کا دل مطمئن ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ اگر خاص شہوانی جذبات کے پیش نظر شرمگاہ کو ہاتھ لگا ہے تو اس سے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے اور اگر ایسی کیفیت نہیں بلکہ بلا قصد و ارادہ جس طرح دوسرے عضو کو ہاتھ لگتا ہے، وہاں پر بھی ہاتھ لگ گیا تو اس سے دوبارہ وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بعض فقہاء احناف کے نزدیک لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَلَوْ بِشَهْوَةٍ شہوانی جذبات سے ہاتھ لگنے پر بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن ان کا یہ موقف صحیح اور راجح نہیں بلکہ حدیث شریف سے متصادم ہے۔

۱۲۳۶۔ قَالَ ﷺ: ((إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)) وَرَدَ بِهٰذَا اللَّفْظِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَغَيْرِهِمْ۔ [الصحیحة:۱۲۶۱]

آپ ﷺ نے فرمایا: جب دونوں شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یہی الفاظ حضرت عائشہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابو ہریرہ ﷺ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ سے منقول ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۶۱۔ (۱) عائشة : احمد (۶/ ۲۳۹) و مسلم (۳۴۹) بمعناه۔ (۲) عبدالله بن عمرو: ابن ماجه (۶۱۱)' احمد (۲/ ۱۷۸)۔ (۳) ابو هريرة ﷺ: بيهقى (۱/ ۱۶۳) و مسلم (۳۴۸) بنحوه۔

فوائد: آغاز اسلام میں میاں بیوی کے لیے یہ آسانی تھی کہ اگر مباشرت کے وقت انزال نہیں ہوا تو غسل کرنا ضروری نہیں تھا بلکہ آپ کا ارشاد تھا کہ اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ پانی، پانی سے، یعنی غسل کا پانی منی کا پانی نکلنے پر واجب ہوتا ہے۔ سنن ابی داود، ابن ماجہ اور سنن بیہقی وغیرہ میں بسند صحیح صحابی رسول کا فرمان موجود ہے کہ آغاز اسلام میں محض دخول پر غسل اس لیے ضروری نہیں تھا کہ لوگوں کے پاس کپڑے بہت کم تھے۔ ﴿ثُمَّ أُمِرَ بِالْغُسْلِ وَنُهِيَ مِنْ ذٰلِكَ﴾ پھر بعد میں غسل کا حکم دیا گیا اور پہلی رخصت سے منع کر دیا گیا اور مندرجہ

بالا حدیث سے ہی پہلا حکم منسوخ ہوا اور اب حکم یہ ہے کہ دخول پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

باب: وجوب التطهير من الغائط

۲۳۶۱۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَغَوَّطَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَمْسَحْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، (وَفِي رِوَايَةٍ) : فَلْيَتَمَسَّحْ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ، وَالسَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ، وَأَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ۔ [الصحيحة:۳۳۱۶]

باب: قضائے حاجت کے بعد طہارت کا وجوب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کرے تو تین مرتبہ استنجاء کرے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ تین پتھروں کے ساتھ استنجاء کرے۔ یہ الفاظ حضرت جابر، سائب بن خلاد، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۱۶۔ (۱) جابر: احمد (۳/ ۳۳۶)' ابن خزیمۃ (۷۶) بنحوہ۔ (۲) السائب بن خلاد: بخاری فی التاریخ (۴/ ۱۵۱)' طبرانی (۶۶۲۳)' (۳) ابو ایوب رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۴۰۵۵)' وفی الاوسط (۳۱۷۰)۔

من ادب الخلاء

۲۳۶۲۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا تَغَوَّطَ الرَّجُلَانِ، فَلْيَتَوَارَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ صَاحِبِهِ، وَلَا يَتَحَدَّثَانِ عَلَى طَوْفِهِمَا، فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلَى ذٰلِكَ)) [الصحيحة:۳۱۲۰]

بول و براز کے آداب

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو آدمی قضائے حاجت کے لیے جائیں تو اُن میں سے ہر ایک اپنے دوسرے ساتھی سے چھپ جائے اور پاخانہ کرتے وقت آپس میں باتیں نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۰۔ الوھم والایھام لا بن القطان (۵/ ۲۴۰)و اتحاف المھرۃ لابن حجر (۳۱۴۲)' من روایۃ ابن السکن۔

فوائد: بعض دیہاتوں میں باہر کھلی فضا میں قضائے حاجت کرتے ہوئے پردے اور خاموشی کا اہتمام نہیں کیا جاتا، جبکہ بے پردگی یا ایسی حالت میں گفت وشنید کرنا اللہ کی ناراضگی مول لینے کے مترادف ہے۔ یاد رہے! اکیلا آدمی بھی قضائے حاجت کرتے ہوئے کسی دوسرے سے ہم کلام ہو نہ باتوں کا جواب دے۔

فضل الوضوء و مشی إلى المسجد

۲۳۶۳۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يَنْزِعُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ تَزَلْ رِجْلُهُ الْيُسْرَى تَمْحُوْ سَيِّئَةً، وَتَكْتُبُ الْأُخْرَى حَسَنَةً، حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ)).

وضوء اور مسجد کی طرف چلنے کی فضیلت

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر نماز ہی کے لیے مسجد کی طرف نکلے تو ہمیشہ اس کا بایاں پاؤں گناہ مٹاتا رہتا ہے اور دوسرا نیکی لکھتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔

[الصحيحة:١٢٩٦]

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۶- طبرانی فی الکبیر (۱۳۳۲۸)' حاکم (۱/ ۲۱۷)' بیهقی فی الشعب (۲۸۸۴)-

ممانعة التشبيك في الوضوء

وضوء کے وقت تشبیک کی ممانعت

٢٣٦٤ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ لِلصَّلَاةِ، فَلَايُشَبِّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ)) [الصحيحة:١٢٩٤]

ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک نماز کے لیے وضو کرے تو وہ اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۴- طبرانی فی الاوسط (۸۴۲)' ابن خزیمة (۴۴۰)' حاکم (۱/ ۲۰۲) من طریق آخر عنه-

امر الانتثار

ناک جھاڑنے کا حکم

٢٣٦٥ـعَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ.)) [الصحيحة:١٣٠٥]

سلمہ بن قیس اشجعی ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو وضو کرے تو ناک جھاڑ اور جب استنجاء کرے تو طاق کر۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۵- ترمذی (۲۷)' نسائی (۸۹)' ابن ماجه (۴۰۶)' احمد (۴/ ۳۳۹'۳۴۰)-

استحباب تخليل الأصابع

انگلیوں کے خلال کا استحباب

٢٣٦٦ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ)).[الصحيحة:١٣٠٦]

ابن عباس ﷺ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو وضو کرے تو اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کر۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۶- ترمذی (۳۹)' احمد (۱/ ۲۸۷)' حاکم (۱/ ۱۸۲)-

تحريم استقبال القلبة و ادبارها للحاجة

قضاء حاجت کے لیے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے

٢٣٦٧ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا)) [الصحيحة:١٣٠١]

ابوہریرہ ﷺ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے: جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تو نہ وہ قبلہ کی طرف رخ کرے اور نہ ہی پیٹھ۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۱- مسلم (۲۶۵)' ابوعوانة (۱/ ۲۰۰)' بهذا اللفظ ' ابوداؤد (۸)' ابن ماجه (۳۱۲) مطولاً من طریق آخر-

بيان من الختنة

ختنہ کا بیان

٢٣٦٨ـعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰہِﷺ: ((إِذَا خَفَضْتِ فَأَشِمِّي وَلَا تُنْهِكِي، فَإِنَّهُ أَسْرَىٰ لِلْوَجْهِ، وَأَحْظَىٰ لِلزَّوْجِ)). [الصحيحة:٧٢٢]

(ایک عورت سے) فرمایا: جب تو ختنہ کرے تو معمولی سا ٹکڑا کاٹ دے اور جڑ سے نہ کاٹ کیونکہ یہ چہرے کو روشن کرتا ہے اور شوہر کے لیے لذت بخش ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۲۲۔ الاولابی فی الکنی (۲/ ۱۲۲)، خطیب فی التاریخ (۵/ ۳۲۷)، طرانی فی الاوسط (۲۲۷۴)۔

فوائد: عرب میں بچی کا بھی ختنہ کیا جاتا تھا اور اس حدیث میں ختنہ کرنے والی عورت کو ختنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، کہ زیادہ عضو نہیں کاٹنا چاہیے۔

اجتناب الظل والطريق بالحاجة

قضاء کے وقت سایہ دار جگہ اور راستوں سے بچنا

٢٣٦٩ـعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِﷺ حَدَّثَ قَوْمَهُ وَعَلَّمَهُمْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَوْمًا-وَهُوَ كَأَنَّهُ يَلْعَبُ- مَابَقِيَ لِسُرَاقَةَ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَكُمْ كَيْفَ التَّغَوُّطُ؟ فَقَالَ سُرَاقَةُ: ((إِذَا ذَهَبْتُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَاتَّقُوا الْمَجَالِسَ عَلَى الظِّلِّ وَالطَّرِيقِ، خُذُوا النَّبْلَ، وَاسْتَنْشِبُوا عَلَى سُوقِكُمْ وَاسْتَجْمِرُوا وِتْرًا)) [الصحيحة:٢٧٤٩]

سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت ہے جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آئے اور اپنی قوم کو دین سکھلایا تو ایک دن اُن سے ایک آدمی نے بطور طنز کہا کہ اب تو سراقہ کے لیے صرف قضائے حاجت کا طریقہ ہی رہ گیا ہے کہ وہ ہمیں سکھلائے، تو حضرت سراقہ نے کہا جب تم قضائے حاجت کیلئے جاؤ تو سایہ دار جگہ اور راستوں پر بیٹھنے سے بچو اور چھوٹے چھوٹے کنکر ساتھ لو اور اپنی پنڈلی پر زور ڈالو اور طاق استنجاء کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۴۹۔ طبرانی فی الاوسط (۵۱۹۴)۔

فوائد: اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک دین کے تمام آداب و مسائل مکمل نہیں ہوئے تب تلک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنے ہاں نہیں بلایا جب دین مکمل ہوگیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گھریلو مسائل سے لے کر حکمرانی کے تمام قوانین سیکھ لئے اور اطراف عالم میں پھیل گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو اپنے ہاں بلالیا۔ اب الحمد للہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور حضرات محدثین کی شب و روز کی محنتوں سے ہمارے پاس پورے کا پورا دین محفوظ ہے۔ حتیٰ کہ قضائے حاجت کے جمیع آداب کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ مگر صد افسوس! آج کل اپنی طرف سے دین میں اضافہ کیا جارہا ہے اور لوگوں نے دین اسلام کے مقابلہ میں ایک نیا عقیدہ بدعت ایجاد کر رکھی ہے جو کہ سراسر گمراہی و ضلالت ہے۔

احتلام المرأة وصفتها

عورت کے احتلام اور اس کی صفت کا بیان

٢٣٧٠ـعَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَىٰ فِي مَنَامِهَا مَايَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِﷺ: ((إِذَا رَأَتْ ذٰلِكَ

انس ﷺ سے روایت ہے بے شک ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عورت کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کہ جب وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (یعنی احتلام کے نشانات)؟ رسول اللہ ﷺ نے

فَاَنْزَلَتْ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ))۔ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَكُوْنُ هٰذَا؟ قَالَ:((نَعَمْ، مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ، وَمَاءُ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ، فَاَيُّهُمَا سَبَقَ اَوْعَلَا اَشْبَهَهُ الْوَلَدُ)) [الصحيحة: ١٣٤٢]

فرمایا: جب عورت یہ دیکھے تو اس پر غسل لازم ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا عورت کو بھی ایسے (یعنی احتلام) ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، آدمی کی منی گاڑھی سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی باریک زرد ہوتی ہے اور اُن دونوں میں سے جو سبقت لے جائے یا غالب آجائے تو اُسی پر بچے کی مشابہت ہوتی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۴۲۔ مسلم (۳۰/ ۳۱۱)' ابو عوانۃ (۱/ ۲۸۹)' ابن ماجہ (۶۰۱)' احمد (۳/ ۱۲۱)۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاتون خانہ کو اپنے مخصوص مخفی مسائل بھی بوقت ضرورت عالم دین سے پوچھنے چاہئیں۔ اگر کوئی عورت شرم وحیاء کی وجہ سے خود نہیں پوچھ سکتی تو وہ کسی عمر رسیدہ خاتون کے ذریعے عالم دین سے دریافت کر سکتی ہے۔ کیونکہ مخفی مسائل میں شرم کرتے ہوئے سوال ہی نہ کرنا بسا اوقات گمراہی اور نقصان کا سبب بنتا ہے۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں کی تعریف کی اور فرمایا: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ يَسْاَلْنَ عَنِ الدِّيْنِ وَاَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِيْهِ انصار کی عورتیں بہت اچھی تھیں، ان کو دین کے متعلق سوال کرنے اور دین کی سمجھ حاصل کرنے میں شرم وحیاء رکاوٹ نہیں ہوتی تھی۔ یاد رہے! عالم دین کو بھی تحریراً یا اشارے کنایہ میں بطریق احسن صحیح جواب دینا چاہیے۔

باب: من ادب الخلاء

باب: قضائے حاجت کے آداب

اجتناب التسليم عند الخلاء

قضاء حاجت کے وقت سلام کرنے سے اجتناب کرنا

٢٣٧١ـعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ وَهُوَ يَبُوْلُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا رَاَيْتَنِيْ عَلٰى مِثْلِ هٰذِهِ الْحَالَةِ، فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ، فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ، لَمْ اَرُدَّ عَلَيْكَ)) [الصحيحة:١٩٧]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک ایک آدمی رسول اللہ کے پاس سے اس حال میں گزرا کہ آپ پیشاب کر رہے تھے، تو اُس نے آپ پر سلام کیا، رسول اللہ نے (بعد میں) فرمایا: جب تو مجھے اس حال میں دیکھے تو مجھے سلام نہ کہہ، اگر تو نے ایسا کیا تو میں تجھے جواب نہیں دوں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۷۔ ابن ماجہ (۳۵۲)' ابن ابی حاتم فی العلل (۶۸)' ابن عدی فی الکامل (۷/ ۲۵۷۴)۔

فوائد: جب آدمی حالتِ بول و براز میں ہو تو اُس کو سلام کرنا مکروہ ہے اور کراہت وممانعت کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے واضح طور پر فرمایا: فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ ایسی حالت ہو تو مجھے سلام نہ کر۔ اس موقع یا اس جیسی حالت کے موقع کے علاوہ دوسرے کسی موقع پر سلام کرنا مکروہ نہیں۔ بعض حنفی فقہاء وغیرہ نمازی پر یا تلاوت قرآن کرنے والے پر یا دعا مانگنے والے پر یا دوران خطبہ سلام کرنے کو مکروہ کہتے ہیں جو کہ قطعاً درست نہیں۔ اس لیے کہ کسی عمل کو مکروہ قرار دینے کے لیے شریعت سے دلیل دینا لازمی وضروری ہے اور ایسی کوئی دلیل شریعت میں موجود نہیں کہ جس سے ان مواقع پر سلام کرنے کی کراہت وممانعت ہو البتہ ایسے مواقع پر جواز کی صحیح احادیث موجود

ہیں۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''آپ پر سلامتی ہو'' کا مطالعہ فرمائیں۔

خروج المحدث من الصلاة

بے وضوء کا نماز سے نکلنے کا بیان

۲۳۷۲۔عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَأَحْدَثَ، فَلْيُمْسِكْ عَلٰى أَنْفِهٖ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ)) [الصحيحة:٢٩٧٦]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ نبی پاک سے روایت کرتی ہیں، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اس کا وضو ٹوٹ جائے، تو وہ اپنی ناک پکڑے (اور صف سے) نکل جائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۶۔ ابن ماجه (۱۲۲۲)' ابو داؤد (۱۱۱۴)' دارقطنی (۱/ ۱۵۷)' ابن خزیمة (۱۰۱۹)۔

فوائد: ناک پکڑ کر صف سے نکلنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ دوسرے نمازیوں کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ شخص بے وضو ہوگیا ہے۔ بصورتِ دیگر بدگمانی کی کوئی شکل پیدا ہوسکتی ہے۔

مسح على الخفين

خفین پر مسح کا بیان

۲۳۷۳۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَدَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: مَتٰى أَوْلَجْتَ خُفَيْكَ فِيْ رِجْلَيْكَ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَهَلْ نَزَعْتَهُمَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((أَصَبْتَ السُّنَّةَ)) [الصحيحة:٢٦٢٢]

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں جمعہ والے دن شام سے مدینہ کی طرف نکلا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ تو آپ نے کہا تو نے موزوں کو اپنے پاؤں میں کب پہنا؟ میں نے کہا جمعے والے دن، آپ نے فرمایا: کیا تو نے ان دونوں کو اتارا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے سنت کو پایا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۲۔ طحاوی (۱/ ۴۸)' دارقطنی (۱/ ۱۹۶)' حاکم (۱/ ۱۸۰' ۱۸۱)' بیهقی (۱/ ۲۸۰) و تقدم برقم (۲۰۴۷)۔

تاكيد السواك

مسواک کی تاکید کا بیان

۲۳۷۴۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ)) [الصحيحة:٢٩٩٥]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں مسواک کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۵۔ بخاری (۸۸۸)' نسائی (۶)' احمد (۳/ ۱۴۳)۔

الغسل الاحرام

احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا

۲۳۷۵۔عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ، عَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ قَدْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، فَقَالَ: كَيْفَ تَأْمُرُنِيْ

صفوان بن امیہ سے روایت ہے، کہتے ہیں ایک آدمی زعفران میں لتھڑا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اُس پر لباس بھی تھا اور اُس نے عمرے کا احرام بھی باندھا تھا، اُس نے کہا: اے اللہ کے

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي عُمْرَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ -عَزَّوَجَلَّ-: ﴿وَأَتِمُّوا الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ؟)) فَقَالَ: [هَا]أَنَا [ذَا] فَقَالَ: ((أَلْقِ [عَنْكَ]ثِيَابَكَ وَاغْتَسِلْ، وَاسْتَنْقِ مَااسْتَطَعْتَ، وَمَاكُنْتَ صَانِعاً فِي حَجَّتِكَ، فَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ)) [الصحيحة:٢٧٦٥]

رسول آپ مجھے میرے عمرہ کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ آیت نازل کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اُس نے کہا میں ہوں اللہ کے رسول ، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے کپڑے اُتار دے اور غسل کر اور حسب استطاعت پاکی حاصل کر۔ اور جو تو اپنے حج میں کرنے والا ہے، وہی اپنے عمرہ میں کر۔

تخریج: الصحیحة ٢٧٦٥۔ طبرانی فی الاوسط (١٨٣٦)' ابن ابی حاتم فی التفسیر (١/ ٣٣٤)' ابن عبدالبر فی التمهید (٢/ ٢٥١)۔

القاء شعر الكفر

کفر کے بال ختم کرنا

٢٣٧٦ـ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أُخْبِرْتُ عَنْ عُثَيْمِ بْنِ كُلَيْبٍ [الْجُهَنِيِّ] عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: قَدْ أَسْلَمْتُ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ، يَقُوْلُ اِحْلِقْ)) قَالَ: وَأَخْبَرَنِي آخَرُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِآخَرَ: ((أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ، وَاخْتَتِنْ))
[الصحيحة:٢٩٧٧]

ابن جریج سے روایت ہے کہتے ہیں مجھے عثیم بن کلیب جہنی کے متعلق خبر دی گئی وہ اپنے باپ ،اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا میں مسلمان ہوگیا ہوں، نبی کریم ﷺ نے اُس کو کہا: اپنے سے کفر کے بال پھینک دے ،یعنی آپ اُسے بال مونڈھنے کا کہہ رہے تھے، ابن جریج کہتے ہیں، ایک دوسرے نے مجھے اُن کے متعلق خبر دی کہ نبی نے دوسرے کو کہا اپنے جسم سے کفر کے بال اتار اور ختنہ کر۔

تخریج: الصحیحة ٢٩٧٧۔ عبدالرزاق (٩٨٣٥)' ومن طریقه احمد (٣/ ٤١٥) وابوداؤد (٣٥٦)' والبیهقی (١/ ١٧٢)۔

فوائد: دیگر روایات میں نومسلم کے لیے غسل کرنے کا حکم بھی موجود ہے۔

التاكيد بالسواك

مسواک کرنے کی تاکید کا بیان

٢٣٧٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خِفْتُ عَلٰى أَسْنَانِي))
[الصحيحة: ١٥٥٦]

ابن عباس ﷺ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے مسواک کا (اس قدر زیادہ حکم دیا) کہ مجھے اپنے دانتوں کا ڈر پیدا ہوگیا۔

تخریج: الصحیحة ١٥٥٦۔ طبرانی فی الکبیر (١٢٢٨٦) وفی الاوسط (٦٩٥٦)' الضیاء فی المختارة (١٠/ ٢٩٤)۔

فوائد: مجھے اپنے دانتوں کا ڈر پیدا ہوگیا کا مطلب ہے کہ کہیں کثرت سے مسواک کرنے پر میرے دانت ہی نہ گر جائیں۔

مسح على الخفين ثلاثة أيام

تین دن تک خفین پر مسح کرنا

۲۳۷۸۔عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِمْسَحُوْا عَلَى الْخِفَافِ [ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ])) وَلَوْ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا۔ [الصحيحة:۱۵۵۹]

خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موزوں پر تین دن تک مسح کرو اور اگر ہم زیادہ کا مطالبہ کرتے تو آپ ہمیں زیادہ دنوں کی اجازت مراحمت فرمادیتے۔

تخريج: الصحيحة ۱۵۵۹۔ احمد (۵/ ۲۱۳)' طبرانی فی الكبير (۳۷۵۵)' ابن حبان (۱۳۳۲)۔

فضل الوضوء

وضوء کی فضیلت کا بیان

۲۳۷۹۔عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ إِلَى عَدَنٍ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ، وَلَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَذُوْدُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِهِ)). قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ، مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ)) [الصحيحة:۳۵۲۶]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کی چوڑائی اس سے بھی زیادہ ہے جتنی ایلہ سے عدن تک کی مسافت ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، البتہ اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اور البتہ وہ زیادہ سفید ہے دودھ سے، اور زیادہ میٹھا ہے شہد سے۔ اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اُس سے آدمیوں کو اس طرح ہانکوں گا جس طرح آدمی اجنبی اونٹوں کو حوض سے ہانکتا ہے۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ ہمیں پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تم پیش ہو گے مجھ پر اور تمہارے پانچوں کلاں وضو کے نشانات سے چمک رہے ہوں گے۔ تمہارے علاوہ کسی دوسری امت کی یہ نشانی نہیں ہوگی۔

تخريج: الصحيحة ۳۵۲۶۔ مسلم (۲۴۸)' ابن ماجه (۴۳۰۲)' والسياق له' ابن حبان (۷۲۴۱)۔

فوائد: دیگر روایات میں یہ صراحت موجود ہے کہ بدعتی لوگوں کو حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا، جو دین میں نت نئے اضافے کرتے رہے اور جنہوں نے رحمتِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو اپنے لیے عملاً کافی نہ سمجھا۔

ما يقال عند دخول الخلاء

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کیا کہا جائے گا

۲۳۸۰۔عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) [الصحيحة: ۱۰۷۰]

زید بن ارقم سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، کہ بلاشبہ یہ قضائے حاجت والی جگہ جنات کے آنے جانے کی جگہ ہے، جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو وہ یہ ضرور کہے؟ اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

تخريج: الصحيحة ۱۰۷۰۔ ابوداؤد (۶)' ابن ماجه (۲۹۶)' احمد (۴/ ۳۶۹)' بيهقی (۱/ ۹۶)۔

فوائد: ایک روایت میں اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ کے الفاظ ہیں۔ حدیث مبارکہ کا مضمون مطابق واقعہ ہے۔ حقیقتاً اکثر سرکش جنات کا مرکز و مسکن بیت الخلاء ہی ہوتے ہیں۔ بغیر دعا کے ایسی جگہ جانے سے اُن کے شر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے شریعت مطہرہ نے قضائے حاجت اور طہارت کے دیگر آداب کے علاوہ بہترین دعا بھی سکھلائی، جسے پڑھ کر ہر قسم کے برے اثر سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ یادرہے! ناپاکی کی وجہ سے ہی لوگ وساوس اور برے اثرات کا شکار ہوتے ہیں۔

باب: وجوب نقض الشعر في غسل الحيض

باب: غسل حیض میں بالوں کو کھولنا ضروری ہے

۲۳۸۱۔عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا فِي الْحَيْضِ: ((انْقُضِي شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِي))

[الصحيحة: ۱۸۸]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے اُن کو غسل حیض میں کہا کہ اپنے بال کھول اور غسل کر۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۸۔ ابن ابی شیبة (۱/ ۷۹)، ابن ماجه (۶۴۱)۔

فوائد: غسل جنابت میں عورت کو بال نہ کھولنے کی اجازت ہے، صحیح مسلم کی مرفوع روایت میں صراحت ہے، ایک عورت نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں اپنے سر کے بال سخت باندھتی ہوں، تو کیا غسل جنابت پر انہیں کھولوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا يَكْفِيكِ اَنْ تَحْفِنِیْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تین چلو سر پر ڈال لے۔ مگر غسل حیض میں بال کھولنے اور اچھی طرح جڑوں تک دھونے کا حکم ہے۔

احكام الاستحاضه

استحاضہ کے احکام

۲۳۸۲۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ حُبَيْشٍ جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ، فَدَعِي الصَّلَاةَ فَإِذَا أَدْبَرَتْ، فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ، [ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتّٰى يَجِيءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ] ثُمَّ صَلِّي))

[الصحيحة: ۳۰۱]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں بے شک فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا میں استحاضہ والی عورت ہوں، پس پاک نہیں ہوتی، کیا میں نماز کو چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: بے شک یہ رگ ہے، اور حیض نہیں ہے، پس جب حیض آئے تو نماز کو چھوڑ دے اور جب چلا جائے تو اپنے سے خون کو دھو اور ہر نماز کے لیے وضو کر اور نماز پڑھ حتیٰ کہ پھر حیض کا وقت آ جائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۱۔ بخاری (۲۲۸)، مسلم (۳۳۳)، ابوداؤد (۲۸۲)، ترمذی (۱۲۵)، ابن ماجه (۶۲۱)۔

كراهة التسليم عند الخلاء

قضاء حاجت کے وقت سلام کرنے کی کراہت کا بیان

۲۳۸۳۔عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ أَوْ قَالَ عَلَى طَهَارَةٍ))

[الصحيحة:٨٣٤]

مہاجر بن قنفذ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ پیشاب کرر ہے تھے، انھوں نے آپ کو سلام کیا ،تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ وضو فرمایا۔ پھر آپ نے عذر بیان کیا اور فرمایا کہ میں طہارت کے بغیر اللہ کا ذکر ناپسند کرتا ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۴۔ ابو داؤد (۱۷)' نسائی (۳۸)' ابن ماجه (۳۵۰)' احمد (۵/ ۸۰)۔

فوائد: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی کا موقف ہے کہ بغیر وضو کے تلاوتِ قرآن کرنا بدرجہ اولی مکروہ ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے حدث کی حالت میں سلام کا جواب دینا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ سلام اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اگر آپ نے سلام کا جواب دینا پسند نہیں کیا تو ایسی حالت میں تلاوتِ قرآن کیسے پسند فرماسکتے ہیں۔ جبکہ تلاوتِ قرآن پوری کی پوری کلام الہی ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں ﴿لَمَّا كَانَ ((اَلسَّلَامُ)) اسمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى كَرِهَ النَّبِيُّ أَنْ يَذْكُرَهُ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ تِلَاوَةَ الْقُرْآنِ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ مَكْرُوهٌ مِنْ بَابِ أَوْلَى فَلَا يَنْبَغِي إِطْلَاقُ الْقَولِ بِجَوَازِ قِرائته لِلْمُحْدِثِ كَمَا يَفْعلُ بعضُ إِخواننا أهلِ الحدِيثِ﴾ یقیناً اس حدیث کے مطابق شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ کی رائے قابلِ قدر ہے اور تلاوتِ قرآن کے لیے باوضو ہونا ہی بہتر ہے۔

اى الرجل أعظم الغنيمة

سب سے زیادہ غنیمت والا کون ہے

۲۳۸٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا، فَأَعْظَمُوا الْغَنِيمَةَ، وَأَسْرَعُوا الْكَرَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَارَأَيْنَا بَعْثَ قَوْمٍ بِأَسْرَعَ كَرَّةً وَأَعْظَمَ غَنِيمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَسْرَعِ كَرَّةً وَأَعْظَمَ غَنِيمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ؟ رَجُلٌ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ تَحَمَّلَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ الْغَدَاةَ، ثُمَّ عَقَّبَ بِصَلَاةِ الضُّحَى، فَقَدْ أَسْرَعَ الْكَرَّةَ، وَأَعْظَمَ الْغَنِيمَةَ))

[الصحيحة:٢٥٣١]

ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں ،رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، تو وہ بہت زیادہ مالِ غنیمت لے کر جلد ہی واپس آ گیا، ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے اس لشکر کے علاوہ کوئی لشکر نہیں دیکھا جو اتنی جلدی اتنا زیادہ مالِ غنیمت لے کر آیا ہو۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس لشکر سے زیادہ جلدی لوٹنے والے اور زیادہ مالِ غنیمت لانے والے کی خبر نہ دوں؟ ایسا آدمی جس نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد میں صبح کی نماز ادا کی پھر اُس کے بعد چاشت کی نماز پڑھی تو وہ بہت جلد بہت زیادہ مالِ غنیمت کے ساتھ پلٹا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۱۔ ابو یعلی (۶۵۵۹)' ابن حبان (۲۵۳۵)' ابن عدی (۲/ ۲۹۱)۔

فوائد: اس حدیثِ طیبہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد صلوٰۃ چاشت تک بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر و اذکار کرنا اس قدر عظیم عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ڈھیروں ثواب عطا فرماتے ہوئے بلند درجات پر فائز کرتا ہے۔ دوسری روایت میں اجر و ثواب کی تعیین

بھی کی گئی ہے کہ ایسا شخص پورے حج وعمرے کا ثواب لے کر اپنے گھر لوٹتا ہے۔

۲۳۸۵۔قَالَ ﷺ: ((اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ))
رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ: أَبِی أُمَامَةَ، وَأَبِی هُرَیْرَةَ، وَابْنِ عَمْرٍو، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِی مُوسَیٰ، وَأَنَسٍ، وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ۔
[الصحیحة:۳۶]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں کان سر میں سے ہیں، یہ الفاظ حضرت ابو امامہ، ابو ہریرہ، ابن عمرو، ابن عباس، وعائشہ، ابو موسیٰ، وانس، وسمرہ بن جندب، وعبداللہ بن زید ﷺ سے روایت کیے گئے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۔ (۱) ابو امامة : ابوداود (۱۳۴)' ترمذی (۳۷)۔ (۲) ابو هریرة: دارقطنی (۱/ ۱۰۱)' ابن ماجه (۴۴۵)۔ (۳) ابن عمر: دارقطنی (۱/ ۹۷'۹۸)۔ (۴) ابن عباس: دارقطنی (۱/ ۱۰۱)۔ (۵) عائشة: دارقطنی (۱/ ۱۰۰)۔ (۶) ابو موسی: دارقطنی (۱/ ۱۰۲)' طبرانی فی الاوسط (۴۰۹۶)۔ (۷) انس: دارقطنی (۱/ ۱۰۴)۔ (۸) سمرة: تمام الرازی فی مسند المقلین من الامراء (۳)۔ (۹) عبدالله بن زید ﷺ: ابن ماجه: (۴۴۳)۔

فوائد: یعنی سر کے مسح میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے۔ اور کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں۔ سر کے مسح کے لیے لیا ہوا پانی ہی کانوں کے مسح کے لیے کافی ہے۔ جس روایت میں کانوں کے مسح کے لیے الگ پانی لینے کا ذکر ہے وہ حدیث ضعیف ہے۔

استحباب مبالغة فی الوضوء

وضوء میں زیادتی کرنا مستحب ہے

۲۳۸۶۔عَنْ أَبِی حَازِمٍ، قَالَ: کُنْتُ خَلْفَ أَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ وَهُوَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، فَکَانَ یَمُدُّیَدَهُ حَتّٰی یَبْلُغَ إِبْطَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: یَا أَبَا هیرة! مَا هٰذَا الْوُضُوْءُ؟ فَقَالَ: یَا بَنِی فَرُّوْخٍ! أَنْتُمْ هَاهُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّکُمْ هَاهُنَا، مَاتَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوْءَ! سَمِعْتُ خَلِیْلِی یَقُوْلُ: ((تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءَ))
[الصحیحة:۲۵۲]

ابو حازم سے روایت ہے، کہتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ کے پیچھے تھا اور وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے، تو اپنے ہاتھ کو کھینچتے ہوئے بغل تک لے گئے، میں نے کہا اے ابو ہریرہ یہ کیا وضو ہوا؟ آپ نے کہا: اے بنی فروخ تم ادھر ہو؟ اگر میں جان لیتا کہ تم ادھر ہی ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا! میں نے اپنے دوست حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو پہنچتا رہا۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۔ مسلم (۲۵۰)' ابو عوانة (۱/ ۲۴۴)' نسائی (۱۴۹)۔

فوائد: وضو میں بغل تک بازو کو دھونا یہ ضروری نہیں ہے بلکہ کہنیوں تک ہی دھونا چاہیے۔ مذکورہ حدیث میں خیر کے جذبہ سے حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا یہ ذاتی عمل تھا جو کہ ہمارے لیے وجوب کا باعث نہیں۔ اور مذکورہ روایت بھی وجوب پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ ابو ہریرہؓ کا فرمانا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں ایسا نہ کرتا۔ گویا بغلوں تک دھونا ان کے نزدیک بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ یہ نہ فرماتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب: التمیم بالارض

باب: تیمّم زمین کی مٹی کے ساتھ کرنے کا بیان

۲۳۸۷۔عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ((تَمَسَّحُوْا بِالْأَرْضِ فَإِنَّهَا بِكُمْ بَرَّةٌ)) [الصحيحة:١٧٩٢]

حضرت سلمان سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، زمین سے تیمّم کرو وہ تمہارے ساتھ نیکی کرنے والی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۲۔ ابو الشیخ فی لطبقات المحدثین با صبهان (۶۴۸)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۴۸)۔

صفة الوضوء

وضوء کرنے کا بیان

۲۳۸۸۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ أَبَا جُبَيْرٍ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِابْنَتِهِ الَّتِي كَانَ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَمَرَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِوَضُوْءٍ، فَقَالَ: ((تَوَضَّأْ يَا أَبَا جُبَيْرٍ)) فَبَدَأَ أَبُوْ جُبَيْرٍ بِفِيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَبْدَأْ بِفِيْكَ، فَإِنَّ الْكُفَّارَ يَبْدَأُ بِفِيْهِ)) ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْوَضُوْءِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ [ثَلَاثًا] وَالْيُسْرٰى ثَلَاثًا ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ بے شک ابوجبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی اُس بیٹی کے ساتھ آئے جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو وضو کا حکم دیا اور فرمایا: اے ابوجبیر وضو کرو، تو ابوجبیر نے اپنے منہ سے آغاز کیا، رسول اللہ نے اُس کو کہا تو اپنے منہ سے وضو کا آغاز نہ کر بے شک کافر منہ سے طہارت کا آغاز کرتے ہیں، پھر رسول اللہ نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنی ہتھیلیوں کو دھویا، یہاں تک کہ اُنہیں اچھی طرح صاف کیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی داخل کیا تین مرتبہ اور اپنے چہرے کو دھویا تین مرتبہ پھر اپنے دائیں بازو کو اور بائیں بازو کو دھویا کہنی تک تین مرتبہ اور اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پاؤں دھوئے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۰۔ ابن حبان (۱۰۸۹)' الدولابی فی الکنی (۱/ ۲۳)' بیهقی (۱/ ۴۶)۔

فوائد: ہر عمل کی طرح وضو میں بھی طریقہ نبویؐ اپنانا ہم پر لازم ہے۔بعض فقہاء ان ابحاث میں الجھ جاتے ہیں کہ وضو میں کُلّی فرض ،سنت یا مستحب ہے، ناک میں پانی داخل کیے یا کُلّی کیے بغیر وضو ہوتا ہے یا نہیں......؟ ہم سمجھتے ہیں کہ کتاب وسنت کی روشنی میں وضو اُسی شخص کا ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق کرے گا اور جو شخص وضو میں کسی عضو کو اس لیے دھونے میں غفلت برتے کہ یہ فرض نہیں بلکہ سنت ہے تو یقیناً اُس کا وضو ناقص اور نامکمل ہے۔

استحباب الخلال

خلال کرنے کا استحباب

۲۳۸۹۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ أُمَّتِي)) [الصحيحة:٢٥٦٧]

انس بن مالک سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، میری امت میں خلال کرنے والوں کے لئے واہ واہ۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۶۷۔ طبرانی فی الاوسط (۱۵۹۶)۔

فوائد: وضو میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں اور داڑھی کے بالوں کا خلال کرنا چاہیے۔جس طرح کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم موجود ہے۔اور اس حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلال کرنے والوں پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

تنقية الثوب من دم الحيض

حیض کے خون سے کپڑے کو صاف کرنے کا طریقہ

٢٣٩٠۔عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُوْنُ فِي الثَّوْبِ؟ قَالَ: ((حُكِّيْهِ بِضِلَعٍ، وَاغْسِلِيْهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ)) [الصحيحة: ٣٠٠]

ام قیس بنت محصن سے روایت ہے، کہتی ہیں میں نے نبی ﷺ سے حیض کے خون کے متعلق سوال کیا جو کپڑے میں ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: اُس کو ہڈی کے ساتھ کھرچ اور اُس کو بیری کے پتوں والے پانی کے ساتھ دھو۔

تخریج: الصحیحة ٣٠٠۔ ابوداؤد (٣٦٣)' نسائی (٣٩٥)' ابن ماجه (٦٢٨)' احمد (٦/ ٣٥٥'٣٥٦)۔

فوائد: بیری کے پتوں والے پانی سے دھونے کا مقصود صرف اچھی طرح صفائی و طہارت حاصل کرنا ہے اور بیری کے پتوں میں یہ خاصیت ہے کہ وہ میل کچیل کو اچھی طرح صاف کر دیتے ہیں۔ اگر آج کسی پاؤڈر، صابن وغیرہ سے میل کچیل نکل جائے اور اچھی طرح طہارت حاصل ہو تو پانی میں بیری کے پتوں کا استعمال ضروری نہیں۔

٢٣٩١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ، يَعْنِي: إِسْبَاغَ الْوُضُوْءِ، وَكَانَ فِيْمَا قَالَ لَهُ: إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ، وَإِذَا سَجَدْتَّ فَأَمْكِنْ جَبْهَتَكَ مِنَ الْأَرْضِ، حَتّٰى تَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ))

[الصحيحة: ١٣٤٩]

ابن عباس ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں ایک آدمی نے نبی ﷺ سے نماز کے معاملہ میں کسی چیز کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر، یعنی مکمل وضو کر اور آپ کی اُن باتوں میں سے یہ بات بھی تھی، آپ نے فرمایا: جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ یہاں تک کہ تم مطمئن ہو اور جب تو سجدہ کرے اپنی پیشانی کو اچھی طرح زمین پر رکھ، یہاں تک کہ تو زمین کا حجم پائے۔

تخریج: الصحیحة ١٣٤٩۔ احمد (١/ ٢٨٧) و تقدم برقم (٢٣٦٢)۔

فوائد: اس حدیث میں اچھی طرح خلال اور وضو کرنے کے ساتھ ساتھ اطمینان سے رکوع و سجود کا حکم ہے اور رکوع و سجود میں ٹھہراؤ اور طمانیت کی اس قدر اہمیت ہے کہ جو رکوع و سجود کامل اطمینان سے نہیں کرتا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی نماز قبول ہی نہیں فرماتے بلکہ ایک روایت میں کوے کی طرح ٹھونگے مارنے والے نمازی کے لیے سخت وعید سنائی گئی ہے۔

مدة مسح على الخفين

خفین پر مسح کرنے کی مدت کا بیان

٢٣٩٢۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ: ((رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْماً وَلَيْلَةً - إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ - أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا))

عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ بے شک آپ ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین راتوں کی اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کی رخصت دی ہے، جب وہ طہارت کی حالت میں

[الصحیحۃ:٣٤٥٥] موزے پہنے کہ اُن پر مسح کرتا رہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۵۔ ابن خزیمۃ (۱۹۲)' طحاوی (۱/ ۵۰)' ابن ابی شیبۃ (۱/ ۱۷۹)' ابن ماجہ (۵۵۶)۔

باب: تخیر الاعمال

باب: بہترین اعمال کا انتخاب کرنا

٢٣٩٣۔عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاعْمَلُوْا وَخَيِّرُوْا، وَاعْلَمُوْا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ))

[الصحیحۃ:١١٥]

ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: درست کام کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور اعمال کرو اور بہترین اعمال کو پسند کرو اور جان لو تمہارے اعمال میں بہترین عمل نماز ہے اور وضو پر مومن ہی ہمیشگی کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۵۔ احمد (۵/ ۲۸۲)' دارمی (٦۵٦)' ابن حبان (۱۰۳۷)' المروزی فی الصلاۃ (۱٦۷)۔

الصلاة ثلاثة أثلاث

نماز تین حصوں پر مشتمل ہے

٢٣٩٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ ثَلَاثَةُ أَثْلَاثٍ: الطُّهُوْرُ ثُلُثٌ، وَالرُّكُوْعُ ثُلُثٌ، وَالسُّجُوْدُ ثُلُثٌ، فَمَنْ أَدَّاهَا بِحَقِّهَا قُبِلَتْ مِنْهُ، وَقُبِلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهِ، وَمَنْ رُدَّتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ رُدَّ، عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ))

[الصحیحۃ:٢٥٣٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز تین حصوں پر مشتمل ہے۔طہارت تیسرا حصہ اور رکوع تیسرا حصہ اور سجدہ تیسرا حصہ۔جس نے نماز کو اس کے آداب وحقوق کے ساتھ ادا کیا، تو اُس سے قبول کی جائے گی۔اور اس کے دیگر اعمال بھی قبول کئے جائیں گے اور جس کی نماز رد کردی گئی اُس کے سارے اعمال رد کردیئے جائیں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۷۔ البزار (الکشف: ۳۴۹)' ابو الحسین الصیدی فی المعجم (ص: ۳۲۳'۳۲۴)۔

صفة اليتيم

یتیم کا بیان

٢٣٩٥۔عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي التَّيَمُّمِ: ((ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ))

[الصحیحۃ:٦٩٤]

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے تیمّم کے بارے میں فرمایا: ایک ضرب چہرے کے لیے اور ہتھیلیوں کے لیے۔

تخریج: الصحیحۃ ٦۹۴۔ ابن خزیمہ (۲٦۷)' احمد (۴/ ۲٦۳)' ابن الجارود (۱۲٦)' دارمی (۷۴۵)' ابوداؤد (۳۲۸)' ترمذی (۱۴۴) بمعناہ۔

فوائد: پانی نہ ملنے کی صورت میں امت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰۃ والتسلیم کو پانی مٹی سے تیمّم کرنے کی رخصت سے نوازا گیا ہے۔
جب تک پاک پانی میسر نہ ہو یا پانی میسر ہو لیکن آدمی کا مرض خطرناک موڑ پر ہو تو ایسی صورت میں تیمم سے پڑھی ہوئی نماز بھی اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں اور صحیح روایات میں تیمم کا طریقہ یہی ہے کہ ایک ہی دفعہ زمین پر ہاتھ مارا جائے اور پھر ہاتھوں اور چہرے کا مسح

کیا جائے۔ جن احادیث میں دو دفعہ زمین پر مارنے کا ذکر ہے وہ ثبوت کے لحاظ سے صحیح نہیں۔ نیز یاد رہے! حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر یعنی جنابت وغیرہ میں بھی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم سے عبادات کرنا بالکل درست ہے۔

باب: الاقتصاء فی ماء الغسل والوضوء

باب: غسل اور وضوء میں پانی کے استعمال میں کفایت شعاری کا بیان

۲۳۹۶۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْغُسْلُ صَاعٌ، وَالْوُضُوْءُ مُدٌّ)) [الصحیحة:۱۹۹۱]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، غسل ایک صاع ہے اور وضو ایک مد سے ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۹۱۔ طبرانی فی الاوسط (۳۴۹۱)، ابن عدی فی الکامل (۲/ ۶۴۰)۔

فوائد: وضو کرتے ہوئے بلاضرورت پانی ضائع نہیں کرنا چاہیے اگر انسان نہرِ جاری پر بھی بیٹھا وضو کر رہا ہو تو وہاں بھی بقدرِ ضرورت ہی پانی استعمال کرنا چاہیے۔ اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے اور حجازی صاع موجودہ پیمانے کے مطابق تین لیٹر دو سو ملی لیٹر اور مد پانی کی مقدار آٹھ سو ملی لیٹر بنتی ہے۔ نیز ناپ تول اور ماپ کے پیمانوں کیلئے علامہ فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ تعالی کی بہترین کتاب ''اسلامی اوزان'' کا مطالعہ فرمائیں۔

باب: من آداب الخلاء

باب: قضائے حاجت کے آداب

۲۳۹۷۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا أَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ)) [الصحیحة: ۱۰۷۱]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین کے قریب ہونے سے پہلے اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۷۱۔ ابوداؤد (۱۴)، بیہقی (۱/ ۹۶) عن ابی عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی (۱۴)، عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل ہی اپنے ازار بند کو پکڑ لینا یا کھولنا شروع کر دینا یہ خلافِ ادب ہے۔ مسلمان کو عین قضائے حاجت کے لیے بیٹھتے وقت ہی ازار بند کھولنا چاہیے۔ جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا۔

استحباب الوضوء من الخلاء

بیت الخلاء سے نکل کر وضوء کرنے کا استحباب

۲۳۹۸۔عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، تَوَضَّأَ)) [الصحیحة:۳۴۸۱]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو وضو فرماتے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۱۔ احمد (۶/ ۱۸۹)، ابن ماجه (۳۵۴) وابن حبان (۱۴۴۱) بمعناه۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی بیت الخلاء سے نکلتے تو وضو فرماتے۔ یعنی آپ ہر وقت یا اکثر اوقات باوضو ہی رہتے۔ اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے باوضو رہنا مومن کی نشانی بیان کی ہے۔ اس سے اُن حضرات کا رد ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بے وضو تلاوت کرنا، قرآن کو چھونا جائز ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ لہٰذ

آپ بے وضو بھی اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ جبکہ اس روایت سے یہ استدلال قطعاً درست نہیں کیونکہ اگر آپ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے تو باوضو بھی رہا کرتے تھے۔

الابعاد للخلاء — بیت الخلاء کے لیے دور جانے کا بیان

۲۳۹۹۔عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ)) [الصحيحة:۱۱۵۹]

مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے تو دور چلے جاتے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۹۔ ابوداؤد (۱)' ترمذی (۲۰)' نسائی (۱۷)' ابن ماجه (۳۳۱)۔

فوائد: (مَذْهَبٌ) یا تو ظرف کا صیغہ ہے "جانے کی جگہ" مراد قضائے حاجت کی جگہ یا مصدر میمی ہے بمعنی ذہاب (جانا) یعنی جب آپ جاتے قضائے حاجت کے لیے جاتے۔ دونوں صورتوں میں معنی درست ہے۔ چونکہ عصر نبوی میں باقاعدہ گھروں میں الگ باپردہ بیت الخلاء کا زیادہ اہتمام نہیں تھا۔ جس طرح آج ہمارے ہاں ہے۔ اس لیے شرم وحیاء کے عظیم پیکر، سرکارِ دو عالم ﷺ قضائے حاجت کے لیے دور نکل جاتے اور زیادہ دور نکل جانے کا بنیادی مقصد تو یہی ہوتا کہ کسی کی نظر نہ پڑے اور قضائے حاجت کے وقت تنہائی میں ستر وحجاب کا مکمل لحاظ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ زیادہ دور نکل جانے کا ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ آبادی کا خوشگوار ماحول تعفن اور بو وغیرہ سے بدمزہ نہیں ہوتا! لوگوں کے گھروں کے سامنے بول و براز کرنے والوں یا کوڑا کرکٹ پھینکنے والوں کو سیرتِ عالیہ سے سبق لینا چاہیے۔

وجوب الغسل بالإلتقاء الختانين — شرمگاہوں کے ملنے سے غسل کا واجب ہونا

۲۴۰۰۔عَنْ عَائِشَةَ : ((كَانَ ﷺ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ اغْتَسَلَ)) [الصحيحة:۲۰۶۳]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جب دونوں ختان (یعنی شرمگاہیں) مل جاتے تو آپ ﷺ غسل کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۳۔ احمد (۶/ ۱۲۳، ۲۲۷)' طحاوی (۱/ ۳۳)' اسحاق بن راهویه (۱۳۵۴)۔

ادارة الماء على المرفقين عند الوضوء — وضوء کرتے وقت کہنیوں پر پانی لگانے کا بیان

۲۴۰۱۔عَنْ جَابِرٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ أَدَارَ الْمَاءَ عَلَى مِرْفَقَيْهِ)). [الصحيحة:۲۰۶۷]

جابر ؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب وضو فرماتے تو پانی کو اپنی کہنیوں پر گھماتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۷۔ دارقطنی (۱/ ۸۳)' بیهقی (۱/ ۵۶)۔

استحباب بريح الطيب — عمدہ خوشبو لگانے کا استحباب

۲۴۰۲۔عَنْ إِبْرَاهِيمَ مُرْسَلًا : ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ بِرِيحِ الطِّيبِ إِذَا أَقْبَلَ))

ابراہیم ؓ سے مرسل روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ جب تشریف لاتے تو اپنی عمدہ خوشبو کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔

[الصحيحة:۲۱۳۷]

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۷۔ ابن سعد (۱/ ۳۹۹)' دارمی (۲۶)' عن ابراهیم النمغی مرسلاً' دارمی (۶۷)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۳۹۹'۴۰۰)' عن جابر ﷺ۔

تنشيف الوضوء

وضوء کے پانی کو صاف کرنا

۲۴۰۳۔عَنْ عُرْوَةَ: ((كَانَ لَهُ ﷺ خِرْقَةٌ يَتَنَشَّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ))

عروہ ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ کے لیے ایک رومال تھا، جس سے آپ ﷺ وضو کے بعد ہاتھ خشک کرتے تھے۔

[الصحيحة:۲۰۹۹]

تخریج: الصحیحة ۲۰۹۹۔ ترمذی (۵۳)' حاکم (۱/ ۱۵۴)' بیهقی (۱/ ۱۸۵)' من طریق عروة عن عائشة ﷺ۔

فوائد: پرانے پھٹے ہوئے کپڑے کے ٹکڑے کو "خرقة" کہتے ہیں اور تنشیف کا معنی ہے پچھنا، خشک کرنا، وضو کے بعد رومال وغیرہ سے اعضا خشک کرنا درست ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي التَّمَنْدُلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ اہل علم صحابہ کرام سمیت ان کے بعد کئی اہل علم تابعین و محدثین نے وضو کے بعد رومال یا تولیہ استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ شارح ترمذی حضرت امام عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وَالْقَوْلُ الرَّاجِحُ عِنْدِيْ: هُوَ قَوْلُ مَنْ قَالَ بِجَوَازِ التَّنْشِيْفِ کہ میرے نزدیک زیادہ درست یہی موقف ہے کہ تولیہ وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔

اهمية السواك

مسواک کی اہمیت کا بیان

۲۴۰۴۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاكُ عِنْدَهُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ))

[الصحيحة: ۲۱۱۱]

ابن عمر ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب بھی سوتے تو مسواک اپنے پاس رکھتے اور جب بیدار ہوتے تو مسواک سے ابتداء کرتے۔

استحباب الوضوء من المطاهر

عام برتن یا حوض سے وضوء کرنے کا استحباب

۲۴۰۵۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَلْوُضُوْءُ مِنْ جَرٍّ جَدِيْدٍ مُخَمَّرٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ، أَمْ مِنَ الْمَطَاهِرِ؟ قَالَ: ((لَا، بَلْ مِنَ الْمَطَاهِرِ، إِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ يُسْرٌ، الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ)) قَالَ: ((وَكَانَ يَبْعَثُ إِلَى الْمَطَاهِرِ، فَيُؤْتَى بِالْمَاءِ فَيَشْرَبُهُ، يَرْجُوْبَرَكَةَ أَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ)) [الصحيحة:۲۱۱۸]

ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ڈھانپے ہوئے مٹی کے نئے مٹکے سے وضو کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا عام وضو کی بنی ہوئی جگہوں پر (یعنی حوض وغیرہ)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں عام برتن یا حوض سے وضو کرنا پسند کرتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ کا دین آسان ہے، ہر طرح کی افراط و تفریط سے الگ بالکل آسان اور آپ ﷺ طہارت کی عام جگہوں کی طرف پانی لینے کے لیے بھیجتے اور آپ اُس کو پیتے اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت کی امید رکھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۱۸۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کا آخری حکم اس روایت کے ضعف کا ہے دیکھئے (سلسلۃ الضعیفۃ: ۶۴۷۹)، طبرانی فی الاوسط (۷۹۸)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۲۰۳)۔

فوائد: خِرّ مٹکا، حدید، نیا، مُخمر، ڈھانکا ہوا۔ اور "المطاھر" یہ "مِطْھَرَۃٌ" کی جمع ہے۔ کُلُّ إِنَاءٍ یُتَطَھَّرُ مِنْهُ ہر وہ برتن جس سے طہارت حاصل کی جائے۔

الوضوء مما مست النار

آگ سے پکی ہوئی چیز کی وجہ سے وضوء کرنا

۲۴۰۶۔عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ طَحْلَاءَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ ظِئْرَكَ سُلَيْماً لَا يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ؟ قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرَ سُلَيْمٍ، وَقَالَ أَشْهَدُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَشْهَدُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)) [الصحيحة:۲۱۲۱]

محمود بن طحلاء کہتے ہیں میں نے ابوسلمہ کو کہا: آپ کا سوتیلا باپ سلیم آگ سے پکی ہوئی چیز پر وضو نہیں کرتا۔ کہتے ہیں ابوسلمہ نے سلیم کے سینے پر مارا اور کہا میں آپ ﷺ کی بیوی ام سلمہ کے بارہ میں گواہی دیتا ہوں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں گواہی دیتی تھیں کہ آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کیا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۲۱۔ احمد (۶/ ۳۲۱)، طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۸۷)۔

فوائد: آغاز اسلام میں آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے پر دوبارہ وضو کرنے کا حکم تھا، جو کہ بعد میں منسوخ کر دیا گیا، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ آپ ﷺ نے دستی کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ بلکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ابوداؤد شریف میں صراحت موجود ہے کہ كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارِ رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ ﷺ نے آگ پر پکی اشیاء کے کھانے پر دوبارہ وضو کرنا چھوڑ دیا تھا۔

صفة الوضوء واحدةً واحدةً

ایک ایک مرتبہ وضوء کے اعضاء دھونے کا بیان

۲۴۰۷۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ((كَانَ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَاحِدَةً وَاحِدَةً، وَثِنْتَيْنِ ثِنْتَيْنِ، وَثَلَاثاً ثَلَاثاً، كُلَّ ذٰلِكَ يَفْعَلُ)) [الصحيحة:۲۱۲۲]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ کبھی ایک ایک مرتبہ، کبھی دو دو مرتبہ اور کبھی تین تین مرتبہ، وضو میں اعضاء کو دھویا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۲۲۔ طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۶۸) وفی مسند الشامیین (۲۲۴۸)۔

فوائد: یہ شریعت کی طرف سے رخصت ہے، پانی کی قلت کے پیش نظر یا عمداً صرف ایک ایک مرتبہ اعضاء دھو لینے سے وضو مکمل ہو جاتا ہے۔ البتہ دو دو مرتبہ اعضاء دھونا یہ ایک مرتبہ اعضاء کے دھونے سے زیادہ بہتر ہے بلکہ اس سے دوہرا اجر ملتا ہے اور تین تین مرتبہ اعضاء کو اچھی طرح دھونا یہ دونوں صورتوں سے افضل، اعلیٰ اور بہتر ہے۔ جس طرح کہ آگے حدیث مبارکہ میں صراحت سے فضیلت آ رہی ہے۔

التيمم بالوقت

فوراً تیمّم کر لینے کا بیان

۲۴۰۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : ((كَانَ يَخْرُجُ يُهْرِيقُ الْمَاءَ، يَتَمَسَّحُ بِالتُّرَابِ، فَأَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيْبٌ؟ فَيَقُوْلُ: وَمَا يُدْرِيْنِي لَعَلِّي لَا أَبْلُغُهُ)) [الصحيحة:۲۶۲۹]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلتے، استنجاء کرتے اور ساتھ ہی مٹی سے تیمّم کر لیتے، میں کہتا، اے اللہ کے رسول ﷺ! پانی تو آپ کے قریب ہے،آپ ﷺ فرماتے،کیا خبر کہ شاید میں پانی تک نہ پہنچ سکوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۹۔

فوائد: اس حدیثِ طیبہ سے واضح ہوا کہ موت کی حقیقت آپ ﷺ پر کس قدر آشکارہ تھی اور آپ اپنی موت کو کس قدر قریب سمجھتے تھے کہ نیک عمل یا طہارت حاصل کرنے میں لمحہ بھر کی غفلت نہ فرماتے، مگر افسوس آج کل کے عاشقانِ رسول ﷺ ساری زندگی بے فکری اور موت سے غافل رہ کر گزار دیتے ہیں۔

كم الإبعاد للحاجة ۔ قضاء حاجت کے لیے کتنا دور جانا چاہیے؟

۲۴۰۹۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ : ((كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ إِلَى الْمُغْمَسِ)) قَالَ نَافِعٌ: (الْمَغْمَسُ) مِيْلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً مِنْ مَكَّةَ۔[الصحيحة:۱۰۷۲]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے مغمس کی طرف جاتے، نافع نے کہا: مغمس مکہ سے دو یا تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۷۲۔ ابو العباس السراج فی مسندہ (۱۷)' ابو یعلی (۵۶۰۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۶۳۸)' وفی الاوسط (۴۹۰۰)۔

فوائد: پچھلی روایت میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قضاءِ حاجت کے لیے دور نکل جاتے تھے۔ اس حدیث میں جگہ اور مسافت کی تعیین کی گئی ہے کہ آپ کم وبیش تین میل کے فاصلہ پر مغمس نامی جگہ پر تشریف لے جاتے، مغمس صاف اور گھنے درختوں والی جگہ تھی، ویسے بھی "غميس" عربی زبان میں درختوں کے درمیان چھوٹی نالی کو کہتے ہیں۔

اهمية الخلال بالأصابع ۔ انگلیوں کے خلال کرنے کی اہمیت کا بیان

۲۴۱۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَتُنْهِكُنَّ الْأَصَابِعَ بِالطُّهُوْرِ، أَوْ لَتُنْهِكَنَّهَا النَّارُ.)) [الصحيحة:۳۴۸۹]

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طہارت کرتے ہوئے انگلیوں کو خوب صاف کرو۔ وگرنہ اُن کو آگ خوب جلائے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۸۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۶۵۹۵) مرفوعاً وفی الکبیر (۹۲۱۱'۹۲۱۲)' موقوفاً علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

اهمية السواك ۔ مسواک کی اہمیت کا بیان

۲۴۱۱۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ رَفَعَهُ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَفَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِي السِّوَاكَ كَمَا فُرِضَتْ عَلَيْهِمُ الْوُضُوْءِ))

عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو میں ان پر مسواک کو لازم کرتا جس طرح کہ ان پر وضو کو فرض کیا گیا ہے۔

[الصحيحة:٣٠٦٧]

تخریج: الصحيحة ٣٠٦٧- ابن ابی شيبة (١/ ١٧٠)، نسائی فی الكبری (٢٩٢٩)، حاكم (١/ ١٤٦)، عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ۔

فوائد: متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے مسواک کی اہمیت وفضیلت بیان فرمائی ہے اور آپ علیہ السلام کا معمول مبارک بھی یہی تھا کہ آپ ہر نماز بلکہ نوافل وغیرہ کے لیے بھی مسواک کا اہتمام فرماتے۔ ہمارے لیے اگرچہ ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنا فرض نہیں مگر اس کا یہ بھی مطلب ہرگز نہیں کہ مسواک کرنے میں حد درجہ لاپرواہی کی جائے جیسا کہ اکثر نمازیوں کا معمول ہے۔ بحیثیت غلام ہمیں اپنے پیارے آقا ومولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیاری محبوب سنت پر ہر وضوء سے پہلے عمل کرنا چاہیے۔

غسل المرأة والزوج جميعا

٢٤١٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: أَجْنَبْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَاغْتَسَلْتُ مِنْ جَفْنَةٍ، فَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَاغْتَسَلَ مِنْهَا، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدِ اغْتَسَلْتُ مِنْهَا، فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْمَاءِ جَنَابَةٌ))

[الصحيحة: ٢١٨٥]

میاں بیوی کے اکٹھا غسل کرنے کا جواز

ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، اُنہوں نے کہا: میں اور رسول اللہ ﷺ جنبی ہوئے تو میں نے بڑے ٹب سے غسل کیا اور اُس میں پانی بچ گیا، نبی ﷺ آئے اور اُسی ٹب سے آپ ﷺ نے بھی غسل کیا۔ میں نے کہا: اس سے تو میں نے غسل کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: پانی کو جنابت لاحق نہیں ہوتی۔

تخریج: الصحيحة ٢١٨٥- ابن سعد (٨/ ١٣٧)، احمد (٦/ ٣٣٠)، ابو يعلى (٧٠٩٨)۔

وجوب الغسل بالإنزال

٢٤١٣- عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ، أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتَّى تُنْزِلَ، كَمَا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ غُسْلٌ حَتَّى يُنْزِلَ)) [الصحيحة:٢١٨٧]

انزال کی وجہ سے غسل واجب ہے

خولہ بنت حکیم سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اُس عورت کے متعلق سوال کیا جو اپنے خواب میں وہی کچھ دیکھے جو آدمی دیکھتا ہے (یعنی احتلام)؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح بغیر انزال کے مرد پر غسل واجب نہیں، اسی طرح بغیر انزال کے عورت پر بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔

تخریج: الصحيحة ٢١٨٧- ابن ماجه (٦٠٢)، احمد (٦/ ٤٠٩)، ابن ابی شيبة (١/ ٨٠، ٨١)۔

الريح من ناقض الوضوء

٢٤١٤- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ أَتَتْ سَلْمَى مَوْلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ أَوِ امْرَأَةُ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَسْتَأْذِنُهُ عَلَى أَبِي رَافِعٍ قَدْ ضَرَبَهَا، قَالَتْ: قَالَ

ہوا کا خارج ہونا ناقض وضوء ہے

زوجہ نبی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی لونڈی یا رسول اللہ ﷺ کے غلام ابو رافع کی بیوی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ وہ ابو رافع کے مارنے کی آپ سے شکایت کر رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع سے کہا: تیرا اور اس کا کیا

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي رَافِعٍ: ((مَالَكَ وَلَهَا يَاأَبَا رَافِعٍ؟)) قَالَ: تُؤْذِيْنِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِمَ آذَيْتِيْهِ يَاسَلْمٰى؟!)) قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَاآذَيْتُهُ بِشَيْءٍ، وَلٰكِنَّهُ أَحْدَثَ وَهُوَ يُصَلِّي فَقُلْتُ لَهُ: يَأَبَا رَافِعٍ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَحَدِهِمُ الرِّيْحُ أَنْ يَتَوَضَّأَ۔ (وَقَالَ الطَّبَرَانِيُّ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ خَرَجَ مِنْهُ رِيْحٌ فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ)) فَقَامَ فَضَرَبَنِي، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ وَيَقُوْلُ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّهَا لَمْ تَأْمُرْكَ إِلَّا بِخَيْرٍ))

معاملہ ہے اے ابورافع؟ اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول یہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمٰی تونے اسے تکلیف کیوں دی؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اُس کو قطعاً تکلیف نہیں دی، لیکن بات یہ ہے نماز پڑھتے ہوئے اُس کو حدث ہوگیا (یعنی ہوا وغیرہ کا نکلنا) میں نے کہا اے ابو رافع: یقیناً رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکم کیا ہے کہ جب اُن میں سے کسی ایک کی ہوا خارج ہوتو وہ وضو کرے۔ (طبرانی کے الفاظ ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے ہوا خارج ہو وہ وضو لوٹائے) اتنی بات پر اُس نے مجھے مارنا شروع کردیا۔ یہ ماجرا سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: اے ابو رافع: اُس نے تو تجھے بھلائی ہی کا حکم کیا تھا۔

[الصحيحة: ۳۰۷۰]

فوائد: اپنی بیوی کی اچھی بات پر اسے مارنا یا ملامت نہیں کرنا چاہیے بلکہ خندہ پیشانی سے بیوی کی طرف سے کلمہ خیر قبول کرتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اچھا شوہر اپنی اہلیہ کی اچھی باتوں کو اپنے لیے سرمایۂ حیات سمجھتا ہے۔ نیز مظلوم بیوی خاندان کے بڑے فرد کے سامنے اپنی پریشانی بیان کرسکتی ہے۔

الإستجمار ثلاثا

استنجاء تین مرتبہ کرنا

۲۴۱۵۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيَسْتَجْمِرْ ثَلَاثًا)).

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کیا: کہ جو استنجاء کرے وہ تین مرتبہ استنجاء کرے۔

[الصحيحة: ۲۳۱۲]

تخريج: الصحيحة ۲۳۱۲۔ طبرانی فی الکبير كما فی المجمع (۱/ ۲۱۱)۔

باب: الوضوء مماست النار

باب: آگ پر پکی چیز کھانے سے وضوء کرنا

۲۴۱۶۔عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَرَأَيْتُ أُنَاساً مُجْتَمِعِيْنَ، وَشَيْخًا يُحَدِّثُهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَكَلَ لَحماً فَلْيَتَوَضَّأْ))

معاویہ کے غلام قاسم سے روایت ہے' کہتے ہیں میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو چند لوگوں کو اکٹھے دیکھا اور ایک بزرگ اُن سے حدیث بیان کررہے تھے، میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: سھل بن حنظلیہ ہیں۔ میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے: جو گوشت کھائے وہ وضو

[الصحيحة:٢٣٢٢] کرے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۲۔ احمد(۳/ ۴۰۱'۸/۵/ ۲۸۹)' طبرانی (۵۶۲۲)' طحاوی (۱/ ۶۴)۔

فوائد: اونٹ کے علاوہ کسی دوسرے حلال جانور کا گوشت کھانے سے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اونٹ کا گوشت کھانے پر دوبارہ وضو کرنے پر اہل علم کا اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلفائے راشدین، ابن مسعود، ابی بن کعب، ابن عباس، ابودرداء، ابوطلحہ، عامر بن ربیعہ اور حضرت ابوامامہ سمیت جمہور تابعین اور امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا یہی موقف ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ اہل علم اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد دوبارہ وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ جب کہ دوسری طرف صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے پوچھا کیا ہم بھیڑ بکریوں کا گوشت کھانے کے بعد وضو کریں؟، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری مرضی۔ اگر چاہو تو کرلو اور اگر چاہو تو نہ کرو۔ پھر آپ علیہ السلام سے اونٹ کے گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تم اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرو۔ اس روایت کے پیش نظر بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔ بہر حال دونوں طرف دلائل قوی ہیں۔ جمہور صحابہ کرام اور کثیر اہل علم کی طرح ہماری تحقیق بھی یہی ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں۔ البتہ مستحب (یعنی کر لینا بہتر) ہے۔ واللہ اعلم

فضل البيت طاهرا

وضوء کی حالت میں رات گزارنے کی فضیلت

٢٤١٧۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاتَ طَاهِراً بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِراً)).

[الصحيحة:٢٥٣٩]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری تو اُس کے بستر میں فرشتہ رات گزارتا ہے۔ جب بھی وہ رات کی کسی گھڑی میں کروٹ بدلتا ہے، تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو معاف کردے۔ اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۹۔ عبداللہ بن المبارك فی مسنده (۶۵)' وفی الزهد (۱۲۴۴)' ابن حبان (۱۰۵۱) "وعنده عن ابن عمر"۔

فوائد: باوضو رہنے کے بے شمار فوائد ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی شیطانی اثرات اور شہوانی جذبات سے محفوظ رہتا ہے۔ روحانیت بڑھتی ہے اور حالتِ وضو میں مومن عجیب سکون محسوس کرتا ہے۔ ایک روایت میں آنجناب ﷺ نے فرمایا: طَهِّرُوا الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللهُ ان جسموں کو پاک رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں پاکیزگی عطا فرمائے گا۔ سوتے وقت جو وضو کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نگرانی اور اس کے حق میں رحمت و بخشش کی دعا کے لیے فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں۔

فضل الوضوء والمشي إلى المسجد

وضوء اور مسجد کی طرف چلنے کی فضیلت

٢٤١٨ـعَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ وَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ الزَّائِرَ)). [الصحيحة:١١٦٩]

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور مسجد کی طرف آیا تو وہ اللہ کی زیارت کرنے والا ہے۔ اور جس کی زیارت کی جائے' اُس پر لازم ہے کہ وہ زیارت کرنے والے کی عزت و مہمان نوازی کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۹۔ ابو الحسن الصلف فی حدیثه (ق:۷۶/ ۱)' طبرانی فی الکبیر (۶۱۳۹'۶۱۴۵)' بمعناہ۔

باب: التنزه من البول

باب: پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا

٢٤١٩ـعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُوْلُ قَائِماً، فَلَا تُصَدِّقُوْهُ، مَاكَانَ يَبُوْلُ إِلَّا قَاعِداً)) [الصحيحة:٢٠١]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہتی ہیں جو تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے تو تم اُس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ ﷺ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۱۔ نسائی (۲۹)' ترمذی (۱۲)' ابن ماجه (۳۰۷)' الطیالسی (۱۵۱۵)۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک یہی تھا کہ آپ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے، بغیر عذر کے آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کبھی نہیں کیا۔ بعض مسلمان مغرب کی نقالی میں حیوانوں کی طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہیں جو کہ سراسر سنت سے انحراف ہے۔

باب: من آداب قضاء الحاجة

باب: قضائے حاجت کے آداب کا بیان

٢٤٢٠ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَمْ يَسْتَدْبِرْهَا فِي الْغَائِطِ كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ، وَمُحِيَ عَنْهُ سَيِّئَةٌ)) [الصحيحة:١٠٩٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا: جس نے قضائے حاجت کرتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کیا نہ پیٹھ کی اُس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اُس کا گناہ معاف کردیا جاتا ہے۔

کراهة السرف بالوضوء

وضوء میں اسراف کی کراہت کا بیان

٢٤٢١ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّبِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا السَّرَفُ يَاسَعْدُ؟)) قَالَ: أَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ؟ ! قَالَ: ((نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ)) [الصحيحة:٣٢٩٢]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ بے شک نبی ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ وضو کررہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا فضول خرچی ہے سعد؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ تو جاری نہر پر بھی ہو۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۹۲۔ احمد (۲/ ۲۲۱)' ابن ماجه (۴۲۵)۔

الوضوء شرط للصلاة

۲۴۲۲۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ مَرَّةً، وَيَدَيْهِ مَرَّةً، وَرِجْلَيْهِ مَرَّةً مَرَّةً، وَقَالَ: ((هٰذَا وُضُوْءٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ-عَزَّوَجَلَّ- الصَّلَاةَ إِلَّا بِهِ)) ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ: ((هٰذَا وَضُوْءٌ مَنْ تَوَضَّأَ ضَاعَفَ اللّٰهُ لَهُ الْأَجْرَ مَرَّتَيْنِ)) ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: ((هٰكَذَا وَضُوْءُ نَبِيِّكُمْ وَالنَّبِيِّيْنَ ﷺ قَبْلَهُ)) أَوْ قَالَ: ((هٰذَا وُضُوْئِي وَوُضُوْءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي))

[الصحيحة: ٢٦١]

وضوء نماز کی قبولیت کی شرط ہے

انس ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے چہرے ، ہاتھوں اور پاؤں کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور فرمایا: یہ وہ وضو ہے کہ اللہ اس کے بغیر نماز قبول ہی نہیں کرتا ۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا، اور وضو کرتے ہوئے اعضاء کو دو دو مرتبہ دھویا اور فرمایا: یہ بھی وضو ہے۔ جس نے ایسا وضو کیا اللہ اُس کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو میں اعضاء کو تین مرتبہ دھویا اور فرمایا: اسی طرح تمہارے نبی اور پہلے انبیاء کا وضو ہے۔ یا آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرا وضو اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے۔

تخريج: الصحيحة ٢٦١- ابن شاهين في الترغيب (٢٦٣/ ٢١)۔

الوضوء ثلاثا ثلاثا

۲۴۲۳۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ[عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو]قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوْءِ؟ فَأَرَاهُ الْوُضُوْءَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((هٰكَذَا الْوُضُوْءُ، فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ))

[الصحيحة:١٨٩]

تین مرتبہ وضوء کے اعضاء دھونا

عمرو بن شعیب سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے ، اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں، ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ، وہ آپ سے وضو کے بارے میں سوال کر رہا تھا؟ تو آپ نے اُس کو تین تین مرتبہ اعضاء دھو کر وضو کر کے دکھایا۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: وضو اس طرح ہے، جس نے اس سے زیادہ دفعہ اعضاء کو دھویا' اُس نے برا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔

تخريج: الصحيحة نسائي (١٤٠)' ابن ماجه (٤٢٢)' ابو داؤد (١٣٠)' بزيادة۔

ماء البحر طاهر

۲۴۲۴۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ، عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ بِهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ

سمندر کا پانی پاک ہے

ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں ایک آدمی نبی کے پاس ﷺ آیا اور اُس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم سمندری سفر کرتے ہیں، اور اپنے ساتھ تھوڑا بہت پانی بھی لیتے ہیں۔ اگر ہم اُسی سے وضو کریں تو ہم پیاسے ہو جاتے ہیں، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سمندر کا پانی پاک

مَيْتَتُهُ)) [الصحيحة: ٤٨٠] ہے، اور اُس کا مردار حلال ہے۔

تخریج: الصحیحة ۴۸۰۔ مالك فی الموطا (۱/ ۲۲)' ابو داؤد (۸۳)' ترمذی (۶۹)' نسائی (۵۹)' ابن ماجه (۳۸۶)۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سمندر کا پانی مطلقاً پاک ہے اور اس سے ہر قسم کی طہارت حاصل کی جاسکتی ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ مچھلی سمیت سمندر کے تمام مردار حلال ہیں جس طرح کہ حدیث کے عموم سے ثابت ہوتا ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اسی کے قائل ہیں مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لَايَحِلُّ مِنْهَا إِلَّا السَّمَكُ صرف مچھلی ہی حلال ہے۔

اعجاب الريح الطيبة

عمدہ خوشبو کا اچھا لگنے کا بیان

٢٤٢٥۔عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جُبَّةً مِنْ صُوفٍ سَوْدَاءَ، فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ، فَخَلَعَهَا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ۔ [الصحيحة:٢١٣٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کالے رنگ کا اونی جبہ تیار کیا۔ آپ ﷺ نے اُسے پہنا، جب پسینہ آیا آپ نے اون کی بو پائی، تو اُس کو اتار دیا۔ اور آپ ﷺ کو عمدہ خوشبو بہت پسند تھی۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۶۔ ابو داؤد (۴۰۷۴)' احمد (۶/ ۱۴۴'۲۱۹)' حاکم (۴/ ۱۸۸'۱۸۹)' ابن سعد (۱/ ۴۵۳)۔

كفاية ثلاث ثيات للراس

سر کے لیے تین لپوں کے کافی ہونے کا بیان

٢٤٢٦۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: ((لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ فَتَطْهُرِينَ)) [الصحيحة:١٨٩]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ: میں اپنے سر کے بال اچھی طرح گوندھتی ہوں، کیا میں اُن کو غسل جنابت کے لیے کھولوں؟ فرمایا: نہیں۔ تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈال لے۔ پھر سارے جسم پر پانی بہا لے اور طہارت حاصل کر لے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۔ مسلم (۳۳۰)' ابو داؤد (۲۵۱)' ترمذی (۱۰۵)' نسائی (۲۴۲)' احمد (۶/ ۲۸۹'۳۱۴'۳۱۵)۔

٢٤٢٧۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحْدِثُ وَيَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ، أَيُصَلِّي؟ قَالَ: ((لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ)) [الصحيحة:٢٩٤٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسے آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کو حدث ہوتا ہے اور وہ وضو کرتا ہے۔ اور موزوں پر مسح کرتا ہے۔ کیا وہ نماز پڑھ لے۔ آپ نے فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۰۔ ابن حبان (۱۳۳۴)۔

كراهة الاستمتاع بإهاب الميتة

مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ حاصل کرنے کی

وعصب

کراہت کا بیان

٢٤٢٨۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَسْتَمِتِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ)) [الصحيحة:٢٨١٢]

عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ حاصل نہ کرو۔

تخريج: الصحيحة ٢٨١٢- طبرانی فی الاوسط (٩٣٩٤)' ابن عدی فی الکامل (٤/ ١٣٤٧)' ترمذی (١٧٢٩)' نسائی (٤٢٦١)' ابن ماجه (٣٦١٣)' من طريق آخر عنه بنحوه۔

فوائد: راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ ہر مردار کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے۔صحیح مسلم شریف میں سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ......''جب چمڑہ رنگ دیا جائے تو پاک ہوجاتا ہے۔'' اوپر حدیث میں جو منع کیا گیا ہے اس سے اُس چمڑے سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت ہے جو رنگا ہوا نہ ہو۔جب رنگ لیا جائے تو اُس سے فائدہ اٹھانا بالکل درست ہے۔لیکن یاد رہے مردار کا چمڑہ کھانا بالاتفاق حرام ہے۔

كراهة البول فى البيت والمغتسل

گھر اور غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت

٢٤٢٩۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَايُنْقَعُ فِي طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَاتَدْخُلُ بَيْتاً فِيْهِ بَوْلٌ وَلَا يَبُوْلَنَّ فِي مُغْتَسَلٍ)) [الصحيحة:٢٥١٦]

عبداللہ بن یزید سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ گھر میں تھال میں پیشاب نہ کیا جائے۔کیونکہ فرشتے ایسے کمرے میں داخل نہیں ہوتے، جس میں پیشاب ہو اور نہ ہی کوئی غسل خانے میں پیشاب کرے۔

تخريج: الصحيحة ٢٥١٦- طبرانی فی الاوسط (٢٠٩٨)۔

فوائد: جب پیشاب رکھنے کی وجہ سے رحمت کا فرشتہ نہیں آتا تو پھر پاخانہ وغیرہ رکھنے سے بالاولیٰ نہیں آئے گا بہتر یہی ہے گھر کو ہر قسم کی گندگی و نجاست سے کلیۃً پاک رکھا جائے۔کیونکہ فرشتے گندگی اور بو سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔نیز غسل خانے میں پیشاب کرنے سے اس لیے منع فرمایا کہ عصر نبویؐ میں عموماً غسل خانوں کی جگہ کچی ہوتی تھی، اُسی جگہ پیشاب کر کے پھر وہیں غسل کرنے سے آدمی ناپاک قطرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا، آج کل چونکہ فلش سسٹم اور نہانے کا علیحدہ علیحدہ اہتمام ہوتا ہے اس سے ناپاک چھینٹوں کے پڑنے کا کوئی خدشہ وغیرہ نہیں ہوتا۔اس کے باوجود غسل والے حصے میں پیشاب کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

باب: الاقتصاد فى ماء الوضوء

باب: وضوء کے پانی میں میانہ روی اختیار کرنا

٢٤٣٠۔قَالَ ﷺ: ((يُجْزِى مِنَ الْوُضُوْءِ مُدٌّ، وَمِنَ الْغُسْلِ صَاعٌ)) رُوِىَ مِنْ حَدِيْثِ عَقِيْلِ بْنِ أَبِى طَالِبٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وضو میں ایک مد پانی اور غسل میں ایک صاع پانی کفایت کر جاتا ہے۔یہ حدیث عقیل بن أبی طالب، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

[الصحيحة:٢٤٤٧]

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۴۷۔ (۱) عقیل بن ابی طالب: ابن ماجہ (۲۷۰)۔ (۲) جابر: حاکم (۱/ ۱۶۱)' ابن خزیمۃ (۱۱۷)۔ (۳) انس: (۳/ ۱۷۹)' ترمذی (۶۰۹)۔ (۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما: طبرانی فی الاوسط (۷۵۵۱)۔ تیمم کرنے کا بیان جب تک پانی نہ ملے۔

جواز التيمم حتى ان تجدماءً

٢٤٣١ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ (بِالرَّبَذَةِ) فَلَمَّا جَاءَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ)) فَسَكَتَ، فَرَدَّدَهَا عَلَيْهِ، فَسَكَتَ، فَقَالَ: ((يَا أَبَاذَرٍّ! ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ)) قَالَ: إِنِّي جُنُبٌ، فَدَعَا لَهُ الْجَارِيَةَ بِمَاءٍ، فَجَاءَتْهُ، فَاسْتَتَرَ بِرَاحِلَتِهِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يُجْزِئُكَ الصَّعِيدُ وَلَوْ لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ عِشْرِينَ سَنَةً (وَفِي رِوَايَةٍ: عَشْرَ سِنِينَ) فَإِذَا وَجَدْتَهُ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ))

[الصحيحة: ٣٠٢٩]

باب

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنی چند بکریوں کے ساتھ مقام ربذہ پر تھے، جب وہ واپس آئے تو نبی ﷺ نے اُن سے کہا: اے ابوذر! وہ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے بار بار کہا، لیکن وہ پھر خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر تیری ماں تجھے گم پائے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جنبی ہوں۔ آپ نے اُس کے لیے لونڈی کے ہاتھوں پانی منگوایا۔ وہ پانی لے آئی تو انہوں نے اپنی سواری کا پردہ کیا اور غسل کرلیا، پھر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ تو اُن سے نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تجھے بیس سال بھی پانی نہ ملے تو پاک مٹی کافی ہے۔ اور ایک روایت میں دس سال کے الفاظ ہیں۔ جب تو پانی پالے تو پھر اچھی طرح غسل کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۹۔ طبرانی فی الاوسط (۱۳۵۵)' البزار (الکشف: ۳۱۰) مختصراً۔

إثم النخامة في القبلة

٢٤٣٢ـعَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: ((يَجِيءُ صَاحِبُ النُّخَامَةِ فِي الْقِبْلَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهِيَ فِي وَجْهِهِ)) [الصحيحة:٢٢٣]

قبلہ کی طرف بلغم پھینکنے کا گناہ

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، قبلہ کی طرف ناک صاف کرنے والا اس حالت میں آئے گا، کہ وہ بلغم اُس کے منہ پر ہوگی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۔ ابن حبان (۱۶۳۸)' ابن خزیمہ (۱۳۱۳)' البزار (الکشف: ۴۱۳)۔

فوائد: جس طرف منہ کرکے عبادت کی جائے اُس سمت کا ادب واحترام بھی لازمی وضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ قبلہ کی طرف پیشاب یا قضائے حاجت کرنا شریعت میں سخت ممنوع ہے۔ اوراسی طرح قبلہ رخ تھوکنے یا بلغم پھینکنے کی قطعاً اجازت نہیں اور جو شخص ان آداب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتا قیامت کے روز اُسے شرمندگی کا سامنا کرنا ہوگا۔

باب: دم الحيض والدماء

باب: حیض کے خون اور دیگر خونوں کا بیان

٢٤٣٣ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک خولہ بنت یسار نبی ﷺ کے

بِسَارٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ، وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ، فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: إِنْ طَهُرْتِ فَاغْسِلِيهِ، ثُمَّ صَلِّي فِيهِ،فَقَالَتْ: فَإِنْ لَمْ يَخْرُجِ الدَّمُ؟ قَالَ: ((يَكْفِيكِ الْمَاءُ وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ))

[الصحيحة: ۲۹۸]

پاس آئیں اور انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا ایک ہی کپڑا ہے اور اُسی میں مجھے حیض آتا ہے، میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو پاک ہو تو اُس کو دھو لے پھر اُسی میں نماز پڑھ لے۔ اُس نے کہا: اگر خون کپڑے سے دھونے کے بعد بھی نہ نکلے تو آپ نے فرمایا: تیرا پانی سے دھولینا کافی ہے۔ خون کے نشانات کا کوئی حرج نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۸۔ ابو داؤد (۳۶۵)' احمد (۲/ ۳۸۰)' بیہقی (۲/ ۴۰۸)۔